www.KitaboSunnat.com
اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اولین کاوش
اَلْفَتْحُ الرَّبَّانِی
فِقہی ترتیب
شیخ احمد عبدالرحمن بنا ساعاتی رحمہ اللہ
مُسند امام احمد بن حنبل
شیخ الإسلام، صاحب المذهب، شيخ السنة، إمام أهل الحديث وصاحب المنة على الأمة
أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني
ترجمہ
شیخ الحدیث عباس انجم گوندلوی
پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان
تحقیق وتخریج وشرح
ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان
نظرثانی
شیخ الحدیث حافظ عبداللہ رفیق
تقریظ
شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ
9
انصار السنۃ پبلیکیشنز لاہور

اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اولین کاوش

سلیس ترجمہ، تشریح، تحقیق وتخریج

# اَلْفَتْحُ الرَّبَّانِیْ 9

فقہی ترتیب

# مُسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الامۃ

ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

مولانا عباس انجم گوندلوی، پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

قال رسول اللہ

تحقیق وتخریج وشرح

ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تقریظ

شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

نظر ثانی حافظ عبداللہ رفیق شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور

انصار السنۃ پبلیکیشنز لاہور

اسلامی اکادمی ۱۷۔ الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

042-37357587

نام کتاب: مُسند امام احمد بن حنبل

شیخ الإسلام، صاحب المذهب، شيخ السنة، امام اهل الحديث وصاحب المنة على الأمة

تالیف: ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ: مولانا عباس انجم گوندلوی، پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی، ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق وتخریج وشرح: ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

نظر ثانی: حافظ عبد اللہ رفیق
شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ اوکاڑہ

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی ۱۷-الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37357587

Dar-us-Salam
486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ سے کہا:

اِحْتَفِظْ بِهٰذَا الْمُسْنَدِ، فَإِنَّهٗ سَيَكُوْنُ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔

تم اس مسند کی حفاظت کرنا، پس بیشک عنقریب یہ لوگوں کا امام ہوگی۔

(سير أعلام النبلاء: ١١/ ٣٢٧)

# فہرست مضامین


| عربی عنوان | اردو عنوان | صفحہ |
| --- | --- | --- |
| **كِتَابُ الْمَحَبَّةِ وَالصُّحْبَةِ** | **محبت اور صحبت کے مسائل** | |
| بَابُ وُجُوْبِ مَحَبَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالتَّرْغِيْبِ فِيْ ذٰلِكَ | اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرنے کے وجوب اور اس کی ترغیب دلانے کا بیان | 21 |
| بَابُ حُبِّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِعِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ | نیک بندوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا بیان | 24 |
| بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ مَحَبَّةِ الصَّالِحِيْنَ وَصُحْبَتِهِمْ وَالْجُلُوْسِ مَعَهُمْ وَزِيَارَتِهِمْ وَإِكْرَامِهِمْ وَعَدَمِ إِيْذَائِهِمْ | نیکوکاروں سے محبت کرنے، ان کی صحبت اختیار کرنے، ان کے ساتھ بیٹھنے، ان کی زیارت کرنے اور ان کی عزت کرنے اور ان کو تکلیف نہ دینے کی ترغیب کا بیان | 27 |
| بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضِ فِي اللّٰهِ وَالْحَثِّ عَلٰى ذٰلِكَ | اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے اور بغض رکھنے کی ترغیب اور ایسا کرنے پر برانگیختہ کرنے کا بیان | 32 |
| بَابُ ثَوَابِ الْمُتَحَابِّيْنَ فِي اللّٰهِ وَمَا أَعَدَّهُ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْأَجْرِ الْعَظِيْمِ وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ | اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کے ثواب اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں تیار کیے گئے اجر عظیم اور ہمیشہ کی نعمت کا بیان | 38 |
| بَابُ مَنْ أَحَبَّ إِنْسَانًا فَلْيُخْبِرْهُ | آدمی کا اپنے محبوب کو محبت کے بارے میں بتلانے کا بیان | 42 |
| بَابُ حُقُوْقِ الصُّحْبَةِ وَالْمُؤَاخَاةِ فِي اللّٰهِ تَعَالٰى | اللہ تعالیٰ کے لیے صحبت اور بھائی چارے کے حقوق کا بیان | 43 |
| بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ زِيَارَةِ الصَّاحِبِ وَعِيَادَتِهِ إِذَا مَرِضَ | کسی ساتھی کی زیارت اور اس کے مریض ہو جانے کی صورت میں اس کی تیمارداری کی ترغیب دلانے کا بیان | 45 |
| بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ مُطْلَقًا وَثَوَابِ ذٰلِكَ | مطلق طور پر مریض کی عیادت کرنے کی ترغیب اور اس عمل کے ثواب کا بیان | 47 |
| بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ كَلِمَاتٍ يُدْعٰى بِهِنَّ لِلْمَرِيْضِ وَكَلِمَاتٍ يَقُوْلُهُنَّ الْمَرِيْضُ | مریض کے لیے دعائیہ کلمات کہنے کی اور وہ کلمات ادا کرنے کی ترغیب کا بیان، جو مریض خود کہے گا | 50 |
| **كِتَابُ الْمَجَالِسِ وَآدَابِهَا** | **مجالس اور ان کے آداب کا بیان** | |
| بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوْسِ فِي الطُّرُقَاتِ إِلَّا بِحَقِّهَا | ضرورت کے علاوہ راستوں میں بیٹھنے کی ممانعت کا بیان | 53 |
| بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خَيْرِ الْمَجَالِسِ وَشَرِّهَا | بہترین اور بدترین مجلسوں کا بیان | 55 |

بَابُ آدَابٍ تَخْتَصُّ بِالْقَادِمِ عَلَى الْمَجْلِسِ
مجلس میں آنے والے کے مخصوص آداب کا بیان---------- 59

بَابُ آدَابٍ تَخْتَصُّ بِمَنْ فِي الْمَجْلِسِ
مجلس میں موجود لوگوں کے ساتھ خاص آداب ------------ 62

بَابُ اَذْكَارٍ تُقَالُ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الْمَجْلِسِ
مجلس کو برخاست کرتے وقت کے اذکار کا بیان ---------- 67

بَابٌ هَلِ الْاَفْضَلُ الْعَزْلَةُ عَنِ النَّاسِ اَوِ الْاِخْتِلَاطُ بِهِمْ؟
اس چیز کا بیان کہ لوگوں سے علیحدگی بہتر ہے یا ان میں گھل مل کر رہنا؟ ---------------------------------------- 69

## كِتَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ
## نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے مسائل

بَابُ التَّرْغِيبِ فِيهِ وَمَا جَاءَ فِي فَضْلِهِ وَثَوَابِ فَاعِلِهِ
اس چیز کی ترغیب دینے اور اس کی فضیلت اور ایسا کرنے والے کے ثواب کا بیان -------------------------------- 72

بَابُ وُجُوبِهِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ وَالتَّشْدِيدِ فِيهِ
نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے واجب ہونے، ایسا کرنے پر ابھارنے اور اس معاملے میں سختی کا بیان-------- 74

بَابُ هَلَاكِ كُلِّ اُمَّةٍ لَمْ تَقُمْ بِهٰذَا الْوَاجِبِ
اس واجب کو ادا نہ کرنے والی ہر امت کی ہلاکت کا بیان --- 79

## كِتَابٌ جَامِعٌ لِلْاَدَبِ وَالْمَوَاعِظِ وَالْحِكَمِ وَجَوَامِعِ الْكَلِمِ
## ترغیبات میں آداب، مواعظ، حکمتوں اور جوامع الکلم کی جامع کتاب

فِي التَّرْغِيبَاتِ مُبْتَدِئًا بِالتَّرْغِيبَاتِ الْمُفْرَدَاتِ فِي الْبَابِ الْاَوَّلِ وَبِالثُّنَائِيَاتِ فِي الثَّانِي وَبِالثُّلَاثِيَاتِ فِي الثَّالِثِ وَهٰكَذَا
باب اول میں مفردات سے، باب دوم میں ثنائیات سے اور بابِ سوم میں ثلاثیات سے ابتداء کی جائے گی، علی ہذا القیاس --- 85

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُفْرَدَاتِ
مفردات کا بیان------------------------------------ 85

بَابُ مَاجَاءَ فِي الثُّنَائِيَّاتِ
ثنائیات کا بیان ---------------------------------- 88

بَابُ الثُّنَائِيَاتِ الْمَبْدُوْءَةِ بِعَدَدٍ
عدد سے شروع ہونے والی ثنائیات کا بیان ------------- 92

بَابُ مَاجَاءَ فِي الثُّلَاثِيَّاتِ
ثلاثیات کا بیان------------------------------------ 93

بَابُ الثُّلَاثِيَّاتِ الْمَبْدُوْءَةِ بِعَدَدٍ
عدد سے شروع ہونے والی ثلاثیات کا بیان------------ 100

بَابُ مَاجَاءَ فِي الرُّبَاعِيَّاتِ
رباعیات کا بیان ---------------------------------- 107

بَابٌ فِي الرُّبَاعِيَّاتِ الْمَبْدُوْءَةِ بِعَدَدٍ
عدد کے ساتھ شروع ہونے والی رباعیات کا بیان------- 111

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْخُمَاسِيَّاتِ
خماسیات کا بیان----------------------------------- 116

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْخُمَاسِيَاتِ الْمَبْدُوْءَةِ بِعَدَدٍ
عدد سے شروع ہونے والی خماسیات کا بیان ----------- 117

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ السُّدَاسِیَّاتِ — سداسیات کا بیان ---- 122

بَابُ السَّدَاسِیَّاتِ الْمَبْدُوْءَ ۃِ بِعَدَدٍ — عدد سے ابتداء ہونے والی سداسیات کا بیان ---- 123

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ السُّبَاعِیَّاتِ — سباعیات کا بیان ---- 125

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ الثُّمَانِیَّاتِ — ثمانیات کا بیان ---- 128

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ الْعُشَارِیَّاتِ وَمَازَادَ عَنْهَا — عشاریات اور اس سے بھی زائد امور کا بیان ---- 128

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ النِّسَاءِ وَمَا یُدْخِلُهُنَّ الْجَنَّةَ — عورتوں اور ان کو جنت میں داخل کرنے والے اعمال کا بیان 132

خَاتِمَةٌ فِیْ اَحَادِیْثَ جَرَتْ مَجْرَی الْمِثَالِ — خاتمہ: مثال کے طور پر بیان کی جانے والی باتیں ---- 138

## كِتَابُ الْكَبَائِرِ وَاَنْوَاعٍ اُخْرٰی مِنَ الْمَعَاصِیْ

## کبیرہ گناہوں اور دوسری نافرمانیوں سے متعلقہ مسائل

بَابُ ماجَاءَ فِیْ التَّرْهِیْبِ مِنْ خِصَالٍ مِنْ كِبْرِیَاتِ الْمَعَاصِیْ مُجْتَمِعَةٍ وَوَعِیْدِ فَاعِلِهَا — ایسے امور کی ترہیب کا بیان جن کا تعلق بڑی نافرمانیوں سے ہے اور ان کو اکٹھا بیان کیا گیا ہے، نیز ان کے فاعل کی وعید کا بیان- 153

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ التَّرْهِیْبِ مِنْ عُقُوْقِ الْوَالِدَیْنِ — والدین کی نافرمانی سے ترہیب کا بیان ---- 159

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ التَّرْهِیْبِ مِنْ قَطْعِ صِلَةِ الرَّحِمِ — قطع رحمی سے ترہیب کا بیان ---- 162

بَابُ التَّرْهِیْبِ مِنْ اِیْذَاءِ الْجَارِ وَالتَّغْلِیْظِ فِیْهِ — ہمسائے کو تکلیف دینے سے ترہیب اور اس معاملے میں سختی کا بیان ---- 165

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ التَّرْهِیْبِ مِنَ الرِّیَاءِ وَهُوَ الشِّرْكُ الْخَفِیُّ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ — ریاکاری سے ترہیب کا بیان، یہی شرکِ خفی ہے، ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں ---- 169

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ التَّرْهِیْبِ مِنَ الْكِبْرِ وَالْخُیَلَاءِ — تکبر اور بڑائی سے ترہیب کا بیان ---- 178

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ التَّرْهِیْبِ مِنَ التَّفَاخُرِ بِالْآبَاءِ فِی النَّسَبِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ — نسب وغیرہ کے معاملے میں آباء پر مفاخرت کرنے سے ترہیب کا بیان ---- 187

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ التَّرْهِیْبِ مِنَ النِّفَاقِ وَذِكْرِ الْمُنَافِقِیْنَ وَخِصَالِهِمْ وَذِی الْوَجْهَیْنِ — نفاق سے ترہیب اور منافقوں اور ان کی خصلتوں اور دو رخے آدمی کا بیان ---- 193

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ التَّرْهِیْبِ مِنَ الْغَدْرِ وَنَقْضِ الْعَهْدِ وَعَدَمِ الْوَفَاءِ بِهٖ — دھوکے، عہد توڑنے اور اس کو پورا نہ کرنے سے ترہیب کا بیان ---- 199

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ التَّرْهِیْبِ مِنَ الظُّلْمِ وَالْبَاطِلِ وَالْاِعَانَةِ عَلَیْهِمَا — ظلم، باطل اور ان دونوں پر مدد کرنے سے ترہیب کا بیان- 202

| | | |
|---|---|---|
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنَ الْحَسَدِ وَالْبَغْضَاءِ وَالْغَشِّ | حسد، بغض اور دھوکے سے ترہیب کا بیان | 206 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنْ هَجْرِ الْمُسْلِمِ وَتَرْوِيْعِهٖ وَالْاِضْرَارِ بِهٖ | مسلمان سے قطع تعلق کرنے، اس کو گھبرانے اور نقصان پہنچانے سے ترہیب کا بیان | 209 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنَ التَّجَسُّسِ وَسُوْءِ الظَّنِّ | جاسوسی کرنے اور سوئے ظن رکھنے سے ترہیب کا بیان | 215 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنَ الْغِنٰی مَعَ الْحِرْصِ | اس غنٰی سے ڈرانے کا بیان، جس کے ساتھ حرص ہو | 217 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنَ الْحِرْصِ عَلَی الْمَالِ | مال کی حرص کرنے سے ڈرانے کا بیان | 222 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی الْاَجَلِ وَالْاَمَلِ | موت اور امید کا بیان | 230 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اَعْمَارِ الْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ | محمد ﷺ کی امت کی عمروں کا بیان | 232 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنَ الشُّحِّ وَالْبُخْلِ | لالچ اور بخل سے خوف دلانے کا بیان | 235 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنْ اِحْتِقَارِ الذُّنُوْبِ الصَّغِيْرَةِ | صغیرہ گناہوں کو حقیر سمجھنے سے ترہیب کا بیان | 238 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنَ التَّفْرِيْقِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَالْخَادِمِ وَسَيِّدِهٖ | خاوند اور اس کی بیوی اور خادم اور اس کے آقا کے درمیان جدائی ڈالنے سے ترہیب کا بیان | 241 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنْ مَوَاقِعِ الشُّبُهِ وَمَوَاطِنِ الرِّيْبَةِ | شبہے والے مواقع اور شک والے مقامات سے ترہیب کا بیان | 242 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنْ تَرْكِ الْعَمَلِ اِتِّكَالًا عَلَی النَّسَبِ | نسب پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل چھوڑ دینے سے ترہیب کا بیان | 245 |


## كِتَابُ آفَاتِ اللِّسَانِ — زبان کی آفتوں کے مسائل


| | | |
|---|---|---|
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنْ كَثْرَةِ الْكَلَامِ وَمَاجَاءَ فِی الصَّمْتِ | کثرت کلام سے ترہیب اور خاموشی کا بیان | 248 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی الصَّمْتِ | خاموشی کا بیان | 254 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنَ الْغِيْبَةِ وَالْبُهْتِ | غیبت اور بہتان سے ترہیب کا بیان | 255 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيْبِ مِنَ النَّمِيْمَةِ | چغلخوری سے ترہیب کا بیان | 260 |

| عربی عنوان | اردو عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنَ الْكَذِبِ | جھوٹ سے ترہیب کا بیان | 263 |
| ذِكْرُ أُنَاسٍ اتُّصِفُوا بِالْكَذِبِ | ان لوگوں کا بیان، جن کو جھوٹا قرار دیا گیا ہے | 266 |
| فَصْلٌ فِيمَا يُبَاحُ مِنَ الْكَذِبِ | ان امور کا بیان، جن میں جھوٹ بولنا جائز ہوتا ہے | 266 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنَ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالتَّغْلِيظِ فِي ذٰلِكَ | رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے سے ترہیب اور اس بارے میں سختی کا بیان | 269 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمِزَاحِ وَالتَّرْهِيبِ مِنَ الْكَذِبِ فِيهِ | مذاق کا بیان، نیز اس میں جھوٹ بولنے سے ترہیب کا بیان | 271 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنَ الْجِدَالِ وَالْمِرَاءِ | جھگڑا کرنے سے ترہیب کا بیان | 276 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنْ تَشْقِيقِ الْكَلَامِ وَالتَّشَدُّقِ فِيهِ وَمَا جَاءَ فِي الْبَيَانِ فِي الْقَوْلِ | باچھیں ہلا کر تکلّف وتصنّع سے گفتگو کرنے سے ترہیب اور واضح باتوں کا بیان | 280 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنَ الشِّعْرِ إِنْ كَانَ فِيهِ فُحْشٌ أَوْ كَذِبٌ أَوِ انْشِغَالٌ عَنِ اللّٰهِ | بدگوئی اور جھوٹ پر مشتمل اور اللہ تعالیٰ سے دور کر دینے والے شعروں سے ترہیب کا بیان | 285 |
| بَابُ مَايَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ لِمَصْلَحَةٍ شَرْعِيَّةٍ | شرعی مصلحت کی خاطر شعروں کے جواز کا بیان | 288 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي شِعْرِ لَبِيدٍ وَأُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ | لبید اور امیہ بن ابی صلت کے اشعار کا بیان | 289 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي شِعْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، وَحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہما | سیدنا عبد اللہ بن رواحہ اور سیدنا حسان بن ثابت d کے اشعار کا بیان | 291 |
| أَبْوَابُ التَّرْهِيبِ مِنْ خِصَالٍ مِنَ الْمَنَاهِي مَعْدُوْدَةٍ مُبْتَدِئًا بِالْمُفْرَدَاتِ ثُمَّ الثَّنَائِيَّاتِ ثُمَّ الثُّلَاثِيَاتِ وَهٰكَذَا | منہی عنہ اور ممنوعہ امور کا بیان | 293 |
| | شروع میں وہ احادیث بیان کی جائیں گی، جو ایک ایک چیز پر مشتمل ہیں، پھر دو دو والی، پھر تین تین والی، علی ہذا القیاس | 293 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُفْرَدَاتِ | مفردات کا بیان | 293 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي الثَّنَائِيَّاتِ | دو دو امور کا بیان | 295 |
| فَصْلٌ مِنْهُ فِي الثَّنَائِيَّاتِ الْمَبْدُوْءَةِ بِعَدَدٍ | دو کے عدد سے شروع ہونے والے دو دو امور کا بیان | 296 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي الثُّلَاثِيَّاتِ | تین تین امور کا بیان | 296 |
| فَصْلٌ مِنْهُ فِي الثُّلَاثِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ | تین کے عدد سے شروع ہونے والے تین تین امور کا بیان | 300 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي الرُّبَاعِيَّاتِ | چار چار امور کا بیان | 306 |

| عربی عنوان | اردو عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| فَصْلٌ مِنْهُ فِي الرُّبَاعِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ | چار کے عدد سے شروع ہونے والے چار چار امور کا بیان- | 308 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي الْخُمَاسِيَّاتِ | پانچ پانچ امور کا بیان | 310 |
| فَصْلٌ مِنْهُ فِي الْخُمَاسِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ | عدد سے شروع ہونے والے پانچ پانچ امور کا بیان | 314 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي السُّدَاسِيَّاتِ | چھ چھ امور پر مشتمل احادیث کا بیان | 315 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي السُّبَاعِيَّاتِ | سات سات امور کا بیان | 317 |
| فَصْلٌ مِنْهُ فِي السُّبَاعِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ | سات کے عدد سے شروع ہونے والے سات سات امور والی احادیث کا بیان | 319 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي الثُّمَانِيَّاتِ | آٹھ آٹھ امور پر مشتمل احادیث کا بیان | 319 |
| فَصْلٌ مِنْهُ فِي الثُّمَانِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ | آٹھ کے عدد سے شروع ہونے والی آٹھ آٹھ امور پر مشتمل احادیث کا بیان | 322 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي الْعُشَارِيَّاتِ | دس دس امور پر مشتمل احادیث کا بیان | 322 |
| فَصْلٌ مِنْهُ فِي الْعُشَارِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ | دس کے عدد سے شروع ہونے والے دس دس امور کا بیان | 323 |


## كِتَابُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ
## تعریف اور مذمت کی کتاب


| عربی عنوان | اردو عنوان | صفحہ |
|---|---|---|
| بَابُ مَايَجُوْزُ مِنَ الْمَدْحِ | تعریف کی جائز صورتوں کا بیان | 326 |
| بَابُ مَالَايَجُوْزُ مِنَ الْمَدْحِ | تعریف کی ناجائز صورتیں | 329 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي ذَمِّ النِّسَاءِ | عورتوں کی مذمت کا بیان | 332 |
| فَصْلٌ مِنْهُ فِي قِصَّةِ الْأَعْشٰى (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَعْوَرِ) مَعَ زَوْجَتِهِ مُعَاذَةَ | عبداللہ بن اعور اعشیٰ اور ان کی بیوی معاذہ کا قصہ | 337 |
| فَصْلٌ مِنْهُ أَيْضًا فِي عَدَمِ صَلَاحِيَّةِ النِّسَاءِ لِوَلَايَةِ الْأُمُوْرِ | عورتوں کا امور کی ولایت کے لیے نااہل ہونا | 339 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي ذَمِّ الْمَالِ | مال کی مذمت کا بیان | 340 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي ذَمِّ الدُّنْيَا | دنیا کی مذمت کا بیان | 347 |
| فَصْلٌ مِنْهُ فِي مَثَلِ الدُّنْيَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهَوَانِهَا عَلَيْهِ | اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی مثال اور اس پر اس کا حقیر ہونا | 353 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي ذَمِّ الْبُنْيَانِ | عمارتوں کی مذمت کا بیان | 356 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي ذَمِّ الْأَسْوَاقِ وَ أَمَاكِنَ أُخْرٰى | بازاروں اور کچھ دوسرے مقامات کی مذمت کا بیان | 359 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اللَّعْنِ وَالتَّرْهِيْبِ مِنْهُ | لعنت کرنے سے ممانعت اور اس سے ترہیب کا بیان | 361 |

| عربی عنوان | اردو عنوان | صفحہ |
| --- | --- | --- |
| بَابُ مَاجَاءَ فِيمَنْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُولُهُ ﷺ | ان افراد کا بیان، جن پر اللہ اور اس کے رسول نے لعنت کی | 365 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِيمَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ اَوْ سَبَّهُ اَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ اَهْلٌ لِذٰلِكَ كَانَ لَهُ زَكَاةٌ وَاَجْرٌ وَرَحْمَةٌ | اس شخص کا بیان کہ جس پر نبی کریم ﷺ لعنت کریں، یا اس کو برا بھلا کہیں، یا اس پر بد دعا کریں، جبکہ وہ اس کا مستحق نہ ہو تو یہ چیز اس کے لیے پاکیزگی، اجر اور رحمت کا باعث ہوگی --- | 370 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي لَعْنِ الْاِبِلِ وَالدِّيْكَةِ | اونٹ اور مرغ پر لعنت کرنے کا بیان ------------- | 375 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنْ سَبِّ الْمُسْلِمِ وَقِتَالِهِ وَاَنَّ اِثْمَ ذٰلِكَ عَلَى الْبَادِيءِ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ | مسلمان کو گالی دینے اور اس سے قتال کرنے سے ترہیب کا بیان اور یہ وضاحت کہ اس چیز کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہوگا، جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے ------------------- | 377 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ وَالرِّيحِ وَالدِّيْكَةِ | زمانے، ہوا اور مرغ کو برا بھلا کہنے سے ممانعت کا بیان -- | 381 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيحِهِ وَالْوَسْمِ فِيهِ | چہرے پر مارنے، چہرے کو برا بھلا کہنے اور اس پر داغنے سے ممانعت کا بیان ------------------------------ | 383 |
| **كِتَابُ التَّوْبَةِ** | **توبہ کی کتاب** | |
| بَابُ فِي الْاَمْرِ بِالتَّوْبَةِ وَفَرْحِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِهَا لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ | توبہ کے حکم اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا اپنے مؤمن بندے سے خوش ہونے کا بیان ------------------------- | 388 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي حَدِّ الْوَقْتِ الَّذِي تُقْبَلُ فِيهِ التَّوْبَةُ | اس زمانے کے تعیین کا بیان، جس میں توبہ قبول ہوتی ہے - | 396 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي كَيْفِيَّةِ التَّوْبَةِ وَمَا يَفْعَلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَتُوبَ | توبہ کی کیفیت اور اس چیز کا بیان کہ توبہ کا ارادہ کرنے والا کیا کرے------------------------------------ | 398 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي عَدَمِ قُنُوطِ الْمُذْنِبِ مِنَ الْمَغْفِرَةِ لِكَثْرَةِ ذُنُوبِهِ مَادَامَ مُوَحِّدًا | گنہگار کا زیادہ گناہوں کی وجہ سے ناامید نہ ہونے کا بیان، جب تک وہ توحید پرست ہو ---------------------------- | 402 |
| فَصْلٌ مِنْهُ فِي قِصَّةِ الرَّجُلِ الَّذِي قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا ثُمَّ اَكْمَلَ الْمِائَةَ | اس شخص کا قصہ، جس نے پہلے ننانوے قتل کیے، پھر سو پورا کر دیا ----------------------------------------- | 405 |
| اَبْوَابُ مَاجَاءَ فِي رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِعِبَادِهِ الْمُوَحِّدِينَ | توحید پرست بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بیان کے ابواب ---------------------------------------- | 407 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِي اَنَّ الرَّحْمَةَ اَوْدَعَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ خَلْقِهِ جُزْءٌ مِنْ مِائَةِ مِنْ رَحْمَتِهِ لِخَلْقِهِ | اس چیز کا بیان کہ اللہ نے اپنے مخلوقات کے دلوں میں جو رحمت ودیعت رکھی ہے، یہ اس کی رحمت کا (۱۰۰واں) حصہ ہے | 408 |
| بَابُ قَوْلِهِ ﷺ لَا يُنْجِي اَحَدَكُمْ عَمَلُهُ | اس حدیث کا بیان کہ کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دلائے گا | 410 |

| | | |
|---|---|---|
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ عَدْمِ قُنُوْطِ الْمُوَحِّدِیْنَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَفِیْهِ بُشْرٰی لِلْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ | اس چیز کا بیان کہ توحید پرستوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے اور اس میں امت محمدیہ کے لیے خوشخبری ہے | 415 |
| اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَكِیْلٌ | اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور ہر چیز پر کارساز ہے | 418 |
| **كِتَابُ خَلْقِ الْعَالَمِ** | **جہاں کی تخلیق کی کتاب** | |
| بَابُ اَوَّلِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَفِیْهِ ذِكْرُ الْمَاءِ وَالْعَرْشِ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ | مخلوقات میں پہلی چیز کا بیان اور اس میں پانی، عرش، لوح محفوظ اور قلم کا ذکر ہوگا | 418 |
| بَابُ مَاوَرَدَ فِیْ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاَنَّهُمَا مَوْجُوْدَتَانِ الْآنَ | اس چیز کا بیان کہ جنت اور جہنم کو پیدا کیا گیا ہے اور وہ اب موجود ہیں | 422 |
| بَابُ مَاوَرَدَ فِیْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا بَیْنَهُنَّ | ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں اور ان کے درمیان والی چیزوں کا بیان | 424 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خَلْقِ الْجِبَالِ وَالْحَدِیْدِ وَالنَّارِ وَالرِّیْحِ وَالدَّهْرِ وَاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ | پہاڑوں، لوہے، آگ، ہوا، زمانے، دن اور رات کو پیدا کرنے کا بیان | 430 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی الْبِحَارِ وَالْاَنْهَارِ | سمندروں اور دریاؤں کا بیان | 431 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالْكَوَاكِبِ | سورج، چاند اور ستاروں کا بیان | 433 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی السَّحَابِ وَالرَّعْدِ وَالرِّیَاحِ | بادل، گرج اور ہواؤں کا بیان | 437 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِی الْغَیْمِ وَالْمَطَرِ وَالْبَرَدِ وَزَمَنِ الشِّتَاءِ | بادل، بارش، اولے اور موسم سرما کا بیان | 441 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خَلْقِ الْمَلَائِكَةِ | فرشتوں کی تخلیق کا بیان | 444 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خَلْقِ الْجِنِّ وَاُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ | جنوں کی تخلیق اور ان سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان | 454 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اِسْلَامِ طَائِفَةٍ مِنَ الْجِنِّ وَمُقَابَلَتِهِمْ لِلنَّبِیِّ ﷺ وَاسْتِمَاعِهِمُ الْقُرْآنَ مِنْهُ | جنوں کے ایک گروہ کے اسلام لانے، ان کے نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے اور آپ ﷺ سے قرآن سننے کا بیان | 461 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خَلْقِ الْاَرْوَاحِ وَآدَمَ وَذُرِّیَّتِهِ | ارواح، آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی تخلیق کا بیان | 466 |
| بَابُ مَا جَاءَ فِیْ خَلْقِ حَوَّاءَ | سیدہ حواء علیہا السلام کی تخلیق کا بیان | 469 |
| بَابُ قَوْلِهِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ جَحَدَ آدَمُ | آپ ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ ''پہلے انکار کرنے والے آدم علیہ السلام ہیں'' | 470 |
| بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ﴾ | اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ﴾ کا بیان | 471 |

| باب | عنوان | صفحہ |
| --- | --- | --- |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خَلْقِ الْجَنِیْنَ وَتَکْوِیْنِهٖ فِی الرَّحِمِ | جنین کی تخلیق اور رحم میں اس کی تکوین کا بیان | 474 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ سَبَبِ خَطِیْئَةِ آدَمَ وَخُرُوْجِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ وَالدَّلِیْلِ عَلٰی نُبُوَّتِهٖ | آدم علیہ السلام کی خطا کے سبب، ان کے جنت سے نکلنے اور ان کی نبوت کی دلیل کا بیان | 476 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اِحْتِجَاجِ آدَمَ وَمُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ | آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے جھگڑے کا بیان | 479 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اِبْنَیْ آدَمَ قَابِیْلَ وَهَابِیْلَ وَغَیْرِهِمَا | آدم علیہ السلام کے بیٹوں قابیل اور ہابیل وغیرہ کا بیان | 480 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ وَفَاةِ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَغُسْلِهٖ وَتَکْفِیْنِهٖ وَالصَّلَاةِ عَلَیْهِ وَدَفْنِهٖ | آدم علیہ السلام کی وفات، غسل، تکفین، نماز جنازہ اور تدفین کا بیان | 482 |

## کِتَابُ اَحَادِیْثِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمْ وَعَلٰی نَبِیِّنَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

## انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات کا بیان

| باب | عنوان | صفحہ |
| --- | --- | --- |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ عَدَدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ وَاُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ | انبیاء ورسل کی تعداد اور ان سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان | 483 |
| بَابُ ذِکْرِ نَبِیِّ اللّٰهِ اِدْرِیْسَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ | اللہ کے نبی ادریس علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ کا بیان | 487 |
| بَابُ مَاجَاءَ فِیْ ذِکْرِ نَبِیِّ اللّٰهِ نُوْحٍ علیہ السلام وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ | اللہ کے نبی نوح علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ کا بیان | 488 |
| بَابُ ذِکْرِ اَوْلَادِهٖ وَوَصِیَّتِهٖ لَهُمْ عِنْدَ وَفَاتِهٖ | نوح علیہ السلام کی اولاد اور وفات کے وقت ان کی اپنی اولاد کو کی گئی وصیت کا بیان | 489 |
| بَابُ ذِکْرِ نَبِیِّ هُوْدٍ علیہ السلام | ہود علیہ السلام کا بیان | 491 |
| بَابُ ذِکْرِ نَبِیِّ اللّٰهِ صَالِحٍ علیہ السلام | اللہ کے نبی صالح علیہ السلام کا ذکر | 494 |
| بَابُ مُرُوْرِ النَّبِیِّ ﷺ بِوَادِی الْحِجْرِ مِنْ اَرْضِ ثَمُوْدَ عَامَ تَبُوْكَ | غزوۂ تبوک والے سال نبی کریم ﷺ کا حجر وادی سے گزرنا، جس کا تعلق ثمود کی زمین سے ہے | 496 |
| بَابُ ذِکْرِ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ وَفَضْلِهٖ عَلَیْهِ وَعَلٰی نَبِیِّنَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ | ابراہیم خلیل علیہ السلام اور ان کی فضیلت کا بیان | 498 |
| بَابُ هِجْرَةِ اِبْرَاهِیْمَ علیہ السلام اِلٰی بِلَادِ الشَّامِ وَدُخُوْلِهِ الدِّیَارَ الْمِصْرِیَّةَ وَقِصَّةِ سَارَةَ مَعَ مَلِكِ مِصْرَ | ابراہیم علیہ السلام کا شام کے شہروں کی طرف ہجرت کرنے، راستے میں مصر کے شہروں میں داخل ہونے اور سیدہ سارہ علیہا السلام کا مصر کے بادشاہ کے ساتھ قصے کا بیان | 500 |

بَابُ ذِكْرِ مُهَاجَرَةِ إِبْرَاهِيمَ بِابْنِهِ إِسْمَاعِيلَ وَ أُمِّهِ هَاجَرَ إِلَى جِبَالِ فَارَانَ وَ هِيَ أَرْضُ مَكَّةَ وَ سَبَبُ وُجُوْدِ زَمْزَمَ وَبِنَائِهِ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ
ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی ماں سیدہ ہاجر علیہا السلام کے ساتھ مکہ مکرمہ کے علاقے کے فاران کے پہاڑوں کی طرف ہجرت کرنا اور اس کے سبب سے زمزم کا وجود میں آنا اور بیت عتیق کا تعمیر ہونا ---------------------------- 503

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَتِهِ وَمِيلَادِ إِسْحَاقَ وَ وَفَاةِ سَارَةَ ثُمَّ وَفَاتِهِ
ابراہیم علیہ السلام کا حلیہ مبارک، اسحاق کی پیدائش، سیدہ سارہ علیہا السلام کی اور پھر ابراہیم علیہ السلام کی وفات کا بیان ------------------ 514

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ لُوْطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿قَالَ لَوْ أَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِيْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾
اللہ کے نبی لوط علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿قَالَ لَوْ أَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِيْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾ کا بیان ------ 515

أَبْوَابُ ذِكْرِ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ عَلَيْهِ وَعَلٰى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾
اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾ کا بیان --- 517

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهِ
اللہ کے نبی اسماعیل علیہ السلام اور ان کی فضیلت کا بیان ------ 517

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ إِسْحٰقَ ثُمَّ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
اللہ کے نبی اسحاق علیہ السلام اور پھر یعقوب علیہ السلام کے ذکر کا بیان 517

بَابُ ذِكْرِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
یوسف علیہ السلام کا ذکر ---------------------------------- 518

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ أَيُّوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام کا ذکر ---------------------- 519

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اللہ کے نبی یونس علیہ السلام کا ذکر ----------------------- 519

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دَعْوَةِ ذِي النُّوْنِ يَعْنِيْ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَجِّهِ
مچھلی والے یعنی یونس علیہ السلام کی دعا اور ان کے حج کا ذکر -- 521

أَبْوَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اللہ کے نبی موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے ذکر کے ابواب ----- 523

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى وَ شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ
اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت اور بیچ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا بیان --------------------------------- 523

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السلام وَحَجِّهِ وَ صَوْمِهِ
اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام کی تخلیقی صفات اور ان کے حج اور روزے کا بیان ------------------------------------------ 527

بَابُ قِصَّتِهِ مَعَ الْحَجَرِ
موسیٰ علیہ السلام کا پتھر کے ساتھ واقعہ -------------------- 529

بَابُ ذِكْرِ هَلَاكِ فِرْعَوْنَ وَجُنُوْدِهِ وَدَسِّ
فرعون اور اس کے لشکروں کی ہلاکت اور جبریل علیہ السلام کا اس کے

جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَام الطِّيْنَ فِيْ فِيْهِ
منہ میں مٹی ٹھونسنے کا بیان ---------------------- 531

بَابُ قِصَّةِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ إِذْ ﴿قَالُوْا يَا مُوْسَى اجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ﴾
موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے ساتھ قصہ جب انھوں نے کہا: "اے موسیٰ ہمارا بھی ایک معبود بنا دے، جیسے ان کے معبود ہیں" 532

بَابُ قِصَّةِ عِبَادَتِهِمُ الْعِجْلَ فِيْ غَيْبَةِ كَلِيْمِ اللّٰهِ عَنْهُمْ وَإِلْقَائِهِ أَلْوَاحَ التَّوْرَاةِ عِنْدَ مَا عَايَنَ ذٰلِكَ فَانْكَسَرَتْ
کلیم اللہ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کا بچھڑے کی عبادت شروع کر دینا اور اس چیز کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کا تورات کی تختیوں کو پھینک دینا اور ان کا ٹوٹ جانا ------------ 533

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ جُبْنِ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ وَ خَوْفِهِمْ مِنْ قِتَالِ الْجَبَّارِيْنَ
بنو اسرائیل کی بزدلی اور جبار قوم کے ساتھ لڑنے سے ان کے خوف کا بیان -------------------------------- 534

بَابُ قِصَّتِهِ مَعَ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کے ساتھ واقعہ ---------------- 535

بَابُ الْخَسْفِ بِقَارُوْنَ وَ قِصَّةِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى مَعَهُ
قارون کا دھنسنا اور موسیٰ علیہ السلام کا اس کے ساتھ قصہ ----- 539

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ ذَمِّ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ
قارون، فرعون اور ہامان کی مذمت کا بیان ----------- 541

بَابُ ذِكْرِ قِصَّتِهِ مَعَ مَلَكِ الْمَوْتِ وَ وَفَاتِهِ وَ مَكَانِ قَبْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کے ساتھ قصہ، نیز ان کی وفات اور قبر کا بیان ---------------------------------------- 542

بَابُ ذِكْرِ نُبُوَّةِ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَ قِيَامِهِ بِأَعْبَاءِ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ بَعْدَ وَفَاةِ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَ مُعْجِزَتِهِ
یوشع بن نون علیہ السلام کی نبوت اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کا بنی اسرائیل کی ذمہ داریاں ادا کرنے اور ان کے معجزے کا بیان ---------------------------- 544

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ دُخُوْلِ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهُمْ: ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾
بنی اسرائیل کا بیت المقدس میں داخل ہونے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ کا بیان --- 547

## بَابُ ذِكْرِ الْخَضِرِ وَإِلْيَاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

## خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کا ذکر

بَابُ عَدَدِ مَنْ جَاوَزَ النَّهَرَ مَعَ طَالُوْتَ
طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کر جانے والوں کی تعداد کا بیان 552

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِهِ وَ قِرَاءَتِهِ وَ حُسْنِ صَوْتِهِ
داود علیہ السلام کی فضیلت، قراءت اور آواز کی خوبصورتی کا بیان 552

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صَوْمِهِ وَ صَلَاتِهِ
داود علیہ السلام کے روزے اور نماز کا بیان --------------- 554

بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَ كَيْفِيَّتِهِ وَ مُدَّةِ عُمْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
داود علیہ السلام کی وفات، وفات کی کیفیت اور ان کی عمر کا بیان 554

بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ سُلَيْمَانَ وَ عِظَمِ مُلْكِهِ
سلیمان علیہ السلام اور انکی بادشاہت کے عظیم ہونے کا بیان --- 556

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ شَیْءٍ مِنْ حِکْمَةِ فِی الْقَضَایَا

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ کَثْرَةِ نِسَائِهِ وَ سَرَارِیْهِ

بَابُ قِصَّةِ الْعُزَیْرِ وَمَاجَاءَ فِیْ ذٰلِكَ

اَبْوَابُ ذِکْرِ اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ زَکَرِیَّا وَ یَحْیٰ وَ عِیْسٰی وَ اُمِّهِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ

بَابُ وَصِیَّةِ نَبِیِّ اللّٰهِ یَحْیٰی لِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

بَابُ ذِکْرِ نَبِیِّ اللّٰهِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَبْدِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ وَ اُمِّهِ مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ فَضْلِ مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ فَضْلِ نَبِیِّ اللّٰهِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ علیہ السلام

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صِفَتِهِ وَ شَمَائِلِهِ وَ نُزُوْلِهِ آخِرَ الزَّمَانِ وَ حُکْمِهِ وَ مُدَّةِ مَکْثِهِ فِی الْاَرْضِ وَ حَجِّهِ وَ فَنَاءِ کُلِّ مِلَّةٍ غَیْرِ الْاِسْلَامِ وَ وَفَاتِهِ

## کِتَابُ قِصَصِ الْمَاضِیْنَ مِنْ بَنِیْ اِسْرَئِیْلَ وَ غَیْرِهِمْ اِلَی آخِرِ الْفَتْرَةِ وَ ذِکْرِ اَیَّامِ الْعَرَبِ وَ جَاهِلِیَّتِهِمْ

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْقَصَّاصِیْنَ

بَابُ مَاجَاءَ فِی الرِّوَایَةِ وَ التَّحْدِیْثِ عَنْ اَخْبَارِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

بَابُ ذِکْرِ مَاشِطَةِ اِبْنَةِ فِرْعَوْنَ وَ مَنْ تَکَلَّمَ فِی الْمَهْدِ

بَابُ ذِکْرِ قِصَّةِ اَصْحَابِ الْاُخْدُوْدِ وَ فِیْهَا مَنْ تَکَلَّمَ فِی الْمَهْدِ اَیْضًا

بَابُ ذِکْرِ قِصَّةِ جُرَیْجٍ اَحَدِ عُبَّادِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَ فِیْهِ مَنْ تَکَلَّمَ فِی الْمَهْدِ اَیْضًا

بَابُ ذِکْرِ قِصَّةِ الثَّلَاثَةِ الَّذِیْنَ آوَوْا اِلَی الْغَارِ فَانْطَبَقَ عَلَیْهِمْ

فیصلوں میں سلیمان علیہ السلام کی حکمت کا بیان ---------- 557

سلیمان کی بیویوں اور لونڈیوں کی کثرت کا بیان ------- 558

عزیر علیہ السلام کے قصے اور اس معاملے کی روایت کا بیان ---- 559

اللہ تعالیٰ کے نبیوں زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ اور اس کی ماں سیدہ مریم علیہم السلام کے ذکر کے ابواب ---------- 559

اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو کی گئی وصیت کا بیان 561

اللہ کے نبی، بندے اور رسول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور ان کی ماں سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام کا ذکر ---------- 563

سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام کی فضیلت کا بیان ----- 563

اللہ کے نبی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی فضیلت کا بیان ----- 565

عیسیٰ کی تخلیقی صفات، عادات، آخری زمانے میں ان کے نازل ہونے، انصاف کرنے، زمین میں ٹھہرنے کی مدت، حج کرنے، اسلام کے علاوہ ہر مذہب کے فنا ہو جانے اور ان کی وفات کا بیان ---------- 567

## گزر جانے والے بنی اسرائیل وغیرہ کے فترہ کے آخر تک کے قصوں اور عربوں اور ان کی جاہلیت کے زمانے کا بیان

قصہ گو لوگوں کا بیان ---------- 571

بنی اسرائیل کی روایات بیان کرنے کا بیان ---------- 574

ماشطہ بنت فرعون اور گہوارے میں کلام کرنے والوں کا بیان 576

کھائی والوں کے قصے اور بیچ میں گہوارے میں کلام کرنے والے کا بیان ---------- 578

بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار شخص جریج کے قصے کا ذکر اور اس میں میں گہوارے میں کلام کرنے والوں کا بھی بیان ہے -- 582

ان تین افراد کا قصہ، جنھوں نے غار میں پناہ لی اور وہ غار ان پر بند ہو گئی ---------- 585

بَابُ ذِكْرِ قِصَّةِ الْكِفْلِ وَذِی الْكِفْلِ
کفل اور ذی الکفل کے قصے کا بیان ---------------- 591

بَـابُ ذِكْـرِ قِصَّةِ الْمَلِكَیْنِ اللَّذَیْنَ تَخَلَّیَا عَنِ الدُّنْیَا وَزُخْرُفِهَا
ان دو بادشاہوں کا قصہ، جو دنیا اور اس کی سجاوٹ سے کنارہ کش ہو گئے ---------------- 592

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْعَرَبِ الْعَارِبَةِ وَالْمُسْتَعْرِبَةِ وَإِلٰی مَنْ یَنْتَسِبُوْنَ وَذِكْرِ قَحْطَانَ وَقِصَّةِ سَبَا
عاربہ اور مستعربہ عربوں اور ان کے منسوب الیہ کا بیان اور قحطان کا ذکر اور سبا کا قصہ ---------------- 593

بَـابُ مَـا جَاءَ فِیْ ذِكْرِ تُبَّعٍ مَلِكِ الْیَمَنِ وَقِصَّتُهُ مَعَ أَهْلِ الْمَدِیْنَةِ
یمن کے بادشاہ تبع کا ذکر اور اہل مدینہ کے ساتھ اس کے قصے کا بیان ---------------- 595

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ وَخُرُوْجِ وَلَایَةِ الْبَیْتِ مِنْهُمْ إِلٰی قُصَیِّ بْنِ كِلَابٍ وَخَبَرِ عُمَرِو بْنِ لُحَیٍّ وَعِبَادَةِ الْأَصْنَامِ
خزاعہ کا قصہ، بیت اللہ کی ولایت کا ان سے نکل کر قصی بن کلاب کو ملنا، عمرو بن لحیی کی خبر اور بتوں کی عبادت کا بیان ---- 595

أَبْوَابُ ذِكْرِ جَمَاعَةٍ مَشْهُوْرِیْنَ كَانُوْا فِی الْجَاهِلِیَّةِ
دورِ جاہلیت کے مشہور لوگوں کے ذکر کے ابواب ------ 596

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ حَاتِمِ نِ الطَّائِیِّ
حاتم طائی کا ذکر ---------------- 596

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُدْعَانَ
عبداللہ بن جدعان کا ذکر ---------------- 597

بَابُ مَا جَاءَ فِی إِمْرَؤُ الْقَیْسِ بْنِ حَجَرِ الشَّاعِرِ الْمَشْهُوْرِ
مشہور شاعر امرؤ القیس بن حجر کا ذکر ---------------- 597

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ أُمَیَّةَ بْنِ أَبِی الصَّلْتِ وَشَیْءٍ مِنْ شِعْرِهِ
امیہ بن ابی صلت اور اس کے چند اشعار کا ---------------- 598

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ
زید بن عمرو بن نفیل کا ذکر ---------------- 598

بَـابُ مَـا جَـاءَ فِیْ وَرَقَةَ بْنِ نَوفَلِ بْنِ عَمِّ خَدِیْجَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ وَ رضی اللہ عنہا
زوجۂ رسول سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد ورقہ بن نوفل کا ذکر ---------------- 600

## كِتَابُ سِیْرَةِ أَوَّلِ النَّبِیِّیْنَ وَخَاتَمِ الْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ

## اول النبیین اور خاتم المرسلین ہمارے نبی محمد بن عبداللہ ﷺ کی سیرت کی کتاب

بَابُ ذِكْرِ نَسَبِهِ الشَّرِیْفِ وَطِیْبِ أَصْلِهِ الْمُنِیْفِ
آپ ﷺ کے نسب شریف اور آپ ﷺ کی عظیم اصل کے پاکیزہ ہونے کا ذکر ---------------- 601

بَـابُ مَـا جَـاءَ فِیْ بَعْضِ فَضَائِلِهِ ﷺ وَأَنَّـهُ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَهُ
نبی کریم کے بعض فضائل اور اس چیز کا بیان کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ---------------- 604

بَـابُ ذِكْرِ بَعْضِ أَسْمَائِهِ الشَّرِیْفَةِ وَأَنَّهُ أَوَّلُ النَّبِیِّیْنَ وَآخِرُهُمْ وَأَفْضَلُهُمْ
آپ ﷺ کے بعض اسمائے شریفہ اور آپ ﷺ کے انبیاء کے اول، آخر اور افضل ہونے کا بیان ---------------- 607

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ذِكْرِ مَوْلِدِهِ ﷺ
نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا بیان ---------- 608

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ذِکْرِ رَضَاعِهِ ﷺ وَمَرَاضِعِهِ وَحَوَاضِنِهِ

نبی کریم ﷺ کی رضاعت اور آپ ﷺ کو دودھ پلانے والیوں اور دائیوں کا ذکر ---------- 609

بَابُ ذِکْرِ رَضَاعِهِ ﷺ مِنْ حَلِيْمَةَ السَّعْدِيَّةِ وَمَا ظَهَرَ عَلَيْهِ مِنْ آيَاتِ النُّبُوَّةِ

نبی کریم کا حلیمہ سعدیہ کا دودھ پینے اور آپ ﷺ پر نبوت کی نشانیاں ظاہر ہونے کا بیان ---------- 610

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَرْعَى الْغَنَمَ فِیْ صِغَرِهِ وَحِفْظِ اللّٰهِ لَهُ وَحِيَاطَتِهِ وَصِيَانَتِهِ مِنْ أَقْذَارِ الْجَاهِلِيَّةِ

نبی کریم کا بچپنے میں بکریاں چرانا، اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کی حفاظت کرنا اور آپ کو جاہلیت کی گندگیوں سے بچانا ---- 613

بَابُ شَقِّ صَدْرِهِ الشَّرِيْفِ لِلْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ وَهُوَ ابْنُ عَشَرَ سِنِيْنَ وَأَشْهُرٍ

دس برس اور چند ماہ کی عمر میں آپ ﷺ کے سینۂ مبارک کا دوبارہ چاک کیا جانا ---------- 614

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ذِکْرِ زِوَاجِهِ ﷺ بِالسَّيِّدَةِ الْمَصُوْنَةِ خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رضی اللہ عنہا

پاک دامن سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی شادی کا بیان ---------- 615

بَابٌ فِیْ ذِکْرِ تَجْدِيْدِ قُرَيْشٍ بِنَاءَ الْكَعْبَةِ قَبْلَ الْبَعْثِ بِخَمْسِ سِنِيْنَ وَاخْتِلَافِهِمْ فِیْ رَفْعِ الْحَجَرِ وَتَحْكِيْمِهِ ﷺ فِیْ رَفْعِهِ وَتَسْمِيَتِهِ فِی الْجَاهِلِيَّةِ بِالْأَمِيْنِ

قریشیوں کا نبوت سے پانچ سال قبل کعبہ کی عمارت کی تجدید کرنا، حجرِ اسود کو اٹھانے میں ان کا اختلاف کرنا اور پھر آپ ﷺ کو اس معاملے کا حاکم بنانا اور دورِ جاہلیت میں آپ ﷺ کو امین کا لقب ملنا ---------- 616

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْعَلَامَاتِ الدَّالَّةِ عَلٰى نُبُوَّتِهِ وَالتَّبْشِيْرِ بِمَبْعَثِهِ ﷺ وَصِفَتِهِ فِی التَّوْرَاةِ

نبی کریم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والی علامتیں اور آپ ﷺ کی بعثت کی بشارت اور تورات میں آپ ﷺ کی بیان کردہ صفات ---------- 619

بَابُ مَا جَاءَ فِی إِخْبَارِ الْكُهَّانِ بِظُهُوْرِ بِعْثَتِهِ ﷺ

کاہنوں کا آپ ﷺ کی بعثت کے ظہور کے بارے میں خبر دینا ---------- 629

بَابٌ فِی بَدْأِ الْوَحْیِ وَكَيْفَ كَانَ يَأْتِيْهِ وَرُؤْيَتِهِ ﷺ لِجِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وحی کی ابتداء، آپ ﷺ کی طرف نزولِ وحی کی کیفیت اور آپ ﷺ کا جبریل علیہ السلام کو دیکھنا ---------- 630

بَابُ ذِکْرِ أَوَّلِ مَنْ آمَنَ بِهِ ﷺ قَبْلَ إِظْهَارِ الدَّعْوَةِ

دعوت کے ظہور سے پہلے پہل نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں کا ذکر ---------- 639

بَابٌ فِی أَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ بِإِظْهَارِ الدَّعْوَةِ وَالصَّدْعِ بِهَا وَمَا لَاقَاهُ مِنْ إِيْذَاءِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ لَهُ وَتَعْذِيْبِهِمِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِمَّنْ أَسْلَمُوْا مَعَهُ

اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کو دعوت کا اظہار و اعلان کرنے کا حکم دینا اور کفارِ قریش کا آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان ہونے والے کمزوروں کو ایذا دینا ---------- 643

| | |
|---|---|
| أَبْوَابُ ذِكْرِ مَنْ تَوَلَّوْا اِيذَائَهُ ﷺ بَعْدَ اِظْهَارِ الدَّعْوَةِ | دعوت کے اظہار کے بعد نبی کریم ﷺ کی تکلیف کے درپے ہونے والوں کا ذکر ---------------------------- 645 |
| بَابُ أَنَّ مَنْ تَوَلَّى كِبْرَ اِيذَائِهِ عَمُّهُ اَبُوْ لَهَبٍ | اس چیز کا بیان کہ آپ ﷺ کو بڑی ایذا پہنچانے والا آپ ﷺ کا چچا ابولہب تھا ---------------------- 645 |
| وَمِنْهُمْ اَبُوْ جَهْلٍ | اور ان میں ایک ابوجہل تھا ---------------------- 647 |
| وَمِنْهُمْ عُقْبَةُ بْنُ اَبِیْ مُعَيْطٍ | اور ان میں ایک عقبہ بن ابی معیط تھا ---------------- 649 |
| بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَعْذِيبِهِمِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَضَرْبِهِمْ لِلنَّبِیِّ ﷺ وَسَبِّهِ | مشرکوں کا کمزور مسلمانوں کو تکلیف دینا اور نبی کریم ﷺ کو مارنا اور برا بھلا کہنا ------------------------------- 653 |
| بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَعَنُّتِ قُرَيْشٍ فِیْ طَلَبِ الْآيَاتِ وَاِصْرَارِهِمْ عَلَى الْعِنَادِ وَتَآمُرِهِمْ عَلٰى قَتْلِ سَيِّدِ الْعِبَادِ ﷺ | نشانیاں طلب کرنے پر قریشیوں کا حد سے زیادہ مطالبہ کرنا، ہٹ دھری پر اصرار کرنا اور لوگوں کے سردار کو قتل کرنے کے لیے ان کا مشورہ کرنا---------------------------------------- 658 |
| بَابُ فِیْ تَخْصِيصِهِ ﷺ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِدَعْوَةٍ لِيُرِيَهُمْ بَعْضَ الْآيَاتِ الدَّالَّةِ عَلٰى نُبُوَّتِهِ رَحْمَةً بِهِمْ لِأَنَّهُمْ أَقْرَبُ النَّاسِ اِلَيْهِ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوْا لَهُ | نبی کریم ﷺ کا بنوعبد المطلب کو خاص طور پر دعوت دینا، تا کہ آپ ﷺ ان کو اپنی نبوت پر دلالت کرنے والی کوئی نشانی دکھا سکیں، یہ دراصل آپ ﷺ کی ان کے ساتھ رحمت تھی، کیونکہ وہ آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار تھے، لیکن انھوں نے آپ ﷺ کی بات قبول نہیں کی --------------- 660 |
| بَابُ فِیْ تَكْسِيرِهِ ﷺ الْأَصْنَامَ الَّتِیْ كَانَتْ لِقُرَيْشٍ عَلَى الْكَعْبَةِ مَعَ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اِنْتِصَارًا لِلْحَقِّ وَاِزْهَاقًا لِلْبَاطِلِ | نبی کریم ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو لے کر کعبہ کے اوپر موجود قریشیوں کے بت توڑنا تا کہ حق کی تائید ونصرت ہو جائے اور باطل نیست و نابود ہو جائے ------------------------ 661 |
| بَابُ مَا جَاءَ فِیْ هِجْرَةِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى الْحَبْشَةِ فِرَارًا بِدِيْنِهِمْ مِنَ الْفِتْنَةِ وَهِیَ أَوَّلُ هِجْرَةٍ فِی الْاِسْلَامِ | بعض صحابہ کا اپنے دین کو فتنے سے بچانے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کر جانا اور اس سفر کا اسلام کی پہلی ہجرت ہونا ----- 663 |
| بَابُ مَا جَاءَ فِی اِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَسَبَبِهِ | سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام اور اس کے سبب کا بیان 672 |
| بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَحَالُفِ كِنَانَةَ وَقُرَيْشٍ عَلٰى بَنِیْ هَاشِمٍ وَبَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْ لَا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا | بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کی مخالفت میں بنو کنانہ اور قریش کا ان امور پر باہمی معاہدہ کہ وہ ان سے نکاح کا معاملہ کریں گے نہ خرید و فروخت |

يُبَايِعُوْهُمْ وَحَصْرِهِمْ إِيَّاهُمْ فِيْ شِعْبِ أَبِيْ طَالِبٍ
کا، نیز اُن کا اِن کو شعبِ ابی طالب میں محصور کر دینا ---- 673

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَرَضِ أَبِيْ طَالِبٍ وَوَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ وَمَا وَرَدَ فِيْهِ
ابو طالب کی بیماری، وفات، دفن اور اس سے متعلقہ روایات کا بیان ---------- 674

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَارِيْخِ وَفَاةِ خَدِيْجَةَ وَزَوَاجِهِ ﷺ بِعَائِشَةَ وَسَوْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تاریخِ وفات اور آپ ﷺ کا سیدہ عائشہ اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنا ---------- 678

بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَهِيَ أَوَّلُ نَفْسٍ آمَنَتْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَتْهُ
ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی تصدیق کی ---------- 682

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذَهَابِهِ ﷺ إِلَى الطَّائِفِ لَمَّا اشْتَدَّ عَلَيْهِ إِيْذَاءُ قُرَيْشٍ بَعْدَ مَوْتِ عَمِّهِ أَبِيْ طَالِبٍ مُسْتَنْجِدًا وَرَدِّهِمْ عَلَيْهِ أَسْوَأَ رَدٍّ
آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات کے بعد قریش کا آپ کو سخت ایذا پہنچانا اور آپ ﷺ کا مدد طلب کرنے کے لیے طائف کی طرف جانا، لیکن ان کا بہت بری طرح آپ ﷺ کو ردّ کر دیا ---------- 686

أَبْوَابُ قِصَّةِ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
رسول اللہ ﷺ کی اسراء اور معراج کے قصے کے ابواب 688

بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رضی اللہ عنہما
اس موضوع سے متعلقہ سیدنا انس بن مالک اور سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما کی روایات کا بیان ---------- 689

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہما
سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث کا بیان ---------- 696

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ مِنْ مُسْنَدِهِ
اس موضوع سے متعلقہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اپنی مُسند کا بیان ---------- 699

بَابُ إِنْكَارِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ
سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا اس چیز کا انکار کرنا کہ نبی کریم ﷺ نے اسراء والی رات کو بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے --- 702

بَابُ مَنْ رَوٰى أَنَّهُ ﷺ صَلّٰى فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَيْلَةَ الْأَسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ بِالنَّبِيِّيْنَ أَجْمَعِيْنَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَأَتَمُّ التَّسْلِيْمِ
اسراء و معراج والی رات کو نبی کریم ﷺ کا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو نماز بیت المقدس میں نماز پڑھانا، یہ روایت کرنے والوں کا بیان ---------- 705

بَابُ فِيْ ذِكْرِ مَنْ رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآخَرِيْنَ مِنَ
ان فرشتوں، نبیوں، کافروں، گنہگاروں اور بعض کی صفات کا بیان، جن کو نبی کریم ﷺ نے اسراء و معراج والی رات کو

| عربی عنوان | اردو عنوان | صفحہ |
| --- | --- | --- |
| الْكُفَّارِ وَالْمُذْنِبِيْنَ وَصِفَةِ بَعْضِهِمْ | دیکھا | 707 |
| بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ أُمُوْرٍ مُتَفَرِّقَةٍ تَتَعَلَّقُ بِالْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ | اسراء ومعراج سے متعلقہ متفرق امور کا بیان | 710 |
| بَابُ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا وَهَلْ رَأَى رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ أَمْ لَا؟ | نبی کریم ﷺ کا جبریل علیہ السلام کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنا اور کیا آپ ﷺ نے معراج والی رات کو اپنے ربّ کو دیکھا ہے یا نہیں؟ | 713 |
| بَابُ رُجُوْعِهِ ﷺ بَعْدَ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ إِلَى مَكَّةَ وَإِخْبَارِ قُرَيْشٍ بِمَا رَأَى وَتَكْذِيْبِهِمْ إِيَّاهُ | اسراء ومعراج کے بعد نبی کریم ﷺ کا مکہ کی طرف واپس لوٹنا، قریش کو اس چیز کی خبر دینا اور ان کا آپ ﷺ کو جھٹلا دینا | 718 |
| بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَرْضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَفْسَهُ الْكَرِيْمَةَ عَلَى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ بِمِنًى فِيْ مَنَازِلِهِمْ عَلَى أَنْ يَأْوُوْهُ وَيَنْصُرُوْهُ وَيَمْنَعُوْهُ مِمَّنْ كَذَّبَهُ وَخَالَفَهُ | نبی کریم ﷺ کا مواسمِ حج کے موقع پر منیٰ میں اپنے آپ کو عرب کے قبائل پر پیش کرنا | 721 |
| بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَرْضِهِ الْإِسْلَامَ عَلَى فِتْيَةِ بَنِي الْأَشْهَلِ حِيْنَمَا جَاءُوْا يَلْتَمِسُوْنَ الْحِلْفَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى قَوْمِهِمْ مِنَ الْخَزْرَجِ وَمَنْقَبَةٍ لِإِيَاسِ بْنِ مُعَاذٍ وَذِكْرِ وَقْعَةِ بُعَاثٍ | نبی کریم ﷺ کا بنو اشہل کے نوجوانوں پر اس وقت اسلام پیش کرنا، جب وہ قریش کو اپنی قوم خزرج کی مخالفت میں اپنا حلیف بنانا چاہتے تھے، بیچ میں سیدنا ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ کی منقبت اور واقعۂ بعاث کا بیان | 723 |
| بَابُ قُدُوْمِ اِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ الْأُوْلَى | مدینہ منورہ سے بارہ انصاریوں کے آنے اور بیعتِ عقبہ اولی کا بیان | 725 |
| بَابُ قُدُوْمِ سَبْعِيْنَ رَجُلًا وَامْرَأَتَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ بَعْدَ الْعَقَبَةِ الْأُوْلَى بِعَامٍ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ الثَّانِيَةِ | بیعتِ عقبہ اولی کے ایک سال بعد انصاریوں کے ستر مردوں اور دو عورتوں کا نبی کریم ﷺ کے پاس آنا اور بیعتِ عقبہ ثانیہ کرنا | 727 |
| هِجْرَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ | نبی کریم اور آپ ﷺ کے صحابہ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا | 737 |
| إِذْنُهُ ﷺ لِأَصْحَابِهِ بِالْهِجْرَةِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ | آپ ﷺ کا اپنے صحابہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دینا | 737 |
| بَابُ تَآمُرِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ عَلَى قَتْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِالْهِجْرَةِ | قریشیوں کا نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کا آپ کو ہجرت کا حکم دے دینا | 738 |

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَاخْتِيَارِهِ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ لِيَكُونَ رَفِيقَهُ فِي الْهِجْرَةِ وَتَجْهِيزِهِمَا لِذٰلِكَ وَخُرُوجِهِمَا مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَنْ دَخَلَا غَارَ ثَوْرٍ
نبی کریم ﷺ کا ہجرت کرنا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بطورِ رفیقِ ہجرت منتخب کرنا، پھر دونوں کی ہجرت کے لیے تیاری کرنا اور مکہ مکرمہ سے نکل پڑنا، یہاں تک کہ غارِ ثور میں داخل ہو جانا 740

بَابُ قِصَّتِهِمَا مَعَ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ وَمَا جَرَى لَهُمَا فِي الطَّرِيقِ
نبی کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سراقہ بن مالک کے ساتھ قصہ اور راستے میں پیش آنے والے واقعات ------------- 745

بَابُ حَدِيثِ سَعْدٍ الدَّلِيلِ فِي طَرِيقِ الْهِجْرَةِ وَإِسْلَامِ اللِّصَّيْنِ مِنْ أَسْلَمَ وَنُزُولِهِ ﷺ بِقُبَاءَ عَلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ
ہجرت کے راستے میں سعد رہنما کی بات کا بیان، بنو اسلم کے دو چوروں کا مسلمان ہونا اور نبی کریم ﷺ کا قباء میں بنو عمرو بن عوف کے پاس اترنا ------------------------- 751

بَابُ مَا جَاءَ فِي قُدُومِهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ وَخُرُوجِ أَهْلِهَا بِهِ وَاسْتِقْبَالِهِمْ إِيَّاهُ جَمِيعًا رِجَالًا وَنِسَاءً وَنُزُولِهِ بِدَارِ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ
نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ آمد، اہل مدینہ کا باہر نکلنا اور خواتین وحضرات کا آپ ﷺ کا استقبال کرنا اور آپ ﷺ کا سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں اترنا ------------- 753

## أَبْوَابُ أَحْكَامِ الْهِجْرَةِ

## ہجرت کے احکام کے ابواب

بَابُ مَا وَرَدَ فِي فَضْلِهَا وَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ
ہجرت کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ کون سی ہجرت افضل ہے ------------------------------------------ 758

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ انْقِطَاعِ الْهِجْرَةِ مَادَامَ الْعَدُوُّ يُقَاتَلُ
ہجرت کا اس وقت تک منقطع نہ ہونا، جب تلک دشمن سے لڑائی جاری رہے گی ---------------------------------- 760

بَابُ قَوْلِهِ ﷺ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ يَعْنِي فَتْحَ مَكَّةَ
نبی کریم ﷺ کے فرمان ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے'' کا بیان------------------------------------------ 762

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَقَاءِ ثَوَابِ الْهِجْرَةِ لِمَنْ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ قَبْلَ الْفَتْحِ وَإِنْ أَقَامَ فِي غَيْرِهَا بَعْدُ
فتح مکہ سے قبل مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے کے اجر و ثواب کے باقی رہنے کا بیان، اگر چہ بعد میں وہ کسی اور علاقے میں اقامت اختیار کر لے ------------------------- 767

❁❁❁❁

# كِتَابُ الْمَحَبَّةِ وَالصُّحْبَةِ

# محبت اور صحبت کے مسائل

## بَابُ وُجُوْبِ مَحَبَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَ التَّرْغِيْبِ فِيْ ذٰلِكَ

## اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرنے کے وجوب اور اس کی ترغیب دلانے کا بیان

(٩٤٢٤)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَحَتّٰى يُقْذَفَ فِي النَّارِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ نَجَّاهُ اللّٰهُ مِنْهُ، وَلَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔)) (مسند احمد: ١٣١٨٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ اللہ اور اس کا رسول اس کو باقی سب چیزوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہو جائیں اور وہ کفر سے نجات پانے کے بعد اس کی طرف لوٹنے کی بہ نسبت آگ میں پھینکے جانے کو زیادہ پسند سمجھے اور کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، والد اور تمام لوگوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

**فوائد:** ...... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرنا عین ایمان ہے، اس لیے اس حکم کو سب سے مقدم رکھنا چاہیے۔

(٩٤٢٥)۔ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا نَفْسِيْ

زہرہ کے دادے سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ہر چیز کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہیں، ما سوائے اپنی جان

(٩٤٢٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ١٣١٥١)

(٩٤٢٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٦٩٤، ٦٢٦٤، ٦٦٣٢ (انظر: ١٨٠٤٧)

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ عِنْدَهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: فَلَاَنْتَ، الْآنَ وَاللّٰهِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْآنَ يَا عُمَرُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۲۱۱)

کے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا کوئی ایک اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک مجھے اپنے نفس سے زیادہ محبوب نہیں سمجھے گا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اب آپ ہی مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! اب ٹھیک ہے۔''

(۹۴۲۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَيْرُوْزَ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُمْ اَسْلَمُوْا وَكَانَ فِيْمَنْ اَسْلَمَ، فَبَعَثُوْا وَفْدَهُمْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِبَيْعَتِهِمْ وَاِسْلَامِهِمْ، فَقَبِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهُمْ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَحْنُ مَنْ قَدْ عَرَفْتَ جِئْنَا مِنْ حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ وَاَسْلَمْنَا فَمَنْ وَلِيُّنَا؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔))، قَالُوْا: حَسْبُنَا رَضِيْنَا۔ (مسند احمد: ۱۸۲۰۰)

سیدنا فیروز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ اسلام لائے اور وہ بھی ان لوگوں میں شامل تھے، پس انھوں نے اپنی بیعت اور اسلام کے ساتھ اپنے وفد کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا، آپ ﷺ نے ان کو قبول فرمایا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہی ہیں کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں، ہم نے اسلام تو قبول کر لیا، اب ہمارا ولی کون ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول۔'' انھوں نے کہا: ہمیں یہ کافی ہیں اور ہم اس پر راضی ہیں۔

(۹۴۲۷)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَشَدُّ اُمَّتِيْ لِيْ حُبًّا قَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ اَوْ يَخْرُجُوْنَ بَعْدِيْ، يَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنَّهُ اَعْطٰى اَهْلَهُ وَمَالَهُ وَاَنَّهُ رَآنِيْ۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۲۶)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے میری امت کے وہ لوگ ہیں، جو میرے بعد آئیں گے اور یہ پسند کریں گے کہ اپنے اہل اور مال کو خرچ کر کے میرا دیدار کر لیں۔''

**فوائد:**...... یہ نیک آرزو ہے، کسی عمل کا نام نہیں ہے، ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر نبی کریم ﷺ کی اتنی محبت پیدا کریں کہ آپ ﷺ کا دیدار کرنے کا شوق پیدا ہو جائے۔

(۹۴۲۸)۔ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْعَبْدَ لَيَلْتَمِسُ مَرْضَاةَ اللّٰهِ، وَلَا

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو تلاش کرتا ہے اور اس

---

(۹۴۲۶) تخریج: هديث صحيح، أخرجه الطبراني: ۱۸/ ۸۵۱، والدارمي: ۲۱۰۸ (انظر: ۱۸۰۳۷)

(۹۴۲۷) تخریج: حسن لغيره (انظر: ۲۱۴۹۴)

(۹۴۲۸) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ۱۲۶۲ (انظر: ۲۲۴۰۱)

يَزَالُ بِذٰلِكَ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِجِبْرِيْلَ: إِنَّ فُلَانًا عَبْدِيْ يَلْتَمِسُ أَنْ يُّرْضِيَنِيْ، أَلَا وَإِنَّ رَحْمَتِيْ عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى فُلَانٍ، وَيَقُوْلُهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ، وَيَقُوْلُهَا مَنْ حَوْلَهُمْ، حَتّٰى يَقُوْلَهَا أَهْلُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ، ثُمَّ تَهْبِطُ لَهُ إِلَى الْأَرْضِ.)) (مسند احمد: ٢٢٧٦٤)

کے لیے لگا رہتا ہے، یہاں تک اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے: بیشک میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کے در پے تھا، خبردار! اب اس پر میری رحمت ہو چکی ہے، جبریل علیہ السلام کہتے ہیں: فلاں آدمی پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو چکی ہے، پھر حاملین عرش اس جملے کو دوہراتے ہیں، پھر ان کے اردگرد والے فرشتے کہتے ہیں، یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں والے یہی کلمہ کہتے ہیں، پھر اسی بیان کو زمین پر اتار دیا جاتا ہے۔''

**فوائد:** ...... جب آدمی اپنے اعمالِ صالحہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے، تو آسمانوں اور زمینوں میں اس کی مقبولیت عام ہو جاتی ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عمل میں اخلاص ہونا چاہیے اور عمل کا مقصد ریا کاری اور نمود ونمائش نہیں ہونا چاہیے، اگر دوسرا مقصد ہوا تو ممکن ہے کہ عارضی طور پر مقبولیت مل جائے، وگرنہ انجام میں مذمت کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔

(٩٤٢٩)۔ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَّجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!، مَتٰى قِيَامُ السَّاعَةِ؟ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟)) قَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ عَمَلٍ، لَا صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ إِلَّا أَنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.)) (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا أَحْبَبْتَ) قَالَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ: فَمَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِيْنَ فَرِحُوْا بَعْدَ الْإِسْلَامِ بِشَيْءٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ کوئی دیہاتی آدمی آئے اور رسول اللہ ﷺ سے سوال کرے، پس ایک بدّو آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ اتنے میں نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور آپ ﷺ نے نماز شروع کر دی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' اس نے کہا: جی میں ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اور تو نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟'' اس نے کہا: میں نے اس کے لیے زیادہ عمل تو نہیں کیے، نہ زیادہ نماز ہے اور نہ زیادہ روزے ہیں، البتہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اس کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت کرے گا۔'' ایک روایت میں: ''پس بیشک تو اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے تو محبت کرتا ہے

(٩٤٢٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٧١٥٣، ٦١٧١، ومسلم: ٢٦٣٩ (انظر: ١٢٠١٣)

مَافَرِحُوْا بِہٖ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۳۶)

اور تیرے لیے وہی کچھ ہے، جو تو پسند کرتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نہیں دیکھا کہ مسلمان قبولیتِ اسلام کے بعد اتنے زیادہ خوش ہوئے ہوں، جتنے اس دن ہوئے تھے۔

(۹۴۳۰)۔ (وَمِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ بِنَحْوِہٖ، وَفِیْہِ قَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ فَمَا فَرِحْنَا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ، فَرِحْنَا بِقَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ: ((اِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔)) قَالَ: فَاَنَا اُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاَنَا اَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَھُمْ لِحُبِّیْ اِیَّاھُمْ وَاِنْ كُنْتُ لَا اَعْمَلُ بِعَمَلِھِمْ۔ (مسند احمد: ۱۳۴۰۴)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں جو خوشی نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے ہوئی کہ ''بیشک تو اس کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ تجھے محبت ہے'' قبولیتِ اسلام کے بعد اتنی خوشی کسی چیز سے نہیں ہوئی تھی، پس میں اللہ کے رسول ﷺ، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں اس محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا، اگرچہ میرے عمل ان کے اعمال جیسے نہیں ہیں۔

**فوائد:** ...... غور کریں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ان کے عمل، نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے پہلے دو خلفاء کے اعمال کی طرح کے نہیں ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نیکیاں کرنے اور برائیوں سے بچنے کی کوشش کرے اور اپنے دل میں نیک لوگوں کی محبت رکھے، بالخصوص نبی کریم اور صحابہ کرام۔

## بَابُ حُبِّ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لِعِبَادِہِ الصَّالِحِیْنَ

## نیک بندوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا بیان

(۹۴۳۱)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہُ قَالَ: ((اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ: یَا جِبْرِیْلُ! اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ، فَیُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِی السَّمٰوَاتِ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ، فَیُلْقٰی حُبُّہُ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ فَیُحَبُّ، وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا قَالَ: یَاجِبْرِیْلُ! اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْہُ، فَیُلْقِیْ جِبْرِیْلُ فِیْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ کہتا ہے: اے جبریل! میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، پس جبریل آسمانوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے، پاس تم بھی اس سے محبت کرو، پھر اس کی محبت اہل زمین میں ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو وہ کہتا ہے: اے جبریل! میں فلاں

---

(۹۴۳۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۹۴۳۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۴۸۵، ومسلم: ۲۶۳۷ (انظر: ۱۰۶۱۵)

السَّمٰوَاتِ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ، فَيُوْضَعُ لَهُ الْبُغْضُ لِاَهْلِ الْاَرْضِ فَيُبْغَضُ۔)) (مسند احمد: ١٠٦٢٣)

بندے سے بغض رکھتا ہوں، پس تم بھی اس سے بغض رکھو، پھر جبریل آسمانوں میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے بغض رکھتا ہے، لہٰذا تم بھی اس سے بغض رکھو، پھر اہل زمین میں بھی اس کا بغض رکھ دیا جاتا ہے اور وہ بھی اس سے بغض کرنے لگ جاتے ہیں۔''

(٩٤٣٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا قَالَ لِجِبْرِيْلَ: اَنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ، فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ لِاَهْلِ السَّمَاءِ: اَنَّ رَبَّكُمْ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، قَالَ: فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ قَالَ: وَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ، قَالَ: وَاِذَا اَبْغَضَ فَمِثْلُ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ٧٦١٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے: بیشک میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تو بھی اس سے محبت کر، پھر جبریل علیہ السلام اہل آسمان سے کہتے ہیں: بیشک تمہارا ربّ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہو، لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین میں بھی وہ آدمی مقبول ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جس آدمی سے بغض رکھتا ہو، اس کے ساتھ اسی قسم کا معاملہ پیش آتا ہے۔''

**فوائد:** ......غور کریں کہ کسی مسلمان کی قبولیت اور عدم قبولیت کے فیصلے عرش پر کیے جاتے ہیں اور پھر ان کو نشر کر دیا جاتا ہے، جس آدمی کے عمل میں اخلاص نہیں ہوگا، اس کا عمل اس کے لیے مذمت کا سبب بنے گا، کیونکہ ایسا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

(٩٤٣٣)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا رَضِيَ عَنِ الْعَبْدِ اَثْنٰى عَلَيْهِ سَبْعَةَ اَصْنَافٍ مِنَ الْخَيْرِ لَمْ يَعْمَلْهُ، وَاِذَا سَخِطَ عَلَى الْعَبْدِ اَثْنٰى عَلَيْهِ سَبْعَةَ اَصْنَافٍ مِنَ الشَّرِّ لَمْ يَعْمَلْهُ۔)) (مسند احمد: ١١٣٥٨)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے راضی ہوتا ہے تو خیر کی ایسی سات اقسام کی وجہ سے اس کی تعریف کرتا ہے، جن پر ابھی تک اس نے عمل نہیں کیا ہوتا، اسی طرح جب وہ کسی بندے سے ناراض ہو جاتا ہے تو شرّ کی ایسی سات اقسام کی وجہ سے اس کی مذمت کرتا ہے، جن کا ابھی تک اس نے ارتکاب نہیں کیا ہوتا۔''

---

(٩٤٣٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٤٣٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف دراج فی روايته عن ابی الهيثم، أخرجه ابويعلى: ١٣٣١، وابن حبان: ٣٦٨ (انظر: ١١٣٣٨)

**فوائد**: ......اللہ تعالیٰ اس کو سات قسم کی نیکیاں کرنے کی توفیق دے گا، لیکن ان کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اس کا تذکرۂ خیر لوگوں میں عام کر دے گا، اس کے برعکس معاملہ اس شخص کا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔

دقاق کہتے ہیں: بشر حافی لوگوں کے ایک مجمع کے پاس سے گزرا، انھوں نے اس کو دیکھ کر کہا: یہ آدمی ساری رات قیام کرتا ہے اور تین دنوں میں ایک بار افطاری کرتا ہے، بشر حافی نے یہ بات سن کر رونا شروع کر دیا اور کہا: مجھے تو ایسی ایک رات بھی یاد نہیں ہے، جس کا میں نے پورا قیام کیا ہو، نیز میں جب بھی روزہ رکھتا ہوں، اسی شام کو افطار بھی کر لیتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ فضل وکرم کرتے ہوئے لوگوں کے دلوں میں بندے کے عمل سے زیادہ عمل کا خیال ڈال دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں کی معائب ونقائص پر پردہ تو ڈالا جا سکتا ہے، لیکن وہ اپنے بندوں کی نیکیوں کو مخفی نہیں رہنے دیتا، اگرچہ ان کو خلوت میں سرانجام دیا گیا ہو، جب کسی بندۂ خدا کے سوانح عمری قلم بند کیے جاتے ہیں تو لکھاری اس کی زندگی کے تمام گوشے منظرِ عام پر لے آتے ہیں۔

(٩٤٣٤)۔ حَدَّثَنَا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، ثَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ نِ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ اَبِيْ طَيْبَةَ، عَنْ اَبِيْ أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمِقَةَ مِنَ اللّٰهِ، قَالَ شَرِيْكٌ: هِيَ الْمَحَبَّةُ وَالصِّيْتُ مِنَ السَّمَاءِ، فَاِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا، قَالَ لِجِبْرِيْلَ: اِنِّيْ أُحِبُّ فُلَانًا، فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَمِقُ يَعْنِيْ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، اَرٰى شَرِيْكًا قَدْ قَالَ: فَيَنْزِلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِي الْاَرْضِ، وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا، قَالَ لِجِبْرِيْلَ: اِنِّيْ أُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ، قَالَ: فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ: اِنَّ رَبَّكُمْ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ، قَالَ: اَرٰى شَرِيْكًا قَدْ قَالَ: فَيَجْرِيْ لَهُ الْبُغْضُ فِي الْاَرْضِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٢٦)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک محبت اور شہرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے آتی ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے محبت کرتا ہے تو وہ جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے: میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے، پس جبریل علیہ السلام اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے، لہٰذا تم سب اس سے محبت کرو، پھر زمین میں بھی اس کی محبت اتر آتی ہے، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے بغض رکھتا ہے تو وہ جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے: بیشک میں فلاں آدمی سے بغض رکھتا ہوں، پس تو بھی اس سے بغض رکھ، پھر جبریل علیہ السلام اعلان کرتے ہیں کہ بیشک تمہارا ربّ فلاں آدمی سے بغض رکھتا ہو، لہٰذا تم بھی اس سے بغض رکھو، پھر زمین میں بھی اس کے لیے بغض اتار دیا جاتا ہے۔''

(٩٤٣٤) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ٢٢٢٧٠)

(۹۴۳۵)۔ عَنْ اَنَسٍ ، قَالَ: كَانَ صَبِيٌّ عَلٰى ظَهْرِ الطَّرِيْقِ، فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ وَمَعَهُ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ، فَلَمَّا رَاَتْ اُمُّ الصَّبِيِّ الْقَوْمَ خَشِيَتْ اَنْ يُوْطَاَ ابْنُهَا، فَسَعَتْ وَحَمَلَتْهُ، وَقَالَتْ: اِبْنِيْ اِبْنِيْ، قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كَانَتْ هٰذِهِ لِتُلْقِيَ ابْنَهَا فِي النَّارِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَلَا يُلْقِي اللّٰهُ حَبِيْبَهُ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱۳۵۰۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بچہ راستے پر پڑا تھا، وہاں سے نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا، جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ بھی تھے، جب اس بچے کی ماں نے لوگوں کو دیکھا تو اسے یہ ڈر محسوس ہونے لگا کہ بچہ روند دیا جائے گا، پس وہ یہ کہتے ہوئے دوڑی کہ میرا بیٹا، میرا بیٹا اور پھر اس کو اٹھا لیا، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ماں اپنے بچے کو آگ میں تو نہیں ڈالے گی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ عورت اپنے بیٹے کو آگ میں نہیں ڈالے گی اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیارے کو آگ میں نہیں ڈالے گا۔''

**فوائد:** ......کوئی اللہ تعالیٰ سے محبت کر کے تو دیکھے، اس کی طرف سے جوابی کاروائی محبت کرنے والے کی سوچ سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

## بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ مَحَبَّةِ الصَّالِحِيْنَ وَصُحْبَتِهِمْ وَالْجُلُوْسِ مَعَهُمْ وَزِيَارَتِهِمْ وَاِكْرَامِهِمْ وَعَدَمِ اِيْذَائِهِمْ

## نیکوکاروں سے محبت کرنے، ان کی صحبت اختیار کرنے، ان کے ساتھ بیٹھنے، ان کی زیارت کرنے اور ان کی عزت کرنے اور ان کو تکلیف نہ دینے کی ترغیب کا بیان

(۹۴۳۶)۔ عَنْ ثَابِتٍ نِ الْبَنَانِيِّ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ وَلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَعْمَلَ كَعَمَلِهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔))، فَقَالَ اَنَسٌ: فَمَا رَاَيْتُ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْاِسْلَامَ مَا فَرِحُوْا بِهٰذَا مِنْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ایک شخص کسی آدمی سے محبت تو کرتا ہے، لیکن اس کے عمل جیسے عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ محبت کرتا ہوگا۔'' پس میں نے صحابہ کرام کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا کہ وہ کسی چیز کی وجہ سے اتنے خوش ہوئے ہوں، جتنا کہ آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے خوش ہوئے، ما سوائے اسلام کے۔ پھر

---

(۹۴۳۵) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البزار: ۳۴۷۶، وابويعلى: ۳۷۴۷، والحاكم: ۱/ ۵۸ (انظر: ۱۳۴۶۷)

(۹۴۳۶) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ۱۳۳۱۶)

قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اَنَسٌ: فَنَحْنُ نُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَلَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَعْمَلَ کَعَمَلِہِ، فَاِذَا کُنَّا مَعَہُ فَحَسْبُنَا۔ (مسند احمد: ۱۳۳۴۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: پس ہم رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے عمل جتنے عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، پس جب ہمیں آپ ﷺ کا ساتھ مل جائے گا تو وہی کافی ہو گا۔

**فوائد:**...... اس میں اہل خیر و صلاح لوگوں کے ساتھ محبت رکھنے کی فضیلت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا بھی بیان ہے کہ وہ ان سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان سے کم مرتبہ لوگوں کو بھی بلند تر درجوں پر فائز کر کے محبوبین کے ساتھ ملا دے گا۔ لیکن اس بشارت کے ساتھ ساتھ یہ حدیث ان لوگوں کے لیے وعید بھی ہے جو بدکردار لوگوں کے ساتھ خصوصی تعلق اور محبت رکھتے ہیں اور حقیقی محبت نہ ہونے کی صورت میں خوشامد، چاپلوسی اور دو رخی سے کام لیتے ہوئے پرخلوص محبتوں کے دعوے کرتے ہیں، ممکن ہے کہ ان کا حشر بھی ان کے ساتھ ہو۔

(۹۴۳۷)۔ عَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہِ، فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِطُ۔)) وَقَالَ مُؤَمِّلٌ: مَنْ یُخَالِلُ۔ (مسند احمد: ۸۰۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس ہر ایک کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی اختیار کیے ہوئے ہے۔''

**فوائد:**...... ضرب المثل ہے: خربوزہ، خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے ہر دوست کو اپنے دوست کا طرزِ حیات، عادات و اطوار اور طریقہ و سیرت اختیار کرنا پڑتا ہے، نمازی لوگ بے نمازوں کی مجلسوں میں جانے کی وجہ سے اپنی نمازیں چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر گانا اور موسیقی سن کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنی پڑتی ہے، اس لیے دوستی لگاتے وقت غور و فکر کرنا چاہیے، اگر کسی کا دین اور اخلاق پسند ہے تو اسے دوست بنا لیا جائے۔ اچھا آدمی اس وجہ سے بدنام ہو جاتا ہے کہ برے لوگ اس کے دوست ہوتے ہیں۔ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ برے آدمی کو سمجھانے کے لیے اس سے حسنِ اخلاق سے پیش آنا اور بات ہے اور کسی سے دوستی لگانا اور بات ہے۔

(۹۴۳۸)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّہُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَا تَصْحَبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ۔)) (مسند احمد: ۱۱۳۵۷)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو صرف مومن کا ساتھی بن اور تیرا کھانا نہ کھائے، مگر متقی آدمی۔''

---

(۹۴۳۷) تخریج: اسنادہ جیّد، أخرجہ ابوداود: ۴۸۳۳، والترمذی: ۲۳۷۸ (انظر: ۸۰۲۸)

(۹۴۳۸) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ ابوداود: ۴۸۳۲، والترمذی: ۲۳۹۵ (انظر: ۱۱۳۳۷)

**فوائد:** ...... مسلمان کی کوشش ہونی چاہیے کہ صاحبِ ایمان لوگ اس کے دوست ہوں اور پرہیزگار لوگ اس کے مہمان بنیں، یہ بات علیحدہ ہے کہ ہر مہمان کی میزبانی کرنی چاہیے۔

(٩٤٣٩)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! الرَّجُلُ یُحِبُّ الْقَوْمَ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَعْمَلَ بِاَعْمَالِہِمْ، قَالَ: ((اَنْتَ یَااَبَاذَرٍّ! مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: فَاِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہُ یُعِیْدُہَا مَرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ۔ (مسند احمد: ٢١٧٠٧)

سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی کسی قوم سے محبت تو کرتا ہے، لیکن اس جیسے عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ذر! تو اسی کے ساتھ ہو گا، جس سے تو محبت رکھے گا۔'' میں نے کہا: تو بیشک میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، انھوں نے ایک یا دو دفعہ یہ بات دوہرائی۔

(٩٤٤٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ؓ، قَالَ: اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَرَاَیْتَ رَجُلًا اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا یَلْحَقْ بِہِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلْمَرْئُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔)) (مسند احمد: ١٩٨٥٩)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ کسی قوم سے محبت تو کرتا ہے، لیکن ان کو مل نہیں پاتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔''

**فوائد:** ...... جو آدمی اخلاص کے ساتھ نیک لوگوں سے محبت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کے قرب کو دیکھ کر ان ہی لوگوں میں اس کا شمار کر لیتا ہے، اس میں نیک لوگوں سے محبت دینے کی ترغیب ہے۔ لیکن ان روایات سے یہ مفہوم کشید کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ اگر نیک لوگوں سے محبت ہو تو اعمالِ صالحہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

(٩٤٤١)۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، رِوَایَۃً، قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہُ بَعْضًا، وَمَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ مَثَلُ الْعَطَّارِ اِنْ لَمْ یُحْذِکَ مِنْ عِطْرِہِ عَلِقَکَ مِنْ رِیْحِہِ، وَمَثَلُ الْجَلِیْسِ السُّوْئِ مَثَلُ الْکِیْرِ اِنْ لَمْ یُحْرِقْکَ نَالَکَ مِنْ شَرَرِہِ، وَالْخَازِنُ

سیدنا ابو موسی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا بعض بعض کو مضبوط کرتا ہے، اور نیک ہم نشین کی مثال عطر فروش کی طرح ہے کہ اگر اس نے تجھے کوئی عطر نہ دیا تو تیرے ساتھ اس کی خوشبو لگ جائے گی، اور برے ہم مجلس کی مثال لوہار کی دھونکنی کی سی ہے کہ اگر اس نے تجھے جلا نہ دیا تو

(٩٤٣٩) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجہ ابوداود: ٥١٢٦ ٢١٣٧٩ (انظر:)

(٩٤٤٠) تخریج: أخرجہ مسلم: ٢٦٤١ (انظر: ١٩٦٢٨)

(٩٤٤١) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجہ بعضہ البخاری: ٢١٠١، ومسلم: ٢٦٢٨ (انظر: ١٩٦٢٤)

الْاَمِیْـنُ الَّذِیْ یُؤَدِّیْ مَا اُمِرَ بِہٖ مُؤْتَجِرًا اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ۔)) (مسند احمد: ١٩٨٥٤)

اس کی چنگاریاں تجھ پر ضرور پڑیں گے، اور وہ امانت دار خزانچی بھی صدقہ کرنے والوں میں ایک ہے، جو بنیتِ ثواب وہ کچھ دے دیتا ہے، جس کا اس کو حکم دیا جاتا ہے۔‘‘

(٩٤٤٢)۔ (وَمِنْ طَرِیْقٍ ثَـانٍ) عَنْ اَبِیْ کَبْشَۃَ، قَـالَ: سَـمِعْتُ اَبَامُوْسَی الْاَشْعَرِیَّ یَـقُـوْلُ: عَـلَـی الْمِنْبَرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَثَـلُ الْـجَـلِیْـسِ الـصَّـالِـحِ کَـمَثَـلِ الْعَطَّارِ۔))، فَذَکَرَ نَحْوَہُ مُخْتَصَرًا۔ (مسند احمد: ١٩٨٩٤)

(دوسری سند) سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا تھا کہ ’’نیک ہم نشین کی مثال عطر فروش کی ہے۔‘‘ پھر اختصار کے ساتھ اوپر والی حدیث ذکر کی۔

**فوائد:** …… نیک ہم نشین نیکیوں کا سبب بنے گا اور برا ہم مجلس برائیوں کا۔

(٩٤٤٣)۔ عَـنْ زِرِّ بْـنِ حُبَیْـشٍ، قَـالَ: وَفَـدْتُ فِیْ خَلَافَۃِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَاِنَّمَا حَـمَـلَـنِیْ عَلَی الْوِفَادَۃِ لُقِیُّ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَاَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلَقِیْتُ صَفْوَانَ بْـنَ عَسَّالٍ (رضی اللہ عنہ) فَـقُـلْـتُ لَـہُ: ہَلْ رَاَیْتَ رَسُـوْلَ اللّٰہِ ﷺ؟ قَـالَ: نَـعَمْ، وَغَزَوْتُ مَعَہُ اِثْنَتَیْ عَشْرَۃَ غَزْوَۃً۔ (مسند احمد: ١٨٢٥٩)

زر بن حبیش کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کہیں روانہ ہوا، اس روانگی پر آمادہ کرنے والی چیز سیدنا ابی بن کعب اور دوسرے صحابہ کی ملاقات تھی، پس میں سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کو ملا اور کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، بلکہ میں نے تو آپ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوے بھی کیے ہیں۔

**فوائد:** …… صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت نے زِرّ بن حبیش کو آنے پر مجبور کیا۔

(٩٤٤٤)۔ عَـنْ قَیْـسِ بْـنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ رضی اللہ عنہ، قَـالَ: اَتَـانَـا النَّبِیُّ ﷺ فَـوَضَـعْنَا لَہُ غِسْلًا فَـاغْتَسَـلَ، ثُـمَّ اَتَیْـنَـاہُ بِـمِـلْحَفَۃٍ وَرْسِیَّۃٍ، فَاشْتَمَلَ بِھَا، فَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی اَثَرِ

سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے آپ ﷺ کے غسل کا پانی رکھا، آپ ﷺ نے غسل کیا، پھر ہم زرد سرخی مائل چادر لائے اور آپ ﷺ نے اس کو اپنے جسم پر لپیٹ

---

(٩٤٤٢) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(٩٤٤٣) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ٧٣٦١ (انظر: ١٨٠٩٠)

(٩٤٤٤) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابن ابی لیلی ضعیف سیء الحفظ، ومحمد بن شرحبیل مجھول، أخرجہ ابن ماجہ: ٤٦٦، ٣٦٠٤ (انظر: ٢٣٨٤٤)

الْوَرْسِ عَلٰی عُكَنِهِ، ثُمَّ أَتَيْنَاهُ بِحِمَارٍ لِيَرْكَبَ فَقَالَ: ((صَاحِبُ الْحِمَارِ أَحَقُّ بِصَدْرِ حِمَارِهِ)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَالْحِمَارُ لَكَ۔ (مسند احمد: ٢٤٣٤٥)

لیا، گویا کہ اب بھی میں آپ ﷺ کے پیٹ کی سلوٹوں پر ورس بوٹی کے نشان دیکھ رہا ہوں، پھر ہم سواری کے لیے آپ ﷺ کے پاس ایک گدھا لائے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''گدھے کا مالک اس کے اگلے حصے پر سوار ہونے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پس یہ گدھا ہے ہی آپ کے لیے۔

**فوائد:**...... درج ذیل حدیث صحیح ہے۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي جَاءَ رَجُلٌ وَمَعَهُ حِمَارٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِرْكَبْ وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا، أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ مِنِّي إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ لِي۔)) قَالَ فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ فَرَكِبَ۔ ...... رسول اللہ ﷺ پیدل چل رہے تھے کہ ایک آدمی آیا، جبکہ اس کے ساتھ گدھا بھی تھا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ سوار ہو جائیں، پھر وہ خود پیچھے ہٹ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تو خود اپنے جانور کے اگلے حصے پر بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے، الا یہ کہ تو اس کو میرے لیے کر دے۔'' اس نے کہا: جی میں نے اس حصے کو آپ کے لیے کر دیا، پس آپ ﷺ سوار ہو گئے۔

(ابوداود: ۲۲۰۸، ترمذی: ۲۷۷۳)

ایک طرف نبی کریم ﷺ نے تواضع اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا، دوسری طرف آپ ﷺ کے صحابی نے آپ ﷺ کے اکرام کا حق ادا کر دیا۔

(٩٤٤٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ أَذَلَّ لِيْ وَلِيًّا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: مَنْ آذٰى لِيْ وَلِيًّا) فَقَدِ اسْتَحَلَّ مُحَارَبَتِيْ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِمِثْلِ أَدَاءِ الْفَرَائِضِ، وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ إِنْ سَأَلَنِيْ أَعْطَيْتُهُ، وَإِنْ دَعَانِيْ أَجَبْتُهُ، مَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جس نے میرے دوست کی توہین کی، ایک روایت میں ہے: جس نے میرے دوست کو تکلیف دی، اس نے میرے ساتھ لڑنے کو حلال سمجھ لیا ہے، اور فرائض کی ادائیگی سے ہی میرا بندہ میرا قرب حاصل کر سکتا ہے، لیکن بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، پھر جب وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں

(٩٤٤٥) تخريج: حديث صحيح لغيره، وللحديث شاهد أخرجه البخاري: ٦٥٠٢ عن ابى هريرة رضی اللہ عنہ، أخرجه البزار: ٣٦٢٧، والطبراني في "الاوسط": ٩٣٤٨ (انظر: ٢٦١٩٣)

وَفَاتِهِ، لِأَنَّهُ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَكْرَهُ مَسَاءَ تَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۶۷۲۳)

اس کو جواب دیتا ہوں اور مجھے جتنا تردّد مؤمن کی وفات پر ہوتا ہے، اتنا کسی اور کام پر نہیں ہوتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے غم کو پسند نہیں کرتا۔''

انسان مرنا نہیں چاہتا، اللہ کی حکمت مصلحت یہ ہے لوگ مرتے ہیں اور نئے آتے رہیں۔ اللہ نے اس کیفیت کو تردد سے تعبیر کیا۔ اس اظہار میں اللہ کا بندے کے ساتھ لطف و کرم ہے۔ پھر اللہ کی مصلحت و حکمت غالب آتی ہے اور اللہ بندے کو بعض عوارض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جس سے اس کی موت کے لیے کراہت ختم ہو جاتی ہے تو اللہ اسے فوت کر لیتا ہے۔ یا فرشتوں کا تردد مراد ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی طرف ملک الموت کو بھیجنے والا واقعہ ہے۔ (مزید دیکھیں: فتح الباری جلد:۱، ص: ۳۴۵ اور مترجم سلسلہ صحیحہ جلد:۱، ص: ۱۶۵)

**فوائد:** ...... ولی اس پرہیزگار مومن کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پیروی کرتا ہے اور اس کے نواہی سے اجتناب کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾...... ''خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کے اولیاء، نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے، وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقوی اختیار کرتے تھے، دنیوی اور اخروی دونوں زندگیوں میں ان کے لیے خوشخبری ہے۔'' (سورۂ یونس:۶۴)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا اکرام ضروری ہے، ان کی توہین کرنا اللہ تعالیٰ سے لڑنے کے مترادف ہے۔

## بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضِ فِي اللّٰهِ وَالْحَثِّ عَلٰى ذٰلِكَ

## اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے اور بغض رکھنے کی ترغیب اور ایسا کرنے پر برانگیختہ کرنے کا بیان

(۹۴۴۶)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيُّ عُرَى الْإِسْلَامِ أَوْسَطُ؟)) قَالُوْا: الصَّلَاةُ، قَالَ: ((حَسَنَةٌ وَمَا هِيَ بِهَا۔))، قَالُوْا: الزَّكَاةُ، قَالَ: ((حَسَنَةٌ وَمَا هِيَ بِهَا۔))، قَالُوْا: صِيَامُ رَمَضَانَ، قَالَ: ((حَسَنٌ وَمَا هُوَ بِهِ۔))، قَالُوْا: الْحَجُّ، قَالَ: ((حَسَنٌ وَمَا هُوَ بِهِ۔))، قَالُوْا: الْجِهَادُ، قَالَ:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کا کون سا کڑا (یعنی نیک عمل) زیادہ ممتاز اور عالی ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی نماز ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز بھی اچھا عمل ہے اور اس کے بعد والا کون سا عمل ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی زکوۃ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''زکوۃ بھی اچھا ہے اور اس کے بعد والا عمل کون سا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی رمضان کے روزے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عمل

(۹۴۴۶) تخريج: حديث حسن بشواهده، أخرجه ابن ابی شيبة: ۱۱/ ۴۱، والبيهقی فی "الشعب": ۱۳ (انظر: ۱۸۵۲۴)

((حَسَنٌ وَمَا هُوَ بِهِ۔)) قَالَ: ((اِنَّ اَوْسَطَ عُرَى الْاِیْمَانِ اَنْ تُحِبَّ فِی اللّٰہِ وَتُبْغِضُ فِی اللّٰہِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۷۲۳)

بھی اچھا ہے، اور اس کے بعد والا عمل کون سا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی حج ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''حج بھی اچھا عمل ہے اور اس کے بعد والا عمل کون سا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی جہاد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد بھی اچھا عمل ہے، اس کے بعد والا عمل کون سا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے خود فرمایا: ''ایمان کا سب سے ممتاز اور اعلیٰ کڑا (یعنی نیک عمل) یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھے۔''

**فوائد**:.....محبت کی دو قسمیں ہیں: (۱) طبعی اور (۲) کسبی

**طبعی محبت** وہ ہے جو انسان کو طبعی طور پر اپنے قرابتداروں اور محسنوں سے ہوتی ہے، یہ محبت انسان کا کمال اور طرۂ امتیاز نہیں، کیونکہ تقریباً تمام حیوانات بھی اس صفت سے متصف نظر آتے ہیں۔

**کسبی محبت** سے مراد مومنوں کا آپس میں تعلق اور دوستی ہے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بالخصوص مہاجرین و انصار کے مابین تھی، یہ دینی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے، اس سے کوئی دنیوی مفاد اور غرض وابستہ نہیں ہوتی۔ ایسی محبت کو نہ صرف شریعتِ اسلامیہ میں سراہا گیا ہے، بلکہ ایمان و ایقان کی علامت قرار دیا گیا ہے، یاد رہے کہ ایسی محبت و الفت صرف نیک اور صالح لوگوں سے ہوتی ہے۔

اس باب کی احادیث میں کسبی محبت کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں اور اس کو عزتیں عطا کرتے ہیں۔

یہ مسلمان کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس کی دوستی اور دشمنی کا معیار اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، وہ اس معاملے میں رنگ و نسل، سیاست و سیادت، ذات پات اور قبیلہ و برادری کو ترجیح نہیں دیتا ہے، اگر اس نے کسی سے تعلق کو مضبوط کیا ہے تو اس بنا پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے اور اگر کسی سے بغض رکھا تو وہ بھی اس بنا پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔

عصرِ حاضر میں اس قسم کا تعلق انتہائی شاذ و نادر ہے، بلا شبہ ہر کوئی اپنی دوستی کی پینگیں بڑھا رہا ہے، لیکن کسی کی بنیاد حسن و جمال ہے، کوئی برادری ازم کو ترجیح دیتا ہے، کوئی سکول کی کلاس اور علاقہ کو مدنظر رکھتا ہے، کوئی اپنے بڑوں کے تعلق کا لحاظ کر رہا ہے، کوئی اپنے پیشے کے لوگوں کو اپنی محبتوں کا مستحق سمجھ رہا ہے، غرضیکہ محض اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے دوسروں لوگوں سے محبت کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔

قارئین کرام! یہ نقطہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کسی برے آدمی سے بغض یا عدم دوستی کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے مکمل طور پر قطع تعلقی کی جائے یا جہاں وہ ملے اس سے اعراض کیا جائے۔ شریعتِ اسلامیہ نے کافروں اور مشرکوں سے بھی حالات کے مطابق حسن سلوک اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، بلکہ آپ ﷺ غیر مسلموں کی دعوت بھی قبول کر لیا

کرتے تھے۔ شریعت نے جس دوستی و دشمنی کی تعلیم دی ہے، اس کا تعلق دل سے ہے اور جنگ جیسے مخصوص زمان و مکاں میں ظاہری حالات سے بھی ہوتا ہے۔ اس چیز کو آپ اس مثال سے سمجھیں کہ آپ کے سامنے پانچ پانچ سال عمر کے دو بچے کھڑے ہیں، ایک آپ کا اپنا بچہ ہے اور دوسرا کسی ایسے آدمی کا ہے، جس کے ساتھ آپ کے تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ لیکن آپ شریعت کا لحاظ کر کے دونوں بچوں سے ظاہری طور پر برابر کا پیار کرتے ہیں، دونوں کے سروں پر دستِ شفقت رکھتے ہیں، دونوں کو کھانے کے لیے برابر مقدار کی چیز دیتے ہیں، لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ آپ کے دل میں جتنا پیار و محبت اپنے بچے کا ہے، اتنا کسی دوسرے کا نہیں ہو سکتا، آپ کو جو لطف اپنے بچے سے پیار کر کے ہوگا، وہ دوسروں کے بچوں کے ساتھ محبت کرنے سے محسوس نہیں ہوتا، بلکہ بعض لوگ اپنے غیر نمازی بچے کو دوسروں کے نمازی بچوں پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کے بارے میں ہے کہ آپ کے دل میں جو مقام مکمل مسلمان کا ہو، وہ ناقص مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کا نہیں ہونا چاہیے۔

اب آپ درج ذیل احادیثِ مبارکہ کا بغور مطالعہ کریں۔

(۹٤٤۷)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ، قَالَ: خَرَجَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟)) قَالَ قَائِلٌ: الصَّلَاۃُ وَالزَّکَاۃُ وَقَالَ قَائِلٌ: الْجِھَادُ، قَالَ: ((اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔)) (مسند احمد: ۲۱٦۲۸)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: نماز اور زکوۃ، اور کسی نے کہا کہ جہاد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی جائے اور اُسی کے لیے بغض رکھا جائے۔''

(۹٤٤۸)۔ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ، عَامِرِ بْنِ وَاثِلَۃَ، اَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلٰی قَوْمٍ، فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ، فَرَدُّوْا عَلَیْہِ السَّلَامَ، فَلَمَّا جَاوَزَھُمْ قَالَ رَجُلٌ مِنْھُمْ: وَاللّٰہِ! اِنِّیْ لَاُبْغِضُ ھٰذَا فِی اللّٰہِ، فَقَالَ اَھْلُ الْمَجْلِسِ: فَبِئْسَ وَاللّٰہِ مَا قُلْتَ، اَمَا وَاللّٰہِ

سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، اس نے سلام کہا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا، جب وہ آگے گزر گیا تو ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کے لیے اس آدمی سے بغض رکھتا ہوں، اہلِ مجلس نے کہا: اللہ کی قسم! تو نے بری بات کی ہے، اللہ کی قسم! ہم ضرور ضرور اس کو بتلائیں گے، او فلاں! کھڑا ہو

(۹٤٤۷) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجہ ابوداود: ٤٥۹۹ (انظر: ۲۱۳۰۳)

(۹٤٤۸) تخریج: ضعیف لارسالہ، فالصواب انہ من مراسیل ابن شھاب الزھری، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر" (انظر: ۲۳۸۰۳)

لَنُنَبِّئَنَّهُ، قُمْ يَا فُلَانُ! رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَأَخْبِرْهُ، قَالَ: فَأَدْرَكَهُ رَسُوْلُهُمْ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ، فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَرَرْتُ بِمَجْلِسٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِمْ فُلَانٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَرَدُّوْا السَّلَامَ فَلَمَّا جَاوَزْتُهُمْ أَدْرَكَنِيْ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ فُلَانًا قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأُبْغِضُ هٰذَا الرَّجُلَ فِي اللّٰهِ، فَادْعُهُ، فَسَلْهُ عَلٰى مَا يُبْغِضُنِيْ؟ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَمَّا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ، فَاعْتَرَفَ بِذٰلِكَ، وَقَالَ: قَدْ قُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلِمَ تُبْغِضُهُ؟)) قَالَ: أَنَا جَارُهُ وَأَنَا بِهِ خَابِرٌ، وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ صَلَاةً قَطُّ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ الَّتِيْ يُصَلِّيْهَا الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، قَالَ الرَّجُلُ: سَلْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ رَآنِيْ قَطُّ أَخَّرْتُهَا عَنْ وَقْتِهَا، أَوْ أَسَأْتُ الْوُضُوْءَ لَهَا؟ أَوْ أَسَأْتُ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فِيْهَا؟ فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: لَا، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُهُ يَصُوْمُ قَطُّ إِلَّا هٰذَا الشَّهْرَ الَّذِيْ يَصُوْمُهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، قَالَ: فَسَلْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ رَآنِيْ قَطُّ أَفْطَرْتُ فِيْهِ، أَوِ انْتَقَصْتُ مِنْ حَقِّهِ شَيْئًا؟ فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: لَا، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُهُ يُعْطِيْ سَائِلًا قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُهُ يُنْفِقُ مِنْ مَالِهِ شَيْئًا فِيْ شَيْءٍ مِنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور اس کو بتلا کے آ، پس ان کے قاصد نے اس کوشخص کو پالیا اور ساری بات اس کو بتلا دی، وہ آدمی وہاں سے پھرا اور سیدھا رسول اللہ ﷺ کے پاس جا پہنچا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں مسلمانوں کی ایک مجلس سے گزرا، ان میں فلاں آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا، میں نے ان کو سلام کہا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا، جب میں ان سے تجاوز کر گیا تو ان میں سے ایک آدمی مجھے پیچھے سے آ کر ملا اور کہا کہ فلاں آدمی کہہ رہا ہے کہ اللہ کی قسم ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے تجھ سے بغض رکھتا ہے، اے اللہ کے رسول! اب آپ اس کو بلائیں اور پوچھیں کہ کس وجہ سے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس آدمی کی بتائی ہوئی بات کے بارے میں پوچھا، اس نے اعتراف کر لیا اور کہا: جی اللہ کے رسول! میں نے یہ بات کہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا یہ بتا کہ تو اس سے بغض کیوں رکھتا ہے؟'' اس نے کہا: جی میں اس کا ہمسایہ ہوں اور اس کے بارے میں باخبر ہوں، اللہ کی قسم! میں نے اس کو دیکھا ہے، یہ صرف فرضی نماز ادا کرتا ہے، جو ہر نیک و بد پڑھ رہا ہے۔ لیکن اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے یہ بھی پوچھیں کہ کیا میں نے ان نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کیا ہے؟ یا میں نے کبھی وضو میں کمی کی ہے؟ یا میں نے رکوع و سجود کو ناقص ادا کیا ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے جب اس سے یہ سوالات کیے تو اس نے منفی میں جواب دیا (یعنی واقعی یہ بات تو ہے کہ یہ وقت پر اور مکمل نماز وضو کا اہتمام کرتا ہے)۔ پھر اس اعتراض کرنے والے نے کہا: اللہ کی قسم ہے، میں نے اس کو دیکھا کہ یہ صرف ماہِ رمضان کے روزے رکھتا ہے، جس کے روزے ہر نیک و بد رکھتا ہے۔ لیکن اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے یہ بھی پوچھیں کہ کیا میں

بِخَيْرٍ اِلَّا بِخَيْرٍ اِلَّا هٰذِهِ الصَّدَقَةَ الَّتِيْ يُؤَدِّيْهَا الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، قَالَ: فَسَلْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ كَتَمْتُ مِنَ الزَّكَاةِ شَيْئًا قَطُّ اَوْ مَاكَسْتُ فِيْهَا طَالِبَهَا؟ قَالَ: فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: لا، فَقَالَ لَهُ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قُمْ إِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهُ خَيْرٌ مِنْكَ۔)) (مسند احمد: ۲۴۲۱۳)

نے رمضان میں کبھی کوئی روزہ چھوڑا ہے، یا روزے کے حق میں کوئی کمی کی ہے؟ جب رسول اللہ ﷺ نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے منفی میں جواب دیا (یعنی یہ بات تو ٹھیک کہ یہ آدمی اچھے انداز میں روزے رکھتا ہے)۔ اعتراض کرنے والے نے پھر کہا: اللہ کی قسم! میں نے اس کو نہیں دیکھا کہ اس نے کسی سائل کو کبھی کوئی چیز دی ہو، یا اللہ کے راستے میں کوئی مال خرچ کیا ہو، ماسوائے اس زکوۃ کے، جو ہر نیک و بد ادا کرتا ہے۔ لیکن اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے یہ بھی پوچھیں کہ کیا میں نے زکوۃ میں سے کبھی کوئی چیز چھپائی ہے، یا زکوۃ لینے والے سے کمی کروائی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے منفی میں جواب دیا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑا ہو جا تو، میں نہیں جانتا ہوسکتا ہے کہ وہ تجھ سے بہتر ہو۔''

**فوائد:** ......یعنی آپ ﷺ نے اس آدمی نے بہتر ہونے کی امید ظاہر کی جو نماز، روزے اور زکوۃ کا بہترین انداز میں اہتمام کرتا تھا اور اعتراض کرنے والے کی حوصلہ شکنی کی، یہ الگ بات ہے کہ نفلی نماز، نفلی صدقہ اور نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

(۹۴۴۹)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔)) (مسند احمد: ۱۰۸۳۶)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روحیں اکٹھے کیے ہوئے لشکر ہیں، جن کی وہاں واقفیت ہوگئی، وہ ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتی ہیں اور جن میں وہاں اجنبیت اور ناواقفیت ہوگئی، وہ مانوس نہیں ہوتیں۔''

**فوائد:** ......انسانی مزاجوں میں حیران کن فرق پایا جاتا ہے، ایک آدمی دوسرے پر جان و مال قربان کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے، جبکہ دوسرا اس سے بول کر بھی راضی نہیں ہوتا، کسی کو اپنے بیوی بچے اس قدر پیارے لگتے ہیں کہ وہ سارا وقت ان کے اندر گزارنا چاہتا ہوتا ہے، جبکہ ایسے لوگ بھی ہیں، جن کا سارا وقت گھر سے باہر دوستوں یاروں میں گزر جاتا ہے، غرضیکہ ہر آدمی کا میلان اور رجحان دوسرے سے مختلف ہے اور تقریباً ہر کوئی دوسرے کے مزاج پر نقد بھی کرتا ہے۔

---

(۹۴۴۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۳۸ (انظر: ۱۰۸۲٤)

دراصل عالَمِ ارادح میں اتفاق واختلاف اور الفت ونفرت کی صورتیں اور شکلیں پیدا ہو چکی ہوتی ہیں، دنیوی زندگی تو صرف ان کا مظہر ثابت ہوتی ہے۔

(۹۴۵۰)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ اَحَبَّ (وَقَالَ هَاشِمٌ: مَنْ سَرَّهُ) اَنْ يَجِدَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ، فَلْيُحِبَّ الْمَرْءَ وَلَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۷۹۵۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی ایمان کا ذائقہ پسند کرتا ہو یا یہ چیز اس کو خوش کرتی ہو، وہ کسی شخص سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے۔''

**فوائد:** ......اللہ تعالیٰ کی ذات کو مدنظر رکھ کر کسی سے محبت رکھنا، یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات کا پاس ولحاظ ہے، کیونکہ بیچ میں اس کی اطاعت کارفرما ہے۔

(۹۴۵۱)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ؟ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ۔)) (مسند احمد: ۸۴۳۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے کہاں ہیں، آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا، جبکہ آج میرے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہے۔''

**فوائد:** ......میرے جلال کی وجہ سے، یعنی میری عظمت اور میری تعظیم کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

(۹۴۵۲)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، يَرْفَعُهُ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا، وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى رَاْسِ ذٰلِكَ اَوْ مَلَاكِ ذٰلِكَ؟ اَفْشُوْ السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ:) اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۹۰۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے، جب تک ایمان نہیں لاؤ گے اور اس وقت تک ایمان نہیں لاسکو گے، جب تک ایک دوسرے سے محبت نہیں کرو گے، کیا میں ایسی چیز کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کردوں، جو اس محبت کی جڑ اور جوہر ہے؟ آپس میں سلام کو عام کر دو۔'' ایک روایت میں ہے: ''کیا میں ایسی چیز کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کردوں کہ جب تم اس کو کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگ جاؤ گے؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔''

---

(۹۴۵۰) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ٦٣، والطيالسي: ٢٤٩٥، والحاكم: ١/ ٣ (انظر: ٧٩٦٧)

(۹۴۵۱) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٦٦ (انظر: ٨٤٥٥)

(۹۴۵۲) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٤ (انظر: ٩٠٨٤)

**فوائد:** ......سلام کے ذریعے باہمی اور شرعی محبت اور دوسروں کے لیے دل میں وسعت پیدا ہوتی ہے، اس لیے بھرپور انداز میں اس نبوی نسخے کا استعمال ہونا چاہیے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ سلام کہنے میں بڑی سستی کرتے ہیں۔

(٩٤٥٣)۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ الْجَمُوْعِ ؓ، اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَا یَحِقُّ الْعَبْدُ حَقَّ صَرِیْحِ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یُحِبَّ لِلّٰهِ وَیُبْغِضَ لِلّٰهِ، فَاِذَا اَحَبَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی، وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فَقَدِ اسْتَحَقَّ الْوَلَاءَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَاِنَّ اَوْلِیَائِیْ مِنْ عِبَادِیْ وَاَحِبَّائِیْ مِنْ خَلْقِی الَّذِیْنَ یُذْکَرُوْنَ بِذِکْرِیْ، وَاُذْکَرُ بِذِکْرِهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٥٦٣٤)

سیدنا عمرو بن جموع ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بندہ اس وقت تک صریح ایمان کا حق ادا نہیں کر سکتا، جب تک اللہ تعالیٰ کے لیے محبت نہیں کرتا اور اُسی کے لیے بغض نہیں رکھتا، پس جب وہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے اور اُسی کے لیے بغض رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت اور دوستی کا مستحق قرار پاتا ہے اور بیشک میرے اولیاء میرے بندوں میں سے ہوتے ہیں اور میری مخلوق میں سے وہ لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں، جن کو میرے ذکر کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے اور مجھے ان کے ذکر کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے۔“

## بَابُ ثَوَابِ الْمُتَحَابِّیْنَ فِی اللّٰهِ وَمَا اَعَدَّهُ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْاَجْرِ الْعَظِیْمِ وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ
## اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کے ثواب اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں تیار کیے گئے اجرِ عظیم اور ہمیشہ کی نعمت کا بیان

(٩٤٥٤)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمُتَحَابِّیْنَ لَتُرٰی غُرَفُهُمْ فِی الْجَنَّةِ کَالْکَوْکَبِ الطَّالِعِ الشَّرْقِیِّ اَوِالْغَرْبِیِّ فَیُقَالُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ فَیُقَالُ: هٰؤُلَاءِ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١١٨٥١)

سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کے جنت میں بالا خانے اس طرح نظر آئیں گے، جیسے مشرق یا مغرب میں طلوع ہونے والا ستارہ نظر آتا ہے، پس جب کہا جائے گا کہ یہ لوگ کون ہیں، تو جواب دیا جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والے ہیں۔“

(٩٤٥٥)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ ؓ،

سیدنا عرباض بن ساریہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٩٤٥٣) تخریج: اسناده ضعیف لضعف رشدین بن سعد، عبد الله بن الولید، ولانقطاعه، ابو منصور مولی الانصار لم یلق عمرو بن الجموح (انظر: ١٥٥٤٩)

(٩٤٥٤) تخریج: اسناده ضعیف لانقطاعه، ابو حازم لم یسمع من ابی سعید (انظر: ١١٨٢٩)

(٩٤٥٥) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ١٨/ ٦٤٤ (انظر: ١٧١٥٨)

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَلْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ فِیْ ظِلِّ عَرْشِیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۹۰)

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے اس دن میرے عرش کے سائے میں ہوں گے، جس دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔''

(۹٤٥٦)۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا اَکْرَمَ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۲۲٥۸۲)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی بندے سے محبت کرتا ہے، وہ دراصل اللہ تعالیٰ کا اکرام کرتا ہے۔''

**فوائد:** ...... بندے کا اللہ تعالیٰ کا اکرام کرنا، اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرنا اور اس کی منع کردہ چیز سے رک جانا ہے اور ایک حکم اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت کرنا اور کسی سے نفرت رکھنا ہے۔

(۹٤٥۷)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُؤْمِنُ مَأْلَفَةٌ وَلَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَا یَأْلَفُ وَلَا یُؤْلَفُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۲۸)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن وہ ہے جو مانوس ہوتا ہے اور جس سے مانوس ہوا جاتا ہے اور اس آدمی میں کوئی خیر و بھلائی نہیں جو نہ کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے مانوس ہوتا ہے۔''

**فوائد:** ...... معلوم ہوا کہ ''اُنس'' کا مومن کے ساتھ گہرا تعلق ہے، لوگ اس سے مانوس ہوتے ہیں اور وہ لوگوں سے مانوس ہوتا ہے، اس کی سب سے بہترین مثال یہ ہے کہ اگر مسجد کا امام خوش اخلاق ہو، عالم باعمل ہو، بلا امتیاز نمازیوں کی قدر کرتا ہو، لوگوں کے بچوں کی تعلیم کی فکر رکھتا ہو اور حرص و بخل سے پاک ہو کر اپنی غیرت و حمیت کو سمجھنے والا اور اس کو برقرار رکھنے والا ہو تو ایسے فرد کو لوگوں کی طرف سے جو مودت و محبت اور احترام و اکرام نصیب ہوتا ہے، عام آدمی کا دل و دماغ اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا۔

یہی معاملہ دوسرے اساتذہ اور ڈاکٹر حضرات کا ہے، لیکن سب سے پہلے ایمان و اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنا فرض ہے۔

(۹٤٥۸)۔ عَنْ اَبِیْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِیِّ ، ابو مسلم خولانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں حمص کی مسجد

---

(۹٤٥٦) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه البیهقی فی "الشعب": ۹۰۱٦ (انظر: ۲۲۲۲۹)

(۹٤٥۷) تخریج: متن الحدیث حسن، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٥۷٤٤، والبیهقی فی "الشعب": ۸۲۱۰ (انظر: ۲۲۸٤۰)

(۹٤٥۸) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۳۹۰ (انظر: ۲۲۰۸۰)

قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ حِمْصَ فَإِذَا فِيهِ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كَهْلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا فِيهِمْ شَابٌّ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، بَرَّاقُ الثَّنَايَا (وَفِي رِوَايَةٍ: حَسَنُ الْوَجْهِ أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ أَغَرُّ الثَّنَايَا) سَاكِتٌ، فَإِذَا امْتَرَى الْقَوْمُ فِي شَيْءٍ أَقْبَلُوا عَلَيْهِ فَسَأَلُوهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ فَقَالَ: قَوْلًا انْتَهَوْا إِلَى قَوْلِهِ) فَقُلْتُ لِجَلِيسٍ لِي: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَوَقَعَ لَهُ فِي نَفْسِي حُبٌّ، فَكُنْتُ مَعَهُمْ حَتّٰى تَفَرَّقُوا، ثُمَّ هَجَّرْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَائِمٌ يُصَلِّي إِلٰى سَارِيَةٍ، فَسَكَتَ لَا يُكَلِّمُنِي فَصَلَّيْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ، فَاحْتَبَيْتُ بِرِدَاءٍ لِي، ثُمَّ جَلَسَ فَسَكَتَ لَا يُكَلِّمُنِي، وَسَكَتُّ لَا أُكَلِّمُهُ، ثُمَّ قُلْتُ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُحِبُّكَ، قَالَ: فِيمَ تُحِبُّنِي؟ قَالَ: قُلْتُ: فِي اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَأَخَذَ بِحَبْوَتِي فَجَرَّنِي إِلَيْهِ هُنَيَّةً، ثُمَّ قَالَ: أَبْشِرْ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَلْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ، يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ۔)) (وَفِي رِوَايَةٍ) أَحْسِبُ أَنَّهُ قَالَ: ((فِي ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ۔)) (وَفِي أُخْرٰى) ((يُوضَعُ لَهُمْ كَرَاسِيُّ مِنْ نُورٍ، يَغْبِطُهُمْ بِمَجْلِسِهِمْ مِنَ الرَّبِّ النَّبِيُّونَ وَالصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ۔)) قَالَ: فَخَرَجْتُ، فَلَقِيتُ

میں گیا، اس میں تیس بزرگ صحابہ کرام تشریف فرما تھے، ان میں ایسا نوجوان بھی تھا، جس کی آنکھیں سرمگیں اور دانت چمکنے والے تھے، ایک روایت میں ہے: اس کا چہرہ خوبصورت تھا، اس کی آنکھیں سیاہ اور فراخ تھیں اور اس کے دانت چمکنے والے تھے، وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا، جب لوگوں میں کوئی اختلاف پڑتا تو وہ اسی نوجوان سے سوال کرتے، میں نے اپنے ساتھ بیٹھنے والے سے کہا: یہ نوجوان کون ہے؟ اس نے کہا: یہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، میرے دل میں اس کے لیے بڑی محبت پیدا ہوئی، پھر میں ان لوگوں کے ساتھ ہی رہا، یہاں تک کہ وہ متفرق ہو گئے، پھر میں جلدی جلدی مسجد کی طرف آیا اور دیکھا کہ سیدنا معاذ بن جبل ایک ستون کے ساتھ کھڑے نماز ادا کر رہے تھے، پھر وہ خاموش رہے اور مجھ سے کوئی بات نہیں کی، میں نے بھی نماز پڑھی اور اپنی چادر سے گوٹھ مار کر بیٹھ گیا، پھر وہ بھی فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور مجھ سے کوئی بات نہیں ہے، میں بھی خاموش رہا اور ان سے کوئی بات نہیں کی، پھر میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، انھوں نے کہا: تو مجھ سے کیوں محبت کرتا ہے؟ میں نے کہا: جی اللہ تعالیٰ کے لیے، پس اس نے میرے گوٹھ کا کپڑا پکڑا اور تھوڑا سا اپنی طرف کھینچ لیا اور پھر کہا: اگر تو اپنی بات میں سچا ہے تو خوش ہو جا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میرے جلال کی وجہ سے محبت کرنے والوں کے نور کے ایسے منبر ہوں گے کہ انبیاء و شہداء کو ان پر رشک آئے گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''وہ اس دن اللہ کے سائے میں ہوں گے، جس دن کوئی اور سایہ نہیں ہو گا۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''ان کے لیے نور کی کرسیاں رکھی جائیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے قریب جو بیٹھک بیٹھیں گے، اس پر انبیاء، صدیقین اور شہداء کو

عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقُلْتُ: يَا اَبَا الْوَلِيْدِ اَلَا أُحَدِّثُكَ بِمَا حَدَّثَنِيْ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فِي الْمُتَحَابِّيْنَ؟ قَالَ: فَاَنَا أُحَدِّثُكَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْفَعُهُ اِلَى الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ((حَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَوَاصِلِيْنَ فِيَّ۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٣٠)

رشک آئے گا۔'' پھر میں وہاں سے نکلا اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو ملا اور کہا: اے ابو الولید! آپس میں محبت کرنے والوں کے بارے میں جو حدیث سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کی، کیا میں وہ آپ کو بیان کروں؟ انھوں نے کہا: میں تجھے نبی کریم ﷺ سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں، جو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کی، اللہ تعالیٰ نے کہا: ''میرے وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوگئی، میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوگئی ہے، میرے نام پر خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوگئی اور میری وجہ سے صلہ رحمی کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہوگئی۔''

**فوائد:** ......انبیا و رسل کا مقام و مرتبہ تمام امتیوں سے زیادہ ہوگا، اس حدیث میں رشک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اِن لوگوں کے حالات کو اچھا سمجھیں گے اور ان پر خوش ہوں گے، کیونکہ قاموس میں ''غِبْطَة'' کا معنی ''حُسْنُ الْحَالِ وَالْمَسَرَّة'' بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس کا دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد اُن کی فضیلت و عظمت اور عالی مرتبت و منزلت بیان کرنا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی جلالت و عظمت کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کا مقام و مرتبہ اس کے ہاں روزِ قیامت اتنا عالی شان ہوگا کہ انبیا کرام، باوجود اس بات کے کہ وہ جلالت و عظمت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے، کو بھی رشک ہوگا کہ کیا بات ہے ان لوگوں کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی شان عطا کی ہے۔

(٩٤٥٩)۔ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا وَاعْقِلُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عِبَادًا لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ عَلٰى مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ۔)) فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ مِنْ قَاصِيَةِ النَّاسِ وَاَلْوٰى بِيَدِهِ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! نَاسٌ لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! سنو، سمجھو اور جان لو کہ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں، جو انبیا ہیں نہ شہداء، لیکن شہداء و انبیاء اُن پر رشک کریں گے، اس کی وجہ ان کا اللہ تعالیٰ سے قرب اور اس کے ساتھ مجلس ہوگی۔'' دور والے لوگوں سے ایک بدّو آیا اور اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کی طرف ڈالا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لوگ ہیں، جو انبیاء ہیں نہ شہداء، لیکن انبیاء و شہداء ان کی بیٹھکوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے قرب

(٩٤٥٩) تخریج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب (انظر: ٢٢٩٠٦)

شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ عَلٰى مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ! انْعَتْهُمْ لَنَا، يَعْنِي صِفْهُمْ لَنَا، فَسُرَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسُؤَالِ الْاَعْرَابِيِّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ نَاسٌ مِنْ اَفْنَاءِ النَّاسِ، وَنَوَازِعِ الْقَبَائِلِ، لَمْ تَصِلْ بَيْنَهُمْ اَرْحَامٌ مُتَقَارِبَةٌ، تَحَابُّوْا فِي اللّٰهِ وَتَصَافَوْا، يَضَعُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ، فَيُجْلِسُهُمْ عَلَيْهَا، فَيَجْعَلُ وُجُوْهَهُمْ نُوْرًا، وَثِيَابَهُمْ نُوْرًا، يَفْزَعُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَفْزَعُوْنَ، وَهُمْ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ تَعَالَى الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢٩٤)

پر رشک کریں گے، ہمارے لیے ان کی صفات بیان کرو اور ان کو واضح کرو۔ بدّو کے سوال سے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ غیر معروف قبائل کے نامعلوم النسب لوگ ہیں، ان کی آپس میں رشتہ داریاں نہیں ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور آپس میں خالص تعلق رکھتے ہیں، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُن کے لیے نور کے منبر بنائے گا، ان پر ان کو بٹھائے گا، ان کے چہروں اور کپڑوں کو نور بنائے گا، لوگ قیامت کے دن گھبرائیں گے، لیکن وہ نہیں گھبرائیں گے، یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں کہ (فرمانِ الٰہی کے مطابق) جن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

## بَابُ مَنْ اَحَبَّ اِنْسَانًا فَلْيُخْبِرْهُ
## آدمی کا اپنے محبوب کو محبت کے بارے میں بتلانے کا بیان

(٩٤٦٠)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ لَاُحِبُّ هٰذَا الرَّجُلَ، قَالَ: ((هَلْ اَعْلَمْتَهُ بِذٰلِكَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((قُمْ فَاَعْلِمْهُ۔)) قَالَ: فَقَامَ اِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا هٰذَا! وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ، قَالَ: اَحَبَّكَ الَّذِيْ اَحْبَبْتَنِيْ لَهُ (وَفِيْ لَفْظٍ) ((قُمْ فَاَخْبِرْهُ تَثْبُتِ الْمَوَدَّةُ بَيْنَكُمَا۔)) (مسند احمد: ١٣٥٦٩)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا، قوم میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس آدمی سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو نے اس کو اس کے بارے میں بتلایا ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑا ہو اور اس کو بتلا۔'' پس وہ اس کی طرف کھڑا ہوا اور کہا: اے فلاں! اللہ کی قسم! بیشک میں اللہ تعالیٰ کے لیے تجھ سے محبت کرتا ہوں، اس نے کہا: وہ ذات تجھ سے محبت کرے، جس کے لیے تو نے مجھ

---

(٩٤٦٠) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥٧١، والنسائی فی "عمل اليوم والليلة": ١٨٢ (انظر: ١٣٥٣٥)

سے محبت کی ہے۔ ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑا ہو اور اس کو خبر دے، تاکہ تم دونوں میں محبت ثابت ہو جائے۔''

**فوائد:** ...... جب کسی کو کسی سے اللہ تعالیٰ کی ذات کی وجہ سے محبت ہو تو وہ اسے اطلاع دے دے تاکہ دوسرا شخص بھی آگاہ ہو جائے اور محبت دوطرفہ ہو جائے، درج ذیل حدیث میں اس حکم کی وجہ بیان کی گئی ہے۔

علی بن حسین سے مرسلاً روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فِي اللّٰهِ فَلْيُبَيِّنْ لَهُ فَإِنَّهُ خَيْرٌ فِي الْأُلْفَةِ، وَأَبْقٰى فِي الْمَوَدَّةِ۔)) ......''جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت ہو تو وہ اس پر واضح کر دے، کیوں کہ یہ وضاحت الفت میں بہتری اور محبت کو تادیر رکھنے والی ہے۔'' (رواه وكيع في "الزهد" ۲/۶۷/۲، صحيحه: ۱۱۹۹)

(۹۴۶۱)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا اَحَبَّ اَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ فَلْيَأْتِهِ فِيْ مَنْزِلِهِ فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهُ يُحِبُّهُ لِلّٰهِ۔)) وَقَدْ جِئْتُكَ فِيْ مَنْزِلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۱۶۱۹)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کو اپنے کسی ساتھی سے محبت ہو تو وہ اس کے گھر جائے اور اس کو یہ خبر دے کہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے۔)) ابو سالم نے ابو امیہ سے کہا: تحقیق میں تیری پاس تیرے گھر آیا ہوں (تاکہ تجھے اپنی محبت کا بتا سکوں)۔

## بَابُ حُقُوْقِ الصُّحْبَةِ وَ الْمُؤَاخَاةِ فِي اللّٰهِ تَعَالٰى

## اللہ تعالیٰ کے لیے صحبت اور بھائی چارے کے حقوق کا بیان

(۹۴۶۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، يَقُوْلُ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَاتَوَادَّ اثْنَانِ فَفُرِّقَ بَيْنَهُمَا اِلَّا بِذَنْبٍ يُحْدِثُهُ اَحَدُهُمَا۔)) وَكَانَ يَقُوْلُ: ((لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ عَلٰى اَخِيْهِ سِتٌّ، يُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ، وَيَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ، وَيَنْصَحُهُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا ہے نہ اس کو رسوا کرتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، جب آپس میں محبت کرنے والے دو آدمیوں میں جدائی پیدا ہوتی ہے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے گناہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے اس کے بھائی پر چھ حقوق ہیں، جب وہ چھینکے تو

---

(۹۴۶۱) تخريج: اسناده ضعيف، يزيد بن ابی حبيب، وهو وان كان ثقة، لكنه قد كان يرسل، ولم يبين هنا عما رواه، وابنُ لهيعة سيىء الحفظ (انظر: ۲۱۲۹۴)

(۹۴۶۲) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۵۳۵۷)

اِذَا غَابَ أَوْ یَشْهَدُهُ وَیُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِذَا لَقِیَهُ، وَیُجِیْبُهُ اِذَا دَعَاهُ، وَیَتْبَعُهُ اِذَا مَاتَ۔)) وَنَهٰی عَنْ هِجْرَةِ الْمُسْلِمِ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ۔ (مسند احمد: ۵۳۵۷)

اسے "یَرْحَمُكَ اللّٰه" کہے، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرے، جب وہ غائب ہو یا موجود ہو، ہر صورت میں اس کی خیر خواہی کرے، جب اس کو ملے تو سلام کہے، جب وہ اس کو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کی نمازِ جنازہ کے لیے اس کے پیچھے چلے۔'' نیز آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ مسلمان اپنے بھائی کو تین دنوں سے زیادہ تک چھوڑ دے۔

**فوائد:** ......مسلمانوں کو چاہیے کہ ان حقوق کی معرفت حاصل کریں اور صرف اسلام کے رشتے کا لحاظ کر کے ان کی ادائیگی کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔

(۹٤٦۳)۔ عَنِ الْحَسَنِ، حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سَلِیْطٍ، قَالَ: اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَهُوَ فِیْ اَزْفَلَةٍ مِنَ النَّاسِ، فَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: ((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا یَظْلِمُهُ وَلَا یَخْذُلُهُ، اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا، (قَالَ حَمَّادٌ: وَقَالَ بِیَدِهِ اِلٰی صَدْرِهِ)، وَمَا تَوَادَّ رَجُلَانِ فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَتَفَرَّقَ بَیْنَهُمَا اِلَّا بِحَدْثٍ یُحْدِثُهُ اَحَدُهُمَا، وَالْمُحْدَثُ شَرٌّ، وَالْمُحْدَثُ شَرٌّ، وَالْمُحْدَثُ شَرٌّ۔)) (مسند احمد: ۲۰۹٦۵)

بنوسلیط کے ایک صحابی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ لوگوں کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، تقوی یہاں ہے، حماد راوی نے کہا: اور آپ ﷺ نے اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کیا، جب دو آدمی اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں اور پھر ان میں تفریق پیدا ہو جاتی ہے تو اس کا سبب گناہ ہوتا ہے، جس کا ان دو میں ایک ارتکاب کرتا ہے اور گناہ شرّ ہے، گناہ شرّ ہے، گناہ شرّ ہے۔''

**فوائد:** ......گناہ ایسی نحوست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اختیار کی گئی صحبت بھی متاثر ہو جاتی ہے۔

(۹٤٦٤)۔ عَنْ اَبِیْ ظَبْیَةَ، قَالَ: اِنَّ شُرَحْبِیْلَ بْنَ السِّمْطِ دَعَا عَمْرَوبْنَ عَبَسَةَ السُّلَمِیَّ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: یَا ابْنَ عَبَسَةَ، هَلْ اَنْتَ مُحَدِّثِیَّ حَدِیْثًا سَمِعْتَهُ اَنْتَ مِنْ

ابو ظبیہ کہتے ہیں: شرحبیل بن سمط نے سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا: اے ابن عبسہ! کیا تم ایسی حدیث بیان کر سکتے ہو، جو تم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اس میں کسی زیادتی اور جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو، نیز تم نے وہ

(۹٤٦۳) تخریج: صحیح (انظر: ۲۰٦۸۹)

(۹٤٦٤) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۹٤۳۸)

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ فِیْہِ تَزَیُّدٌ وَلَا کَذِبٌ، وَلَا تُحَدِّثُنِیْہِ عَنْ آخَرَ سَمِعَہُ مِنْہُ غَیْرُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ: قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَحَابُّوْنَ مِنْ اَجْلِیْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَصَافَوْنَ مِنْ اَجْلِیْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَزَاوَرُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَبَاذَلُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَنَاصَرُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٦٢)

حدیث کسی اور آدمی سے بیان نہیں کرنی، جو اُس نے سنی ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوگئی جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوگئی، جو میری وجہ سے آپس میں خالص تعلق رکھتے ہیں، میری محبت کی وجہ سے ایک دوسروں کی زیارت کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی، میری محبت میری وجہ سے خرچ کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی اور میری محبت میری وجہ سے ایک دوسروں کی مدد کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی۔''

## بَابُ التَّرْغِیْبِ فِیْ زِیَارَۃِ الصَّاحِبِ وَعِیَادَتِہِ اِذَا مَرِضَ
## کسی ساتھی کی زیارت اور اس کے مریض ہو جانے کی صورت میں اس کی تیمارداری کی ترغیب دلانے کا بیان

(٩٤٦٥)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((خَرَجَ رَجُلٌ یَزُوْرُ اَخًا لَہُ فِی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، فِیْ قَرْیَۃٍ اُخْرٰی، فَاَرْصَدَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بِمَدْرَجَتِہِ مَلَکًا، فَلَمَّا مَرَّ بِہِ قَالَ: اَیْنَ تُرِیْدُ؟ قَالَ: اُرِیْدُ فُلَانًا، قَالَ: لِقَرَابَۃٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلِنِعْمَۃٍ لَہُ عِنْدَكَ تَرُبُّھَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلِمَ تَاْتِیْہِ؟ قَالَ: اِنِّیْ اُحِبُّہُ فِی اللّٰہِ، قَالَ: فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْكَ اَنَّہُ یُحِبُّكَ بِحُبِّكَ اِیَّاہُ فِیْہِ۔)) (مسند احمد: ٧٩٠٦)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لیے نکلا، وہ کسی دوسرے گاؤں میں رہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو مقرر کر دیا، پس جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس فرشتے نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: جی فلاں کو ملنے کا ارادہ ہے، فرشتے نے کہا: کسی رشتہ داری کی وجہ سے؟ اس نے کہا: جی نہیں، فرشتے نے کہا: تو پھر اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے کہ اس کی خاطر تو جا رہا ہے؟ اس نے کہا: جی نہیں، اس نے پوچھا: تو پھر اس کے پاس کیوں جا رہا ہے؟ اس نے کہا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں، فرشتے نے کہا: دراصل میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں اور یہ پیغام لے کر آیا ہوں اس آدمی سے

(٩٤٦٥) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٥٦٧ (انظر: ٧٩١٩)

تیری اس محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔''

(٩٤٦٦)۔ وعَنْهُ اَيْضًا ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا زَارَ الْمُسْلِمُ اَخَاهُ فِي اللّٰهِ اَوْعَادَهُ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: طِبْتَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) بَعْدَ قَوْلِهِ: طِبْتَ(وَطَابَ مَمْشَاكَ)۔ (مسند احمد: ٨٣٠٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے بھائی کی زیارت یا عیادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے: تو پاکیزہ ہوا اور تو نے جنت سے ٹھکانہ تیار کر لیا۔'' ایک روایت میں ہے: ''تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہے۔''

(٩٤٦٧)۔ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا عَادَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَهُوَ فِي مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ وَفِي لَفْظٍ فَهُوَ فِي اَخْرَافِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٨٠٩)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرنے کے لیے جاتا ہے تو وہ واپس آنے تک جنت کے باغوں میں رہتا ہے۔''

(٩٤٦٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ۔))، قِيْلَ: وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((جَنَاهَا۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٤٨)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مریض کی تیمارداری کی، وہ اتنی دیر جنت کے چنے ہوئے میوے میں رہا۔'' کسی نے کہا: جنت کے ''خُرْفَة'' سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا چنا ہوا میوہ۔''

**فوائد:** ......لیکن ہمارے ہاں بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم تیمارداری اور عیادت جیسا عظیم حق ادا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اسلام کو بنیاد نہیں بناتے، بلکہ اپنے ذاتی تعلقات اور شخصی مراسم کو سامنے رکھتے ہیں۔ ہم اس شخص کی تیمارداری کرنے کے لیے جائیں گے، جس کے ساتھ ہمارا کوئی دنیوی تعلق ہے یا جو ہماری عیادت کرنے کے لیے آیا ہو گا یا جو مالدار ہو گا، ایسے تعلق کو مسکراہٹوں اور احسانات کا تبادلہ کہتے ہیں۔ بیچ میں للّٰہیت کا فقدان ہے۔ ایسے لوگ شاذ و نادر ہیں جو اپنے بھائی کی تیمارداری کرنے کے لیے اسلام کو بنیاد بناتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((انْطَلِقُوْا بِنَا إِلَى الْبَصِيْرِ الَّذِي فِي بَنِيْ وَاقِفٍ نَعُوْدُهُ۔)) قَالَ: وَكَانَ رَجُلاً أَعْمٰى۔ ''ہمیں اس صاحبِ بصیرت آدمی کے پاس لے چلو جو بنو واقف قبیلے

---

(٩٤٦٦) تخريج: حسن، قاله الالباني، أخرجه ابن ماجه: ١٤٤٣، والترمذي: ٢٠٠٨ (انظر: ٨٣٢٥)

(٩٤٦٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٦٨ (انظر: ٢٢٤٤٥)

(٩٤٦٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

کا ہے، تا کہ ہم اس کی تیمار داری کر سکیں۔'' اور وہ نابینا آدمی تھا۔ (أخرجه أبو سعيد بن الأعرابي في "معجمه": ۱/۱۳۳، صحيحه: ۵۲۱)

بیمار آدمی کا حق ہے کہ دوسرے لوگ اس کی تیمار داری کریں۔ نبی کریم ﷺ یہ حق ادا کرنے میں اعلی و ادنی اور امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں کرتے تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم انسانیت کا احترام کریں، نہ کہ مال و منال اور اپنے دوستانہ جذبات کا، بیمار پرسی کرنا باعثِ اجر و ثواب عمل ہے۔

## بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ مُطْلَقًا وَثَوَابِ ذٰلِكَ
## مطلق طور پر مریض کی عیادت کرنے کی ترغیب اور اس عمل کے ثواب کا بیان

(۹٤٦٩)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی، قَالَ: جَاءَ اَبُوْ مُوْسٰی اِلَی الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ یَعُوْدُهُ، فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ: اَعَائِدًا جِئْتَ اَمْ شَامِتًا؟ قَالَ: لَا، بَلْ عَائِدًا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ: اِنْ كُنْتَ جِئْتَ عَائِدًا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِذَا عَادَ الرَّجُلُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ، مَشٰی فِیْ خِرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰی یَجْلِسَ، فَاِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ، فَاِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلّٰی عَلَیْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰی یُمْسِیَ، وَاِنْ كَانَ مَسَاءً صَلّٰی عَلَیْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰی یُصْبِحَ۔)) (مسند احمد: ٦١٢)

عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰی کہتے ہیں: ابو موسی، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کرنے کے لیے آئے، علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تیمارداری کرنے کے لیے آئے ہو یا مصیبت پر خوش ہونے کے لیے؟ انھوں نے کہا: تیمارداری کرنے کے لیے۔ یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ واقعی تیمارداری کرنے کے لیے آئے ہیں تو سنیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کرنے کے لیے جاتا ہے تو وہ جنت کے چنے ہوئے میووں میں چل رہا ہوتا ہے اور جب وہ (مریض کے پاس) بیٹھتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر یہ صبح کا وقت ہو تو شام تک اور شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

**فوائد:** ...... ہمیں چاہیے کہ اپنے و پرائے، ادنی و اعلی، آشنا و ناآشنا، محسن و غیر محسن اور امیر و غریب کو مدنظر رکھے بغیر اسلام کے رشتے کو سامنے رکھ کر بیماروں کی تیمارداری کیا کریں، کیونکہ ایسا کرنے میں ہی للّٰہیت پائی جاتی ہے۔

(۹٤٧٠)۔ (وَمِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ، قَالَ: عَادَ اَبُوْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ: اَعَائِدًا

(دوسری سند) عبداللہ بن نافع کہتے ہیں: سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کرنے کے لیے آئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: عیادت کرنے کے

(۹٤٦٩) تخريج: صحيح موقوفا، قاله الالبانى، أخرجه ابوداود: ۳۰۹۹، وابن ماجه: ۱٤٤٢ (انظر: ٦١٢)
(۹٤٧٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

جِئْتَ اَمْ زَائِرًا؟ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی: بَلْ جِئْتُ عَائِدًا، فَقَالَ عَلِیٌّ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا بُكَرًا شَيَّعَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ، كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاِنْ عَادَهُ مَسَاءً شَيَّعَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ۹۷۵)

لیے آئے ہو یا محض زیارت کرنے کے لیے؟ سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں عیادت کرنے کے لیے آیا ہوں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی صبح کے وقت کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کو رخصت کرنے کے لیے اس کے ساتھ اس کے مکان تک جاتے ہیں اور یہ سارے فرشتے شام تک اس کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ بن جاتا ہے، اور اگر وہ شام کو عیادت کرتا ہے تو اسی طرح ستر ہزار فرشتے اس کو رخصت کرنے کے لیے جاتے ہیں اور صبح تک اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ بن جاتا ہے۔''

(۹٤۷۱)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ عَادَ اَخَاهُ اِلَّا ابْتَعَثَ اللّٰهُ لَهُ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ مِنْ اَيِّ سَاعَاتِ النَّهَارِ كَانَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَمِنْ اَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ كَانَ حَتّٰى يُصْبِحَ۔)) (مسند احمد: ۹۵۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو مسلمان اپنے بھائی کی تیمار داری کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتوں کو بھیجے گا، یہ اس کے لیے دعائے رحمت کریں گے، اگر وہ دن کی کسی گھڑی میں یہ عمل کرے تو دعا کا یہ سلسلہ شام تک اور اگر رات کو عیادت کرے تو یہ سلسلہ صبح تک جاری رہتا ہے۔''

(۹٤۷۲)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا مَشٰى فِيْ خِرَافِ الْجَنَّةِ، فَاِذَا جَلَسَ عِنْدَهُ اسْتَنْقَعَ فِي الرَّحْمَةِ، فَاِذَا خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ وُكِّلَ بِهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔)) (مسند احمد: ۱۱٦٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے، وہ جنت کے چنے ہوئے میووں میں چلتا ہے اور جب وہ اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو وہ رحمت میں ٹھہر جاتا ہے، اور جب اس کے پاس سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتوں کو اس کے ساتھ مقرر کر دیا جاتا ہے، وہ اس دن اس کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔''

(۹٤۷۳)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ بیان

(۹٤۷۱) تخريج: انظر الحديث السابق

(۹٤۷۲) تخريج: انظر الحديث رقم (۹٤٦۹)

(۹٤۷۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۵٦۹ (انظر: ۹۲٤۲)

عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنَّهُ قَالَ: ((مَرِضْتُ فَلَمْ يَعُدْنِی ابْنُ آدَمَ، وَظَمِئْتُ فَلَمْ يَسْقِنِی ابْنُ آدَمَ فَقُلْتُ: اَتَمْرَضُ يَا رَبِّ؟ قَالَ: يَمْرَضُ الْعَبْدُ مِنْ عِبَادِیْ مِمَّنْ فِی الْاَرْضِ فَلَا يُعَادُ، فَلَوْ عَادَهُ كَانَ مَايَعُوْدُهُ لِیْ، وَيَظْمَأُ فِی الْاَرْضِ فَلَا يُسْقٰی، فَلَوْ سُقِیَ كَانَ مَا سَقَاهُ لِیْ۔)) (مسند احمد: ۹۲۳۱)

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں بیمار ہوگیا، لیکن ابن آدم نے میری عیادت نہیں کی اور میں پیاسا ہوگیا، لیکن ابن آدم نے مجھے پانی نہیں پلایا، میں نے کہا: اے میرے ربّ! کیا تو بھی بیمار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کہا: زمین میں میرے بندوں میں سے ایک بندہ بیمار ہوا، لیکن اس کی تیمار داری نہیں کی گئی، اگر آدم کا بیٹا اس کی عیادت کرتا تو میرے لیے ہوتی، اسی طرح ایک آدمی کو پیاس لگی، لیکن اس کو پانی نہیں پلایا گیا، اگر اس کو پانی پلایا جاتا تو وہ پلائی ہوئی چیز میرے لیے ہوتی۔''

**فوائد:**......غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تکالیف کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۹۴۷٤)۔ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ اَبِی دَاوٗدَ، حَدَّثَنِی اَبِیْ، قَالَ: اَتَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، فَقُلْتُ: يَا اَبَاحَمْزَةَ، اِنَّ الْمَكَانَ بَعِيْدٌ وَنَحْنُ يُعْجِبُنَا اَنْ نَعُوْدَكَ، فَرَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَيُّمَا رَجُلٍ يَعُوْدُ مَرِيْضًا فَاِنَّمَا يَخُوْضُ فِی الرَّحْمَةِ، فَاِذَا قَعَدَ عِنْدَ الْمَرِيْضِ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا لِلصَّحِيْحِ الَّذِیْ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ، فَالْمَرِيْضُ مَا لَهُ؟ قَالَ: ((تُحَطُّ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۸۱۳)

ابو داود کہتے ہیں: میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا: اے ابوحمزہ! گھر تو دور ہے، لیکن ہمیں یہ بات بڑی اچھی لگتی ہے کہ ہم تمہاری عیادت کریں، انھوں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو آدمی کسی مریض کی تیمار داری کرنے کے لیے جاتا ہے، وہ رحمت میں داخل ہوتا ہے، اور جب اس مریض کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ثواب تو عیادت کرنے والے صحت مند کے لیے ہے، مریض کے لیے کیا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

(۹۴۷۵)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا خَاضَ فِی الرَّحْمَةِ، فَاِذَا جَلَسَ عِنْدَهُ اسْتَنْقَعَ فِيْهَا وَقَدِ اسْتَنْقَعْتُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فِی الرَّحْمَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۹۰)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مریض کی تیمار داری کی، وہ رحمت میں داخل ہوا اور جو اس کے پاس بیٹھ گیا، وہ رحمت میں گھس گیا اور تحقیق تم ان شاء اللہ رحمت میں ٹھہر گئے ہو۔''

---

(۹٤۷٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ۸۸٤٦ (انظر: ۱۲۷۸۲)
(۹٤۷۵) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۱۹/ ۳۵۳ (انظر: ۱۵۷۹۷)

(٩٤٧٦)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((عُوْدُوْا الْمَرِیْضَ وَامْشُوْا فِی الْجَنَائِزِ تُذَکِّرْکُمُ الْآخِرَۃَ۔)) (مسند احمد: ١١١٩٨)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مریض کی تیمار داری کیا کرو اور جنازوں کے ساتھ چلا کرو، یہ آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔“

(٩٤٧٧)۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((عَائِدُ الْمَرِیْضِ یَخُوْضُ فِی الرَّحْمَۃِ، وَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَدَہُ عَلٰی وَرِکِہِ ثُمَّ قَالَ: ھٰکَذَا مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا، وَاِذَا جَلَسَ عِنْدَہُ غَمَرَتْہُ الرَّحْمَۃُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٦٥)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مریض کی عیادت کرنے والا رحمت میں گھس جاتا ہے، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنے سرین پر رکھا اور فرمایا: ”آتے ہوئے بھی اور جاتے ہوئے بھی، پھر جب وہ اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔“

**فوائد**: ......ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ادنی اور اعلی کا فرق اور ذاتی معرفت کی پروا کیے بغیر مسلمان بھائی کا حق سمجھ کر اس کی عیادت کریں۔

## بَابُ التَّرْغِیْبِ فِیْ کَلِمَاتٍ یُدْعٰی بِھِنَّ لِلْمَرِیْضِ وَکَلِمَاتٍ یَقُوْلُ ھُنَّ الْمَرِیْضُ
## مریض کے لیے دعائیہ کلمات کہنے کی اور وہ کلمات ادا کرنے کی ترغیب کا بیان، جو مریض خود کہے گا

(٩٤٧٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہُ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مَرِیْضًا لَمْ یَحْضُرْ اَجَلُہُ، فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ: اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَشْفِیْکَ اِلَّا عُوْفِیَ۔)) (مسند احمد: ٢١٣٧)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان بندہ ایسے مریض کی تیمارداری کرتا ہے، جس کی موت کا وقت نہیں آ چکا ہوتا، اور سات دفعہ یہ دعا پڑھتا ہے: ”اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَشْفِیْکَ“، تو اس کو شفا مل جاتی ہے۔“

**فوائد**: ......معلوم ہوا کہ تیمارداری کرنے والے کو مریض کے پاس یہ دعا پڑھنی چاہیے: ”اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَشْفِیْکَ۔“ (میں اللہ سے سوال کرتا ہوں، جو خود بھی عظیم ہے اور عرش عظیم کا ربّ بھی ہے، کہ تجھے شفا دے دے۔)

---

(٩٤٧٦) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجہ البزار: ٨٢١، والطیالسی: ٢٢٤١، والبیہقی: ٣/ ٣٧٩ (انظر: ١١١٨٠)

(٩٤٧٧) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، عبید اللہ بن زحر الافریقی، وعلی بن یزید الالھانی ضعیفان، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ٧٨٥٤، والبیہقی فی "الشعب": ٩٢٠٥ (انظر: ٢٢٣٠٩)

(٩٤٧٨) تخریج: حدیث صحیح، أخرجہ ابوداود: ٣١٠٦، والترمذی: ٢٠٨٣ (انظر: ٢١٣٧)

(۹۴۷۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُوْدُ مَرِيْضًا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا، وَيَمْشِيْ لَكَ اِلَى الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ٦٦٠٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی کسی مریض کی عیادت کے لیے جائے تو وہ یہ کلمات کہے: ''اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا، وَيَمْشِيْ لَكَ اِلَى الصَّلَاةِ '' (اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا فرما، یہ تیرے لیے دشمن کو زخمی کر کے مارے گا اور تیرے لیے نماز کی طرف چلے گا۔''

(۹۴۸۰)۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مِنْ تَمَامِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ اَنْ يَضَعَ اَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلٰى جَبْهَتِهِ اَوْ يَدِهِ فَيَسْاَلُ كَيْفَ هُوَ، وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥٩١)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مریض کی عیادت کا مکمل طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنا ہاتھ اُس کی پیشانی یا ہاتھ پر رکھے اور پھر پوچھے کہ اس کا کیا حال ہے اور مکمل سلام یہ ہے کہ مصافحہ بھی کیا جائے۔

(۹۴۸۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا عَادَ مَرِيْضًا قَالَ: ((اَذْهِبِ الْبَاْسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ اِنَّكَ اَنْتَ الشَّافِيْ، وَلَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔)) (مسند احمد: ٢٥٢٨٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی مریض کی عیادت کرتے تو یہ دعا کرتے تھے: ''اَذْهِبِ الْبَاْسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ اِنَّكَ اَنْتَ الشَّافِيْ، وَلَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا '' (اے لوگوں کے ربّ! بیماری کو دور کر دے اور شفا دے دے، بیشک تو ہی شفا دینے والا ہے، اور نہیں ہے کوئی شفا، ما سوائے تیری شفا کے، ایسی شفا عطا فرما، جو کوئی بیماری باقی نہ چھوڑے)۔

(۹۴۸۲)۔ عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَيِّتَ، اَوِالْمَرِيْضَ، فَقُوْلُوْا: خَيْرًا، فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَاتَقُوْلُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٢٧٢٧٥)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میت یا مریض کے پاس حاضر ہو تو خیر والی باتیں کیا کرو، کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو، اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔''

---

(٩٤٧٩) تخريج: اسناده ضعيف، حيي بن عبد الله ضعيف اذا انفرد، أخرجه ابوداود: ٣١٠٧ (انظر: ٦٦٠٠)

(٩٤٨٠) تخريج: اسناده ضعيف جدّا، عبيد الله بن زحر الافريقي و علي بن يزيد الالهاني ضعيفان، أخرجه الترمذي: ٢٧٣١ (انظر: ٢٢٢٣٦)

(٩٤٨١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٧٥، ومسلم: ٢١٩١ (انظر: ٢٤٧٧٦)

(٩٤٨٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٩١٩ (انظر: ٢٦٧٣٩)

**فوائد:** ......یعنی میت کے پاس رحمت ومغفرت کی دعا کی جائے، لواحقین کو صبر کی اور جزع وفزع سے بچنے کی تلقین کی جائے اور مریض کے پاس شفا کی دعا کی جائے اور صحت وعافیت کی خوشخبری سنا کر اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

اس حدیث کا باقی ماندہ حصہ یہ ہے: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ، قَالَ: ((قُولِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً۔)) قَالَتْ فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِي اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ مُحَمَّدًا ﷺ۔ ......سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب میرے خاوند سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک ابوسلمہ فوت ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تو یہ دعا کر: اے اللہ! مجھے اور اس کو بخش دے اور مجھے اس کا اچھا بدلہ دے۔'' پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے عوض ایسا بدلہ دیا، جو میرے لیے اس کی بہ نسبت بہت اچھا تھا، یعنی محمد ﷺ۔

(۹۴۸۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ وَهُوَ مَحْمُوْمٌ، فَقَالَ: ((كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ۔))، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: بَلْ حُمّٰى تَفُوْرُ، عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ، تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَهُ۔ (مسند احمد: ۱۳۶۵۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدّو کو بخار تھا، آپ ﷺ اس کی عیادت کرنے کے لیے اس کے پاس گئے اور فرمایا: ''کفارہ بننے والا ہے اور پاک کرنے والا ہے۔'' لیکن اس بدّو نے کہا: نہیں، بلکہ یہ بخار ہے، جو بوڑھے آدمی پر ابل رہا ہے اور اس کو قبریں دکھا رہا ہے، اس کی یہ بات سن کر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔

**فوائد:** ...... نبی کریم ﷺ نے اس بدّو کی بے صبری اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی نہ ہونے کو ناپسند کیا اور چل دیئے۔ معلوم ہوا کہ مریض کے پاس یہ دعا پڑھنی چاہیے: كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ (یہ بیماری گناہوں کا کفارہ بننے والی ہے اور پاک کرنے والی ہے)۔

(۹۴۸۳) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۳۶۱۶)

# كِتَابُ الْمَجَالِسِ وَآدَابِهَا

# مجالس اور ان کے آداب کا بیان

## بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ فِي الطُّرُقَاتِ إِلَّا بِحَقِّهَا

## ضرورت کے علاوہ راستوں میں بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

(٩٤٨٤)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِي الطُّرُقَاتِ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا، قَالَ: ((فَأَمَّا إِذَا أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوْا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذٰى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔)) (مسند احمد: ١١٣٢٩)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری مجلسوں کے لیے اس سے کوئی چارۂ کار نہیں ہے، ہم نے راستوں پر باتیں کرنا ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے انکار ہی کرنا ہے تو پھر راستے کو اس کا حق دیا کرو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نگاہ جھکا کر رکھنا، تکلیف نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔''

(٩٤٨٥)۔ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند احمد: ١٦٤٨٠)

سیدنا ابو طلحہ انصاری ؓ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(٩٤٨٦)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَجْلِسٍ مِنَ

سیدنا براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصاریوں کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''اگر تم

---

(٩٤٨٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٦٥، ومسلم: ٢١٢١ (انظر: ١١٣٠٩)

(٩٤٨٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٦١ (انظر: ١٦٣٦٧)

(٩٤٨٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥٩٧ (انظر: ١٨٥٩٠)

الْاَنْصَارِ فَقَالَ: ((اِنْ اَبَيْتُمْ اِلَّا اَنْ تَجْلِسُوْا فَاهْدُوْا السَّبِيْلَ وَرُدُّوْا السَّلَامَ وَاَعِيْنُوْا الْمَظْلُوْمَ۔)) (مسند احمد: ١٨٧٩١)

نے راستوں میں بیٹھنا ہی ہے تو مسافر کی رہنمائی کیا کرو، سلام کا جواب دیا کرو اور مظلوم کی مدد کیا کرو۔''

(٩٤٨٧)۔ عَنْ اَبِیْ شُرَیْحِ بْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِیِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الصُّعُدَاتِ، فَمَنْ جَلَسَ مِنْکُمْ عَلَى الصَّعِيْدِ فَلْيُعْطِهِ حَقَّهُ۔)) قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: ((غُضُوْضُ الْبَصَرِ، وَرَدُّ التَّحِيَّةِ، وَاَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ، وَنَهْیٌ عَنْ مُنْكَرٍ۔)) (مسند احمد: ٢٧٧٠٥)

سیدنا ابو شریح بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستوں پر بیٹھنے سے بچو، اگر کوئی راستے میں بیٹھنا چاہے تو وہ اس کا حق ادا کرے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نظر کو جھکا کر رکھنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔''

**فوائد**: ......ان احادیثِ مبارکہ میں اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ انسانیت کو ہر قسم کی تکلیف سے بچانے کے لیے صرف اسلام نے ٹھوس اقدامات کئے ہیں کہ عام راستوں اور گزرگاہوں کو معاشرے کی اجتماعی ملکیت قرار دیا۔ اس لیے ان پر مجلسیں جما کر بیٹھنا صحیح نہیں، اس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو سکتی ہے، بالخصوص پردہ دار عورتوں کو، جو لوگوں کے سامنے آنے یا ان کے سامنے سے گزرنے کو ناپسند کرتی ہیں۔ اگر کسی مجبوری کی بنا پر کسی گزرگاہ پر بیٹھنا ہی پڑ جائے تو ایسا انداز اختیار کیا جائے کہ گزرنے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، مثلاً گزرنے والی عورتوں سے نظر بچا کر رکھنا، اچھی گفتگو کرنا، زیادہ بوجھ لادے ہوئے آدمی کی مدد کرنا، مظلوم اور مصیبت زدہ کے ساتھ تعاون کرنا، بھٹکے ہوئے کی رہنمائی کر دینا، سلام کا جواب دینا۔

اگر اسلام میں شاہراہوں اور گزرگاہوں کے حقوق یہ ہیں تو پھر ان پر تجاوزات قائم کر کے یا شادی بیاہ کے موقع پر ان کو بند کر کے یا لڑکوں کا سڑکوں پر کھیلیں شروع کر کے ہزاروں انسانوں کو تکلیف دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ لیکن بدقسمتی سے یہ چیز ہمارے ملک میں عام ہے۔ مزید کہا جا سکتا ہے کہ تنگ سڑکوں، موڑوں اور اترائی و چڑھائی پر (LTV) یعنی چھوٹی گاڑی والوں کو (HTV) یعنی بڑی ٹرانسپورٹ کا خیال رکھنا چاہئے، کیونکہ ٹریلر اور ٹرک وغیرہ کا سڑک سے اترنا مشکل ہوتا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہ احادیث چند ایک اہم آدابِ اسلامی پر مشتمل

(٩٤٨٧) تخريج: اسناده ضعيف جدا، عبد الله بن سعيد المقبری متروك الحديث، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٢/ ٤٤٨ (انظر: ٢٧١٦٣)

ہیں، جن کا تعلق راستوں اور گھروں کے صحنوں میں بیٹھنے سے ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان آداب کا احترام کریں، بالخصوص ان امور کا، جو فرض ہیں، مثلاً عورتوں سے نگاہوں کو پست کرنا کہ دوسری کئی احادیث میں بھی اس کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ ...... ''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کا ذریعہ ہے، لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔'' (سورۂ نور: ۳۰)

غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم امتِ اسلامیہ کی پہلی نسل یعنی صحابہ کرام کو براہِ راست دیا گیا، حالانکہ وہ مطہر اور منور تھے اور ان کے لیے کسی عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ جسم کا کوئی اور حصہ دیکھنا ممکن ہی نہ تھا، جیسا کہ مختلف احادیث سے پتہ چلتا ہے، مثال کے طور پر خثعمی عورت کی حدیث اور بنتِ ہبیرہ وغیرہ کی حدیث ہے، جو میری تصنیفات (حلباب المرأة) اور (آداب الزفاف) میں مذکور ہیں۔

میں کہتا ہوں: جس زمانے میں صرف عورت کے چہرے اور ہاتھوں پر نگاہ پڑنا ممکن تھی، اس وقت بھی نگاہیں پست رکھنے کا حکم تھا۔ کوئی شک وشبہ نہیں کہ عصرِ حاضر میں اس حکم میں مزید تاکید پیدا ہوگئی ہے، جس میں عورتوں نے لباس بھی زیبِ تن کر رکھا ہوتا ہے اور ننگی بھی ہوتی ہیں۔ ان ہی عورتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''بعض عورتیں ایسی بھی ہوں گی کہ جو ملبوس ہونے کے باوجود برہنہ ہوں گی، وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی ......'' (صحیحہ: ۱۳۲۶)

اس لیے بالعموم ہر مسلمان پر اور بالخصوص ہر مسلم نوجوان پر واجب ہے کہ وہ اپنی نظریں جھکا کر رکھا کرے، خاص طور پر (مختلف چوراہوں پر آویزاں) حیا سوز اور ہیجان انگیز تصاویر کو دیکھنے سے گریز کریں۔ ایسے دور میں نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ ان فتنوں سے بچنے کے لیے پہلی فرصت میں شادی کریں اور استطاعت نہ ہونے کی صورت میں روزے رکھنے کا اہتمام کریں، اس سے بری خواہشات ختم ہو جاتی ہیں۔ سو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کی توفیق دے اور اپنی نافرمانیوں سے محفوظ رکھے، بیشک وہ سننے والا اور جواب دینے والا ہے۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ خَيْرِ الْمَجَالِسِ وَشَرِّهَا

### بہترین اور بدترین مجلسوں کا بیان

(۹۴۸۸)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ الْاَنْصَارِيِّ، قَالَ: اُخْبِرَ اَبُوْ سَعِيْدٍ بِجَنَازَةٍ

عبد الرحمن بن ابی عمرہ انصاری کہتے ہیں: سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کو ایک جنازے کا بتایا گیا، اس سے وہ لوٹے اور پھر مجلس سے

(۹۴۸۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاري، أخرجه ابوداود: ۴۸۲۰ (انظر: ۱۱۱۳۷)

فَعَادَ وَقَدْ تَخَلَّفَ، حَتّٰى اِذَا اَخَذَ النَّاسُ مَجَالِسَهُمْ ثُمَّ جَاءَ، فَلَمَّا رَآهُ الْقَوْمُ تَشَذَّبُوْا عَنْهُ فَقَامَ بَعْضُهُمْ لِيَجْلِسَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ: لَا، اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ خَيْرَ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا۔)) ثُمَّ تَنَحّٰى وَجَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ وَاسِعٍ۔ (مسند احمد: ١١١٥٤)

اتنے پیچھے رہ گئے کہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، جب لوگوں نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو وہ منتشر ہو گئے اور بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو چاہیے کہ اس مجلس میں بیٹھ جائیں، لیکن انھوں نے کہا: جی نہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''بیشک بہترین مجلس وہ ہوتی ہے، جو وسیع ہو۔'' پھر وہ علیحدہ ہوئے اور ایک وسیع مجلس میں بیٹھ گئے۔

**فوائد:** ......کشادہ مجلس میں جہاں بیٹھنے والے راحت اور سکون محسوس کرتے ہیں، وہاں باہر سے آنے والے افراد کے لیے نہ کوئی دشواری ہوتی ہے اور نہ گفتگو متاثر ہوتی ہے۔ ایسی مجلس میں سامعین کو توجہ اور انہماک کے ساتھ بات سننے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے برعکس تنگ مجلس میں بیٹھنے والوں کو گھٹن اور تنگی محسوس ہوتی ہے، نیز آنے والے افراد زیادہ پریشانی کا سبب بنتے ہیں اور ان کی وجہ سے گفتگو بھی متاثر ہوتی ہے۔

(٩٤٨٩)۔ عَنْ اَبِيْ عَيَّاضٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى اَنْ يَجْلِسَ بَيْنَ الضَّحِّ وَالظِّلِّ وَقَالَ: ((مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند احمد: ١٥٤٩٩)

صحابیٔ رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں اور فرمایا: ''یہ تو شیطان کی بیٹھک ہے۔''

**فوائد:** ......شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جب انسان کے بعض حصے پر دھوپ اور بعض پر سایہ پڑ رہا ہو تو وہ وہاں سے کھڑا ہو جائے اور مکمل سائے میں یا مکمل دھوپ میں بیٹھ جائے، کیونکہ اگر وہ وہیں بیٹھا رہا تو اس کے مزاج میں فساد آ جائے گا، کیونکہ اس کا جسم دھوپ اور سائے جیسی دو متضاد چیزوں کی لپیٹ میں ہو گا۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بیٹھک سے منع کرنے کے لیے جو علت بیان کی ہے کہ یہ تو شیطان کی بیٹھک ہے، اسی پر اکتفا کیا جائے۔ (عون المعبود)

(٩٤٩٠)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ جَالِسًا فِي الشَّمْسِ فَقَلَصَتْ عَنْهُ، فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ۔)) (مسند احمد: ٨٩٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی دھوپ میں بیٹھا ہو اور پھر دھوپ اس سے ہٹ جائے تو اس کو چاہیے کہ اس مجلس سے پھر جائے۔''

---

(٩٤٨٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٧١ (انظر: ١٥٤٢١)

(٩٤٩٠) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ٤٨٢١ (انظر: ٨٩٧٦)

(٩٤٩١)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَجَالِسَ ثَلَاثَةٌ سَالِمٌ، وَغَانِمٌ، وَشَاجِبٌ)) (مسند احمد: ١١٧٤١)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجلسیں تین قسم کی ہوتی ہیں، سلامتی والی، غنیمت والی اور بے تکی باتوں اور بک بک والی۔“

(٩٤٩٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ اِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ، مَجْلِسٌ يُسْفَكُ فِيْهِ دَمٌ حَرَامٌ، وَمَجْلِسٌ يُسْتَحَلُّ فِيْهِ فَرْجٌ حَرَامٌ، وَمَجْلِسٌ يُسْتَحَلُّ فِيْهِ مَالٌ مِنْ غَيْرِ حَقٍّ۔)) (مسند احمد: ١٤٧٤٩)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجالسیں امانت کے ساتھ ہوتی ہیں، ماسوائے تین مجلسوں کے، (۱) وہ مجلس جس میں حرام خون بہایا جائے، (۲) وہ مجلس جس میں حرام شرمگاہ کو حلال سمجھ لیا جائے اور (۳) وہ مجلس جس میں بغیر کسی حق کے مال کو حلال سمجھا جائے۔“

**فوائد:** ......مجلسیں امانت ہی ہوتی ہیں، لیکن جب کسی مسلمان یا مجلس کے شرّ سے دوسرے کو نقصان پہنچنے کا امکان ہو تو پھر اس قدر راز کو فاش کرنا ضروری ہے کہ لوگوں کو اس نقصان سے بچایا جا سکے۔

(٩٤٩٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْهِ، اِلَّا رَاَوْهُ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٧٠٩٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس مجلس میں لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے، وہ قیامت والے دن اس مجلس کو اپنے لیے باعث حسرت خیال کریں گے۔“

(٩٤٩٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاِنْ دَخَلُوْا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ۔)) (مسند احمد: ٩٩٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان کے لیے باعث حسرت ہوگی، اگرچہ وہ دوسرے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں۔“

---

(٩٤٩١) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف ابن لهيعة، ولضعف رواية دراج عن ابى الهيثم، أخرجه ابويعلى: ١٣٨٤، وابن حبان: ٥٨٥، والطبرانى فى "الكبير": ١٧/ ٨٣٧ (انظر: ١١٧١٨)

(٩٤٩٢) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابن اخى جابر بن عبدا لله، أخرجه ابوداود: ٤٨٦٩ (انظر: ١٤٦٩٣)

(٩٤٩٣) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٧٠٩٣)

(٩٤٩٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن حبان: ٥٩١، الطبرانى فى "الاوسط": ٤٨٣١، والحاكم: ١/ ٤٩٢ (انظر: ٩٩٦٧)

(۹۴۹۵)۔ وعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ، كَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ۔)) (مسند احمد: ۱۰۴۱۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ کہیں جمع ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر منتشر ہو جائیں، تو وہ ایسے ہی ہوں گے جیسے مرے ہوئے گدھے کے پاس سے اٹھے ہوں۔''

**فوائد:** ......اللہ تعالیٰ کی تسبیحات، تہلیلات، تکبیرات اور تحمیدات بیان کر کے اس کا ذکر کرنا جہاں باعثِ اجرِ عظیم ہے، وہاں اس سے غفلت برتنا باعثِ حسرت وندامت ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے جسم کی مختلف حالتوں یعنی چلنے، کھڑا ہونے، بیٹھنے اور لیٹنے کے دوران اللہ تعالیٰ کو کسی نہ کسی انداز میں یاد کرتا رہے۔

ہمارے جسم کو لیٹنے، بیٹھنے اور کھڑے ہونے کی صلاحیت حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، جس پر اس نے اپنے ذکر کا مطالبہ کیا۔

کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنا یا نبی کریم ﷺ کے لیے رحمت وسلامتی کی دعا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اس غفلت کو معاف کر دے یا اس کی وجہ سے مؤاخذہ کرے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے، اس دلالت کی درج ذیل وجوہات ہیں:

**اولا:** ''پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انھیں عذاب دے اور اگر چاہے تو انھیں بخش دے۔'' یہ جملہ اس وقت کہا جا سکتا ہے، جب واجب کو ترک کیا گیا ہو اور اس کا ترک کرنا معصیت ہو۔

**ثانیا:** ''اگرچہ وہ (دوسرے اعمال کے) اجر وثواب کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں۔'' سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور آپ ﷺ پر درود نہیں بھیجے گا، وہ جہنم میں داخل ہونے کا حقدار ہوگا، اگرچہ یہ ممکن ہے کہ اس کے ایمان کے اجر وثواب کے صلے میں اسے جنت میں داخل کر دیا جائے۔

**(ثالثا)** ''تو وہ مردار گدھے جیسی چیز سے اٹھتے ہیں'' یہ تشبیہ تقاضا کرتی ہے کہ ان کا عمل قبیح ہے اور یہ تشبیہ اسی چیز سے متعلقہ ہو سکتی ہے، جو حرام ہو۔

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ متنبہ رہے اور ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور آپ ﷺ پر درود بھیجنے سے غافل نہ ہو جائے، وگرنہ یہ غفلت اس کے لیے نقصان اور حسرت کا باعث بنے گی۔

مناوی نے (فیض القدیر) میں کہا: اس سے مجلس سے کھڑے ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی تاکید پیدا ہوتی ہے، اس ذکر و درود کے لیے کوئی بھی الفاظ کہے جا سکتے ہیں، ذکر کی کامل ترین صورت دعائے کفارۂ مجلس ہوگی:

---

(۹۴۹۵) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۰۴۱۳)

((سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔))

''اور درود بھیجنے کے لیے تشہد والا درود پڑھا جائے۔'' (صحیحہ : ۸۰)

## بَابُ آدَابٍ تَخْتَصُّ بِالْقَادِمِ عَلَى الْمَجْلِسِ
## مجلس میں آنے والے کے مخصوص آداب کا بیان

(۹٤۹٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: كُنَّا اِذَا جِئْنَا اِلَيْهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي۔ (مسند احمد: ۲۱۱٤۵)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم نبی کریم ﷺ کی طرف آتے تھے تو جہاں مجلس ختم ہو رہی ہوتی تھی، وہیں بیٹھ جاتے تھے۔

**فوائد:** ...... بعد میں آنے والے وڈیروں یا خیر و بھلائی کی رغبت رکھنے والے صوفی مزاج لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بابرکت مجالس میں ایسا نہیں ہوتا تھا، وہاں جس کو جہاں جگہ ملتی تھی، وہ وہیں بیٹھ جاتا تھا۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں عہدِ نبوی کے ایک ادبِ مجلس کا ذکر کیا گیا ہے۔عصر حاضر میں اہل علم سمیت اکثر لوگ اس کو ترک کر چکے ہیں۔ وہ ادب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مجلس میں پہنچے تو جہاں مجلس ختم ہو رہی ہے، وہیں بیٹھ جائے، اگرچہ اسے دروازے کی دہلیز پر بیٹھنا پڑے، وہ اس چیز کا انتظار نہ کرے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تاکہ وہ آگے جا سکے، جیسا کہ متکبر سرداروں اور بڑائی خور لوگوں کا وطیرہ ہے، نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے سے صراحت کے ساتھ منع کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: (( لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ ، وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا )) ......''کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اس کی مجلس سے کھڑا مت کرے اور پھر وہاں خود بیٹھ جائے، (البتہ تم کو چاہئے کہ) کھلے ہو جاؤ اور وسعت پیدا کرو۔'' (مسلم) اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: جب کوئی آدمی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی مجلس سے کھڑا ہوتا تو وہ وہاں نہیں بیٹھتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا کہ مجلس میں بیٹھا ہوا آدمی کسی کی خاطر کھڑا ہو۔ دیکھیں صحیحہ: ۲۲۸۔ (صحیحہ: ۳۳۰)

(۹٤۹۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ، فَيَجْلِسَ فِيْهِ ، وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔)) (مسند احمد: ٤٦۵۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کی مجلس سے کھڑا نہ کرے، اور پھر وہ خود وہاں بیٹھ جائے، البتہ کھلے اور وسیع ہو جایا کرو۔''

---

(۹٤۹٦) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ٤٨٢٥، والترمذی: ٢٧٢٥ (انظر: ٢٠٨٥٥)

(۹٤۹۷) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٢٧٠، ومسلم: ٢١٧٧ (انظر: ٤٦٥٩)

(٩٤٩٨)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ، وَلٰكِنِ افْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ٨٤٤٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی شخص کو اس کی مجلس سے کھڑا نہ کیا کرے، البتہ کھلے ہو جایا کرو، اللہ تعالیٰ بھی وسعت پیدا کر دے گا۔''

**فوائد**:...... کسی آدمی کو مجلس سے اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھ جانا انتہائی سوئے ادبی ہے، آپ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے، کسی مجلس میں بیٹھنے کا قانون ''پہلے آیئے پہلے پایئے'' کا ہے۔

(٩٤٩٩)۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِی الْحَسَنِ الْبَصرِیِّ، یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ، اَنَّهُ دُعِیَ اِلٰی شَهَادَةٍ مَرَّةً، فَجَاءَ اِلَی الْبَیْتِ، فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ، فَقَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهِ اَنْ یَجْلِسَ فِیْهِ، وَعَنْ اَنْ یَمْسَحَ الرَّجُلُ یَدَهُ بِثَوْبِ مَنْ لَا یَمْلِكُ۔ (مسند احمد: ٢٠٧٢٤)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ان کو گواہی کے لیے بلایا گیا، پس وہ گھر آئے اور ایک آدمی ان کی خاطر اپنی مجلس سے کھڑا ہو گیا، لیکن انھوں نے کہا: جب کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی خاطر اپنی مجلس سے کھڑا ہو تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اس کی جگہ میں بیٹھ جانے سے منع کیا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی ایسے شخص کے کپڑے سے ہاتھ صاف کرے، جس کا وہ مالک نہ ہو۔

(٩٥٠٠)۔ عَنْ اَبِی الْخَصِیْبِ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا، فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ لَهُ، فَلَمْ یَجْلِسْ فِیْهِ، وَقَعَدَ فِیْ مَكَانٍ آخَرَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا كَانَ عَلَیْكَ لَوْ قَعَدْتَ؟ فَقَالَ: لَمْ اَكُنْ اَقْعُدُ فِیْ مَقْعَدِكَ وَلَا مَقْعَدِ غَیْرِكَ بَعْدَ شَیْءٍ شَهِدْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ، فَذَهَبَ لِیَجْلِسَ فِیْهِ، فَنَهَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٥٥٦٧)

ابو خصیب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بیٹھا ہوا تھا، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے، ایک آدمی ان کو جگہ دینے کے لیے اپنی مجلس سے کھڑا ہو گیا، لیکن وہ اس جگہ میں نہیں، بلکہ کسی اور جگہ میں بیٹھ گئے، اس آدمی نے کہا: اگر تم میری جگہ میں بیٹھ جاتے تو تم پر کوئی حرج تو نہیں تھا؟ انھوں نے کہا: نہ میں نے تیری بیٹھک میں بیٹھنا اور نہ کسی اور کی بیٹھک میں، اس چیز کے بعد میں نے خود رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں دیکھی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تو ایک آدمی اس کی خاطر اپنی مجلس سے کھڑا ہو گیا اور

---

(٩٤٩٨) تخریج: اسناده حسن (انظر: ٨٤٦٢)

(٩٤٩٩) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة ابی عبد الله مولی آل ابی موسی الاشعری، أخرجه ابوداود: ٤٨٢٧ (انظر: ٢٠٤٥٠)

(٩٥٠٠) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة حال ابی الخصیب، أخرجه ابوداود: ٤٨٢٨ (انظر: ٥٥٦٧)

وہ اس کی جگہ میں بیٹھنے لگا، لیکن آپ ﷺ نے اس وہاں بیٹھنے سے منع فرما دیا۔

**فوائد:**......لیکن درج ذیل حدیث اور شرح پر غور کریں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (( لَا یَقُوْمُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهٖ وَلٰكِنِ افْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ۔)) ......''کوئی آدمی کسی کے لیے اپنی نشست سے کھڑا نہ ہو، بلکہ مجلس میں گنجائش پیدا کر لیا کرو، اللہ تعالیٰ تمھارے لیے وسعت پیدا کر دے گا۔'' (مسند احمد: ۲/ ٤٨٣ صحیحہ: ۲۲۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دوسروں کی خاطر کھڑے نہیں ہونا چاہیے، ہاں ان کے بیٹھنے کے لیے گنجائش پیدا کر دینی چاہیے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث میں واضح دلالت موجود ہے کہ یہ آدابِ اسلامیہ میں سے نہیں ہے کہ کوئی آدمی کسی کے احترام کی وجہ سے مجلس سے کھڑا ہو جائے اور وہ اس کی جگہ میں بیٹھ جائے، بلکہ اسے چاہیے کہ آنے والے کے لیے وسعت پیدا کرے۔ جب لوگ زمین پر بیٹھے ہوں تو مجلس میں وسعت پیدا کرنا ممکن ہو گا اور کرسیوں کی صورت میں ناممکن ہے۔ بہرحال کسی کی خاطر کھڑا ہونے سے نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کی مخالفت ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آدمی اپنی مجلس سے کھڑا ہو اور وہ وہاں بیٹھ جائیں۔ مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ ''لَا یَقُوْمُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ......'' (کوئی آدمی کسی کے لیے کھڑا نہ ہو) کم از کم کراہت پر دلالت کرتے ہیں، کیونکہ یہاں نفی بمعنی نہی ہے، وگرنہ نہی کا اصل تقاضا تو تحریم ہے۔ واللہ اعلم۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: (( لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْهِ)) ......''کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اس کی جگہ سے کھڑا کر کے اس کی جگہ پر مت بیٹھے۔'' (مسلم)

ذہن نشین رہے کہ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ اُس میں دوسرے کو اٹھانے سے اور اِس میں دوسرے کے خود اٹھنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۹۵۰۱)۔ عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ، اَنَّهُ قَالَ لِاَبِیْ قِلَابَةَ: دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْكَ عَلَى ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، فَحَدَّثَنَا اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَلْقٰی لَهُ وِسَادَةً مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِیْفٌ، فَلَمْ اَقْعُدْ عَلَیْهَا، بَقِیَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُ۔ (مسند احمد: ٥٧١٠)

ابو ملیح سے مروی ہے، انھوں نے ابو قلابہ سے کہا: میں اور تمہارے ابو، ہم دو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے، انھوں نے ہمیں بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، آپ ﷺ نے ان کے لے چمڑے کا تکیہ رکھا، اس کا بھراؤ کھجور کے پتے تھے، لیکن وہ اس پر نہ بیٹھے اور وہ تکیہ ان کے اور آپ ﷺ کے درمیان پڑا رہا۔

---

(۹۵۰۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ٥٧١٠)

**فوائد:** ......غور کریں کہ سید الاولین والآخرین ﷺ، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے تکیہ پیش کر رہے ہیں، یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ آپ ﷺ کا احترام کرتے ہوئے اس تکیے پر نہ بیٹھے۔ ایسی احادیثِ مبارکہ کے بعد ہمیں ادنی و اعلی مہمانوں میں اس طرح فرق کرنے سے باز آجانا چاہیے کہ اعلی کی پر تکلف ضیافت کی جاتی ہے اور ادنی کو پوچھنے کے لیے تیار کوئی نہیں ہوتا ہے۔

(۹۵۰۲)۔ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، وَمَعَهُ رَجُلٌ يُحَدِّثُهُ، فَدَخَلْتُ مَعَهُمَا، فَضَرَبَ بِيَدِهِ صَدْرِيْ، وَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَنَاجَى اثْنَانِ فَلَا تَجْلِسْ إِلَيْهِمَا حَتّٰى تَسْتَأْذِنَهُمَا۔)) (مسند احمد: ۵۹۴۹)

سعید مقبری کہتے ہیں: میں آیا اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھ گیا، جبکہ ان کے ساتھ ایک اور آدمی گفتگو کر رہا تھا، جب میں ان کے ساتھ داخل ہوا تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میری چھاتی پر ہاتھ مارا اور کہا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی سرگوشی کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ نہ بیٹھ، یہاں تک کہ تو ان سے اجازت لے لے۔''

**فوائد:** ......شریعتِ اسلامیہ کا امتیازی وصف اعتدال ہے۔ جہاں بعض مصلحتوں کی بنا پر اکٹھے تین افراد میں سے دو کو علیحدہ ہو کر صلاح و مشورہ کرنے سے منع کیا گیا ہے، وہاں اگر پہلے ہی سے کسی مقام پر دو افراد رازدارانہ انداز میں گفت و شنید کر رہے ہوں تو بعد میں آنے والے افراد کو بغیر اجازت ان کی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

قارئینِ کرام! آپ کا ذاتی تجربہ ہو گا کہ بسا اوقات مختلف وجوہات کی بنا پر آپ بھی نہیں چاہتے ہوں گے کہ کوئی آدمی آپ کی مجلس میں گھس کر آپ کے مخفی سلسلۂ کلام کو منقطع کر دے، اگرچہ آنے والا آپ کا کتنا ہی قریبی اور مخلص دوست کیوں نہ ہو نبی مہربان ﷺ نے پہلے سے ہی آپ کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔

عام دوستوں اور تعلق داروں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ان آداب کا خیال نہیں رکھتے، آگے سے تعلق کی وجہ سے ٹوکا بھی نہیں جاتا، جبکہ اندر سے کڑتے رہتے ہیں۔

## بَابُ آدَابٍ تَخْتَصُّ بِمَنْ فِي الْمَجْلِسِ
## مجلس میں موجود لوگوں کے ساتھ خاص آداب

(۹۵۰۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَ اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تین افراد ہو تو دو آدمی اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں، کیونکہ یہ چیز اس کو پریشان کرے گی۔'' ایک

(۹۵۰۲) تخریج: حدیث حسن لغیرہ (انظر: ۵۹۴۹)
(۹۵۰۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۸۴ (انظر: ۳۵۶۰)

(وَفِیْ لَفْظٍ) لَا یَتَسَارَّ اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ اِذَا لَمْ یَکُنْ مَعَهُمْ غَیْرُهُمْ۔)) (مسند احمد: ۳۵۶۰)

روایت میں ہے: دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر راز دارانہ بات نہ کریں، جب ان کے ساتھ کوئی اور نہ ہو۔''

**فوائد:** ...... جب تین افراد ایک ساتھ ہوں یا ہم سفر ہوں، تو ایسے موقع و مقام پر تیسرے کو چھوڑ کر صرف دو افراد کا باہم رازدارانہ انداز میں گفتگو کرنا ممنوع ہے، کیونکہ اس سے تیسرے کی دلآزاری ہوتی ہے یا وہ بدگمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ہاں جب لوگ زیادہ ہوں تو دو افراد کے آپس میں سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۹۵۰٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یَتَنَاجَی اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ اِذَا لَمْ یَکُنْ مَعَهُمْ غَیْرُهُمْ۔ قَالَ: وَنَهٰی النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یُخَالِفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ مَجْلِسِهِ۔ وَقَالَ: ((اِذَا رَجَعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ۔)) (مسند احمد: ٤٨٧٤)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی کرنے لگ جائیں، جب ان کے ساتھ اور کوئی نہ ہو، نیز آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ اس آدمی کی جگہ میں بیٹھا جائے جو (عارضی طور پر) مجلس سے اٹھ کر جائے، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب ایسا آدمی لوٹے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔''

**فوائد:** ......شریعت نے کسی مجلس میں پہلے آنے والوں کا اتنا خیال رکھا ہے کہ اگر وہ بعض وجوہات کی بنا پر عارضی طور پر وہاں سے اٹھ بھی جاتے ہیں، تب بھی کسی کو ان کے مقام پر قبضہ جمانے کی اجازت نہیں۔

(۹۵۰۵)۔ وعَنْهُ اَیْضًا ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا یَنْتَجِی اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا۔)) قَالَ: قُلْنَا: فَاِنْ کَانُوْا اَرْبَعًا؟ قَالَ: فَلَا یَضُرُّ۔ (مسند احمد: ٤٦٨٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تین افراد ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کیا کریں۔'' ابو صالح راوی نے کہا: اگر چار افراد ہوں تو؟ انھوں نے کہا: تو پھر یہ چیز نقصان نہیں دے گی (یعنی پھر کوئی حرج نہیں ہوگا)۔

(۹۵۰٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَدَّثَ فِیْ مَجْلِسٍ بِحَدِیْثٍ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِیَ اَمَانَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٤٥٢٨)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس بندے نے مجلس میں کوئی بات کی اور پھر وہ اِدھر اُدھر متوجہ ہوا تو وہ بات امانت ہوگی۔''

---

(۹۵۰٤) تخریج: صحیح (انظر: ٤٨٧٤)

(۹۵۰۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابوداود: ٤٨٥٢ (انظر: ٤٦٨٥)

(۹۵۰٦) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابوداود: ٤٨٦٨، والترمذی: ١٩٥٩ (انظر: ١٤٤٧٤)

**فوائد:** ......امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیثِ مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا: اگر کوئی آدمی کسی دوسرے شخص کے ساتھ گفتگو کر رہا ہو اور وہ گفتگو کے دوران دائیں بائیں دیکھے، تو اس سے یہ سمجھنا پڑے گا کہ وہ راز کی بات کرنا چاہتا ہے اور اسے دوسرے لوگوں سے مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ ایسی گفتگو امانت ہو گی اور اس کو راز رکھنا واجب ہو گا۔ ابن ارسلان نے کہا: متکلم کے ادھر ادھر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس بات کا خطرہ ہے کہ کوئی اس کی بات سن نہ لے، وہ صرف اپنے ہم مجلس تک اپنے راز کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ دراصل وہ ادھر ادھر دیکھ کر اپنے مخاطب کو یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ اس کی گفتگو سنے، اس کو راز اور امانت سمجھے۔ (تحفۃ الاحوذی)

(۹۵۰۷)۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۸۳۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنی مجلس سے چلا جائے اور پھر واپس آ جائے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہو گا۔''

**فوائد:** ......بعض نمازیوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ مسواک، وضو اور استنجاء کی صورت میں نماز کی تیاری کرنے سے پہلے مسجد میں آ کر پہلی صف میں کوئی کپڑا وغیرہ رکھ کر چلے جاتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو اس جگہ کا مستحق سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ انداز درست نہیں ہے، کیونکہ جو آدمی مکمل تیاری کر کے آ کر ایک بار بیٹھ جائے گا، وہ جگہ اس کا حق ہو گی، تیاری کر کے آنے کے بغیر علامت وغیرہ رکھنے کا کوئی تک نہیں ہے۔

(۹۵۰۸)۔ عَنْ وَهْبِ بْنِ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ فَرَجَعَ اِلَیْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ، وَاِنْ کَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فَقَامَ اِلَیْهَا ثُمَّ رَجَعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵٦۵)

سیدنا وہب بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنی مجلس سے چلا جائے اور پھر واپس لوٹ آئے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہو گا، اگر ایسا آدمی کسی ضرورت کی وجہ سے مجلس سے چلا جاتا ہے اور پھر واپس آ جاتا ہے تو وہی اس مقام پر بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہو گا۔''

(۹۵۰۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ خَرَجَ عَلٰی اَصْحَابِهِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَهُمْ حِلَقٌ) فَقَالَ: ((مَالِیْ اَرَاکُمْ عِزِیْنَ؟)) وَهُمْ قُعُوْدٌ۔ (مسند احمد: ۲۱۱٦٦)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے پاس گئے، ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور وہ حلقوں کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ تم مجھے مختلف گروہوں کی صورت میں نظر آ رہے ہو۔'' جبکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے۔

---

(۹۵۰۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۷۹ (انظر: ۱۰۸۲۳)
(۹۵۰۸) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۷۵۱ (انظر: ۱۵٤۸٤)
(۹۵۰۹) تخریج: أخرجه مسلم: ٤۳۰ (انظر: ۲۰۸۷٤)

**فوائد:** ......امام نووی نے کہا: اس حدیثِ مبارکہ میں گروہ بندی سے منع کیا گیا ہے اور اکٹھا ہونے، پہلی صفوں کو مکمل کرنے اور صفوں میں ملنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (شرح النووی لمسلم: ۴/۱۵۳)

بہتر یہ ہے کہ اس حدیث کو درج ذیل حدیث کے مفہوم پر محمول کیا جائے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: وَنَهٰى ﷺ عَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ ...... نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقے بنانے سے منع کیا ہے۔ (ابوداود: ۹۹۱، نسائی: ۷۰۷)

اسی طرح نماز سے پہلے حلقے بنانا بھی منع ہوگا۔

اگر ان دو صورتوں کے علاوہ تعلیم و تربیت کے لیے مختلف حلقوں اور مجلسوں میں بیٹھنا پڑے تو جائز ہوگا۔

(۹۵۱۰)۔ عَنْ اَبِی مِجْلَزٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، فِي الَّذِي يَقْعُدُ فِي وَسْطِ الْحَلْقَةِ قَالَ: مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ اَوْلِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۳۶۵۲)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ حلقے کے وسط میں بیٹھنے والے آدمی کے بارے میں کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی زبان کے مطابق ایسے شخص پر لعنت کی گئی ہے۔

(۹۵۱۱)۔ عَنْ حَرْمَلَةَ الْعَنْبَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْصِنِيْ؟ قَالَ: ((اِتَّقِ اللّٰهَ، وَاِذَا كُنْتَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقُمْتَ مِنْهُ فَسَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا يُعْجِبُكَ فَأْتِهِ، وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَاتَكْرَهُ فَاتْرُكْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۹۲۷)

سیدنا حرملہ عنبری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے وصیت فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے ڈر اور جب تو کسی مجلس میں بیٹھا ہوا ہو اور پھر اس سے اٹھنے لگے، لیکن جب تو سنے کہ وہ ایسی باتیں کر رہے ہیں جو تجھے پسند ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھا رہ، اور جب تو ان کو ایسی باتیں کرتے ہوئے سنے، جو تجھے ناپسند ہوں تو اس مجلس کو چھوڑ دے۔"

**فوائد:** ......خیر والی مجلس سے بلا عذر نہیں اٹھنا چاہیے تا کہ آدمی اس مجلس میں بیٹھے رہنے کے اجر و ثواب سے محروم نہ ہو، بیان کرنے والے اور شرکت کرنے والوں کی حوصلہ شکنی نہ ہو اور دوسرے لوگوں میں بھی اٹھ جانے کی ترغیب پیدا نہ ہو۔ شرّ والی مجلس میں نہ بیٹھنے کا حکم تو واضح ہے۔

(۹۵۱۲)۔ عَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: مَرَّ

سیدنا شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

---

(۹۵۱۰) تخريج: اسناده ضعيف، ابو مجلز لم يدرك حذيفة، أخرجه ابوداود: ٤٨٢٦، والترمذي: ٢٧٥٣ (انظر: ٢٣٢٦٣)

(۹۵۱۱) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطيالسي: ١٢٠٦، ١٢٠٧، والطبراني في "الكبير": ٣٤٧٦ (انظر: ١٨٧٢٠)

(۹۵۱۲) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٤٨٤٨ (انظر: ١٩٤٥٤)

بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيْ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ وَاتَّكَاْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِيْ، فَقَالَ: ((اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٨٣)

رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، جبکہ میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے پیٹھ کے پیچھے رکھا ہوا تھا اور میں نے اپنے ہاتھ کے نرم حصے پر ٹیک لگائی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تو ان لوگوں کی طرح بیٹھک بیٹھتا ہے، جن پر غضب کیا گیا۔''

**فوائد**:...... کمر کے پیچھے زمین پر ہاتھ کی ٹیک لگا کر بیٹھنا مکروہ ہے۔

جن لوگوں پر غضب ہوا، ان سے مراد عام کافر اور فاجر ہیں، جو اپنی اٹھک بیٹھک اور چلن پھرن میں تکبر اور عجب پسندی کو اختیار کرتے ہیں، سورۂ فاتحہ میں ﴿اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ سے مراد یہودی ہیں۔

(٩٥١٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِهِ، فَرَاَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ۔ (مسند احمد: ٢١٢٨٥)

سیدنا جابر بن سمرہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے گھر گیا اور آپ ﷺ کو تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

(٩٥١٤)۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا جَلَسَ (أَوْ اِذَا اسْتَلْقٰى) اَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعْ رِجْلَيْهِ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى۔)) (مسند احمد: ١٤٢٤٧)

سیدنا جابر ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی چت لیٹے تو وہ ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر نہ رکھے۔''

**فوائد**:...... دیکھیں حدیث نمبر (٩٥١٦)

(٩٥١٥)۔ عَنْ سَمُرَةَ ؓ، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَعْتَدِلَ فِي الْجُلُوْسِ، وَاَنْ لَا نَسْتَوْفِزَ۔ (مسند احمد: ٢٠٣٧٢)

سیدنا سمرہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اعتدال سے بیٹھیں اور جلدی نہ کریں۔

**فوائد**:...... اس حدیث کا تعلق نماز سے ہے، جیسا کہ دوسری احادیث میں نماز میں اعتدال اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

(٩٥١٦)۔ (عَنْ اَبِي النَّضْرِ) اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ

ابو نضر کہتے ہیں: سیدنا ابو سعید ؓ کی ایک ٹانگ میں کوئی

---

(٩٥١٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤١٤٣، والترمذي: ٢٧٧١ (انظر: ٢٠٩٧٥)

(٩٥١٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٩٩ (انظر: ١٤١٩٨)

(٩٥١٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٨٨٤، والحاكم: ١/ ٢٧١ (انظر: ٢٠١١١)

(٩٥١٦) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره، أخرجه بنحوه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ١٨ (انظر: ١١٣٧٥)

كَـانَ يَشْتَـكِـىْ رِجْلَيْهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَخُوْهُ وَقَـدْ جَـعَـلَ اِحْـدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرَى وَهُـوَ مُـضْطَجِعٌ، فَضَرَبَهُ بِيَدِهِ عَلٰى رِجْلِهِ الْوَجِيْعَةِ فَاَوْجَعَهُ، فَقَالَ: اَوْجَعْتَنِىْ، اَوَ لَمْ تَـعْـلَـمْ اَنَّ رِجْلِىْ وَجِعَةٌ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَـمَـا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: اَوَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ الـنَّبِىَّ ﷺ قَـدْ نَهٰـى عَـنْ هٰـذِهِ (مسند احمد: ١١٣٩٥)

تکلیف تھی، انھوں نے لیٹ کر ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھا ہوا تھا، اتنے میں ان کا بھائی ان کے پاس آیا اور ان کی تکلیف زدہ ٹانگ پر ان کو مارا، جس سے ان کو تکلیف ہوئی، پس انھوں نے کہا: تو نے مجھے تکلیف دی ہے، کیا تو نہیں جانتا کہ میری ٹانگ میں تکلیف ہے؟ اس نے کہا: جی کیوں نہیں، انھوں نے کہا: اچھا تو ایسے کیا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے سنا نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح ٹانگ پر ٹانگ رکھنے سے منع کیا ہے۔

**فوائد:** ......ٹانگ پر ٹانگ رکھنا اس وقت منع ہے، جب بے پردگی ہو رہی ہو، یا اس کا واضح طور پر خطرہ ہو، ان احادیث میں اسی صورت سے منع کیا گیا ہے۔

جب بے پردگی کا خطرہ نہ ہو تو ٹانگ پر ٹانگ رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، نبی کریم ﷺ خود چت لیٹ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ لیا کرتے تھے۔

## بَابُ اَذْكَارٍ تُقَالُ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الْمَجْلِسِ
## مجلس کو برخاست کرتے وقت کے اذکار کا بیان

(٩٥١٧)۔ عَـنْ اِسْـمَاعِيْلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَـعْفَرٍ قَالَ: بَلَغَنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَـا مِـنْ اِنْسَانٍ يَكُوْنُ فِىْ مَجْلِسٍ فَيَقُوْلُ حِيْـنَ يُـرِيْـدُ اَنْ يَّـقُـوْمَ: سُبْـحَـانَكَ الـلّٰهُـمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ، اِلَّا غُـفِـرَ لَـهُ مَـا كَـانَ فِـىْ ذٰلِكَ الْـمَجْلِسِ۔)) فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ يَزِيْدَ بْنَ خُـصَيْـفَةَ قَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنِى السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٥٨٢٠)

اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان کسی مجلس میں ہو اور پھر مجلس سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ'' (تو پاک ہے، اے اللہ! اور تیری تعریف کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں) تو اس کے اس مجلس میں ہونے والے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' جب میں نے یہ حدیث یزید بن خصیفہ کو بیان کی تو انھوں نے کہا: سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مجھے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

---

(٩٥١٧) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ٤/ ٢٨٩، والطبراني في "الكبير": ٦٦٧٣ (انظر: ١٥٧٢٩)

(۹۵۱۸)۔ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ ، قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ بِآخِرَةٍ إِذَا طَالَ الْمَجْلِسُ فَقَامَ قَالَ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔)) فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا: اَنَّ هٰذَا قَوْلٌ مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ مِنْكَ فِيْمَا خَلَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا كَفَّارَةُ مَا يَكُوْنُ فِی الْمَجْلِسِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۰۷)

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی آخری زندگی کی بات ہے کہ جب مجلس لمبی ہو جاتی تو آپ ﷺ اس سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھتے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ '' (تو پاک ہے، اے اللہ! اور تیری تعریف کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں)۔'' ہم میں سے کسی نے کہا: پہلے تو ہم آپ ﷺ سے اس قسم کے دعائیہ کلمات نہیں سنتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کلمات مجلس میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔''

(۹۵۱۹)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ كَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ: سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ ثُمَّ اَتُوْبُ اِلَيْكَ، اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا كَانَ فِیْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ۱۰۴۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی ایسی مجلس میں بیٹھا، جس میں اس کی لغویات بہت زیادہ ہوں اور پھر وہ اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ کلمات ادا کر لے "سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ ثُمَّ اَتُوْبُ اِلَيْكَ" (تو پاک ہے، اے ہمارے ربّ! تو ہی معبودِ برحق ہے، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور پھر تیری طرف رجوع کرتا ہوں) تو اس سے اس مجلس میں جو کچھ ہوا ہوگا، اس کو بخش دیا جائے گا۔''

(۹۵۲۰)۔ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا اَوْ صَلّٰى تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ، فَسَاَلَتْهُ عَائِشَةُ عَنِ الْكَلِمَاتِ، فَقَالَ: ((اِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز ادا کرتے تو کچھ دعائیہ کلمات کہتے تھے، سیدہ نے آپ ﷺ سے ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر آدمی خیر والی باتیں کرے گا تو

---

(۹۵۱۸) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٨٥٩ (انظر: ١٩٧٦٩)

(۹۵۱۹) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الترمذى: ٣٤٣٣، وأخرجه بنحوه ابوداود: ٤٨٥٨ (انظر: ١٠٤١٥)

(۹۵۲۰) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائى: ٣/ ٧١ (انظر: ٢٤٤٨٦)

كَانَ طَابِعًا عَلَيْهِنَّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ تَكَلَّمَ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَفَّارَةً، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.)) (مسند احمد: ٢٤٩٩١)

یہ کلمات روزِ قیامت تک ان پر مہر ہوں گے اور اگر خیر کے علاوہ کوئی اور بات کرے گا تو یہ کلمات اس کے لیے کفارہ بن جائیں گے، کلمات یہ ہیں: ''سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ'' (تو پاک ہے اور تیری تعریف کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں)۔''

**فوائد**: ...... ان احادیثِ مبارکہ میں کفارۂ مجلس والی دعا پڑھنے کی اہمیت اور فوائد بیان کیے گئے ہیں، ہر مجلس کے بعد یہ دعا پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

## بَابٌ هَلِ الْأَفْضَلُ الْعُزْلَةُ عَنِ النَّاسِ أَوِ الْاِخْتِلَاطُ بِهِمْ؟

## اس چیز کا بیان کہ لوگوں سے علیحدگی بہتر ہے یا ان میں گھل مل کر رہنا؟

(٩٥٢١)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ مِنْ سَرَايَاهُ، قَالَ: فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: فَحَدَّثَ نَفْسَهُ بِأَنْ يُقِيْمَ فِيْ ذٰلِكَ الْغَارِ فَيَقُوْتُهُ مَا كَانَ فِيْهِ مِنْ مَاءٍ، وَيُصِيْبُ مَا حَوْلَهُ مِنَ الْبَقْلِ وَيَتَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا، ثُمَّ قَالَ: لَوْ أَنِّيْ أَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَإِنْ أَذِنَ لِيْ فَعَلْتُ وَإِلَّا لَمْ أَفْعَلْ، فَأَتَاهُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّيْ مَرَرْتُ بِغَارٍ فِيْهِ مَا يَقُوْتُنِيْ مِنَ الْمَاءِ وَالْبَقْلِ، فَحَدَّثَتْنِيْ نَفْسِيْ بِأَنْ أُقِيْمَ فِيْهِ وَأَتَخَلّٰى عَنِ الدُّنْيَا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّيْ لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا النَّصْرَانِيَّةِ، وَلٰكِنْ بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغَدْوَةٌ، أَوْ رَوْحَةٌ فِيْ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ایک آدمی کا ایک نشیبی جگہ کے پاس سے گزر ہوا، وہاں پانی کا چشمہ بھی تھا، اسے خیال آیا کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہیں فروکش ہو جائے، یہ پانی اور اس کے اردگرد کی سبزہ زاریاں اسے کفایت کریں گی۔ پھر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤں گا اور یہ معاملہ آپ کے سامنے رکھوں گا، اگر آپ نے اجازت دے دی تو ٹھیک، وگرنہ نہیں۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! میں فلاں نشیبی جگہ سے گزرا، وہاں کے پانی اور سبزے سے میری گزر بسر ہو سکتی ہے، مجھے خیال آیا کہ میں دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہیں بسیرا کر لوں، (اب آپ کا کیا خیال ہے)؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں یہودیت اور نصرانیت لے کر نہیں آیا، مجھے نرمی و سہولت آمیز شریعت دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ کے راستے میں صبح کا یا شام کا چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر

---

(٩٥٢١) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٨٦٨ (انظر: ٢٢٢٩١)

سَبِيْلِ اللّٰهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَلَمَقَامُ اَحَدِكُمْ فِي الصَّفِّ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِهِ سِتِّيْنَ سَنَةً۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٤٧)

ہے اور دشمن کے سامنے صف میں کھڑے ہونا ساٹھ سال کی نماز سے افضل ہے۔''

**فوائد:** ......دوسری صحیح روایات میں رہبانیت کی مذمت کی گئی ہے اور جہاد میں صرف کیے جانے والے وقت کو دوسرے آدمی کی ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ روایات کی تفصیل کے لیے مسند احمد محقق کی زیر مطالعہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

**رہبانیت:** دنیا اور علائقِ دنیا سے منقطع ہو کر کسی جنگل یا صحرا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مگن ہو جانا۔ نصرانیوں نے یہ رسم نکالی تھی، جسے اسلام نے غلط قرار دیا۔

دین اسلام کی حفاظت وحمایت اور اللہ کے کلمے کی سر بلندی کیلئے باغیوں، سرکشوں، ملحدوں اور بے دین لوگوں سے لڑنے میں پوری جدوجہد کرنا جہاد فی سبیل اللہ کہلاتا ہے، یہ انتہائی باکمال اور باعظمت عمل ہے، حدیثِ نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خاک آلود ہونے والے پاؤں آتشِ دوزخ سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ (بخاری: ۲۸۱۱) اگر زندگی میں جہاد کرنے کا موقع مل جائے تو اسے سعادت اور خوش قسمتی سمجھا جائے وگرنہ کم از کم جہاد فی سبیل اللہ کی پختہ نیت رکھنا واجب ہے، موقع میسر آنے پر قطعاً گریز نہ کیا جائے، اسلامی زندگی اسی جذبۂ قربانی سے وابستہ ہے۔

(٩٥٢٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُهُمْ، وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ) خَيْرٌ مِنَ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُهُمْ۔)) (مسند احمد: ٥٠٢٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہے، وہ اس سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور نہ ہی ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے۔''

**فوائد:** ......اگر کسی آدمی میں صبر و برداشت کی صفت موجود ہو، تو خلوت میں رہنے کی بجائے، لوگوں میں رہنا اس کے لیے زیادہ مفید ہوتا ہے، کیونکہ کسی کی اذیت کے عوض اس کو دعا دینا یا اس پر صبر کرنا، غصہ دلانے والے کو معاف کرنا، بیماروں کی بیمار پرسی کرنا، کسی مریض کا علاج کروانا، اجنبی کی رہنمائی کرنا، مہمان کی ضیافت کرنا، ایسے سینکڑوں عظیم امور ہیں، جن پر عمل کرنے کا موقع صرف لوگوں میں رہ کر ہی ملتا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ اگر کسی معاشرے میں سرِ عام برائیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہو اور کوشش کے باوجود ان سے اجتناب کرنا ناممکن ہو، تو حسبِ استطاعت ایسے لوگوں سے کنارہ کشی کی جائے۔ اس کی ایک مثال ہمارے بازار ہیں، جہاں

(٩٥٢٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٥٠٧، وابن ماجه: ٤٠٣٢ (انظر: ٥٠٢٢)

موسیقی اور گانوں کی آواز عام ہوتی ہے، بے پردہ، بلکہ نیم برہنہ عورتوں کی آمد ورفت عام ہوتی ہے، جن پر نظر پڑنا تو کجا، تنگ مقامات پر ان کا مردوں کے ساتھ شدید اختلاط ہو جاتا ہے اور ان کے جسم ایک دوسرے کے ساتھ مس ہونے لگتے ہیں، بالخصوص جب درندہ صفت نوجوان بھی پھر رہے ہوں، ایسے بازاروں میں جانا شرّ میں گھسنے کے مترادف ہے۔

(۹۵۲۳)۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔))، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِیْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ، یَعْبُدُ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۳۴۲)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مؤمن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہو۔'' اس نے کہا: پھر کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ آدمی ہے، جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ ہو کر اپنے ربّ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شرّ سے محفوظ رکھے۔''

**فوائد:** ......لوگوں سے الگ تھلگ رہنا اسلام کا کوئی مستقل قانون نہیں ہے، بلکہ جب مسلمان میں معاشرے میں عام ہو جانے والے شرّ کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہ رہے تو تب اس شرّ سے بچنے کے لیے کنارہ کشی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۹۵۲۳) تخریج:أخرجه مسلم: ۱۸۸۸، وعلقه البخاری باثر الروایة: ٦٤٩٤ (انظر: ۱۱۳۲۲)

# كِتَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ
# نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے مسائل

## بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْهِ وَمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهِ وَثَوَابِ فَاعِلِهِ
## اس چیز کی ترغیب دینے اور اس کی فضیلت اور ایسا کرنے والے کے ثواب کا بیان

(٩٥٢٤)- عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ﷺ، قَالَ: اَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَرْمِيْ الْجَمْرَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْجِهَادِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ حَتّٰى اِذَا رَمَى الثَّانِيَةَ عَرَضَ لَهُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْجِهَادِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا اعْتَرَضَ فِي الْجَمْرَةِ الثَّالِثَةِ عَرَضَ لَهُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْجِهَادِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((كَلِمَةُ حَقٍّ تُقَالُ لِاِمَامٍ جَائِرٍ.)) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ حَدِيْثِهِ وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُوْلُ: لِاِمَامٍ ظَالِمٍ. (مسند احمد: ٢٢٥١١)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ جمرے کو کنکریاں مار رہے تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا جہاد اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ جواباً آپ ﷺ خاموش رہے، جب آپ ﷺ نے دوسرے جمرے کو کنکریاں ماریں تو پھر وہ آپ ﷺ کے درپے ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا جہاد اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ اس بار بھی خاموش رہے اور جب آگے چلے اور تیسرے جمرے کے پاس پہنچے تو وہی آدمی آپ ﷺ کے سامنے آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا جہاد اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''ظالم حکمران کے سامنے حق کلمہ کہنا۔''

(٩٥٢٥)- عَنْ طَارِقٍ ﷺ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ

سیدنا طارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ

---

(٩٥٢٤) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٤٠١٢ (انظر: ٢٢١٥٨)

(٩٥٢٥) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ٧/ ١٦١ (انظر: ١٨٨٢٨)

إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ إِمَامٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: سُلْطَانٍ) جَائِرٍ۔)) (مسند احمد: ١٩٠٣٤)

کے پاس آیا اور کہا: کون سا جہاد سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ظالم بادشاہ کے سامنے حق کلمہ کہنا۔''

**فوائد:** ......کلمۂ حق سے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کوئی بات کہنا ہے۔ اس کو افضل جہاد قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ جو مجاہد، دشمن سے لڑتا ہے اسے فتح اور غلبے کی امید بھی ہوتی ہے اور شکست اور مغلوب ہو جانے کا خدشہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص، جابر بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق پیش کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں دھکیل رہا ہوتا ہے، اسے جلد ہی بادشاہ کے سامنے مقہور و مجبور کی حیثیت سے حاضر ہونا پڑتا ہے، الا ما شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و محب بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ﴾ (سورۂ مائدہ: ۵۴) ...... ''وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہے دے دیتا ہے۔''

جب تک اہل ایمان اس صفت سے متصف ہو کر اللہ تعالیٰ کیلیے بے لوث جذبات کا اظہار نہیں کرتے، اس وقت تک انہیں ایمان کی مٹھاس اور شیریں نصیب نہیں ہو سکتی، معاشرے میں جن برائیوں اور بیہودگیوں کا چلن عام ہو جاتا ہے، جنہیں معاشرہ سرے سے برائی تسلیم کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتا، ان کے خلاف نیکی پر استقامت اختیار کرنا اور ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر کار بند رہنا اس صفتِ حمیدہ کے بغیر ممکن نہیں۔ وگرنہ بیسیوں لوگ ایسے ہیں جو برائی اور معاشرتی خرابیوں سے اپنا دامن تو بچانا چاہتے ہیں، لیکن ان میں ملامت گردں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں ہوتی، نتیجتاً وہ ان برائیوں کے دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور حق و باطل کے مکسچر کو اسلام سمجھ کر اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سچی محبت سے محروم رہتے ہیں۔

فرعون و نمرود جیسے باطل پرستوں، جو لمحہ بھر کیلیے نہ مخالفین کو برداشت کر سکتے ہیں اور نہ انہیں کسی قسم کی ایذا پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کر سکتے ہیں، کے سامنے حق و انصاف کا اعلان نہ صرف دل گردے کا کام ہے بلکہ لقمۂ اجل بننے کے مترادف ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا لحاظ کرنا ان ظالموں کی ایذا رسانی کی بہ نسبت برتر ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے افضل جہاد قرار دے کر ہمیں ہر وقت اس قربانی کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

(٩٥٢٦)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ أُمَّتِي قَوْمًا يُعْطَوْنَ مِثْلَ أُجُورِ أَوَّلِهِمْ، يُنْكِرُونَ الْمُنْكَرَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٥٦٨)

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ جن کو پہلے والے لوگوں کے اجر کی طرح ثواب دیا جائے گا، وہ برائی کا انکار کرتے ہوں گے۔''

---

(٩٥٢٦) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ٢٣١٨١)

**فوائد:** ......اگرچہ برائی کا انکار نہ کرنے میں سستی اور اسلامی حمیت کے کم پڑ جانے کا بھی دخل ہوتا ہے، لیکن اس معاملے میں اصل رکاوٹ لوگوں کا ظاہری مقام و مرتبہ ہے، ہم اس سستی کو شرمانے سے تعبیر کرتے ہیں، جو دراصل ایسی بزدلی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اسلام کا پاس ولحاظ نہیں رکھا جاتا۔

## بَابُ وُجُوْبِهِ وَالْحَثُّ عَلَيْهِ وَالتَّشْدِيْدِ فِيْهِ

## نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے واجب ہونے، ایسا کرنے پر ابھارنے اور اس معاملے میں سختی کا بیان

(۹۵۲۷)۔ (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ) قَالَ: انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ (قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ اَحَدُ الرُّوَاةِ: مِنْ اَدَمٍ) فِيْ نَحْوٍ مِنْ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: جَمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ اَرْبَعُوْنَ) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ ؓ): فَكُنْتُ مِنْ آخِرِ مَنْ اَتَاهُ، فَقَالَ: ((اِنَّكُمْ مَفْتُوْحٌ عَلَيْكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ، وَمُصِيْبُوْنَ، فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ، وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَثَلُ الَّذِيْ يُعِيْنُ قَوْمَهُ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ، كَمَثَلِ بَعِيْرٍ رُدِّيَ فِيْ بِئْرٍ، فَهُوَ يُنْزَعُ مِنْهَا بِذَنَبِهِ۔)) (مسند احمد: ۳۸۰۱)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا، آپ (چمڑے کے) سرخ خیمے میں تھے اور آپ کے پاس تقریبا چالیس آدمی بیٹھے تھے۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے ہمیں جمع کیا، جبکہ ہم چالیس افراد تھے، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سب سے آخر میں آنے والا میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں فتوحات نصیب ہوں گی، تمھاری مدد کی جائے گی اور تم غنیمتیں حاصل کرو گے۔ جو آدمی ایسا زمانہ پا لے وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، نیکی کا حکم دے، برائی سے رک جائے اور صلہ رحمی کرے۔ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کرے۔ وہ آدمی جو کسی قوم کی غیر حق بات پر مدد کرتا ہے، اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جو کسی کنویں میں گرا دیا گیا اور پھر دم سے پکڑ کا کھینچا گیا۔''

**فوائد:** ...... عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ فاتحین کسی علاقہ کو فتح کرنے کے بعد اپنے آپ کو حدود و قیود سے آزاد سمجھ کر من مانیاں کرنے لگتے ہیں، لیکن اسلام نے مسلم فاتحین کو خیر و بھلائی کے امور کا پابند بنا دیا۔ قوم کی غیر حق بات پر مدد کرنے والے کی جو مثال بیان کی گئی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص گناہ میں پڑا اور اس قدر ہلاک ہو گیا کہ اب اپنے آپ کو چھٹکارا بھی نہیں دلا سکتا۔ موجودہ دور میں اکثر لوگ انانیت و قومیت میں پڑ کر اس مثال کے مصداق بنتے رہتے ہیں۔

(۹۵۲۷) تخریج: اسناده صحيح عند من يصحح سماع عبد الرحمن من ابيه مطلقا، أخرجه ابويعلي: ۵۳۰۴ (انظر: ۳۸۰۱)

(۹۵۲۸)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِهِ فَيَدُوْرُ بِهَا فِي النَّارِ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِالرَّحٰى۔ قَالَ: فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا فُلَانُ، اَمَا كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُ بَلٰى: قَدْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ فَلَا آتِيْهِ، وَاَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۴۳)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کو روزِ قیامت لایا جائے گا، اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا، اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ چکی کے گرد گھومنے والے گدھے کی طرح ان کے اردگرد چکر لگانا شروع کر دے گا۔ جہنم والے جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں! کیا تو ہمیں نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، میں نیکی کا حکم تو دیتا تھا، لیکن خود نہیں کرتا تھا اور برائی سے منع تو کرتا تھا، لیکن خود باز نہیں آتا تھا۔''

**فوائد:** ......اس فرمانِ نبوی میں علمائے اسلام کے لیے بہت بڑی وعید بیان کی گئی ہے، ہر عالم اور مبلّغ کو چاہیے کہ وہ جو کچھ بیان کرتا ہے، اس پر خود بھی عمل کرے، وگرنہ نہ اس کی زبان میں کوئی تأثیر ہو گی اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ہو گا۔

(۹۵۲۹)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: اَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ الْخُطْبَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ، قَالَ: تُرِكَ مَا هُنَالِكَ يَا اَبَا فُلَانٍ، فَقَالَ ابوسَعِيْدٍ: (اَلْخُدْرِيُّ ) اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۴۸۰)

سیدنا طارق بن شہاب کہتے ہیں: پہلا شخص، جس نے نماز سے پہلے خطبہ دیا، وہ مروان ہے، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے، اس نے کہا: اے ابو فلاں! وہ والے امور چھوڑ دیئے گئے ہیں، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: اس آدمی نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں جو آدمی برائی کو دیکھے، اس کو اپنے ہاتھ سے تبدیل کرے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اتنی طاقت بھی نہ ہو تو دل سے برا سمجھے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔''

**فوائد:** ......برائی کو دل سے برا سمجھنا ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے، گویا برائی کو پسند کرنا یا اس میں پڑ جانا ایمان کے منافی چیز ہے۔

---

(۹۵۲۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۹۸۹ (انظر: ۲۱۸۰۰)

(۹۵۲۹) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٩ (انظر: ۱۱٤٦۰)

(۹۵۳۰)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْ عِنْدِهِ، ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۶۹۰)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور ضرور نیکی کا حکم دو گے اور ضرور ضرور برائی سے منع کرو گے، وگرنہ قریب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی عذاب تم پر مسلط کر دے اور پھر تم اس کو پکارو گے، لیکن وہ تمہیں جواب نہیں دے گا۔''

**فوائد:** ......اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، اس وقت امت مسلمہ کی بھاری اکثریت اس وعید کی مستحق بن چکی ہے۔ عوام تو عوام، خواص نے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو ترک کر دیا ہے۔

(۹۵۳۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ اَنْ قَدْ حَفَزَهُ شَيْءٌ، فَتَوَضَّاَ ثُمَّ خَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ اَحَدًا، فَدَنَوْتُ مِنَ الْحُجُرَاتِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((يَااَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، مِنْ قَبْلِ اَنْ تَدْعُوْنِيْ فَلَا اُجِيْبُكُمْ، وَتَسْاَلُوْنِيْ فَلَا اُعْطِيَكُمْ، وَتَسْتَنْصِرُوْنِيْ فَلَا اَنْصُرَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷۶۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں آپ ﷺ کے چہرے سے پہنچان گئی کہ کسی چیز نے آپ ﷺ کو کچھ کرنے پر آمادہ کیا ہے، بہر حال آپ ﷺ نے وضو کیا اور کسی سے کلام کیے بغیر باہر چلے گئے، میں حجروں کے قریب ہوئی تو آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے منع کیا کرو، قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو گے، لیکن میں تم کو جواب نہیں دوں گا، تم مجھ سے سوال کرو گے، لیکن میں تم کو عطا نہیں کروں گا اور تم مجھ سے مدد طلب کرو گے، لیکن میں تمہاری مدد نہیں کروں گا۔''

(۹۵۳۲)۔ عَنْ اَبِي الرُّقَادِ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ مَوْلَايَ وَاَنَا غُلَامٌ، فَدُفِعْتُ اِلٰى حُذَيْفَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ: اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَصِيْرُ مُنَافِقًا، وَاِنِّيْ لَاَسْمَعُهَا مِنْ اَحَدِكُمْ فِي الْمَقْعَدِ

ابو رقاد کہتے ہیں: میں اپنے آقا کے ساتھ نکلا، جبکہ میں لڑکا تھا، پھر جب مجھے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا گیا تو وہ کہہ رہے تھے: بیشک ایک آدمی عہد نبوی میں ایسی بات کرتا تھا کہ وہ اس کی وجہ سے منافق ہو جاتا تھا، لیکن اب میں نے تمہاری مجلس میں وہی بات چار دفعہ سنی ہے، (سنو کہ) تم ضرور ضرور نیکی کا

(۹۵۳۰) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الترمذی: ۲۱۶۹ (انظر: ۲۳۳۰۱)
(۹۵۳۱) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ٤٠٠٤ (انظر: ۲۵۲۵۵)
(۹۵۳۲) تخریج: اثر حسن، أخرجه ابن ابی شيبة: ۱۵/ ٤٤ (انظر: ۲۳۳۱۲)

الْوَاحِدِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَحَاضُنَّ عَلَى الْخَيْرِ، اَوْ لَيُسْحِتَنَّكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا بِعَذَابٍ، اَوْ لَيُؤَمِّرَنَّ عَلَيْكُمْ شِرَارَكُمْ، ثُمَّ يَدْعُوْ خِيَارُكُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ۔))

حکم کرو گے، برائی سے منع کرو گے اور خیر پر لوگوں کو ابھارو گے، وگرنہ اللہ تعالیٰ تم سب کو عذاب سے برباد کر دے گا یا تمہارے بدترین لوگوں کو تمہارا حکمران بنا دے گے، پھر تمہارے نیکوکار لوگ اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے، لیکن ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔

(مسند احمد: ۲۳۷۰۱)

**فوائد:** ......نیکی کا حکم نہ کرنا اور برائی سے منع نہ کرنا، یہ اتنا بڑا شرّ ہے کہ جس عہد میں یہ پایا جائے گا، اس وقت زمانے کے نیک لوگوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔

دراصل جس معاشرے میں نیکی کا حکم نہ دیا جاتا ہو اور برائی سے نہ روکا جاتا ہے، اس معاشرے کے افراد اتنے بے حیا، باغی اور ڈھیٹ ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان پر رحم ہی نہیں آتا۔

(۹۵۳۳)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جَاهِدُوْا النَّاسَ فِي اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ، وَلَا تُبَالُوْا فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَاَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ۔))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں سے جہاد کرو، وہ قریب ہوں یا دور، اللہ تعالیٰ کے لیے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرو اور حضر و سفر میں اللہ تعالیٰ کی حدود قائم کرو۔''

(مسند احمد: ۲۳۱۵۷)

**فوائد:** ......اللہ تعالیٰ کی ذات بہت عظیم ہے، اس سے سچا تعلق قائم ہو جائے تو ان امور پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، بہرحال اسلامی اور بڑے راسخ مزاج کی ضرورت ہے، جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہو۔

(۹۵۳٤)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحْقِرَنَّ اَحَدُكُمْ نَفْسَهُ اَنْ يَرٰى اَمْرًا لِلّٰهِ عَلَيْهِ فِيْهِ مَقَالًا ثُمَّ لَا يَقُوْلُهُ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: مَامَنَعَكَ اَنْ تَقُوْلَ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّ خَشِيْتُ النَّاسَ،

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی اپنے آپ کو اتنا حقیر نہ سمجھ لے کہ جب وہ ایسا معاملہ دیکھے، جس میں اللہ تعالیٰ کے لیے بات کرنا اس کی ذمہ داری بنتی ہو، لیکن وہ خاموش ہو جائے، پھر جب اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کس چیز نے تجھے اُس

---

(۹۵۳۳) تخريج: حديث حسن (انظر: ۲۲۷۷٦)

(۹۵۳٤) تخريج: اسناده ضعيف، ابو البختري، لم يسمع من ابي سعيد، بينهما راو، وهو رجل مبهم، أخرجه ابن ماجه: ٤٠٠٨ (انظر: ١١٢٥٥)

فَيَقُوْلُ: وَاَنَا اَحَقُّ اَنْ يُّخْشٰى۔)) (مسند احمد: ١١٢٧٥)

موقع پر بات کرنے سے روک دیا تھا، وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں لوگوں سے ڈر گیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اس چیز کا زیادہ حقدار تھا کہ مجھ سے ڈرا جاتا۔''

(٩٥٣٥)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيَسْاَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَقُوْلَ: مَامَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَ الْمُنْكَرَ تُنْكِرُهُ؟ فَاِذَا لَقَّنَ اللّٰهُ عَبْدًا حُجَّتَهُ قَالَ: يَا رَبِّ وَثِقْتُ بِكَ وَفَرِقْتُ مِنَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ١١٢٦٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ قیامت والے دن بندے سے مختلف امور کے بارے میں پوچھے گا، یہاں تک کہ وہ یہ سوال بھی کرے گا کہ جب تو نے برائی دیکھی تھی تو کس چیز نے تجھے اس کو انکار کرنے سے روک دیا تھا؟ پس جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ذہن میں اس کی دلیل بٹھائے گا تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے تجھ پر اعتماد کیا اور لوگوں سے ڈر گیا۔''

**فوائد:**...... ممکن ہے کہ بعض حالات وظروف کے پیشِ نظر بندے کا عذر قبول ہو جائے۔

(٩٥٣٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا مِنْكُمْ مَخَافَةُ النَّاسِ، اَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْحَقِّ اِذَا رَآهُ وَعَلِمَهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) اِذَا رَآهُ اَوْ عَلِمَهُ اَوْ رَآهُ اَوْ سَمِعَهُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) فَاِنَّهُ لَا يُقَرِّبُ مِنْ اَجَلٍ وَلَا يُبَاعِدُ مِنْ رِزْقٍ اَنْ يَقُوْلَ بِحَقٍّ اَوْ يُذَكِّرُ بِعَظِيْمٍ۔)) (مسند احمد: ١١٤٩٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی حق کو دیکھ لے، اس کو جان لے اور اس کو سن لے تو پھر لوگوں کا ڈر اس کو یہ حق بیان کرنے سے روکنے نہ پائے، پس بیشک حق بیان کرنے یا عظیم چیز کی نصیحت کرنے سے نہ اس کی موت قریب ہوگی اور نہ اس کا رزق دور ہوگا۔''

(٩٥٣٧)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَايَعَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا، وَاَوْثَقَنِيْ سَبْعًا، وَاَشْهَدَ عَلَيَّ تِسْعًا، اَنِّيْ لَا اَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٢١٨٤١)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پانچ دفعہ مجھ سے بیعت کی، سات دفعہ عہد و پیمان کیا اور نو چیزوں کو مجھ پر گواہ بنایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں۔

(٩٥٣٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابويعلى: ١٣٤٤ (انظر: ١١٢٤٥)
(٩٥٣٦) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "فَاِنَّهُ لَا يُقَرِّبُ مِنْ اَجَلٍ وَلَا يُبَاعِدُ مِنْ رِزْقٍ اَنْ يَقُوْلَ بِحَقٍّ اَوْ يُذَكِّرُ بِعَظِيْمٍ"، أخرجه ابويعلى: ١٤١١ (انظر: )
(٩٥٣٧) تخريج: اسناده ضعيف، ابو اليمان عامر بن عبد الله الهوزني فى عداد المجهولين، أخرجه (انظر: ٢١٥٠٩)

**فوائد:** ......مضبوط اور راسخ عقیدے کا تقاضا تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کر کے کسی ملامت والے کی ملامت کا پاس ولحاظ نہ رکھے۔

یہاں یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے فریضے کو سرانجام دینے کے لیے حکمت اور مصلحت انتہائی ضروری ہے، نیکی کا حکم دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی پر بے جا سختی کی جائے، کسی کی توہین کی جائے، کسی کو برسرِ عام ڈانٹ دیا جائے، اپنی بے عزتی کے مترادف انداز اپنایا جائے، ایسا انداز اپنایا جائے کہ اگلا آدمی انتقامی کاروائی پر اتر آئے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَه عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔﴾ ......''اور نہ نیکی برابر ہوتی ہے اور نہ برائی۔ (برائی کو) اس (طریقے) کے ساتھ ہٹا جو سب سے اچھا ہے، تو اچانک وہ شخص کہ تیرے درمیان اور اس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہوگا جیسے وہ دلی دوست ہے۔'' (سورۂ فصلت: ۳۴)

## بَابُ هَلَاكِ كُلِّ اُمَّةٍ لَمْ تَقُمْ بِهٰذَا الْوَاجِبِ
## اس واجب کو ادا نہ کرنے والی ہر امت کی ہلاکت کا بیان

اللہ تعالیٰ کے نظام کو زمین پر رائج کرنا اہل اسلام کی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کی ادائیگی کی بنیاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہے، جب اس فریضے کو ترک کر دیا جائے گا تو معاشرے میں فساد آ جائے گا اور جس مقصد کے لیے جن وانس کی تخلیق کی گئی، وہ متاثر ہو جائے گا۔

(۹۵۳۸)۔ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ، عَنْ قَیْسٍ قَالَ: قَامَ اَبُوْبَكْرٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ: یَااَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّكُمْ تَقْرَءُ وْنَ هٰذِهِ الْآیَةَ ﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ﴾ وَاِنَّا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ یُغَیِّرُوْهُ اَوْشَكَ اَنْ یَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ۔)) (مسند احمد: ۳۰)

قیس کہتے ہیں: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر کہا: لوگو! بیشک تم یہ آیت پڑھتے ہو: ''اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔'' (سورۂ مائدہ: ۱۰۵)، لیکن ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''بیشک جب لوگ برائی کو دیکھ کر اس کو تبدیل نہیں کریں گے تو قریب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان پر عام عذاب مسلط کر دے۔''

**فوائد:** ......بعض لوگوں کے ذہن میں ظاہری الفاظ سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ اگر اپنی اصلاح کر لی جائے تو کافی ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری نہیں ہے، لیکن یہ مطلب صحیح نہیں ہے، کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا

(۹۵۳۸) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین أخرجه ابوداود: ٤٣٣٨، وابن ماجه: ٤٠٠٥، والترمذی: ٢١٦٨، ٣٠٥٧ (انظر: ٣٠)

فریضہ بھی نہایت اہم ہے، اگر ایک مسلمان یہ فریضہ ہی ترک کر دے تو وہ ہدایت پر قائم کیسے رہے گا۔

اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ تمہارے سمجھانے کے باوجود اگر لوگ نیکی کا راستہ اختیار نہ کریں یا برائی سے باز نہ آئیں تو تمہارے لیے یہ نقصان دہ نہیں ہے کہ تم خود نیکی پر قائم اور برائی سے مجتنب ہو۔

(۹۵۳۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ، نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ، فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ، قَالَ يَزِيْدُ: أَحْسِبُهُ قَالَ: وَأَسْوَاقِهِمْ، وَوَاكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ، فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، وَلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ، وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ، ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔)) وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَّكِئًا، فَجَلَسَ، فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! حَتّٰى تَأْطِرُوْهُمْ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا۔)) (مسند احمد: ۳۷۱۳)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب بنو اسرائیل میں نافرمانیاں شروع ہوئیں تو ان کے علماء نے ان کو منع کیا، لیکن جب وہ باز نہ آئے تو ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں اور بازاروں میں بیٹھنا اور ان کے ساتھ کھانا پینا شروع کر دیا، پس اللہ تعالیٰ نے بعض کے دلوں کو بعض کے دلوں کے ساتھ خلط ملط کر دیا اور داود علیہ السلام اور عیسی بن مریم علیہ السلام کی زبانوں کے ذریعے ان پر لعنت کی، یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ نافرمانی اور زیادتی کرتے تھے۔“ آپ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (اس وقت کام بنے گا) جب تم ان کو حق کی طرف موڑو گے۔“

**فوائد:** …… بہر حال اہل علم کو چوکنا اور متنبہ رہنا چاہیے، عوام اور معاشرے میں کسی برائی کے عام ہو جانے کا یہ مطلب نہیں کہ اہل علم بھی اس کے بارے میں غیر محتاط ہو جائیں۔

((فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ)) اس ترکیب کے دو معانی ہو سکتے ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے بعض کے دلوں کو بعض کے دلوں کے ساتھ خلط ملط کر دیا اور نتیجتاً وہ سب برے دلوں والے ہو گئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کے دلوں کی وجہ سے فرمانبرداروں کے دل بھی کالے کر دیئے، اس طرح سب کے دل حق، خیر اور رحمت کو قبول کرنے کے معاملے میں سخت ہو گئے۔

(۹۵۴۰)۔ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَعْمَلُوْنَ بِالْمَعَاصِيْ، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ

سیدنا جریر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب لوگ نافرمانیاں کر رہے ہوتے ہیں، جبکہ ان میں سے ایک ایسا آدمی بھی موجود ہوتا ہے جو سب سے زیادہ عزت والا

---

(۹۵۳۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ، ابو عبیدۃ لم یسمع من ابیہ عبد اللہ بن مسعود، وشریک بن عبد اللہ سییء الحفظ، أخرجہ الترمذی: ۳۰۴۷، وأخرجہ بنحوہ ابو داود: ۴۳۳۶، وابن ماجہ: ۴۰۰۶ (انظر: ۳۷۱۳)

(۹۵۴۰) تخریج: حدیث حسن، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۲۳۷۹ (انظر: ۱۹۲۱۶)

اَعَزُّ مِنْهُمْ وَاَمْنَعُ لَا يُغَيِّرُوْنَ، اِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِعِقَابٍ اَوْ قَالَ: اَصَابَهُمُ الْعِقَابُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۴۲۹)

ہوتا ہے اور اس کے لیے یہ ممکن ہوتا ہے کہ وہ ان کو اس برائی سے روک سکے، لیکن وہ روکتا نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر عام سزا نازل کر دیتا ہے۔''

**فوائد:** ......خاندانوں کے سربراہوں کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحت افراد کو خیر کے قریب کریں اور ان کو شرّ سے دور رکھیں، جبکہ یہ ذمہ داری ادا کرنے والے مسئولین عنقا بن چکے ہیں۔

(۹۵۴۱)۔ عَنْ مُنْذِرِ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ اِمْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ هِيَ حَيَّةٌ الْيَوْمَ اِنْ شِئْتَ اَدْخَلْتُكَ عَلَيْهَا، قُلْتُ: لَا، حَدِّثْنِيْ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَاَنَّهُ غَضْبَانُ، فَاسْتَتَرْتُ مِنْهُ بِكُمِّ دِرْعِيْ، فَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ لَمْ اَفْهَمْهُ، فَقُلْتُ: يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، كَاَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ وَهُوَ غَضْبَانُ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ اَوَمَا سَمِعْتِ مَا قَالَ؟ قَالَتْ: وَمَا قَالَ؟ قَالَتْ: قَالَ: اِنَّ الشَّرَّ اِذَا فَشَا فِي الْاَرْضِ فَلَمْ يُتَنَاهَ عَنْهُ، اَرْسَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بَاْسَهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَفِيْهِمُ الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَفِيْهِمُ الصَّالِحُوْنَ، يُصِيْبُهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ، ثُمَّ يَقْبِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى مَغْفِرَتِهِ وَرِضْوَانِهِ، اَوْ اِلٰى رِضْوَانِهِ وَمَغْفِرَتِهِ۔ (مسند احمد: ۲۷۰۶۲)

حسن بن محمد کہتے ہیں: مجھے ایک انصاری خاتون نے بیان کیا، وہ ابھی تک زندہ ہے، اگر تو چاہتا ہو تو میں تجھے اس کے پاس لے جاتا ہوں، اس نے کہا: نہیں، بس تم مجھے بیان کرو، اس خاتون نے کہا: میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی ان کے پاس تشریف لے آئے، لیکن یوں لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ غصے میں ہیں، میں نے اپنی قمیص کی آستین کے ساتھ آپ ﷺ سے پردہ کیا، آپ ﷺ نے کچھ کلام کیا، لیکن میں نہ سمجھ پائی، میں نے کہا: اے ام المؤمنین! ایسے لگ رہا ہے کہ آپ ﷺ غصے کی حالت میں تشریف لائے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، کیا تو نے آپ ﷺ کی بات سنی نہیں ہے؟ میں نے کہا: آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جب زمین میں شرّ پھیل جائے گا اور پھر اس سے باز نہیں رہا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اہل زمین پر اپنا عذاب نازل کر دے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ایسی حالت میں کہ ان میں نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، ان میں نیکوکار بھی ہوں گے، لیکن لوگوں پر نازل ہونے والا عذاب ان کو بھی اپنی گرفت میں لے لے گا، پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی بخشش اور رضامندی کی طرف لے جائے گا۔''

---

(۹۵۴۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي ولاضطراب فيه، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۳/ ۷۴۷ (انظر: ۲۶۵۲۷)

**فوائد:** ......لیکن یہ ممکن ہے کہ بعض نیک لوگ معذور ہوں، جو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں آ جانے کے باوجود اس کی بخشش کے مستحق ٹھہریں۔

(۹۵٤٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَ أُمَّتِي لَا يَقُوْلُوْنَ لِلظَّالِمِ مِنْهُمْ: أَنْتَ ظَالِمٌ فَقَدْ تُوُدِّعَ مِنْهُمْ۔)) (مسند احمد: ٦٧٧٦)

سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو میری امت کو اس طرح دیکھے گا کہ وہ ظالم کو یوں نہیں کہے گی کہ تو ظالم ہے تو (سمجھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت) ان سے اٹھالی گئی ہے۔''

(۹۵٤٣)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَأْخُذَ اللّٰهُ شَرِيْطَتَهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَيَبْقٰى فِيْهَا عَجَاجَةٌ، لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا، وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا۔)) (مسند احمد: ٦٩٦٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہو گی، جب تک ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اہل زمین سے خیر اور دین والے لوگوں کو لے جائے اور ایسے گھٹیا لوگ رہ جائیں، جو نہ نیکی کو پہچانتے ہوں گے اور نہ برائی سے روکتے ہوں گے۔''

**فوائد:** ......دنیا میں آخر میں گھٹیا اور برے لوگ ہی رہ جائیں گی اور ان ہی پر قیامت قائم ہو گی۔

(۹۵٤٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرِ الْكَبِيْرَ، وَيَرْحَمِ الصَّغِيْرَ، وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں نہیں ہے، جو بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے۔''

(۹۵٤٥)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُدْهِنِ فِيْهَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَالْوَاقِعُ فِيْهَا) كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فِي الْبَحْرِ فَأَصَابَ

سیدنا نعمان بن بشیر ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے اور ان کو پھلانگنے والے کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے، جنھوں نے سمندری سفر کرنے کے لیے کشتی کے بارے میں قرعہ اندازی کی، بعض اس کے نچلے حصے میں آ گئے اور بعض اوپر والے حصے میں، نچلے حصے

---

(۹۵٤٢) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو الزبير محمد بن مسلم لم يسمع من عبد الله بن عمرو، أخرجه الحاكم: ٤/ ٩٦، والبيهقي في "الشعب": ٧٥٤٦ (انظر: ٦٧٧٦)

(۹۵٤٣) تخريج: فيه عنعنة الحسن البصري، وقد روي مرفوعا وموقوفا، الأشبه وقفه، أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٣٥ (انظر: ٦٩٦٤)

(۹۵٤٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ١٩٢١ (انظر: ٢٣٢٩)

(۹۵٤٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٨٦ (انظر: ١٨٣٦١)

بَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا وَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا يَصْعَدُوْنَ فَيَسْتَقُوْنَ الْمَاءَ فَيَصُبُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا، فَقَالَ الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا: لَا نَدَعُكُمْ تَصْعَدُوْنَ فَتُؤْذُوْنَنَا، فَقَالَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا: فَاِنَّا نَنْقُبُهَا مِنْ اَسْفَلِهَا فَنَسْتَقِيْ، قَالَ: فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی اَيْدِيْهِمْ فَمَنَعُوْهُمْ نَجَوْا جَمِيْعًا وَاِنْ تَرَكُوْهُمْ غَرِقُوْا جَمِيْعًا۔)) (مسند احمد: ١٨٥٥١)

والے پانی لینے کے لیے اوپر والے حصے کی طرف چڑھتے تھے اور اوپر والوں پر پانی گر جاتا تھا، پس انھوں نے کہا: ہم تم کو اس طرح نہیں چھوڑیں گے کہ تم اوپر چڑھتے رہو اور ہمیں تکلیف دو، یہ سن کر نیچے والوں نے کہا: تو پھر ہم پانی حاصل کرنے کے لیے نیچے سے سوراخ کر لیتے ہیں، پس اگر اوپر والوں نے ان کے ہاتھوں کو پکڑ کر ان کو ایسا کرنے سے روک لیا تو وہ سارے کے سارے نجات پا جائیں گے اور اگر انھوں نے اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا تو سارا غرق ہو جائیں گے۔‘‘

**فوائد:** ...... اہل علم کو ان کی ذمہ داری سمجھانے کے لیے بڑی واضح مثال بیان کی گئی ہے، جبکہ حدیث میں بیان کی گئی مثال کا انجام غرق تھا اور تبلیغ کی ذمہ داری ادا نہ کرنے والوں کا انجام ہمیشہ کی ناکامی ہے۔ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

(٩٥٤٦)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَتٰی نَدَعُ الْاِئْتِمَارَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: ((اِذَا ظَهَرَ فِيْكُمْ مَاظَهَرَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، اِذَا كَانَتِ الْفَاحِشَةُ فِيْ كِبَارِكُمْ وَالْمُلْكُ فِيْ صِغَارِكُمْ، وَالْعِلْمُ فِيْ رِذَالِكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٢٩٧٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کب نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کو ترک کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جب وہ امور دکھائی دینے لگیں، جو بنو اسرائیل میں نمودار ہوئے تھے اور وہ یہ ہیں کہ جب بے حیائی بڑوں میں، بادشاہت چھوٹوں میں اور علم گھٹیا لوگوں میں آ جائے گا۔‘‘

**فوائد:** ...... یہ تینوں نحوستیں امتِ مسلمہ میں پائی جا رہی ہیں۔

(٩٥٤٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ اَنْ قَدْ حَفَزَهُ شَيْءٌ، فَتَوَضَّاَ ثُمَّ خَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ اَحَدًا، فَدَنَوْتُ مِنَ الْحُجُرَاتِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں آپ ﷺ کے چہرے سے پہنچان گئی کہ کسی چیز نے آپ ﷺ کو کچھ کرنے پر آمادہ کیا ہے، بہرحال آپ ﷺ نے وضو کیا اور کسی سے کلام کیے بغیر

(٩٥٤٦) تخريج: اسناده قوی، أخرجه ابن ماجه: ٤٠١٥ (انظر: ١٢٩٤٣)
(٩٥٤٧) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٤٠٠٤ (انظر: ٢٥٢٥٥)

فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، مِنْ قَبْلِ اَنْ تَدْعُوْنِيْ فَلَا أُجِيْبُكُمْ، وَتَسْاَلُوْنِيْ فَلَا أُعْطِيْكُمْ، وَتَسْتَنْصِرُوْنِيْ فَلَا اَنْصُرُكُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٦٩)

باہر چلے گئے، میں حجروں کے قریب ہوئی تو آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے منع کیا کرو، قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو گے، لیکن میں تم کو جواب نہیں دوں گا، تم مجھ سے سوال کرو گے، لیکن میں تم کو عطا نہیں کروں گا اور تم مجھ سے مدد طلب کرو گے، لیکن میں تمہاری مدد نہیں کروں گا۔''

**فوائد:** ......اس دنیا میں خیر و بھلائی کو عام کرنے کے لیے اور شر و معصیت کو ختم کرنے کے لیے انبیاء و رسل کا مبارک سلسلہ شروع کیا گیا، جو بالآخر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو گیا، آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ تو بند ہو گیا، لیکن انبیائے کرام کی ذمہ داری علمائے اسلام کو سونپ دی گئی، جبکہ اس دنیا میں سعادت مند وہی ہیں، جن کو امورِ خیر کو عام کرنے اور شر کا وجود ختم کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔

# كِتَابٌ جَامِعٌ لِلْاَدَبِ وَالْـمَوَاعِظِ وَالْحِكَمِ وَجَوَامِعِ الْكَلِمِ فِي التَّرْغِيبَاتِ مُبْتَدِئًا بِالتَّرْغِيبَاتِ الْمُفْرَدَاتِ فِي الْبَابِ الْاَوَّلِ وَبِالثَّنَائِيَاتِ فِي الثَّانِيْ وَبِالثُّلَاثِيَاتِ فِي الثَّالِثِ وَهٰكَذَا

ترغیبات میں آداب، مواعظ، حکمتوں اور جوامع الکلم کی جامع کتاب، بابِ اول میں مفردات سے، بابِ دوم میں ثنائیات سے اور بابِ سوم میں ثلاثیات سے ابتداء کی جائے گی، علی ہذا القیاس

**تنبیہ:** ......آنے والے ابواب میں احادیثِ مبارکہ میں مذکورہ مسائل کی تعداد کا خیال رکھا گیا، نہ فقہی موضوع کا، حقیقت میں ان احادیث کا تعلق مختلف موضوعات سے ہے، اکثر احادیث آسان ہیں اور متن پڑھنے سے ہی سمجھ آ جاتی ہیں، اگر کوئی حدیث فقہی موضوع پر مشتمل ہے یا اس کو سمجھنے کے لیے تفصیل درکار ہو تو اس سے متعلقہ ابواب ملاحظہ ہوں، اطرافِ احادیث سے مدد لے کر ان احادیث کو دوسرے مقامات پر تلاش کیا جا سکتا ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُفْرَدَاتِ

### مفردات کا بیان

(۹۵٤۸)۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ النَّضْرِ، ثَنَا الْمُبَارَكُ، ثَـنَـا الْـحَسَـنُ، اَنَّ شَيْخًا مِنْ بَنِيْ سَلِيْطٍ، اَخْبَـرَهُ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُكَلِّمُهُ فِيْ سَبْيٍ اُصِيْبَ لَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَاِذَا هُوَ

حسن بصری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بنو سلیط کا ایک بزرگ صحابی کہتا ہے: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے ایک قیدی کی بات کرنے کے لیے گیا، جو دورِ جاہلیت میں پکڑا گیا تھا، پس آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ حلقے کی

(۹۵٤۸) تخريج: حديث صحيح، أخرجه بنحوه ابويعلى: ۶۲۲۸ (انظر: ۲۳۲۱۳)

قَاعِدٌ وَعَلَيْهِ حَلْقَةٌ قَدْ أَطَافَتْ بِهِ، وَهُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ، عَلَيْهِ إِزَارُ قُطْنٍ لَهُ غَلِيظٌ، فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَهُوَ يُشِيْرُ بِإِصْبَعَيْهِ: ((اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، التَّقْوٰى هَاهُنَا، التَّقْوٰى هٰهُنَا۔)) يَقُوْلُ: أَيْ فِي الْقَلْبِ۔ (مسند احمد: ۲۳۶۰۰)

صورت میں آپ ﷺ کو گھیر کر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے اور آپ ﷺ نے کاٹن کی موٹی چادر پہنی ہوئی تھی، پہلی بات جو میں نے آپ ﷺ سے سنی، وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اس کو بے یارو مددگار چھوڑتا ہے، تقوی یہاں ہے، تقوی یہاں ہے۔'' یعنی دل میں۔

**فوائد:** ......تقوی کا اصل منبع ومحور دل اور سینہ ہے، جہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت، خشیت اور مراقبت کی وجہ سے تقوی پیدا ہوتا ہے، پھر ایسے آدمی کے وجود پر اس چیز کے واضح آثار نظر آنے لگتے ہیں۔

(۹۵۴۹)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا، فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فَالْقَ أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۵۲)

سیدنا ابو ذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی نیکی کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا، پس اگر تیرے پاس کچھ نہ ہو تو مسکراتے چہرے کے ساتھ مل لیا کر۔''

**فوائد:** ......اگر فرض کریں کہ کسی انسان میں کوئی نیکی کرنے کی ہمت باقی نہ رہے تو یہ تو اس کے بس کی بات ہوگی کہ دوسرے لوگوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کر لے، لیکن آپ ﷺ نے جس نیکی کو سب سے آسان قرار دیا تھا، آج ہم نے اس کو سرانجام دینے کے لیے شخصیتوں کو خاص کر لیا ہے اور ہر مسلمان کو اپنی مسکراہٹوں کا حقدار نہیں سمجھا ہے۔
نیکی کا ہر کام مسلمان کا گم شدہ متاع ہے، وہ جہاں سے بھی ملے، وہی اس کا زیادہ مستحق ہوگا، آخرت کا تقاضا یہی ہے کہ چھوٹی اور بڑی نیکی میں فرق نہ کیا جائے۔

(۹۵۵۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ۔)) (مسند احمد: ۸۱۲۸)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ایسا خیال آیا ہے۔''

**فوائد:** ......یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکوکار بندوں کے لیے میزبانی کا سامان ہوگا۔

(۹۵۴۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۲۶ (انظر: ۲۱۵۱۹)
(۹۵۵۰) تخریج: أخرجه البخاري: ۳۲۴۴، ۴۷۷۹، ومسلم: ۲۸۲۴ (انظر: ۸۱۴۳)

(۹۵۵۱)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِیْهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا النَّاسُ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا یُوْجَدُ فِیْهَا رَاحِلَةٌ۔)) (مسند احمد: ٤٥١٦)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی ان سو اونٹوں کی طرح ہیں، جن میں (بوجھ اٹھانے اور سواری کرنے کے) لائق کوئی اونٹ نہ ہو۔''

**فوائد:** ...... جیسے اونٹوں کی بڑی تعداد میں ایسا عمدہ اور طاقتور اونٹ نہ پایا جاتا ہے، جو بوجھ اٹھانے اور سواری کرنے کے لائق ہو، اسی طرح لوگوں کی کثیر تعداد میں عمدہ اور منتخب قسم کے افراد کم ہوتے ہیں۔

(۹۵۵۲)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((حُرِّمَ عَلَى النَّارِ كُلُّ هَیِّنٍ لَیِّنٍ سَهْلٍ قَرِیْبٍ مِنَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٣٩٣٨)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ پر ہر اس شخص کو حرام قرار دیا گیا ہے، جو نرمی کرنے والا، آسانی کرنے والا اور لوگوں کے ہاں ہر دلعزیز ہو۔''

(۹۵۵۳)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔)) (مسند احمد: ١٩٨٦٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

(۹۵۵٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ ﷺ: ((اَلنَّاسُ مَعَادِنُ، خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ، اِذَا فَقُهُوْا فِی الدِّیْنِ۔)) (مسند احمد: ٩٠٦٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ کانیں ہیں، ان میں سے زمانۂ جاہلیت کے بہتر لوگ، اسلام میں بھی بہتر ہیں، بشرطیکہ انھیں دین کی سمجھ حاصل ہو جائے۔''

**فوائد:** ...... جس طرح کانیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں، کوئی عمدہ اشیاء پر مشتمل ہوتی ہے تو کوئی ردّی چیزوں پر، اسی طرح لوگ بھی اخلاق و اعمال کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں، یعنی کوئی اچھا ہوتا ہے تو کوئی برا۔ علاوہ ازیں شرف و فضل اور اخلاق و کردار کے اعتبار سے جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں ممتاز ہوں، اگر وہ دین میں فہم و فراست حاصل کر لیں تو مسلم معاشرے میں بھی ان کا سابقہ مقام و مرتبہ بحال رہے گا۔

اس حدیثِ مبارکہ میں بڑا اہم نقطہ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کا شرف اس وقت مکمل ہوتا ہے، جب اسلام میں سمجھ بوجھ حاصل ہو جائے۔

---

(۹۵۵۱) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤٩٨، ومسلم: ٢٥٤٧ (انظر: ٤٥١٦)

(۹۵۵۲) تخریج: حسن بشواهده، أخرجه الترمذی: ٢٤٨٨ (انظر: ٣٩٣٨)

(۹۵۵۳) تخریج: أخرجه البخاری: ٦١٦٨، ومسلم: ٢٦٤٠ (انظر: ١٩٦٢٩)

(۹۵۵٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٤٩٦، ومسلم: ٢٥٢٦ (انظر: ٩٠٧٩)

اس وقت مسلمانوں میں عظمت، بڑائی اور خود پسندی کے عجیب عجیب معیار قائم ہو چکے ہیں، کہیں مال و دولت کو باعثِ عزت سمجھ لیا گیا، کہیں ذات پات کو ترجیح دی گئی، کہیں دنیوی تعلیم کو کسوٹی بنا لیا گیا، کہیں سیاسی فتح اور سیاسی پارٹی کو حق و باطل کا معیار بنا لیا گیا، کہیں مسکراہٹوں کے تبادلے کو بڑی انسانیت کی علامت سمجھ لیا گیا۔

اگر اس اسلامی معاشرے میں وقعت و اہمیت اور عزت و عظمت نہیں ہے تو وہ فقاہت فی الاسلام، دینی تعلیم اور تقوی کی نہیں ہے، اگر کوئی انسان ان اوصاف سے متصف ہے تو ہمارے معاشرے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ شخص کسی مسجد یا مدرسہ کو سنبھال لے اور حکومتی اور معاشرتی مسائل میں دخل نہ دے۔ یہ دراصل ہمارا معیار ہے، رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کی کسوٹی کا تقاضا یہ نہیں ہے، وہ جہانگیر بھی تھے، جہانباں بھی، وہ جہاندار بھی تھے اور جہاندیدہ بھی۔

(۹۵۵۵)۔ وعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُوْلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۰۷۰۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو کسی آدمی کو اس طرح کہتے سنے کہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں، تو وہ خود سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہوگا۔“

**فوائد:** ......امام نووی نے کہا: یہ کہنا کہ لوگ تباہ ہو گئے ہیں، اس شخص کے لیے منع ہے، جو اپنے آپ کو اچھا سمجھے، لوگوں کو حقیر گردانے اور ان پر اپنے آپ کو برتر خیال کرے۔ لیکن جو شخص یہ دیکھتا ہے کہ لوگوں میں دینداری کم ہو گئی ہے اور اس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے دینی غیرت وحمیت کی وجہ سے یہ الفاظ اس کی زبان پر آ جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ امام مالک بن انس، امام حمیدی اور امام خطابی جیسے علماء نے اس حدیث کی یہی تفصیل بیان کی ہے۔ (ریاض الصالحین)

ہمارے معاشرے میں اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتے ہیں اور دوسروں کو نہ صرف حقیر گردانتے ہیں، بلکہ ان کے عیوب تلاش کرنے اور ان کی نیکیوں کو کوئی دوسرا رخ دینے میں لگے رہتے ہیں۔

ایک دن میں ایک بے دین سے آدمی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اچھے خاصے دین دار شخص کا تذکرہ ہونے لگا، میں نے اس کی شرعی صفات کی وجہ سے اس کی تعریف کرنا چاہی، لیکن جناب نے صرف اس بنا پر اس کو انتہائی برا کہا کہ اس نے اسے وعدے کے مطابق قرضہ واپس نہیں کیا تھا، جبکہ وہ بزعم خود اپنے آپ کو دین دار ٹھہرا رہا تھا، حالانکہ پرلے درجے کا بدعمل شخص تھا، آج کل اکثریت کا یہی رویہ ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الثَّنَائِيَّاتِ

## ثنائیات کا بیان

تنبیہ: ثنائیات سے مراد وہ احادیث ہیں، جن میں دو دو امورِ اسلام کا ذکر کیا گیا ہے۔

ان ابواب میں مذکورہ احادیث کا تعلق مختلف موضوعات سے ہے، اکثر احادیث آسان ہیں اور متن پڑھنے سے ہی سمجھ آ جاتی ہیں۔

---

(۹۵۵۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۲۳ (انظر: ۱۰۶۹۷)

(٩٥٥٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَجُلًا شَكٰی اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ فَقَالَ لَهُ: ((اِنْ اَرَدْتَ تَلْیِیْنَ قَلْبِكَ، فَاَطْعِمِ الْمِسْكِیْنَ، وَامْسَحْ رَاْسَ الْیَتِیْمِ۔)) (مسند احمد: ٧٥٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دل کی سختی کا شکوہ کیا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اگر تو اپنے دل کو نرم کرنا چاہتا ہے تو مسکین کو کھانا کھلایا کر اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر۔''

**فوائد:** ......اس حدیث کا ہم سے یہ مطالبہ ہے کہ ہم دوسروں کے حق میں نرم دل، رحمدل اور خیر خواہ بن جائیں، لیکن ممکن ہے کہ ایک آدمی طبعی طور پر ہی سخت دل ہو۔ اس حدیثِ مبارکہ میں سنگ دلی کو دور کرنے کا ایک نسخہ بیان کیا گیا ہے کہ دنیوی وسائل سے محروم لوگوں کے لیے خورد ونوش کا اہتمام کیا جائے اور دنیوی سہاروں سے محروم افراد کی دلجوئی کی جائے۔

(٩٥٥٧)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَكْثَرَ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ اَلْاَجْوَفَانِ۔))، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْاَجْوَفَانِ؟ قَالَ: ((الْفَرْجِ وَ الْفَمُ۔)) قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ اَكْثَرَ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَی اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔)) (مسند احمد: ٩٦٩٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں داخل کرنے والی چیز اَجْوَفَانِ ہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اَجْوَفَانِ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شرمگاہ اور منہ۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی چیز کون سی ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور حسن اخلاق۔''

(٩٥٥٨)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسُئِلَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ؟ فَقَالَ: ((مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ فِیْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ یَتَّقِی اللّٰهَ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ۔)) (مسند احمد: ١١١٤٢)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مؤمن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہو۔'' اس نے کہا: پھر کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ آدمی ہے، جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ ہو کر اپنے ربّ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شرّ سے محفوظ رکھے۔''

---

(٩٥٥٦) تخریج: صحیح، قاله الالبانی (انظر: ٧٥٧٦)

(٩٥٥٧) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٤٦، والترمذی: ٢٤٠٩ (انظر: ٩٦٩٦)

(٩٥٥٨) تخریج: أخرجه مسلم: ١٨٨٨ (انظر: ١١١٢٥)

(۹۵۵۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الصِّحَةَ وَالْفَرَاغَ نِـعْمَتَانِ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ مَغْبُوْنٌ فِيهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۲۳٤۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک صحت اور فراغت اللہ تعالیٰ کی ایسی دو نعمتیں ہیں کہ بہت سے لوگ ان کی وجہ سے گھاٹے میں مبتلا ہیں۔''

**فوائد:** ...... بہت سے لوگ صحت اور فراغت سے فائدہ حاصل نہیں کرتے، بلکہ جب وہ ان دونعمتوں کو ان کے غیر محل میں صرف کرتے ہیں، تو یہی دو بڑی نعمتیں ان کے حق میں وبال جان بن جاتی ہیں، جبکہ اگر وہ ان کا صحیح استعمال کرتے تو یہ ان کے لیے دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی کا سبب بنتیں، گویا کہ انھوں نے خیر کے عوض وبال حاصل کیا ہے۔

(۹۵٦۰)۔ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِيْ، فَـقَـالَ: ((اعْبُـدِ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، وَكُنْ فِيْ الـدُّنْيَـا كَـاَنَّكَ غَـرِيْـبٌ اَوْ عَـابِرُ سَبِيْلٍ۔)) (مسند احمد: ٦١٥٦)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کا ایک حصہ پکڑا اور فرمایا: ''اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور دنیا میں اس طرح ہو جاؤ کہ گویا کہ تم اجنبی یا مسافر ہو۔''

**فوائد:** ...... جیسے آدمی سفر کے دوران یا اجنبی لوگوں کے درمیان نہ دل لگاتا ہے اور نہ اپنے وجود کا خاص خیال رکھتا ہے، اسی طرح کا معاملہ دنیا کا ہے، یہ دل لگانے کی جگہ نہیں ہے اور یہاں کسی کی پروا نہیں ہونی چاہیے، سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے۔

''اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو'' حدیثِ جبریل میں عابد کی اس کیفیت کو ''احسان'' کہا گیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: عبادت کے اس انداز یا احسان کا معنی ومفہوم یہ ہوتا ہے کہ عبادت کو پرخلوص بنایا جائے، اس میں خشوع وخضوع کا خوب اہتمام کیا جائے، عبادت کے دوران اسی کی طرف مکمل توجہ کی جائے اور دل میں معبودِ برحق کا خوف رکھا جائے۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دو کیفیتوں کو بیان کیا گیا ہے، سب سے اعلی کیفیت اور حالت یہ ہے کہ عبادت کرنے والے پر یہ تصور غالب آجائے کہ وہ دل سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا تھا اور یہ تصور اتنا مضبوط ہو کہ بالآخر اسے یوں محسوس ہو کہ وہ اپنی آنکھوں سے حق تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے ''کَاَ نک تراہُ'' کا یہی معنی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کم از کم وہ یہ حقیقت تو ذہن نشین کر لے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل سے آگاہ ہے، ''فانہ یراک'' کا یہ مفہوم ہے۔ ان دونوں حالتوں کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ سے معرفت ہوگی اور دل میں اس کی خشیت پیدا ہوگی۔

---

(۹۵۵۹) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤١٢ (انظر: ٢٣٤٠)

(۹۵٦۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٦١٥٦)

امام نووی نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ جب تم اور اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہو گے تو تم تمام آداب کا لحاظ کرو گے، بہر حال تم نہیں دیکھ رہے ہوتے، جبکہ وہ ہر وقت تم کو دیکھ رہا ہوتا ہے، اس لیے تم کو چاہیے کہ عبادت میں حسن پیدا کرو۔ اس حدیث کا تقدیری معنی یہ ہوگا: اگر تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہے تو پھر بھی اچھے انداز میں عبادت کو جاری رکھو، کیونکہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے، حدیثِ جبریل کا یہ حصہ ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو، گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' اصولِ دین میں سے ایک عظیم اصل اور قواعد المسلمین میں سے ایک اہم قاعدہ ہے۔ یہ صدیقوں کا سہارا ہے، سالکین کا مقصد ہے، عارفین کا خزانہ ہے اور صالحین کی عادت ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جو جوامع الکلم عطا کیے گئے، یہ جملہ ان میں سے ایک ہے۔ غور فرمایئے کہ اہل تحقیق نے صالح لوگوں کی مجالس میں بیٹھنے کو مستحب قرار دیا ہے، تاکہ ان کے احترام میں اور ان سے شرم محسوس کرتے ہوئے معائب و نقائص سے بچا جا سکے، تو پھر اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ظاہری و مخفی حالات سے آگاہ رہتا ہے۔ (فتح الباری: ١/ ١٦٠)

(٩٥٦١)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَقَفَ عَلٰی نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَیْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ؟)) فَسَكَتَ الْقَوْمُ، فَأَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خَیْرُكُمْ مَنْ یُرْجٰی خَیْرُهُ، وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا یُرْجٰی خَیْرُهُ، وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّهُ۔)) (مسند احمد: ٨٧٩٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور کہا: ''کیا میں تمہیں یہ نہ بتلاؤں کہ تمہارے بدترین لوگوں میں سے بہترین لوگ کون سے ہیں؟'' لوگ خاموش رہے، آپ ﷺ نے تین دفعہ یہی جملہ دوہرایا، بالآخر ایک بندے نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ ہے، جس کی خیر کی امید رکھی جاتی ہو اور تم میں بدترین وہ ہے، جس کی خیر کی امید نہ رکھی جاتی ہو اور جس کے شرّ سے امن بھی نہ ہو۔''

**فوائد:** ...... مسلمان کے وجود میں خیر بھی ہو اور وہ ایسا خیر رساں بھی ہو کہ کسی کو اس سے کوئی خطرہ نہ ہو، ہر کوئی اس اپنی جان و مال اور عزت و عظمت کا محافظ سمجھے۔

(٩٥٦٢)۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا حَلِیْمَ إِلَّا ذُوْ عَثْرَةٍ، وَلَا حَكِیْمَ إِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ۔)) (مسند احمد: ١١٦٨٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بردبار کوئی نہیں ہوتا، مگر لغزشوں والا اور دانا کوئی نہیں ہوتا، مگر تجربے والا۔''

---

(٩٥٦١) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه الترمذی: ٢٢٦٣ (انظر: ٨٨١٢)

(٩٥٦٢) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف دراج فی روایته عن ابی الهیثم، أخرجه الترمذی: ٢٠٣٣ (انظر: ١١٦٦١)

**فوائد:** ...... بہرحال لغزشوں اور تجربوں کے بعد ہی بردباری اور دانائی نصیب ہوتی ہے، اسی لیے اچھے معاشرے میں بزرگوں کے پند ونصائح کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(۹۵۶۳)۔ عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَسَبُ: اَلْمَالُ، وَالْكَرَمُ: التَّقْوٰى۔)) (مسند احمد: ۲۰۳۶۲)

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسب مال ہے اور کرم تقوی ہے۔''

**فوائد:** ......لوگوں کے ہاں جس چیز کی وجہ سے آدمی کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے، وہ مال ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں جس چیز کی وجہ سے عظمت ملتی ہے، وہ تقوی ہے۔

(۹۵۶۴)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ لَا بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يُخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْ لَا حَوَاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا۔)) (مسند احمد: ۸۰۱۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کو خزانہ نہ کیا جاتا اور اگر سیدہ حواء علیہا السلام نہ ہوتیں تو کوئی بیوی اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی۔''

**فوائد:** ......بنو اسرائیل پر من وسلوی نازل ہوتا تھا، امام قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: بنو اسرائیل نے سلوی کا گوشت ذخیرہ کیا، جبکہ ان کو ایسا کرنے سے روکا گیا تھا، سو ان کو اس چیز کا بدلہ دیا گیا۔

جب ابلیس نے آدم علیہ السلام کے لیے بات کو مزین کیا تو سیدہ حواء علیہا السلام نے اس کو قبول کیا اور وہ اچھی شکل میں پیش کی گئی اس بدی کی طرف مائل ہوگئیں، یہاں تک کہ آدم علیہ السلام اور سیدہ حواء علیہا السلام دونوں نے جنت کے ممنوعہ درخت کا پھل کھالیا، جس کی وجہ سے ان کو جنت سے زمین کی طرف نکال دیا گیا۔

## بَابُ الثُّنَائِيَاتِ الْمَبْدُوْءَ ةِ بِعَدَدٍ
## عدد سے شروع ہونے والی ثنائیات کا بیان

(۹۵۶۵)۔ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَيْرَتَانِ اِحْدَاهُمَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالْاُخْرٰى يُبْغِضُهَا اللّٰهُ، وَمَخِيْلَتَانِ اِحْدَاهُمَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالْاُخْرٰى يُبْغِضُهَا اللّٰهُ،

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو غیرتیں ہیں، اللہ تعالیٰ ایک کو پسند کرتا ہے اور دوسری کو ناپسند، اسی طرح دو بڑائیاں ہیں، اللہ تعالیٰ ایک بڑائی کو پسند کرتا ہے اور دوسری کو ناپسند، شک اور تہمت کی بنا پر کی جانے والی غیرت کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، اس کے

---

(۹۵۶۳) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ۴۲۱۹، والترمذی: ۳۲۷۱ (انظر: ۲۰۱۰۲)

(۹۵۶۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۷۰ (انظر: ۸۰۳۲)

(۹۵۶۵) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۱۷۳۹۸)

الْغَيْرَةُ فِي الرِّيْبَةِ يُحِبُّهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، وَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِهِ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ، وَالْمَخِيْلَةُ إِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ يُحِبُّهَا اللّٰهُ، وَالْمَخِيْلَةُ فِي الْكِبْرِ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۳۳)

علاوہ غیرت کی دوسری صورتیں اس کو ناپسند ہیں، صدقہ کرتے وقت کی بڑائی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور تکبر والی بڑائی اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہے۔''

**فوائد:** ...... دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۷۳)

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الثُّلَاثِيَّاتِ

## ثلاثیات کا بیان

تنبیہ: ثلاثیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں تین تین امورِ اسلام کا ذکر ہے۔

(۹۵٦٦)۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ، ثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: ثَنَا قَابُوْسُ بْنُ أَبِيْ ظَبْيَانَ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ زُهَيْرٌ: لَاشَكَّ فِيْهِ قَالَ: ((إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ، وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ، وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔)) (مسند احمد: ۲٦۹۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک نیک سیرت اور مناسب وقار و تمکنت اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔''

**فوائد:** ...... نہ نبوت کے اجزاء بنائے جا سکتے ہیں اور نہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ان صفات سے متصف آدمی پچیسویں درجے کا نبی ہوتا ہے یا اس کے اندر کا پچیسواں حصہ پایا جاتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کی درج ذیل توجیہات کی جا سکتی ہیں:

۱۔ یہ صفات انبیائے کرام کے فضائل کا پچیسواں حصہ ہیں۔

۲۔ انبیائے کرام جو شریعت لائے اور جس کی طرف لوگوں کو دعوت دی، یہ صفات اس کا پچیسواں حصہ ہیں۔

۳۔ ان صفات سے متصف آدمی اس چیز کا حقدار ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے اور اللہ تعالیٰ اس کو اس مقدار کے مطابق تقوی کا لباس پہنا دے۔

بہرحال یہ صفات اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہیں کہ اس نے انبیائے کرام کو ان سے متصف کیے رکھا، اس لیے ہمیں بھی خصالِ حمیدہ سے متصف ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔

---

(۹۵٦٦) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الطبرانی: ۱۲٦۰۸، والبیهقی فی "الشعب": ٦٥٥٥ (انظر: ۲٦۹۸)

(۹۵۶۷)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا یَجْتَمِعَانِ فِی النَّارِ اِجْتِمَاعًا یَضُرُّ اَحَدَهُمَا، مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ الْمُسْلِمُ اَوْ قَارَبَ، وَلَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ جَوْفِ عَبْدٍ، غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ، وَلَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ، الْاِیْمَانُ وَالشُّحُّ۔)) (مسند احمد: ۸۴۶۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمی آگ میں اس طرح جمع نہیں ہو سکتے کہ ان میں سے کسی ایک کو نقصان ہو، وہ مسلمان جو کافر کو قتل کرے اور پھر راہِ صواب پر چلتا رہے اور میانہ روی اختیار کرے، دو چیزیں بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتیں، اللہ تعالیٰ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں، کسی آدمی کے دل میں دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں، ایمان اور لالچ۔''

(۹۵۶۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَجِیْبُوْا الدَّاعِیَ، وَلَا تَرُدُّوْا الْهَدِیَّةَ، وَلَا تَضْرِبُوْا الْمُسْلِمِیْنَ۔)) (مسند احمد: ۳۸۳۸)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دعوت دینے والی کی دعوت قبول کیا کرو، تحفہ واپس نہ کیا کرو اور مسلمانوں کو نہ مارا کرو۔''

(۹۵۶۹)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ لَا یُشْرِكُ بِهِ شَیْئًا وَاَدّٰی زَكَاةَ مَالِهِ طَیِّبًا بِهَا نَفْسُهُ مُحْتَسِبًا، وَسَمِعَ وَاَطَاعَ فَلَهُ الْجَنَّةُ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ۸۷۲۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس نے کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا، ثواب کی نیت سے اور دل کی خوشی کے ساتھ زکوۃ ادا کی ہوگی اور حکمران کی بات سن کر اس کی اطاعت کی ہوگی، پس اس کے لیے جنت ہوگی یا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

(۹۵۷۰)۔ وعَنْهُ اَیْضًا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ رَجُلًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۸۹۹۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی، لوگوں کو معاف کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں ہی اضافہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بلند کر دیتا ہے۔''

---

(۹۵۶۷) تخریج: صحیح، أخرجه النسائی: ٦/ ١٢ (انظر: ٨٤٧٩)

(۹۵۶۸) تخریج: اسناده جیّد، أخرجه البزار: ١٢٤٣، وابن ابی شیبة: ٦/ ٥٥٥، وابویعلی: ٥٤١٢ (انظر: ٣٨٣٨)

(۹۵۶۹) تخریج: اسناده ضعیف، المتوكل او أبو المتوكل مجهول، وبقية عنعن، وهو يدلس تدليس التسوية (انظر: ٨٧٣٧)

(۹۵۷۰) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٥٨٨ (انظر: ٩٠٠٨)

(۹۵۷۱)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، رَفَعَهُ اِلَی النَّبِیِّ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم قَالَ: ((اَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰی مُؤْمِنًا شَرْبَةً عَلٰی ظَمَإٍ، سَقَاهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ، وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ اَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰی جُوْعٍ، اَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا ثَوْبًا عَلٰی عُرْیٍ، كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرٍ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۱۷)

سیدنا ابو سعید خدری ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''جو مؤمن کسی پیاسے مؤمن کو مشروب پلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو (جنت کی) مہر زدہ صاف و خالص شراب پلائے گا، جو مؤمن کسی بھوکے مؤمن کو کھانا کھلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مؤمن کسی ننگے مؤمن کو کپڑے پہنائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو سبز رنگ کا لباس پہنائے گا۔''

(۹۵۷۲)۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم : ((مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْجَارُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِیْءُ، وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ۔)) (مسند احمد: ۱۵٤٤٦)

سیدنا نافع بن عبد الحارث ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''نیک ہمسایہ، پرسکون اور نرم سواری اور کھلا گھر آدمی کی سعادت میں سے ہیں۔''

(۹۵۷۳)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ، عَنْ اَبِیْهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم اَنَّهُ قَالَ: ((اَفْضَلُ الْفَضَائِلِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ، وَتُعْطِیَ مَنْ مَنَعَكَ، وَتَصْفَحَ عَمَّنْ شَتَمَكَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۰۳)

سیدنا معاذ بن انس ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''فضیلت والے اعمال میں سب سے افضل عمل یہ ہے کہ تو اس سے تعلق جوڑے، جو تجھ سے توڑتا ہے، تو اس کو دے جو تجھے محروم کرے اور تو اس سے درگزر کرے، جو تجھے برا بھلا کہے۔''

(۹۵۷٤)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ كَانَ صَائِمًا وَعَادَ

سیدنا معاذ بن انس ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''جو روزے دار ہو اور پھر مریض کی

---

(۹۵۷۱) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عطیة بن سعد العوفی، أخرجه ابوداود: ۱٦۸۲، والترمذی: ۲٤٤۹ (انظر: ۱۱۱۰۱)

(۹۵۷۲) تخریج: حدیث صحیح لغیره أخرجه الحاكم: ٤/ ۱٦٦، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ۲۷۷۳ (انظر: ۱۵۳۷۲)

(۹۵۷۳) تخریج: اسناده ضعیف لضعف زبان بن فائد، وسهل بن معاذ فی روایة زبان عنه أخرجه الطبرانی فی "الكبیر": ۲۰/ ٤۱۳ (انظر: ۱۵٦۱۸)

(۹۵۷٤) تخریج: اسناده ضعیف لضعف زبان بن فائد، وابن لهیعة، وسهل بن معاذ فی روایة زبان عنه (انظر: ۱۵٦٤۲)

مَرِيْضًا وَشَهِدَ جَنَازَةً غُفِرَلَهُ مِنْ بَأْسٍ اِلَّا اَنْ يُحْدِثَ مِنْ بَعْدُ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٢٧)

عیادت بھی کرے اور کسی جنازے میں شرکت بھی کرے تو اس کے حرج والے امور (یعنی گناہ) بخش دیے جاتے ہیں، الا یہ کہ وہ بعد میں از سرِ نو کوئی گناہ کرے۔"

(٩٥٧٥)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَعَانَ مُجَاهِدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَوْ غَارِمًا فِيْ عُسْرَتِهِ اَوْ مُكَاتَبًا فِيْ رَقَبَةٍ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٨٢)

سیدنا سہل بن حنیف ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے، تنگی میں مبتلا قرض کے ضامن اور مکاتَب کی گردن چھڑانے کے حوالہ سے مدد کی، اللہ تعالیٰ اس کو اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا، جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔"

(٩٥٧٦)۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ، وَفُكُّوْا الْعَانِيَ، وَعُوْدُوْا الْمَرِيْضَ۔)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: الْمَرْضٰى۔ (مسند احمد: ١٩٧٤٦)

سیدنا ابو موسی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بھوکے کو کھانا کھلاؤ، غلام کو آزاد کراؤ اور مریض کی عیادت کرو۔"

(٩٥٧٧)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيْرَنَا، وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا، وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ (يَعْنِيْ ابْنَ الْاِمَامِ اَحْمَدَ): وَسَمِعْتُهُ اَنَا مِنْ هٰرُوْنَ۔ (مسند احمد: ٢٣١٣٥)

سیدنا عبادہ بن صامت ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ میری امت میں سے نہیں ہے، جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا، چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور صاحبِ علم کو نہیں پہچانتا۔"

(٩٥٧٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اعْبُدُوْا الرَّحْمٰنَ،

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "رحمٰن کی عبادت کرو، سلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ،

(٩٥٧٥) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن سهل فى عداد المجهولين، أخرجه الحاكم: ٢/ ٢١٧، والبيهقى: ١٠/ ٣٢٠، والطبرانى فى "الكبير": ٥٥٩١ (انظر: ١٥٩٨٦)

(٩٥٧٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٣٧٣ (انظر: ١٩٥١٧)

(٩٥٧٧) تخريج: صحيح لغيره دون قوله "ويعرف لعالمنا"، وهذا اسناد منقطع، ابو قبيل لم يسمع من عبادة، أخرجه الحاكم: ١/ ١٢٢، والبزار: ٢٧١٨ (انظر: ٢٢٧٥٥)

(٩٥٧٨) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٦٩٤ (انظر: ٦٥٨٧)

وَاَفْشُوْا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ تَدْخُلُوْنَ الْـجِنَـانَ۔)) قَـالَ عَبْدُ الصَّمَدِ: ((تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ٦٥٨٧)

جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(٩٥٧٩)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((كَرَمُ الرَّجُلِ دِينُهُ، وَمُرُوْءَ تُهُ عَقْلُهُ، وَحَسَبُهُ خُلُقُهُ۔)) (مسند احمد: ٨٧٥٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی سخاوت اس کا دین ہے، اس کے نفسیاتی آداب اس کی عقل ہے اور اس کا حسب اس کے اخلاق ہیں۔''

**فوائد:** ......مسلمان کا شرف اس کے آباء و اجداد نہیں ہوتا، بلکہ اس کا حسن اخلاق ہوتا ہے، اسی کو اپنا کر وہ بلند مقام حاصل کر سکتا ہے اور اسی کو ترک کر کے وہ تمام دوسری صلاحیتیں ہونے کے باوجود لوگوں کی نگاہوں میں گر سکتا ہے۔

(٩٥٨٠)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَيْرٌ وَاَفْضَلُ وَاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِی كُلٍّ خَيْرٌ، احْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَلَا تَعْجِزْ، فَاِنْ غَلَبَكَ اَمْرٌ فَقُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَاشَاءَ صَنَعَ، وَاِيَّاكَ وَاللَّوَفَاِنَّ اللَّوَ يَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند احمد: ٨٧٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضعیف مؤمن کی بہ نسبت قوی مؤمن زیادہ بہتر، زیادہ فضیلت والا اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے، بہرحال ہر ایک میں خیر و بھلائی پائی جاتی ہے، نفع بخش چیزوں کی حرص رکھ اور عاجز نہ آ جا، اگر کوئی معاملہ تجھ پر غالب آ جائے تو یہ کہا کر کہ اللہ تعالیٰ کا یہی اندازہ تھا اور جو وہ چاہتا ہے، کر دیتا ہے، اور ''لَوْ'' سے بچ، کیونکہ ''لَوْ'' شیطان کا کام کھولتا ہے۔''

**فوائد:** ......قوی مؤمن اسلام کے تمام ارکان و احکام کو کما حقہ پورا کر سکتا ہے، جیسے جہاد، حج، کمائی وغیرہ، جبکہ کمزور مومن کو رخصتوں پر عمل کرنا پڑتا ہے، بہرحال دونوں میں خیر ہے، کیونکہ دونوں اپنی صلاحیتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ صحت و قوت مسلمان کے لیے تب مفید ہے، جب وہ اس سے استفادہ کر رہا ہو۔

دین و دنیا کے لیے جو چیز مفید ہو اور اس کا حصول بندے کے لیے ممکن ہو تو اس کے لیے ہر ممکنہ کوشش کرنی چاہیے اور معاملے کو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر چھوڑ کر گھر بیٹھ نہیں جانا چاہیے۔ یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ وہ کچھ ہو گا جو اللہ کو منظور ہو گا، لیکن اسی پاک ذات نے مفید چیزوں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کا حکم دیا ہے۔

''لَوْ'' (اگر) کا استعمال اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر عدم رضامندی کی نشاندہی کرتا ہے، اگر اسباب استعمال کرنے کے بعد نقصان ہو جائے تو اس پر صبر کرنا چاہیے اور اس سے متعلقہ صبر کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔

---

(٩٥٧٩) تخريج: اسناده ضعيف، مسلم بن خالد سيىء الحفظ كثير الاوهام، أخرجه البزار: ٣٦٠٧، والطبرانی فی "الاوسط": ٦٦٨٢، وابن حبان: ٤٨٣ (انظر: ٨٧٧٤)

(٩٥٨٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٦٤ (انظر: ٨٧٩١)

(٩٥٨١)ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم : ((لَا يَسْتَقِيْمُ اِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ قَلْبُهُ، وَلَا يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهُ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ لِسَانُهُ، وَلَا يَدْخُلُ رَجُلٌ الْجَنَّةَ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔)) (مسند احمد: ١٣٠٧٩)

سیدنا انس بن مالک ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''کسی آدمی کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا، جب تک اُس کا دل درست نہیں ہوتا اور کسی کا دل اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتا، جب تک اس کی زبان راہِ راست پر نہیں آ جاتی اور ایسا شخص تو جنت میں داخل نہیں ہوگا کہ جس کے شرور سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہیں ہوتا۔''

**فوائد:**...... دل، زبان اور اعضاء، ہر ایک کے ساتھ ایمان کا تعلق ہے۔

اگر کوئی ہمسایہ اپنے کسی ہمسائے کی بدسلوکی کی وجہ سے تنگ ہے تو اس میں مرکزی کردار ظالم کی زبان کا ہوگا، اس حدیث میں پڑوسی کی خیر و بھلائی کو کامیابی و کامرانی کا معیار قرار دیا گیا ہے، وہ اس طرح کہ ایمان کی بنیاد دل کی راستی پر ہے، دل کی درستی کا دارمدار زبان کی اصلاح پر ہے اور زبان کی خیر و شرّ کا تعلق پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک یا بدسلوکی سے ہے۔

(٩٥٨٢)ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم فَابْتَدَأْتُهُ فَاَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا نَجَاةُ الْمُؤْمِنِ؟ قَالَ: ((يَا عُقْبَةُ! اَمْلِكْ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم فَابْتَدَأَنِيْ فَاَخَذَ بِيَدِيْ، فَقَالَ: ((يَا عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ! اَلَا اُعَلِّمُكَ خَيْرَ ثَلَاثِ سُوَرٍ اُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِيْمِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى! جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ: فَاَقْرَأَنِيْ قَالَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ

سیدنا عقبہ بن عامر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم سے میری ملاقات ہوئی، میں نے آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم سے ابتدا کی اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مؤمن کی نجات کیا ہے؟ آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''اے عقبہ! اپنی زبان کو قابو میں رکھ، تیرا گھر تجھے اپنے اندر سما لے (یعنی ضرورت کے بغیر گھر سے نہ نکل) اور اپنی غلطیوں پر رو۔'' سیدنا عقبہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: پھر رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم مجھے ملے اور آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے مجھ سے ابتدا کی اور میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے ایسی بہترین سورتوں کی تعلیم دوں کہ ان جیسی سورتیں نہ تورات میں نازل ہوئیں، نہ زبور میں، نہ انجیل میں اور نہ قرآن مجید (کے بقیہ حصے) میں؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، پھر آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے مجھے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ

---

(٩٥٨١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن مسعدة الباهلى، أخرجه البيهقى فى "الشعب": ٥٠٠٥، والطبرانى فى "الاوسط": ٦٥٥٩ (انظر: ١٣٠٤٨)

(٩٥٨٢) تخريج: حديث حسن (انظر: ١٧٣٣٤)

النَّاسِ﴾ ثُمَّ قَالَ: ((يَاعُقْبَةُ: لَاتَنْسَاهُنَّ، وَلَا تَبِيْتَنَّ لَيْلَةً حَتّٰى تَقْرَأَهُنَّ۔)) قَالَ: فَمَا نَسِيْتُهُنَّ مِنْ مُنْذُ قَالَ: لَا تَنْسَاهُنَّ وَمَا بِتُّ لَيْلَةً قَطُّ حَتّٰى اَقْرَئُهُنَّ، قَالَ عُقْبَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ثُمَّ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَابْتَدَأْتُهُ فَاَخَذْتُ بِيَدِهِ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ! اَخْبِرْنِيْ بِفَوَاضِلِ الْاَعْمَالِ؟ فَقَالَ: ((يَاعُقْبَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ! صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَاَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٦٧)

اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھائیں اور پھر فرمایا: ''اے عقبہ! ان کو نہیں بھولنا اور ان کی تلاوت کیے بغیر کوئی رات نہیں گزارنی۔'' پس جب سے آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ ''تو نے ان سورتوں کو نہیں بھولنا'' اس وقت سے میں نہ ان کو بھولا اور نہ میں نے ایسی رات گزاری، جن میں ان کی تلاوت نہ کی ہو۔ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: پھر میں آپ ﷺ سے ملا اور میں نے آپ ﷺ سے ابتدا کی اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! فضیلت والے اعمال کے بارے میں مجھے بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عقبہ! جو تجھ سے قطع رحمی کرے، اس سے صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم کرے، تو اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے، تو اسے معاف کر۔''

(٩٥٨٣)۔ عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْصِنِيْ، قَالَ: ((اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ اَوْ اَيْنَمَا كُنْتَ۔)) قَالَ: زِدْنِيْ، قَالَ: ((اَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا۔)) قَالَ: زِدْنِيْ، قَالَ: ((خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٠٩)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے نصیحت کرو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔'' انھوں نے کہا: مزید نصیحت فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''برائی کے بعد نیکی کرو، تاکہ وہ برائی کو مٹا دے۔'' انھوں نے کہا: اور زیادہ نصیحت کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آ۔''

(٩٥٨٤)۔ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: عِظْنِيْ وَاَوْجِزْ، فَقَالَ: ((اِذَا قُمْتَ فِيْ صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ، وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا، وَاَجْمِعِ الْاِيَاسَ مِمَّا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٨٩٤)

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی بلیغ و مختصر نصیحت کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز ادا کرے تو (اپنی زندگی کی) آخری نماز سمجھ کر ادا کر اور ایسا کلام مت کر کہ جس سے کل تجھے معذرت کرنا پڑے، نیز جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مکمل ناامید (اور غنی) ہو جا۔''

---

(٩٥٨٣) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٢٩٦ (انظر: ٢٢٠٥٩)
(٩٥٨٤) تخريج: حسن، قاله الالباني، أخرجه ابن ماجه: ٤١٧١ (انظر: ٢٣٤٩٨)

**فوائد:** ...... محمد رسول اللہ ﷺ نے تین نصیحتوں میں پوری زندگی کا سکون جمع کر دیا ہے۔ کوئی بشر اپنی موت سے آگاہ نہیں ہے، اس لیے اسے چاہئے کہ وہ ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر انتہائی خوبصورت انداز میں ادا کرے، تاکہ اگر اس نماز کے بعد اس کو موت آ جاتی ہے تو وہی نماز اس کی نجات کے لیے کافی ہو جائے۔ دوسری نصیحت میں شارع عَلَیْہِ السَّلَام نے زبان کی حفاظت کی تعلیم دی ہے، تاکہ بعد میں کسی قسم کی شرمندگی اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے، یہ زبان ہی ہے جس سے آدمی کی شخصیت عیاں ہوتی ہے، اگر زبان میں وقار ہے تو پورے وجود میں سنجیدگی ہوگی اور اگر زبان ہر چراگاہ میں چرنے کی عادی ہو تو جسم بھی بے حیا ہو جاتا ہے۔ تیسری نصیحت میں آپ ﷺ نے لالچ اور حرص جیسی مذموم صفات سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے، کیونکہ ان قبیح صفات کی وجہ سے انسان میں کمینگی اور گھٹیا پن پیدا ہو جاتا ہے، جو اس کے مقام و مرتبہ کو جانوروں سے بھی گھٹا دیتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور اسے رازق سمجھے، لوگوں کے مال و دولت پر نگاہ نہ رکھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی فاقہ میں مبتلا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہوگا اور جو آدمی اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کے سامنے کرے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرمائے گا، وہ جلد ہو یا بہ دیر۔'' (ابوداود، ترمذی)

## بَابُ الثُّلَاثِيَّاتِ الْمَبْدُوْءَ ةِ بِعَدَدٍ

## عدد سے شروع ہونے والی ثلاثیات کا بیان

**تَنْبِيْه:** ...... مسائل و فضائل کی تعداد کا اعتبار کر کے یہ ابواب قائم کیے گئے ہیں، اس لیے مختلف موضوعات سے متعلقہ احادیث موجود ہیں، فقہی احادیث کی ان کے متعلقہ ابواب میں وضاحت ہو چکی ہے، اس لیے اگر کوئی حدیث مشکل لگے تو اس کو اس کے متعلقہ کتاب اور باب میں تلاش کریں، کتاب کے آخر میں مذکورہ احادیث کے اطراف سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

(۹۵۸۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ رَاضُوْنَ، وَرَجُلٌ يُؤَذِّنُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَعَبْدٌ أَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَحَقَّ مَوَالِيْهِ۔)) (مسند احمد: ۴۷۹۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگ قیامت کے روز کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے: (۱) وہ آدمی، جو لوگوں کی امامت کروائے اور وہ اس سے راضی ہوں، (۲) وہ آدمی جو ہر روز پانچ نمازوں کے لیے اذان دیتا ہو اور (۳) وہ غلام، جو اللہ تعالیٰ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرتا ہو۔''

---

(۹۵۸۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو الیقظان ضعّفه غیر واحد من الأئمة، لکن یکتب حدیثه فی المتابعات والشواهد، أخرجه الترمذی: ۱۹۸۶، ۲۵٦٦ (انظر: ۴۷۹۹)

(٩٥٨٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ‌رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((ثَلَاثٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ، اَلْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَالنَّاكِحُ الْمُسْتَعْفِفُ، وَالْمُكَاتَبُ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ۔)) (مسند احمد: ٧٤١٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد کی مدد اللہ تعالیٰ پر حق ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا، پاکدامنی کی خاطر نکاح کرنے والا اور ادائیگی کا ارادہ رکھنے والا مکاتَب۔''

(٩٥٨٧)۔ وعَنْهُ اَيْضًا قَالَ: ثَلَاثٌ اَوْصَانِيْ بِهِنَّ خَلِيْلِيْ ﷺ لَا اَدَعُهُنَّ اَبَدًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: لَا اَدَعُهُنَّ حَتّٰى اَمُوْتَ) اَلْوِتْرُ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ، وَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَالْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔)) (مسند احمد: ٧٤٥٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے خلیل نے مجھے تین امور کی نصیحت کی، میں ان کو موت تک نہیں چھوڑوں گا، سونے سے پہلے وتر ادا کرنا، ہر ماہ میں تین دنوں کے روزے رکھنا اور جمعہ کے دن غسل کرنا۔''

(٩٥٨٨)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا، وَرَضِيَ لَكُمْ ثَلَاثًا، رَضِيَ لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ، وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا، وَاَنْ تَنْصَحُوْا لِوُلَاةِ الْاَمْرِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ۔)) (مسند احمد: ٨٣١٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزیں ناپسند کی ہیں اور تین پسند، اس نے تمہارے لیے اِن چیزوں کو پسند کیا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھام لو اور یہ کہ تم اپنے امیروں کی خیرخواہی کرو اور تمہارے لیے یہ چیزیں ناپسند کی ہیں: قیل وقال، مال کو ضائع کرنا اور زیادہ سوال کرنا۔''

**فوائد:**...... امراء کے لیے خیرخواہی یہ ہے کہ امورِحق میں ان کی اطاعت کی جائے اور ان کی بغاوت نہ کی جائے۔

قیل وقال سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کی حکایات، واقعات اور اخبارات میں دلچسپی لی جائے اور ان کے بارے میں بغیر تحقیق کے باتیں کی جائیں، جبکہ بیچ میں کوئی منفعت والی بات نہ ہو، سب لایعنی اور بے مقصد باتیں ہوں۔ اس وقت اکثر لوگ ایسی فضول مجلسوں میں اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔

مال کا ضائع کرنے کی صورت یہ ہے کہ غیر شرعی صورتوں میں اور نافرمانیوں میں مال صرف کیا جائے، جائز صورتوں میں غلوّ اور تکلّف کے ساتھ خرچ کرنا بھی اس صورت میں داخل ہے۔

---

(٩٥٨٦) تخريج: اسناده قوی، أخرجه ابن ماجه: ٢٥١٨، والترمذی: ١٦٥٥ (انظر: ٧٤١٦)

(٩٥٨٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ١٤٣٢، والترمذی: ٧٦٠ (انظر: ٧٤٥٩)

(٩٥٨٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧١٥ (انظر: ٨٣٣٤)

سوال کرنے سے مراد یہ ہے کہ حاجت وضرورت کے بغیر، بلکہ تکلف کرتے ہوئے شرعی مسائل کے بارے میں سوال کرنا، آپ ﷺ نے اپنے عہدِ مبارک میں ایسے سوالات سے منع کر رکھا تھا۔ لوگوں سے ان کے مال کا سوال کرنا بھی اس میں شامل ہے۔

(۹۵۸۹)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَشُهُوْدُ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ۔)) (مسند احمد: ۸۶۶۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ہے، ہر مسلمان پر حق ہیں، مریض کی عیادت، جنازوں میں شرکت کرنا اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہنے والے چھینکنے والے کو "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہنا۔''

(۹۵۹۰)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ، ثَلَاثٌ، اَهْلُهُ، وَمَالُهُ، وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ، اَهْلُهُ وَمَالُهُ يَبْقٰى عَمَلُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۱۰۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں میت کے پیچھے چلتی ہیں، اس کے اہل و عیال، اس کا مال اور اس کا عمل، دو چیزیں واپس آ جاتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے، اہل وعیال اور مال لوٹ آئیں گے اور اس کا عمل باقی رہ جائے گا۔''

(۹۵۹۱)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُرِضَ عَلَيَّ اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، وَاَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ، فَاَمَّا اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَالشَّهِيْدُ، وَعَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْعِيَالٍ، وَاَمَّا اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ فَاَمِيْرٌ مُسَلَّطٌ وَذُوْ ثَرْوَةٍ مِنْ مَالٍ لَايُعْطِيْ حَقَّ مَالِهِ، وَفَقِيْرٌ فَخُوْرٌ۔)) (مسند احمد: ۹۴۸۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے تین افراد اور سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین افراد مجھ پر پیش کیے گئے، پہلے پہل جنت میں داخل ہونے والے افراد یہ ہیں: (۱) شہید، (۲) وہ غلام جو اچھے انداز میں اپنے ربّ کی عبادت کرنے والا اور اپنے آقا کا خیر خواہ ہو، اور (۳) بچوں کے باوجود پاکدامن بننے والے اور پہلے پہل جہنم میں داخل ہونے والے تین افراد یہ ہیں: (۱) مسلط ہو جانے والا امیر، (۲) مال کا حق ادا نہ کرنے والا مالدار اور (۳) تکبر کرنے والا فقیر۔''

---

(۹۵۸۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطیالسی: ۲۳۴۲، وابویعلی: ۵۹۰۴، وابن حبان: ۲۳۹ (انظر: ۸۶۷۵)

(۹۵۹۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۵۱۴، ومسلم: ۲۹۶۰ (انظر: ۱۲۰۸۰)

(۹۵۹۱) تخریج: اسناده ضعیف، عامر بن عقبة العقیلی لایُعرف، وکذا ابوه لایُعرف، أخرجه الطیالسی: ۲۵۶۷، وابن ابی شیبة: ۱۴/ ۱۲۴، والحاکم: ۱/ ۳۸۷ (انظر: ۹۴۹۲)

(۹۵۹۲)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ‌رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی اللہ علیہ وسلم : ((مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَةٌ، وَمِنْ شِقْوَةِ ابْنِ آدَمَ ثَلَاثَةٌ، مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، وَالْمَسْكَنُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْكَبُ الصَّالِحُ، وَمِنْ شِقْوَةِ ابْنِ آدَمَ الْمَرْأَةُ السَّوْءُ، الْمَسْكَنُ السَّوْءُ، وَالْمَرْكَبُ السَّوْءُ۔)) (مسند احمد: ١٤٤٥)

سیدنا سعد بن ابی وقاص ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں ابن آدم کی سعادت میں سے اور تین چیزیں ابن آدم کی شقاوت میں سے ہیں، ابن آدم کی سعادت والی تین چیزیں یہ ہیں: نیک بیوی، مناسب گھر اور اچھی سواری اور ابن آدم کی بدبختی والی تین چیزیں یہ ہیں: بری بیوی، برا گھر اور بری سواری۔''

(۹۵۹۳)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ‌رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِيَّ ‌صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَهُ قَالَ: ((اَنْتَ رَسُوْلِیْ اِلٰی اَهْلِ مَكَّةَ قُلْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْسَلَنِیْ يَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، وَيَأْمُرُكُمْ بِثَلَاثٍ لَا تَحْلِفُوْا بِغَيْرِ اللّٰهِ، وَاِذَا تَخَلَّيْتُمْ فَلَا تَسْتَقْبِلُوْا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا، وَلَا تَسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ وَلَا بِبَعَرَةٍ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٨٠)

سیدنا سہل بن حنیف ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ‌صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا اور فرمایا: ''تو اہل مکہ کی طرف میرا قاصد ہے، ان کو کہنا: اللہ کے رسول نے مجھے بھیجا ہے، آپ ‌صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو سلام کہا اور تین چیزوں کا حکم دیا: (۱) غیر اللہ کی قسم نہیں اٹھانی، (۲) قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے نہ پیٹھ اور (۳) ہڈی اور مینگنی سے استنجاء نہیں کرنا۔''

(۹۵۹٤)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ‌رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی اللہ علیہ وسلم : ((ثَلَاثٌ مُسْتَجَابٌ لَهُمْ دَعْوَتُهُمُ الْمُسَافِرُ، وَالْوَالِدُ، وَالْمَظْلُوْمُ۔)) (مسند احمد: ١٧٥٣٤)

سیدنا عقبہ بن عامر ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین افراد کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، مسافر، والدین اور مظلوم۔''

(۹۵۹۵)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۹۵۹۲) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطیالسی: ۲۱۰، والبزار: ۱٤۱۲، وابن حبان: ٤۰۳۲ (انظر: ۱٤٤٥)

(۹۵۹۳) تخریج: ما ورد فیه من نهی صحیح، وهذا اسناد ضعیف، لضعف عبد الکریم بن ابی المخارق، ولجهالة الولید بن مالك ومحمد بن قیس، أخرجه مختصرا الدارمی: ۱/ ۱۷۰، ورواه الحاکم: ۳/ ٤۱۲ (انظر: ۱٥۹۸٤)

(۹۵۹٤) تخریج: حسن لغیره (انظر: ۱۷۳۹۹)

(۹۵۹۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۹٤، وابویعلی: ۷۱٦۸ (انظر: ۱٦۳۹٦)

ثَوْبَانَ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَيَمَسُّ مِنْ طِيْبٍ اِنْ وَجَدَ۔)) (مسند احمد: ١٦٥١١)

فرمایا: ''تین امور ہر مسلمان پر حق ہیں، جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور اگر گنجائش ہو تو خوشبو لگائے۔''

**فوائد**:...... یہ تینوں امور مستحب ہیں، لیکن ان کا اجر بہت زیادہ ہے۔

(٩٥٩٦)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ، اِخْلَاصُ الْعَمَلِ، وَالنَّصِيْحَةُ لِوَلِيِّ الْاَمْرِ، وَلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ، فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تَكُوْنُ مِنْ وَّرَائِهِ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٧٥)

سیدنا جبیر بن مطعم ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین خصائل پر مومن کا دل خیانت نہیں کرتا: خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنا، اربابِ حل وعقد کی خیر خواہی کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دعا سب کو شامل ہوتی ہے۔''

**فوائد**:...... مومن کو ان تین امور کا خصوصی طور پر اہتمام کرنا چاہیے، اگر عمل میں اخلاص نہ ہو تو وجود خیر سے محروم ہو جاتا ہے اور اگر امراء کی خیر خواہی اور جماعت کے ساتھ نہ رہا جائے تو معاشرے میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

(٩٥٩٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَجَا مِنْ ثَلَاثٍ فَقَدْ نَجَا، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، مَوْتِيْ، وَالدَّجَّالِ، وَقَتْلِ خَلِيْفَةٍ مُصْطَبِرٍ بِالْحَقِّ يُعْطِيْهِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٨٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن حوالہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں سے نجات پانے والا نجات پا جائے گا، آپ ﷺ نے یہ جملہ تین دفعہ ارشاد فرمایا، (١) میری وفات، (٢) دجال اور (٣) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے خلافت کے حق پر ڈٹ جانے والے خلیفے کا قتل۔''

**فوائد**:...... نبی کریم ﷺ کی وفات سے نجات پانے سے مراد یہ ہے کہ جو مسلمان اس وقت زندہ ہو، وہ اپنے دین پر استقامت اختیار کرے اور راہِ صواب پر چلتا رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو جا ملے، نجات نہ پانے والا وہ شخص ہوگا، جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد فتنے میں مبتلا ہو جائے گا یا مرتد ہو جائے گا۔

ظاہر یہی ہے کہ اس حدیث میں مذکورہ خلیفہ سے مراد سیدنا عثمان ؓ ہیں، کیونکہ وہ خلیفۂ برحق تھے اور مظلوماً شہید ہو گئے۔

---

(٩٥٩٦) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه الحاكم: ١/ ٨٧، وابويعلى: ٧٤١٣ (انظر: ١٦٧٥٤)

(٩٥٩٧) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٥/ ١٣٤، والحاكم: ٣/ ١٠١ (انظر: ٢٢٤٨٨)

(۹۵۹۸)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: أَوْصَانِي حِبِّي بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَبَدًا، أَوْصَانِي بِصَلَاةِ الضُّحٰى وَبِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ وَبِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ۔ (مسند احمد: ۲۱۸۵۱)

سیدنا ابو ذر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے محبوب ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے مجھے تین چیزوں کی نصیحت کی، میں ان شاء اللہ کبھی بھی ان کو نہیں چھوڑوں گا، آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے مجھے نمازِ چاشت پڑھنے کی، سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کی نصیحت کی۔

**فوائد:** ......سونے سے پہلے نمازِ وتر ادا کر لینے سے اس نماز کے فوت ہو جانے کا خطرہ ٹل جاتا ہے، بہرحال رات کے آخری حصے میں یہ نماز ادا کرنا افضل عمل ہے۔

(۹۵۹۹)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم مِثْلُهُ وَفِيهِ: وَسُبْحَةُ الضُّحٰى فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ۔ (مسند احمد: ۲۸۱۰۲)

سیدنا ابو درداء ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیثِ نبوی مروی ہے، البتہ اس میں ہے: حضر وسفر میں نمازِ چاشت پڑھنے کی وصیت کی۔

(۹۶۰۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ، قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم بِثَلَاثٍ، وَنَهَانِي عَنْ ثَلَاثٍ، أَمَرَنِي ((بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى كُلَّ يَوْمٍ، وَالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَنَهَانِي عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيكِ، وَإِقْعَاءٍ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ، وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ۔)) (مسند احمد: ۸۰۹۱)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے مجھے تین چیزوں کا حکم دیا اور تین چیزوں سے منع کیا، آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے مجھے ہر روز نمازِ چاشت پڑھنے، سونے سے پہلے نمازِ وتر ادا کرنے اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کا حکم دیا اور مرغ کی طرح ٹھونگیں مارنے، (جلسہ میں) کتے کی طرح بیٹھنے اور (نماز میں) لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے منع فرمایا۔

**فوائد:** ......مرغ کی طرح ٹھونگیں مارنے سے مراد جلدی جلدی سجدے کرنا ہے۔

کتے کی طرح بیٹھنے سے یہ کیفیت مراد ہے: پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور ہاتھ زمین پر رکھنا۔ اس کو "إِقْعَاء" کہتے ہیں۔

اس حدیث میں جن چھ امور کا ذکر ہے، وہ دوسری احادیث سے ثابت ہیں۔

(۹۶۰۱)۔ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

مطرف بن عبد اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب مجھے

---

(۹۵۹۸) تخریج: صحیح بالشواهد، أخرجه النسائی: ٤/ ۲۱۷ (انظر: ۲۱۵۱۸)

(۹۵۹۹) تخریج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۱٤۳۳ (انظر: ۲۷۵۵۱)

(۹٦۰۰) تخریج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي، ويزيد بن ابی زياد القرشي (انظر: ۸۱۰٦)

(۹٦۰۱) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الطيالسي: ٤٦۸، والبزار: ۳۹۰۸، والحاكم: ۲/ ۸۸ (انظر: ۲۱۵۳۰)

الشِّخِّيْرِ، قَالَ: بَلَغَنِيْ عَنْ أَبِي ذَرٍّ حَدِيْثٌ فَكُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَلْقَاهُ، فَلَقِيْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا ذَرٍّ، بَلَغَنِيْ عَنْكَ حَدِيْثٌ فَكُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَلْقَاكَ فَأَسْأَلَكَ عَنْهُ، فَقَالَ: قَدْ لَقِيْتَ فَسَلْ! قَالَ: قُلْتُ: بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((: ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) قَالَ: نَعَمْ، فَمَا أَخَالُنِيْ أَكْذِبُ عَلٰى خَلِيْلِيْ مُحَمَّدٍ ﷺ، ثَلَاثًا يَقُوْلُهَا، قَالَ: قُلْتُ: مَنِ الثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((رَجُلٌ غَزَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ مُجَاهِدًا مُحْتَسِبًا فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ)) وَأَنْتُمْ تَجِدُوْنَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَفًّا﴾ ((وَرَجُلٌ لَهُ جَارٌ يُؤْذِيْهِ فَيَصْبِرُ عَلٰى أَذَاهُ وَيَحْتَسِبُهُ حَتّٰى يَكْفِيَهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ بِمَوْتٍ أَوْ حَيَاةٍ، ((وَرَجُلٌ يَكُوْنُ مَعَ قَوْمٍ فَيَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَشُقَّ عَلَيْهِمُ الْكَرٰى أَوِ النُّعَاسُ فَيَنْزِلُوْنَ فِيْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَيَقُوْمُ إِلٰى وُضُوْئِهِ وَصَلَاتِهِ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَيُصَلِّيْ حَتّٰى يُوْقِظَهُمْ لِرَحِيْلِهِمْ)۔)) قَالَ: قُلْتُ: مَنِ الثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ؟ قَالَ: ((اَلْفَخُوْرُ الْمُخْتَالُ۔)) وَأَنْتُمْ تَجِدُوْنَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾ وَالْبَخِيْلُ الْمَنَّانُ، وَالتَّاجِرُ، وَالْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ۔)) قَالَ:

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث موصول ہوئی تو میں ان سے ملاقات کرنے کو پسند کرنے لگا، پھر میں ان کو ملا اور کہا: اے ابو ذر! مجھے آپ کے حوالے سے ایک حدیث موصول ہوئی اور میں نے چاہا کہ آپ کو ملوں اور اس کے بارے میں سوال کرو، انھوں نے کہا: اب ملاقات تو ہوگئی ہے، اس لیے پوچھ لو، میں نے کہا: جی مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تین افراد سے محبت کرتا ہے اور تین افراد سے بغض رکھتا ہے۔'' انھوں نے کہا: جی ہاں اور میں اپنے بارے میں یہ خیال نہیں کرتا کہ میں اپنے خلیل محمد ﷺ پر جھوٹ بولوں گا، یہ بات انھوں نے تین بار دوہرائی، میں نے کہا: اچھا وہ تین افراد کون ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے؟ انھوں نے کہا: ''وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا، پس دشمن سے اس کا مقابلہ ہوا اور اس نے حصول ثواب کے لیے قتال کیا، یہاں تک کہ وہ شہید ہوگیا۔'' اور تم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ آیت تلاوت کرتے ہو: ''بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے، جو صف باندھ کر اس کے راستے میں قتال کرتے ہیں۔'' ''اور ایک وہ آدمی کہ اس کا ہمسایہ اس کو تکلیف دیتا ہے، لیکن وہ ثواب کی نیت سے اس پر صبر کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو موت یا حیات کے ساتھ کفایت کرتا ہے، اور ایک وہ آدمی ہے جو ایک قوم کے ساتھ چلتا رہتا، یہاں تک کہ نیند یا اونگھ ان پر غالب آ گئی اور انھوں نے رات کے آخری حصے میں ایک مقام پر پڑاؤ ڈال دیا، لیکن وہ آدمی وضو اور نماز کے لیے اٹھ پڑا اور نماز پڑھتا رہا، یہاں تک کہ ان کو وہاں سے کوچ کرنے کے لیے جگایا۔'' میں نے کہا: وہ تین افراد کون ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے؟ انھوں نے کہا: ''فخر کرنے

قُلْتُ:يَا اَبَاذَرٍّ! مَاالْمَالُ؟ قَالَ: فِرْقٌ لَنَا وَذَوْدٌ، يَعْنِي بِالْفِرْقِ غَنَمًا يَسِيْرَةً، قَالَ: قُلْتُ: لَسْتُ عَنْ هٰذَا اَسْاَلُ، اِنَمَا اَسْاَلُكَ عَنْ صَامِتِ الْمَالِ، قَالَ: مَااَصْبَحَ لَا اَمْسٰى، وَمَا اَمْسٰى لَا اَصْبَحَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا اَبَا ذَرٍّ! مَالَكَ وَلِاخْوَتِكَ قُرَيْشٍ؟ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا اَسْاَلُهُمْ دُنْيَا، وَلَا اَسْتَفْتِيْهِمْ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، حَتّٰى اَلْقَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، ثَلَاثًا يَقُوْلُهَا ۔ (مسند احمد: ٢١٨٦٣)

والا تکبر کرنے والا۔'' تم قرآن مجید میں پڑھتے ہی ہو کہ ''بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔'' ''اور احسان جتلانے والا بخیل اور وہ تاجر جو زیادہ قسم اٹھا کر سودا بیچنے والا ہو۔'' میں نے کہا: اے ابو ذر! مال سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: ہماری بکریاں اور اونٹ، میں نے کہا: میں اس کے بارے میں سوال نہیں کر رہا، میں آپ سے مال میں سے سونے اور چاندی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں، انھوں نے کہا: اس نے صبح کی نہ شام اور اس نے شام کی نہ صبح۔ میں نے کہا: اے ابو ذر! آپ کو اور آپ کے قریشی بھائیوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہ ان سے دنیا کا سوال کرتا ہوں اور نہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں ان سے کوئی بات پوچھتا ہوں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو جا ملوں گا، یہ بات انھوں نے تین دفعہ کہی۔

مطلب یہ ہے کہ جو صبح میرے پاس ہوتا ہے وہ شام نہیں کرتا، اس سے پہلے ہی میں اسے خرچ کر دیتا ہوں اور جو شام کو میرے پاس ہوتا ہے وہ صبح نہیں کرتا، صبح سے پہلے میں اسے اللہ کے راستہ میں دے دیتا ہوں۔ (عبداللہ رفیق)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ الرُّبَاعِيَّاتِ

## رباعیات کا بیان

**تَنْبِيْه**:...... مسائل و فضائل کی تعداد کا اعتبار کر کے یہ ابواب قائم کیے گئے ہیں، اس لیے مختلف موضوعات سے متعلقہ احادیث موجود ہیں، فقہی احادیث کی ان کے متعلقہ ابواب میں وضاحت ہو چکی ہے، اس لیے اگر کوئی حدیث مشکل لگے تو اس کو اس کے متعلقہ کتاب اور باب میں تلاش کریں، کتاب کے آخر میں مذکورہ احادیث کے اطراف سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

رباعیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں چار چار امور کا ذکر ہے۔

(٩٦٠٢)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْبِئْنِيْ عَنْ اَمْرٍ اِذَا اَخَذْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((اَفْشِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسے حکم کے بارے میں بتلائیں کہ اگر میں اس پر عمل کروں، تو جنت میں داخل ہو جاؤں،

(٩٦٠٢) تخريج: اسناده صحيح أخرجه الحاكم: ٤/ ١٢٩، وابن حبان: ٥٠٨ (انظر: ٧٩٣٢)

السَّلَامَ، وَاَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَصَلِ الْاَرْحَامَ، وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔)) (مسند احمد: ۷۹۱۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کو عام کر، کھانا کھلا، صلہ رحمی کر اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو قیام کر اور پھر جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔''

**فوائد**:...... سلام کو عام کرنا، صلہ رحمی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر لوگوں کو کھانا کھلانا، یہ تو انتہائی آسان امور ہیں، اگرچہ امتِ مسلمہ کی اکثریت آسان امور میں غفلت برت رہی ہے، رات کا قیام شروع شروع میں کچھ مشقت طلب عمل لگتا ہے، بعد میں تو وہ بھی آسان ہو جاتا ہے، بہرحال اجر بہت بڑا ہے۔

(۹۶۰۳)۔ وعَنْهُ اَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُوْتِرْ، وَاِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَلَا يَمْنَعْ فَضْلَ مَاءٍ لِيَمْنَعَ بِهِ الْكَلَاَ، وَمِنْ حَقِّ الْاِبِلِ اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ يَوْمَ وِرْدِهَا۔)) (مسند احمد: ۸۷۱۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی پتھروں سے استنجا کرے تو طاق پتھر استعمال کرے، جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈال جائے تو وہ اس کو سات دفعہ دھوئے، کوئی آدمی گھاس کو بچانے کے لیے زائد پانی سے نہ روکے اور اونٹوں کا حق یہ ہے کہ اس دن ان کو دوہا جائے، جس دن وہ پانی کے گھاٹ پر آئیں۔''

(۹۶۰۴)۔ وعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوْتِرْ وَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ، وَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ اَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ، وَمَنْ لَاكَ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ اَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَاِنْ لَمْ يَجِدْ اِلَّا اَنْ يَجْمَعَ كَثِيْبًا فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو سرمہ ڈالے، وہ طاق سلائیاں ڈالے، جو ایسے کرے گا، وہ اچھا عمل کرے گا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں ہوگا، جو پتھروں سے استنجاء کرے، وہ طاق پتھر استعمال کرے، جو ایسے کرے گا، وہ اچھا عمل کرے گا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں ہوگا، اسی طرح جو آدمی کھانا کھانے کے بعد دانتوں سے کھانے کے اجزاء نکالے، وہ ان کو پھینک دے اور زبان کو منہ میں پھیر کر کھانے کے جو اجزاء اکٹھے کر لے، ان کو نگل جائے، جو ایسے کرے گا، وہ اچھا عمل کرے گا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں

---

(۹۶۰۳) تخریج: اسناده حسن، أخرج القسم الرابع منه وهو حق الابل البخاری: ۲۳۷۸، ومسلم: ۹۸۷ (انظر: ۸۷۲۵)

(۹۶۰۴) تخریج: اسناده ضعيف لضعف حصين الحميری، ولجهالة ابی سعد الخير، أخرجه ابوداود: ۳۵، وابن ماجه: ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۴۹۸ (انظر: ۸۸۳۸)

اَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔)) (مسند احمد: ۸۸۲۵)

ہوگا، جو آدمی پائخانہ کرنے کے لیے آئے، وہ پردہ کرے، اگر پردہ کے لیے اس کو کوئی چیز نہ ملے، تو وہ ڈھیر سا بنا کر اس کی طرف پیٹھ کر لے، کیونکہ شیطان بنی آدم کی دبروں کے ساتھ کھیلتا ہے، جو ایسا کرے گا، وہ اچھا عمل کرے گا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں ہوگا۔''

(۹۶۰۵)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ۔)) (مسند احمد: ۱۲۶۸۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں شغار نہیں ہے، اسلام میں معاہدہ نہیں ہے اور جَلَب ہے نہ جَنَب۔''

(۹۶۰۶)۔ عَنْ جَابِرٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَغْلِقُوْا اَبْوَابَكُمْ، وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ، وَاَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ، وَاَوْكُوْا اَسْقِيَتَكُمْ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَلَا يَكْشِفُ غِطَاءً، وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً، وَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ الْبَيْتَ عَلٰى اَهْلِهِ۔)) يَعْنِي الْفَارَةَ۔ (مسند احمد: ۱۴۲۷۷)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دروازوں کو بند کر دیا کرو، برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، چراغوں کو بجھا دیا کرو اور مشکیزوں کو بند کر دیا کرو، کیونکہ شیطان نہ بند دروازہ کھولتا ہے، نہ برتن سے ڈھکن اٹھاتا ہے اور نہ مشکیزے کی ڈوری کھولتا ہے اور چوہیا گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتی ہے۔''

(۹۶۰۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((اِنَّهُ مَنْ اُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ اُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ، وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ، وَيَزِيْدَانِ فِي الْاَعْمَارِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷۷۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن کو فرمایا: ''جس کو نرمی عطا کی گئی، اُس کو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے نواز دیا گیا اور صلہ رحمی، حسنِ اخلاق اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے (جیسے امورِ خیر) گھروں (اور قبیلوں) کو آباد کرتے ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔''

**فوائد:** ......عمر میں اضافہ ہونے کے دو مفاہیم ہیں: (۱) حقیقی طور پر عمر بڑھ جاتی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کی معلّق

---

(۹۶۰۵) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٦/ ١١١ (انظر: ١٢٦٥٨)

(۹۶۰۶) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠١٢ (انظر: ١٤٢٢٨)

(۹۶۰۷) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢٥٢٥٩)

تقدیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔(۲) عمر کی مقدار میں اضافہ نہیں ہوتا، لیکن اس میں اتنی برکت پیدا ہو جاتی ہے اور صلہ رحمی کرنے والے کی زندگی کا ہر پہلو فوائد سے یوں لبریز ہو جاتا ہے کہ دوسرے لوگ جو کام لمبی لمبی عمروں میں سرانجام نہیں دے سکتے، یہ لوگ اپنی مختصر عمروں میں ان سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔

(۹۶۰۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَدَا جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّیْدَ غَفَلَ، وَمَنْ اَتٰی اَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ، مَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ قُرْبًا اِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰهِ بُعْدًا۔)) (مسند احمد: ۸۸۲۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنگل میں اقامت اختیار کی، وہ سخت دل ہو گیا، جو شکار کے پیچھے چل پڑا وہ غافل ہو گیا، جو بادشاہ کے دروازے پر آیا وہ فتنے میں پڑ گیا اور جو آدمی بادشاہ کے جتنا قریب ہوتا جائے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی دور ہوتا جائے گا۔''

**فوائد:** ......بدو، دیہاتی اور جنگلی لوگوں میں اکھڑ پن اور اجڈ پن جیسی صفات پائی جاتی ہیں، حق قبول کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے، جبکہ شہری لوگوں میں شائستگی اور نرمی زیادہ ہوتی ہیں اور ان کے دل و دماغ کی زمین زرخیز ہوتی ہے۔ جو آدمی شکار کی تلاش میں نکل پڑتا ہے، اس کا دل نہیں بھرتا، حرص، لالچ اور شغل میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ دور دور تک نکل جاتا ہے، نماز اور دوسرے حقوق کی ادائیگی سے غافل ہو جاتا ہے۔

جو آدمی سلطانوں اور بادشاہوں کی بارگاہوں میں جا پھنسا، وہ حق سے دور اور باطل کے قریب ہو گیا، اب اسے اربابِ حکومت کی آنکھوں کے اشارے پر نقل وحرکت کرنا ہوگی، ان کی خوشامد اور چاپلوسی کرنا ہوگی، ان کی نعمتوں کو دیکھ کر اپنے اوپر کیے گئے اللہ تعالیٰ کے احسانات کو حقیر سمجھے گا، بڑوں کے درباروں میں ہونے والی معصیات پر خاموش رہے گا، رفتہ رفتہ اسلامی غیرت ختم ہوتی جائے گی اور بالآخر ایسا شخص ''اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم'' کا مصداق بن کر دنیا و آخرت میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ سلف صالحین نے بادشاہوں سے دور رہنے اور سادہ لوح عوام کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے میں عافیت سمجھی، اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بہترین نتائج سے سرفراز فرمایا اور آج بھی دنیا ان کے گیت گا رہی ہے۔

جو آدمی تبلیغ کے لیے حکمرانوں کے پاس جاتا ہے اور کسی معصیت کا ارتکاب کیے بغیر تبلیغ کے تقاضے پورے کر لیتا ہے، اس کا معاملہ اور ہے۔

(۹۶۰۹)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ بَعْضِ بَنِیْ رَافِعِ بْنِ مَکِیْثٍ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ

رافع بن مکیث کا ایک بیٹا، جو حدیبیہ میں بھی حاضر ہوا تھا، سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حسن اخلاق اضافہ

---

(۹۶۰۸) تخریج: صحیح، قاله الالبانی فی الصحیحة (انظر: ۸۸۳۶)

(۹۶۰۹) تخریج: اسناده ضعیف، لابهام راویه عن رافع بن مکیث، ولجهالة عثمان بن زفر الجهنی، أخرجه ابوداود: ۵۱۶۲ (انظر: ۱۶۰۷۹)

الْحُدَيْبِيَةَ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((حُسْنُ الْخُلُقِ نَمَاءٌ، وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ، وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِی الْعُمُرِ، وَالصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيْتَةَ السَّوْءِ۔)) (مسند احمد: ١٦١٧٧)

اور بڑھوتری ہے، بداخلاقی نحوست ہے، نیکی سے عمر بڑھتی ہے اور صدقہ بری موت سے بچاتا ہے۔''

(٩٦١٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ، وَمَنْ اَتٰى عَلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ، فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَاتُكَافِئُوْهُ، فَادْعُوْا لَهُ حَتّٰى تَعْلَمُوْا اَنْ قَدْ كَافَاْتُمُوْهُ۔)) (مسند احمد: ٥٣٦٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ کا واسطہ دے کر پناہ مانگے، اس کو پناہ دے دو، جو اللہ کے نام پر تم سے سوال کرو، اس کو دے دو، جو تمہیں دعوت دے، اس کی دعوت قبول کرو اور جو تم سے کوئی نیکی کرے، اس کو اس کا بدلہ دو، اگر بدلہ دینے کے لیے تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو اس کے لیے اتنی دعا کرو کہ تمہیں اندازہ ہو جائے کہ تم نے گویا بدلہ دے دیا ہے۔''

**فوائد:**...... آخری جملے کے مفہوم کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٩٢٤٥)۔

## بَابُ فِی الرُّبَاعِيَّاتِ الْمَبْدُوْءَ ةِ بِعَدَدٍ

## عدد کے ساتھ شروع ہونے والی رباعیات کا بیان

(٩٦١١)۔ عَنْ اَبِی اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ، اَلتَّعَطُّرُ، وَالنِّكَاحُ، وَالسِّوَاكُ، وَالْحَيَاءُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٩٧٨)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار امور رسولوں کی سنتیں ہیں، خوشبو لگانا، نکاح کرنا، مسواک کرنا اور حیا کرنا۔''

**فوائد:**...... چاروں چیزیں ہماری شریعت میں مطلوب ہیں۔

(٩٦١٢)۔ عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: اَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِیُّ ﷺ صِيَامَ عَاشُوْرَاءَ،

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ چار چیزوں کو نہیں چھوڑتے تھے، عاشوراء کا روزہ، دس دنوں کے روزے

---

(٩٦١١) تخريج: اسناده ضعيف، حجاج بن ارطاة ليس بذاك القوى، وهو مدلس وقد عنعن، ومكحول عن ابی ايوب مرسل، بينهما فی هذا الحديث ابو الشمال بن ضباب، وهو مجهول، أخرجه الترمذی: ١٠٨٠ (انظر: ٢٣٥٨١)

(٩٦١٢) تخريج: حديث ضعيف، دون قوله: "والركعتين قبل الغداة" فصحيح، ابو اسحق الاشجعی مجهول، أخرجه النسائی: ٤/ ٢٢٠ (انظر: )

وَالْعَشْرِ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَالرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ۔ (مسند احمد: ٢٦٩٩١)

اور ہر ماہ سے تین دنوں کے روزے اور فجر سے پہلی والی دو سنتیں۔

**فوائد:**...... نبی کریم ﷺ کی فعلی اور قولی صحیح احادیث سے یہ چاروں اعمال ثابت ہیں۔

دس دنوں سے مراد ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے ہیں، جن میں زیادہ عمل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، لیکن اس عشرے میں وہ ایام شامل نہیں ہیں، جن کا روزہ رکھنا منع ہے، مثلا دس ذوالحجہ کا روزہ، کیونکہ یہ عید کا دن ہوتا ہے۔

(٩٦١٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَافَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا، حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيْثٍ، وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ۔)) (مسند احمد: ٦٦٥٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چار نیکیاں ہیں، اگر تجھ میں پائی جائیں، تو دنیا کی کسی چیز کے فوت ہو جانے کا تجھے کوئی غم نہیں ہونا چاہیے، امانت کی حفاظت، سچی بات، حسن اخلاق اور کھانے میں پاکدامنی (یعنی گزارے کے لائق حلال روزی ملتی رہے)۔''

(٩٦١٤)۔ عَنْ أَبِيْ كَبْشَةَ الْأَنْصَارِيِّ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ، عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ، يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ حَقَّهُ، قَالَ: فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ۔)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا۔)) قَالَ: فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ كَانَ لِيْ مَالٌ عَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ، قَالَ: ((فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ۔)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِيْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَلَا يَصِلُ فِيْهِ

سیدنا ابو کبشہ انصاری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا صرف چار افراد کے لیے ہے، (۱) وہ آدمی جس اللہ تعالیٰ نے مال بھی عطا کیا اور علم بھی اور وہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے اور اس سے متعلقہ اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے، یہ آدمی سب سے افضل مرتبے والا ہے، (۲) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا، مال نہیں دیا، پس وہ نیک خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں آدمی کی طرح نیک کام کرتا، ان دونوں کا اجر برابر ہے، (۳) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا، علم نہیں دیا، پس وہ اپنے مال کو بے تکا اور بغیر سوچے سمجھے خرچ کرتا ہے اور اس کے بارے میں نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس سے متعلقہ

---

(٩٦١٣) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، الحارث بن يزيد الحضرمي لايعرف له سماع من عبد الله بن عمرو، انما يروي عنه بواسطة، وقد روى هذا الحديث عن عبد الرحمن بن حُجيرة عنه، لكن في الاسناد ابن لهيعة، وهو سيء الحفظ، وروى الحديث موقوفا وهو اصح، أخرجه الحاكم: ٤/ ٣١٤ (انظر: ٦٦٥٢)

(٩٦١٤) تخريج: حديث حسن، أخرجه الترمذي: ٢٣٢٥ (انظر: ١٨٠٣٢)

رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ فِيهِ لِلَّهِ حَقَّهُ، فَهٰذَا أَخْبَثُ الْمَنَازِلِ.)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مَالٌ لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ، قَالَ: هِيَ نِيَّتُهُ.)) (مسند احمد: ١٨١٩٤)

اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے، یہ آدمی سب سے گھٹیا مرتبے والا ہے، اور (۴) وہ آدمی جس کو نہ اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور نہ علم، لیکن اس گھٹیا آدمی کے کردار کو سامنے رکھ کر کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح کے کام کرتا، یہ اس کی نیت ہے۔''

**فوائد:**...... ہر آدمی آسانی کے ساتھ فیصلہ کرسکتا ہے کہ اس کا مقام کیا ہے۔

(٩٦١٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنَ الْكَلَامِ أَرْبَعًا، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، فَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عِشْرِينَ حَسَنَةً، أَوْ حَطَّ عَنْهُ عِشْرِينَ سَيِّئَةً، وَمَنْ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، وَمَنْ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ كُتِبَ لَهُ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً، وَحُطَّ أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ ثَلَاثُونَ سَيِّئَةً.)) (مسند احمد: ٧٩٩٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے یہ چار کلمات پسند کیے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ أَكْبَرُ، پس جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا، اللہ اس کے لیے بیس نیکیاں لکھ دیتا ہے یا بیس برائیاں مٹا دیتا ہے، جس نے کہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اس کے لیے بھی اتنا ثواب ہوگا، جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا، اس کے لیے بھی اتنا ثواب ہوگا اور جس نے اپنی طرف سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ کہا، اس کے لیے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور تیس برائیاں مٹا دی جائیں گی۔''

(٩٦١٦)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِي فَقَالَ: ((يَا أَبَا سَعِيدٍ! ثَلَاثَةٌ مَنْ قَالَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) قُلْتُ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا سَعِيدٍ!

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے ابو سعید! تین کلمات ہیں، جس نے ان کو ادا کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی

---

(٩٦١٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٠/ ٤٢٨، والبيهقى فى "الشعب": ٥٧٦ (انظر: ٨٠١٢)

(٩٦١٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ١٥٢٩ (انظر: ١١١٠٢)

وَالرَّابِعَةُ لَهَا مِنَ الْفَضْلِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَهِيَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ١١١١٨)

ہوا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو سعید! ایک چوتھی چیز بھی ہے، اس کی اتنی فضیلت ہے، جیسے آسمان سے زمین تک اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔''

(٩٦١٧)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيْعَةَ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، وَلَسْنَا نَسْتَطِيْعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمِ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ إِذَا نَحْنُ أَخَذْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ، وَنَأْمُرُ بِهِ أَوْ نَدْعُوْ مَنْ وَرَائَنَا، فَقَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، اُعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا فَهٰذَا لَيْسَ مِنَ الْأَرْبَعِ، وَأَقِيْمُوْا الصَّلَاةَ، وَآتُوا الزَّكَاةَ، وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ، وَأَعْطُوْا مِنَ الْغَنَائِمِ الْخُمُسَ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيْرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ۔)) قَالُوْا: وَمَا عِلْمُكَ بِالنَّقِيْرِ؟ قَالَ: ((جِذْعٌ يُنْقَرُ ثُمَّ يُلْقُوْنَ فِيْهِ الْقُطَيْعَاءَ أَوِ التَّمْرَ وَالْمَاءَ، حَتّٰى إِذَا سَكَنَ غَلَيَانُهُ شَرِبْتُمُوْهُ، حَتّٰى أَنَّ أَحَدَكُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهِ بِالسَّيْفِ۔)) وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ مِنْ ذٰلِكَ، فَجَعَلْتُ أُخَبِّئُهَا حَيَاءً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَشْرَبَ؟ قَالَ: ((فِي الْأَسْقِيَةِ الَّتِي يُلَاثُ عَلٰى أَفْوَاهِهَا۔)) قَالَ: إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ كَثِيْرَةُ الْجُرْذَانِ لَا تَبْقٰى فِيْهَا أَسْقِيَةٌ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عبد القیس کا وفد، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو کہا: ربیعہ قبیلے سے ہمارا تعلق ہے، آپ کے اور ہمارے مابین مضر قبیلے کے کفار حائل ہیں، ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے میں آ سکتے ہیں، لہٰذا آپ ہمیں کوئی (ایسا جامع) حکم دیں کہ اگر ہم اس پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہو جائیں اور ہم اپنے پچھلے لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، یہ چار امور میں سے نہیں ہے، اور نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور غنیمتوں کا پانچواں حصہ ادا کرو اور میں تمھیں کدو کے برتن، لکڑی سے بنائے ہوئے برتن، تارکول ملے ہوئے برتن اور ہرے رنگ کے گھڑے سے منع کرتا ہوں۔'' انھوں نے کہا: ''نَـقِيْـر'' کے بارے آپ کیا جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تنے کو کھود کر یہ برتن بنایا جاتا ہے، پھر لوگ اس میں شہریز کھجوریں یا عام کھجوریں اور پانی ڈالتے ہیں، جب اس کے جوش میں ٹھیراؤ پیدا ہوتا ہے تو پھر تم پیتے ہو (اور نشہ چڑھتا ہے کہ تم میں سے ایک آدمی اپنے چچا زاد بھائی کو تلوار کے ساتھ قتل کر دیتا ہے۔'' ان لوگوں میں ایک آدمی ایسا تھا، جو اسی وجہ سے زخمی ہوا تھا، میں رسول اللہ ﷺ سے شرماتے ہوئے اس کو چھپانے لگ گیا۔ ان لوگوں نے کہا: تو پھر آپ ہمیں کن برتنوں میں پینے کا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے

(٩٦١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨، ١٩٩٦ (انظر: ١١١٧٥)

اْلَادَمِ، قَالَ: ((وَاِنْ اَكَلَتْهُ الْجُرْذَانُ۔)) مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا، وَقَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: ((اِنَّ فِيْكَ خُلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ۔)) (مسند احمد: ١١١٩٣)

فرمایا: ''ان مشکیزوں میں، جن کے منہوں کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔'' انھوں نے کہا: ہمارے علاقے میں چوہے بہت زیادہ ہیں، اس وجہ سے چمڑے کا تو کوئی مشکیزہ بچتا ہی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ اس کو چوہے کھا جائیں۔'' آپ ﷺ نے یہ بات دو تین بار ارشاد فرمائی، پھر آپ ﷺ نے عبد القیس کے ایک فرد سیدنا اشج (منذر بن عائذ) رضی اللہ عنہ آدمی سے کہا: ''تجھ میں دو خصلتیں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو پسند کرتا ہے، ایک عقل اور بردباری اور دوسری وقار و تمکنت اور جلدی نہ کرنا۔''

**فوائد:**...... شہریز کھجور کی ایک قسم ہے، اس کے دانے کا سائز چھوٹا ہوتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے حصول کی خاطر آنے والے عبد القیس کے وفد کو آپ ﷺ نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اپنی رسالت کی گواہی دینے کی تعلیم دی۔

جب شراب حرام ہوئی تو آپ ﷺ نے عارضی طور پر ان چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا، بعد میں ان کے استعمال کی اجازت دے دی تھی۔ جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الآخِرَةَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِيْهَا، وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ .))...... یعنی: ''بلاشبہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں اور میں نے تم کو (کچھ) برتنوں سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کو مشروبات کے لئے استعمال کیا کرو اور نشہ دینے والی ہر چیز سے اجتناب کرو......'' (صحیحه: ٨٨٦)

(٩٦١٨)۔ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ اَرْبَعُ خِلَالٍ، اَنْ يُجِيْبَهُ اِذَا دَعَاهُ، وَيُشَمِّتَهُ اِذَا عَطَسَ، وَاِذَا مَرِضَ اَنْ يَعُوْدَهُ، وَاِذَا مَاتَ اَنْ يَشْهَدَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٩٨)

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حقوق ہیں، جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے، جب وہ چھینکے تو اس کو "يَرْحَمُكَ اللّٰه" کہے، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرے اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت کرے۔''

(٩٦١٨) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ١٤٣٤ (انظر: ٢٢٣٤٢)

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ الْخُمَاسِیَّاتِ

## خماسیات کا بیان

**تَنْبِیْه:**...... خماسیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں پانچ پانچ امور کا ذکر ہے۔

(۹۶۱۹)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ اَبِیْهِ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ اَعْطٰی لِلّٰهِ تَعَالٰی، وَمَنَعَ لِلّٰهِ تَعَالٰی، وَاَحَبَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی، وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ تَعَالٰی، وَاَنْكَحَ لِلّٰهِ تَعَالٰی، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ اِیْمَانَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۲۳)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے دیا، اللہ تعالیٰ کے لیے روکا، اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی، اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھا اور اللہ تعالیٰ کے لیے نکاح کیا، پس تحقیق اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔“

(۹۶۲۰)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سِتَّةُ اَیَّامٍ ثُمَّ اعْقِلْ یَااَبَاذَرٍّ! مَا اَقُوْلُ لَكَ بَعْدُ۔)) فَلَمَّا كَانَ الْیَوْمُ السَّابِعُ، قَالَ: ((اُوْصِیْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ فِیْ سِرِّ اَمْرِكَ وَعَلَانِیَتِهِ، وَاِذَا اَسَأْتَ فَاَحْسِنْ، وَلَا تَسْاَلَنَّ اَحَدًا شَیْئًا وَاِنْ سَقَطَ سَوْطُكَ، وَلَا تَقْبِضْ اَمَانَةً (وَفِیْ رِوَایَةٍ: وَلَا تُؤْوِیَنَّ اَمَانَةً) وَلَا تَقْضِ بَیْنَ اثْنَیْنِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۹۰۶)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چھ دن ہیں، پھر اے ابوذر! اس چیز کو سمجھنا جو میں تجھے بیان کرنے والا ہوں۔“ جب ساتواں دن آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھے تیرے مخفی اور اعلانیہ امور میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، جب تو برائی کرے تو اس کے بعد نیکی کر، کسی سے کسی چیز کا ہرگز سوال نہ کر، اگرچہ تیرا کوڑا گر جائے، کوئی امانت اپنے پاس نہ رکھ اور دو افراد کے مابین فیصلہ نہ کر۔“

**فوائد:**...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، لیکن اس میں کی گئی پانچ نصیحتوں کا مضمون دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ دوسری نصوص میں امانتیں وصول کرنے اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ہاں جو آدمی سمجھتا ہو کہ وہ ان امور کا حق ادا نہیں کر سکے گا تو وہ بیچ میں دخل ہی نہ دے۔

(۹۶۲۱)۔ عَنْ اَبِیْ مَرْیَمَ، اَنَّهُ سَمِعَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(۹۶۱۹) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الترمذی: ۲۵۲۱ (انظر: ۱۵۶۳۸)

(۹۶۲۰) تخریج: اسناده ضعیف، ابن لهیعة سیء الحفظ، ودراج بن سمعان ضعیف صاحب مناکیر (انظر: ۲۱۵۷۳)

(۹۶۲۱) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه الترمذی: ۳۹۳۶ دون لفظة: "الشرعة فی الیمن" (انظر: ۸۷۶۱)

اَبَاهُرَيْرَةَ ؓ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُلْكُ فِيْ قُرَيْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِي الْاَنْصَارِ وَالْاَذَانُ فِي الْحَبْشَةِ، وَالشُّرْعَةُ فِي الْيَمَنِ۔)) وَقَالَ زَيْدٌ مَرَّةً يَحْفَظُهُ: ((وَ الْاَمَانَةُ فِي الْاَزْدِ۔)) (مسند احمد: ٨٧٤٦)

فرمایا: ''بادشاہت قریشیوں میں، قضا انصاریوں میں، اذان حبشیوں میں، راہِ مستقیم یمنیوں میں اور امانت ازدیوں میں ہے۔''

**فوائد:**......اس حدیث مبارکہ میں مذکورہ قبائل کی اعلی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الْخُمَاسِيَاتِ الْمَبْدُوْءَ ةِ بِعَدَدٍ
## عدد سے شروع ہونے والی خماسیات کا بیان

**تنبیہ:**......خماسیات سے مراد وہ احادیث مبارکہ ہیں، جن میں پانچ پانچ امور کا بیان ہے۔

(٩٦٢٢)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَاْخُذُ مِنْ اُمَّتِيْ خَمْسَ خِصَالٍ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ، اَوْ يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ يَفْعَلُ بِهِنَّ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَعَدَّهُنَّ فِيْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ، وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَلَا تُكْثِرِ الضَّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ۔)) (مسند احمد: ٨٠٨١)

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو مجھ سے ان کلمات کی تعلیم حاصل کرے اور خود ان پر عمل کرے یا ان پر عمل کرنے والے کو سکھا دے؟'' سیدنا ابوہریرہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں۔ پس آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور شمار کرتے ہوئے پانچ چیزیں بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچو، لوگوں میں سب سے بڑا عبادت گزار بن جاؤ گے، اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ، سب سے بڑے غنی بن جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آؤ، مومن بن جاؤ گے۔ لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو، مسلمان بن جاؤ گے اور کثرت سے ہنسنا ترک کر دو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔''

**فوائد:** ......محارم سے اجتناب کرنا صبر کی مشقت طلب صورت ہے، یہی عبادت ہے جس کے ذریعے انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے، کیونکہ جب بندے کا نفس کسی برائی کی طرف مائل ہوتا ہے، لیکن دوسری طرف جب وہ اللہ تعالیٰ کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے نفسِ اَمّارہ کو شکست دیتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی محبت میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔ مزید اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونا، اپنے پڑوسیوں سے حسنِ سلوک سے پیش آنا اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی

(٩٦٢٢) تخريج: حديث جيّد، أخرجه الترمذي: ٢٣٠٥، وابن ماجه: ٤٢١٧ (انظر: ٨٠٩٥)

کرتے ہوئے پسند، ناپسند میں ان کو اپنے وجود کے قائم مقام سمجھنا، یہ ایسی نیکیاں ہیں جن سے دلی فرحت و انبساط نصیب ہوتا ہے۔

بلاشبہ نبی کریم ﷺ سے ہنسی اور مسکراہٹ ثابت ہے، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس جنتی آدمی کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ اس آدمی کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے: اس سے اس کے صغیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کرو اور کبیرہ گناہوں کا تذکرہ ہی نہ کرو۔ سو اسے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کیا تھا۔''

پھر اسے کہا جائے گا کہ تیری ہر برائی کے بدلے تجھے نیکی دی جاتی ہے۔ یہ سن کر وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے تو بڑے بڑے گناہ بھی کیے تھے، وہ تو مجھے نظر نہیں آرہے۔

میں نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ (ترمذی)

لیکن یہ واقعات انتہائی شاذ و نادر ہیں۔ آپ ﷺ نے کثرت سے ہنسنے سے منع کیا، کیونکہ اس سے انسان کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور خیر و بھلائی کے کاموں سے بے رغبت ہو جاتا ہے۔

(٩٦٢٣)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ، رَدُّ التَّحِيَّةِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَشُهُوْدُ الْجَنَازَةِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٨٣٧٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، جنازے میں شرکت کرنا، مریض کی عیادت کرنا، ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہنے والے چھینکنے والے کو ''یَرْحَمُكَ اللّٰہ'' کہنا۔''

(٩٦٢٤)۔ عَنْ أَبِيْ سَلَامٍ، عَنْ مَوْلَى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَخٍ بَخٍ لِخَمْسٍ مَا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيْزَانِ: (وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ رَجُلٌ: مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالْوَلَدُ

ابو سلام، ایک مولائے رسول سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واہ، واہ، کیا بات ہے پانچ چیزوں کی، وہ کتنی بھاری ہیں ترازو میں۔'' ایک بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور نیک بیٹا، جو فوت ہو جائے اور اس کے والدین ثواب کی نیت سے

(٩٦٢٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ١٤٣٥ (انظر: ٨٣٩٧)
(٩٦٢٤) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٨٠٧٦)

الصَّالِحُ، يُتَوَفّٰى فَيَحْتَسِبُهُ وَالِدُهُ۔)) وَقَالَ: ((بَخٍ بَخٍ لِخَمْسٍ، مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مُسْتَيْقِنًا بِهِنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَبِالْجَنَّةِ، وَالنَّارِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْحِسَابِ۔))

صبر کریں۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''واہ، کیا بات ہے پانچ چیزوں کی، جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملا کہ ان پر یقین رکھتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، وہ اللہ تعالیٰ، آخرت کے دن، جنت، جہنم، موت کے بعد جی اٹھنے اور حساب کتاب پر ایمان رکھتا ہو۔'' (مسند احمد: ۱۸۰۷٦)

**فوائد**:............''بَخٍ بَخٍ'' (واہ، واہ) یہ تعظیم کا صیغہ ہے، کسی کی تعریف کرنے اور رضامندی کا اظہار کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، مبالغہ کے لیے ایک سے زائد مرتبہ کہا جاتا ہے۔

(۹٦۲۵)۔ عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: عَهِدَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ خَمْسٍ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا، اَوْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ، أَوْ خَرَجَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَوْ دَخَلَ عَلٰى اِمَامٍ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ تَعْزِيْزَهُ وَتَوْقِيْرَهُ، اَوْ قَعَدَ فِيْ بَيْتِ فَيَسْلَمُ النَّاسُ مِنْهُ وَيَسْلَمُ۔)) (مسند احمد: ۲۲٤٤٤)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ چیزوں کی نصیحت کی کہ جو آدمی ان میں سے ایک کام کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ پر ضامن ہوگا، ''جو مریض کی تیمار داری کرے، یا جنازے کے ساتھ نکلے، یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے نکلے، یا حکمران کی تائید اور توقیر کے لیے اس کے پاس جائے، یا پھر اپنے گھر میں بیٹھا رہے، تاکہ لوگ اس سے سالم رہیں اور وہ لوگوں سے سالم رہے۔''

**فوائد**:......حکمران کی تائید وتوقیر سے مراد یہ ہے کہ حق پر اس کا ساتھ دیا جائے۔

اگر کسی آدمی میں شرّ کا مقابلہ کرنے اور اس کو ہاتھ یا زبان سے روکنے کی صلاحیت نہیں ہے تو پھر وہ شرّ اور شرّ والوں سے دور ہو جائے، لیکن یہ فیصلہ کرنے والے کے ضروری ہے کہ وہ خود علم وفہم وبصیرت والا ہو یا اہل علم سے مشورہ کرے۔

(۹٦۲٦)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَوْصَانِيْ حِبِّيْ بِخَمْسٍ: اَرْحَمُ الْمَسَاكِيْنَ وَاُجَالِسُهُمْ، وَاَنْظُرُ اِلٰى مَنْ هُوَ تَحْتِيْ وَلَا اَنْظُرُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ، وَاَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ، وَاَنْ اَقُوْلَ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے محبوب نے مجھے پانچ امور کی نصیحت کی، یہ کہ میں مسکینوں پر رحم کروں اور ان کے ساتھ بیٹھوں، (دنیا کے معاملے میں) اپنے سے کم تر افراد کی طرف دیکھوں، اپنے سے اوپر والے کی طرف نہ دیکھوں، صلہ رحمی کروں، اگرچہ وہ پیٹھ پھیر رہی ہو، حق کہوں،

---

(۹٦۲۵) تخریج: حدیث حسن، أخرجه البزار: ۱٦٤۹، وابن خزیمة: ۱٤۹۵، وابن حبان: ۳۷۲، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۰/ ۵۵ (انظر: ۲۲۰۹۳)

(۹٦۲٦) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۲۱۵۱۷)

بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا، وَأَنْ أَقُوْلَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. يَقُوْلُ مَوْلَى غُفْرَةَ: لَا أَعْلَمُ بَقِيَ فِيْنَا مِنَ الْخَمْسِ إِلَّا هٰذِهِ، قَوْلُنَا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ." قَالَ أَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنَ الْحَكَمِ بْنِ مُوْسٰى وَقَالَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ. (مسند احمد: ۲۱۸٤۹)

اگر چہ وہ کڑوا ہو اور یہ کہ میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کہوں۔غفرہ کا غلام کہتا ہے: میرے علم کے مطابق ہم میں ان پانچ امور میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی، ما سوائے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کے۔

**فوائد:** ......لیکن لوگوں نے مسکینوں کے قریب نہ بیٹھنے دیا، دنیا کے معاملات میں اپنے سے اوپر والے افراد کو دیکھا، صلہ رحمی کو ترک کر دیا اور مصلحت و مداہنت میں پڑ کر حق کا پاس و لحاظ نہ رکھا، سچ کہا غفرہ کے غلام نے کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کے ذکر کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہی۔

(۹٦۲۷)۔ عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَ يَحْيَي بْنَ ذَكَرِيَّا، بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ يَعْمَلُ بِهِنَّ وَأَنْ يَأْمُرَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ يَعْمَلُوْا بِهِنَّ، فَكَادَ أَنْ يُبْطِىءَ، فَقَالَ لَهُ عِيْسٰى: إِنَّكَ قَدْ أُمِرْتَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ تَعْمَلَ بِهِنَّ وَأَنْ تَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَنْ يَعْمَلُوْا بِهِنَّ، فَإِمَّا أَنْ تُبَلِّغَهُنَّ وَإِمَّا أُبَلِّغَهُنَّ، فَقَالَ لَهُ: يَا أَخِيْ! إِنِّيْ أَخْشٰى إِنْ سَبَقْتَنِيْ أَنْ أُعَذَّبَ، أَوْ يُخْسَفَ بِيْ، قَالَ: فَجَمَعَ يَحْيَي بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ حَتَّى امْتَلَأَ الْمَسْجِدُ، وَقُعِدَ عَلَى الشُّرَفِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنِيْ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ وَآمُرَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوْا بِهِنَّ، أَوَّلُهُنَّ أَنْ تَعْبُدُوْا

سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، انھوں نے لوگوں کو بتانے میں دیر کی، عیسی علیہ السلام نے ان سے کہا: آپ کو پانچ کلمات کے بارے میں حکم دیا گیا تھا کہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنو اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، اب آپ ان کو بتلائیں یا میں بتلا دیتا ہوں، انھوں نے کہا: اے میرے بھائی! اگر آپ مجھ سے پہلے بتلا دیں تو مجھے یہ ڈر ہو گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے عذاب دیا جائے یا مجھے دھنسا دیا جائے۔ پس یحییٰ علیہ السلام نے بنو اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا، یہاں تک کہ مسجد بھر گئی، پھر ان کو اونچی جگہ پر بٹھا دیا گیا، پس انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ کلمات کا حکم دیا ہے کہ خود بھی ان پر عمل کروں اور تم کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دوں، پہلا حکم یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے

(۹٦۲۷) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ۲۸٦۳، ۲۸٦٤ (انظر: ۱۷۱۷۰)

اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ اشْتَرٰی عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِہٖ بِوَرِقٍ، أَوْ ذَھَبٍ، فَجَعَلَ یَعْمَلُ وَیُؤَدِّیْ عَمَلَہُ إِلٰی غَیْرِ سَیِّدِہٖ، فَأَیُّکُمْ یَسُرُّہُ أَنْ یَکُوْنَ عَبْدُہُ کَذٰلِكَ، وَإِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَکُمْ وَرَزَقَکُمْ فَاعْبُدُوْہُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَآمُرُکم بِالصَّلَاۃِ فَإِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَنْصِبُ وَجْھَہُ لِوَجْہِ عَبْدِہٖ مَالَمْ یَلْتَفِتْ، فَإِذَا صَلَّیْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا، وَآمُرُکُمْ بِالصِّیَامِ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ کَمَثَلِ رَجُلٍ مَعَہُ صُرَّۃٌ مِنْ مِسْكٍ فِیْ عِصَابَۃٍ کُلُّھُمْ یَجِدُ رِیْحَ الْمِسْكِ، وَإِنَّ خَلُوْفَ فَمِ الصَّائِمِ عِنْدَ اللّٰہِ أَطْیَبُ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ، وَآمُرُکُمْ بِالصَّدَقَۃِ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ کَمَثَلِ رَجُلٍ أَسَرَہُ الْعَدُوُّ فَشَدُّوْا یَدَیْہِ إِلٰی عُنُقِہٖ وَقَرَّبُوْہُ لِیَضْرِبُوْا عُنُقَہُ فَقَالَ: ھَلْ لَکُمْ أَنْ أَفْتَدِیَ نَفْسِیْ مِنْکُمْ؟ فَجَعَلَ یَفْتَدِیْ نَفْسَہُ مِنْھُمْ بِالْقَلِیْلِ وَ الْکَثِیْرِ حَتّٰی فَكَّ نَفْسَہُ ۔ وَ آمُرُکُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کَثِیْرًا، وَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ کَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَہُ الْعَدُوُّ سِرَاعًا فِیْ أَثَرِہٖ فَأَتٰی حِصْنًا حَصِیْنًا فَتَحَصَّنَ فِیْہِ وَإِنَّ الْعَبْدَ أَحْصَنُ مَایَکُوْنُ مِنَ الشَّیْطَانِ إِذَا کَانَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَنَا آمُرُکُمْ بِخَمْسٍ، اَللّٰہُ أَمَرَنِیْ بِھِنَّ بِالْجَمَاعَۃِ، وَبِالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ، وَالْھِجْرَۃِ، وَالْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، فَإِنَّہُ

ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، پس بیشک مشرک کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس نے اپنے خالص مال چاندی یا سونے کے عوض غلام خریدا، لیکن ہوا یوں کہ وہ غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے لیے کام کرنے لگا، اب تم میں سے کس کو یہ بات خوش کرے گی کہ اس کا غلام اس قسم کا ہو، اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تم کو رزق دیا ہے، پس تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور میں تم کو نماز کا حکم دیتا ہوں، پس بیشک اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ بندے کے چہرے کی خاطر اس وقت تک متوجہ کیے رکھتے ہیں، جب تک وہ اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہو، اس لیے جب نماز پڑھو تو اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہوا کرو، اور میں تمہیں روزوں کا حکم دیتا ہوں، ان کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس کے پاس کستوری کی تھیلی ہو اور سارے لوگ کستوری کی خوشبو محسوس کر رہے ہوں، روزے دار کے منہ کی بدلی ہوئی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے ، اور میں تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہوں، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس کو اس کے دشمن نے قید کر کے اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیتے ہوں اور اس کی گردن کاٹنے کے لیے اس کو قریب کر لیا ہو اور وہ آگے سے کہا: اگر میں اپنے نفس کے عوض اتنا فدیہ دے دوں تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گے؟ پھر اس نے کم مقدار اور زیادہ مقدار فدیہ دینا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اپنے آپ کو بچا لیا، اور میں تم کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں، اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے، جس کا دشمن جلدی کرتے ہوئے اس کا تعاقب کر رہا ہو، لیکن وہ مضبوط قلعے میں پہنچ کر قلعہ بند ہو گیا، اور بیشک بندہ شیطان سے سب سے زیادہ حفاظت میں اس وقت ہوتا ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہوتا ہے۔'' پھر رسول

مَـنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْـقَةَ الْإِسْلَامِ مِـنْ عُنُقِهِ، إِلٰى أَنْ يَرْجِعَ، وَمَـنْ دَعَـا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثَاءِ جَهَـنَّـمَ۔)) قَـالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنْ صَامَ وَصَـلّٰـى؟ قَالَ: ((وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّـهُ مُسْلِمٌ، فَادْعُوْا الْمُسْلِمِيْنَ بِمَا سَمَّاهُمُ اللّٰـهُ الْـمُسْـلِـمِيْـنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِبَادَ اللّٰـهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۰۲)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا حکم دیا ہے، (وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:) جماعت، امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا، ہجرت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، پس جو آدمی ایک بالشت کے بقدر جماعت سے نکل گیا، اس نے واپس پلٹنے تک اپنی گردن سے اسلام کا معاہدہ اتار پھینکا اور جس نے جاہلیت کی پکار پکاری، وہ جہنم کی جماعت میں سے ہوگا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ روزے بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ روزہ بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے اور یہ گمان بھی کرے کہ وہ مسلمان ہے، پس مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے رکھے ہوئے نام سے پکارو، یعنی مسلمان، مؤمن، اللہ تعالیٰ کے بندے۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِي السُّدَاسِيَّاتِ

### سداسیات کا بیان

**تَنْبِيْه**:......سداسیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں چھ چھ امور کا ذکر ہے۔

(۹۶۲۸)۔ عَـنْ عَيَـاضِ بْنِ غُطَيْفٍ، قَالَ: دَخَـلْـنَا عَلٰى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ نَعُوْدُهُ مِـنْ شَكْوًى أَصَابَهُ، وَامْرَأَتُهُ تُحَيْفَةُ قَاعِدَةٌ عِـنْـدَ رَأْسِهِ، قُلْتُ: كَيْفَ بَاتَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ؟ قَـالَـتْ: وَاللّٰـهِ لَـقَـدْ بَـاتَ بِأَجْرٍ، فَقَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَـا بِتُّ بِأَجْرٍ، وَكَانَ مُقْبِلًا بِـوَجْـهِـهِ عَـلَى الْحَائِطِ، فَأَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِـوَجْـهِـهِ، فَـقَالَ: أَلَا تَسْأَلُوْنَنِي عَمَّا قُلْتُ؟ قَـالُـوْا: مَا أَعْجَبَنَا مَا قُلْتَ، فَنَسْأَلُكَ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ

عیاض بن غطیف سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کے لیے گئے، وہ بیمار تھے اور ان کی بیوی تُحیفہ ان کے سر کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، میں نے پوچھا: سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی رات کیسے گزری ہے؟ اس خاتون نے کہا: اللہ کی قسم! انھوں نے اجر و ثواب کے ساتھ رات گزاری ہے، لیکن اُدھر سے سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خود کہا: میں نے اجر کے ساتھ نہیں گزاری، جبکہ وہ دیوار کی طرف رخ کیے ہوئے تھے، پھر وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: جو بات میں نے کہی ہے، تم لوگ اس کے بارے میں سوال کیوں نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا: تم نے کوئی قابل تعجب بات ہی

(۹۶۲۸) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه النسائی: ٤/ ١٦٧ (انظر: ١٦٩٠)

اَنْفَقَ نَفَقَةً فَاضِلَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَسَبْعُمَائِةٍ، وَمَنْ اَنْفَقَ عَلٰی نَفْسِهِ، وَاَهْلِهِ، اَوْ عَادَ مَرِیْضًا اَوْ مَازَ اَذًی، فَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ، مَالَمْ یَخْرِقْهَا، وَمَنِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِبَلَاءٍ فِیْ جَسَدِهِ فَهُوَ لَهُ حِطَّةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۶۹۰)

نہیں کی کہ ہم اس کے بارے میں سوال کریں، پھر انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جس نے زائد چیز اللہ کی پناہ میں خرچ کی، اس کو سات سو گنا ثواب ملے گا، اور جس نے اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا، یا کسی مریض کی تیمارداری کی، کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دی تو اس کو اس نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا اور روزہ ڈھال ہے، لیکن جب تک وہ روزے دار اسے پھاڑ نہ لے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم کی آزمائش کے ذریعے آزمایا تو اس تکلیف سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

**فوائد:** ...... روزے کو پھاڑنے سے مراد یہ ہے کہ غیبت اور دوسرے گناہوں کے ذریعے اس کو زخمی اور متاثر کر دیا جائے، جیسے ڈھال میں سوراخ ہو جائے۔

## بَابُ السَّدَاسِیَّاتِ الْمَبْدُوْءَ ةِ بِعَدَدٍ
## عدد سے ابتداء ہونے والی سداسیات کا بیان

(۹۶۲۹)۔ عَنْ عَلِیٍّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ مِنَ الْمَعْرُوْفِ سِتٌّ، یُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِذَا لَقِیَهُ، وَیُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ، وَیَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ، وَیُجِیْبُهُ اِذَا دَعَاهُ، وَیَشْهَدُهُ اِذَا تُوُفِّیَ، وَیُحِبُّ لَهُ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ، وَیَنْصَحُ لَهُ بِالْغَیْبِ۔)) (مسند احمد: ۶۷۳)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر نیکی کی صورت میں چھ حقوق ہیں، جب اس سے ملاقات ہو تو سلام کرے، جب وہ چھینکے تو ''یَرْحَمُكَ اللّٰه'' کہے، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، جب وہ اس کو دعوت دے تو قبول کرے، جب وہ فوت ہو جائے تو نماز جنازہ میں شرکت کرے، جو کچھ اپنے لیے پسند کرے، وہ اس کے لیے بھی پسند کرے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے۔''

(۹۶۳۰)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((أَضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: أُصْدُقُوْا إِذَا

سیدنا عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) جب بات کرو تو سچ بولو

(۹۶۲۹) تخریج: حسن لغیره، أخرجه ابن ماجه: ۱۴۳۳، والترمذی: ۲۷۳۶ (انظر: ۶۷۳)

(۹۶۳۰) تخریج: حسن لغیره، أخرجه ابن حبان: ۲۷۱، والحاکم: ۴/ ۳۵۸، والبیهقی: ۶/ ۲۸۸ (انظر: ۲۲۷۵۷)

حَدَّثْتُمْ وَأَوْفُوْا إِذَا وَعَدْتُمْ وَأَدُّوْا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا أَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٣١٣٧)

(٢) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (٣) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو (٤) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو (٥) اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو (٦) اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔''

(٩٦٣١)۔ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْأَعْمَالُ سِتَّةٌ وَالنَّاسُ أَرْبَعَةٌ، فَمُوْجِبَتَانِ، وَمِثْلٌ بِمِثْلٍ، وَحَسَنَةٌ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَحَسَنَةٌ بِسَبْعِمَائَةٍ، فَأَمَّا الْمُوْجِبَتَانِ فَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ، وَأَمَّا مِثْلٌ بِمِثْلٍ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ حَتّٰى يَشْعُرَهَا قَلْبُهُ وَيَعْلَمَهَا اللّٰهُ مِنْهُ كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، وَمَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً كُتِبَتْ عَلَيْهِ سَيِّئَةً، وَمَنْ عَمِلَ حَسَنَةً فَبِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَمَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَحَسَنَةٌ بِسَبْعِمِائَةٍ، وَأَمَّا النَّاسُ فَمُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا مَقْتُوْرٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ، وَمَقْتُوْرٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا، مُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ، وَمَقْتُوْرٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) (مسند احمد: ١٩١٠٧)

سیدنا خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعمال چھ ہیں اور لوگ چار ہیں، دو واجب کرنے والے ہیں، دو ہم مثل ہیں، ایک نیکی دس گناہ ہے اور ایک نیکی سات سو گنا ہے، دو واجب کرنے والے یہ ہیں: جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو، جنت میں داخل ہو گیا اور جو اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہو، وہ جہنم میں داخل ہو گا۔ دو ہم مثل یہ ہیں: جس نے نیکی کرنے کا اتنا ارادہ کیا کہ اس کے دل کو سمجھ آ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جان لیا تو اس کی ایک نیکی لکھی جائے گی اور جو ایک برائی کرے گا، اس کی ایک برائی ہی لکھی جائے گی، جو ایک نیکی کرے گا، اس کو ثواب دس گنا ہو گا، جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرکے ایک نیکی کرے گا، اس کا اجر سات سو گنا ہو گا، رہا مسئلہ لوگوں کا، تو جس پر دنیا میں وسعت کی جائے گی، آخرت میں اس پر تنگی کی جائے گی، جس پر دنیا میں تنگی کی جائے گی، آخرت میں اس پر وسعت پیدا کی جائے گی اور بعض ایسے ہیں کہ دنیا و آخرت میں ان پر وسعت اختیار کی جائے گی۔''

**فوائد**: ...... آخری جملے میں مذکورہ وسعت سے مراد وہ مال و دولت وغیرہ ہے، جس کے ساتھ شریعت کا حق ادا نہ کیا گیا ہو، اسی طرح جو آدمی دنیا میں تنگی میں مبتلا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس آزمائش میں شریعت کے تقاضے پورے کرے۔

آخری جملے میں (اما الناس ......) لوگوں کی چار قسمیں بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ مال دار ہیں لیکن اس کے حقوق ادا کرنے سے غافل رہے تو آخرت میں ان پر تنگی ہو گی۔

(٩٦٣١) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤١٥١، والحاكم: ٢/ ٨٧، وأخرجه مختصرا الترمذي: ١٦٢٥ (انظر: ١٨٩٠٠)

۲۔ دنیا میں مالی لحاظ سے تنگی والے لیکن آخرت میں ان کے لیے فراخی ہو گی کیونکہ وہ مالی لحاظ سے تنگ دست ہونے کے باوصف اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔

۳۔ دنیا میں فقیر ومحتاج اور اللہ کے نافرمان، اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے آخرت میں تنگی والے۔

۴۔ دنیا میں مالدار اور اللہ کے مطیع اور صحیح مسلم، ان کے لیے آخرت میں فراخی ہی فراخی ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ السُّبَاعِیَّاتِ

## سباعیات کا بیان

**تَنْبِیْه**: ......سباعیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں سات سات امور کا ذکر ہے۔

(۹۶۳۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ، اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُتَعَلِّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اَخْفَاهَا لَا تَعْلَمُ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ اِلٰی نَفْسِهَا، فَقَالَ: اَنَا اَخَافُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۹۶۶۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس دن سات قسم کے افراد کو اپنے سائے میں جگہ دے گا، جس دن صرف اسی کا سایہ ہو گا، (۱) منصف حکمران، (۲) وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھا، (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہو، (۴) وہ دو آدمی جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کی، اسی پر جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے، (۵) وہ آدمی نے جس نے صدقہ کیا اور اس کو اس طرح چھپایا کہ جو کچھ اس کے دائیں ہاتھ نے خرچ کیا، اس کے بائیں ہاتھ کو اس کا علم نہ ہوا، (۶) وہ آدمی جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اس کی آنکھیں بہہ پڑھیں اور (۷) وہ آدمی جس کو منصب اور حسن والی عورت نے اپنے وجود یعنی برائی کی دعوت دی، لیکن اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔''

**فوائد**: ......اگر آدمی غور کرے تو اس حدیثِ مبارکہ میں بیشتر اعمال بہت آسان ہیں۔

(۹۶۳۳)۔ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ سُوَیْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع کیا، آپ ﷺ نے جن چیزوں کا حکم دیا، وہ یہ تھیں:

(۹۶۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٦٠، ١٤٢٣، ومسلم: ١٠٣١ (انظر: ٩٦٦٥)

(۹۶۳۳) تخریج: أخرجه البخاری: ١٢٣٩، ٢٤٤٥، ٥٦٥٠، ٥٨٦٣، ومسلم: ٢٠٦٦ (انظر: ١٨٥٠٤)

سَبْعٍ، قَالَ فَذَكَرَ: ((مَا اَمَرَهُمْ بِهِ مِنْ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاِتْبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَنَهَانَا عَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، اَوْ قَالَ: حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَالْاِسْتَبْرَقِ، وَالْحَرِيْرِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالْمِيْثَرَةِ، وَالْقَسِّيِّ۔)) (مسند احمد: ۱۸۶۹۸)

بیمار کی تیمارداری کرنا، جنازوں میں شرکت کرنا، چھینکنے والے کو ''یَرْحَمُكَ الله'' کہنا، سلام کا جواب دینا، قسم اٹھانے والے کی قسم پوری کرنا، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا۔ اور آپ ﷺ نے جن چیزوں سے منع فرمایا، وہ یہ تھیں: چاندی کے برتن، سونے کا کڑا، استبرق، ریشم، دیباج، ریشم و دیباج سے آراستہ سواری یا کشتی، قسّی۔

**فوائد:**...... دیباج: ریشمی قیمتی کپڑا جس کا تانا بانا ریشم کا ہوتا ہے۔ استبرق سے مراد موٹا ریشم ہے۔
قسّیّ: یمن کی ایک بستی کا نام قَسّ ہے، اس میں ایک کپڑا اتیار کیا جاتا ہے، اس پر ریشمی پٹیاں لگائی جاتی ہیں یا اس کا تانا یا اس کا بانا ریشم کا ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ یہ کپڑا ریشم کی ملاوٹ کی وجہ سے حرام ہے۔

(۹۶۳۴)۔ عَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِيِّ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((ثَلَاثٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ، وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ۔)) قَالَ: ((فَاَمَّا الثَّلَاثُ الَّذِیْ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ: فَاِنَّهُ مَا نَقَّصَ مَالَ عَبْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ بِمَظْلِمَةٍ فَيَصْبِرُ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا عِزًّا، وَلَا يَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ لَهُ بَابَ فَقْرٍ۔)) (وَاَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ) فَاِنَّهُ قَالَ: ((اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ، عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِیْ فِيْهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ حَقَّهُ، قَالَ: فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ۔)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا، قَالَ: فَهُوَ

سیدنا ابو کبشہ انماری ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں اور تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں، پس اس کو یاد کرو۔'' وہ تین چیزیں، جن پر میں قسم اٹھاتا ہوں، یہ ہیں: (۱) صدقہ بندے کے مال میں کمی نہیں کرتا، (۲) جس آدمی پر ظلم کیا جاتا ہے اور پھر وہ صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے اور (۳) جب بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اب میں تم کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں، اس کو یاد کر لو: دنیا صرف چار افراد کے لیے ہے، (۱) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی عطا کیا اور علم بھی اور وہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے اور اس سے متعلقہ اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے، یہ آدمی سب سے افضل مرتبے والا ہے، (۲) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا، مال نہیں دیا، پس وہ نیک خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں آدمی

(۹۶۳۴) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الترمذی: ۲۳۲۵ (انظر: ۱۸۰۳۲)

يَقُوْلُ: لَوْكَانَ لِيْ مَالٌ عَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَان، قَالَ: فَأَجْرُهُمَا سِوَاءٌ۔)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِيْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقَّهُ، فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ۔)) قَالَ: ((وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ كَانَ لِيْ مَالٌ لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَان قَالَ: هِيَ نِيَّتُهُ فَوِزْرُهُمَا فِيْهِ سَوَاءٌ۔)) (مسند احمد: ۱۸۱۹٤)

کی طرح نیک کام کرتا، ان دونوں کا اجر برابر ہے، (۳) وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا، علم نہیں دیا، پس وہ اپنے مال کو بے تکا اور بغیر سوچے سمجھے خرچ کرتا ہے اور اس کے بارے میں نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس سے متعلقہ اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے، یہ آدمی سب سے گھٹیا مرتبے والا ہے، اور (۴) وہ آدمی جس کو نہ اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور نہ علم، لیکن اس گھٹیا آدمی کے کردار کو سامنے رکھ کر کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح کے کام کرتا، یہ اس کی نیت ہے اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔''

(۹٦۳۵)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ ؓ، قَالَ: أَمَرَنِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ بِسَبْعٍ: أَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ، وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ وَلَا أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ، وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ، وَأَمَرَنِيْ أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا، وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا، وَأَمَرَنِيْ أَنْ لَا أَخَافَ فِيْ اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَمَرَنِيْ أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔ (مسند احمد: ۲۱۷٤۵)

سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے خلیل نے مجھے سات چیزوں کا حکم دیا، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں مسکینوں سے محبت کروں اور ان کے قریب ہوا کروں، آپ ﷺ مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سے کم تر افراد کی طرف دیکھوں اور اپنے سے اوپر والے کی طرف نہ دیکھوں، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں صلہ رحمی کروں، اگرچہ وہ پیٹھ پھیر رہی ہو، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ حق کہوں، اگرچہ وہ کڑوا ہو، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں کثرت سے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' کا ذکر کروں، کیونکہ یہ عرش کے نیچے موجود ایک خزانے میں سے ہیں۔

---

(۹٦۳۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البیهقی: ۱۰/ ۹۱، وابن حبان: ٤٤۹، ووالطبرانی فی "الکبیر": ۱٦٤۸ (انظر: ۲۱٤۱۵)

# بَابُ مَاجَاءَ فِیْ الثُّمَانِیَّاتِ

## ثمانیات کا بیان

**تنبیہ:** ......ثمانیات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں آٹھ آٹھ امور کا ذکر ہے۔

(۹۶۳۶)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَتَصْدِیْقٌ وَجِہَادٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَحَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔)) قَالَ الرَّجُلُ: اَکْثَرْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((فَلِیْنُ الْکَلَامِ، وَبَذْلُ الطَّعَامِ، وَسَمَاحٌ وَحُسْنُ خُلُقٍ۔)) قَالَ الرَّجُلُ: اُرِیْدُ کَلِمَۃً وَاحِدَۃً، قَالَ لَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اذْھَبْ، فَلَا تَتَّھِمِ اللّٰہَ نَفْسَکَ۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۶۷)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! افضل عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، تصدیق کرنا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور حج مبرور۔'' اس بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو زیادہ چیزوں کا ذکر کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر نرم کلام کرنا، کھانا کھلانا، درگزر کرنا اور حسن اخلاق۔'' اس بندے نے کہا: میں تو صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلا جا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی سے بچانا۔''

**فوائد:** ......''اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی سے بچانا'' یعنی اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور پھر اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں جو فیصلہ کرے، اس پر راضی ہو جا۔

ہم نے ترجمہ میں ''سَمَاح'' کا صرف ایک معنی ذکر کیا ہے، اس کے مزید معانی یہ ہیں: معاف کرنا، نرمی، چشم پوشی، فراخ دلی، سخاوت۔

# بَابُ مَاجَاءَ فِیْ الْعُشَارِیَّاتِ وَمَازَادَ عَنْھَا

## عشاریات اور اس سے بھی زائد امور کا بیان

**تنبیہ:** ......عشاریات سے مراد وہ احادیثِ مبارکہ میں ہیں، جن میں اسلام کے دس دس احکام کا ذکر ہے۔

(۹۶۳۷)۔ عَنْ اَبِیْ ظَبْیَۃَ، قَالَ: اِنَّ شُرَحْبِیْلَ بْنَ السِّمْطِ دَعَا عَمْرَو بْنَ عَبَسَۃَ السُّلَمِیَّ فَقَالَ: یَاابْنَ عَبَسَۃَ ھَلْ اَنْتَ مُحَدِّثِیْ حَدِیْثًا

ابو ظبیہ کہتے ہیں: شرحبیل بن سمط نے سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا: اے ابن عبسہ! کیا تم ایسی حدیث بیان کر سکتے ہو، جو تم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے

(۹۶۳۶) تخریج: حدیث محتمل للتحسین لشواھدہ (انظر: ۱۷۸۱٤)

(۹۶۳۷) تخریج: ھذا الحدیث یشتمل علی الحدیثین، الحدیث الأول الی قولہ: "یتناصرون من اجلی"، وھما صحیحان، دون قولہ فی الحدیث الثانی "من ولد اسماعیل" (انظر: ۱۹٤۳۸، ۱۹٤۳۹)

سَمِعْتَهُ أَنْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِيْهِ تَزَيُّدٌ وَلَا كَذِبٌ، وَلَا تُحَدِّثْنِيْهِ عَنْ آخَرَ سَمِعَهُ مِنْهُ غَيْرُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَحَابُّوْنَ مِنْ أَجْلِيْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَصَافَوْنَ مِنْ أَجْلِيْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَزَاوَرُوْنَ مِنْ أَجْلِيْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَبَاذَلُوْنَ مِنْ أَجْلِيْ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَنَاصَرُوْنَ مِنْ أَجْلِيْ۔)) وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَبَلَغَ مُخْطِئًا أَوْ مُصِيْبًا فَلَهُ مِنَ الْأَجْرِ كَرَقَبَةٍ يُعْتِقُهَا مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهِيَ لَهُ نُوْرٌ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَكُلُّ عُضْوٍ مِنَ الْمُعْتَقِ بِعُضْوٍ مِنَ الْمُعْتِقِ فِدَاءٌ لَهُ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتْ إِمْرَأَةً مُسْلِمَةً فَكُلُّ عُضْوٍ مِنَ الْمُعْتَقَةِ بِعُضْوٍ مِنَ الْمُعْتِقَةِ فِدَاءٌ لَهَا مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ قَدَّمَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ صُلْبِهِ ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوْا الْحِنْثَ أَوِ امْرَأَةٌ فَهُمْ لَهُ سُتْرَةٌ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ قَامَ إِلٰى وَضُوْءٍ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ فَأَحْصَى الْوُضُوْءَ إِلٰى أَمَاكِنِهِ سَلِمَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَوْ خَطِيْئَةٍ لَهُ، فَإِنْ قَامَ إِلَى

اور اس میں کسی زیادتی اور جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو، نیز تم نے وہ حدیث کسی اور آدمی سے بیان نہیں کرنی، جو اُس نے سنی ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحقیق میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوگئی جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوگئی، جو میری وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ خالص تعلق رکھتے ہیں، میری محبت میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی، میری محبت میری وجہ سے خرچ کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی اور میری محبت میری وجہ سے ایک دوسروں کی مدد کرنے والوں کے لیے ثابت ہوگئی۔'' پھر سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے اللہ کے راستے میں تیر پھینکا، وہ نشانے پر لگا یا نہ لگا، اسے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، جو آدمی اللہ کے راستے میں بوڑھا ہوگیا تو یہ عمل اس کے لیے نور ہوگا، جس مسلمان نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو آزاد شدہ کے ہر ایک عضو کے بدلے آزاد کنندہ کا ہر عضو آگ سے آزاد ہو جائے گا، جس مسلمان عورت نے کسی مسلمان عورت کو آزاد کیا تو آزاد شدہ عورت کے ہر عضو کے بدلے آزاد کنندہ کا ہر عضو جہنم سے آزاد ہو جائے گا، جس مسلمان مرد یا عورت نے اپنی اولاد میں سے تین نابالغ بچے آگے بھیج دیے (یعنی فوت ہو گئے) تو وہ اس کے لیے آگ کے سامنے آڑ بن جائیں گے (یعنی وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا)، جو آدمی نماز کے ارادے سے وضو کرنے کے لیے اٹھا اور اس نے وضو کے پانی کو اس کی جگہ تک پہنچایا تو وہ ہر گناہ یا خطا سے پاک ہو جائے گا۔ اب اگر وہ نماز پڑھتا ہے تو

الصَّلَاةِ رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً وَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ سَالِمًا۔)) فَقَالَ شُرَحْبِيلُ بْنُ السِّمْطِ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا ابْنَ عَبَسَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَوْ أَنِّي لَمْ أَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ أَوْ خَمْسٍ أَوْ سِتٍّ أَوْ سَبْعٍ فَانْتَهٰى عِنْدَ سَبْعٍ مَا حَلَفْتُ، يَعْنِي مَا بَالَيْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي عَدَدَ مَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٦٦٢)

اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرے گا اور اگر ویسے ہی بیٹھ جاتا ہے تو (گناہوں سے) پاک ہو کر بیٹھے گا۔'' شرحبیل نے تصدیق کرنے کے لیے کہا: اے ابن عبسہ! کیا تم نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اگر میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ یا سات یا آٹھ یا نو دفعہ سنی ہوتی تو میں قسم نہ اٹھاتا، یعنی کسی آدمی کو یہ بیان نہ کرنے میں کوئی پرواہ نہ کرتا، اللہ کی قسم! بات یہ ہے کہ مجھے وہ تعداد ہی یاد نہیں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کتنی دفعہ یہ حدیث سنی تھی۔

**فوائد:** ......اس قسم کی احادیث مبارکہ اس لائق ہیں کہ ان کو بار بار پڑھا جائے، ان میں مذکورہ امور پر غور کیا جائے اور ان کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔

(٩٦٣٨)۔ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ: لَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَعْرُوفِ فَقَالَ: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تُعْطِيَ صِلَةَ الْحَبْلِ، وَلَوْ أَنْ تُعْطِيَ شِسْعَ النَّعْلِ، وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي، وَلَوْ أَنْ تُنَحِّيَ الشَّيْءَ مِنْ طَرِيقِ النَّاسِ يُؤْذِيهِمْ، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ وَوَجْهُكَ إِلَيْهِ مُنْطَلِقٌ، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ فَتُسَلِّمَ عَلَيْهِ، وَلَوْ أَنْ تُؤْنِسَ الْوَحْشَانَ فِي الْأَرْضِ، وَإِنْ سَبَّكَ رَجُلٌ بِشَيْءٍ يَعْلَمُهُ فِيكَ وَأَنْتَ تَعْلَمُ

ابو تمیمہ ہجیمی اپنی قوم کے آدمی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ کے کسی راستے میں رسول اللہ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ سے نیکی کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نیکی سر انجام دینے کو معمولی خیال نہ کرنا، اگرچہ (وہ نیکی یہ ہو کہ تو کسی کو) رسی کا عطیہ دے دے، کسی کو جوتے کا تسمہ ہبہ کر دے، اپنے ڈول سے پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی ڈال دے، لوگوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دے، اپنے بھائی کو خندہ پیشانی کے ساتھ ملے، اپنے بھائی سے ملاقات کرتے وقت سلام کہہ دے، خوف و گھبراہٹ میں مبتلا آدمی کا دل بہلا دے، اگر کوئی آدمی تیری کسی ایسی خامی کی بنا پر تجھے برا بھلا کہے، جس کو وہ جانتا ہے تو تو اس کو اس کے عیب کی بنا پر برا بھلا مت کہہ، اس کاروائی کا اجر تیرے لیے

(٩٦٣٨) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٠٨٤، والترمذی: ٢٧٢٢ (انظر: ١٥٩٥٥)

فِيهِ نَحْوَهُ فَلَاتَسُبَّهُ فَيَكُوْنَ اَجْرُهُ لَكَ وَوِزْرُهُ عَلَيْهِ، وَمَاسَرَّ اُذُنَكَ اَنْ تَسْمَعَهُ فَاعْمَلْ بِهِ، وَمَا سَاءَ اُذُنَكَ اَنْ تَسْمَعَهُ فَاجْتَنِبْهُ۔))

ہوگا اور گناہ اس پر ہوگا، تیرا کان جس چیز کو سننا پسند کریں، اس پر عمل کر اور تیرے کان کو جس چیز کو سننا برا لگے، اس سے اجتناب کر۔''

(مسند احمد: ١٦٠٥١)

**فوائد:** ......نیکی نیکی ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سب سے قیمتی چیز ہے، اس کا تعلق بظاہر معمولی امور سے ہو یا غیر معمولی امور سے، اس لیے کسی نیکی کو کم اہمیت سمجھ کر نہ چھوڑا جائے۔

(٩٦٣٩)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَنَّهُ قَالَ: اتَّزِرُوْا، وَارْتَدُوْا، وَانْتَعِلُوْا، وَاَلْقُوْا الْخِفَافَ وَالسَّرَاوِيْلَاتِ، وَالْقُوْا الرُّكُبَ، وَانْزُوْا نَزْوًا، وَعَلَيْكُمْ بِالْمَعَدِّيَّةِ، وَارْمُوْا الْاَغْرَاضَ، وَذَرُوْا التَّنَعُّمَ وَزِيَّ الْعَجَمِ، وَاِيَّاكُمْ وَالْحَرِيْرَ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهٰى عَنْهُ، وَقَالَ: ((لَا تَلْبَسُوْا مِنَ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَاكَانَ هٰكَذَا۔)) وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاِصْبَعَيْهِ۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: تہبند باندھا کرو، چادر اوڑھا کرو اور جوتے پہنا کرو اور موزوں اور شلواروں کو ترک کر دو، اسی طرح (سواریوں سے) رکاب بھی پھینک دو اور کود کر چڑھا کرو، معد بن عدنان کی طرح کی زندگی گزارو، نشانوں پر تیر پھینکا کرو، عیش پرستی اور عجموں کے فیشن اپنانے سے بچو اور ریشم سے بھی دور رہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریشم نہ پہنا کرو، مگر اتنا۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔

(مسند احمد: ٣٠١)

**فوائد:** ......موزے اور شلوار پہننا جائز ہیں، درج ذیل حدیث پر غور کریں:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مَشْيَخَةٍ مِنْ الْأَنْصَارِ بِيضٌ لِحَاهُمْ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! حَمِّرُوا وَصَفِّرُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) قَالَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَتَسَرْوَلُونَ وَلَا يَأْتَزِرُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَسَرْوَلُوا وَائْتَزِرُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَتَخَفَّفُونَ وَلَا يَنْتَعِلُونَ، قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَتَخَفَّفُوا وَانْتَعِلُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّونَ عَثَانِينَهُمْ وَيُوَفِّرُونَ سِبَالَهُمْ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قُصُّوا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوا عَثَانِينَكُمْ وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ۔)) ...... نبی کریم ﷺ انصار کے عمر رسیدہ لوگوں پر داخل

(٩٦٣٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه من قوله واياكم والتنعّم الى آخره: البخاري: ٥٨٢٩، ومسلم: ٢٠٦٩ (انظر: ٣٠١)

ہوئے، ان کی داڑھیاں سفید ہو چکی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصار کے گروہ! اپنی داڑھیوں کو سرخ اور زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اہل کتاب شلواریں پہنتے ہیں، تہبند نہیں پہنتے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم شلواریں بھی پہنو اور تہبند بھی پہنو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اہل کتاب موزے پہنتے ہیں اور جوتے نہیں پہنتے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم موزے بھی پہنو اور جوتے بھی پہنو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اہل کتاب اپنی داڑھیاں کاٹتے ہیں اور مونچھیں لمبی کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا'' تم اپنی مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔'' (مسند احمد: ۲۲۶۳۹)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قوت اور نشاط برقرار رکھنے کے لیے رکاب کے استعمال سے منع کیا۔

معد بن عدنان، عربوں کا دادا تھا، یہ تنگ دستی اور سختی والی زندگی گزارنے والا تھا، اس جملے میں دراصل خوش عیشی سے منع کیا جا رہا ہے، جس کی مفسدت ظاہر ہیں۔

مختلف شارحین نے عجموں کی مختلف قبیح عادتیں بیان کی ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں:

عورتوں کا سینے اور سر کو ننگا رکھنا، سرخ رنگ کی گدیاں اور لباس اور گدیوں کے لیے ریشم استعمال کرنا، عمدہ اور باریک لباسوں کا اظہار کرنا، تنگ لباس پہننا، خوشحالی اور عیش پرستی پر بہت توجہ دینا۔

اصل قانون یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی شریعت میں تمام عبادات اور جائز و ناجائز معاملات کا تعین کر دیا ہے، بس ان ہی کا پابند رہا جائے، نیز آپ ﷺ کے زمانے میں عربوں اور عجمیوں کی تہذیبوں میں واضح فروق تھے، اب تو عربوں کی عیش پرستی اور معصیتوں کا سلسلہ بھی بہت آگے بڑھ گیا ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي النِّسَاءِ وَمَا يُدْخِلُهُنَّ الْجَنَّةَ
## عورتوں اور ان کو جنت میں داخل کرنے والے اعمال کا بیان

(۹۶۴۰)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيْلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ۔)) (مسند احمد: ۱۶۶۱)

سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت پانچ نمازیں پڑھے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے تو اس سے کہا جائے گا: جنت کے جس دروازے سے چاہتی ہے، داخل ہو جا۔''

**فوائد:** ......خواتین کی ذمہ داریاں مردوں کی بہ نسبت بہت کم ہیں، پس ہونا یہ چاہیے تھا کہ مردوں کی بہ نسبت عورتیں زیادہ کامیاب ہونے والی ہوتیں، لیکن یہ ان کی نااہلی ہے کہ معاملہ اس کے الٹ ثابت ہوا اور آپ ﷺ نے خواتین کی

(۹۶۴۰) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۱۶۶۱)

اکثریت کو جہنم میں دیکھا۔ مسلم عورتوں کو چاہیے کہ وہ آخرت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں اور حقوق ادا کریں۔

(۹٦٤١)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ وَمَعَهَا صَبِيَّانِ لَهَا، فَأَعْطَاهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ أَحَدَ الصَّبِيَّيْنِ بَكَى، قَالَ: فَشَقَّتْهَا فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدٍ نِصْفًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَامِلَاتٌ وَالِدَاتٌ رَحِيْمَاتٌ بِأَوْلَادِهِنَّ، لَوْلَا مَا يَصْنَعْنَ بِأَزْوَاجِهِنَّ لَدَخَلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥٢٦)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے سوال کیا، جبکہ اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے، آپ ﷺ نے اس کو تین کھجوریں دیں، اس نے ہر بچے کو ایک ایک کھجور دے دی، پھر جب ایک بچہ رونے لگا تو اس نے تیسری کھجور بھی دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ہر ایک آدھی آدھی دے دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچوں کو پیٹ میں اٹھانے والی، پھر جنم دینے والی اور پھر ان سے شفقت کرنے والی، یہ خواتین جو کچھ اپنے خاوندوں کے ساتھ کر جاتی ہیں، اگر یہ چیز نہ ہوتی تو نمازی عورتوں نے جنت میں داخل ہو جانا تھا۔''

(۹٦٤٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةٌ، وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا تَحْمِلُهُ وَبِيَدِهَا آخَرُ، لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَسْأَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا يَوْمَئِذٍ إِلَّا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، ثُمَّ قَالَ: ((حَامِلَاتٌ وَالِدَاتٌ۔)) اَلْحَدِيْثَ (مسند احمد: ٢٢٥٧٢)

(دوسری سند) ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، ایک بچہ اس نے اٹھایا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ میں دوسرا بچہ تھا، میرا خیال ہے کہ راوی نے یہ بھی کہا کہ وہ عورت حاملہ بھی تھی اس نے رسول اللہ ﷺ سے جو چیز مانگی، آپ ﷺ نے اس کو دے دی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بچوں کو پیٹ میں اٹھانے والیاں، پھر ان کو جنم دینے والیاں، ......۔''

**فوائد:** ...... بہرحال دیکھا یہ گیا ہے کہ خواتین کی اکثریت اپنے خاوندوں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتیں۔ اگرچہ یہ جملہ عورتوں کو اچھا نہیں لگے گا اور وہ فوراً مردوں پر اعتراض کرنا شروع کر دیں گی، لیکن یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اس وقت ہمارا موضوع خواتین کی ذمہ داریاں ہیں اور ہم ان کے منفی اور مثبت پہلو کو بیان کر رہے ہیں، ویسے تو میاں بیوی میں سے ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ وہی درست ہے، غلطی دوسرے کی ہے، لیکن ہر ایک کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں اور دوسروں کے حقوق کو سمجھنا چاہیے، دیکھیں حدیث نمبر (۹٦۴۴) میں خواتین کی اکثریت کے جہنمی ہونے کا ایک سبب خاوندوں کی ناشکری کو قرار دیا گیا ہے۔

---

(٩٦٤١) تخريج: اسناده ضعيف بهذه السياقة، فهو منقطع بين سالم بن ابى الجعد وابى امامة، أخرجه الحاكم: ٤/ ١٧٤، وأخرجه بنحوه ابن ماجه: ٢٠١٣ (انظر: ٢٢١٧٣)

(٩٦٤٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹٦٤٣)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِنْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ یَوْمًا فَاَتَی النِّسَاءَ فِی الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ عَلَیْهِنَّ فَقَالَ: ((یَامَعْشَرَ النِّسَاءِ! مَارَاَیْتُ مِنْ نَوَاقِصِ عُقُوْلٍ وَدِیْنٍ اَذْهَبَ لِقُلُوْبِ ذَوِی الْاَلْبَابِ مِنْکُنَّ، فَاِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَهْلِ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَتَقَرَّبْنَ اِلَی اللّٰهِ مَااسْتَطَعْتُنَّ۔)) وَکَانَ فِی النِّسَاءِ امْرَاَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَاَخْبَرَتْهُ بِمَا سَمِعَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَخَذَتْ حُلِیًّا لَهَا، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ ﷺ: فَاَیْنَ تَذْهَبِیْنَ بِهٰذَا الْحُلِیِّ؟ فَقَالَتْ: اَتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلِهٖ، لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ لَا یَجْعَلَنِیْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَقَالَ: وَیْلَكِ هَلُمِّیْ فَتَصَدَّقِیْ بِهٖ عَلَیَّ وَعَلٰی وَلَدِیْ فَاِنَّا لَهُ مَوْضِعٌ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ حَتّٰی اَذْهَبَ بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَذَهَبَتْ تَسْتَاْذِنُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالُوْا لِلنَّبِیِّ ﷺ: هٰذِهٖ زَیْنَبُ تَسْتَاْذِنُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اَیُّ الزَّیَانِبِ هِیَ؟)) فَقَالُوْا: امْرَاَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ: ((اِئْذَنُوْا لَهَا۔)) فَدَخَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ سَمِعْتُ مِنْكَ مَقَالَةً، فَرَجَعْتُ اِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَحَدَّثْتُهُ وَاَخَذْتُ حُلِیًّا اَتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَی اللّٰهِ وَاِلَیْكَ رَجَاءَ اَنْ لَا یَجْعَلَنِیَ اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَقَالَ لِیَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر سے فارغ ہوئے، مسجد میں موجود عورتوں کے پاس آئے، ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''عورتوں کی جماعت! میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ کسی عقل مند پر غالب آ جانے والا کوئی نہیں دیکھا اور میں نے قیامت کے دن جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی، لہٰذا حسبِ استطاعت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔'' عورتوں میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی موجود تھی، اس نے اپنے خاوند کو آپ ﷺ سے سنی ہوئی باتوں کی اطلاع دی اور اپنا زیور لے کر نکل پڑی، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ زیور لے کر کہاں جا رہی ہے؟ اس نے کہا: اس کے ذریعے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کرنا چاہتی ہوں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہنم والوں میں نہ بنائے، انھوں نے کہا: تو ہلاک ہو جائے، اِدھر آ اور مجھ پر اور میرے بچوں پر صدقہ کر، ہم اس کا بہترین مصرف ہیں، اس نے کہا: اللہ کی قسم! اس وقت تک نہیں، جب تک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ جاؤں، پس وہ چلی گئی اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، لوگوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یہ زینب آئی ہے اور آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگ رہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون سی زینب ہے؟'' لوگوں نے کہا؛ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اجازت دے دو۔'' پس وہ آپ ﷺ کے پاس گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک میں نے آپ سے بات سنی، پھر میں اپنے خاوند سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف گئی، ان کو یہ حدیث بیان کی اور اس نیت سے اپنا زیور لے کر چل پڑی کہ اس کے

(۹٦٤٣) تخریج: أخرجه مسلم: ۸۰ (انظر: ۸۸٦۲)

تَصَدَّقِي بِهِ عَلَيَّ وَعَلَى وَلَدِي فَإِنَّا لَهُ مَوْضِعٌ، فَقُلْتُ: حَتَّى أَسْتَأْذِنَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَصَدَّقِي بِهِ عَلَيْهِ وَعَلَى بَنِيهِ فَإِنَّهُمْ لَهُ مَوْضِعٌ۔)) ثُمَّ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَرَأَيْتَ مَاسَمِعْتُ مِنْكَ حِيْنَ وَقَفْتَ عَلَيْنَا، ((مَارَأَيْتُ مِنْ نَوَاقِصِ عُقُوْلٍ قَطُّ وَلَا دِيْنٍ أَذْهَبَ بِقُلُوْبِ ذَوِي الْأَلْبَابِ مِنْكُنَّ۔)) قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! فَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعُقُوْلِنَا؟ فَقَالَ: ((أَمَّا مَاذَكَرْتُ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِكُنَّ، فَالْحَيْضَةُ الَّتِي تُصِيْبُكُنَّ، تَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ مَاشَاءَ اللهُ أَنْ تَمْكُثَ، لَاتُصَلِّي وَلَا تَصُوْمُ، فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِكُنَّ، وَأَمَّا مَاذَكَرْتُ مِنْ نُقْصَانِ عُقُوْلِكُنَّ، فَشَهَادَتُكُنَّ، إِنَّمَا شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ نِصْفُ شَهَادَةٍ۔)) (مسند احمد: ۸۸۴۹)

ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کرتی ہوں، اس امید میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہنم والوں میں سے نہ بنائے، لیکن ابن مسعود نے مجھے کہا: مجھ پر اور میرے بچوں پر صدقہ کر، ہم اس کے مستحق ہیں، میں نے کہا: جی میں پہلے نبی کریم ﷺ سے اجازت لے لوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسی پر اور اس کے بیٹوں پر صدقہ کر دے، وہی اس کے مستحق ہیں۔'' پھر اس خاتون نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ صبح ہمارے پاس آئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ کسی عقل مند پر غالب آجانے والا کوئی نہیں دیکھا اور میں نے قیامت کے دن جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی۔'' اے اللہ کے رسول! گزارش یہ ہے کہ ہمارے دین اور عقل کی کمی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جو نقصانِ دین کی بات کی، وہ یہ ہے کہ تم میں سے جب کسی کو حیض آتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق نماز پڑھنے سے اور روزے رکھنے سے رکی رہتی ہے، اس سے دین میں کمی آجاتی ہے اور میں نے جو عقل کی کمی کی بات کی ہے تو وہ تمہاری گواہی کا مسئلہ ہے کہ ایک عورت کی گواہی کو مرد کی نصف شہادت کے برابر قرار دیا گیا ہے۔''

**فوائد:** ...... نقص میں عورتوں کا کوئی قصور نہیں، لیکن ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (سورۂ مائدہ: ۵٤) ...... ''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، عطا کر دیتا ہے۔'' اس قانونِ ربانی کے تحت مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے اور ان میں ایسی صفات ودیعت کر دی گئیں جن سے عورتیں محروم ہیں۔ بہرحال عورت ہو یا مرد ہر ایک اپنے قول و کردار کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بنتا ہے۔ میدان کھلا ہے، جو چاہے، جیسے چاہے، زندگی گزار لے۔ اگر حشر کے میدان میں جوابدہی کا احساس پیدا کر لے تو کامیاب ہو جائے گا۔

(۹٦٤٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يَامَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو اور کثرت سے

(۹٦٤٤) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۹ (انظر: ۵۳٤۳)

وَاَكْثِرْنَ، فَاِنِّيْ رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ لِكَثْرَةِ اللَّعْنِ وَكُفْرِ الْعَشِيْرِ، مَارَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَغْلَبَ لِذِيْ لَبٍّ مِنْكُنَّ۔)) قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَانُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ؟ قَالَ: ((اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَ الدِّيْنِ، فَشَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ، فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ، وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ لَاتُصَلِّيْ وَتُفْطِرُ فِيْ رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّيْنِ۔)) (مسند احمد: ۵۳۴۳)

کرو، کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جہنم کی اکثریت تم ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ تم لعن طعن اور خاوند کی ناشکری بہت زیادہ کرتی ہو، میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ کسی عقل مند پر غالب آ جانے والا کوئی نہیں دیکھا۔'' ایک خاتون نے کہا: ہمارے عقل اور دین کی کمی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عقل اور دین کی کمی یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے، یہ عقل کا نقص ہے اور عورت حیض کے دنوں میں نماز نہیں پڑھتی اور رمضان میں روزے نہیں رکھتی، یہ دین کا نقص ہے۔''

**فوائد:** ......خواتین کا کثرت سے لعن طعن کرنا، اس کا سبب یہ ہے کہ وہ کسی سے راضی یا ناراض ہونے یا کسی کو اچھا یا برا سمجھنے میں معیار اپنی سمجھ اور ذات کو قرار دیتی ہیں اور اس معاملے میں انتہائی قریبی رشتہ دار کو ٹھکرا دیتی ہیں اور دور کے رشتہ داروں، بلکہ اجنبی لوگوں کی تعریف کرنے لگتی ہیں، جس نے خوشی کے موقع پر کسی کے بچے کو پانچ سو روپیہ دے دیا، وہ جنتی بن جائے گا اور جس نے کسی خاتون کے بچے یا والدین وغیرہ کے بارے میں قابل اعتراض بات کر دی، بس وہ اپنی خیر منائے، جبکہ شرعی تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص کے مثبت اور منفی پہلو، دونوں پر غور کرنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ مثبت پہلو ہی غالب رہے۔

(۹۶۴۵)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((يَانِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَاتَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ۔)) (مسند احمد: ۱۰۴۰۷)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلم عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔''

**فوائد:** ......ان گھروں والے افراد میں بڑی محبت پائی جاتی ہے، جو اس حدیثِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی قیمتی چیز پکائی جائے تو گھر والے سمجھتے ہیں کہ ہمسائیوں کی دینے کی گنجائش ہی نہیں ہے، جب کوئی عام چیز پکائی جاتی ہے تو اس کو ہمسائے کے مناسب سمجھا جاتا ہے، آہستہ آہستہ تعلق کم ہوتا رہتا ہے اور بالآخر کسی کو اس کے ہمسائے کی خوشی اور دکھ کا کوئی احساس ہی نہیں رہتا، جبکہ ہمسائیوں کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔

(۹۶۴۶)۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ مُعَاذِنِ الْاَشْهَلِيِّ، عمرو بن معاذ اشہلی اپنی جدہ سے اسی طرح کی حدیثِ نبوی

(٩٦٤٥) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٥٦٦ (انظر: ١٠٤٠٢)

(٩٦٤٦) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه مالك فى "المؤطا": ٢/ ٩٩٦، والدارمى: ١/ ٣٩٥ (انظر: ١٦٦١١)

عَنْ جَدَّتِهِ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ، إِلَّا أَنَّ فِيْهِ: ((وَلَوْ كُرَاعُ شَاةٍ مُحْرَقٌ۔)) (مسند احمد: ۱۶۷۲۸)

بیان کرتے ہیں، البتہ اس میں ہے: ''اگر چہ وہ بکری کا جلا ہوا کم گوشت پنڈلی کا پتلا حصہ ہی کیوں نہ ہو۔''

(۹٦٤٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا خَيْرَ فِيْ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ إِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ، أَوْ فِيْ جَنَازَةِ قَتِيْلٍ۔)) (مسند احمد: ۲٤٨٨٠)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں ہے، ماسوائے مسجد کے یا شہید کے جنازے کے۔''

**فوائد:** ......مختلف اجتماعات میں خواتین کا آنا کیسا ہے؟ ہر اجتماع کی نوعیت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے، مثلا: حج، عمرہ، نمازِ عیدین، مسجد میں نماز باجماعت، وغیرہ وغیرہ، ہر مسئلہ کی اس کے محل میں وضاحت کی جا چکی ہے۔

(۹٦٤٨)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا، قَالَتْ: اِسْتَأْذَنَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: ((جِهَادُكُنَّ، أَوْ حَسْبُكُنَّ الْحَجُّ۔)) (مسند احمد: ۲٤٨٨٧)

سیدہ عائشہ ؓ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد کے لیے جانے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا جہاد حج ہے یا تمہیں حج کافی ہے۔''

(۹٦٤٩)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((عَلَيْكُنَّ بِالْبَيْتِ فَإِنَّهُ جِهَادُكُنَّ۔)) (مسند احمد: ۲٤٨٩٧)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم بیت اللہ کو لازم پکڑو، یہی تمہارا جہاد ہے۔''

**فوائد:** ......خواتین، جہاد بالسیف کے حکم سے مستثنی ہیں، اتفاقاً اور ضرورت کے پیش نظر کسی مسلم خاتون کا کسی کافر کو قتل کر دینا اور بات ہے، مزید اگلی حدیث دیکھیں۔

حج مشقت کے اعتبار سے جہاد سے ملتا جلتا عمل ہے، اس لیے یہ خواتین کے لیے حج کا حکم رکھتا ہے۔

(۹٦٥٠)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، أَنَا أَيُّوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ، قَالَتْ: كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ، فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِيْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ أَنَّ أُخْتَهَا كَانَتْ

حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں: ہم اپنی نوجوان عورتوں کو نکلنے سے منع کرتی تھیں، ایک خاتون آئی، بنو خلف کے محل میں اتری اور یہ بیان کیا کہ اس کی بہن، ایک صحابی کی بیوی تھے، اس صحابی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوے کیے تھے، میری

(۹٦٤٧) تخریج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ۹۳۵۵ (انظر: ۲٤٣٧٦)
(۹٦٤٨) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۸۷۵، ۲۸۷٦ (انظر: ۲٤٣٨٣)
(۹٦٤٩) تخریج: انظر الحديث بالطريق الأول
(۹٦٥٠) تخریج: أخرجه البخاري: ۱٦۵۲، ومسلم: ۸۹۰ (انظر: ۲۰۷۸۹)

تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ غَزْوَةً، قَالَتْ اُخْتِیْ: غَزَوْتُ مَعَهُ سِتَّ غَزَوَاتٍ، قَالَتْ: کُنَّا نُدَاوِیْ الْکَلْمٰی وَنَقُوْمُ عَلَی الْمَرْضٰی، فَسَاَلَتْ اُخْتِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: هَلْ عَلٰی اِحْدَانَا بَاْسٌ لِمَنْ لَمْ یَکُنْ لَهَا جِلْبَابٌ اَنْ لَا تَخْرُجَ؟ فَقَالَ: ((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا، وَلْتَشْهَدِ الْخَیْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔)) قَالَتْ: فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِیَّةَ فَسَاَلْتُهَا، اَوْ سَاَلْنَاهَا هَلْ سَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: کَذَا وَکَذَا؟ قَالَتْ: وَکَانَتْ لَا تَذْکُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَبَدًا، اِلَّا قَالَتْ: بِیَبَا، فَقَالَتْ: نَعَمْ بِیَبَا، قَالَ: ((لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ، اَوْ قَالَتْ: اَلْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ، وَالْحُیَّضُ فَیَشْهَدْنَ الْخَیْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَیَعْتَزِلْنَ الْحُیَّضُ الْمُصَلّٰی)) فَقُلْتُ لِاُمِّ عَطِیَّةَ: اَلْحَائِضُ، فَقَالَتْ: اَوَ لَیْسَ یَشْهَدْنَ عَرَفَةَ، وَتَشْهَدُ کَذَا، وَتَشْهَدُ کَذَا۔ (مسند احمد: ۲۱۰۷۰)

بہن نے کہا: میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ چھ غزوے کیے، ہم زخمیوں کا علاج اور بیماروں کی نگہداشت کرتی تھیں، میری بہن نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: جس عورت کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو عید کے لیے نہ جانے کی صورت میں اس پر کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی کوئی سہیلی اس کو چادر دے دے اور وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شرکت کرے۔'' پھر جب سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو ہم نے ان سے سوال کیا کہ کیا انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ایسے فرماتے ہوئے سنا تھا، انھوں نے کہا: جی ہاں، وہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرتی تھیں تو بِیَبَا کہتی تھیں، اس لیے انھوں نے کہا: بِیَبَا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نوجوان اور پردہ نشین، بلکہ حائضہ عورتیں بھی نکلیں اور خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، البتہ حائضہ خواتین جائے نماز سے دور رہیں۔'' میں نے سیدہ ام عطیہ سے کہا: حائضہ بھی؟ انھوں نے کہا: کیا حائضہ عورت حج کے موقع پر عرفہ اور فلاں فلاں مقام میں نہیں جاتی۔

**فوائد:**...... مجاہدین اور ان میں سے زخمی اور بیمار ہو جانے والے افراد کی خدمت کے لیے بعض خواتین جا سکتی ہے۔

''بِیَبَا'' کے معانی ہیں: میں ان پر اپنا باپ قربان کرتا ہوں یا میرا باپ ان پر قربان ہو۔

## خَاتِمَةٌ فِیْ اَحَادِیْثَ جَرَتْ مَجْرَی الْمِثَالِ

## خاتمہ: مثال کے طور پر بیان کی جانے والی باتیں

(۹۶۵۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: حَدَّثَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ

(۹۶۵۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف مجالد بن سعید وللاختلاف علیه فی وصله وارساله، والمرسل اشبه بالصواب، أخرجه الترمذی فی "الشمائل": ۲۵۰، والبزار: ۲۴۷۵، وابویعلی: ۴۴۴۲(انظر: ۲۵۲۴۴)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَائَهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَدِيْثًا، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَاَنَّ الْحَدِيْثَ حَدِيْثُ خُرَافَةَ، فَقَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَاخُرَافَةُ؟ اِنَّ خُرَافَةَ كَانَ رَجُلًا مِنْ عُذْرَةَ اَسَرَتْهُ الْجِنُّ فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ، فَمَكَثَ فِيْهِنَّ طَوِيْلًا، ثُمَّ رَدُّوْهُ اِلَى الْاِنْسِ، فَكَانَ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِمَا رَاٰى فِيْهِمْ مِنْ اَعَاجِيْبَ، فَقَالَ النَّاسُ: حَدِيْثُ خُرَافَةَ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٥٨)

نے ایک رات اپنی بیویوں کو ایک بات بیان کی، ایک ام المؤمنین نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لگ رہا ہے کہ یہ بات تو حدیثِ خرافہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا کیا تم جانتی ہو کہ خرافہ کیا ہے؟ خرافہ عذرہ قبیلے کا آدمی تھا، جنوں نے اس کو جاہلیت میں قید کرلیا تھا، وہ کافی عرصہ تک جنوں میں رہا، پھر وہ اس کو انسانوں میں چھوڑ گئے تھے، تب وہ لوگوں کو جنوں کی عجیب عجیب باتیں بیان کرتا تھا، اس کو لوگ حدیثِ خرافہ کہتے تھے۔''

(٩٦٥٢)۔ عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى، اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٠٢)

سیدنا ابو مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں نے جو کلام پہلے والی جاہلیت میں پایا، اس میں یہ بات بھی تھی: جب تو شرمائے نہیں تو جو چاہے کر گزر۔''

**فوائد:** …… دیکھیں حدیث نمبر (۹۲۲۲) والا باب اور اس میں مذکورہ احادیث وفوائد۔

(٩٦٥٣)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَعْرُوْفُ كُلُّهُ صَدَقَةٌ، وَاِنَّ آخِرَ مَا تَعَلَّقَ بِهِ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ: اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٨٣٤)

سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نیکی صدقہ ہے، اور آخری چیز جو اہلِ جاہلیت نے نبوت کے کلام سے حاصل کی ہے، وہ یہ ہے: جب تو شرم و حیا کو چھوڑ دے تو جو چاہے کر گزر۔''

(٩٦٥٤)۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ شَيْءٍ يَنْقُصُ اِلَّا الشَّرَّ، فَاِنَّهُ يُزَادُ فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ٢٨٠٣١)

سیدنا ابو درداء ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کم ہو رہی ہے، ماسوائے شرّ کے، اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔''

---

(٩٦٥٢) تخريج: اسناده صحيح أخرجه ابوداود: ٤٧٩٧ (انظر: ٢٢٣٤٥م)

(٩٦٥٣) تخريج: اسناده صحيح على خلاف فى صحابيه (انظر: ٢٣٤٤١)

(٩٦٥٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف محمد بن مصعب، وابى بكر ابن ابى مريم، ولابهام الراوى عن ابى الدرداء (انظر: ٢٧٤٨٣)

**فوائد**: ...... مشاہدہ یہی ہے کہ شر بڑھ رہا ہے اور خیر کم ہوتی جا رہی ہے۔

(۹٦٥٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ ‌رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌ﷺ إِذَا اسْتَرَاثَ الْخَبَرَ تَمَثَّلَ فِيْهِ بِبَيْتِ طَرَفَةَ ((وَيَأْتِيْكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ))۔ (مسند احمد: ٢٤٥٢٤)

سیدہ عائشہ ‌رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہے کہ جب خبر آنے میں دیر ہوتی تو آپ طرفہ (بن عبد بکری) شاعر کا یہ مصرعہ پڑھتے: ''جس پر تو نے کچھ نہیں خرچا، وہ خبر لائے گا۔''

**فوائد**: ...... پورا شعر یوں ہے:

سَتُبْدِيْ لَكَ الْأَيَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا
وَيَأْتِيْكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

امام مبارکپوری نے اس شعر کا یہ مفہوم بیان کیا ہے: سَتُظْهِرُ لَكَ الْأَيَّامُ مَا كُنْتَ غَافِلًا عَنْهُ وَيَنْقُلُ لَكَ الْأَخْبَارَ مَنْ لَمْ تُعْطِهِ الزَّادَ...... (ایام ان چیزوں کو تیرے لیے ظاہر کر دیں گے، جن سے تو غافل ہے وہ لوگ تیرے پاس خبریں لائیں گے، جن کو تو نے زادِ راہ نہیں دیا)۔

(۹٦٥٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ‌رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ‌ﷺ: ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔)) (مسند احمد: ٨٩١٥)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کو ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا نہیں جاتا۔''

**فوائد**: ...... یہ خبر بمعنی نہی ہے، یعنی مؤمن کو محتاط اور دور رس ہونا چاہیے، نہ کہ جذباتی،، غافل اور نا عاقبت اندیش، دینی معاملہ ہو یا دنیوی، ہر ایک اقدام کرتے وقت اس کے مثبت اور منفی پہلو پر غور کرنا چاہیے۔

(۹٦٥٧)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ‌رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ‌ﷺ قَالَ: ((حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ۔)) (مسند احمد: ٢٢٠٣٦)

سیدنا ابو درداء ‌رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ‌ﷺ نے فرمایا: ''تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔''

**فوائد**: ...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب آدمی کسی سے محبت کرنے لگتا ہے تو نہ اس کو اس کے معائب نظر آتے ہیں اور نہ اس کو اس کی قباحتیں سنائی دیتی ہیں، بس وہ ہر وقت اس کے گن گاتے ہوئے نظر آتا ہے، مسلمان کو کبھی بھی اعتدال اور میانہ روی کی راہ سے دور نہیں ہونا چاہیے۔

---

(٩٦٥٥) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ٧١٢، والنسائى فى "الكبرى": ١٠٨٣٤ (انظر: ٢٤٠٢٣)

(٩٦٥٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٦١٣٣، ومسلم: ٢٩٩٨ (انظر: ٨٩٢٨)

(٩٦٥٧) تخريج: صحيح موقوفا، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابى بكر بن ابى مريم، أخرجه ابوداود: ٥١٣٠ (انظر: ٢١٦٩٤)

(۹۶۵۸)۔ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ رحمہ اللہ، قَالَ: قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ لِاَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَوْ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ: لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ یَعْنِیْ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ عنہما مَاسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ زَعَمُوْا؟ قَالَ: سَمِعْتُہُ یَقُوْلُ: ((بِئْسَ مَطِیَّۃُ الرَّجُلِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۰۳)

ابو قلابہ کہتے ہیں: سیدنا ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ سے یا سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبداللہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تو نے رسول اللہ ﷺ کو "زَعَمُوْا" کے متعلق کیا فرماتے سنا؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زَعَمُوْا" آدمی کی بری سواری ہے، (یعنی برا تکیہ کلام ہے)۔"

**فوائد:** ...... "زَعَمُوْا" کے لفظی معانی یہ ہیں: انھوں نے گمان کیا، ان کا خیال ہے، انھوں نے جھوٹ بولا، انھوں نے کہا، انھوں نے بے حقیقت دعوی کیا، انھوں نے یقین رکھا۔

اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان کو وہی بات یا حدیث بیان کرنی چاہیے جس کے سچا ہونے کا یقین ہو، ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ۔)) ...... ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ جو سنے، اسے (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کردے۔'' (مسلم)

چونکہ عصر حاضر میں لوگوں میں گپ شپ لگانے، باتوں کے بتنگڑ بنانے اور دنیا کے مختلف خطوں اور ان کے باسیوں کے تذکرے کرنے کی جنون کی حد تک رغبت پائی جاتی ہے، اس لیے وہ اپنی بات کو سہارا دینے کے لیے یوں کہتے ہیں: آج بازار میں یہ بات ہو رہی تھی، لوگوں کو یہ بات کہتے ہوئے سنا گیا ہے، فلاں اخبار میں اس قسم کی بات شائع ہوئی ہے۔ یہ انداز "زَعَمُوْا" کا مصداق ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں "زَعَمُوْا" کے کلمے کے استعمال کی مذمت کی گئی ہے، اگرچہ یہ "قَالَ" کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ قرآن مجید میں جہاں مذموم اقوام کے مذمت والے امور کا تذکرہ کیا گیا، وہاں اس لفظ کا استعمال ہوا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا﴾ (سورۂ تغابن: ۷) اس کے بعد کہا گیا: ﴿بَلٰی وَ رَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ﴾ (سورۂ تغابن: ۷) اس قسم کی کئی آیات ہیں۔

امام طحاوی نے بعض آیات ذکر کرنے کے بعد کہا: ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے مذموم قوموں کے مذموم حالات اور ان کی جھوٹی باتوں کا ذکر کیا۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے اس چیز کو ناپسند کیا گیا ہے کہ وہ اخلاق و ادیان اور اقوال و افعال میں قابل مذمت لوگوں کی عادات کو اپنائیں۔ اہل ایمان کو تو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے اخلاق، ان کے قابل تعریف منہج اور سچے اقوال کو اسوہ بنائیں جو ایمان کی حالت میں سبقت لے جا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

امام بغوی نے "شرح السنۃ: ۱۲/ ۳۶۲" میں کہا: آپ ﷺ نے لفظ "زَعَمُوْا" کی مذمت اس لیے کی ہے،

(۹۶۵۸) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی (انظر: ۱۷۰۷۵)

کہ زیادہ تر اس لفظ کا استعمال ایسی باتوں کے لیے ہوتا ہے، جو زبانوں پر مشہور ہوتی ہیں، لیکن ان کی کوئی سند یا ثبوت نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے لفظ ''زَعَمُوا'' کو سواری سے تشبیہ دی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی اس لفظ کے ذریعے اپنی مقصود بات تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اس حدیث میں بیانات و روایات میں تحقیق کرنے کا حکم دے رہے ہیں، یعنی اگر کوئی شخص حدیث بیان کرنا چاہتا ہے تو صرف ثقہ راویوں کی بیان کردہ احادیث روایت کرنی چاہئیں، وگرنہ وہ اس ارشادِ نبوی کا مصداق بن جائے گا: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے کوئی حدیث بیان کی، جبکہ اس کا خیال ہو کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہوگا۔'' (صحیحہ: ٨٦٦)

(٩٦٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهُ فِي الْعِجْلِ فَلَمْ يَلْقَ الْأَلْوَاحَ، فَلَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوْا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اطلاع دینا، مشاہدے کی طرح نہیں ہے، جب اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کو خبر دی کہ اس کی قوم نے بچھڑے کے ساتھ یہ کچھ کر دیا ہے، تو انھوں نے تختیوں کو نہیں پھینکا، لیکن جب انھوں نے اپنی قوم کے کیے کو دیکھا تو پھر تختیاں ڈال دیں اور وہ ٹوٹ گئیں۔''

**فوائد:** ......کوئی مانے یا نہ مانے، یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر انسان دیکھنے اور سننے میں فرق محسوس کرتا ہے، ابراہیم علیہ السلام کتنے جلیل القدر پیغمبر تھے، ہم اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ ان کی ایمانی اور اعتقادی کیفیت و کمیت کیا ہوگی، لیکن انھوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے، اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِمُ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔﴾ ......''اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ فرمایا اور کیا تو نے یقین نہیں کیا؟ کہا کیوں نہیں اور لیکن اس لیے کہ میرا دل پوری تسلی حاصل کر لے۔ فرمایا پھر چار پرندے پکڑ اور انھیں اپنے ساتھ مانوس کر لے، پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک حصہ رکھ دے، پھر انھیں بلا، دوڑتے ہوئے تیرے پاس آ جائیں گے اور جان لے کہ بے شک اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ (سورۂ بقرہ: ٢٦٠)

مزید دیکھیں حدیث نمبر (١٠٣٨٠)

---

(٩٦٥٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٢١، وابن حبان: ٦٢١٣ (انظر: ٢٤٤٧)

# اَلْقِسْمُ الْخَامِسُ مِنَ الْكِتَابِ قِسْمُ التَّرْهِيْبِ

# قسم پنجم: ترہیب

# كِتَابُ الْكَبَائِرِ وَاَنْوَاعٍ اُخْرٰى مِنَ الْمَعَاصِيْ

# کبیرہ گناہوں اور دوسری نافرمانیوں سے متعلقہ مسائل

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الْمَعَاصِيْ مُطْلَقًا وَغَيْرَةِ اللّٰهِ عَلٰى مُرْتَكِبِهَا

## مطلق طور پر نافرمانیوں سے ڈرانے اوران کا ارتکاب کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی غیرت کا بیان

(۹٦٦٠)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ‌رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَمَا تَغَارُ؟ قَالَ: ((وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَغَارُ، وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ، وَمِنْ غَيْرَتِهِ نَهٰى عَنِ الْفَوَاحِشِ۔)) (مسند احمد: ۸۳۰٤)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی اللہ عنہ ‌ سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: کیا آپ غیرت نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! بیشک میں غیرت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور یہ اس کی غیرت کا ہی تقاضا ہے کہ اس نے گندے کاموں اور بدکاریوں سے منع کر دیا ہے۔''

**فوائد:** ...... اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے حرام کردہ امور سے اجتناب کریں اور فرائض و مستحبات پر عمل کریں۔

(۹٦٦١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ يَغَارُ، وَاللّٰهُ

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن بھی غیرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی غیرت کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی

---

(۹٦٦٠) تخريج: حديث صحيح أخرجه بنحوه مسلم: ۱٤۹۸ (انظر: ۸۳۲۱)

(۹٦٦١) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۲۲۳، ومسلم: ۲۷٦۱ (انظر: ۸۵۱۹)

يَغَارُ، وَمِنْ غَيْرَةِ اللّٰهِ اَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ شَيْئًا حَرَّمَ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ۸۵۰۰)

غیرت کا تقاضا ہے کہ مؤمن وہ کام نہ کرے، جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔''

(۹۶۶۲)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ الْمُؤْمِنُ، مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا، يَغَارُ يَغَارُ، وَاللّٰهُ اَشَدُّ غَيْرًا۔)) (مسند احمد: ۷۹۸۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن، مؤمن، غیرت کرتا ہے، غیرت کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت کرتا ہے۔''

(۹۶۶۳)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَاَيْتُ رَجُلًا مَعَ اِمْرَاَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، وَاللّٰهِ! لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ، وَمِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ، وَلَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ، مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ اللّٰهُ الْمُرْسَلِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ، وَلَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِدْحَةٌ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ۱۸۳۵۱)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی دیکھ لیا تو میں اس پر سیدھی تلوار چلاؤں گا، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں سعد کی غیرت سے تعجب ہو رہا ہے، اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے ظاہری اور باطنی گندے کاموں اور بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت کوئی ایسا نہیں ہے، جس کو عذر زیادہ پسند ہو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت کوئی ایسا نہیں ہے، جس کو تعریف زیادہ پسند ہو، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔''

(۹۶۶۴)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْقَوَارِيْرِيُّ، لَيْسَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ بِاِسْنَادِهِ مِثْلُهُ سَوَاءٌ، قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْقَوَارِيْرِيُّ: لَيْسَ حَدِيْثٌ

(دوسری سند) عبید اللہ قواریری کہتے ہیں: یہ حدیث جہمیہ پر سب سے زیادہ سخت ہے: ''اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت کوئی ایسا نہیں ہے، جس کو تعریف زیادہ پسند ہو۔''

---

(۹۶۶۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۲۲۳، ومسلم: ۲۷۶۱ (انظر: ۷۹۹٤)

(۹۶۶۳) تخریج: أخرجه البخاری: ٦۸٤٦، ۷٤١٦، ومسلم: ١٤۹۹ (انظر: ۱۸۱٦۸)

(۹٦٦٤) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

أَشَدَّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَوْلُهُ:
((لَا شَخْصَ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِدْحَةً مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١٨٣٥٣)

**فوائد:** ......جہمیہ سے مراد جہنم بن صفوان کے پیروکار ہیں، ان کا ایک نظریہ یہ تھا کہ انسان نہ کسی چیز پر قدرت رکھتا ہے اور نہ وہ استطاعت سے متصف ہے، بلکہ وہ اپنے اقوال و افعال میں تقدیر کے سامنے مجبور ہے، اس معاملے میں اس کا ذاتی اختیار کوئی نہیں ہے۔

جہمیہ انسان کو مجبور محض سمجھتے ہیں۔ اگر آدمی مجبور محض ہو تو نہ اس کی تعریف ہو سکتی ہے اور نہ اسے جنت کی خوشخبری دینے کا کوئی فائدہ ہے۔ جبکہ حدیث میں اللہ کی طرف سے جنت کے وعدہ کا تذکرہ ہے۔ اس لیے یہ حدیث ان کے جبریہ نظریہ کے سخت خلاف ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٩٦٦٥)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنها، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٢٧٤٨٢)

سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ”کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیرت مند نہیں ہے۔“

(٩٦٦٦)۔ عَنْ زَيْنَبَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اِسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَوْمٍ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ۔)) وَحَلَّقَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ ﷺ: ((نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔)) (مسند احمد: ٢٧٩٥٨)

سیدہ زینب بن جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے، جبکہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ فرما رہے تھے: ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه“ عربوں کے لیے اس شر کی وجہ سے ہلاکت ہے، جو قریب آ گئی ہے، آج یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اتنا حصہ کھول دیا گیا ہے۔“ اور آپ ﷺ نے حلقہ بنا کر دکھایا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے، جب کہ ہمارے اندر نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں جب برائی عام ہو جائے گی۔“

**فوائد:** ...... یاجوج و ماجوج کا ظہور اس وقت ہوگا، جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زمین میں اتریں گے، سوراخ کھلنے سے مراد یہ ہے کہ یاجوج ماجوج کا زمانہ قریب آ چکا ہے۔

(٩٦٦٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، تَبْلُغُ بِهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٩٦٦٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٢٢، ومسلم: ٢٧٦٢ (انظر: )
(٩٦٦٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٠٥٩، ومسلم: ٢٨٨٠ (انظر: ٢٧٤١٣)
(٩٦٦٧) تخريج: اسناده ضعيف لابهام المرأة التي روى عنها الحسن بن محمد، ولاضطرابه أخرجه الحاكم: ٤/ ٥٢٣، والطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٨٩١ (انظر: ٢٤١٣٣)

النَّبِيَّ ﷺ ((إِذَا ظَهَرَ السُّوءُ فِي الْأَرْضِ، أَنْزَلَ اللّٰهُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ بَأْسَهُ۔)) قَالَتْ: وَفِيهِمْ أَهْلُ طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، ثُمَّ يَصِيرُونَ إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔)) (مسند احمد: ٢٤٦٣٤)

''جب زمین میں برائی ظاہر ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اپنا عذاب زمین والوں پر نازل کر دے گا۔'' سیدہ نے کہا: اور ان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے لوگ بھی ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں، لیکن پھر وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔''

**فوائد:** ...... جب کسی معاشرے میں شرّ کی مقدار بڑھ جائے تو چند افراد کی نیکیوں کو نہیں دیکھا جاتا، بلکہ پوری قوم کو ہلاک کر دیا جاتا ہے، ہاں نیکوں کو یہ سہولت دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پالیں گے۔

(٩٦٦٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوكِلَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَكَاتِبَهُ، وَالْوَاشِمَةَ، وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَالْمُحَلِّلَ، وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ، وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ۔ (مسند احمد: ٨٤٤)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، اس کے دونوں گواہوں پر، اس کو لکھنے والے پر، تل بھرنے والی پر، تل بھروانے والی پر، حلالہ کرنے والے پر، جس کے لیے حلالہ کیا جائے اس پر اور صدقہ یا زکوۃ روکنے والے پر لعنت کی ہے اور آپ ﷺ نوحہ سے بھی منع کیا کرتے تھے۔

**فوائد:** ......تل بھرنے سے مراد خواتین کا اپنے جسم میں تل بھرنا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق تبدیل ہو جاتی ہے۔ تین طلاق والی عورت کو اس کے خاوند کے لیے حلال کرنے کی نیت سے جو نکاح کیا جاتا ہے، اس کو حلالہ کہتے ہیں، جو کہ لعنتی عمل ہے۔

(٩٦٦٩)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبِ الْفَزَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ مِمَّا يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: ((هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا؟)) قَالَ: فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُصَّ، قَالَ: وَإِنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ: ((إِنَّهُ آتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي، وَإِنَّهُمَا قَالَا لِي: انْطَلِقْ، وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، إِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ

سیدنا سمرہ بن جندب فزاری ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے جو باتیں ارشاد فرماتے تھے، ان میں ایک بات یہ ہوتی تھی: ''کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' جواباً اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق بیان کرنے والے بیان کرتے، ایک صبح کو آپ ﷺ نے ہم سے کہا: ''گزشتہ رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے، انھوں نے مجھے اٹھایا اور کہا: چلو، میں ان کے ساتھ چل پڑا، ہم ایک ایسے آدمی کے پاس گئے، جو لیٹا ہوا تھا، ایک دوسرا آدمی بڑا پتھر لے کر

(٩٦٦٨) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ٢٠٧٧، ابن ماجه: ١٩٣٥، والترمذي: ١١١٩ (انظر: ٨٤٤)
(٩٦٦٩) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٤٣، ٣٣٥٤، ٤٦٧٤، ومسلم: ٢٢٧٥ (انظر: ٢٠٠٩٤)

بِصَخْرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَثْلَغُ بِهَا رَأْسَهُ، فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هٰهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ يَأْخُذُهُ، فَمَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَافَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى، قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَاهٰذَانِ؟ قَالَ: قَالَالِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِنْ حَدِيْدٍ فَإِذَا هُوَ يَأْتِيْ أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ، فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرَاهُ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَاهُ إِلٰى قَفَاهُ، قَالَ: ثُمَّ يَتَحَوَّلَ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَافَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ، حَتّٰى يَصِحَّ الْأَوَّلُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُهُ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَافَعَلَ بِهِ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى، قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَاهٰذَانِ؟ قَالَ: قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَأَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ بَنَاءِ التَّنُّوْرِ قَالَ عَوْفٌ: وَأَحْسَبُ أَنَّهُ قَالَ: وَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ، قَالَ: فَاطَّلَعْتُ، فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيْهِمْ لَهِيْبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا، قَالَ: قُلْتُ: مَاهٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: قَالَالِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ أَحْمَرُ مِثْلُ الدَّمِ، وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ يَسْبَحُ، ثُمَّ يَأْتِيْ ذٰلِكَ الرَّجُلُ الَّذِيْ

اس کے پاس کھڑا تھا، وہ اس کو یہ بڑا پتھر مارتا تھا اور اس کا سر کچل دیتا تھا، پتھر لڑھک جاتا تھا، جب وہ اس کو اٹھانے کے لیے جاتا اور واپس آتا تو اس آدمی کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو چکا ہوتا تھا، پھر وہ اس کے ساتھ وہی کچھ کرتا، جو پہلی دفعہ کیا، میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دو کون ہیں؟ انھوں نے مجھے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس میں ان کے ساتھ چل پڑا، پھر ہم ایک ایسے آدمی کے پاس گئے، جو اپنی گدی کے بل چت لیٹا ہوا تھا، ایک دوسرا شخص لوہے کا کنڈا لے کر کھڑا تھا، وہ اس کے چہرے کی ایک طرف آتا اور اس کی باچھ، نتھنوں اور آنکھوں کو گدی تک چیر دیتا، پھر وہ چہرے کی دوسری جانب جاتا اور یہی کاروائی کرتا، اتنے میں پہلی جانب صحیح ہو جاتی، پھر وہ اس کی طرف لوٹ آتا اور پہلی بار کی طرح ان کو پھر پھاڑ دیتا، میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دو کون ہیں؟ انھوں نے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس میں چل پڑا، پھر ایک تنور جیسی چیز کے پاس پہنچے، اس میں شور وغل اور آوازیں تھیں، پس میں نے اس میں جھانکا اور دیکھا کہ اس میں مرد اور عورتیں ننگے تھے، ان کے نیچے سے آگ کا شعلہ اٹھتا تھا، تو وہ چیخ و پکار کرتے تھے، میں نے ان سے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس ہم چل پڑے اور ایک نہر کے پاس پہنچے، خون کی طرح اس کا رنگ سرخ تھا، اس میں ایک آدمی تیر رہا تھا، وہ تیرتا تیرتا ایسے آدمی کے پاس آتا، جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے، جب وہ اس کے پاس پہنچتا تو اپنا منہ کھولتا اور وہ اس کے منہ پر پتھر مارتا تھا، پھر وہ تیرنا شروع کر دیتا اور پھر لوٹ آتا اور جب بھی وہ لوٹ کر آتا تو اپنا منہ کھولتا اور وہ اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیتا، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے مجھے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس ہم چل پڑے

قَدْ جَمَعَ الْحِجَارَةَ، فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا حَجَرًا، قَالَ: فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ مَايَسْبَحُ، ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَيْهِ، كُلَّمَا رَجَعَ اِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ وَاَلْقَمَهُ حَجَرًا، قَالَ: قُلْتُ: مَاهٰذَا؟ قَالَ: قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا: فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْآةِ كَاَكْرَهِ مَااَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً، فَاِذَا هُوَ عِنْدَ نَارٍ لَهُ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا، قَالَ: قُلْتُ: لَهُمَا مَاهٰذَا؟ قَالَ: قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُعْشِبَةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ، قَالَ: وَاِذَا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ قَائِمٌ طَوِيْلٌ لَا اَكَادُ اَنْ اَرٰى رَاْسَهُ طُوْلًا فِي السَّمَاءِ، وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَاَيْتُهُمْ قَطُّ وَاَحْسَنِهِ، قَالَ: قُلْتُ: لَهُمَا مَاهٰذَا وَمَا هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: فَقَالَا لِيْ: انْطَلِقْ، انْطَلِقْ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا، فَانْتَهَيْنَا اِلٰى دَوْحَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ اَرَ دَوْحَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ، فَقَالَا لِيْ: اِرْقَ فِيْهَا، فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا، فَانْتَهَيْنَا اِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَاَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ، فَاسْتَفْتَحْنَا، فَفُتِحَ لَنَا، فَدَخَلْنَا، فَلَقِيَنَا فِيْهَا رِجَالًا شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَااَنْتَ رَاءٍ، وَشَطْرٌ كَاَقْبَحِ مَااَنْتَ رَاءٍ، قَالَ: فَقَالَا لَهُمْ: اِذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ، فَاِذَا نَهْرٌ صَغِيْرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِيْ

اور ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو بدترین شکل کا تھا، یوں سمجھیں کہ اگر تو دیکھتا تو اس کو سب سے مکروہ شکل والا پاتا، اس کے پاس آگ تھی، وہ آگ کو سلگا رہا تھا اور اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا، میں نے ان سے کہا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے مجھے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس ہم آگے چلے اور سبز گھاس والے ایک خوبصورت باغ میں پہنچے، اس میں موسم بہار کا ہر رنگ کا پھول تھا، اس باغ کے درمیان میں ایک اتنا دراز قد آدمی کھڑا تھا کہ قریب تھا کہ اس کے لمبے قد کی وجہ سے میں اس کا سر نہ دیکھ سکوں، اس کے اردگرد بہت خوبصورت اور حسین بچے تھے، میں نے ان سے کہا: یہ کون ہے اور یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: آپ آگے چلیں، آگے چلیں، پس ہم چل پڑے اور ایک بڑے اور پھیلے ہوئے درخت کے پاس پہنچے، وہ بہت بڑا اور خوبصورت درخت تھا، انھوں نے مجھے کہا: اس پر چڑھو، پس ہم اس میں چڑھے اور ایک ایسے شہر کے پاس پہنچے، جس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک چاندی کی، ہم شہر کے دروازے پر گئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پس ہمارے لیے وہ دروازہ کھولا گیا، ہم اس میں داخل ہوئے، اس میں جو لوگ تھے، ان کا کچھ حصہ بڑا خوبصورت تھا اور کچھ حصہ بدصورت، پھر ان دونوں نے ان سے کہا: چلو اور اس نہر میں گر پڑو، ایک چھوٹی سی رواں انتہائی سفید نہر تھی، پس وہ گئے، اس نہر میں داخل ہوئے اور جب لوٹے تو ان کی بدصورتی ختم ہو چکی تھی اور وہ مکمل طور پر بہت خوبصورت بن چکے تھے، پھر ان دونوں نے مجھ سے کہا: یہ عدن جنت ہے اور یہ آپ کا مقام ہے، پھر میری نگاہ اوپر کو اٹھی، وہ سفید بادل کی طرح کا محل تھا، انھوں نے مجھے کہا: یہ آپ کا مقام ہے، میں نے ان سے کہا: اللہ تمہیں برکت دے، مجھے چھوڑ دو، تاکہ میں اس میں داخل ہوسکوں، لیکن

كَأَنَّمَا هُوَ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ، قَالَ: فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا وَقَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ وَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، قَالَ: فَقَالَا لِي: هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ، قَالَ: فَبَيْنَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ، قَالَا لِي: هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ، قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمَا، ذَرَانِي فَلَأَدْخُلُهُ، قَالَ: قَالَا لِي: أَمَّا الْآنَ فَلَا، وَأَنْتَ دَاخِلُهُ، قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا، فَمَا هٰذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ قَالَ: قَالَا لِي: أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ، (أَمَّا) الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَةِ، (وَأَمَّا) الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَاهُ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخَرَاهُ إِلٰى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذِبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ، (وَأَمَّا) الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ فِي بَنَاءٍ مِثْلِ بَنَاءِ التَّنُّورِ فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي، (وَأَمَّا) الرَّجُلُ الَّذِي يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا (وَأَمَّا) الرَّجُلُ كَرِيهُ الْمَرْآةِ الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ، (وَأَمَّا) الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِي رَأَيْتَ فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، (وَأَمَّا) الْوِلْدَانُ

انھوں نے کہا: اب نہیں، بہرحال آپ نے ہی اس میں داخل ہونا ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا: آج رات سے تو میں نے بڑی عجیب چیزیں دیکھیں، اب یہ تو بتلاؤ کہ یہ چیزیں کیا تھیں؟ انھوں نے کہا: اب ہم آپ کو بتلانے لگے ہیں، جس آدمی کا سر کچلا جا رہا تھا، وہ ایسا شخص تھا، جس نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور پھر اس کو چھوڑ دیا اور فرضی نمازوں سے بھی سویا رہا، جس آدمی کی باچھ، آنکھوں اور نتھنوں کو گدی تک چیرا جا رہا تھا، وہ اپنے گھر میں جھوٹ بولتا اور وہ دنیا کے اطراف و اکناف تک پہنچ جاتا، جو ننگے مرد و زن کنویں جیسی چیز میں نظر آ رہے تھے، وہ زنا کار تھے، جو آدمی نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ٹھونسا جا رہا تھا، وہ سود خور تھا، آگ کے پاس جو مکروہ شکل والا آگ کو سلگا رہا تھا، وہ جہنم کا منتظم داروغہ تھا، اس کا نام مالک ہے، باغ میں دراز قد آدمی ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے اردگرد جو بچے نظر آ رہے تھے، وہ وہ تھے، جو فطرت پر فوت ہوئے تھے۔'' اس وقت بعض مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان میں مشرکوں کے بچے بھی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی، مشرکوں کے بچے بھی تھے، وہ لوگ جن کا کچھ حصہ خوبصورت تھا اور کچھ حصہ بدصورت، وہ وہ لوگ تھے، جنھوں نے نیک عمل بھی کیے تھے اور برے بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا۔''

الَّذِيْنَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ؟ قَالَ: فَقَالَ: بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ۔)) (وَاَمَّا) الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانَ شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرٌ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ: قَالَ: اَبِيْ سَمِعْتُ مِنْ عَبَّادٍ يُخْبِرُ بِهٖ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هٰهُنَا۔)) قَالَ اَبِيْ: فَجَعَلْتُ اَتَعَجَّبُ مِنْ فَصَاحَةِ عَبَّادٍ۔ (مسند احمد: ٢٠٣٥٤)

(٩٦٧٠)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: ((هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ فَاِنْ كَانَ اَحَدٌ رَاٰى تِلْكَ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ: فِيْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ۔)) فَسَاَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ: ((هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟)) فَقُلْنَا: لَا، قَالَ: ((لٰكِنْ اَنَا رَاَيْتُ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ، فَاَخَذَا بِيَدِيْ، فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ فَضَاءٍ اَوْ اَرْضٍ مُسْتَوِيَةٍ، فَمَرَّا بِيْ عَلٰى رَجُلٍ)) فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ وَفِيْهِ: ((فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَاِذَا بَيْتٌ مَبْنِيٌّ عَلٰى

(دوسری سند) جب رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر ادا کرتے اور اپنے چہرے کے ساتھ ہمارے طرف متوجہ ہوتے تو فرماتے: ''کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا تھا، اس دن ہم نے کہا: جی ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے، دو آدمی میرے پاس آئے، انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک کھلی اور ہموار زمین کی طرف لے گئے، پھر مجھے ایک آدمی کے پاس سے گزارا، ......۔'' راوی نے سابقہ حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی، البتہ اس میں ہے: ''پس میں ان کے ساتھ چلا اور دیکھا کہ تنور کے ڈیزائن پر بنا ہوا ایک گھر تھا، اس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا حصہ کھلا تھا، اس کے نیچے آگ جلائی جا رہی تھی، اس

(٩٦٧٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

بِـنَـاءِ التَّنُّوْرِ ، اَعْلَاہُ ضَیِّقٌ وَاَسْفَلُهُ وَاسِعٌ ، یُوْقَدُ تَحْتَهُ نَارٌ ، فَاِذَا فِیْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ ، فَاِذَا اُوْقِدَتِ ارْتَفَعُوْا حَتّٰی یَکَادُوْا اَنْ یَخْرُجُوْا ، فَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِیْهَا)) وَفِیْهِ: ((فَانْطَلَقْتُ ، فَاِذَا نَهَرٌ مِنْ دَمٍ فِیْهِ رَجُلٌ ، وَعَلٰی شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَیْنَ یَدَیْهِ حِجَارَةٌ ، فَیُقْبِلُ الرَّجُلُ الَّذِیْ فِی النَّهَرِ ، فَاِذَا دَنَا لِیَخْرُجَ رَمٰی فِیْ فِیْهِ حَجَرًا ، فَرَجَعَ اِلٰی مَکَانِهِ)) وَفِیْهِ: ((فَانْطَلَقْتُ ، فَاِذَا رَوْضَةٌ خَضْرَاءُ فَاِذَا فِیْهَا شَجَرَةٌ عَظِیْمَةٌ وَاِذَا شَیْخٌ فِیْ اَصْلِهَا حَوْلَهُ صِبْیَانٌ وَاِذَا رَجُلٌ قَرِیْبٌ مِنْهُ بَیْنَ یَدَیْهِ نَارٌ یَحُشُّهَا وَیُوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِیْ فِی الشَّجَرَةِ ، فَاَدْخَلَانِیْ دَارًا لَمْ اَرَ دَارًا اَحْسَنَ مِنْهَا ، فَاِذَا فِیْهَا رِجَالٌ شُیُوْخٌ وَشَبَابٌ وَفِیْهَا نِسَاءٌ وَصِبْیَانٌ ، فَاَخْرَجَانِیْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِیْ فِی الشَّجَرَةِ ، فَاَدْخَلَانِیْ دَارًا هِیَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ مِنْهَا ، فِیْهَا شُیُوْخٌ وَشَبَابٌ)) وَفِیْهِ: ((وَاَمَّا الدَّارُ الَّتِیْ دَخَلْتَ اَوَّلًا فَدَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِیْنَ ، وَاَمَّا الدَّارُ الْاُخْرٰی فَدَارُ الشُّهَدَاءِ ، وَاَنَا جِبْرِیْلُ وَهٰذَا مِیْکَائِیْلُ ، ثُمَّ قَالَا لِیْ: اِرْفَعْ رَاْسَكَ ، فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ ، فَاِذَا هِیَ کَهَیْئَةِ السَّحَابِ ، فَقَالَا لِیْ: وَتِلْكَ دَارُكَ ، فَقُلْتُ لَهُمَا: دَعَانِیْ اَدْخُلْ دَارِیْ فَقَالَا: اِنَّهُ قَدْ بَقِیَ لَكَ عَمَلٌ لَمْ تَسْتَکْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَکْمَلْتَهُ دَخَلْتَ دَارَكَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۴۲۷)

میں ننگے مرد اور عورتیں تھے، جب ان کے نیچے آگ جلائی جاتی تھی تو وہ اتنے بلند ہوتے تھے کہ قریب ہوتا کہ وہ باہر نکل آئیں گے، لیکن جب وہ آگ بجھتی تو وہ نیچے پہنچ جاتے۔'' مزید اس روایت میں ہے: ''پس میں چلا، خون کی ایک نہر تھی، اس میں ایک آدمی تھی اور نہر کے کنارے پر ایک شخص تھا اور اس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے، پس نہر والا آدمی جب متوجہ ہوتا اور نکلنے کے قریب ہو جاتا تو وہ آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا، جس کی وجہ سے وہ واپس اپنی جگہ پر لوٹ جاتا۔'' مزید اس میں ہے: ''پس میں آگے چلا اور دیکھا کہ سرسبز باغ تھا، اس میں ایک بڑا درخت تھا، اس کے تنے کے پاس ایک بزرگ اور اس کے اردگرد بچے تھے اور ان کے قریب ایک آدمی تھا، اس کے سامنے آگ تھی، وہ اس کو سلگا رہا تھا، وہ دونوں مجھے لے کر درخت پر چڑھ گئے اور مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا، وہ بہت خوبصورت گھر تھا، اس میں بزرگ، نوجوان، خواتین اور بچے تھے، پھر انھوں نے مجھے وہاں سے نکالا اور درخت پر چڑھا کر آگے لے گئے اور ایک ایسے گھر میں داخل کر دیا، جو پہلے گھر کی بہ نسبت زیادہ خوبصورت اور بہتر تھا، اس میں بھی بزرگ اور بچے تھے۔ پھر مجھے کہا: جس گھر میں آپ پہلے داخل ہوئے، وہ عام مؤمنوں کا گھر تھا اور دوسرا شہداء کا گھر تھا اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہے، پھر انھوں نے مجھ سے کہا: اپنے سر کو بلند کرو، پس میں نے اپنا سر بلند کیا، بادلوں کی طرح کی چیز نظر آئی، پھر انھوں نے مجھے کہا: اور وہ آپ کا گھر ہے، میں نے ان سے کہا: تو پھر مجھے چھوڑو، تاکہ میں اپنے گھر میں داخل ہو سکوں، لیکن انھوں نے کہا: جی ابھی تک آپ کے ذمے کچھ عمل باقی ہیں، آپ نے ان کو پورا نہیں کیا، اگر آپ ان کو پورا کر چکے ہوتے تو اپنے گھر میں داخل ہو جاتے۔''

**فوائد:** ......ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محرمات سے بچے اور کثرت سے استغفار کرے۔

(۹۶۷۱)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ يَعْمَلُ فِیْ صَخْرَةٍ صَمَّاءَ لَيْسَ لَهَا بَابٌ وَلَا كُوَّةٌ، لَخَرَجَ عَمَلُهُ لِلنَّاسِ كَائِنًا مَا كَانَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۲۴۸)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی ایسی سخت چٹان میں عمل کرے، جس کا دروازہ ہو نہ روشندان، تو پھر بھی اس کا عمل لوگوں کے لیے نکل آئے، وہ جس قسم کا بھی ہو۔''

**فوائد:** ......مشاہدہ یہی ہے کہ کسی بندے کا نیک عمل مخفی نہیں رہتا، وہ عامل کی زندگی میں لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے، یا اس کی وفات کے بعد، جب نیک شخصیات کے سوانح عمری قلم بند کیے جاتے ہیں تو لکھاری اس کی زندگی کے تمام گوشے منظر عام پر لے آتے ہیں، البتہ یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگوں کو اس کی برائیوں کا علم نہ ہو سکے۔

دقاق کہتے ہیں: بشر حافی لوگوں کے ایک مجمع کے پاس سے گزرا، انھوں نے اس کو دیکھ کر کہا: یہ آدمی ساری رات قیام کرتا ہے اور تین دنوں میں ایک بار افطاری کرتا ہے، بشر حافی نے یہ بات سن کر رونا شروع کر دیا اور کہا: مجھے تو ایسی ایک رات بھی یاد نہیں ہے، جس کا میں نے پورا قیام کیا ہو، نیز میں جب بھی روزہ رکھتا ہوں، اسی شام کو افطار بھی کر لیتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ فضل و کرم کرتے ہوئے لوگوں کے دلوں میں بندے کے عمل سے زیادہ عمل کا خیال ڈال دیتا ہے۔

(۹۶۷۲)۔ (عَنْ عَلِیِّ بْنِ خَالِدٍ) اَنَّ اَبَا اُمَامَةَ الْبَاهِلِیَّ مَرَّ عَلٰى خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَسَاَلَهُ عَنْ اَلْيَنِ كَلِمَةٍ سَمِعَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلَا كُلُّكُمْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ شَرَدَ عَلَى اللّٰهِ شِرَادَ الْبَعِيْرِ عَلٰى اَهْلِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۵۷۹)

علی بن خالد کہتے ہیں کہ ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ، خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس سے گزرے، اس نے ان سے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوئے انتہائی نرم کلمے کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے ہر کوئی جنت میں داخل ہو گا، ما سوائے اس کے جس نے اللہ تعالیٰ پر اس طرح بغاوت کی، جس طرح اونٹ اپنے مالک پر بدک جاتا ہے۔''

**فوائد:** ......اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات کو ترک کرنا اور محرمات و ممنوعات کا ارتکاب کرنا بغاوت اور سرکشی

(۹۶۷۱) تخريج: اسناده ضعيف، دراج بن سمعان ضعيف فى روايته عن ابى الهيثم، أخرجه ابويعلى: ۱۳۷۸، وابن حبان: ۵۶۷۸ (انظر: ۱۱۲۳۰/ ۱)

(۹۶۷۲) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ۳۱۷۳، والحاكم: ۱/ ۵۵، والحاكم: ۴/ ۲۴۷ (انظر: ۲۲۲۲۶)

کہلاتا ہے۔ جو اونٹ جس مالک کا کھاتا ہے اگر اسی کے سامنے بدکنا شروع کر دے تو اس کا کیا علاج کیا جاتا ہے، ہر کوئی جانتا ہے۔ جو بچہ اپنے غیرت مند اور خیر خواہ باپ کے منصوبوں پر کراس لگاتا ہے، اسے کون سا انجام بھگتنا پڑتا ہے، ہر ایک کے لیے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی یہی ہے کہ جو بھی اس کے قوانین سے پہلو تہی اختیار کرے گا، اسے اس جرم کی سزا بھگتنا پڑے گی، لیکن جب سزا کا وقت آئے گا تو اس وقت کا پچھتاوا، اس وقت کا افسوس اور اس وقت کی حسرت کچھ کام نہ آئے گی۔

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((...... فانما المؤمن کالجمل الانف، حیثما قید انقاد۔)) (ابن ماجه) ...... ''مومن کی مثال تو نکیل شدہ اونٹ کی طرح ہے، کہ جب اس کی نکیل یا لگام کو پکڑ کر اس کے آگے آگے چلا جاتا ہے تو وہ مطیع ہو کر پیچھے پیچھے چل پڑتا ہے۔''

(۹٦۷۳)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِیٌّ)) قِیْلَ: وَمَنِ الشَّقِیُّ؟ قَالَ: ((الَّذِیْ لَا یَعْمَلُ بِطَاعَةٍ وَلَا یَتْرُكُ لِلّٰهِ مَعْصِیَةً۔)) (مسند احمد: ۸۵۷۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بدبخت جنت میں داخل نہیں ہو گا۔'' کسی نے کہا: بدبخت کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو نہ کوئی اطاعت کا کام کرتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی نافرمانی کو ترک کرتا ہے۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِیْبِ مِنْ خِصَالٍ مِنْ كِبْرِیَاتِ الْمَعَاصِیْ مُجْتَمِعَةٍ وَوَعِیْدِ فَاعِلِهَا

## ایسے امور کی ترہیب کا بیان جن کا تعلق بڑی نافرمانیوں سے ہے اور ان کو اکٹھا بیان کیا گیا ہے، نیز ان کے فاعل کی وعید کا بیان

(۹٦۷٤)۔ حَدَّثَنَا بَهْزٌ وَعَفَّانُ، قَالَا: ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَعَطَاءٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَسْرِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَزْنِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَغُلُّ حِیْنَ یَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَنْتَهِبُ حِیْنَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، خیانت کرنے والا جب خیانت کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا اور لوٹ مار کرنے والا جب لوٹ مار کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا۔'' عطاء راوی کے الفاظ یہ ہیں: ''جو لوگوں کے سامنے

(۹٦۷۳) تخریج: اسناده ضعیف من اجل ابن لهیعة، أخرجه ابن ماجه: ٤۲۹۸ (انظر: ۸۵۹٤)

(۹٦۷٤) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه مختصرا البخاری: ۲٤۷۵، ٦۷۷۲، ومسلم: ۵۷ (انظر: ۹۰۰۷)

يَـنْتَهِبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔)) وَقَالَ عَطَاءٌ: ((وَلَا يَـنْتَهِـبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَـرَفٍ وَهُـوَ مُؤْمِنٌ۔)) قَـالَ بَهْـزٌ: فَـقِيْـلَ لَـهُ: قَـالَ: إِنَّـهُ يُنْتَزَعُ مِنْهُ الْإِيْـمَـانُ فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ۔ (مسند احمد: ٨٩٩٥)

لوٹ مار کرتا ہے، وہ مؤمن نہیں ہوتا۔'' جب بہز راوی سے اس حدیث کا مفہوم پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: ایمان ایسے شخص سے چھین لیا جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کر لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

**فوائد:** ...... یہ حدیث زانی، شرابی، چور اور ڈاکو کے حق میں سخت وعید پر مشتمل ہے، مسلمانوں کو ایسے جرائم سے گریز کرنا چاہیے، جن کی بنا پر ایمان کی نفی کر دی جاتی ہو۔

اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ یہ مجرم کامل ایمان سے محروم ہو جاتے ہیں اور ان کے ایمان میں نقص آ جاتا ہے، جیسا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا زَنٰى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيْمَانُ وَكَانَ كَالظُّلَّةِ فَإِذَا انْقَلَعَ مِنْهَا رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيْمَانُ .)) (ابوداود: ٤٦٩٠، صحيحه: ٥٠٩)...... ''جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان (کا نور) نکل جاتا اور اس کے اوپر سائبان کی طرح (منتظر) رہتا ہے، جب وہ باز آ جاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔''

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اہل السنۃ نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ ایسا آدمی مکمل ایمان والا نہیں رہتا، اس کے ایمان میں نقص آ جاتا ہے، یعنی زانی، شرابی، چور اور ڈاکو مکمل ایمان سے محروم رہتے ہیں۔ یہ حدیث احناف کے مخالف حجت ہے، جو سلف صالحین کی مخالفت کرتے ہوئے اس بات پر مصرّ ہیں کہ ایمان میں زیادتی ہوتی ہے نہ کمی۔ ان کے نزدیک ایمان کا ایک مرتبہ ہے، وہ ناقص ایمان کا تصور نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب الزاہد الکوثری حنفی نے اس حدیث کو ردّ کرنے کے لیے کوشش کی ہے۔

ابن بطال نے کہا: اہل السنہ نے اس حدیث میں ایمان کی نفی کو کامل ایمان کی نفی پر محمول کیا ہے، کیونکہ نافرمان مومن کے ایمان کی حالت نافرمانیاں نہ کرنے والے مومن سے کم تر ہوتی ہے۔

امام نووی نے کہا: محقق علمائے کرام کا خیال یہ ہے کہ جو آدمی ان برائیوں کا ارتکاب کرے گا، وہ کامل الایمان نہیں رہے گا۔ اس حدیث میں نفی کے سیاق میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، ان سے مراد سرے سے ایمان کی نفی نہیں، بلکہ کمالِ ایمان کی نفی ہے۔ یہی رائے راجح ہے۔

بڑی عجیب بات ہے کہ ملا علی قاری حنفی نے (المرقاۃ: ١/ ١٠٥) میں اس حدیث کی وہی تفسیر بیان کی، جو ابن بطال اور امام نووی نے کی ہے، انھوں نے کہا: ہمارے اصحاب نے بھی اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے کہا کہ اس سے کامل مومن مراد لیا ہے۔

پھر یہ بھی کہہ دیا: لیکن ایمان کا اطلاق تصدیق پر ہوتا ہے اور اعمال اس سے خارج ہیں۔ ملا علی قاری کا یہ آخری

فیصلہ، سابقہ تاویلوں کے مخالف ہے۔آپ خود سوچ لیں۔(صحیحہ: ۳۰۰۰)

(۹۶۷۵)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْكَبَائِرَ اَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ: ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔))، وَقَالَ: ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ قَالَ: ((قَوْلُ الزُّوْرِ۔))، اَوْ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّوْرِ۔))، قَالَ شُعْبَةُ: اَكْبَرُ ظَنِّيْ اَنَّهُ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّوْرِ۔))(مسند احمد: ۱۲۳۶۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا یا ان کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟'' پھر فرمایا: ''وہ جھوٹی بات ہے۔'' یا فرمایا: ''وہ جھوٹی گواہی ہے۔'' امام شعبہ کہتے ہیں: زیادہ گمان یہی ہے کہ آپ ﷺ نے ''جھوٹی گواہی'' کا ذکر کیا۔

**فوائد:** ......کبیرہ گناہ: ہر وہ گناہ جس کو شریعت میں کبیرہ قرار دیا گیا ہو، یا جس پر اللہ تعالیٰ نے آخرت میں عذاب، غضب اور لعنت کی دھمکی دی ہو، یا جس پر دنیا میں حد لاگو ہوتی ہو، یا جس سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہو یا جس کے مرتکب کو فاسق قرار دیا گیا ہو۔

اصل بات یہی ہے کہ کتاب و سنت میں جس جس گناہ کو کبیرہ کہا گیا ہے وہ کبیرہ ہے باقی گناہوں کے بارے فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کبیرہ ہے یا صغیرہ۔ کیونکہ یہ خالصۃً دینی معاملہ ہے جس کے بارے قیاس و رائے سے بات کرنی مناسب نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۹۶۷۶)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ، عَنْ اَبِيْهِ ﷺ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا، اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) قَالَ: وَذُكِرَ الْكَبَائِرُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔)) وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ وَقَالَ: ((وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ۔))

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہوں کے بارے میں نہ بتلاؤں، آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ بات ارشاد فرمائی، اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔'' راوی کہتا ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے، پھر بیٹھ گئے اور یہ فرمانے لگ گئے: ''اور جھوٹی گواہی، جھوٹی

(۹۶۷۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۹۷۷، ومسلم: ۸۸ (انظر: ۱۲۳۳۶)
(۹۶۷۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۹۱۹، ومسلم: ۸۷ (انظر: ۲۰۳۸۵)

فَمَازَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ۔ (مسند احمد: ٢٠٦٥٦)

گواہی، یا فرمایا: جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔'' آپ ﷺ نے اتنی بار یہ جملہ دوہرایا کہ ہم نے کہا: کاش اب آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

**فوائد:** ......جھوٹی گواہی کی مذمت، قباحت اور حرمت میں تاکید پیدا کرنے کے لیے اس کا بار بار ذکر کیا گیا، جھوٹی گواہی خود بھی ایک جرم ہے اور کئی جرائم کا سبب بنتی ہے۔

(٩٦٧٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أُنَيْسٍ اَلْجُهَنِيِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ، وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللّٰهِ يَمِيْنًا صَبْرًا فَاَدْخَلَ فِيْهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ، اِلَّا جَعَلَهُ اللّٰهُ نُكْتَةً فِيْ قَلْبِهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٦١٣٩)

سیدنا عبد اللہ بن انیس جہنی ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم سب سے بڑے گناہوں میں سے ہیں، جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے نام پر جھوٹی قسم اٹھائی اور مچھر کے پر کے برابر اس میں (جھوٹ) داخل کیا، مگر اللہ تعالیٰ اس برائی کو قیامت کے دن تک اس کے دل پر نکتہ بنا دے گا۔''

**فوائد:** ......اللہ تعالیٰ کا عظیم نام لے کر جھوٹی قسم اٹھانے والا اپنے مذموم مقاصد تک رسائی حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بھی خیال نہیں رکھتا۔

(٩٦٧٨)۔ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَاءَ يَعْبُدُ اللّٰهَ لَايُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَيُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ، فَاِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ۔)) وَسَاَلُوْهُ مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: ((اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ، وَفِرَارٌ يَوْمَ الزَّحْفِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٨٩٨)

سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں آئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، نماز قائم کی، زکوۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے تو اس کے لیے جنت ہوگی۔'' پھر لوگوں نے آپ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، مسلمان جان کو قتل کرنا اور لڑائی والے دن فرار اختیار کرنا۔''

---

(٩٦٧٧) تخريج: صحيح دون قوله: "وما حلف حالف بالله يمينا ......" وهذا اسناد ضعيف، هشام بن سعد ضعّفه يحيٰى القطان و احمد وابن معين والنسائي و ابن سعد وابن حبان وغيرهم أخرجه الترمذي: ٣٠٢٠ (انظر: ١٦٠٤٣)

(٩٦٧٨) تخريج: حديث حسن بمجموع طرقه، أخرجه النسائي: ٧/ ٨٨ (انظر: ٢٣٥٠٢)

(٩٦٧٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا، وَهُوَ خَلَقَكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ۔)) قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ.... إِلٰى قَوْلِهِ .... وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ [الفرقان: ٦٨] (مسند احمد: ٤١٠٢)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے، جبکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔'' اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہ کہ تو اپنے بچے کو اس وجہ سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھاتا ہے۔'' اس نے کہا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی اہلیہ سے زنا کرے۔'' پس اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کی تصدیق اپنی کتاب میں ان الفاظ میں نازل فرما دی: ''اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔'' (سورۂ فرقان: ٦٨)

**فوائد:** ......زنا کبیرہ گناہ اور بے غیرتی تو ہے ہی سہی، لیکن جب یہی فعل زیادہ حرمت والی سے کیا جائے گا تو اس کی قباحت و شناعت میں اضافہ ہو جائے گا، جیسے ہمسائے کی بیوی۔ ایک ہمسائے کو دوسرے ہمسائے پر حسن ظن ہوتا ہے، اس بنا پر وہ اس کو اپنی عزتوں کا محافظ سمجھتا ہے اور ہمسائیوں کے حقوق بھی زیادہ ہیں، لیکن یہ برا فعل کرنے والے بدبخت نے کسی چیز کا لحاظ نہیں رکھا۔

(٩٦٨٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((اَلْكَبَائِرُ، اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، أَوْ قَتْلُ النَّفْسِ۔))، شُعْبَةُ الشَّاكُّ: ((اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ۔)) (مسند احمد: ٦٨٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا یا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم۔'' امام شعبہ کو شک ہوا ہے۔

(٩٦٨١)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ

سیدنا سلمہ بن قیس اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٩٦٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٧٦١، ٦٨١١ (انظر: ٤١٠٢)

(٩٦٨٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٧٠ (انظر: ٦٨٨٤)

(٩٦٨١) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١٨٩٩٠)

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ: ((أَلَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ، أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَقْتُلُوْا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَسْرِقُوْا۔)) قَالَ: فَمَا أَنَا بِأَشَحَّ عَلَيْهِنَّ مِنِّیْ إِذَا سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۹۹)

نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''خبردار! صرف چار چیزیں ہیں: یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ جان کو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ، زنا نہ کرو اور چوری نہ کرو۔'' پھر سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہی ان کا سب سے بڑا حریص ہوں، کیونکہ میں نے خود ان کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

**فوائد:** ......کبیرہ گناہوں کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں، مثلا سات، تین، چار۔ ان میں جمع تطبیق کی صورت یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کو اس تعداد کے ساتھ منحصر نہیں کیا گیا، بلکہ حالات و حاضرین کے تقاضوں کے مطابق ان گناہوں کی مثالیں بیان کی گئیں، کسی مقام پر سات قسمیں بیان کرنا زیادہ مناسب تھا اور کسی مقام پر تین یا چار، وگرنہ کبیرہ گناہوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

(۹۶۸۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِيَّاكُمْ الْفُحْشَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ، وَلَا التَّفَحُّشَ، وَإِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا، وَأَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا۔)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَیُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ۔)) اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٦٤٨٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو! اس لیے کہ ظلم قیامت والے دن (کئی) ظلمتوں کا باعث بنے گا، بدگوئی سے بچو، بیشک اللہ تعالیٰ بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا اور مال کی شدید محبت سے بچو! اس لیے کہ اس چیز نے تم سے پہلے والے لوگوں کو ہلاک کیا، اس نے ان کو قطع رحمی کا حکم دیا، پس انھوں نے قطع رحمی کی، اس نے ان کو بخل پر آمادہ کیا، پس انھوں نے بخل کیا اور اس نے ان کو برائیوں کا حکم دیا، پس انھوں نے برائیاں کیں۔'' ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ دوسرے مسلمان تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔''

**فوائد:** ......بخل اور حرص جیسے اوصاف انسان کے کمینہ ہونے کے لیے کافی ہیں، بخیل آدمی سنگ دل بن جاتا ہے، دوسروں کی خوشی وغمی سے مستغنی ہو جاتا ہے، اپنے روپے پیسے کو بچانے یا اس کو بڑھانے کے لیے وہ قتل و غارت گری جیسے اقدامات کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور شریعت میں گنجائشیں تلاش کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگنا شروع کر دیتا ہے۔

(۹۶۸۲) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥١٧٦، والحاكم: ١/ ١١ (انظر: ٦٤٨٧)

مال کی شدید محبت کو "شُــحّ" کہتے ہیں۔ جب انسان کے دل میں دنیا اور دنیا کے مال واسباب کی محبت حد سے تجاوز کر کے شدید ہو جائے تو انسان حرام اور حلال کے درمیان تمیز بھی نہیں کرتا اور دوسرے انسانوں کا خون بہانے سے گریز بھی نہیں کرتا۔ جیسے آج کل ہمارے معاشرے کا حال ہے اور یہ حالت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس معاشرے کی بقا کی کوئی ضمانت نہیں ہے، یہ دیر یا سویر ہلاکت سے دو چار ہو کر ہی رہے گا۔

دنیا میں کیا گیا ایک ظلم، روزِ قیامت کئی ظلمتوں کا سبب بنے گا، جیسے اگر کوئی آدمی گائے کی خیانت کرتا ہے تو وہ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا کر میدانِ حشر میں آئے گا، جبکہ وہ گائے بلبلا رہی ہو گی، یہی معاملہ ہر جانور اور دوسری خیانتوں کا ہے۔ کسی چیز کو بے موقع یا بے محل رکھنا ظلم کہلاتا ہے، اس اعتبار سے برائیوں کا ارتکاب کرنا اور فرائض و واجبات کی ادائیگی میں غفلت برتنا ظلم ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيُ التَّرُهِيُبِ مِنُ عُقُوُقِ الُوَالِدَيُنِ
## والدین کی نافرمانی سے ترہیب کا بیان

(٩٦٨٣)۔ عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، رَفَعَهُ سُفْيَانُ، وَوَقَفَهُ مِسْعَرٌ، قَالَ: ((مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ يَشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ۔)) قَالُوْا: وَكَيْفَ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ۔)) (مسند احمد: ٦٥٢٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' لوگوں نے کہا: بھلا آدمی اپنے والدین کو کیسے گالیاں دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کسی کے باپ کو برا بھلا کہتا ہے، وہ جواباً اس کے باپ کو برا بھلا کہتا ہے، یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواباً اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔'' سفیان راوی نے اس حدیث کو مرفوعاً اور مسعر نے موقوفاً بیان کیا ہے۔

**فوائد:** ...... اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بعد والدین کا حق سب سے مقدم ہے، قرآن مجید میں کئی مقامات پر جہاں اللہ تعالیٰ کی الوہیت وعبودیت کا حکم دیا گیا، وہاں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کی تلقین بھی کی گئی۔ مسلمان والدین کے احترام واکرام کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر والدین مشرک اور کافر بھی ہوں، تب بھی ان کی خدمت اور ان سے حسنِ سلوک کرنا ضروری ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾ (سورۂ لقمان: ١٥) ...... ''اور اگر وہ (والدین) تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔''

جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو، اس وقت تک والدین کی اطاعت کرنا، ان کی خدمت کرنا اور ان کی رضامندی

(٩٦٨٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٩٠ (انظر: ٦٥٢٩)

چاہنا مطلوبِ شریعت ہے۔ جب تک شریعت کے کسی حکم کی مخالفت نہ ہو، اس وقت تک والدین کا ہر مطالبہ پورا کر کے ان کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کتنی غور طلب بات ہے کہ مشرک اور شرک پر مجبور کرنے والے والدین کے ساتھ بھی ہمیں حسنِ سلوک کرنے کا درس دیا گیا ہے، مسلمان والدین کے مقام و مرتبہ کا خود اندازہ لگا لیں۔

والدین کی رفعت و منزلت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ جو بچہ اپنی زندگی میں اپنے ماں باپ دونوں یا کسی ایک کو پا لیتا ہے اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل ہونے کے اسباب پیدا نہیں کرتا تو نبی مہربان ﷺ اس کے لیے ذلالت، ہلاکت اور رحمتِ الٰہی سے دوری کی بد دعا کرتے ہیں۔

اگر اس سلسلے میں شریعت خاموش ہی رہتی تب بھی عقل و شعور کا فیصلہ یہی ہوتا کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا مروّت نہیں اور ذوقِ سلیم اور وجدان بھی یہی کہتا اور انسانیت کا بھی یہی تقاضا ہوتا کہ جن پاک نفوس نے بچپن میں اولاد کے ساتھ حسنِ سلوک کیا، اولاد کو بھی چاہیے کہ وہ ﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ کے تحت ان کے سامنے عاجزی و فرمانبرداری کے بازو بچھا دے۔

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا، جس میں والدین کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی قرار دیا گیا ہے: چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود والدین کی اطاعت کرنے اور ان کی تکریم کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے جو اپنے والدین کو ناراض کرے گا، وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دے گا، یہ سخت وعید ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

لیکن افسوس کہ آجکل لوگوں نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک یا بدسلوکی سے پیش آنے کے لیے اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کو معیار قرار دیا ہے، اپنی بیوی کے ہر قسم کے ناز نخرے پورے کئے جاتے ہیں، لیکن والدین پر ہونے والے اخراجات کو بوجھ سمجھا جاتا ہے، اگرچہ ان کی مقدار بھی کم ہوتی ہے۔

(۹۶۸۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَكْبَرَ الْكَبَائِرِ، عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ۔)) قَالَ: قِيلَ مَا عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ؟ قَالَ: ((يَسُبُّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ، فَيَسُبُّ أُمَّهُ۔)) (مسند احمد: ۷۰۰٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک والدین کی نافرمانی کرنا سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔'' کسی نے کہا: والدین کی نافرمانی سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کو برا بھلا کہے اور وہ جوابی کاروائی کرتے ہوئے اس کے باپ کو برا بھلا کہے، اور یہ اُس کی ماں کو گالی دے اور وہ جواباً اس کی ماں کو گالی دے۔''

**فوائد:** …… والدین کو براہِ راست برا بھلا کہنے والا تو لعنتی ہے ہی سہی، جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے، کسی طرح سے والدین کی اذیت کا سبب بننے والا بھی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

(۹۶۸۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۶۸۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ اَبَاهُ، مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ اُمَّهُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۷۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے باپ کو گالی دی، وہ ملعون ہے، جس نے اپنی ماں کو برا بھلا کہا، اس پر لعنت کی گئی ہے۔''

(۹۶۸۶)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَايَلِجُ حَائِطَ الْقُدُسِ مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَلَا الْمَنَّانُ عَطَاءَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۳۳۹۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب پینے پر ہمیشگی کرنے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا پاکیزہ باغ یعنی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(۹۶۸۷)۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَامُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا مُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ۔)) (مسند احمد: ۲۸۰۳۲)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''والدین کی نافرمانی کرنے والی، شراب پر ہمیشگی اختیار کرنے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(۹۶۸۸)۔ عَنْ مُعَاذِ ابْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عِبَادًا لَايُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ۔)) قِيلَ لَهُ: مَنْ اُوْلٰئِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مُتَبَرٍّ مِنْ وَالِدَيْهِ، رَاغِبٌ عَنْهُمَا، وَمُتَبَرٍّ مِنْ وَلَدِهِ، وَرَجُلٌ اَنْعَمَ عَلَيْهِ قَوْمٌ فَكَفَرَ نِعْمَتَهُمْ وَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۲۱)

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن نہ ان سے کلام کرے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''والدین سے براءت کا اظہار کرنے والا، ان سے بے رغبتی کرنے والا، اپنی اولاد سے اظہارِ براءت کرنے والا اور وہ آدمی جس پر کسی قوم نے انعام کیا، لیکن وہ ان کے انعام کی ناشکری کرے اور ان سے براءت کا اظہار کر دے۔''

---

(۹۶۸۵) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني: ۱۱۵٤٦، والحاكم: ٤/ ۳٥٦، والبيهقي: ۸/ ۲۳۱ (انظر: ۱۸۷٥)

(۹۶۸۶) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ۲۹۳۱، والطبراني في "الاوسط": ۸٥۸۷ (انظر: ۱۳۳٦۰)

(۹۶۸۷) تخريج: حسن لغيره دون قوله: "ولا مكذب بقدر" فقد تفرد بها سليمان بن عتبة الدمشقي، وهو ممن لايحتمل تفرده، أخرجه البزار: ۲۱۸۲ (انظر: ۲۷٤۸٤)

(۹۶۸۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد و سهل بن معاذ في رواية زبان عنه، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۰/ ۲۰/ ٤۳۷ (انظر: ۱٥٦۳٦)

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنْ قَطْعِ صِلَةِ الرَّحِمِ
## قطع رحمی سے ترہیب کا بیان

قطع رحمی، صلہ رحمی کی ضد ہے اور صلہ رحمی کا مفہوم یہ ہے کہ تمام رشتہ داروں کو خیر پہنچانے کے لیے اور ان سے شرّ کو رفع کرنے کے لیے ہر ممکنہ کوشش کی جائے، یہ عمل جتنا اہم اور ضروری تھا، عصر حاضر میں اس سے اتنی ہی غفلت برتی گئی، حدیث نمبر (۹۰۴۹) والے باب میں صلہ رحمی کی فضیلت پر مشتمل احادیث مبارکہ گزر چکی ہیں۔

(۹٦۸۹)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الْإِسْتِطَالَةُ فِي عِرْضِ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ ، وَإِنَّ هٰذِهِ الرَّحِمَ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ ، فَمَنْ قَطَعَهَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ١٦٥١)

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ آدمی کسی حق کے بغیر اپنے بھائی کی عزت پر دست درازی کرے، اور بے شک یہ صلہ رحمی رحمٰن کی شاخ ہے، جو اس کو کاٹے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔''

**فوائد:** ...... زندگی کا گراں مایہ متاع عزت ہے، یہ سرمایۂ حیات چھن جائے تو اس کا ازالہ نہیں کیا جا سکتا، الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا ہر مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کی عزت، جان اور مال کو معزز قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((...... كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ ...... بِحَسْبِ امْرِيءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔)) (ترمذی) ...... ''ایک مسلمان کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے...... کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔''

(۹٦۹۰)۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ ، وَهُوَ مَرِيضٌ ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: وَصَلَتْكَ رَحِمٌ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا الرَّحْمٰنُ ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ ، وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ اِسْمِي ، فَمَنْ يَصِلْهَا أَصِلْهُ ، وَمَنْ يَقْطَعْهَا أَقْطَعْهُ فَأَبُتَّهُ أَوْ قَالَ: مَنْ يَبُتَّهَا أَبُتَّهُ۔)) (مسند احمد: ١٦٥٩)

عبداللہ بن قارظ، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ وہ مریض تھے، انھوں نے آگے سے اس کو کہا: صلہ رحمی تجھ تک پہنچ گئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رحم (یعنی قرابتداری) کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اُس کا اشتقاق کیا، جس نے اُس کو ملایا میں اُس کو ملاؤں گا اور جس نے اُس کو کاٹا میں اُس کو کاٹ دوں گا۔''

---

(۹٦۸۹) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ٤٨٧٦ (انظر: ١٦٥١)

(۹٦۹۰) تخریج: صحیح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٨٤١، والحاكم: ٤/ ١٥٧ (انظر: ١٦٥٩)

**فوائد:** ......اللہ کے نام ''رَحْمٰن'' کا مادہ بھی ''ر ح م'' اور رشتہ داری کے لیے عربی میں استعمال ہونے والے لفظ ''رَحِم'' کا مادہ بھی ''ر ح م'' ہے۔

(٩٦٩١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُوْضَعُ الرَّحِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا حُجْنَةٌ كَحُجْنَةِ الْمِغْزَلِ، تَتَكَلَّمُ بِلِسَانٍ طَلْقٍ ذَلْقٍ، فَتَصِلُ مَنْ وَصَلَهَا، وَتَقْطَعُ مَنْ قَطَعَهَا۔)) وَقَالَ عَفَّانُ: الْمِغْزَلُ وَقَالَ: بِأَلْسِنَةٍ لَهَا۔ (مسند احمد: ٦٧٧٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صلہ رحمی کو روزِ قیامت اس طرح رکھا جائے گا کہ کاتنے کی مشین کے تکلے کے سر پر لگی ہوئی ٹیڑھی کی طرح اس کی ایک چیز ہوگی، وہ جلدی اور فصاحت کے ساتھ باتیں کرے گی اور اس چیز کے ساتھ صلہ رحمی کرنے والے کو ملا لے گی اور اس کو نہ ملانے والے کو کاٹ دے گی۔''

(٩٦٩٢)۔ عَنْ اَبِی بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ اَحْرٰى اَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ بِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ مَعَ مَايُؤَخِّرُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: مَعَ مَايُدَّخَرُ) لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ بَغْيٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ۔)) (مسند احمد: ٢٠٦٤٥)

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بغاوت (وظلم) اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی ایسا گناہ نہیں کہ جس کے بارے میں زیادہ مناسب یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کو دنیا میں بھی سزا دینے میں جلدی کرے اور آخرت میں بھی (عذاب دینے کے لیے) اس (گناہ) کو ذخیرہ کر لے۔''

**فوائد:** ...... ہمارے معاشرے میں انسانیت دو طبقوں میں منقسم ہے: (۱) ابتدائے حیات سے الجھنوں میں الجھی ہوئی اور (۲) ابتدائے زندگی سے عیش و عشرت میں پلی ہوئی۔

پہلی قسم کو راحت و استراحت کا، جبکہ دوسری قسم کو کلفت و مشقت کا کوئی اندازہ نہیں ہوتا ہے۔

ایک دوسرے لحاظ سے بھی دو قسمیں ہیں: (۱) مجبور و مقہور و مظلوم اور (۲) ظالم و جابر و بد معاش

پہلے طبقے کو آزادی و خودمختاری کا اور دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور بندوں کی غلامی کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔

مذکورہ بالا حدیث کی حقانیت ان چار طبقوں کے لیے غیر واضح ہے، یہ اور اس قسم کی دوسری احادیث اس بندے کے لیے سبق آموز ہو سکتی ہیں، جس کو نیکی کی وجہ سے ذہنی تسکین نصیب ہوتی ہو اور برائی کی وجہ سے قلق و اضطراب ہوتا ہے اور وہ اپنے نقصانات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے والا اور ان کے اسباب پر غور کرنے والا ہو، جبکہ وہ نیکیوں اور برائیوں کی تمام صورتوں کو سمجھنے والا ہو۔

---

(٩٦٩١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابی ثمامة الثقفی، أخرجه ابن ابی شيبة: ٨/ ٥٣٨، والحاكم: ٤/ ١٦٢ (انظر: ٦٧٧٤)

(٩٦٩٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٩٠٢، والترمذی: ٢٥١١، وابن ماجه: ٤٢١١ (انظر: ٢٠٣٧٤)

صلہ رحمی اور تمام رشتہ داروں سے تعلق قائم رکھنا بہت بڑی نیکی اور عظیم خصلت ہے، لیکن اِس وصف سے عاری ہونے کا اور پھر اس کے انجام بد کا احساس صرف اُس فرد کو ہوگا جو شریعت کی روشنی میں کچھ زمانے تک صلہ رحمی کے تمام تقاضے پورے کرتا ہے۔ یہی معاملہ ظلم اور بغاوت کا ہے کہ "لِکُلِّ عُرُوْجٍ زَوَالٌ" کے تحت ظالموں کو اپنی زندگی میں ہی بے بسی، لاچارگی، ذہنی اذیت اور حقارت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ابو جہل و فرعون جیسے جابروں کی مثالیں کافی ہیں۔ ہر ملک کے ظالم حکمران کی آخری زندگی پر غور کریں، شاید وہ اس بات کے متمنی ہوں کہ کاش ان کے نصیبے میں مسندِ حکومت سرے سے نہ آتا۔

(٩٦٩٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَنْبَانِ مُعَجَّلَانِ لَا يُؤَخَّرَانِ: اَلْبَغْيُ وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ)) (مسند احمد: ٢٠٦٥١)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو گناہوں کی سزا جلدی دی جاتی ہے، اس میں تاخیر نہیں کی جاتی: بغاوت (ظلم) اور قطع رحمی۔''

**فوائد:** …… یہ دو ایسے گناہ ہے کہ دنیا میں بھی ان کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے اور آخرت میں بھی ان کی سزا سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(٩٦٩٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِيْعَةِ، قَالَ: اَمَا تَرْضٰى اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعُ مَنْ قَطَعَكِ، اِقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ، ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (مسند احمد: ٨٣٤٩)

ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو صلہ رحمی اللہ کی کمر پکڑ کر کھڑی ہوگئی اور کہا: قطع رحمی سے پناہ طلب کرنے والے کا یہ مقام ہے، اللہ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو (اس منقبت پر) راضی نہیں ہوگی کہ جس نے تجھے ملایا میں بھی اُس کو ملاؤں گا اور جس نے تجھے کاٹا میں بھی اُسے کاٹ دوں گا؟ اگر تم چاہتے ہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھ لو: اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت اللہ تعالیٰ نے چھین لی ہے۔ کیا یہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔''

---

(٩٦٩٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٦٩٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٤٨٣٠، ٤٨٣١، ٤٨٣٢، ومسلم: ٢٥٥٤ (انظر: ٨٣٦٧)

**فوائد:** ......رحم (رشتے داری) کا اس طرح بولنا اور اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل بات نہیں ہے، وہ ہر ایک میں قوتِ گویائی اور ادراک وشعور پیدا کرنے پر قادر ہے، جیسے نبی کریم ﷺ جب منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو جس تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے، اس نے رونا شروع کر دیا۔

(٩٦٩٥)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيْسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ۔)) (مسند احمد: ١٠٢٧٧)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر جمعرات یعنی جمعہ والی رات کو بنو آدم کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں ہوتا۔''

**فوائد:** ......اللہ اکبر، کتنی سخت وعید ہے، قطع رحمی خود جرم بھی ہے اور دوسرے اعمال صالحہ کے قبولیت کے لیے رکاوٹ بھی۔

(٩٦٩٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اَلرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ، تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَقُوْلُ: يَا رَبِّ قُطِعْتُ يَارَبِّ ظُلِمْتُ يَارَبِّ اُسِيْءَ اِلَيَّ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: ) فَيُجِيْبُهَا الرَّبُّ اَمَا تَرْضِيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ۔))(مسند احمد: ٩٨٧١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رشتہ داری، رحمٰن کی ایک شاخ ہے، یہ قیامت کے دن آ کر کہے گی: اے میرے ربّ! مجھے کاٹ دیا گیا، اے میرے ربّ! مجھ پر ظلم کیا گیا، اے میرے ربّ! میرے ساتھ برا سلوک کیا گیا، پس اللہ تعالیٰ اس کو جواب دے گا: کیا تو اس بات پر راضی ہو جائے گی کہ جس نے تجھے ملایا، میں بھی اس کو ملا لوں اور جس نے تجھے کاٹا، میں بھی اس کو کاٹ دوں۔''

(٩٦٩٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّحِمُ مَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٤٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو رشتہ داری کو ملائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ملا لے گا اور جو رشتہ داری کو کاٹے گا، اللہ تعالیٰ اس کو کاٹ دے گا۔''

## بَابُ التَّرْهِيْبِ مِنْ اِيْذَاءِ الْجَارِ وَالتَّغْلِيْظِ فِيْهِ
## ہمسائے کو تکلیف دینے سے ترہیب اور اس معاملے میں سختی کا بیان

(٩٦٩٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٩٦٩٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البيهقى: ٧٩٦٥ (انظر: ١٠٢٧٢)
(٩٦٩٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطيالسى: ٢٥٤٣، وابن حبان: ٤٤٢، والحاكم: ٤/ ١٦٢ (انظر: ٩٨٧١)
(٩٦٩٧) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٩٨٩، ومسلم: ٢٥٥٥ (انظر: ٢٤٣٣٦)
(٩٦٩٨) تخريج: أخرجه البخارى: ٦١٣٨، ومسلم: ٤٧ (انظر: ٩٥٩٥)

النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُؤْذِيَنَّ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ (وَفِیْ رِوَايَةٍ) اَوْ لِيَصْمُتْ۔)) (مسند احمد: ۹۵۹۳)

فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ ہر گز اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے، جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ خیر و بھلائی والی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔''

**فوائد:** ......آج کے مفاد پرستانہ اور ابن الوقتی دور میں ہمسائیوں کے حقوق کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، ان کے حقوق کی ادائیگی تو کجا، سرے سے ان کی شناخت ہی نہیں کی جاتی۔گلی کے ایک کونے میں صفِ ماتم بچھی ہوتی ہے تو دوسرے کونے پہ شادی کی رسومات رقص کناں ہوتی ہیں۔ حالانکہ ان کے حقوق کا تو یہ عالم ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے خلیل محمد ﷺ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ((اِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَاَكْثِرْ مَاءَ هَا ثُمَّ انْظُرْ اَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيْرَانِكَ، فَاَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوْفٍ۔)) (مسلم) ......''جب تم شوربے (والا سالن) پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کر لیا کرو، پھر اپنے پڑوسیوں کا کوئی گھر دیکھو اور ان کو بھلائی کے ساتھ اس میں سے کچھ حصہ پہنچاؤ۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِیْ جِدَارِهٖ۔)) (بخاری، مسلم) ......''کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے۔'' یعنی اگر کوئی ہمسایہ چھپر وغیرہ کا شہتیر اپنے ہمسائے کے مکان کی دیوار پر رکھنا چاہتا ہے تو اس کو نہیں روکا جا سکتا۔

درج ذیل حدیثِ مبارکہ بھی انتہائی قابل غور ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كَمْ مِنْ جَارٍ مُتَعَلِّقٌ بِجَارِهٖ يَقُوْلُ: يَارَبِّ! سَلْ هٰذَا لِمَ اَغْلَقَ عَنِّیْ بَابَهُ وَمَنَعَنِیْ فَضْلَهُ۔)) ......''کتنے ہی پڑوسی (ایسے ہوں گے جو) اپنے پڑوسی (کے حقوق کے سلسلے میں) لٹکے ہوئے ہوں گے۔ پڑوسی کہے گا: اے میرے رب! اس سے سوال کرو کہ اس نے اپنا دروازہ مجھ سے کیوں بند کر دیا تھا اور بچا ہوا مال مجھ سے کیوں روک لیا تھا۔'' (الادب المفرد للبخاری: ۱۱۱، صحیحہ: ۲٦٤٦)

(۹٦۹۹)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: ((هِیَ فِیْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کی نماز، روزے اور صدقے کی تو بڑی مشہوری ہے، لیکن وہ زبان سے اپنے ہمسائیوں کو تکلیف دیتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' اس نے پھر

(۹٦۹۹) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن حبان: ٥٧٦٤، والبزار: ١٩٠٢، والحاكم: ٤/ ١٦٦ (انظر: ٩٦٧٥)

النَّارِ۔)) قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَإِنَّ فُلَانَةَ یُذْکَرُ مِنْ قِلَّةِ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا، وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ، وَلَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا قَالَ: ((هِیَ فِی الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ۹۶۷۳)

کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کے بارے یہ بات تو کہی جاتی ہے کہ اس کے روزوں، صدقے اور نماز کی مقدار کم ہے، وہ صرف پنیر کے ٹکڑوں کا صدقہ کرتی ہے، البتہ وہ ہمسائیوں کو تکلیف نہیں دیتی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جنتی ہے۔''

(۹۷۰۰)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَوَّلُ خَصْمَیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ جَارَانِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۰۷)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن سب سے پہلے دو جھگڑا کرنے والے دو ہمسائے ہوں گے۔''

**فوائد:** ...... ہمسائیوں کے حقوق بہت زیادہ ہیں، جبکہ ان کی ادائیگی کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ نیک پڑوسی جنت ہے، لیکن برا پڑوسی قیامت سے پہلے ایک قیامت ہے، لیکن نیک بنے کون؟

(۹۷۰۱)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ جَارِ الْمَقَامِ، فَإِنَّ جَارَ الْمُسَافِرِ إِذَا شَاءَ أَنْ یُزَالَ زَالَ۔)) (مسند احمد: ۸۵۳۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اپنی مستقل) قیام گاہ کے پڑوسی کے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ اگر آدمی مسافر ہو تو وہ (برے پڑوسی) سے جب چاہے جدا ہو سکتا ہے۔''

**فوائد:** ...... نیک پڑوسی اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمی ہے، اس سے نہ صرف آدمی کو ذہنی سکون ملتا ہے، بلکہ اس کی عزتیں محفوظ رہتی ہے، کیونکہ نیک پڑوسی دوسرے پڑوسیوں کا بھی رکھوالا ہوتا ہے، اس کے برعکس برے پڑوسی کے نقصانات اور نحوستیں عیاں ہیں، اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا چاہیئے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مصداق کے مطابق سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا پڑھتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ یَوْمِ السُّوْءِ، وَمِنْ لَیْلَةِ السُّوْءِ، وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامِ. ...... اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے دن سے، بری رات سے، بری گھڑی سے، برے ساتھی سے اور مستقل قیام گاہ کے برے پڑوسی سے۔ (صحیحہ: ۱۴۴۳ کے تحت۔ بحوالہ طبرانی)

(۹۷۰۲)۔ وَعَنْهُ أَیْضًا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۹۷۰۰) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۷/ ۸۵۲ (انظر: ۱۷۳۷۲)

(۹۷۰۱) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الحاکم: ۱/ ۵۳۲، وابویعلی: ۶۵۳۶، وابن حبان: ۱۰۳۳ (انظر: ۸۵۵۳)

(۹۷۰۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الحاکم: ۱/ ۱۰ (انظر: ۷۸۷۸)

قَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ۔)) قَالُوْا: وَمَاذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلْجَارُ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا بَوَائِقُهُ؟ قَالَ: ((شَرُّهُ۔)) (مسند احمد: ۷۸٦٥)

نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! وہ آدمی مؤمن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ آدمی صاحبِ ایمان نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ شخص ایمان دار نہیں ہوسکتا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہمسایہ کہ جس کے شرور سے اس کے ہمسائے امن میں نہ ہوں۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''بَـوَائِـق'' سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا شر۔''

**فوائد:** ......انسان کی عزت وحرمت، مال و دولت اور جان وجیون کو دوسرے انسان کے شرّ سے بچانے کے لیے اسلام نے بہت سخت قوانین وضع کیے ہیں۔ انسانیت کے احترام کا اس سے بڑا لحاظ کیا ہوسکتا ہے کہ صرف پڑوس کی بنا پر اسے حسنِ سلوک کا اوّلین مستحق ٹھہرا دیا جائے اور تحائف و ہدایا کا پہلا حقدار قرار دیا جائے۔ اس سے بڑی بشارت کیا ہوسکتی ہے کہ پڑوسیوں کے حق میں بہتری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں آدمی کے مقام ومرتبہ میں اضافہ ہو جائے۔

(۹۷۰۳)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَبْدٌ، لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۵۸۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ بندہ جنت میں نہیں جائے گا، جس کے ہمسائے اس کے شرّ سے محفوظ نہ ہوں۔''

**فوائد:** ......اگر کوئی ہمسایہ اپنے کسی ہمسائے کی بدسلوکی کی وجہ سے تنگ ہے تو اس میں مرکزی کردار ظالم کی زبان کا ہوگا، اس حدیث میں پڑوسی کی خیر و بھلائی کو کامیابی و کامرانی کا معیار قرار دیا گیا ہے، وہ اس طرح کہ ایمان کی بنیاد دل کی راستی پر ہے، دل کی درستی کا دارمدار زبان کی اصلاح پر ہے اور زبان کے خیر وشرّ کا تعلق پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک یا بدسلوکی سے ہے۔

(۹۷۰٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ لِيْ؟ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ، وَاِذَا اَسَأْتُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نیکی کروں اور جب میں برائی کروں تو مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ میں نے نیکی یا برائی کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے پڑوسیوں کو یوں کہتا سنے

---

(۹۷۰۳) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الحاكم: ۱/ ۱۱، والبزار: ۲۱، وابويعلى: ٤١٨٧، وابن حبان: ۵۱۰ (انظر: ۱۲۵٦۱)

(۹۷۰٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٢٣ (انظر: ۳۸۰۸)

قَدْ اَحْسَنْتَ، فَقَدْ اَحْسَنْتَ، وَاِذَا سَمِعْتُمْ يَقُوْلُوْنَ: قَدْ اَسَاْتَ، فَقَدْ اَسَاْتَ۔)) (مسند احمد: ۳۸۰۸)

کہ تو نے نیکی ہے، تو تو نے نیکی کی ہوگی اور جب ان کو یوں کہتا سنے کہ تو نے برائی کی ہے تو تو نے برائی کی ہوگی۔''

**فوائد:** ......اس آدمی کے سوال کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ کوئی ایسا کام کرے، جس کا شرعی حسن یا قباحت مخفی ہو، تو اسے ایسے کام کے بارے میں کیسے علم ہوگا کہ وہ اچھا ہے یا برا ہے، کیونکہ شریعت میں واضح طور پر جن امور کو نیکی اور جن امور کو برا قرار دیا گیا ہے، اس کے بارے میں لوگوں کی رائے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نیز ایسے کام کو اچھا یا برا کہنے والے لوگ سلیم الفطرت اور نیکو کار ہونے چاہئیں، جو نیکی و بدی میں شریعت کا مزاج سمجھتے ہوں۔

(۹۷۰۵)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ سَدُوْسٍ، يُقَالُ لَهُ: دَيْسَمٌ، قَالَ: قُلْنَا: لِبَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَةِ، قَالَ: وَمَاكَانَ اِسْمُهُ بَشِيْرًا، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشِيْرًا، اِنَّ لَنَا جِيْرَةً مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ لَاتَشُذُّ لَنَا قَاصِيَةٌ اِلَّا ذَهَبُوْا بِهَا، وَاِنَّهَا تُخَالِفُنَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ اَشْيَاءُ اَفَنَاْخُذُ؟ قَالَ: لَا۔ (مسند احمد: ۲۱۰۶٦)

بنوسدوس کے دیسم نام ایک آدمی سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: ہم نے سیدنا بشیر بن خصاصیہ سے کہا، یہ ان کا نام نہیں تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام بشیر رکھا تھا، بہرحال ہم نے کہا: بنوتمیم کے کچھ لوگ ہمارے ہمسائے ہیں، ہماری جو بکری ریوڑ سے دور ہو جائے، وہ اس کو لے جاتے ہیں، پھر جب ہمارے پاس ان کے مالوں میں بعض چیزیں آتی ہیں تو ہم ان پر قبضہ کر لیں؟ انھوں نے کہا: جی نہیں۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنَ الرِّيَاءِ وَهُوَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ

## ریاکاری سے ترہیب کا بیان، یہی شرکِ خفی ہے، ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں

(۹۷۰٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ ؓ، اَنَّهُ بَكٰى، فَقِيْلَ لَهُ: مَايُبْكِيْكَ؟ قَالَ: شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُهُ فَذَكَرْتُهُ فَاَبْكَانِيْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِي الشِّرْكَ وَ الشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتُشْرِكُ اُمَّتُكَ مِنْ

عبادہ بن نُسی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا شداد بن اوس ؓ رونے لگے، کسی نے ان سے کہا: تم کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، وہ یاد آ گئی تھی، اس لیے رونے لگ گیا، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''میں اپنی امت پر شرک اور مخفی شہوت کے بارے میں ڈرتا ہوں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک

(۹۷۰۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، دیسم فی عداد المجهولین (انظر: ۲۰۷۸۵)

(۹۷۰٦) تخریج: اسنادہ ضعیف جدًا، عبد الواحد بن زید البصری متروك الحدیث، أخرجه ابن ماجه: ۴۲۰۵ (انظر: ۱۷۱۲۰)

بَعْدِكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، أَمَا إِنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا، وَلَا قَمَرًا، وَلَا حَجَرًا، وَلَا وَثَنًا، وَلٰكِنْ يُرَائُوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ، وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ أَنْ يُصْبِحَ أَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهُ شَهْوَةٌ مِنْ شَهَوَاتِهِ فَيَتْرُكُ صَوْمَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۵۰)

کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، خبردار! وہ سورج، چاند، پتھر اور بت کی عبادت نہیں کرے گی، وہ اپنے اعمال کے ذریعے ریاکاری کریں گے اور مخفی شہوت یہ ہے کہ بندہ صبح کو روزہ رکھے، پھر اس کی کوئی شہوت اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ روزہ توڑ دیتا ہے۔''

**فوائد:** ...... دکھاوے، تصنع، عدم خلوص، نفاق، نمود و نمائش اور شہرت طلبی جیسے امورِ خبیثہ کو سامنے رکھ کر کوئی ایسا کام کرنا، جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے لیے سرانجام دیا جاتا ہے، اسے ریاکاری کہتے ہیں۔

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ.)) قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قال: ((اَلرِّيَاءُ، يقولُ اللّٰهُ عزَّ وجلَّ لِأَصْحَابِ ذَالِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جَازَى النَّاسَ: اِذْهَبُوْا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟)) ...... ''مجھے تمھارے حق میں سب سے زیادہ ڈر شرکِ اصغر کا ہے۔'' صحابہ نے عرض کی: شرکِ اصغر کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریاکاری کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جب لوگوں کو بدلہ دے گا تو ریاکاروں سے کہے گا: ان ہستیوں کی طرف چلے جاؤ، جن کے سامنے دنیا میں ریاکاری کرتے تھے اور دیکھ آؤ کہ آیا ان کے پاس کوئی بدلہ ہے؟'' (أحمد: ٥/٤٢٨ و ٤٢٩، صحیحہ: ٩٥١)

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے کہا: لوگوں کو دکھانے کی خاطر عبادت کا اظہار کرنا، تاکہ لوگ اس عبادت گزار کی تعریف کریں۔ جبکہ امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا: ریاکاری کا اصل معنی لوگوں کو محمود اور قابل تعریف خصائل دکھا کر ان کے دلوں میں مقام حاصل کرنا ہے، تو ریاکاری کی تعریف یہ ہوئی کہ لوگوں کو دکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کے امور سر انجام دینا۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳/ ۲۷۹)

ریاکار عارضی طور پر لوگوں کی نظروں میں تو متقی اور پارسا بن جاتا ہے، لیکن اپنے عمل کو برباد اور اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے، یہ ریاکاری کی شناعت و قباحت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی عبادات میں اخلاص پیدا کریں اور ریاکاری، خوشامد اور چاپلوسی جیسے غیر اخلاقی امور سے مکمل اجتناب کریں۔

شرک اکبر اور شرک صریح کا مرتکب دائمی جہنمی ہے۔ ریاکاری جیسا شرک اصغر قابل معافی جرم ہے، اگر معاف نہ ہوا تو اس کی سزا بھگتنے کے لیے عارضی طور پر جہنم میں جانا پڑے گا۔

آج کل مقابلہ بازی کا دور ہے اور ہمارے ہاں کئی اعمال کی بنیاد دوسرے کو دکھانے اور اپنے آپ کو ظاہر کرنے پر ہے، مثلا نمازِ جنازہ میں شرکت، کسی کی دعوت کرنا یا کسی کی دعوت قبول کرنا، کسی سے حسن اخلاق سے پیش آنا، یہ امور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے نہیں، بلکہ ذاتی دوستی و دشمنی کی بنا پر سرانجام دیئے جا رہے ہیں۔

(۹۷۰۷)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ فَضَالَةَ الْاَنْصَارِیِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ اَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ لِيَوْمٍ لَارَيْبَ فِيْهِ، يُنَادِيْ مُنَادٍ: مَنْ كَانَ اَشْرَكَ فِيْ عَمَلٍ عَمَلَهُ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۰٤۷)

صحابیٔ رسول سیدنا ابی سعید بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو اس دن جمع کرے گا، جس میں کوئی شک نہیں ہے، تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: جس بندے نے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کیا، لیکن اس نے اس میں کسی اور کو بھی شریک کر دیا تھا تو وہ اُسی غیر اللہ کے پاس اس کا ثواب تلاش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میں شریکوں میں شرک سے سب سے بڑھ کر غنی ہوں۔''

(۹۷۰۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَنَا خَيْرُ الشُّرَكَاءِ مَنْ عَمِلَ لِیْ عَمَلًا فَاَشْرَكَ غَيْرِیْ، فَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ وَهُوَ لِلَّذِیْ اَشْرَكَ۔)) (مسند احمد: ۷۹۸۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں شرکاء میں بہترین شریک ہوں، جو میرے لیے عمل کرتا ہے اور پھر اس میں میرے غیر کو بھی شریک کر لیتا ہے تو میں اس سے بری ہو جاتا ہوں اور وہ اسی کے لیے ہو جاتا ہے، جس کو وہ شریک کرتا ہے۔''

(۹۷۰۹)۔ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ، يَعْنِی ابْنَ بَهْرَامَ، قَالَ: قَالَ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ: قَالَ ابْنُ غَنْمٍ: لَمَّا دَخَلْنَا مَسْجِدَ الْجَابِيَةِ اَنَا وَاَبُوْالدَّرْدَاءِ لَقِيْنَا عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، فَاَخَذَ يَمِيْنِیْ بِشِمَالِهِ وَشِمَالَ اَبِی الدَّرْدَاءِ بِيَمِيْنِهِ فَخَرَجَ يَمْشِیْ بَيْنَنَا وَنَحْنُ نَنْتَجِیْ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ فِيْمَا نَتَنَاجٰى وَذٰلِكَ قَوْلُهُ: فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: لَئِنْ طَالَ بِكُمَا عُمْرُ اَحَدِكُمَا اَوْ

ابن غنم کہتے ہیں: جب میں اور سیدنا ابو درداء جابیہ کی مسجد میں داخل ہوئے تو سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو ملے، انھوں نے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ اور دائیں ہاتھ سے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کا بایاں ہاتھ پکڑ لیا اور ہمارے درمیان چلنے لگے، ہم سرگوشی کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہم کس چیز میں سرگوشی کر رہے تھے، سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم میں سے ایک کی یا دونوں کی عمر لمبی ہو گئی تو ممکن ہے کہ تم یہ دیکھو کہ درمیانے قسم کے مسلمانوں سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی ہو گا، وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان کے مطابق

(۹۷۰۷) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذى: ۳۱۵٤، وابن ماجه: ٤۲۰۳ (انظر: ۱۷۸۸۸)
(۹۷۰۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۹۸۵ (انظر: ۸۰۰۰)
(۹۷۰۹) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۷۱۳۹، والحاكم: ٤/ ۳۲۹، والطيالسى: ۱۱۲۰ (انظر: ۱۷۱٤۰)

كِلا كُمَا لَتُوْشِكَانِ اَنْ تَرَيَا الرَّجُلَ مِنْ ثَبَجِ الْمُسْلِمِيْنَ، يَعْنِيْ مِنْ وَسْطٍ، قَرَءَ الْقُرْآنَ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَلٰى لِسَانِ اَخِيْهِ قِرَائَةً عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ) فَاَعَادَهُ وَاَبْدَاهُ وَاَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ وَنَزَلَ عِنْدَ مَنَازِلِهِ لَايَحُوْرُ فِيْكُمْ اِلَّا كَمَا يَحُوْرُ رَاْسُ الْحِمَارِ الْمَيِّتِ، قَالَ: فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ، اِذْ طَلَعَ شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ وَعَوْفُ بْنُ مَالِكٍ فَجَلَسَا اِلَيْنَا، فَقَالَ شَدَّادٌ: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ لَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مِنَ الشَّهْوَةِ الْخَفِيَّةِ وَالشِّرْكِ۔)) فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَاَبُوْ الدَّرْدَاءِ: اَللّٰهُمَّ غَفْرًا، اَوَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ حَدَّثَنَا اَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ اَنْ يُعْبَدَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ؟ فَاَمَّا الشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ فَقَدْ عَرَفْنَاهَا هِيَ شَهَوَاتُ الدُّنْيَا مِنْ نِسَائِهَا وَشَهَوَاتِهَا، فَمَا هٰذَا الشِّرْكُ الَّذِيْ تُخَوِّفُنَا بِهِ يَا شَدَّادُ؟ فَقَالَ شَدَّادٌ: اَرَاَيْتُكُمْ لَوْ رَاَيْتُمْ رَجُلًا يُصَلِّيْ لِرَجُلٍ، اَوْ يَصُوْمُ لَهُ، اَوْ يَتَصَدَّقُ لَهُ، اَتَرَوْنَ اَنَّهُ قَدْ اَشْرَكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ! وَاللّٰهِ اِنَّ مَنْ صَلّٰى لِرَجُلٍ اَوْ صَامَ لَهُ، اَوْ تَصَدَّقَ لَهُ، فَقَدْ اَشْرَكَ، فَقَالَ شَدَّادٌ: فَاِنِّيْ قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ، وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ

قرآن مجید پڑھے گا، پھر وہ اس کو بار بار پڑھے گا اور اس کو ظاہر کرے گا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے گا اور اس کے احکام کا پابند رہے گا، لیکن پھر بھی وہ تمہارے پاس اتنی خیر لائے گا، جتنی کہ مردار گدھے کا سر لاتا ہے، (یعنی وہ آدمی ذرا برابر خیر و بھلائی لے کر نہیں آئے گا)۔ ہم اسی اثنا میں تھے کہ سیدنا شداد بن اوس اور سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے، سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر اس چیز کا ہے، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مخفی شہوت اور شرک ہے۔'' سیدنا عبادہ بن صامت اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہما نے کہا: اے اللہ! بخشا، کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ شیطان اس چیز سے ناامید ہو گیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کی جائے؟ البتہ مخفی شہوت کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ دنیا کی شہوات ہوتی ہیں، ان کا تعلق عورتوں سے اور ان کی شہوات سے ہوتا ہے، لیکن شداد! یہ شرک کیا چیز ہے، جس کے بارے میں تم ہمیں ڈرا رہے ہو؟ سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا اس کے بارے میں تم مجھے بتلاؤ کہ اگر کوئی آدمی کسی آدمی کی خاطر نماز پڑھ رہا ہو، یا روزہ رکھ رہا ہو، یا صدقہ کر رہا ہو، کیا اس کے بارے میں تمہاری رائے یہی ہے کہ اس نے شرک کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! جس آدمی نے کسی آدمی کو دکھانے کے لیے نماز پڑھی، یا روزہ رکھا، یا صدقہ کیا تو اس نے شرک کیا۔ سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے ریاکاری کرتے ہوئے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری کرتے ہوئے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری کرتے ہوئے صدقہ کیا، اس نے شرک

اَشْـرَكَ ، فَـقَالَ عَوْفُ بْنِ مَالِكٍ عِنْدَ ذٰلِكَ: اَفَـلَا يَـعْـمِـدُ اِلٰـى مَاابْتُغِيَ فِيْهِ وَجْهُهُ مِنْ ذٰلِكَ الْـعَـمَلِ كُلِّهِ فَيَقْبَلَ مَاخَلَصَ لَهُ وَيَدَعَ مَـا يُشْـرِكُ بِـهِ؟ فَقَالَ شَدَّادٌ عِنْدَ ذٰلِكَ: فَاِنِّيْ سَـمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((اَنَا خَيْرُ قَسِيْـمٍ لِمَنْ اَشْرَكَ بِيْ ، مَنْ اَشْرَكَ بِيْ شَيْئًا فَـاِنَّ حَشْـدَهُ عَـمَـلَهُ قَلِيْلَهُ وَكَثِيْرَهُ لِشَرِيْكِهِ الَّـذِيْ اَشْرَكَ بِهِ ، وَاَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ ـ)) (مسند احمد: ۱۷۲۷۰)

کیا۔'' سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس طرح نہیں ہو گا کہ اس کے وہ اعمال دیکھے جائیں جو اس نے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہوں اور ان کو قبول کر لیا جائے اور شرکیہ اعمال کو چھوڑ دیا جائے؟ سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے میرے ساتھ شرک کیا، میں اس کا سب سے بہترین قسیم اور حصہ دار ہوں، جس نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرایا تو اس آدمی کے اعمال کی ساری جمع پونجی، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ، اس کے اس ساجھی کے لیے ہو جائے گی، جس کے ساتھ وہ شرک کرے گا اور میں (اللہ) اس سے غنی ہوں گا۔''

(۹۷۱۰)۔ عَـنْ اَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـنْ سَـمَّعَ ، سَمَّعَ اللّٰهُ بِـهِ، وَمَنْ رَاآ رَاآ اللّٰهُ بِهِ ـ)) (مسند احمد: ۲۰۷۳۰)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مشہور ہونا چاہا، اللہ تعالیٰ اس کو مشہور کر دے گا اور جس نے (خلافِ حقیقت) نیکی کا اظہار کرنا چاہا، اللہ تعالیٰ اس کا اظہار کروا دے گا۔''

**فوائد:** ......طلبی، ریاکاری، نمود و نمائش اور دکھلاوے جیسی چیزوں کا طلبگار رہنا انتہائی کمینگی اور گھٹیا پن ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دنیا میں ان کی خواہش کے مطابق مشہور کر دیتے ہیں، پھر ان کی باتیں بھی سنی جاتی ہیں اور عزت تو عزت، ان کی چاپلوسی اور خوشامد تک کی جاتی ہے، لیکن میدانِ حشر میں ذلیل ہو جائیں گے، شہرت سے مراد روزِ قیامت کی ذلت بھی ہو سکتی ہے، یعنی قیامت کے روز ان کو لوگوں کے سامنے ذلیل کیا جائے گا، اس طرح سے ان کی ''شہرت'' ہو جائے گی اور ہر ایک پر ان کا معاملہ واضح ہو جائے گا۔

مومن کو چاہئے کہ اپنے عمل میں خلوص پیدا کرے اور اس معاملے میں اچھی خاصی فکر پیدا کرے، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: مَا عَالَجْتُ شَيْئًا اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ نِيَّتِيْ ، لِاَنَّهَا تَتَقَلَّبُ عَلَيَّ۔ ...... میں نے کسی چیز کا علاج نہیں کیا، جو میرے لیے سب سے زیادہ مشکل ہو، ماسوائے نیت کے، یہ نیت تو مجھ پر الٹ پلٹ ہو جاتی ہے۔

یہ اتنے بڑے امام کی فکر اور رائے ہے، ہم کیسے فرق کریں گے، اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو، آمین۔ مزید ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۸۸۸۴)

(۹۷۱۰) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ٣٦٩١ (انظر: ٢٠٤٥٦)

(۹۷۱۱)۔ عَنْ اَبِیْ هِنْدٍ الدَّارِیِّ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَامَ مَقَامَ رِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ رَاآ اللّٰهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَسَمَّعَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۶۷۸)

سیدنا ابو ہند داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ریا کاری اور شہرت کے مقام پر کھڑا ہوا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا اظہار کروا دے گا اور اس کو مشہور کر دے گا۔''

(۹۷۱۲)۔ عَنْ عبد اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ الْكِنَانِیِّ، وَكَانَ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى الرَّمْلَةِ اَنَّهُ شَهِدَ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ قَالَ لِبَشِيرِ بْنِ عَقْرَبَةَ الْجُهَنِیِّ يَوْمَ قُتِلَ عَمْرُو بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ: يَا اَبَا الْيَمَانِ! قَدِ احْتَجْتُ الْيَوْمَ اِلَى كَلَامِكَ، فَقُمْ فَتَكَلَّمْ قَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَامَ بِخُطْبَةٍ لَا يَلْتَمِسُ بِهَا اِلَّا رِيَاءً وَسُمْعَةً، اَوْقَفَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَوْقِفَ رِيَاءٍ، وَسُمْعَةٍ۔)) (مسند احمد: ۱۶۱۷۰)

عبد اللہ بن عوف کنانی، جو کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی طرف سے رملہ پر عامل تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں عبد الملک بن مروان کے پاس موجود تھا، اس نے عمرو بن سعید بن عاص کے قتل والے دن بشیر بن عقربہ جہنی سے کہا: اے ابو الیمان! آج مجھے تیرے کلام کی ضرورت پڑ گئی ہے، لہٰذا اٹھو اور کوئی بات کرو، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''جو خطاب کرنے کے لیے کھڑا ہوا، جبکہ اس کا مقصد صرف ریا کاری اور شہرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ریا کاری اور شہرت والے مقام پر کھڑا کرے گا۔''

**فوائد:** ...... ریا کاری اور شہرت والے مقام سے مراد وہ مقام ہے، جہاں اس کو ریا کاری کا بدلہ دیا جائے گا اور اس میں اس کی اس برائی کو ظاہر کر دیا جائے گا۔

(۹۷۱۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ، سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ سَامِعَ خَلْقِهِ وَصَغَّرَهُ وَحَقَّرَهُ۔)) قَالَ: فَذَرَفَتْ عَيْنَا عَبْدِ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ۶۵۰۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے عمل کے ذریعے لوگوں کے سامنے مشہور ہونا چاہا، اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق کے سامنے مشہور کر دے گا، لیکن پھر اس کو گھٹیا اور حقیر کر دے گا۔'' پھر سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔

**فوائد:** ...... ریا کار آدمی دنیا میں بھی سلیم الفطرت اور متقی مومنوں کے نزدیک گھٹیا سمجھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی مومنوں کے دلوں میں اس کی حقیقی محبت پیدا نہیں ہونے دیتے۔

---

(۹۷۱۱) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه الدارمی: ۲۷۴۸، والبزار: ۲۰۲۶، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۸۰۳ (انظر: ۲۲۳۲۲)

(۹۷۱۲) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۲۲۷ (انظر: ۱۶۰۷۳)

(۹۷۱۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ۶۵۰۹)

(۹۷۱۴)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، قَالَ: تَفَرَّجَ النَّاسُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ، فَقَالَ لَهُ نَاتِلٌ الشَّامِيُّ: أَيُّهَا الشَّيْخُ! حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ، رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ: وَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى قُتِلْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَيُسْحَبُ عَلٰى وَجْهِهِ، حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُعَرِّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: مَاعَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ مِنْكَ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، فَقَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ : هُوَ عَالِمٌ. فَقَدْ قِيلَ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ، لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَيُسْحَبُ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: مَاعَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَاتَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَّادٌ، فَقَدْ قِيلَ: ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَيُسْحَبُ

سلیمان بن یسار کہتے ہیں: جب لوگ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اردگرد سے بکھر گئے تو اہل شام کے ایک ناتل نامی آدمی نے کہا: محترم! ہمیں کوئی حدیث بیان کرو، جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے روز سب سے پہلے ان (تین قسم کے) افراد کا فیصلہ کیا جائے گا: (۱) جس آدمی کو شہید کیا گیا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا، وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو کیا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا، حتی کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تو نے تو اس لئے جہاد کیا تھا تا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور ایسے (دنیا میں) کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲) علم سیکھنے سکھانے اور قرآن مجید پڑھنے والا آدمی، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا، وہ اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر علم سیکھا سکھایا اور تیرے لیے قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، حصولِ علم سے تیرا مقصد یہ تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ قاری کہا جائے، سو ایسے تو کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۳) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے خوشحال و مالدار بنایا اور اسے مال کی تمام اقسام عطا کیں، اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کروائے گا، وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ

---

(۹۷۱۴) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۰۵ (انظر: ۸۲۷۷)

عَلٰی وَجْهِهِ، حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ۔))
(مسند احمد: ٨٢٦٠)

فرمائے گا: کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: جن مصارف میں خرچ کرنا تجھے پسند تھا، میں نے ان تمام مصارف میں تیرے لئے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تیرا خرچ کرنے کا مقصد تو یہ تھا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ تو کہہ دیا گیا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا، جس کے مطابق اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

**فوائد** :......معلوم ہوا کہ ریاکاروں کا سخت محاسبہ ہوگا۔ شریعتِ اسلامیہ کا تقاضا ہے کہ اخلاص کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا، چاہے بظاہر وہ عمل کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ریاکاری کی وجہ سے اس پر ثواب ملنے کی بجائے، عذاب ہوگا اور ایسا ''نیکوکار'' جنت کے بجائے جہنم میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ ہر نیک عمل کرنے اور ہر برائی سے بچنے سے پہلے اس چیز کا تعین کر لیا جائے کہ اس عمل کا مقصود کیا ہے، اگر مقصود اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو راضی کرنا ہو تو سرے سے وہ لوگوں کے سامنے نہ کیا جائے، نیز اللہ تعالیٰ سے خلوصِ نیت کی بکثرت دعا کی جائے۔

(٩٧١٥)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، قَالَ: کُنَّا نَتَنَاوَبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَنَبِیْتُ عِنْدَهُ، تَکُوْنُ لَهُ الْحَاجَةُ، وَیَطْرُقُهُ اَمْرٌ مِنَ اللَّیْلِ فَیَبْعَثُنَا فَیَکْثُرُ الْمُحْتَسِبُوْنَ وَاَهْلُ النُّوْبِ، فَکُنَّا نَتَحَدَّثُ فَخَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ: ((مَاهٰذِهِ النَّجْوٰی؟ اَلَمْ اَنْهَکُمْ عَنِ النَّجْوٰی؟)) قَالَ: قُلْنَا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! اِنَّمَا کَانَ فِیْ ذِکْرِ الْمَسِیْحِ فَرَقًا مِنْهُ، فَقَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ مِنَ الْمَسِیْحِ عِنْدِیْ؟)) قَالَ: قُلْنَا بَلٰی! قَالَ: ((الشِّرْكُ الْخَفِیُّ، اَنْ یَقُوْمَ الرَّجُلُ یَعْمَلُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی باریاں مقرر کرتے تھے اور آپ ﷺ کے پاس رات گزارتے تھے، جب آپ ﷺ کو کوئی ضرورت پڑتی تھی اور رات کو کوئی معاملہ پیش آتا تھا تو ہمیں اٹھا دیتے تھے، اس طرح ثواب کی خاطر آنے والوں اور باری والوں کی تعداد بڑھ جاتی تھی، ایک رات ہم گفتگو کر رہے تھے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا: ''یہ سرگوشی ہو رہی ہے؟ میں نے تم کو سرگوشی سے منع نہیں کیا تھا؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور دجال سے ڈرتے ہوئے اس کی بات کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دے دوں، جو میرے نزدیک مسیح دجال سے بھی زیادہ

(٩٧١٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف كثير بن زيد الاسلمي وربيح بن عبد الرحمن، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٠٤ (انظر: ١١٢٥٢)

لِمَكَانِ رَجُلٍ۔)) (مسند احمد: ١١٢٧٢)

خوف والی ہے؟'' ہم نے کہا: جی کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''شرکِ خفی، یعنی کسی آدمی کے مرتبے کی خاطر عمل کرنا۔''

**فوائد**: ...... مسیح دجال کی آزمائش جسمانی ہوگی، ابدی اور سرمدی سعادت کے لیے صبر کے ذریعے اس کو برداشت کرنا ممکن ہوگا، لیکن شرکِ خفی اور ریاکاری جیسی آزمائش کا نتیجہ دنیا میں بے چینی اور آخرت میں خسارہ ہے۔

(٩٧١٦)۔ عَنِ ابْنِ الْاَدْرَعِ، قَالَ: كُنْتُ اَحْرُسُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَخَرَجَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، قَالَ: فَرَآنِي فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقْنَا فَمَرَرْنَا عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّيْ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ مُرَائِيًا۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! يُصَلِّيْ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ قَالَ: فَرَفَضَ يَدِيْ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّكُمْ لَنْ تَنَالُوْا هٰذَا الْاَمْرَ بِالْمُغَالَبَةِ۔)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَ اَنَا اَحْرُسُهُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَمَرَرْنَا عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّيْ بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَقُلْتُ: عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ مُرَائِيًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَلَّا اِنَّهُ اَوَّابٌ۔)) قَالَ: فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ ذُوْالْبِجَادَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٩١٨٠)

سیدنا ابن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک رات نبی کریم ﷺ کا پہرہ دے رہا تھا، آپ ﷺ کسی کام کے لیے نکلے، جب مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا، پس ہم چل پڑے اور ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو نماز میں بآوازِ بلند تلاوت کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہے کہ یہ ریاکاری کرنے والا بن جائے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ قرآن کی بلند آواز سے تلاوت کر رہا ہے، (بھلا اس میں کیا حرج ہے)؟ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور فرمایا: ''تم اس دین کو غلبے کے ساتھ نہیں پا سکتے۔'' وہ کہتے ہیں: پھر ایک رات کو ایسے ہوا کہ آپ ﷺ کسی ضرورت کے لیے نکلے، جبکہ میں ہی پہرہ دے رہا تھا، (اسی طرح) آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا (اور ہم چل پڑے) اور ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو نماز میں بآوازِ بلند قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ اب کی بار میں نے کہا: قریب ہے کہ یہ شخص ریاکاری کرنے والا بن جائے۔ لیکن آپ ﷺ نے (میرا ردّ کرتے ہوئے) فرمایا: ''ہرگز نہیں، یہ تو بہت توبہ کرنے والا ہے۔'' جب میں نے دیکھا تو وہ سیدنا عبداللہ ذوالبجادین تھے۔

**فوائد**: ...... بلا شک وشبہ از روئے شریعت نماز میں بآوازِ بلند قرآن مجید کی تلاوت کرنا درست ہے، جیسا کہ اس حدیث کے دوسرے حصے سے بھی ثابت ہو رہا ہے۔ اس حدیث کے پہلے حصے میں آپ ﷺ نے جس شخص میں ریاکاری کا امکان ظاہر کیا ہے، یقینا یہ قرائن یا بصیرت یا وحی کی بنا پر تھا، کیونکہ جب آپ کے ساتھی سیدنا ابن ادرع نے

(٩٧١٦) تخريج: اسناده ضعيف، تفرد به هشام بن سعد، وهو ضعيف (انظر: ١٨٩٧١)

آپ ﷺ کی سابقہ حدیث کو نمونہ بناتے ہوئے یہی بات سیدنا عبداللہ ذو البجادین کے بارے میں کہی تو آپ ﷺ نے رد کر دیا، حالانکہ دونوں بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔

ہاں پہلے شخص کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ کہنا کہ ''تم اس دین کو غلبے کے ساتھ اس دین کو نہیں پا سکتے۔'' سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یا تو ایسے مقام پر کھڑا تھا کہ اس کے عمل کا بہت زیادہ اظہار ہو رہا تھا اور یہ چیز ریاکاری کا سبب بن سکتی ہے یا بہت طویل قیام کر رہا تھا یا اس کی آواز بہت زیادہ بلند تھی، اس طرح وہ اعتدال اور میانہ روی سے آگے بڑھ رہا تھا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد ہم کسی شخص پر ریاکاری کا الزام نہیں لگا سکتے، دونوں آدمی بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے، لیکن آپ ﷺ نے ایک کے بارے میں ریاکاری کے شبہ کا اظہار کر دیا، جبکہ دوسرے کے بارے میں کلمۂ خیر کہا۔ ہاں لوگوں کو غلو اور افراط سے بچنے کی اور اعتدال کے ساتھ عبادت کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔

اگرچہ آج کل تبصرے کا دور ہے، بری تو بری، دوسروں کی اچھی خصلتوں پر بھی ناقدانہ تبصرہ کیا جاتا ہے یا اچھے شخص کی کمی کوتاہیوں کو ہوا دے کر تبصرہ نگار بزعم خود اپنے آپ کو انسانِ کامل خیال کرتا ہے۔ ایک مسجد کی انتظامیہ کا ایک فرد مسجد کے خادم پر اس بنا پر تبصرہ کر رہا تھا کہ وہ فجر کی اذان بغیر وضو کے دے دیتا ہے، میں نے اس سے پوچھا کہ آپ خود نمازِ فجر ادا کرتے ہیں؟ جناب نے منفی میں جواب دیا۔ ہائے خرابی! نماز سے محروم شخص اس بندۂ خدا پر نقد کر رہا ہے، جو فجر کی اذان دیتا ہے اور لوگوں کو با جماعت نمازِ فجر پڑھاتا ہے۔ جرم ہے بغیر وضو کے اذان دینا، جو شریعت میں سرے سے غلطی ہی نہیں ہے، اگرچہ افضل عمل یہی ہے کہ طہارت کا اہتمام کیا جائے۔

قارئین کرام! التماس یہ ہے کہ اگر کسی شخص میں نیکی کے آثار پائے جاتے ہیں تو ان کو قبول کرنا چاہیے اور اس بنا پر اس کی قدر کرنی چاہیے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ الْكِبْرِ وَالْخُيَلَاءِ
## تکبر اور بڑائی سے ترہیب کا بیان

(٩٧١٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ كِبْرٍ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی آگ میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں دانے کے برابر ایمان ہوگا اور وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں دانے کے برابر تکبر ہوگا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے

(٩٧١٧) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٠٥٣٣، والحاكم: ١/ ٢٦ (انظر: ٣٧٨٩)

اِنِّیْ لَیُعْجِبُنِیْ اَنْ یَکُوْنَ ثَوْبِیْ غَسِیْلًا، وَرَاْسِیْ دَهِیْنًا، وَشِرَاكُ نَعْلِیْ جَدِیْدًا، وَذَکَرَ اَشْیَاءَ، حَتّٰی ذَکَرَ عِلَاقَةَ سَوْطِهِ، اَفَمِنَ الْکِبْرِ ذَاكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((لَا، ذَاكَ الْجَمَالُ، اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ، وَلٰکِنَّ الْکِبْرَ، مَنْ سَفِهَ الْحَقَّ، وَازْدَرَی النَّاسَ۔)) (مسند احمد: ٣٧٨٩)

کپڑے دھلے ہوئے ہوں، سر پر تیل لگا ہوا ہو، میرے جوتے کا تسمہ نیا ہو، پھر اس نے مزید کچھ اشیا کا ذکر بھی کیا، یہاں تک کہ کوڑا لٹکانے کے حلقے کی بات کی، تو کیا یہ چیزیں تکبر سے ہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، یہ تو جمال ہے، بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو بنظر حقارت دیکھا جائے۔''

(٩٧١٨)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ یَمُوْتُ حِیْنَ یَمُوْتُ وَفِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ کِبْرٍ تَحِلُّ لَهُ الْجَنَّةُ، اَنْ یَرِیْحَ رِیْحَهَا وَلَا یَرَاهَا۔)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ یُقَالُ لَهُ اَبُوْ رَیْحَانَةَ: وَاللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ لَاُحِبُّ الْجَمَالَ، وَذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ۔ (مسند احمد: ١٧٥٠٤)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں مرا ہو کہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو تو جنت اس کے لیے اس قدر بھی حلال نہیں ہوگی کہ وہ اس کی خوشبو پا سکے یا اس کو دیکھ سکے۔'' قریش کے ابو ریحانہ نامی آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں تو حسن و جمال کو پسند کرتا ہوں، ......۔ پھر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح کی روایت بیان کی۔

(٩٧١٩)۔ عَنْ اَبِیْ رَیْحَانَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَا یَدْخُلُ شَیْءٌ مِنَ الْکِبْرِ الْجَنَّةَ۔)) فَقَالَ قَائِلٌ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَتَجَمَّلَ بِحَبْلَانِ سَوْطِیْ وَشِسْعِ نَعْلِیْ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِنَّ ذٰلِكَ لَیْسَ بِالْکِبْرِ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ، اِنَّمَا الْکِبْرُ مَنْ سَفِهَ

سیدنا ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تکبر میں سے کوئی چیز جنت میں داخل نہیں ہوگی۔'' ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں تو پسند کرتا ہوں کہ اپنے کوڑے کے دھاگے یا چمڑے اور اپنے جوتے کے تسمے کے ساتھ جمال حاصل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تکبر نہیں ہے، بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو بنظرِ حقارت دیکھا

---

(٩٧١٨) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ١٧٣٦٩)

(٩٧١٩) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ: "بعینیہ"، وھذا اسناد ضعیف، لجھالة عبد الرحمن بن حوشب، وجھالة ثوبان ابن شھر (انظر: ١٧٢٠٧)

الْحَقَّ، وَغَمَصَ النَّاسَ بِعَيْنَيْهِ۔)) يَعْنِيْ بِالْحَبْلَانِ سَيْرَ السَّوْطِ وَشِسْعَ النَّعْلِ۔ (مسند احمد: ۱۷۳۳۹)

جائے۔'' ''حَبْلَان'' سے مراد کوڑے کا چمڑا یا دھاگہ ہے اور جوتے کا تسمہ ہے۔

(۹۷۲۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ نُوْحًا لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِابْنِهِ: اِنِّيْ قَاصٌّ عَلَيْكَ الْوَصِيَّةَ، آمُرُكَ بِاثْنَتَيْنِ، وَاَنْهَاكَ عَنِ اثْنَتَيْنِ، آمُرُكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (فَذَكَرَ فَضْلَهَا) وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ (فَذَكَرَ فَضْلَهَا) ثُمَّ قَالَ: وَاَنْهَاكَ عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ۔)) قَالَ: قُلْتُ اَوْ قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الشِّرْكُ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا الْكِبْرُ؟ قَالَ: اَنْ يَكُوْنَ لِاَحَدِنَا نَعْلَانِ حَسَنَتَانِ لَهُمَا شِرَاكَانِ حَسَنَانِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: هُوَ اَنْ يَكُوْنَ لِاَحَدِنَا حُلَّةٌ يَلْبَسُهَا؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ:الْكِبْرُ هُوَ اَنْ يَكُوْنَ لِاَحَدِنَا دَابَّةٌ يَرْكَبُهَا؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: اَفَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ لِاَحَدِنَا اَصْحَابٌ يَجْلِسُوْنَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا الْكِبْرُ؟ قَالَ: ((سَفْهُ الْحَقِّ، وَغَمْصُ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٦٥٨٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ کے نبی نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا: بیشک میں تجھے ایک وصیت کرنے لگا ہوں، میں تجھے دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو سے منع کرتا ہوں، میں تجھے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا حکم دیتا ہوں، پھر اس کلمہ کی فضیلت بیان کی اور میں تجھے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' کی وصیت کرتا ہوں، پھر اس کی فضیلت کا ذکر کیا اور میں تجھے شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! شرک کو تو ہم پہچانتے ہیں، یہ تکبر کیا ہے؟ کیا یہ ہے کہ بندے کے اچھے جوتے ہوں اور ان کے اچھے تسمے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: کیا یہ ہے کہ بندے کی پوشاک ہو، جس کو وہ زیب تن کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں۔'' اس نے کہا: تو پھر کیا تکبر یہ ہے کہ بندے کے پاس چوپایہ ہو، جس پر سوار ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں۔'' اس نے کہا: کیا پھر تکبر یہ ہے کہ بندے کے ساتھی ہوں، جو اس کے ساتھ بیٹھا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر تکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔''

(۹۷۲۱)۔ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: اِلْتَقَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو (يَعْنِي ابْنَ الْعَاصِ)

ابو حیان کے باپ ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہے: سیدنا عبداللہ بن عمرو اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوئی، پھر

(۹۷۲۰) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البزار: ۲۹۹۸ (انظر: ٦٥٨٣)

(۹۷۲۱) تخريج: صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ۹/ ۸۹ (انظر: ٦٥٢٦)

وَعَبْـدُ الـلّٰهِ بْنُ عُمَرَ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُـمَرَ وَهُوَ يَبْكِي، فَقَالَ الْقَوْمُ: مَايُبْكِيْكَ يَا اَبَـا عَبْـدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ هٰذَا قَـالَ: سَـمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِنْسَانٌ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ.)) (مسند احمد: ٦٥٢٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما متوجہ ہوئے اور رونے لگ گئے، لوگوں نے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! تم کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا: اس چیز کی وجہ سے، جو انھوں نے مجھے بیان کی ہے، یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا۔''

(٩٧٢٢)۔ (وَمِـنْ طَـرِيـقٍ ثَـانٍ) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: اِلْتَقٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْـنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَلَى الْمَرْوَةِ، فَتَحَدَّثَا، ثُمَّ مَضٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، وَبَقِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَبْكِيْ، فَـقَـالَ لَـهُ رَجُلٌ: مَا يُبْكِيْكَ يَـا اَبَـا عَبْدِ الـرَّحْـمٰـنِ؟ قَـالَ: هٰذَا، يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَـمْـرٍو، زَعَـمَ اَنَّـهُ سَـمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: ((مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَـرْدَلٍ مِـنْ كِبْرٍ، اَكَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِيْ النَّارِ.)) (مسند احمد: ٧٠١٥)

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: مروہ پر سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوئی، ان دونوں نے باتیں کیں، پھر سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ چلے گئے اور پیچھے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے، ایک بندے نے ان سے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! تم کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا: یہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ یہ کہہ گئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو چہرے کے بل جہنم میں گرائے گا۔''

(٩٧٢٣)۔ عَـنْ حُـمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: كُنْتُ لَا اُحْجَبُ عَنِ الـنَّجْوٰى، وَلَا عَنْ كَذَا، وَلَا عَنْ كَذَا قَالَ ابْـنُ عَـوْنٍ: فَـنَسِـيَ وَاحِـدَةً، وَنَسِيْتُ اَنَـا وَاحِدَةً، قَالَ: فَاَتَيْتُهُ وَعِنْدَهُ مَالِكُ بْنُ مُرَارَةَ الرَّهَاوِيُّ، فَاَدْرَكْتُ مِنْ آخِرِ حَدِيْثِهِ، وَهُوَ يَـقُـوْلُ: يَـارَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! قَدْ قُسِمَ لِيْ مِنَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے نہ سرگوشی سے منع کیا جاتا تھا اور نہ فلاں فلاں چیز سے، ابن عون کہتے ہیں: ایک چیز وہ بھول گئے اور ایک مجھے یاد نہ رہی، پھر میں ان کے پاس آیا، جبکہ ان کے پاس مالک بن مرارہ رہاوی بیٹھے ہوئے تھے اور وہ کوئی حدیث بیان کر رہے تھے، اس حدیث کا آخری حصہ، جو میں نے پایا، وہ یہ تھا: انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے حسن و جمال میں سے خاصا حصہ دیا گیا

(٩٧٢٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٧٢٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ١٨٢ (انظر: ٣٦٤٤)

الْجَمَالِ مَاتَرٰی ، فَمَا اُحِبُّ اَنَّ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ فَضَلَنِیْ بِشِرَاکَیْنِ فَمَا فَوْقَهَا ، اَفَلَیْسَ ذٰلِكَ هُوَ الْبَغْیُ؟ قَالَ: ((لا ، لَیْسَ ذٰلِكَ الْبَغْیَ ، لٰكِنَّ الْبَغْیَ مَنْ بَطَرَ (قَالَ: اَوْ قَالَ: سَفِهَ) الْحَقَّ ، وَغَمَطَ النَّاسَ۔)) (مسند احمد: ٣٦٤٤)

ہے، آپ کو معلوم ہی ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ کوئی آدمی دو تسموں کے معاملے میں بھی مجھ سے برتری نہ لے جائے، کیا یہ سرکشی تو نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے کہا: ''نہیں، یہ سرکشی نہیں ہے، سرکشی تو یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔''

(٩٧٢٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷛ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : ((مَنْ تَعَظَّمَ فِیْ نَفْسِهِ ، اَوِ اخْتَالَ فِیْ مِشْیَتِهِ ، لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ۔)) (مسند احمد: ٥٩٩٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بڑا بنا یا اکڑ کر چلا، وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔''

**فوائد**: ...... یہ احادیث اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ خوش پوشا کی، حسن و جمال، طاقت و توانائی، قد و قامت یا دوسری صلاحیتوں کی بنا پر خود پسندی، عجب پسندی، اعجابِ نفس، اکڑنا، اترا کر چلنا، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور تکبر میں مبتلا ہونے سے اجتناب کرنا از حد ضروری ہے، بلکہ ان احسانات سے محروم انسانیت کو مدّ نظر رکھ کر ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہماری دنیوی ضروریات باندازِ احسن پوری کرنے کے لیے ہم پر اپنے انعامات کی بارش کر دے، لیکن ہمارے دل و دماغ کی کج روی کی وجہ وہ ہمارے لیے حفاظتِ نفس کی بجائے وبالِ جان اور رحمت کی بجائے زحمت بن جائیں۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ ہماری شریعت میں اچھا لباس پہننے اور بالوں میں کنگھی کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، لیکن اس آدمی کے لیے یہ امور غضب الٰہی کا موجب بن گئے، کیونکہ اس کے دماغ میں ٹیڑھ پن تھا۔

(٩٧٢٥)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ ﷛ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ ، وَالْجَعْظَرِیُّ ، وَالْعُتُلُّ ، وَالزَّنِیْمُ۔)) (مسند احمد: ١٨١٥٦)

سیدنا عبد الرحمٰن بن غنم ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں یہ افراد داخل نہیں ہوں گے: اکڑ کر چلنے والا، بدمزاج و بدخلق، روکھا اکھڑ مزاج آدمی، کمینہ جو دناءت و بدی میں مشہور ہو۔''

(٩٧٢٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ ، عَنْ اَبِیْهِ ،

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ﷛ سے مروی ہے کہ

(٩٧٢٤) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه البخاری فی "الادب المفرد": ٥٤٩ (انظر: ٥٩٩٥)

(٩٧٢٥) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ١٧٩٩٣)

(٩٧٢٦) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه الترمذی: ٢٤٩٢ (انظر: ٦٦٧٧)

عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((یُحْشَرُ الْمُتَکَبِّرُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَمْثَالَ الذَّرِّ فِیْ صُوَرِ النَّاسِ، یَعْلُوْھُمْ کُلُّ شَیْءٍ مِنَ الصِّغَارِ، حَتّٰی یَدْخُلُوْا سِجْنًا فِیْ جَھَنَّمَ، یُقَالُ لَہُ: بُوْلَسُ، فَتَعْلُوْھُمْ نَارُ الْاَنْیَارِ، یُسْقَوْنَ مِنْ طِیْنَةِ الْخَبَالِ، عِصَارَةِ اَھْلِ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٦٦٧٧)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تکبر کرنے والوں کو لوگوں کی صورت میں چھوٹی چیونٹیوں کی طرح جمع کیا جائے گا، ذلت و حقارت ان پر ہر طرف سے چھا رہی ہوگی، یہاں تک کہ وہ جہنم کے بولس نامی قید خانے میں داخل ہو جائیں گے، وہاں ان پر آگوں کی آگ چڑھ آئے گی اور ان کو ''طینۃ الخبال'' یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔''

(٩٧٢٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((بَیْنَمَا رَجُلٌ یَتَبَخْتَرُ فِیْ حُلَّةٍ، اِذْ اَمَرَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بِہِ الْاَرْضَ فَاَخَذَتْہُ، وَھُوَ یَتَجَلْجَلُ فِیْھَا، اَوْ یَتَجَرْجَرُ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٧٠٧٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی ایک پوشاک میں اترا کر چل رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں زمین کو حکم دیا، زمین نے اس کو پکڑ لیا، وہ قیامت کے دن تک اسی میں دھنستا جائے گا۔''

(٩٧٢٨)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((بَیْنَمَا رَجُلٌ شَابٌّ یَمْشِیْ فِیْ حُلَّةٍ یَتَبَخْتَرُ فِیْھَا مُسْبِلًا اِزَارَہُ اِذْ بَلَعَتْہُ الْاَرْضُ، فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٠٣٨٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ کی بات ہے کہ ایک نوجوان ایک پوشاک پہنے ہوئے اترا کر چل رہا تھا اور اس نے اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے تک لٹکا رکھا تھا، اتنے میں زمین اس کو نگل گئی اور وہ روزِ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔''

**فوائد:** ..... تکبر اور بڑائی، ان کے مفہوم کا ادراک کرنا خواص اور عوام دونوں کے لیے پیچیدہ ہو گیا ہے، ہم ذیل میں مختلف احادیث کی روشنی میں کچھ اقتباسات پیش کریں گے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس حقیقت کا ادراک کرنے کی کوشش کریں کہ وہ تکبر کون سا ہے، جس کی مذمت کی گئی ہے اور وہ حسن و جمال کون سا ہے، جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے:

بحث کے شروع میں قارئین سے گزارش ہے کہ وہ درج ذیل امور پر غور کریں اور اپنا جائزہ لیں اور سید الاولین والآخرین ﷺ کی سنتوں کو بھی مدنظر رکھیں۔

۱۔ اکثر مرد حضرات اپنی شلوار اور پینٹ کو ٹخنوں سے اوپر رکھنے میں عار سمجھتے ہیں، کیوں؟ جبکہ مرد کے لیے ٹخنوں کو شلوار اور تہبند میں چھپانا حرام ہے۔

---

(٩٧٢٧) تخريج: صحيح، أخرجه الترمذي: ٢٤٩١ (انظر: ٧٠٧٤)

(٩٧٢٨) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٠٣٨٣)

۲۔ کئی لوگ داڑھی بڑھانے کو......... سمجھتے ہیں اور شیو کو حسن کی علامت سمجھتے ہیں، جبکہ اس بات پر امت متفق ہے کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے۔

۳۔ بعض لوگ کم مرتبہ افراد اور فقراء و مساکین کو ملنے اور ان کے ساتھ بیٹھنے میں عار سمجھتے ہیں، یا کم از کم یہ بات تو یقینی ہے کہ کم مرتبہ لوگوں کو اچھے انداز میں نہیں ملا جاتا۔

۴۔ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کی بعض سنتوں پر عمل کرنے میں عار سمجھتے ہیں، مثلا کھانے کے آداب میں برتن کو صاف کرنا، گری ہوئی چیز کو اٹھا کر کھا لینا، جبکہ سنتِ مطہرہ پر عمل کرنا سب سے بڑا ناز ہے۔

۵۔ بعض لوگ دوسرے افراد کے سامنے کوئی ادنی قسم کا کام کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں، مثلا پانی بھرنا، آٹا اٹھانا، صفائی کرنا، وغیرہ۔

۶۔ اگر عام افراد کے سامنے بعض لوگوں کی واضح نافرمانی کی وجہ سے ان کو تبلیغ کر دی جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی شان متاثر ہوئی ہے اور ان کے سٹیٹس کا خیال نہیں رکھا گیا۔

۷۔ بعض سرمایہ دار سادہ لباس پہننے میں عار محسوس کرتے ہیں۔

ان گزارشات پر غور کرنے کے بعد درج ذیل اقتباس کا مطالعہ کریں۔

حدیث نمبر (۱۰۳۸۵) اور اس کے فوائد کو غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ قارون عذابِ الٰہی میں گرفتار کیوں ہوا۔

قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایندھن کے کام آنے والی لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے بازار سے گزرے، کسی نے (ان پر اعتراض کرتے ہوئے ان کو) کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بے پرواہ نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میرا ارادہ ہے کہ اس کے ذریعے (اپنے نفس) سے تکبر کو دور کروں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِی قَلْبِہِ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ کِبْرٍ .)) ...... ''ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا۔'' (حاکم: ۳/۴۱۶، صحیحہ: ۳۲۵۷)

کسی شخص کا مال و دولت، دولت و ثروت، حسن و جمال، جاہ و منصب، حکومت و سلطنت، غلبہ و اقتدار، علم و فضل، حسب و نسب، سرداری و سربراہی یا احترام و اکرام کی بنا پر اپنے آپ کو دوسروں سے برتر اور دوسروں کو اپنے سے کم تر سمجھنا اور حق بات ماننے سے ہٹ دھری کا ارتکاب کرنا اور ان دنیوی صفات کی بنا پر بعض سنتوں پر عمل نہ کرنا تکبر کہلاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعِزَّۃُ إِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِنْھُمَا أُلْقِیْہِ فِی النَّارِ .)) ...... ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تکبر (اور بڑائی) میری چادر ہے اور عزت (اور غلبہ) میرا ازار ہے، جس نے ان دونوں (اوصاف) میں سے کوئی ایک مجھ سے کھینچنا چاہا، میں اُس کو آگ میں پھینک دوں گا۔'' (صحیح مسلم)

غلبہ واقتدار، تکبر و بڑائی اور عظمت و کبریائی جیسی صفات صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ جس فرد کو جو قوت یا عظمت یا مقام ومرتبہ حاصل ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اس لئے ایسے آدمی کو چاہیے کہ بطورِ شکر الٰہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اپنی عظمت و کبریائی کے ڈنکے بجانا چھوڑ دے اور شریعت سے اعراض کرنا ترک کر دے۔ ورنہ اس کا انجام آتش دوزخ ہوگا۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے سخت تنبیہ ہے جو اپنی قوت وطاقت، حسب ونسب، عہدہ ومنصب اور مال ومنال پر نازاں رہتے ہیں اور لوگوں کے سامنے متکبرانہ انداز اختیار کرتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ.)) ...... ''(اچھے کپڑے زیب تن کرنا اور اچھے جوتے پہننا تو قابل تعریف چیز ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہے اور حسن و جمال کو پسند بھی کرتا ہے، تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔'' (مسلم)

اس حدیث میں بیان کئے گئے تکبر کے مفہوم کو سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت سے سمجھنا قدرے آسان ہو جاتا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ.)) یعنی: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' اس نے کہا: اس کی میرے اندر طاقت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر تجھے طاقت نہیں تو) تجھے اس کی استطاعت نہ ہونے پائے۔'' دراصل اس کو صرف تکبر نے آپ کی بات ماننے سے روکا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ کی طرف نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم) یہ ہے تکبر اور اس کا وبال کہ پوری زندگی کے لئے دائیں ہاتھ سے کھانا پینا نصیب نہ ہوا۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں اور ان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور عاجزی وفروتنی کے جذبات سے سرشار ہو کر اللہ کے بندوں اور اس کی مخلوق کا احترام کریں۔

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے غرور، گھمنڈ اور شیخی کے جذبات کو مسخ کرنے کے لئے بہترین کلیہ استعمال کیا ہے، بلکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالْأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا.)) ...... ''وہ شخص متکبر نہیں ہے، جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ بازاروں میں گدھے پر سوار ہوا اور بکری کی ٹانگ کو رسی باندھ کر اس کا دودھ دوہا۔'' (الصحيحة: ٢٢١٨، أخرجه البخاری فی "الأدب المفرد": ٥٥٠، والديلمی: ٤/٣٣)

اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جو آدمی ایسے کام کرنے سے عار محسوس کرتا ہے، اسے اپنے ضمیر میں تکبر کا خطرہ محسوس کرنا چاہیے۔

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَرَكَ اَنْ يَلْبَسَ صَالِحَ

الثِّيَابِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، دَعَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي حُلَلِ الْإِيْمَانِ أَيَّتَهُنَّ شَاءَ۔)) ...... ''جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرتے ہوئے اچھا لباس نہیں پہنا، حالانکہ وہ اس کی قدرت رکھتا تھا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ساری مخلوقات کے سامنے بلائے گا اور اسے یہ اختیار دے گا کہ وہ ایمان کی جو پوشاک پسند کرتا ہے، وہ پہن لے۔'' (مسند احمد: ١٥٧٠٤)

اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقی اور گہرے تعلق کی ضرورت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے خود کنگھی کی بھی ہے اور بالوں کو اچھی طرح سنوارنے کا حکم بھی دیا ہے، لیکن یہ بھی حکم دے دیا کہ کوئی آدمی ہر روز کنگھی نہ کرے، یہی معاملہ لباس کا ہے۔

مقصودِ شریعت یہ ہے کہ مسلمان نہ تو ایسا ہو کہ ہفتوں تک نہانے اور بالوں کو سنوارنے کا اہتمام نہ کرے اور بالآخر اپنی حیثیت کو نہ سمجھنے والا قابل نفرت شخص بن جائے اور نہ ایسا ہو کہ ہر روز اور ہروقت اپنی ظاہری ٹیپ ٹاپ پر توجہ مرکوز رکھے، کیونکہ ہر وقت کی خوشحالی، آسودگی اور خوش عیشی بھی انسان کے مزاج میں فساد پیدا کر دیتی ہے اور وہ غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کم صفائی رکھنے والے یا سادہ زندگی گزارنے والوں سے نفرت کرنے لگتا ہے یا کم از کم یہ ہوتا ہے کہ سادگی کی اہمیت اور فوائد کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) ...... جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ذلت کا لباس پہنائیں گے۔ (ابوداود: ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، ابن ماجہ: ۳۶۰۷)

شہرت والے لباس سے مراد یہ ہے کہ آدمی کی یہ خواہش ہو کہ اس کا لباس رنگ، ڈیزائن اور کڑھائی وغیرہ کے اعتبار سے امتیازی ہو تا کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں، پھر وہ عجب اور خود پسندی میں مبتلا ہو جائے۔ ایسے شخص کا انجام دیکھیں کہ وہ اس لباس کے ذریعے شہرت چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کو ایسا لباس پہنائے گا جس سے اس کی ذلت لازم آئے گی۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز وہ ہے، جو زیادہ تقوی اور پرہیز گاری والا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔﴾ ...... ''اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا اور ہم نے تمھیں قومیں اور قبیلے بنا دیا، تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔'' (سورۂ حجرات: ۱۳)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ التَّفَاخُرِ بِالْآبَاءِ فِيْ النَّسَبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

## نسب وغیرہ کے معاملے میں آباء پر مفاخرت کرنے سے ترہیب کا بیان

(۹۷۲۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَفْتَخِرُوْا بِآبَائِكُمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَمَا يُدَهْدِهُ الْجُعَلُ بِمَنْخِرَيْهِ، خَيْرٌ مِنْ آبَائِكُمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۳۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت میں مر جانے والے آباء واجداد پر فخر مت کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بھونرا (کالا کیڑا) اپنے نتھنوں سے جس چیز کو لڑھکاتا ہے، وہ تمہارے ان آباء سے بہتر ہے، جو جاہلیت میں مر گئے ہیں۔''

**فوائد**: ...... اپنی قوم، نسل اور آباء واجداد کی بنا پر ناز کرنا، فخر کرنا، فوقیت جتانا، نفیس وفائق سمجھنا، برتری ثابت کرنا اور ذریعۂ امتیاز واعزاز سمجھنا، اسلام میں اس چیز کی کوئی اہمیت نہیں ہے، اگر نسب کو آگے بڑھایا جائے تو تمام قومیں، قبیلے اور خاندان آدم علیہ السلام پر اکٹھے ہو جاتے ہیں، تعارف کے لیے نسل کا نام لیا جا سکتا ہے، بعض لوگوں کو اپنی برادریوں سے اچھے مزاج ملتے ہیں، ان کی وجہ سے عزت وحمیت والی اور با مقصد زندگی نصیب ہوتی ہے، ایسے مزاج پر پابند رہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اس ضمن میں نبی کریم ﷺ نے بھی بعض قبائل اور اشخاص کی تعریف کی ہے۔

مسلمان کے لیے باعثِ ناز چیز تقوی، پرہیزگاری اور عمل صالح ہے، جیسا کہ سابق باب کے آخر میں مذکورہ آیت سے ثابت ہو رہا ہے۔

نسب کا سب سے اعلی سلسلہ نبی کریم ﷺ کے خاندان بنو ہاشم کا ہے، لیکن اخروی نجات کے سلسلے میں اس کا بھی کوئی دخل نہیں ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۹۸۵۵) والا باب۔

بھونرا: ایک کالا کیڑا ہوتا ہے، عام طور پر یہ گوبر سے چھوٹی سی گیند نما چیز بنا کر اور اس پر اگلی ٹانگیں رکھ کر اس کو لڑھکاتا رہتا ہے۔

(۹۷۳۰)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيَدَعُنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِاَقْوَامٍ اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ، اَوْ لَيَكُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِيْ تَدْفَعُ بِاَنْفِهَا النَّتِنَ، وَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضرور ضرور یا تو لوگ قوموں کی بنا پر فخر کرنے کو ترک کر دیں گے، یہ قومیں تو جہنم کا کوئلہ تھیں، یا پھر یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بھونرے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے، جو اپنی ناک سے بدبودار چیزوں کو دھکیلتا ہے، یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے

---

(۹۷۲۹) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه الطیالسی: ۲۶۸۲، وابن حبان: ۵۷۷۵، والطبرانی فی ''الکبیر'': ۱۱۸۶۲ (انظر: ۲۷۳۹)

(۹۷۳۰) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه الترمذی: ۳۹۵۵ (انظر: ۱۰۷۸۱)

اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، النَّاسُ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔)) (مسند احمد: ۱۰۷۹۱)

جاہلیت کے غرور ونخوت اور آباء و اجداد کی بنا پر فخر کرنے کو ختم کر دیا ہے، اب دو ہی قسمیں رہ گئی ہیں: متقی مؤمن اور بد کردار، بد بخت سارے لوگ آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے ہیں۔''

(۹۷۳۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَدَعَنَّ النَّاسُ فَخْرَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، اَوْ لَيَكُوْنَنَّ اَبْغَضَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْخَنَافِسِ۔)) (مسند احمد: ۸۷۷۸)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ جاہلیت کے فخر کو چھوڑ دیں گے یا پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں بھونرے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے۔''

(۹۷۳۲)۔ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ، حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ خُطْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسْطَ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَقَالَ: ((يَااَيُّهَا النَّاسُ! اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ، اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى اَعْجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ، وَلَا اَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ، اِلَّا بِالتَّقْوٰى، اَبَلَّغْتُ؟)) قَالُوْا: بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۳۸۸۵)

ابونضرہ سے مروی ہے کہ ایام تشریق کے وسط میں رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سننے والے صحابی نے اس کو بیان کیا کہ نبی کریم نے فرمایا: ''اے لوگو! خبردار! بیشک تمہارا ربّ ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی سرخ کو سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو سرخ پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے، مگر تقوی کی بنیاد پر، کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول نے پیغام پہنچا دیا ہے۔

**فوائد**: ...... کاش ہم بھی اپنے تعلقات کی بنیاد تقوی اور اللہ کے خوف کو قرار دیتے، ہمارے معاشرے میں سرمائے کی بھی اہمیت ہے، رنگت کی بھی قدر ہے، برادری ازم بھی معیار ہے، رشتہ داری بھی قابل توجہ ہے، اگر نہیں ہے تو تقوی اور پرہیزگاری کی اہمیت نہیں ہے، یعنی جو چیز اسلام میں سب سے اہم ہے، وہ ہمارے نزدیک اہم نہیں ہے۔

(۹۷۳۳)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ موسی علیہ السلام کے زمانے

---

(۹۷۳۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۷۳۲) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۲۳۴۸۹)

(۹۷۳۳) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين الا انه منقطع، عبد الرحمن بن ابى ليلى لم يسمع من معاذ، وانظر الحديث الآتى، أخرجه الطبرانى: ۲۰/ ۲۸۴ (انظر: ۲۲۰۸۹)

انْتَسَبَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى عَهْدِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَحَدُهُمَا مُسْلِمٌ، وَالْآخَرُ مُشْرِكٌ، فَانْتَسَبَ الْمُشْرِكُ، قَالَ: أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، حَتّٰى بَلَغَ تِسْعَةَ آبَاءٍ، ثُمَّ قَالَ لِصَاحِبِهِ: انْتَسِبْ لَا أُمَّ لَكَ، قَالَ: أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَأَنَا بَرِيْءٌ مِمَّا وَرَاءَ ذٰلِكَ، فَنَادٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّاسَ، فَجَمَعَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ قُضِيَ بَيْنَكُمَا، أَمَّا الَّذِيْ انْتَسَبَ إِلٰى تِسْعَةِ آبَاءٍ فَأَنْتَ فَوْقَهُمُ الْعَاشِرُ فِي النَّارِ، وَأَمَّا الَّذِي انْتَسَبَ إِلٰى أَبَوَيْهِ فَأَنْتَ امْرُؤٌ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ٢٢٤٣٩)

میں دو آدمیوں نے اپنا اپنا نسب نامہ بیان کیا، ان میں سے ایک مسلمان تھا اور دوسرا مشرک، مشرک نے نسب بیان کرتے ہوئے کہا: میں تو فلاں بن فلاں ہوں، (نو پشتیں ذکر کر دیں)، پھر اس نے اپنے مقابل سے کہا: تیری ماں نہ رہے، تو اپنا نسب بیان کر؟ میں فلاں بن فلاں ہوں اور اس کے بعد والے آباء سے بری ہوں، اُدھر موسی علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا: تم دو کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہے، جس نے نو آباء تک نسب ذکر کیا ہے، تو ان کا دسواں ہے اور تم سب کے سب آگ میں ہو اور جس آدمی نے اپنے والدین تک نسب ذکر کیا، تو اسلام والوں میں ایک ہے۔

**فوائد:**...... اگلی حدیث اور اس کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

(٩٧٣٤)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: انْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَحَدُهُمَا أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَمَنْ أَنْتَ لَا أُمَّ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((انْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلٰى عَهْدِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ٢١٤٩٧)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد نبوی میں دو آدمیوں نے اپنا اپنا نسب نامہ بیان کیا، ایک نے کہا: میں فلاں بن فلاں ہوں، تو کون ہے، تیری ماں نہ رہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دو آدمیوں نے اپنا اپنا نسب نامہ بیان کیا تھا۔'' پھر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح ذکر کیا۔

**فوائد:**...... اس حدیثِ مبارکہ کا پورا متن یوں ہے:

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اِنْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَنَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ، فَمَنْ أَنْتَ لَا أُمَّ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلٰى عَهْدِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ حَتّٰى عَدَّ تِسْعَةً، فَمَنْ أَنْتَ لَا أُمَّ لَكَ؟ قَالَ: أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بْنِ الْإِسْلَامِ۔ قَالَ: فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ قُلْ لِهٰذَيْنِ الْمُنْتَسِبَيْنِ: أَمَّا أَنْتَ أَيُّهَا الْمُنْتَمِيْ أَوِ الْمُنْتَسِبُ إِلٰى تِسْعَةٍ فِي النَّارِ، فَأَنْتَ عَاشِرُهُمْ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا هٰذَا الْمُنْتَسِبُ إِلٰى اثْنَيْنِ فِي الْجَنَّةِ، فَأَنْتَ ثَالِثُهُمَا فِي الْجَنَّةِ۔)) ......رسول اللہ ﷺ کے زمانے

(٩٧٣٤) تخریج: صحیح، قاله الالبانی (انظر: ٢١١٧٨)

میں دو آدمیوں نے اپنا اپنا نسب نامہ بیان کیا۔ ایک نے کہا: میں تو فلاں بن فلاں ہوں، تیری ماں نہ رہے، تو کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں نے موسی علیہ السلام کے زمانے میں اپنا اپنا نسب بیان کیا، ایک نے کہا: میں فلاں بن فلاں ...... ہوں (نو پشتیں ذکر کر دیں)، تیری ماں نہ رہے تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں فلاں بن فلاں بن اسلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ نسب بیان کرنے والے ان دو آدمیوں سے کہو: تو، جس نے نو پشتوں تک اپنا نسب بیان کیا ہے، تیری نو پشتیں بھی جہنم میں ہیں اور تو ان کا دسواں ہے۔ اور تو، جس نے دو پشتیں بیان کی ہیں، تیری دونوں پشتیں جنت میں ہیں اور تو ان کا تیسرا ہے، جو جنت میں جائے گا۔'' (مسند احمد: ۵/ ۱۲۸)

اگر ضرورت ہو تو تعارف کے لیے باپ یا دادے کا نام پیش کیا جا سکتا ہے۔ اسلام میں نسب سے برتری ثابت نہیں ہوتی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔)) (صحيح مسلم: ٤٨٦٧) ...... ''جس کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا، اس کا نسب اس کو آگے نہیں لے جا سکے گا۔''

(٩٧٣٥)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: افْتَخَرَ اَهْلُ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْفَخْرُ، وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَهْلِ الْاِبِلِ، وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ۔)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَرْعٰى غَنَمًا عَلٰى اَهْلِهِ، وَبُعِثْتُ اَنَا وَاَنَا اَرْعٰى غَنَمًا لِاَهْلِيْ بِجِيَادٍ۔)) (مسند احمد: ١١٩٤٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس اونٹوں اور بکریوں کے ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں کے مالکوں میں فخر اور تکبر ہے اور بکریوں کے مالکوں میں سکینت اور وقار ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا جبکہ وہ بکریاں چرانے والے تھے اور جب مجھے بعثت عطا کی گئی تو میں بھی مقامِ جیاد میں بکریاں چرانے والا تھا۔''

**فوائد:** ...... حدیث میں انبیائے کرام کی سادگی و بے ریائی کا بیان ہے۔ حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں: ''ائمۂ دین کا خیال ہے کہ انبیائے کرام کے بکریاں چرانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عاجزی و انکساری پیدا ہو جائے اور ان کے دل خلوت کے عادی بن جائیں اور ان کے لیے بکریوں کی تدبیر و انتظام سے لوگوں کی باگ ڈور سنبھالنا آسان ہو جائے، جبکہ امام کرمانی، امام خطابی سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: امام بخاری یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے لیے دنیا کے پجاریوں اور عیش و عشرت میں مست لوگوں کا انتخاب نہیں کیا، بلکہ ایسے لوگوں کو اس نعمت سے نوازا جو تواضع کرنے والے ہوں، جیسے بکریوں کے چرواہے اور پیشہ ور لوگ۔ (فتح الباری)

---

(٩٧٣٥) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه البزار: ٢٣٧٠ (انظر: ١١٩١٨)

(۹۷۳۶)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((اُنْظُرْ فَاِنَّكَ لَيْسَ بِخَيْرٍ مِنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهُ بِتَقْوٰى۔)) (مسند احمد: ۲۱۷۳۶)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''غور کر، تو کسی سرخ یا سیاہ فام سے بہتر نہیں ہے، الا یہ کہ تو اس پر تقوی کی برتری رکھتا ہو۔''

(۹۷۳۷)۔ عَنْ عُتَيِّ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، اَنَّ رَجُلًا اِعْتَزٰى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَعَضَّهُ وَلَمْ يَكْنِهِ، فَنَظَرَ الْقَوْمُ اِلَيْهِ فَقَالَ لِلْقَوْمِ: اِنِّیْ قَدْ اَرٰى الَّذِیْ فِیْ اَنْفُسِكُمْ، اِنِّیْ لَمْ اَسْتَطِعْ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ هٰذَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنَا: ((اِذَا سَمِعْتُمْ مَنْ يَعْتَزِیْ بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَاَعِضُّوْهُ وَلَا تَكْنُوْا۔)) (مسند احمد: ۲۱۵۵۳)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جاہلیت کی نسبت کے ساتھ منسوب ہوا، سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ وہ اپنے باپ کی شرمگاہ کو چبائے اور انھوں نے بات کنایۃً نہیں کی، لوگوں نے (اس گالی کی وجہ سے) تعجب کے ساتھ ان کی طرف دیکھا، لیکن انھوں نے کہا: جو چیز تم اپنے نفس میں محسوس کر رہے ہو، میں اس کو جانتا ہوں، جبکہ میں صرف یہی کچھ کہنے کی طاقت رکھتا ہوں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''جب تم کسی شخص کو جاہلیت والی نسبتوں کی طرف منسوب ہوتے ہوئے دیکھو تو اشارہ کنایہ کیے بغیر اس کو کہو: تو اپنے باپ کی شرمگاہ چبائے۔''

**فوائد:** ...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: خلیفۂ رسول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پر عمل کیا اور کہا: جو بندہ اپنے قبائل پر فخر کرے، تو اسے کہہ دیا کرو کہ وہ اپنے باپ کی شرمگاہ چبائے۔ (ابن ابی شیبہ)۔ (صحیحہ: ۲۶۹)
شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک کسی فرد کے اعزاز و اکرام کی بنیاد اس کے تقوی پر ہے۔ جو جتنا متقی ہو گا وہ اتنا ہی معزز و مکرم ہو گا۔

(۹۷۳۸)۔ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، اَنَّ رَجُلًا اعْتَزٰى فَاَعَضَّهُ اُبَيٌّ بِهَنِ اَبِيْهِ، فَقَالُوْا: مَاكُنْتَ فَحَّاشًا؟ قَالَ: اِنَّا اُمِرْنَا بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۱۵۳۷)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی (جاہلیت کی نسبت کے ساتھ) منسوب ہوا، انھوں نے اس کے باپ کی شرمگاہ کی گالی دے کر اس کی بات کو کاٹا، لوگوں نے کہا: اے ابی! تم تو بد گو نہیں تھے؟ انھوں نے کہا: بیشک ہمیں اس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔

---

(۹۷۳۶) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۱۴۰۷)
(۹۷۳۷) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابن حبان: ۳۱۵۳، والنسائی فی "الکبری": ۸۸۶۴ (انظر: ۲۱۲۳۳)
(۹۷۳۸) تخریج: اسنادہ حسن، وھو حدیث سابق

(۹۷۳۹)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَنْسَابَكُمْ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِسِبَابٍ عَلٰى اَحَدٍ، وَاِنَّمَا اَنْتُمْ وَلَدُ آدَمَ، طَفُّ الصَّاعِ لَمْ تَمْلَاُوْهُ، لَيْسَ لِاَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِالدِّيْنِ، اَوْ عَمَلٍ صَالِحٍ، حَسْبُ الرَّجُلِ اَنْ يَكُوْنَ فَاحِشًا بَذِيًّا بَخِيْلًا جَبَانًا۔)) (مسند احمد: ١٧٤٤٦)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک تمہارے یہ نسب کسی کے لیے کوئی عار و شنار والے نہیں ہیں، کیونکہ تم سارے آدم کی اولاد ہو، اور بھرے ماپ سے کم ہو (یعنی کوئی بھی تم میں پورا اور کامل نہیں، ہر ایک میں کچھ نہ کچھ نقص ہے) اور کسی کو کسی پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، مگر دین اور عملِ صالح کی بنا پر۔ آدمی کے (برا ہونے کے لیے) یہی کافی ہے کہ وہ فحش گو، بدکلام، بداخلاق، بخیل اور بزدل ہو۔''

**فوائد:** ......ابن جریر کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((اَلنَّاسُ لِآدَمَ وَحَوَّاءَ، كَطَفِّ الصَّاعِ لَمْ يَمْلَؤُوْهُ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْأَلُكُمْ عَنْ اَحْسَابِكُمْ، وَلَا عَنْ اَنْسَابِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ۔)) ......''آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام سے تمام لوگ پیدا ہوئے۔ لوگ اس صاع کی طرح ہیں، جس کو بھرا نہیں گیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے حسب ونسب کے بارے میں سوال نہیں کرے گا، تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز وہ ہوگا، جو سب سے زیادہ متقی ہوگا۔''

کسی شخص کے سیّد، اعوان، راجپوت، آرائیں، جنجوعہ، وڑائچ، گادھی، لودھی وغیرہ ہونے میں کوئی کمال نہیں، کیونکہ جب تمام اقوام اپنا سلسلۂ نسب آگے بڑھائیں گی تو سب کے نسبوں کا اختتام آدم علیہ السلام پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں صحت و عافیت، طاقت وقدرت، رعب و دبدبہ، غربت و امارت، حسن و جمال، مال ومنال، خاندانی عظمت وکمال اور حسب ونسب کا کوئی دخل نہیں۔ ربّ جلیل کی نگاہِ انتخاب کی بنیاد بندوں کے تقوی و پارسائی اور نیکی و بھلائی پر ہے، جو اس سلسلے میں جتنا ممتاز ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا ہی معزز ہوگا۔

آخر میں صفاتِ ذمیمہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ اگر کوئی آدمی فحش گوئی، بدکلامی، بداخلاقی، بخیلی اور بزدلی سے متصف ہے تو اس کے بد ہونے کے لیے یہی صفات کافی ہیں۔

(۹۷٤٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ، وَالْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ، فَذَكَرُوْا الْجُدُوْدَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس اور علقمہ بن علاثہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آباء و اجداد کا تذکرہ کیا (کہ فلاں کا دادا قوی تھا)، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں تم کو بتلا دیتا ہوں،

(۹۷۳۹) تخریج: اسناده حسن، أخرجه البیهقی فی "الشعب": ٦٦٧٧ (انظر: ١٧٣١٣)

(۹۷٤٠) تخریج: اسناده صحیح علی شرط البخاری (انظر: ٢٢٩٣٥)

((اِنْ شِئْتُمْ اَخْبَرْتُکُمْ، جَدُّ بَنِیْ عَامِرٍ جَمَلٌ اَحْمَرُ، اَوْ آدَمُ یَأْکُلُ مِنْ اَطْرَافِ الشَّجَرِ، قَالَ: وَاَحْسِبُہُ قَالَ: فِیْ رَوْضَۃٍ، وَغَطَفَانُ اَکَمَۃٌ خَشَّاءُ تَنْفِی النَّاسَ عَنْہَا۔)) قَالَ: فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: فَاَیْنَ جَدُّ بَنِیْ تَمِیْمٍ؟ قَالَ: ((لَوْ سَکَتَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۲۳)

بنی عامر کا دادا تو سرخ یا گندمی رنگ کا اونٹ تھا، جو ایک باغیچے میں درخت کے پتے کھاتا تھا، غطفان کا دادا تو ایک خوفناک ٹیلہ تھا، جو لوگوں کو وہاں سے دھتکارتا تھا۔'' اقرع بن حابس نے کہا: اور بنو تمیم کا دادا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ خاموش رہتا تو اچھی بات تھی۔''

**فوائد:** ......علقمہ بن علاثہ نے بنو عامر کی طرف، عیینہ بن بدر نے غطفان کی طرف اور اقرع بن حابس نے بنو تمیم کی طرف نسبت کی تھی۔

ایک دن ایک لومڑ اور گیدڑ کا بحث مباحثہ ہوگیا، چونکہ لومڑ شیر کے ساتھ رہتا تھا، اس لیے اس نے شیر کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ہم نے فلاں کام بھی کیا، ہم نے فلاں کمال بھی دکھایا، ہم نے ..........۔ گیدڑ نے ساری باتیں سننے کے بعد کہا: اچھا لومڑ یہ بتاؤ کہ تم خود کون ہو، تم خود کون ہو؟ جواباً لومڑ کو کہنا پڑے گا کہ وہ تو لومڑ ہی ہے۔

بات یہ ہے کہ اگر کسی کے دادے، پڑدادے اور لکڑدادے میں کوئی کمال تھا تو اس کا پوتے اور پڑپوتے کے امتیاز سے کیا تعلق ہے، ایک دن ایک آدمی نے اپنی برادری پر ناز کرتے ہوئے اور فاخرانہ انداز میں اپنی حیثیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: ہم وہ لوگ ہیں کہ نواب آف کالا باغ نے جس کے ماموں کو اس مسند پر بٹھایا تھا، جو اس نے آصف علی زرداری کے لیے رکھی ہوئی تھی۔

اسلام کا ان امور سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسلام شکل وصورت، حسن و جمال اور ذات و برادری کو نہیں دیکھتا، صرف دل اور عمل کو مدنظر رکھتا ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ التَّرْھِیْبِ مِنَ النِّفَاقِ وَذِکْرِ الْمُنَافِقِیْنَ وَخِصَالِھِمْ وَذِی الْوَجْھَیْنِ
## نفاق سے ترہیب اور منافقوں اور ان کی خصلتوں اور دورخے آدمی کا بیان

(۹۷٤۱)۔ عَنْ یَزِیْدَ یَعْنِی ابْنَ الْہَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، اَنَّہُ حَدَّثَہُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ لَقِیَ نَاسًا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ، فَقَالَ: مِنْ اَیْنَ جَاءَ ھٰؤُلَاءِ؟ فَقَالُوْا: خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الْاَمِیْرِ مَرْوَانَ، قَالَ: وَکُلُّ حَقٍّ رَاَیْتُمُوْہُ تَکَلَّمْتُمْ بِہٖ وَاَعَنْتُمْ عَلَیْہِ؟ وَکُلُّ

محمد بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کو ملے، وہ مروان کو مل کر باہر آرہے تھے، انھوں نے کہا: یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم مروان امیر کے پاس سے آئے ہیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اور تم نے وہاں جو حق دیکھا، اس کے بارے میں بات کی اور مروان کی مدد کی اور تم نے وہاں جو برائی دیکھی، اس کا انکار کیا

(۹۷٤۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه مختصرا البخاری: ۷۱۷۸ (انظر: ۵۳۷۳)

مُنْكَرٍ رَأَيْتُمُوْهُ أَنْكَرْتُمُوْهُ، وَرَدَدْتُمُوْهُ عَلَيْهِ؟ قَالُوْا: لَا وَاللّٰهِ! بَلْ يَقُوْلُ مَا يُنْكَرُ، فَنَقُوْلُ: قَدْ أَصَبْتَ، أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ قُلْنَا: قَاتَلَهُ اللّٰهُ، مَا أَظْلَمَهُ وَأَفْجَرَهُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كُنَّا بِعَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا لِمَنْ كَانَ هٰكَذَا۔ (مسند احمد: ۵۳۷۳)

اور مروان پر اس کا ردّ کیا؟ انھوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! بلکہ مروان کی قابل انکار باتوں کے بارے میں بھی ہم نے کہا: تو نے درست کیا ہے، اللہ تیری اصلاح کرے، پس جب ہم اس کے پاس سے نکلے تو آپس میں کہا: اللہ اس مروان کو ہلاک کرے، یہ کتنا ظالم اور برا آدمی ہے، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس قسم کی کاروائی کو نفاق شمار کرتے تھے۔

(۹۷۴۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ، تَعِيْرُ إِلٰى هٰذِهِ مَرَّةً، وَإِلٰى هٰذِهِ مَرَّةً، لَا تَدْرِيْ أَهٰذِهِ تَتْبَعُ، أَمْ هٰذِهِ۔)) (مسند احمد: ۵۰۷۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق بیچارے کی مثال اس بکری کی طرح ہے، جو دو ریوڑوں کے درمیان کسی ایک کے ساتھ شامل ہونے میں متردد ہو، شش و پنج کے ساتھ کبھی اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے اور کبھی اُس ریوڑ کے ساتھ، وہ یہ نہیں جانتی کہ اس کے پیچھے چلے گی یا اُس کے پیچھے۔''

**فوائد:** ......منافقین کے لیے اس سے زیادہ مناسب مثال ممکن نہیں اور اس میں ان کی انتہائی توہین ہے کہ ان کو مؤنث سے تشبیہ دی گئی ہے، گویا وہ مردانہ صفات سے عاری ہیں اور کمینوں کی طرح مال کی طلب میں کبھی مسلمانوں کی خوشامد کرتے ہیں اور کبھی کافروں کی، کبھی مسلمانوں کا ہم نوا بننے کا دعوی کرتے ہیں اور کبھی کافروں کے ساتھ دوستی دعوے کر رہے ہوتے ہیں، لیکن تسلی پھر بھی نہیں ہوتی، حیران و پریشان ہی رہتے ہیں، نہ مسلمان ان کو اپنا سمجھتے ہیں اور نہ کافر۔

(۹۷۴۳)۔ عَنِ ابْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ بِمَكَّةَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما مَعَهُ، فَقَالَ أَبِيْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مَثَلَ الْمُنَافِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالشَّاةِ بَيْنَ الرَّبِيْضَيْنِ مِنَ الْغَنَمِ، إِنْ أَتَتْ هٰؤُلَاءِ نَطَحَتْهَا، وَإِنْ أَتَتْ هٰؤُلَاءِ نَطَحَتْهَا، فَقَالَ لَهُ: ابْنُ عُمَرَ كَذَبْتَ فَأَثْنَى الْقَوْمُ عَلٰى

عبید کہتے ہیں: میں ایک دن مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ تھے، میرے باپ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہو گی، جو بکریوں کے دو باڑوں کے درمیان ہو، اگر اس باڑے میں جائے تو وہ بکریاں اس کو مارتی ہیں اور اگر اُس میں جائے تو اس والی مارتی ہیں۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو غلط کہہ رہا ہے، لیکن لوگوں نے میرے باپ کی

(۹۷۴۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۸۴ (انظر: ۵۰۷۹)

(۹۷۴۳) تخريج: رجال ثقات، غير مصعب بن سلام، ففيه ضعف، وقد توبع، أخرجه ابن حبان: ۲۶۴، والدارمي: ۱/ ۹۳ (انظر: ۵۵۴۶)

اَبِیْ خَیْرًا اَوْ مَعْرُوْفًا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا اَظُنُّ صَاحِبَکُمْ اِلَّا کَمَا تَقُوْلُوْنَ وَلٰکِنِّیْ شَاهِدٌ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ اِذْ قَالَ: ((کَالشَّاةِ بَیْنَ الْغَنَمَیْنِ)) فَقَالَ: هُوَ سَوَاءٌ، فَقَالَ: هٰکَذَا سَمِعْتُهُ۔ (مسند احمد: ٥٥٤٦)

تعریف کی، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی تمہارے ساتھی کو خیر والا سمجھتا ہوں، جیسے تم سمجھ رہے ہو، لیکن میں نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا، جب آپ ﷺ نے یہ حدیث بیان کی تھی، آپ ﷺ نے "کَالشَّاةِ بَیْنَ الْغَنَمَیْنِ" کے الفاظ فرمائے تھے۔ انھوں نے کہا: معنی تو ایک ہی ہے، لیکن سیدنا ابن عمر نے کہا: میں نے تو یہی الفاظ سنے تھے۔

(٩٧٤٤)۔ عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِنْ کَانَ الرَّجُلُ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ فَیَصِیْرُ بِهَا مُنَافِقًا۔ وَاِنِّیْ لَاَسْمَعُهَا مِنْ اَحَدِکُمُ الْیَوْمَ فِی الْمَجْلِسِ عَشْرَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ٢٣٦٦٧)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: عہد نبوی میں اگر کوئی آدمی اس قسم کی بات کرتا تو وہ اس کی وجہ سے منافق ہو جاتا تھا، اور اب میں تم سے اس قسم کی باتیں ایک ایک مجلس میں دس دس دفعہ سنتا ہوں۔

**فوائد:** ...... غیر محتاط گفتگو سے بچنا چاہیے، بعض لوگ عام گفتگو میں انتہائی فحش گالیاں نکالتے ہیں، بعض شریعت کے ساتھ مذاق تک کر جاتے ہیں، بعض ایک دوسرے کو لعنتی اور کافر کہہ دیتے ہیں۔

(٩٧٤٥)۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةً فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ فِیْکُمْ مُنَافِقِیْنَ، فَمَنْ سَمَّیْتُ فَلْیَقُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((قُمْ یَا فُلَانُ، قُمْ یَا فُلَانُ)) حَتّٰی سَمّٰی سِتَّةً وَثَلَاثِیْنَ رَجُلًا، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ فِیْکُمْ اَوْ مِنْکُمْ فَاتَّقُوْا اللّٰهَ)) قَالَ: فَمَرَّ عُمَرُ عَلٰی رَجُلٍ مِمَّنْ سَمّٰی مُقَنَّعٍ قَدْ کَانَ یَعْرِفُهُ، قَالَ: مَالَكَ؟ قَالَ: فَحَدَّثَهُ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: بُعْدًا لَكَ سَائِرَ الْیَوْمِ۔ (مسند احمد: ٢٢٧٠٥)

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا، آپ ﷺ نے حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ''بیشک تم میں منافق موجود ہیں، میں جس جس کا نام لیتا جاؤں، وہ کھڑا ہوتا جائے، او فلاں! تو کھڑا ہو جا، او فلاں! تو بھی کھڑا ہو جا۔'' یہاں تک کہ آپ ﷺ چھتیس مردوں کے نام لیے اور پھر فرمایا: ''تم میں منافق ہیں، پس اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔'' سیدنا عمر ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جس کا نام لیا گیا تھا، اس نے کپڑا اوڑھا ہوا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کو پہچانتے تھے، آپ نے اس سے پوچھا: تجھے کیا ہوگیا ہے؟ اس نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: دوری ہو تیرے لیے باقی دن۔

---

(٩٧٤٤) تخریج: اثر حسن (انظر: ٢٣٢٧٨)

(٩٧٤٥) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة عیاض الراوی عن ابی مسعود، ومتنه منکر (انظر: ٢٢٣٤٨)

(۹۷۴٦)۔ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدَكُمْ فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۲۷)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''منافق کو اپنا سردار نہ کہو، کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو تم اپنے ربّ کو ناراض کر دو گے۔''

**فوائد:** ...... عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اگر تم منافق کو سید کہو گے تو اس سے اس کی تعظیم لازم آئے گی، حالانکہ وہ عزت وعظمت کا مستحق نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ کسی طرح بھی تمہارا سید نہیں ہو سکتا، اس لیے اس کے لیے یہ لقب استعمال کرنا محض جھوٹ اور نفاق ہو گا۔ نیز اس حدیثِ مبارکہ کا یہ مفہوم بھی درست ہو گا کہ اگر تم کسی منافق کو اپنا سید تسلیم کرو گے، تو تم پر ضروری ہو گا کہ اس کی اطاعت بھی کرو اور اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو اپنے رب کو ناراض کر دو گے۔ ابن اثیر نے کہا: منافق کو سید نہ کہا کرو، کیونکہ اگر تم نے اس کو اپنا سید قرار دیا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تم خود اس سے کمتر ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے اس مرتبے کو پسند نہیں کرے گا۔ (عون المعبود)

(۹۷۴۷)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلْمُنَافِقِيْنَ عَلَامَاتٍ يُعْرَفُوْنَ بِهَا، تَحِيَّتُهُمْ لَعْنَةٌ، وَطَعَامُهُمْ نُهْبَةٌ، وَغَنِيْمَتُهُمْ غُلُوْلٌ، وَلَا يَقْرَبُوْنَ الْمَسَاجِدَ إِلَّا هَجْرًا، وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلَاةَ إِلَّا دُبُرًا، مُسْتَكْبِرِيْنَ، لَا يَأْلَفُوْنَ، وَلَا يُؤْلَفُوْنَ، خُشُبٌ بِاللَّيْلِ صُخُبٌ بِالنَّهَارِ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ) سُخُبٌ بِالنَّهَارِ۔)) (مسند احمد: ۷۹۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک منافقوں کی کچھ علامتیں ہیں، ان کے ذریعے ان کو پہچانا جاتا ہے، ان کا سلام لعنت ہوتا ہے، ان کا کھانا غصب شدہ ہوتا ہے، ان کی غنیمت چوری کی ہوئی ہوتی ہے، وہ مسجدوں کے قریب نہیں آتے، مگر ان کو چھوڑنے کے لیے، نماز کا وقت فوت ہو جانے کے بعد نماز کے لیے آتے ہیں، وہ تکبر کرنے والے ہوتے ہیں، وہ اُنس کرتے ہیں نہ ان سے مانوس ہوا جاتا ہے، وہ رات کو لکڑیوں کی طرح پڑے رہتے ہیں اور دن کو شور وغل کرنے والے اور جھگڑا کرنے والے ہوتے ہیں۔''

(۹۷۴۸)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔)) (مسند احمد: ۸٦۷۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی علامتیں تین ہیں: جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اس کو امین بنایا جاتا ہے تو وہ خیانت کرتا ہے۔''

---

(۹۷۴٦) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ۴۹۷۷، والترمذی: ۹۸۲ (انظر: ۲۲۹۳۹)

(۹۷۴۷) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبد الملك بن قدامة، وجهالة اسحاق بن بكر، أخرجه البزار: ۸۵ (انظر: ۷۹۲٦)

(۹۷۴۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳، ۲٦۸۲، ۲۷۴۹، ومسلم: ۵۹ (انظر: ۸٦۸۵)

**فوائد**:...... یہ عملی نفاق کی علامتیں ہیں۔

(۹۷۴۹)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَاْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔)) (مسند احمد: ۷۳۳۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو لوگوں میں دو رخے شخص کو سب سے برا پائے گا، جو ایک رخ کے ساتھ اِن کے پاس آتا ہے اور ایک رخ کے ساتھ اُن کے پاس جاتا ہے۔''

**فوائد**:...... دو رخے شخص سے مراد ایسا آدمی ہے جو ایک گروہ کے پاس جائے تو اسے باور کرائے کہ وہ اس کا خیر خواہ اور اس کے حق میں مخلص ہے اور دوسرے کا مخالف، لیکن جب دوسرے گروہ کے پاس جائے تو وہاں ان کے لیے باوفا ہونے کا تاثر دے۔ یہ بدترین شخص ہے، ایسا شخص جھوٹا ہوتا ہے اور اپنی زندگی میں ہی اپنا وقار کھو بیٹھتا ہے۔

اِن کے سامنے اِن کا دوست اور اُن کا دشمن اور اُن کے پاس اُن کا دوست اور اِن کا دشمن۔ سچ فرمایا نبی کریم ﷺ نے ایسا شخص امانتدار نہیں ہو سکتا ہے، امانتدار بننے کے لیے تو اپنوں کے لحاظ اور غیروں کے عدم لحاظ کو بھی بالائے طاق رکھنا پڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے امین ہونے کی وجہ سے ایسا شخص آپ کے پاس امانت رکھ دے، جس کو آپ کے بڑے، دشمن سمجھتے ہوں۔ لیکن دو رخا آدمی ایسی ذمہ داری ادا کرنے سے کوسوں دور ہوتا ہے۔

مومن کو متنبہ رہنا چاہئے کہ وہ مستقل مزاج ہوتا ہے، اس کا معیار شریعت ہے، وہ اپنوں اور بیگانوں کے فرق سے بالاتر ہوتا ہے، جو آدمی شریعت کی روشنی میں اچھا ہے، وہ اس کے نزدیک اچھا ہونا چاہئے اور جو شخص شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک برا ہے، وہ اس کے نزدیک بھی برا ہونا چاہئے۔ مومن کو چاہئے کہ برے لوگوں کی اصلاح کرے، نہ کہ دوسرے لوگوں کے سامنے ان سے دشمنی کا اظہار کر کے اس کے عیوب کو اچھالتا پھرے۔

(۹۷۵۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَجِدُ شَرَّ النَّاسِ (وَقَالَ يَعْلٰى: تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ) عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ۔)) قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: الَّذِيْ يَاْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِحَدِيْثِ هٰؤُلَاءِ، وَهٰؤُلَاءِ بِحَدِيْثِ هٰؤُلَاءِ۔ (مسند احمد: ۱۰۴۳۲)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو قیامت کے دن لوگوں میں دو رخے شخص کو سب سے برا پائے گا۔'' ابن نمیر نے کہا: اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اِن کے پاس اُن کی بات کرتا ہے اور اُن کے پاس اِن کی بات کرتا ہے۔

(۹۷۵۱)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۹۷۴۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۴۹۴، ومسلم: ۲۵۲۶ (انظر: ۷۳۴۱)

(۹۷۵۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۷۵۱) تخريج: حديث قوی، أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۲۴۶ (انظر: ۷۸۹۰)

قَالَ: ((مَا يَنْبَغِيْ لِذِي الْوَجْهَيْنِ اَنْ يَكُوْنَ اَمِيْنًا۔)) (مسند احمد: ٧٨٧٧)

نے فرمایا: ''دو رخے بندے کو زیب نہیں دیتا کہ وہ امین بھی ہو۔''

(٩٧٥٢)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ‌رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ لَيْسَ لَنَا اَجْرٌ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: ((لَتَأْتِيَنَّكُمْ اُجُوْرُكُمْ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ جُحْرِ ثَعْلَبٍ۔)) قَالَ: فَاَصْغٰى اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَاْسِهِ فَقَالَ: ((اِنَّ فِيْ اَصْحَابِيْ مُنَافِقِيْنَ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٨٦)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں یہ خیال بھی کرتے ہیں کہ ہمارے لیے مکہ میں اجر نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اجر ضرور ضرور تمہارے پاس پہنچے گا، اگرچہ تم لومڑ کے بل میں ہوئے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک میری طرف جھکایا اور فرمایا: ''میرے ساتھیوں میں منافق بھی ہیں۔''

(٩٧٥٣)۔ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: اِنِّيْ لَجَالِسٌ تَحْتَ مِنْبَرِ عُمَرَ، وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ (وَفِيْ لَفْظٍ: عَلٰى اُمَّتِيْ) كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيْمِ اللِّسَانِ۔)) (مسند احمد: ٣١٠)

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں: میں عمر رضی اللہ عنہ کے منبر کے پاس تھا، وہ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے، انھوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر اس منافق کا ہے، جو زبان آور ہوتا ہے۔''

**فوائد:** ......کوئی شک نہیں کہ خطاب میں جادو کی سی تاثیر پائی جاتی ہے اور بعض لوگ اپنے اندازِ خطابت کے زور پر لوگوں میں اتنی مقبولیت حاصل کر لیتے ہیں کہ ان کی ہر بات کو حجت سمجھا جانے لگتا ہے۔ ایسے میں مومن کو دلائل کا سہارا لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی خصلتِ بد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔﴾ (سورۂ بقرہ: ١٤) ......''اور جب (یہ منافق) ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو ان (مسلمانوں) سے صرف مذاق کرتے ہیں۔''

اب جو منافق جتنا زبان آور، چرب لسان، زبان دراز، خوشامدی، زبان کے داؤ پیچ جاننے والا اور سیاہ کو سفید ثابت کرنے والا ہوگا، وہ اتنا ہی مسلمانوں کے سامنے ان کا وفادار بن کر ان کو نقصان پہنچائے گا اور ان کے راز دارانہ امور ان کے دشمنوں تک پہنچا دے گا۔

---

(٩٧٥٢) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوي عن جبير بن مطعم (انظر: ١٦٧٦٤)

(٩٧٥٣) تخريج: اسناده قوي، أخرجه البزار: ٣٠٥ (انظر: ٣١٠)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ الْغَدْرِ وَنَقْضِ الْعَهْدِ وَعَدْمِ الْوَفَاءِ بِهِ

## دھوکے، عہد توڑنے اور اس کو پورا نہ کرنے سے ترہیب کا بیان

(۹۷۵٤)۔ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ: يُقَالَ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ۔ (مسند احمد: ٤٢٠١)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت ہر دھوکے باز کے لیے ایک جھنڈا ہو گا۔'' ابن جعفر کی روایت میں ہے: ''اور یہ کہا جائے گا کہ یہ فلاں کا دھوکہ ہے۔''

(۹۷۵۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْغَادِرُ يُرْفَعُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالَ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔)) (مسند احمد: ٤٦٤٨)

سیدنا عبدا للہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن دھوکے باز کا جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کا دھوکہ ہے۔''

(۹۷۵٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، يَقُوْلُ: ((يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا غَدْرَةَ اَعْظَمُ مِنْ غَدْرَةِ اِمَامٍ عَامَّةٍ۔)) (مسند احمد: ٥٣٧٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس تھا کہ آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے دن ہر دھوکے باز کے لیے جھنڈا گاڑھا جائے گا، بڑے امام کے ساتھ کیے گئے دھوکے سے بڑھ کر کوئی دھوکہ نہیں ہے۔''

**فوائد:** ...... بہت بڑی رسوائی ہے کہ حشر کے میدان میں اللہ کی مخلوق کے سامنے دبر کے ساتھ ایک جھنڈا گڑھا ہوا ہو، جو اس کی خیانت، دھوکے اور عہد شکنی پر دلالت کرے۔ مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریوں کا شعور ہونا چاہیے۔

(۹۷۵۷)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ، فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلًا، وَلَا صَرْفًا۔)) (مسند احمد: ٩١٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام مسلمانوں کی ضمانت (کا حکم) ایک ہے، ادنی مسلمان بھی یہ ضمانت دے سکتا ہے، جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑ دیا، اس پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نفلی۔''

---

(۹۷۵٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۷۳٦ (انظر: ٤٢٠١)
(۹۷۵۵) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٧٧، ومسلم: ۱۷۳۵ (انظر: ٤٦٤٨)
(۹۷۵٦) تخريج: صحيح (انظر: ٥٣٧٨)
(۹۷۵۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۳۷۱ (انظر: ٩١٧٣)

**فوائد:**......اسلام میں عہد و پیمان کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے، اگر چہ وہ غیر مسلموں سے کیا گیا ہو۔

(۹۷۵۸)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، قَالَ: مَـاخَطَبَنَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا قَالَ: ((لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۲٤۱۰)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم جب بھی ہم سے خطاب کرتے تھے تو اس میں یہ فرماتے تھے: ''اس آدمی کا ایمان نہیں، جس کی امانت نہیں اور اس آدمی کا دین نہیں، جس کا عہد و پیمان کوئی نہیں۔''

**فوائد:**......خیانت کرنا بہت بڑا جرم ہے، یہ قبیح عمل منافق کی صفت ہے، ایمان کے ساتھ خیانت کا کوئی سمجھوتہ نہیں، آدمی جس چیز کی خیانت کرے گا وہ قیامت والے دن اپنے کندھے پر اٹھا کر لائے گا۔ وہ کیسا منظر ہوگا کہ آدمی کی پیٹھ پر اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ لدے ہوئے ہوں گے اور وہ اپنی طبعی آواز نکال رہے ہوں گے۔

آجکل حکومتی عہدیدار بالعموم اور سیاسی لیڈر بالخصوص قومی خزانوں کو لوٹنا اپنا ذاتی حق سمجھتے ہیں اور وہ سرے سے حلت و حرمت میں تمیز کرنے سے قاصر ہیں، زکوۃ کمیٹیوں کی رقم حقداروں میں نہیں، بلکہ قرابتداروں یا یاروں میں بانٹی جاتی ہیں اور عوام الناس کی اکثریت کو جہاں اور جس انداز میں موقع ملتا ہے، وہ شکار ضائع نہیں جانے دیتے، وہ سرکاری اداروں کا مال چوری کرنے کی صورت میں ہو یا سرکاری جگہ پر قبضہ جمانے کی صورت میں۔ یہ سب خیانتیں ہیں۔ جن کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

(۹۷۵۹)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا یَشُدُّ عُقْدَةً، وَلَا یَحُلُّ حَتّٰی یَمْضِیَ اَمَدُهَا، اَوْ یَنْبِذَ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَاءٍ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۵۶)

سیدنا عمرو بن عبسہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلم قوم اور کسی دوسری قوم کے درمیان کوئی معاہدہ ہو تو نہ وہ اس کو مزید لمبا کر کے مضبوط کرے اور نہ اس کو توڑے، یہاں تک کہ اس کی مدت ختم ہو جائے یا دونوں برابر برابر کا توڑ دیں۔''

**فوائد:**......دیکھیں حدیث نمبر (۵۱۳۸)

(۹۷۶۰)۔ عَنْ حُذَیْفَةَ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ شَرَطَ لِاَخِیْهِ شَرْطًا لَا یُرِیْدُ اَنْ یَفِیَ لَهُ بِهِ،

سیدنا حذیفہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی سے کوئی شرط لگائی، جبکہ اس کا اس کو پورا کرنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ اس آدمی کی طرح ہے، جو اپنے بھائی

---

(۹۷۵۸) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۱/ ۱۱، وابویعلی: ۲۸۶۳، والبزار: ۱۰۰، والبیهقی: ۶/ ۲۸۸ (انظر: ۱۲۳۸۳)

(۹۷۵۹) تخریج: حدیث صحیح بشاهده، أخرجه ابوداود: ۲۷۵۹، والترمذی: ۱۵۸۰(انظر: ۱۹٤۳۶)

(۹۷۶۰) تخریج: اسناده ضعیف، حجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، وقد تفرد بهذا الحدیث، ولیس بذالك القوی، أخرجه ابن ابی شیبة: ۷/ ۹۶ (انظر: ۲۳٤۳۸)

فَهُوَ كَالْمُدْلِي جَارَهُ إِلَى غَيْرِ مَنَعَةٍ۔)) (مسند احمد: ۲۳۸۳۱)

کو ایسی ہمسایہ (قوم) کے سپرد کر رہا ہے، جن کے پاس (دشمن سے بچنے کی) کوئی قوت نہیں ہے۔''

(۹۷۶۱)۔ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ؓ، فَقَالَ: أَقْتُلُ لَكَ عَلِيًّا؟ قَالَ: وَكَيْفَ تَقْتُلُهُ وَمَعَهُ الْجُنُودُ؟ قَالَ: أَلْحَقُ بِهِ فَأَفْتِكُ بِهِ قَالَ: لَا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْإِيمَانَ قَيْدُ الْفَتْكِ، لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ۔)) (مسند احمد: ۱۴۲۶)

حسن سے مروی ہے کہ ایک آدمی سیدنا زبیر بن عوام ؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا: کیا میں تیرے لیے علی (ؓ) کو قتل کر دوں؟ انھوں نے کہا: تو اس کو کیسے قتل کرے گا، جبکہ اس کے ساتھ تو لشکر ہیں؟ اس نے کہا: میں بظاہر اس کے ساتھ مل جاؤں گا اور پھر اس کو غافل پا کر قتل کر دوں گا، انھوں نے کہا: نہیں، ایسے نہیں کرنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان امان دینے کے بعد قتل کرنے سے روکتا ہے، مؤمن امان دینے کے بعد قتل نہیں کرتا۔''

(۹۷۶۲)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَلْإِيمَانُ قَيَّدَ الْفَتْكَ۔)) (مسند احمد: ۱۶۹۵۷)

سیدنا معاویہ بن ابو سفیان ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان امان دینے کے بعد قتل کرنے سے روکتا ہے۔''

(۹۷۶۳)۔ عَنْ أَبِي رِفَاعَةَ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَصْرَهُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا قَامَ جِبْرِيلُ إِلَّا مِنْ عِنْدِي قَبْلُ، قَالَ: فَهَمَمْتُ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَذَكَرْتُ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((إِذَا أَمَّنَكَ الرَّجُلُ عَلَى دَمِهِ، فَلَا تَقْتُلْهُ۔)) قَالَ: وَكَانَ قَدْ أَمَّنَنِي عَلَى دَمِهِ فَكَرِهْتُ دَمَهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۴۹)

ابو رفاعہ بجلی کہتے ہیں: میں مختار بن ابی عبید کے پاس اس کے محل میں گیا، میں نے اس کو کہتے ہوئے سنا: اس سے پہلے جبریل کھڑا نہیں ہوا، مگر میرے پاس سے، یہ بات سن کر میں نے اس کی گردن اڑا دینے کا ارادہ کیا، لیکن مجھے ایک حدیث یاد آ گئی، سیدنا سلیمان بن صرد ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی تجھے اپنے خون پر امین بنائے تو تو نے اس کو قتل نہیں کرنا۔'' مختار نے مجھے بھی اپنے خون پر امین بنایا تھا، اس میں نے اس کے قتل مکروہ سمجھا۔

(۹۷۶۴)۔ عَنْ رِفَاعَةَ الْقِتْبَانِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ

رفاعہ قتبانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مختار کے پاس گیا،

(۹۷۶۱) تخریج: صحیح، أخرجه ابن ابی شيبة: ۱۵/ ۱۲۳، وعبد الرزاق: ۹۶۷۶ (انظر: ۱۴۲۶)
(۹۷۶۲) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۷۲۳ (انظر: ۱۶۸۳۲)
(۹۷۶۳) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبد الله بن میسرة ولجهالة ابی عكاشة الهمدانی (انظر: ۲۷۲۰۷)
(۹۷۶۴) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الطيالسی: ۱۲۸۵، والبزار: ۲۳۰۹، وابن حبان: ۵۹۸۲ (انظر: ۲۳۷۰۲)

عَلَى الْمُخْتَارِ، فَأَلْقَى لِيْ وِسَادَةً، وَقَالَ: لَوْ لَا اَنَّ اَخِيْ جِبْرِيْلَ قَامَ عَنْ هٰذِهِ لَأَلْقَيْتُهَا لَكَ، قَالَ: فَأَرَدْتُ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ اَخِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيُّمَا مُؤْمِنٍ اَمَّنَ مُؤْمِنًا عَلٰى دَمِهِ فَقَتَلَهُ فَاَنَا مِنَ الْقَاتِلِ بَرِيْءٌ۔)) (مسند احمد: ۲٤۱۰۲)

اس نے میرے لیے تکیہ رکھا اور کہا: اگر میرا بھائی جبریل اس سے کھڑا نہ ہوا ہوتا تو میں نے اس کو تیرے لیے رکھنا تھا، یہ بات سن کر میں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، لیکن پھر مجھے ایک حدیث یاد آ گئی، میرے بھائی سیدنا عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مؤمن کسی مؤمن کو اپنے خون پر امین بنائے اور پھر وہ اس کو قتل کر دے تو میں قاتل سے بری ہوں۔''

(۹۷٦۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كُنْتُ اَقُوْمُ عَلٰى رَاْسِ الْمُخْتَارِ، فَلَمَّا عَرَفْتُ كَذِبَهُ هَمَمْتُ اَنْ اَسُلَّ سَيْفِيْ فَاَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ اَمَّنَ رَجُلًا عَلٰى نَفْسِهِ، فَقَتَلَهُ اُعْطِيَ لِوَاءَ الْغَدْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۹٤)

(دوسری سند) میں مختار کا پہرہ دیتا تھا، جب میں نے پہچان لیا کہ یہ جھوٹا ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اپنی تلوار سونتوں اور اس کی گردن اڑا دوں، لیکن پھر مجھے ایک حدیث یاد آ گئی، سیدنا عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی آدمی کو اپنی جان پر امن والا بنایا، لیکن اس نے اس کو قتل کر دیا تو قیامت والے دن اس کو دھوکے کا جھنڈا دیا جائے گا۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الظُّلْمِ وَالْبَاطِلِ وَالْإِعَانَةِ عَلَيْهِمَا
## ظلم، باطل اور ان دونوں پر مدد کرنے سے ترہیب کا بیان

(۹۷٦٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ، فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ، وَاِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَاِنَّهُ دَعَا مَنْ قَبْلَكُمْ فَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ، وَسَفَكُوْا دِمَائَهُمْ، وَقَطَعُوْا اَرْحَامَهُمْ)) (مسند احمد: ۹۵٦۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو! اس لیے کہ ظلم قیامت والے دن (کئی) ظلمتوں کا باعث بنے گا، بدگوئی سے بچو، بیشک اللہ تعالیٰ بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا اور مال کی شدید محبت سے بچو! اس لیے کہ اس چیز نے تم سے پہلے والے لوگوں اس طرح برانگیختہ کیا کہ انھوں محرمات کو حلال سمجھ لیا، خون بہائے اور قطع رحمی کی۔''

---

(۹۷٦۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۷٦٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن حبان: ۵۱۷۷، والحاكم: ۱/ ۱۲ (انظر: ۹۵٦۹)

**فوائد:** ……دنیا میں کیا گیا ایک ظلم، روزِ قیامت کئی ظلمتوں کا سبب بنے گا، جیسے اگر کوئی آدمی گائے کی خیانت کرتا ہے تو وہ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا کر میدانِ حشر میں آئے گا، جبکہ وہ گائے بلبلا رہی ہوگی، یہی معاملہ ہر جانور اور دوسری خیانتوں کا ہے۔ کسی چیز کو بے موقع یا بے محل رکھنا ظلم کہلاتا ہے، اس اعتبار سے برائیوں کا ارتکاب کرنا اور فرائض و واجبات کی ادائیگی میں غفلت برتنا ظلم ہے۔

کنجوسی، بخل اور حرص جیسے اوصاف انسان کے کمینہ ہونے کے لیے کافی ہیں، بخیل آدمی سنگ دل بن جاتا ہے، دوسروں کی خوشی وغمی سے مستغنی ہو جاتا ہے، اپنے روپے پیسے کو بچانے یا اس کو بڑھانے کے لیے وہ قتل و غارت گری جیسے اقدامات کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور شریعت میں گنجائشیں تلاش کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگنا شروع کر دیتا ہے۔

مال کی شدید محبت کو ''شُحّ'' کہتے ہیں۔ جب انسان کے دل میں دنیا اور دنیا کے مال و اسباب کی محبت حد سے تجاوز کر کے شدید ہو جائے تو ہر انسان حرام اور حلال کے درمیان تمیز بھی نہیں کرتا اور دوسرے انسانوں کا خون بہانے سے گریز بھی نہیں کرتا۔ جیسے آج کل ہمارے معاشرے کا حال ہے اور یہ حالت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس معاشرے کی بقا کی کوئی ضمانت نہیں ہے، یہ دیر یا سویر ہلاکت سے دو چار ہو کر ہی رہے گا۔

(٩٧٦٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَهُ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ یَذْکُرِ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ۔ (مسند احمد: ١٤٥١٥)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ……پھر اسی طرح کی حدیث بیان کی، البتہ ''اَلْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ'' کے الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔

(٩٧٦٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا الظُّلْمَ، فَاِنَّهُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٥٦٦٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو! اس لیے کہ ظلم قیامت والے دن (کئی) ظلمتوں کا باعث بنے گا۔''

(٩٧٦٩)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا یَبِعْ اَحَدُکُمْ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْهِ، وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ،

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، بیع نجش نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی اور دشمنی سے بچو، کوئی آدمی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ

(٩٧٦٧) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٥٧٨ (انظر: ١٤٤٦١)
(٩٧٦٨) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٤٤٧، ومسلم: ٢٥٧٩ (انظر: ٥٦٦٢)
(٩٧٦٩) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٥٦٤ (انظر: ٧٧٢٧)

لَا یَظْلِمُهُ، وَلَا یَخْذُلُهُ، وَلَا یَحْقِرُهُ، اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا، وَاَشَارَ بِیَدِهِ اِلٰی صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، حَسْبُ امْرِیءٍ مِنَ الشَّرِّ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: مِنَ الشِّرْكِ) اَنْ یَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ، کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ۔)) (مسند احمد: ۷۷۱۳)

اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر سمجھتا ہے، تقوی یہاں ہے، پھر آپ ﷺ اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کیا اور تین دفعہ یہ عمل دوہرایا، آدمی کو یہی شرّ (یا شرک) کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے ہر مسلمان پر حرام ہے۔''

**فوائد:** ...... بیع نجش: وہ بیع ہوتی ہے، جس میں لوگ بڑھ چڑھ کر بولی لگاتے ہیں اور اشیاء کی قدر و قیمت بتانے میں مبالغہ اور فریب سے کام لیتے ہیں۔

(۹۷۷۰)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ مِنْ قَوْلِهِ: ((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ...... الخ الحدیث)) (مسند احمد: ۱۶۱۱۵)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ...... پھر مذکورہ حدیث کے الفاظ ''اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ'' سے لے کر آخر تک بیان کیے۔

(۹۷۷۱)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ کَانَتْ یَعْنِیْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِاَخِیْهِ فِیْ مَالِهِ، اَوْ عِرْضِهِ، فَلْیَاْتِهِ فَلْیَسْتَحِلَّهَا مِنْهُ، قَبْلَ اَنْ یُؤْخَذَ اَوْ تُؤْخَذَ، لَیْسَ عِنْدَهُ دِیْنَارٌ، وَلَا دِرْهَمٌ، فَاِنْ کَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَاُعْطِیَهَا هٰذَا، وَاِلَّا اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ هٰذَا فَاُلْقِیَ عَلَیْهِ۔)) (مسند احمد: ۹۶۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کے مال یا عزت پر ظلم کر رکھا ہو تو وہ اس کے پاس جا کر تصفیہ کر لے، قبل اس کے کہ (وہ دن آجائے جس میں) اس کا مؤاخذہ کیا جائے اور جہاں دینار ہو گا نہ درہم۔ (وہاں تو معاملہ یوں حل کیا جائے گا کہ) اگر اُس (ظالم) کے پاس نیکیاں ہوئیں تو اُس سے نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں، تو (مظلوم) لوگوں کی برائیاں اُس پر ڈال دی جائیں گی۔''

**فوائد:** ...... معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں کی گئیں دست درازیاں دنیا میں ہی معاف نہ کروالی گئیں یا ان کی تلافی نہ کر دی گئی تو آخرت میں ان کا معاملہ نہایت خطرناک ہوگا، لیکن ہمارے ماحول میں حقوق العباد کی کوئی پروا نہیں کی جاتی، جو کہ باعثِ ہلاکت امر ہے۔ ہمارے ہاں انسان کو بحیثیت انسان نہیں دیکھا جاتا، بلکہ کسی سے حسنِ سلوک یا بدسلوکی کرنے کے لیے رشتوں اور دوستیوں کا تعین کیا جاتا ہے اور مسکراہٹوں کے تبادلے ہوتے ہیں، حالانکہ ایسا کرنا سرے سے انسان کا امتیاز ہی نہیں ہے۔

---

(۹۷۷۰) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۱۸۳ (انظر: ۱۶۰۱۹)

(۹۷۷۱) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٥٣٤ (انظر: ۹٦۱٥)

یہ اسلام ہی ہے، جس نے دوسرے مذاہب کی بہ نسبت احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ درس دیا ہے، یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ غریب و نادار عوام کو ظلم و ستم اور قہر و جبر کی چکی میں پینے والے وڈیروں کو متنبہ رہنا چاہئے کہ عنقریب ان کی گرفت کا وقت بھی آنے والا ہے، بس اِن ظالموں کو دی گئی مہلت کے اختتام کا انتظار ہے۔

(٩٧٧٢)۔ عَنْ عَبَّادِ بْنِ كَثِيْرِ الشَّامِيِّ، مِنْ اَهْلِ فِلَسْطِيْنَ عَنِ امْرَاَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا: فَسِيْلَةُ، اَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ اَبِي (وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ) يَقُوْلُ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يَنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ۔)) (مسند احمد: ١٧١١٤)

عباد بن کثیر شامی، جو کہ فلسطین کا ایک باشندہ تھا، اپنے خاندان کی فسیلہ نامی ایک خاتون سے روایت کرتا ہے، اس نے اپنے باپ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا عصبیت میں سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، عصبیت تو یہ ہے کہ بندہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے۔''

**فوائد:** ...... اسلام نے حکم دیا ہے کہ رشتہ داروں سے محبت کی جائے اور ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور عصبیت سے بچے۔

(٩٧٧٣)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، رَفَعَهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِيْ يُعِيْنُ عَشِيْرَتَهُ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ، مَثَلُ الْبَعِيْرِ رُدِّيَ فِيْ بِئْرٍ فَهُوَ يُمَدُّ بِذَنَبِهِ۔)) (مسند احمد: ٣٧٢٦)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے رشتہ داروں کا ناحق چیز پر تعاون کرتا ہے، اس کی مثال اس اونٹ کی طرح ہے، جس کو کنویں میں گرا دیا جائے اور پھر اس کو اس کی دم سے کھینچا جائے۔''

**فوائد:** ...... مراد یہ ہے کہ وہ آدمی ایسے اونٹ کی طرح ہلاک ہو جائے گا۔

(٩٧٧٤)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِبْنَ آدَمَ! اعْمَلْ كَاَنَّكَ تَرٰى، وَعُدَّ نَفْسَكَ مَعَ الْمَوْتٰى، وَاِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ۔)) (مسند احمد: ٨٥٠٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن آدم! تو عمل کر، گویا کہ تو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مردوں کے ساتھ شمار کر اور مظلوم کی بد دعا سے بچ۔''

**فوائد:** ...... اگر اس حدیث پر عمل کیا جائے تو آخرت کی تیاری فکر مندی سے ہو سکتی ہے۔

(٩٧٧٢) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٥١١٩، وابن ماجه: ٣٩٤٩ (انظر: ١٦٩٨٩)

(٩٧٧٣) تخريج: اسناده حسن عند من يصحح سماع عبد الرحمن من ابيه، وضعيف عند من يقول: انه لم يسمع منه الا اليسير، فقد مات ابوه وعمره ست سنوات (انظر: ٣٧٢٦)

(٩٧٧٤) تخريج: حديث قابل للتحسين (انظر: ٨٥٢٢)

(۹۷۷۵)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ، وَاِنْ كَانَ فَاجِرًا، فَفُجُوْرُهُ عَلٰى نَفْسِهِ۔)) (مسند احمد: ۸۷۸۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم کی دعا قبول کی جاتی ہے، اگر چہ وہ برا ہی کیوں نہ ہو، اس کی برائی اس کے نفس پر ہے۔''

**فوائد:**..... آپ ﷺ مظلوم کی بد دعا سے بچنے کے لیے عام اور مطلق حکم دیئے ہیں۔

(۹۷۷٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ، اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ، وَالصَّائِمُ حَتّٰى يُفْطِرَ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ تُحْمَلُ عَلَى الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَتُفْتَحُ لَهُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: وَعِزَّتِيْ، لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ۔)) (مسند احمد: ۹۷٤۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان تین افراد کی دعا ردّ نہیں جاتی: عادل حکمران، روزے دار جب افطاری کرے اور مظلوم کی دعا تو بادلوں پر اٹھا لی جاتی ہے اور اس کے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے: مجھے میری عزت کی قسم! میں ضرور ضرور تیری مدد کروں گا، اگر چہ کچھ وقت کے بعد ہی ہو۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الْحَسَدِ وَالْبُغْضَاءِ وَالْغَشِّ
## حسد، بغض اور دھوکے سے ترہیب کا بیان

(۹۷۷۷)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ، اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ، هِيَ الْحَالِقَةُ حَالِقَةُ الدِّيْنِ، لَا حَالِقَةُ الشَّعْرِ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، اَفَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِشَيْءٍ، اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ، اَفْشُوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱٤۱۲)

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے والی امتوں کی بیماری تمہارے اندر بھی سرایت کر گئی ہے، یعنی حسد اور بغض، یہ بیماری مونڈ دینے والی ہے، دین کو، سر کو نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! تم اس وقت تک مومن نہیں ہو گے، جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے، کیا میں تمہیں ایسی چیز بتا دوں کہ اگر اس پر عمل کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگ جاؤ گے، آپس میں سلام کو عام کرو۔''

---

(۹۷۷۵) تخریج: اسناده ضعيف لضعف ابی معشر، أخرجه الطيالسی: ۲۳۳۰، وابن ابی شيبة: ۱۰/ ۲۷۵ (انظر: ۸۷۹۵)

(۹۷۷٦) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده دون قوله: "يوم القيمة"، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابی مدلة، أخرجه ابن ماجه: ۱۷۵۲، والترمذی: ۳۵۹۸ (انظر: ۹۷٤۳)

(۹۷۷۷) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، يعيش بن الوليد لم يدرك الزبير، ولقصة افشاء السلام شاهد من حديث ابی هريرة عند مسلم، أخرجه الترمذی: ۲۵۱۰ (انظر: ۱٤۱۲)

**فوائد**: ...... کسی شخص کا دوسرے کی خوش حالی پر جلنا اور یہ تمنا کرنا کہ اس کی نعمت وخوشحالی ختم ہو جائے اور وہ اسے مل جائے حسد کہلاتا ہے۔آپ ﷺ نے سختی سے حسد سے منع فرمایا ہے، بلکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔)) ...... ''حسد سے بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔''

(ابوداود، وفيه راوٍ مجهول، لكن له شاهد عن انس عند ابن ماجه وفيه عيسى بن ابى عيسى ضعيف)

حسد ایک قبیح وصف ہے جس سے بغض، کینہ، کدورت، باہمی دشمنی اور قطع تعلقی جیسی صفاتِ بد جنم لیتی ہیں۔خود حسد کرنے والا ذہنی اذیت اور قلبی بے سکونی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔نتیجتاً مسلم معاشرہ میں شرّ وفساد جنم لیتا ہے اور لوگ خیر وبھلائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

دراصل حسد، اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہونے کی ایک صورت ہے، کیونکہ ہم کسی آدمی سے اس کی جن خوبیوں اور اہلیتوں کی بنا پر حسد کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کی ہوتی ہیں، لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو کر کسی کے بارے میں یہ تمنائے بد نہیں کرنی چاہئے کہ وہ اپنی خوبیوں سے محروم ہو جائے۔

(۹۷۷۸)۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا۔)) (مسند احمد: ۷۷۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، بھاؤ چڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور باہمی قطع تعلقی اور دشمنی سے بچو۔''

(۹۷۷۹)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ تَنْطِفُ لِحْيَتُهُ مِنْ وُضُوْئِهِ، قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِيْ يَدِهِ الشِّمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلٰى مِثْلِ الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ قَالَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تمہارے پاس جنتی آدمی آنے والا ہے۔'' پس ایک انصاری آدمی آیا، وضو کی وجہ سے اس کی داڑھی سے پانی ٹپک رہا تھا اور اس نے اپنے بائیں ہاتھ میں اپنے جوتے لٹکائے ہوئے تھے، اگلے دن آپ ﷺ نے پھر وہی بات ارشاد فرمائی اور وہی آدمی اسی پہلے والی کیفیت کے ساتھ آیا، جب تیسرا دن تھا تو آپ ﷺ نے پھر وہی بات ارشاد فرما دی کہ ''تمہارے پاس

(۹۷۷۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۵۶۳ (انظر: ۷۷۲۷)

(۹۷۷۹) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه عبد الرزاق: ۲۰۵۵۹، والبزار: ۱۹۸۱، والنسائى فى "عمل اليوم والليلة": ۸۶۳ (انظر: ۱۲۶۹۷)

النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا، فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلٰى مِثْلِ حَالِهِ الْأُولٰى، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ تَبِعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: إِنِّي لَاحَيْتُ أَبِي فَأَقْسَمْتُ أَنْ لَا أَدْخُلَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُؤْوِيَنِي إِلَيْكَ حَتّٰى تَمْضِيَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيَ الثَّلَاثَ، فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ وَتَقَلَّبَ عَلٰى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَبَّرَ حَتّٰى يَقُومَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلَاثُ لَيَالٍ، وَكِدْتُ أَنْ أَحْتَقِرَ عَمَلَهُ، قُلْتُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! إِنِّي لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي غَضَبٌ وَلَا هَجْرٌ ثَمَّ، وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَطَلَعْتَ أَنْتَ الثَّلَاثَ مِرَارٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ آوِيَ إِلَيْكَ لِأَنْظُرَ مَا عَمَلُكَ فَأَقْتَدِيَ بِهِ، فَلَمْ أَرَكَ تَعْمَلُ كَثِيرَ عَمَلٍ، فَمَا الَّذِي بَلَغَ بِكَ، مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ، قَالَ: فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِي، فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ غَيْرَ أَنِّي لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا وَلَا أَحْسُدُ عَلٰى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: هٰذِهِ الَّتِي

جنتی آدمی آنے والا ہے۔'' اور (اللہ کا کرنا کہ) وہی بندہ اپنی سابقہ حالت کے ساتھ آ گیا، جب نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے تو سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس آدمی کے پیچھے چل پڑے اور اس سے کہا: میرا ابو جان سے جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے ان کے پاس تین دن نہ جانے کی قسم اٹھا لی ہے، اگر تم مجھے اپنے پاس جگہ دے دو، یہاں کہ یہ مدت پوری ہو جائے، اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہو گا؟ اس نے کہا: جی ہاں، تشریف لایئے۔ پھر سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس نے اس آدمی کے ساتھ تین راتیں گزاریں، وہ رات کو بالکل قیام نہیں کرتا تھا، البتہ جب بھی وہ جاگتا اور اپنے بستر پر پہلو بدلتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا اور تکبیرات پڑھتا، یہاں تک کہ نمازِ فجر کے لیے اٹھتا، علاوہ ازیں اس کا یہ وصف بھی تھا کہ وہ صرف خیر و بھلائی والی بات کرتا تھا، جب تین راتیں گزر گئیں اور قریب تھا کہ میں اس کے عمل کو حقیر سمجھوں، تو میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے ابو جان کے مابین نہ کوئی غصے والی بات ہوئی اور نہ قطع تعلقی، تیرے پاس میرے ٹھہرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو تین بار یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ابھی ایک جنتی آدمی تمہارے پاس آنے والا ہے۔'' اور تین بار تو ہی آیا، پس میں نے ارادہ کیا کہ تیرا عمل دیکھنے کے لیے تیرے گھر میں رہوں اور پھر میں بھی تیرے عمل کی اقتدا کروں، لیکن میں نے تجھے دیکھا کہ تو تو زیادہ عمل ہی نہیں کرتا، اب یہ بتلا کہ تیرے اندر وہ کون سی صفت ہے کہ جس کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی (اور اس کا مصداق بنا)؟ اس نے کہا: میرا عمل تو وہی ہے جو تو نے دیکھ لیا ہے، پھر جب میں جانے لگا تو اس نے مجھے دوبارہ بلایا اور کہا: میرا عمل تو وہی ہے،

بَلَغَتْ بِكَ وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ۔ (مسند احمد: ۱۲۷۲۷)

جو تو نے دیکھ لیا ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ میرے نفس میں کسی مسلمان کے خلاف کوئی دھوکہ نہیں ہے اور جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے جو خیر عطا کی ہے، میں اس پر اس سے حسد نہیں کرتا، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بس یہی چیز ہے، جس نے تجھے اس مقام پر پہنچا دیا ہے اور یہ وہ عمل ہے کہ جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنْ هَجْرِ الْمُسْلِمِ وَتَرْوِيعِهِ وَالْإِضْرَارِ بِهِ
## مسلمان سے قطع تعلقی کرنے، اس کو گھبرانے اور نقصان پہنچانے سے ترہیب کا بیان

**تنبیہ:**...... درج ذیل احادیث سے مسلمان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ کریں، کاش ہم اس عظمت کو پہچان لیتے۔

(۹۷۸۰)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۹)

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین سے زیادہ دنوں تک چھوڑ دے۔''

(۹۷۸۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا هِجْرَةَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ۔)) (مسند احمد: ۹۰۸۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین سے زائد دنوں تک کی قطع تعلقی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، جس نے اپنے بھائی سے تین سے زائد دنوں تک قطع تعلقی کیے رکھی، پھر وہ مر گیا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

**فوائد:** ...... جذبات کا خیال رکھتے ہوئے وعید کو تین دن سے مقید کیا گیا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی آدمی غصے کی تیزی کی وجہ سے جلدی صلح کرنے کے لیے تیار نہ ہو، بہرحال تین ایام سے زیادہ ناراضگی کی کوئی گنجائش نہیں۔

(۹۷۸۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فِي كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ۔)) قَالَ مَعْمَرٌ: وَقَالَ غَيْرُ سُهَيْلٍ: ((وَتُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔'' سہیل کے علاوہ باقی راویوں کے الفاظ یہ ہیں: ''ہر سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ ہر اس بندے کو بخش دیتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک

---

(۹۷۸۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائي: ۷/ ۱۲۱ (انظر: ۱۵۸۹)
(۹۷۸۱) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٤٩١٤ (انظر: ۹۰۹۲)
(۹۷۸۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٥٦٥ (انظر: ۷٦۳۹)

يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، إِلَّا الْمُتَشَاحِنَيْنِ، يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمَلَائِكَةِ: ذَرُوهُمَا حَتّٰى يَصْطَلِحَا۔)) (مسند احمد: ٧٦٢٧)

نہیں کرتا، ما سوائے باہم بغض و عداوت رکھنے والے، دو افراد کے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے: ان دو کو رہنے دو، جب تک یہ صلح نہ کرلیں۔''

**فوائد:** ...... باہمی بغض و عداوت اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خصوصی سلسلہ رک جاتا ہے۔

(٩٧٨٣)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثِ لِيَالٍ، فَإِنْ كَانَ تَصَادُرًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَنِ الْحَقِّ، مَادَامَا عَلٰى صُرَامِهِمَا، وَأَوَّلُهُمَا فَيْئًا، فَسَبْقُهُ بِالْفَيْءِ كَفَّارَتُهُ، فَإِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ سَلَامَهُ، رَدَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ الشَّيْطَانُ، فَإِنْ مَاتَا عَلٰى صِرَامِهِمَا لَمْ يَجْتَمِعَا فِي الْجَنَّةِ أَبَدًا (وَلَهُ فِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى) لَمْ يَدْخُلَا الْجَنَّةَ جَمِيعًا أَبَدًا۔)) (مسند احمد: ١٦٣٦٥)

سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین سے زائد راتوں تک چھوڑے رکھے، اگر وہ تین سے تجاوز کر جائیں تو جب تک قطع تعلقی پر اڑے رہیں گے، وہ حق سے منحرف رہیں گے، اور ان میں سے جو پہلے لوٹے گا تو اس کا لوٹنا اس کے گناہوں کا کفارہ بنے گا، پس اگر وہ سلام کہتا، لیکن وہ جواب نہیں دیتا اور اس کے سلام کو ردّ کر دیتا ہے، تو فرشتے اس کو جواب دیں گے اور دوسرے کا جواب شیطان دے گا۔ اگر ایسے دو افراد اپنی قطع تعلقی پر ہی مر جائیں تو وہ ہمیشہ کے لیے جنت میں جمع نہیں ہوں گے، ایک روایت میں ہے: وہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔''

(٩٧٨٤)۔ عَنْ أَبِي خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ۔)) (مسند احمد: ١٨١٠٠)

سیدنا ابو خراش سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا، وہ اس کا خون بہا دینے کی طرح ہوگا۔''

(٩٧٨٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے بغض اور حسد نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی

---

(٩٧٨٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الطيالسي: ١٢٢٣، وابويعلى: ١٥٥٧، وابن حبان: ٥٦٦٤ (انظر: ١٦٢٥٧)

(٩٧٨٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٩١٥ (انظر: ١٧٩٣٥)

(٩٧٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٦٥ (انظر: ١٣٣٥٤)

تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔)) (مسند احمد: ١٣٣٨٧)

اور دشمنی سے بچو، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین سے زائد دنوں تک چھوڑے رکھے، جب وہ دونوں ملتے ہیں تو یہ بھی رکتا ہے اور وہ بھی رکتا ہے، جبکہ ان میں بہتر وہ ہے، جو سلام میں پہل کرتا ہے۔''

(٩٧٨٦)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ يَذْكُرُ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا، وَيَصُدُّ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٩٢٥)

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین سے زیادہ دنوں کے لیے چھوڑے رکھے، جب دونوں ملتے ہیں، تو یہ بھی رکتا ہے اور وہ بھی رکتا ہے، جبکہ ان میں بہتر وہ ہے، جو سلام میں پہل کرے۔''

(٩٧٨٧)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ، وَهُوَ ابْنُ اَخِيْ عَائِشَةَ لِاُمِّهَا رضی اللہ عنہا، حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِيْ بَيْعٍ اَوْ عَطَاءٍ اَعْطَتْهُ: وَاللّٰهِ! لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ اَوْ لَاَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اَوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ: هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ اَنْ لَا اُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ كَلِمَةً اَبَدًا، فَاسْتَشْفَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ، وَهُمَا مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِ عَائِشَةَ اِلَّا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ، وَيَقُوْلَانِ لَهَا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهَجْرِ، اَنْ لَا يَحِلَّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ

عوف بن حارث، جو کہ سیدہ عائشہ کا اخیافی بھتیجا تھا، سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کسی سودے یا عطیے کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا: اللہ کی قسم! یا تو عائشہ رضی اللہ عنہا باز آ جائے گی، یا میں اس پر پابندی لگا دوں گا، سیدہ نے پوچھا: کیا واقعی اس نے یہ بات کہی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، سیدہ نے کہا: میں اللہ کے لیے نذر مانتی ہوں کہ میں ابن زبیر سے کبھی بھی کلام نہیں کروں گی، پھر سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث رضی اللہ عنہما سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے حق میں سیدہ سے سفارش کریں، یہ دونوں آدمی بنو زہرہ قبیلے کے تھے، ............، پھر مسور اور عبد الرحمن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو واسطے دینا شروع کیے، کہ وہ لازمی طور پر اس کے ساتھ کلام کرے اور اس سے معذرت قبول کرے اور انھوں نے سیدہ کو یہ بات بھی کہی تھی کہ تم جانتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے قطع تعلقی سے روکا

---

(٩٧٨٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٦٠ (انظر: ٢٣٥٢٨)

(٩٧٨٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٧٣، ٦٠٧٤، ٦٠٧٥ (انظر: ١٨٩٢١)

فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۲۹) ہے، اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے زیادہ عرصے تک قطع تعلقی کرے۔''

**فوائد:**......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نذر پوری نہ کرنے پر چالیس گردنیں آزاد کی تھیں۔

(۹۷۸۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَبْغَضُ الرِّجَالِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۷۸۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے، جو سخت جھگڑالو ہو۔''

**فوائد:** ......مجادلہ اور مخاصمہ اس قدر قبیح صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے موصوف سے بغض رکھتے ہیں، جھگڑا جیسا بھی ہو، بالآخر جھگڑالو کو قابلِ مذمت بنا کے ہی چھوڑتا ہے۔

جھگڑالو آدمی اپنی تمام تر صلاحیتیں کھو بیٹھتا ہے، فسق و فجور بکتا ہے، دوسروں کی حرمتیں پامال کرتا ہے، ضد اور ہٹ دھرمی پر تل جاتا ہے، اس میں تکبر اور نخوت جیسے شیاطین ابھر آتے ہیں، الغرض وہ آپے سے باہر ہو کر ''لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی'' کا مصداق بن جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں حتی الوسع اپنے حق کی خاطر بھی جھگڑا کرنے سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أَنَـا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا۔'' (ابوداود)...... ''میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا۔''

جھگڑالو سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ نفرت فرماتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو لڑائی جھگڑے میں اتنی بڑی قباحتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی اللہ کا محبوب نہیں ٹھہر سکتا:

۱۔ جھگڑالو شخص اپنی اصلیت و اوقات پر نظر نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پانی کی بوند سے اسے خوبصورت وجود عطا کرتے ہوئے عقلِ سلیم جیسی عظیم نعمت سے ہمکنار فرمایا، اس قدر عظیم احسان کے باوجود اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی، تعصب اور باہم دست و گریبان ہونے سے باز نہ آئے اور کبر و نخوت کا شکار رہے تو وہ کبھی بھی اللہ کا محبوب نہیں بن سکتا۔

۲۔ لڑائی جھگڑا ایک ایسا گناہ ہے جس میں کئی گناہ شامل ہو جاتے ہیں، مثلاً ہاتھ اور زبان کا ناروا استعمال، بغض، حسد، تہمت اور گالم گلوچ وغیرہ۔ غرض کہ آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے، ایمان و اسلام کی تمام اقدار کھو دیتا ہے، اور فسق و فجور تک پہنچ جاتا ہے۔ جس دل میں ایمان کی رتی ہو وہ شخص ضدی، ہٹ دھرم اور جھگڑالو نہیں ہوتا۔ نیز جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے اُس پر کسی وقت بھی اپنا عذاب نازل فرما دیتے ہیں۔

---

(۹۷۸۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۱۸۸، ومسلم: ۲٦٦۸ (انظر: ۲٤۲۷۷)

(۹۷۸۹)۔ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَشِيرٍ، مَوْلٰى بَنِي مُغَالَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبَا طَلْحَةَ بْنَ سَهْلٍ الْاَنْصَارِيَّيْنِ يَقُولَانِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ اِمْرِیءٍ يَخْذُلُ اِمْرَاً مُسْلِمًا عِنْدَ مَوْطِنٍ تُنْتَهَكُ فِيْهِ حُرْمَتُهُ، وَيُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ، اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهُ، وَمَا مِنْ اِمْرِیءٍ يَنْصُرُ اِمْرَاً مُسْلِمًا فِيْ مَوْطِنٍ يُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ، وَيُنْتَهَكُ فِيْهِ مِنْ حُرْمَتِهِ، اِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ فِيْ مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهُ۔)) (مسند احمد: ١٦٤٨١)

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو طلحہ بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان کو اس مقام پر ذلیل کرتا ہے، جہاں اس کی حرمت پامال ہو جاتی ہے اور اس کی عزت میں کمی آجاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس مقام پر ذلیل کرتا ہے، جہاں وہ اپنی مدد کو پسند کرتا ہے، جو آدمی ایسے مقام پر اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے، جہاں اس کی عزت کم ہو رہی ہوتی ہے اور اس کی حرمت کو پامال کیا جا رہا ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کی اس مقام پر مدد کرے گا، جہاں وہ اپنی مدد کو پسند کرے گا۔''

(۹۷۹۰)۔ عَنْ وَقَّاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ، اَنَّ الْمُسْتَوْرِدِ حَدَّثَهُمْ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ اَكْلَةً۔ وَقَالَ مَرَّةً: أُكْلَةً، فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنِ اكْتَسٰى بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ ثَوْبًا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَكْسُوْهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ، فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْمُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ١٨١٧٤)

سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان (کی غیبت یا اس کی توہین یا اس کو اذیت پہنچا کر) کوئی لقمہ کھایا، اللہ تعالیٰ اس کو اسی کی طرح کا لقمہ جہنم سے کھلائے گا، جس نے کسی مسلمان (کی اہانت کرنے کا) لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اس کو اسی کی مثل کا لباس جہنم سے پہنائے گا اور جو آدمی کسی آدمی کی وجہ سے شہرت والے مقام پر کھڑا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت والے دن شہرت کے مقام پر کھڑا کریں گے۔''

**فوائد:** ......ابن اثیر نے ''النهاية'' میں پہلے دو جملوں کا مفہوم یہ بیان کیا: ایک آدمی کسی کا دوست بنتا ہے، پھر وہ اس کے دشمن کے پاس جا کر اسی دوست پر عیب جوئی کرتا ہے، تا کہ وہ اس بنا پر اس کو کوئی انعام وغیرہ دے کر دنیوی فائدہ پہنچائے۔

---

(۹۷۸۹) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة يحيى بن سليم بن زيد، أخرجه ابوداود: ٤٨٨٤ (انظر: ١٦٣٦٨)
(۹۷۹۰) تخریج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٤٨٨١ (انظر: ١٨١٧٤)

جو آدمی کسی کی وجہ سے شہرت والے مقام پر کھڑا ہو، اس کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی مال و منال اور جاہ و حشمت والے لوگوں میں کوئی مقام بنا کر تقوی و صلاحیت کا اظہار کرے، تا کہ اسے بھی مال مل جائے اور اس کا مرتبہ بھی بلند ہو۔

(۹۷۹۱)۔ عَنْ اَبِیْ صِرْمَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ ضَارَّ اَضَرَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸٤۷)

سیدنا ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کو نقصان پہنچایا، اللہ تعالیٰ اس کو نقصان پہنچائے گا اور جس نے کسی پر مشقت ڈالی، اللہ تعالیٰ اس پر مشقت ڈالے گا۔''

**فوائد:**...... ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۷۱۰)

(۹۷۹۲)۔ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی قَوْمٍ يَتَعَاطَوْنَ سَيْفًا مَسْلُوْلًا، فَقَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا، اَوَ لَيْسَ قَدْ نَهَيْتُ عَنْ هٰذَا؟)) ثُمَّ قَالَ: ((اِذَا سَلَّ اَحَدُكُمْ سَيْفَهُ فَنَظَرَ اِلَيْهِ، فَاَرَادَ اَنْ يُنَاوِلَهُ اَخَاهُ فَلْيُغْمِدْهُ ثُمَّ يُنَاوِلَهُ اِيَّاهُ۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۰۰)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسی قوم کے پاس آئے جو ننگی تلوار لے دے رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر لعنت کرے جو اس طرح کرتا ہے، کیا میں نے تم کو ایسا کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی تلوار ننگی کر کے اس کو دیکھے اور پھر وہ دوسرے کو پکڑانا چاہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو کسی چیز میں ڈھانک کر دے۔''

**فوائد:**...... مسلمان کی حفاظت کے لیے یہ حکم دیا جا رہا ہے، تا کہ نادانستہ طور پر بھی تلوار کسی کو لگ نہ جائے۔

(۹۷۹۳)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَنَّهُمْ كَانُوْا يَسِيْرُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَسِيْرٍ، فَنَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ اِلٰی نَبْلٍ مَعَهُ فَاَخَذَهَا، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ فَزِعَ، فَضَحِكَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: ((مَا يُضْحِكُكُمْ؟)) فَقَالُوْا: لَا، اِلَّا اَنَّا اَخَذْنَا نَبْلَ هٰذَا فَفَزِعَ، فَقَالَ

عبد الرحمن بن لیلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ہم کو بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے، ایک آدمی سو گیا، کچھ ساتھی اس کی طرف گئے اور اس کے تیر پکڑ لیے، جب وہ بیدار ہوا تو گھبرا گیا، لوگ ہنس پڑے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیوں ہنس رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی کوئی بات نہیں ہے، بس ہم نے اس کے تیر پکڑ لیے تو وہ گھبرا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ مسلمان کو گھبرا دے۔''

---

(۹۷۹۱) تخریج: حدیث حسن بشواهده، أخرجه ابوداود: ۳٦۳۵، وابن ماجه: ۲۳٤۲ (انظر: ۱۵۷۵۵)

(۹۷۹۲) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الحاكم: ٤/ ۲۹۰ (انظر: ۲۰٤۲۹)

(۹۷۹۳) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ۵۰۰٤ (انظر: ۲۳۰٦٤)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۵۲)

**فوائد:** ...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ أَخِيهِ لَاعِبًا وَلَا جَادًّا وَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيَرُدَّهَا۔)) ...... ''کوئی آدمی ہرگز اپنے بھائی کا سامان نہ اٹھائے، نہ ہنسی مذاق میں اور نہ حقیقت میں سچے طور پر، جس نے اپنے بھائی کی لاٹھی بھی لی ہے، تو وہ اسے واپس کر دے۔'' (ابوداود: ۵۰۰۳، ترمذی: ۲۱۶۰)

مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو انتہائی محترام و محفوظ چیزیں ہیں، ہنسی مذاق میں بھی کسی کی ہتک کر دینا یا مال ہڑپ کر لینا حرام ہے۔

آج کل تو لوگ جان بوجھ پہلے کسی کی چیز چرا لیتے ہیں، اور پھر ملنے کی خوشی میں اس پر کچھ کھلانے پلانے کا جرمانہ ڈال دیتے ہیں، ایسا کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ التَّجَسُّسِ وَسُوْءِ الظَّنِّ
## جاسوسی کرنے اور سوئے ظن رکھنے سے ترہیب کا بیان

(۹۷۹۴)۔ عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُؤْذُوْا عِبَادَ اللّٰهِ، وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ، وَلَا تَطْلُبُوْا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ طَلَبَ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ، طَلَبَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، حَتّٰى يَفْضَحَهُ فِيْ بَيْتِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۷۶۵)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بندوں کو نہ تکلیف دو، نہ ان کو عار دلاؤ اور نہ ان کے عیوب تلاش کرو، کیونکہ جس نے اپنے بھائی کا عیب تلاش کیا، اللہ تعالیٰ اس کے عیب کے پیچھے پڑ جائے گا حتی کہ وہ اس کو اس کے گھر کے اندر ذلیل کر دے گا۔''

**فوائد:** ...... اللہ اکبر، کتنی حرمت ہے صاحبِ اسلام کی، کاش ہمارا مزاج یہ بن جاتا کہ ہم اپنی اصلاح کرتے اور دوسروں کے مثبت پہلو دیکھ کر ان کی قدر کرتے۔

(۹۷۹۵)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ رَجُلًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اِمْرَاً) اِطَّلَعَ بِغَيْرِ اِذْنِكَ، فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، مَاكَانَ عَلَيْكَ جُنَاحٌ۔)) (مسند احمد: ۷۳۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی تیری اجازت کے بغیر تجھ پر جھانکتا ہے اور تو اس کو کنکری مار کر اس کی آنکھ کو پھوڑ دیتا ہے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔''

---

(۹۷۹٤) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۲۲٤۰۲)

(۹۷۹۵) تخريج: أخرجه البخاري: ٦۹۰۲، ومسلم: ۲۱۵۸ (انظر: ۷۳۱۳)

(۹۷۹۶)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَان) اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَئُوْا عَيْنَهُ، فَلَا دِيَةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ۔)) (مسند احمد: ۸۹۸۵)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو اس کے لیے دیت ہوگی نہ قصاص۔''

(۹۷۹۷)۔ عَنْ اَنَسٍ ؓ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِ رَجُلٌ، فَاَهْوٰى اِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ مَعَهُ، فَتَاَخَّرَ الرَّجُلُ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۷۸)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے، ایک آدمی آپ ﷺ کی طرف جھانکنے لگا، آپ ﷺ پھلکا لے کر اس کی طرف جھکے، لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا۔

(۹۷۹۸)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا۔)) (مسند احمد: ۱۰۰۸۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچو، پس بیشک بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، جاسوسی نہ کرو، ٹوہ میں نہ لگ جاؤ، آپس میں بغض نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی اور دشمنی سے بچو، مقابلہ بازی میں نہ پڑو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''

**فوائد:** ...... مسلمانوں اور مومنوں کا اللہ تعالیٰ نے ایک ہی رشتہ بیان کیا ہے کہ وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا یہ بھائی چارہ قائم رہنا چاہیے اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ دوسرے مسلمان کا خیر خواہ بنے اور اس کے لیے دل میں وسعت پیدا کرے۔

(۹۷۹۹)۔ وعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ۔)) (مسند احمد: ۷۹٤۳)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اچھا گمان رکھنا حسنِ عبادت میں سے ہے۔''

**فوائد:** ...... مسلمان بھائیوں کے متعلق خواہ مخواہ برے گمان رکھنا اور اس پر اپنے معاملات کی بنیاد رکھنا گناہ کی بات ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلمان از خود تہمت اور شبہے کے مواقع سے دور رہے اور کسی کو برا گمان کا موقع نہ دے۔

---

(۹۷۹٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۷۹۷) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٨٨٩ (انظر: ۱۲۰۵۵)

(۹۷۹۸) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۱۰۰۷۸)

(۹۷۹۹) تخريج: اسناده حسن، قاله زبير على زئى، أخرجه ابوداود: ٤٩٩۳ (انظر: ۷۹٥٦)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيُ التَّرُهِيُبِ مِنَ الْغِنٰى مَعَ الْحِرُصِ

## اس غِنٰی سے ڈرانے کا بیان، جس کے ساتھ حرص ہو

(۹۸۰۰)۔ عَـنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا رَاَیْتَ اللّٰهَ یُعْطِی الْعَبْدَ مِـنَ الدُّنْیَا عَلٰی مَعَاصِیهِ مَا یُحِبُّ فَاِنَّمَا هُوَ اسْتِـدْرَاجٌ، ثُمَّ تَلَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿فَلَمَّا نَسُـوْا مَا ذُکِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ، حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنَاهُمْ بَـغْتَةً فَـاِذَاهُـمْ مُبْـلِسُوْنَ۔﴾ (مسند احمد: ۱۷٤٤٤)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آپ دیکھیں کہ ایک آدمی کو اس کی برائیوں کے باوجود دنیا میں رزق دیا جا رہا ہے تو (سمجھ لیں کہ) اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل دی جا رہی ہے، جس کا تذکرہ اس آیت میں ہے: ''پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیے، یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں، وہ خوب اترا گئے، ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔'' (سورۂ انعام: ۴۴)۔''

**فوائد**: ...... ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس حدیث کی روشنی میں اپنے طرزِ حیات کا جائزہ لے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قابل قدر نعمتیں اس کے لیے وبال کے اسباب پیدا کر دیں۔ صرف مال و دولت سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا پتہ نہیں چلتا، بلکہ اعمالِ صالحہ سے اس چیز کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۹۸۰۱)۔ عَنِ ابْنِ حَصْبَةَ اَوْ اَبِی حَصْبَةَ، عَـنْ رَجُـلٍ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَـخْطُبُ فَـقَـالَ: ((اَتَـدْرُوْنَ مَـاالصُّعْلُوْكُ؟)) قَالُوْا: الَّـذِیْ لَیْـسَ لَـهُ مَـالٌ، قَـالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((الـصُّـعْـلُوْكُ کُلُّ الصُّعْلُوْكِ، الصُّعْلُوْكُ الَّـذِیْ لَـهُ مَـالٌ فَـمَـاتَ، وَلَمْ یُقَدِّمْ مِنْـهُ شَیْئًا۔)) (مسند احمد: ۲۳۵۰۳)

ابن حصبہ یا ابوحصبہ ایک ایسے صحابی سے بیان کرتے ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کے خطاب کے وقت موجود تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ جانتے ہو کہ "صُـعْـلُـوْك" (غریب و نادار) کون ہوتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جس کے پاس مال نہیں ہوتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مکمل طور پر "صُعْلُوْك" ہے، وہ سارے کا سارا "صُـعْلُوْك" ہے، بس وہی "صُـعْلُوْك" ہے، جو مالدار ہونے کے باوجود اس حال میں مر جاتا ہے کہ اس نے کوئی مال آگے نہیں بھیجا ہوتا۔''

---

(۹۸۰۰) تخریج: حدیث حسن (انظر: ۱۷۳۱۱).

(۹۸۰۱) تـخـریج: اسناده ضعیف لجهالة ابی حصبة او ابن حصبة، أخرجه البیهقی فی "الشعب": ۳۳٤۱ (انظر: ۲۳۱۱۵)

(۹۸۰۲)۔ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم : ((يَتَّخِذُ اَحَدُكُمُ السَّائِمَةَ، فَيَشْهَدُ الصَّلَاةَ فِيْ جَمَاعَةٍ، فَتَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ سَائِمَتُهُ، فَيَقُوْلُ: لَوْ طَلَبْتُ لِسَائِمَتِيْ مَكَانًا هُوَ اَكْلَأُ مِنْ هٰذَا، فَيَتَحَوَّلُ وَلَا يَشْهَدُ اِلَّا الْجُمُعَةَ، فَتَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ سَائِمَتُهُ فَيَقُوْلُ: لَوْ طَلَبْتُ لِسَائِمَتِيْ مَكَانًا هُوَ اَكْلَأُ مِنْ هٰذَا فَيَتَحَوَّلُ فَلَا يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ وَلَا الْجَمَاعَةَ، فَيُطْبَعُ عَلٰى قَلْبِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۰۷۸)

سیدنا حارثہ بن نعمان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ایک آدمی چرنے والے مویشی پالتا ہے اور نماز با جماعت میں حاضر ہوتا ہے، پھر اس کے مویشی اس کے لیے مشکل پیدا کرتے ہیں اور وہ کہتا ہے: اگر میں اپنے مویشیوں کے لیے زیادہ گھاس والی جگہ تلاش کر لوں، پس وہ وہاں سے چلا جاتا ہے اور دور ہو جانے کی وجہ سے صرف نمازِ جمعہ میں حاضر ہوتا ہے، لیکن اس مقام پر بھی اس کے مویشی اس کے لیے مشقت پیدا کر دیتے ہیں، پھر وہ کہتا ہے: اگر میں اس مقام کی بہ نسبت زیادہ گھاس والی جگہ تلاش کر لوں، پس وہ وہاں سے بھی منتقل ہو جاتا اور اتنا دور ہو جاتا ہے کہ نمازِ جمعہ کے لیے نہیں آتا اور نہ جماعت میں حاضر ہوتا ہے، ایسی صورتحال میں اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔''

**فوائد**: ......لیکن یہ بات درست ہے کہ جوں جوں مال بڑھتا ہے، آدمی توں توں خیر سے دور ہوتا رہتا ہے، اکثریت کا حال یہی ہے، الا ما شاء اللہ۔

(۹۸۰۳)۔ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم قَالَ: يُوْشِكُ اَنْ يَغْلِبَ عَلَى الدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ، وَاَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ بَيْنَ كَرِيْمَتَيْنِ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ۔ (مسند احمد: ۲۴۰۵۱)

ایک صحابی ٔرسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ دنیا پر کوئی انتہائی کمینہ بن کمینہ آدمی غالب آ جائے، اور اس وقت لوگوں میں افضل وہ مومن ہو گا، جو دو کریموں کے درمیان ہو گا۔''

**فوائد**: ...... ''لکع بن لکع'' (کمینہ بن کمینہ) سے مراد وہ شخص ہے، جو ردی اور گھٹیا نسب والا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد ایسا شخص ہو جس کا نسب غیر معروف ہو اور لوگ اس کی تعریف نہ کرتے ہوں۔

''دو کریموں'' سے کیا مراد ہے؟ (۱) اس مومن کے ماں باپ کا مسلمان ہونا، یا (۲) اس کے باپ اور بیٹے کا

(۹۸۰۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عمر مولی غفرۃ، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳۲۲۹، ۳۲۳۰ (انظر: ۲۳۶۷۸)

(۹۸۰۳) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۲۰۵۱ (انظر: ۲۳۶۵۱)

مسلمان ہونا ہے، یا (۳) دو کریموں سے مراد دو عمدہ قسم کے گھوڑے ہیں، جن پر وہ مومن سوار ہو کر جہاد کرے گا۔ پہلے دونوں معنوں میں کریم سے مراد گناہ کی پلیدی سے یا کفر و شرک کی نجاست سے پاک رہنے والا ہے۔

(۹۸۰٤)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ((اَنَّ مُوْسٰی قَالَ: اَیْ رَبِّ! عَبْدُكَ الْكَافِرُ تُوَسِّعُ عَلَيْهِ فِی الدُّنْيَا، قَالَ: فَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنَ النَّارِ، فَيُقَالُ: يَا مُوْسٰی هٰذَا مَا اَعْدَدْتُ لَهُ، فَقَالَ مُوْسٰی: اَیْ رَبِّ! وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ! لَوْ كَانَتْ لَهُ الدُّنْيَا مُنْذُ خَلَقْتَهُ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَكَانَ هٰذَا مَصِيْرَهُ كَاَنْ لَّمْ يَرَ خَيْرًا قَطُّ۔)) (مسند احمد: ۱۱۷۸۹)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسی علیہ السلام نے کہا: اے میرے ربّ! تیرا فلاں بندہ کافر ہے، لیکن تو دنیا میں اس کو وسعت عطا کر رہا ہے، اتنے میں جہنم سے ایک دروازہ کھولا گیا اور کہا گیا: اے موسی! یہ ٹھکانہ ہے، جو میں نے اس کے لیے تیار کر رکھا ہے، موسی علیہ السلام نے کہا: اے میرے ربّ! تیری عزت کی قسم اور تیرے جلال کی قسم! جب سے تو نے اس بندے کو پیدا کیا، اگر اس وقت سے قیامت کے دن تک ساری دنیا اس بندے کو مل جائے اور پھر اس کا ٹھکانہ یہ ہو تو گویا کہ اس بندے نے کبھی کوئی خیر نہیں دیکھی۔''

(۹۸۰۵)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلَكَ الْمُثْرُوْنَ۔))، قَالُوْا: اِلَّا مَنْ؟ قَالَ: ((هَلَكَ الْمُثْرُوْنَ۔)) قَالُوْا: اِلَّا مَنْ؟ قَالَ: ((هَلَكَ الْمُثْرُوْنَ۔)) قَالُوْا: اِلَّا مَنْ؟ قَالَ: حَتّٰی خِفْنَا اَنْ يَكُوْنَ قَدْ وَجَبَتْ، فَقَالَ: اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۱۵۱۱)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مال دار ہلاک ہو گئے۔'' لوگوں نے کہا: مگر کون؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''مالدار ہلاک ہو گئے۔'' لوگوں نے کہا: مگر کون؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''مال دار ہلاک ہو گئے۔'' لوگوں نے کہا: مگر کون؟ بالآخر ہم ڈر گئے کہ ایسے لگتا ہے کہ یہ چیز تو واجب ہو چکی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مگر وہ جس نے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح کیا، جبکہ ایسا کرنے والے کم ہیں۔''

**فوائد:** ...... مال داروں سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ کثیر مقدار میں صدقہ کریں، اس ضمن میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سوانح عمری لائق مطالعہ ہے۔

(۹۸۰٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمُكَثِّرِيْنَ هُمُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ مال والے سب سے زیادہ ذلیل ہوں گے

(۹۸۰٤) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لھیعۃ، ولضعف دراج فی روایتہ عن ابی الھیثم (انظر: ۱۱۷٦۷)
(۹۸۰۵) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجہ ابن ماجہ مختصرا: ٤۱۲۹ (انظر: ۱۱٤۹۱)
(۹۸۰٦) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۸۳۲۳)

الْاَرْزَلُوْنَ (وَفِیْ لَفْظٍ: هُمُ الْاَقَلُّوْنَ) اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا (زَادَ فِیْ رِوَايَةٍ: وَقِيْلَ مَاهُمْ) قَالَ: كَامِلٌ بِيَدِهِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ۔ (مسند احمد: ٨٣٠٦)

(یا ایک روایت کے مطابق) کم عمل والے ہوں گے، مگر وہ جو اس طرح، اس طرح اور اس طرح کرتا ہے۔'' کسی نے کہا: وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کامل راوی نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا کہ وہ مال دائیں طرف، بائیں طرف اور اپنے سامنے ڈالتا ہے۔''

(٩٨٠٧)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَااَخْشٰى عَلَيْكُمُ الْفَقْرَ، وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ التَّكَاثُرَ، وَمَا اَخْشٰى الْخَطَاَ، وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الْعَمَدَ۔)) (مسند احمد: ٨٠٦٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تم پر فقیری کا ڈر نہیں ہے، بلکہ کثرت کی طلب کا ڈر ہے، اور مجھے بغیر ارادے کے غلطی کر جانے کا ڈر نہیں ہے، بلکہ تمہارے بارے میں جان بوجھ کر نافرمانی کرنے کا ڈر ہے۔''

**فوائد:** ......معلوم ہوا کہ فقر کی مضرّت، غِنٰی کی مضرّت سے کم ہے، کیونکہ فقر کی تکلیف کا تعلق دنیا سے ہے اور غِنٰی اکثر و بیشتر دین کو نقصان پہنچاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى۔ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى﴾ ...... ''ہرگز نہیں، بے شک انسان یقیناً حد سے نکل جاتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ غنی وہ ہو گیا ہے۔'' (سورۂ علق: ٦، ٧)

(٩٨٠٨)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ الْاَخْرَمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَّخِذُوْا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِی الدُّنْيَا۔)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَبِرَاذَانَ مَابِرَاذَانَ! وَبِالْمَدِيْنَةِ مَابِالْمَدِيْنَةِ! (مسند احمد: ٤٠٤٨)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جاگیر بنانے کا اہتمام نہ کرو، وگرنہ دنیا کی رغبت میں پڑ جاؤ گے۔'' پھر سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: براذان، کیا ہے، براذان؟ مدینہ، کیا ہے مدینہ؟

**فوائد:** ......اس حدیث کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ کوئی مسلمان مال و دولت کی کثرت کی خاطر اس قدر مصروف نہ ہو جائے کہ امورِ دین سے ہی غافل ہو جائے، جیسا کہ اکثر مال داروں کو دیکھا گیا ہے۔
سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث کے آخر میں یہ اعتراف کر رہے ہیں کہ انھوں نے خود تو دو جائدادیں بنا لی ہیں، ایک مدینہ میں ہے اور ایک براذان ہے۔

---

(٩٨٠٧) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الحاكم: ٢/ ٥٣٤، وابن حبان: ٣٢٢٢ (انظر: ٨٠٧٤)
(٩٨٠٨) تخريج: صحيح، قاله الالبانی، أخرجه ابويعلی: ٥٢٠٠، وابن حبان: ٧١٠، وابن ابی شيبة: ١٣/ ٢٤١ (انظر: ٤٠٤٨)

(۹۸۰۹)۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ طَیْءٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّبَقُّرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ، فَقَالَ اَبُوْحَمْزَةَ وَكَانَ جَالِسًا عِنْدَهُ: نَعَمْ، حَدَّثَنِیْ اَخْرَمُ الطَّائِیُّ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَكَیْفَ بِاَهْلٍ بِرَاذَانَ، وَاَهْلٍ بِالْمَدِیْنَةِ، وَاَهْلٍ بِكَذَا قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِاَبِی التَّیَّاحِ، مَاالتَّبَقُّرُ؟ قَالَ: الْكَثْرَةُ۔ (مسند احمد: ٤١٨١)

سیدنا عبد اللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے ہم کو اہل و مال میں کثرت سے منع فرمایا۔ ابو حمزہ، جو کہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، نے کہا: جی ہاں اوراخرم طائی اپنے باپ سے،انھوں نے سیدنا عبد اللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے اور انھوں نے نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم سے بیان کیا، پھرسیدنا عبد اللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے خود کہا: کیا بنے گا اہل براذان کا اور اہل مدینہ کا! امام شعبہ نے کہا: میں نے ابو تیاح سے کہا: تَبَقُّر سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: کثرت۔

(۹۸۱۰)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ، اَنَّ عَمْرَوبْنَ عَوْفٍ، وَهُوَ حَلِیْفُ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرَهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اَبَا عُبَیْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَی الْبَحْرَیْنِ، یَاْتِیْ بِجِزْیَتِهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَیْنِ وَاَمَّرَ عَلَیْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِیِّ، فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَیْنِ، فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِهِ، فَوَافَتْ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوْا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ

بنو عامر بن لوی کے حلیف اور غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے سیدنا عمرو بن عوف ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح کو بحرین کی طرف جزیہ لینے کے لیے بھیجا، آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے اہل بحرین سے مصالحت کر لی تھی اورسیدنا علاء بن حضرمی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کو ان کا امیر بنایا تھا، جب سیدنا ابوعبیدہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ مال لے کر بحرین سے واپس آئے اور انصار کو ان کے آنے کا پتہ چلا تو وہ نمازِ فجر میں رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے پاس پہنچ گئے، جب آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم اس نماز سے فارغ ہوئے تو انصار آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے درپے ہوئے، آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تم کو پتہ چل گیا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لے کر واپس آ گئے ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''خوش ہو جائے اور اس چیز کی امید رکھو جو تم کو خوش

---

(۹۸۰۹) تخریج: هذا الحدیث له اسنادان، وكلاهما ضعیف، علتهما الاضطراب والجهالة، أخرجه الطیالسی: ۳۸۰ (انظر: ٤١٨١)

(۹۸۱۰) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٩٦١ (انظر: ١٧٢٣٤)

رَآهُـمْ ، فَـقَالَ: ((اَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَـدْ جَـاءَ ، وَجَـاءَ بِشَـيْءٍ؟)) قَالُوْا :اَجَـلْ يَـارَسُـوْلُ الـلـه! قَالَ: ((فَاَبْشِرُوْا، وَاَمِّلُوْا مَايَسُرُّكُمْ ، فَوَاللّٰهِ! مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَـلَيْـكُـمْ ، وَلٰكِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، فَتَـافَسُـوْهَـا كَمَا تَنَافَسُوْهَا ، وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا اَلْهَتْهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٧٣٦٦)

کرنے والے والی ہے، اللہ قسم کی ہے، مجھے تمہارے بارے میں فقیری کا کوئی ڈر نہیں ہے، بلکہ مجھے خوف یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کو تم پر فراخ کر دیا جائے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی اور پھر تم اس میں اس طرح پڑ جاؤ، جیسے وہ لوگ پڑ گئے تھے اور پھر وہ تم کو اس طرح غافل کر دے، جیسے ان لوگوں کو غافل کر دیا تھا۔‘‘

**فوائد:** ......کوئی شک نہیں ہے کہ دنیوی مال و دولت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، لیکن اکثر لوگوں کو اس نعمت نے دھوکہ دیا ہے، لیکن سرمایہ دار اس حقیقت کا اعتراف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ملاحظہ ہوں احادیث نمبر (۹۲۶۳، ۹۲۷۵)۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّـرْهِيْبِ مِنَ الْحِـرْصِ عَلَى الْمَالِ
## مال کی حرص کرنے سے ڈرانے کا بیان

(٩٨١١)۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ ، قَـالَ: جَـاءَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ يَسْـاَلُهُ ، فَجَعَلَ يَـنْـظُرُ اِلٰى رَاْسِهِ مَرَّةً وَاِلٰى رِجْلَيْهِ اُخْرٰى ، هَلْ يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ الْبُؤْسِ شَيْئًا ، ثُمَّ قَالَ لَهُ عُـمَـرُ:كَمْ مَالُكَ؟ قَالَ: اَرْبَعُوْنَ مِنَ الْاِبِلِ، قَـالَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ فَـقُـلْـتُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُـوْلُـهُ ، لَـوْكَـانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغَى الثَّالِثَ ، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّـرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ ، فَـقَـالَ عُـمَـرُ: مَاهٰذَا؟ فَقُلْتُ: هٰكَذَا اَقْرَاَنِيْهَا اُبَـيُّ بْنُ كَعْبٍ ، قَالَ: فَمُرْ بِنَا اِلَيْهِ قَالَ: فَجَاءَ اِلٰـى اُبَـيٍّ ، فَـقَـالَ: مَـايَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ اُبَيٌّ: هٰكَذَا اَقْرَاَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَفَاُثْبِتُهَا؟

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی سوال کرنے کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ کبھی اس کے سر کی طرف دیکھتے اور کبھی پاؤں کی طرف، آپ اس پر غربت کی کوئی علامت دیکھنا چاہتے تھے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا: تیرے پاس کتنا مال ہے؟ اس نے کہا: جی چالیس اونٹ ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا کہ ’’اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری تلاش کرے گا اور مٹی ہی ہے، جو ابن آدم کے پیٹ کو بھر دیتی ہے، البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔‘‘ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تم کیا بیان کر رہے ہو؟ میں نے کہا: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے ایسے ہی پڑھایا ہے، انھوں نے کہا: اس کو ہمارے پاس آنے کا حکم دو، پس سیدنا ابی رضی اللہ عنہ آ گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

(٩٨١١) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ٢١١١١)

قَالَ: فَأَثْبِتْهَا۔ (مسند احمد: ٢١٤٢٨)

تمہارے حوالے سے یہ کیا کہتے ہیں؟ سیدنا ابی نے کہا: جی رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسے ہی پڑھایا تھا، انھوں نے کہا: تو کیا میں ان الفاظ کو ثابت کر دوں؟ انھوں نے کہا: جی کر دو۔

(٩٨١٢)۔ حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ، يَقُولُ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مَالًا، لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلَهُ، وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَاللّٰهُ يَتُوبُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَلَا أَدْرِي أَمِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لَا؟ (مسند احمد: ٣٥٠١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم کے پاس مال کی ایک وادی ہو تو وہ پسند کرے گا کہ اس کو اس طرح کی ایک اور وادی مل جائے اور مٹی ہی ہے جو ابن آدم کے نفس کو بھر سکتی ہے، البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ آیا یہ قرآن مجید کا حصہ ہے یا نہیں۔

(٩٨١٣)۔ عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ ؓ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ شَيْئًا إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ، تَمَثَّلَ ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ، لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ فَمَهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَمَا جَعَلْنَا الْمَالَ إِلَّا لِإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَيَتُوبُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٨٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو یہ بات بیان فرماتے: ''اگر آدم کے بیٹے کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری تلاش کرے گا، مٹی ہی ہے، جو اس کے منہ کو بھر سکتی ہے، اور ہم نے مال تو اس لیے بنایا ہے کہ نماز قائم کی جائے اور زکوۃ ادا کی جائے اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے کی توبہ کرتا ہے۔''

(٩٨١٤)۔ عَنْ أَنَسٍ ؓ، قَالَ: كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فَلَا أَدْرِي أَشَيْءٌ نَزَلَ عَلَيْهِ أَمْ شَيْءٌ يَقُولُهُ؟ وَهُوَ يَقُولُ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کو کچھ فرماتے ہوئے سنتا تھا، لیکن میں یہ نہیں جانتا تھا کہ آیا یہ چیز آپ ﷺ پر نازل ہوئی ہے یا آپ ﷺ

(٩٨١٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤٣٦، ٦٤٣٧، ومسلم: ١٠٤٩ (انظر: ٣٥٠١)

(٩٨١٣) تخريج: ضعيف الا قوله ﷺ: "لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ، لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ فَمَهُ إِلَّا التُّرَابُ" فانه صحيح بالشواهد، مجالد ضعيف، أخرجه البيهقي بى "شعب الايمان": ١٠٢٨٠، والبزار في "مسنده": ٣٦٤٠ (انظر: ٢٤٢٧٦)

(٩٨١٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٠٤٨ (انظر: ١٢٢٢٨)

((لَوْكَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ، لَابْتَغَى لَهُمَا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔)) (مسند احمد: ۱۲۲۵۳)

اپنی طرف کہہ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا، اور مٹی ہی ہے جو ابن آدم کا پیٹ بھر سکتی ہے، البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والی کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

(۹۸۱۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ نَخْلٍ تَمَنّٰى مِثْلَهُ، ثُمَّ تَمَنّٰى مِثْلَهُ حَتّٰى يَتَمَنّٰى أَوْدِيَةً، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ۔)) (مسند احمد: ۱۴۷۲۰)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم کے پاس کھجور کے درختوں کی ایک وادی ہو تو وہ اس طرح کی ایک اور وادی کی تمنا کرے گا، پھر ایک اور وادی کی خواہش کرنے لگے گا، یہاں تک کہ اس میں کئی وادیوں کی خواہش پیدا ہو جائے گی، بس مٹی ہی ہے، جو ابن آدم کا پیٹ بھر سکتی ہے۔''

(۹۸۱۶)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَقَدْ كُنَّا نَقْرَأُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِمَا آخَرَ، وَلَا يَمْلَأُ بَطْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔)) (مسند احمد: ۱۹۴۹۵)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اس چیز کی بھی تلاوت کرتے تھے: ''اگر ابن آدم کے پاس سونے اور چاندی کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی تلاش شروع کر دے گا، بس مٹی ہی ہے جو ابن آدم کا پیٹ بھر سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

**فوائد:**...... انسان ہمیشہ مزید کی تلاش میں رہتا ہے اور قناعت نہیں کرتا، اگر دنیوی وسیع رزق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خوف اور پرہیزگاری ملی ہوئی ہو اور مال و دولت کے شرعی تقاضوں کو پورا کیا جا رہا ہو تو پھر غنٰی میں کوئی حرج نہیں ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۹۳۳۱)۔

(۹۸۱۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلشَّيْخُ يَكْبَرُ، وَيَضْعَفُ جِسْمُهُ، وَقَلْبُهُ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَيْنِ، طُوْلِ الْعُمُرِ وَالْمَالِ۔)) (مسند احمد: ۸۴۰۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بزرگ عمر رسیدہ ہو رہا ہوتا ہے اور اس کا جسم کمزور ہو رہا ہوتا ہے، لیکن ابھی تک اس کا دل دو چیزوں کی محبت کے سلسلے میں جوان ہوتا ہے، لمبی عمر اور مال۔''

---

(۹۸۱۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البزار: ۳۶۳۶، وابویعلی: ۱۸۹۹، وابن حبان: ۳۲۳۲(انظر: ۱۴۶۶۵)

(۹۸۱۶) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۵۰۳۲(انظر: ۱۹۲۸۰)

(۹۸۱۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه بنحوه ومختصرا منه البخاری: ۶۴۲۰، ومسلم: ۱۰۴۶ (انظر: ۸۴۲۲)

(۹۸۱۸)۔ عَنْ اَنَسٍ ؓ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((یَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَبْقٰی مِنْهُ اثْنَتَانِ، اَلْحِرْصُ، وَالْاَمَلُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۱۶۶)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم ادھیڑ عمری میں پہنچ جاتا ہے اور ابھی تک اس کی دو چیزیں باقی ہوتی ہیں، حرص اور امید۔''

**فوائد:** ...... ادھیڑ عمری میں بھی یہ شعور نہیں آتا کہ دنیائے فانی سے روانگی کا وقت بالکل قریب آ چکا ہے، لہٰذا ذکر واذکار اور استغفار میں مشغول ہو جانا چاہیے، بس دنیا کی طرف سے ملنے والا پروٹوکول اتنا لذیذ ہوتا ہے کہ بڑھاپے میں بھی اس کا چسکا نہیں بھول پاتا۔

(۹۸۱۹)۔ عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَاذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ اَفْسَدَلَهَا، مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَی الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِیْنِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۷۶)

سیدنا کعب بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر دو بھیڑیے بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ ان کا اتنا نقصان نہیں کرتے، جتنا بندے کے مال اور شرف پر حریص ہونے سے اس کے دین کا نقصان ہو جاتا ہے۔''

**فوائد:** ...... مال اور شرف کی حرص بندے کے دین میں فساد برپا کر دیتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ جائز طریقے سے دنیوی مال و دولت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اپنے اندر اتنی عاجزی و انکساری پیدا کر لے کہ وہ اس چیز کا طلبگار نہ رہے کہ لوگ اس کی تعظیم کریں۔

(۹۸۲۰)۔ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ اَصْرَمَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِیًّا ؓ، یَقُوْلُ: مَاتَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، فَقِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَرَكَ دِیْنَارًا اَوْ دِرْهَمًا، فَقَالَ: ((كَیَّتَانِ، صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۱۵۵)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی گئی کہ اے اللہ کے رسول! وہ تو ایک دینار یا ایک درہم چھوڑ کر فوت ہوا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ کے دو داغ ہیں، تم خود اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔''

**فوائد:** ...... جہاں میراث کے قوانین مقرر ہیں، وہاں قریب الموت آدمی کے لیے یہ حد بندی بھی کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے مال کے ایک تہائی حصہ سے زیادہ وصیت نہیں کر سکتا ہے، اگر وہ اس مقدار سے زیادہ وصیت کرتا ہے تو اسے ردّ کر دیا جائے گا اور مال اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا، نیز شریعت کی روشنی میں کسی کو یہ حق بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی وارث کے حق میں وصیت کرے۔

تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوا؟ جواباً شیخ البانی ؒ رقمطراز ہیں: آپ ﷺ نے جس آدمی کے بارے میں

---

(۹۸۱۸) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤٢١، ومسلم: ١٠٤٧ (انظر: ١٢١٤٢)

(۹۸۱۹) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الترمذی: ٢٣٧٦ (انظر: ١٥٧٨٤)

(۹۸۲۰) تخریج: حدیث حسن لغیره (انظر: ١١٥٥)

دو تین دیناروں کی وجہ سے اتنی سخت وعید بیان فرمائی ہے، معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اس وعید کا بیچ میں کوئی اور سبب ہوگا، اس کا اظہار صرف دیناروں کی بنا پر نہیں کیا گیا، کیونکہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ میت مال کی اتنی مقدار چھوڑ جانے کی وجہ سے آگ کا حقدار نہیں ٹھہرتا ہے۔ آپ خود غور کریں کہ ایک طرف تو آپ ﷺ نے ترکہ چھوڑ جانے کی رغبت دلاتے ہوئے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''اگر تو (اپنے ترکہ کے ذریعے) اپنے وارثوں کو غنی کر دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو اس حال میں چھوڑ جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال پھیلاتے پھریں۔'' (بخاری، مسلم)

اسی طرح جب نجدی نے زکوۃ کا مسئلہ سنا تو آپ ﷺ سے سوال کیا: کیا زکوۃ کے علاوہ بھی میرے مال میں کوئی حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، ہاں اگر تم نفلی طور پر صدقہ کرنا چاہو (تو کر سکتے ہو)۔'' (بخاری، مسلم) اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ مالدار زکوۃ کی ادائیگی کے بعد مال اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور اسی حالت میں اس کو موت بھی آسکتی ہے۔

اس قسم کی بہت ساری احادیث ہیں جو زندگی میں مال و دولت جمع کرنے اور صاحبِ مال کے فوت ہونے کے بعد اس کو اس کے وارثوں میں تقسیم کر دینے پر دلالت کرتی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب یہ قائم کیا ہے: ''بَابُ مَـنْ اَدَّیٰ زَکَاتَہٗ فَلَیْسَ بِکَنْزٍ؛ لِقَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ: ((لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ صَدَقَۃٌ ......)) ...... زکوۃ کی ادائیگی کے بعد مال وہ خزانہ نہیں رہتا (جس کی مذمت کی گئی ہے) کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ وسق سے کم غلہ پر زکوۃ لاگو نہیں ہوتی......''

اس بحث کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ اِس آدمی نے مال سے متعلقہ حقوق کی ادائیگی صحیح طور پر نہ کی ہو، مثلا اہل و عیال پر خرچ کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا، ننگے کو لباس پہنانا، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ آدمی مال کے باوجود فقر و فاقے کا اظہار کرتا ہو، جیسا کہ علقمہ مزنی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں: اہل صفہ، مسجد میں رات گزارتے تھے، ان میں سے ایک آدمی فوت ہوگیا، جب اس کا ازار کھولا گیا تو اس میں سے دو دینار نکلے، جن کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو داغ ہیں۔'' (مصنف عبد الرزاق: ١/ ٤٢١/ ١٦٤٩)

اور اس احتمال کا بھی امکان ہے کہ یہ شخص اپنے مال کو بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (صحیحہ: ٣٤٨٣)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ مال سے متعلقہ تمام حقوق ادا کرے اور حلال ذرائع سے مال جمع کرے، وگرنہ وہ اس وعید کا مستحق قرار پائے گا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث میں بیان کی گئی وعید کا مطلب یہ ہو کہ ہمیں صدقہ و خیرات کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ایک دینار میں ساڑھے چار ماشے سونا ہوتا ہے۔

(۹۸۲۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِيْ، فَقَالَ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ! كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى۔)) (مسند احمد: ٤٧٦٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کے ایک حصے کو پکڑا اور فرمایا: ''اے عبداللہ! دنیا میں ایسے ہو جا، جیسے تو اجنبی یا مسافر ہے اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر۔''

**فوائد**: ......ذہن نشین رہے کہ یہ مثال اس دور میں پیش کی گئی جب سفر کرنے کا سب سے بڑا سبب اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے تھے، یہ سواریاں دستیاب نہ ہونے کی صورت میں مہینوں کی مسافتیں پیدل طے کرنا پڑتی تھیں۔ بحری سفر کرنے والے کشتیاں یا پانی میں نہ ڈوبنے والی کوئی چیز استعمال کیا کرتے تھے۔ دور دور کے سفروں میں سرائے اور ہوٹلوں کی سہولتیں دستیاب نہ تھیں یا بہت کم تھیں۔ مسافروں کو بعض سفروں میں پینے کا پانی بھی اپنے ہمراہ اٹھانا پڑتا تھا۔ پڑاؤ کے دوران چٹانوں، ریت اور مٹی پر سونا پڑتا تھا۔ پگڈنڈیوں، صحراؤں اور کچی سڑکوں پر مشتمل راستے ہوتے تھے، بلکہ بسا اوقات مسافروں کو راستہ بھی خود ایجاد کرنا پڑتا تھا۔ یہ اندازِ سفر اور طرزِ حیات عہدِ قدیم سے اس سائنسی دور، جس کی ابتدا تقریباً دو صدیاں پہلے ہوئی، تک جاری رہا۔ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مستقبل میں جس دور کی پیشین گوئی کی گئی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ بالآخر یہ جدید دور ختم ہو جائے اور از سرِ نو پرانے والا دیسی زمانہ شروع ہو جائے گا۔

ممکن ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں ہوائی جہازوں اور بجلی کا پٹروں اور عمدہ لائنوں اور شاہراہوں پر ریل گاڑیوں، بسوں اور موٹر کاروں کے ذریعے سفر کرنے والے اور دورانِ سفر جگہ جگہ پر عمدہ ریسٹورینٹ، سرائے اور ہوٹلیں پانے والے اس مثال کی دقت اور مقصود کو نہ سمجھ پائیں۔ اگرچہ آج بھی مسافر تھوڑا سا ساز و سامان اور معمولی نقدی کے ہمراہ سفر کرنے کا قائل ہے، ہر کوئی اپنے شہر تک پہنچنے کے لیے جلدی کرتا ہے، ایک سیٹ پر بیٹھنے والے مسافر ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہوتے، ہر مسافر دوسرے ہر فرد سے خوف اور وحشت محسوس کرتا ہے، ہر کسی کو ڈاکوؤں، چوروں اور حادثات کا خطرہ ستائے رکھتا ہے اور انہی وجوہات کی بنا پر دورانِ سفر اچھے اور صاف ستھرے لباس، وضع قطع اور میک اپ وغیرہ کرنے پر وہ توجہ نہیں دی جاتی، جس کا اہتمام حضر میں کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض خواتین و حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سفر کے دوران حال و بے حال اور اپنے آپ سے تنگ ہوتے ہیں، لیکن جونہی ان کی منزل قریب آ رہی ہوتی ہے، وہ اپنے لباس اور جسم کو سنوارنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس حدیثِ مبارکہ میں یہی نقطہ سمجھایا گیا کہ کسی مسافر کا دل سفر میں، وہ جیسا بھی ہو، نہیں لگتا، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی پوری زندگی کو ایک دنیا کا ایک سفر سمجھیں اور اس سفر میں دل نہ لگائیں اور اس کو قرآن و حدیث کی ہدایات کے مطابق عبور کر کے اپنے اصلی وطن جنت تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

---

(۹۸۲۱) تخريج: صحيح لغيره ، أخرجه الترمذي: ٢٣٣٣ ، وابن ماجه: ٤١١٤ ، وقوله "كن في الدنيا كأنك غيريب او عابر سبيل" أخرجه البخاري: ٦٤١٦ (انظر: ٤٧٦٤)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: "اَوْ" بمعنی "بَلْ" ہے، یعنی: "دنیا میں اس طرح ہو جاؤ کہ گویا کہ تم اجنبی ہو، بلکہ مسافر ہو۔" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عابد و زاہد کو پہلے اس اجنبی اور پردیسی سے تشبیہ دی، جس کی کوئی جائے پناہ اور گھر نہیں ہوتا، پھر بات کو آگے بڑھایا اور مسافر سے تشبیہ دی، کیونکہ بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ اجنبی آدمی کو پردیس میں رہائش کے لیے کوئی نہ کوئی گھر مل ہی جاتا ہے، لیکن جس مسافر نے دور دراز علاقوں کا سفر طے کرنا ہو، جبکہ اس کے راستے میں ہلاکت گاہ وادیاں، بے آب و گیاہ مہلک صحرا اور ڈاکو اور چور بھی ہوں، تو اس کی صورتحال یہ ہوگی کہ وہ دورانِ سفر کہیں بھی لمحہ بھر کے لیے قیام نہیں کرے گا، اسی لیے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا کرتے تھے: اگر شام ہو جائے تو صبح کی انتظار نہ کیا کر اور اگر صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کیا کر اور بیماری کے لیے اپنی صحت میں سے اور موت کے لیے اپنی زندگی میں سے کچھ لے لے۔ نیز وہ یہ بھی کہا کرتے تھے: اپنے آپ کو قبرستان والے مردوں میں شمار کر۔

معنی یہ ہوا: اے مسافر! چلتا رہ اور سست نہ پڑ، اگر تو نے سستی کی تو راستے میں ہی رہ جائے گا، مہلک وادیوں میں ہلاک ہو جائے گا (اور اپنی منزل مقصود تک نہ پہنچ پائے گا)۔

ابن بطال نے کہا: اجنبی اور پردیسی آدمی دوسرے لوگوں سے بے تکلفی اختیار نہیں کرتا، بلکہ وہ ان سے وحشت زدہ ہوتا ہے، وہ اپنے آپ کو کم تر اور خوفزدہ محسوس کرتا ہے۔ مشکل ہی ہے کہ دورانِ سفر اسے کوئی ایسا آدمی مل جائے، جس سے وہ مانوس ہو جائے۔ یہی معاملہ مسافر کا ہے کہ وہ اپنی قوت و طاقت کے مطابق سفر پر روانہ ہوتا ہے، اپنے ساتھ کم سے کم وزن والا سامان لے کر جاتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس اتنا زادِ راہ اور سواری ہونی چاہیے کہ وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے۔ (یہی معاملہ مومن کا ہے کہ وہ دنیا میں زیادہ بے تکلفی اختیار نہ کرے، اس سے زیادہ مانوس نہ ہو، اس کے پاس اتنا زادِ راہ اور سامانِ دنیا ہونا چاہیے کہ کسی کے سامنے دستِ سوال پھیلائے بغیر دنیا کے ایام بیت جائیں)۔

اس مثال سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنی چاہیے اور گزر بھر، ضرورت بھر اور بقدر کفاف چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جس طرح مسافر کو صرف اتنے ساز و سامان اور زادِ راہ کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس سے اس کا سفر طے ہو جائے اور وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے، اسی طرح مومن کو اتنے دنیوی ساز و سامان کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اس کی دنیا کا سفر طے ہو جائے۔

دوسرے شارحین نے کہا: یہ حدیث دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے، اس کو حقیر سمجھنے اور اس میں ضرورت بھر اسبابِ زندگی پر قناعت کرنے کی بنیاد ہے۔ امام نووی نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ دنیا کی طرف جھکاؤ اختیار نہ کرو، اس کو اپنا (مستقل) وطن نہ سمجھو، اس میں اپنی بقا کے بارے میں مت سوچو اور اس سے اتنا تعلق رکھو، جتنا کہ کسی دوسرے وطن میں پردیسی آدمی کا ہوتا ہے۔

بعض نے کہا: مسافر اپنے وطن تک پہنچنے کے لیے راستے پر چل رہا ہوتا ہے۔ دنیا میں بندہ بھی اس آدمی کی طرح ہے، جس کو اس کے آقا نے کسی حاجت کے لیے دوسرے وطن میں بھیجا ہو، اس کی صورتحال یہ ہوتی ہے کہ وہ حاجت پوری کر

کے اپنے وطن کی طرف لوٹنے میں جلدی کرتا ہے اور کسی دوسری غیر متعلقہ چیز میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا، (یہی معاملہ مومن کا ہے کہ اس کے آقا یعنی ربّ تعالیٰ نے اسے دنیا میں توشۂ آخرت کی تیاری کے لیے بھیجا، اسے چاہیے کہ اپنی زندگی کے دورانیے میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال ذخیرہ کرے اور پھر یہاں سے روانہ ہو کر اپنے آقا کے پاس پہنچ جائے)۔

کسی نے کہا: اس حدیث کا مرادی معنی یہ ہے کہ جس طرح پردیسی آدمی غیر وطن میں عارضی سکونت اختیار کرتا ہے، اپنے مقصد کی تکمیل کی کوشش میں رہتا ہے اور اس کا دل اپنے وطن کے ساتھ معلّق رہتا ہے اور واپس جانے کی سوچتا رہتا ہے۔ یہی معاملہ مومن کا ہے کہ وہ دنیا میں آخرت کی ضروریات پوری کرنے اور اپنے اصل وطن (جنت) کی طرف لوٹ جانے کی سوچ میں رہے۔ یا جس طرح مسافر کسی سرائے میں مستقل سکونت اختیار نہیں کرتا، بلکہ اپنے شہر پہنچنے کے لیے سفر جاری رکھتا ہے، اسی طرح مومن دنیا میں اپنے وطن جنت تک رسائی حاصل کرنے کے لیے اعمال صالحہ کا سفر جاری رکھتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۲۸۱) اللہ تعالیٰ شارحین احادیث نبویہ کی مساعیٔ جمیلہ قبول فرمائے اور ان پر رحمت نازل فرمائے۔ (آمین)

(۹۸۲۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛، اَنَّ اَعْرَابِيًّا غَزَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ خَيْبَرَ فَاَصَابَهُ مِنْ سَهْمِهِ دِيْنَارَانِ، فَاَخَذَهُمَا الْاَعْرَابِیُّ فَجَعَلَهُمَا فِیْ عَبَاءَ تِهِ وَخَيَّطَ عَلَيْهِمَا وَلَفَّ عَلَيْهِمَا، فَمَاتَ الْاَعْرَابِیُّ، فَوَجَدُوْا الدِّيْنَارَيْنِ، فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((كَيَّتَانِ۔)) (مسند احمد: ۸۶۶۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدّو نے غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی معیت میں جہاد کیا، جب اس کو اپنے حصے کے دو دینار ملے تو اس نے ان کو اپنی چادر میں رکھا اور سلائی کر کے لپیٹ دیا اور پھر وہ بدّو فوت ہو گیا، جب لوگوں کو اس کے دینار ملے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ کے دو داغ ہیں۔''

(۹۸۲۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷛، قَالَ: لَحِقَ بِالنَّبِیِّ ﷺ عَبْدٌ اَسْوَدُ فَمَاتَ فَاُوْذِنَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: ((اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟)) فَقَالُوْا: تَرَكَ دِيْنَارَيْنِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((كَيَّتَانِ۔)) (مسند احمد: ۳۸۴۳)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام غلام، نبی کریم ﷺ سے ملا اور پھر فوت ہو گیا، جب آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو، کیا وہ کوئی چیز چھوڑ کر فوت ہوا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی اس نے دو دینار چھوڑے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ کے دو داغ ہیں۔''

**فوائد:**...... ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۸۲۰)

(۹۸۲۲) تخريج: اسناده ضعيف، والاحاديث فی هذا المعنى ثابتة، منها الحديث الآتی (انظر: ۸۶۷۸)
(۹۸۲۳) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ابی شيبة: ۳/ ۳۷۲، وابويعلى: ۴۹۹۷ (انظر: ۳۸۴۳)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَجَلِ وَالْأَمَلِ

### موت اور امید کا بیان

(٩٨٢٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ خَطَّ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا وَسْطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ، وَخُطُوْطًا اِلٰى جَنْبِ الْخَطِّ الَّذِيْ وَسْطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ، وَخَطٌّ خَارِجٌ مِنَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ، قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((هٰذَا الْاِنْسَانُ، الْخَطُّ الْاَوْسَطُ، وَهٰذِهِ الْخُطُوْطُ الَّتِيْ جَنْبَهُ الْاَعْرَاضُ تَنْهَشُهُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، اِنْ اَخْطَاَ هٰذَا، اَصَابَهُ هٰذَا، وَالْخَطُّ الْمُرَبَّعُ، الْاَجَلُ الْمُحِيْطُ بِهِ، وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْاَمَلُ۔)) (مسند احمد: ٣٦٥٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ لکیریں لگا کر ایک مربع شکل بنائی، اس شکل کے درمیان میں ایک خط لگایا اور پھر اس کے ساتھ اور شکل کے اندر ہی کئی لکیریں لگائی اور ایک لکیر اس مربع کے باہر لگائی اور پھر فرمایا: ''کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''درمیان میں لگی ہوئی یہ لکیر انسان ہے، اس کے ساتھ لگی ہوئی یہ لکیریں بیماریاں ہیں، جو اس کو ہر مقام پر نوچنے کی کوشش کرتی ہیں، اگر ایک اپنے نشانے سے گھس جاتی ہے تو دوسری لگ جاتی ہے، یہ مربع شکل میں لگے ہوئے خطوط انسان کی موت ہے، جو اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس شکل سے باہر لگی ہوئی لکیر انسان کی امید ہے۔''

**فوائد:** ......آدمی کو قناعت پسند ہونا چاہیے، محنت مزدوری کے بعد جو مل جائے اس پر صابر اور شاکر رہے اور بیشک مزید کی کوشش کرے، دنیوی تعلیم حاصل کرے، اچھی نوکری کے لیے تگ و دو کرے، لیکن دینی تعلیمات اور اسلامی حدود کا پابند بن کر۔ ایسی حرص اور لالچ غالب نہ آ جائے کہ بس دنیا کی بہتری ہی کی فکر کا ہو کر رہ جائے۔

دو تین مثالوں پر غور کریں: آج کل بچوں کی دنیوی تعلیم پر انتہائی توجہ دی جا رہی ہے اور اس سے متعلقہ تمام تقاضے پورے کیے جا رہے ہیں، لیکن دین کے معاملے میں انتہائی غفلت برتی جا رہی ہے اور اس کا ایک تقاضا بھی پورا نہیں کیا جا رہا، مسلمان بچے کا والدین پر عائد ہونے والا سب سے بڑا فرض نماز کی تعلیم دینا ہے، لیکن افسوس کہ تمام والدین نہ صرف اس فرض کی ادائیگی سے غافل ہیں، بلکہ سرے سے ان کو کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کاروبار میں عملی طور پر اضافہ کرتے ہیں، کوٹھیاں بنا رہے ہیں، گاڑیاں خرید رہے ہیں، لیکن جب ان سے حج اور عمرے جیسی ذمہ داری کی بات کی جاتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں جی ہم پر بڑی ذمہ داریاں ہیں، بچوں کی شادیاں کرنی ہیں، فلاں بھتیجا، فلاں بھانجی کا خرچ بھی ہمارے ذمے ہے۔ ایسے والدین اور کاروباری، یہ سب شریعت کے چور ہیں۔

مسلمان کو چاہیے کہ وہ دین اور دنیا دونوں کے بارے میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرے، وہ کمائی کرے، لیکن

---

(٩٨٢٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤١٧ (انظر: ٣٦٥٢)

آمدنی کے تقاضوں کو بھی ذہن نشین رکھے، اپنی اولاد کے لیے دنیوی تعلیم کی کوشش کرے، لیکن اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اولاد کے بارے میں دین کی فکر نہ کی جائے۔

(۹۸۲۵)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ غَرَزَ بَیْنَ یَدَیْهِ غَرْزًا ، ثُمَّ غَرَزَ اِلٰی جَنْبِهٖ آخَرَ ، ثُمَّ غَرَزَ الثَّالِثَ فَاَبْعَدَهُ ، ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاهٰذَا؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ، قَالَ: ((هٰذَا الْاِنْسَانُ ، وَهٰذَا اَجَلُهُ ، وَهٰذَا اَمَلُهُ ، يَتَعَاطَى الْاَمَلَ ، يَخْتَلِجُهُ الْاَجَلُ دَوْنَ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۴۹)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے سامنے ایک چیز گاڑھی، پھر اس کے پہلو میں ایک دوسری چیز گاڑھ دی اور اس سے ذرا دور کر کے تیسری چیز گاڑھ دی اور فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ انسان ہے، اس کے ساتھ گڑھی ہوئی یہ چیز اس کی موت ہے اور وہ دور گڑھی ہوئی اس کی امید ہے، ابھی تک وہ اپنی امید کے درپے ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ہی موت اس کو اچک لیتی ہے۔''

(۹۸۲۶)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ اَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا عَلَى الْاَرْضِ فَقَالَ: ((هٰذَا ابْنُ آدَمَ۔)) ثُمَّ رَفَعَهَا خَلْفَ ذٰلِكَ قَلِيْلًا ، وَقَالَ: ((هٰذَا اَجَلُهُ۔)) ثُمَّ رَمٰى بِيَدِهٖ اَمَامَهُ قَالَ: ((وَثَمَّ اَمَلُهُ)) (مسند احمد: ۱۲۲۶۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں جمع کیں اور ان کو زمین پر رکھا اور فرمایا: ''یہ ابن آدم ہے۔'' پھر اپنی انگلیوں کو تھوڑا سا اٹھایا اور فرمایا: ''یہ اس کی موت ہے۔'' اور پھر اپنے ہاتھ کو اپنے سامنے پھینک کر فرمایا: ''اور یہاں اس کی امیدیں ہیں۔''

(۹۸۲۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَامِلَهُ فَنَكَتَهُنَّ فِي الْاَرْضِ فَقَالَ: ((هٰذَا ابْنُ آدَمَ۔)) وَقَالَ: بِيَدِهٖ خَلْفَ ذٰلِكَ وَقَالَ: ((هٰذَا اَجَلُهُ۔)) قَالَ: وَ اَوْمَا بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: ((وَثَمَّ اَمَلُهُ۔)) ثَلَاثَ مِرَارٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۱۴)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے اپنے پوروں کو جمع کیا اور ان سے زمین میں کریدا اور فرمایا: ''یہ ابن آدم ہے۔'' پھر اس سے ذرا پیچھے ہاتھ رکھا اور فرمایا: ''یہ اس کی موت ہے۔'' پھر اپنے سامنے اشارہ کیا اور فرمایا: ''اور وہاں تک اس کی امیدیں ہیں۔'' تین دفعہ آپ ﷺ نے ایسے کیا۔

(۹۸۲۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ ثَلَاثَ حَصَيَاتٍ

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے تین کنکریاں لیں، ان میں ایک کو نیچے رکھا، دوسری کو اپنے سامنے رکھا اور تیسری کو

(۹۸۲۵) تخريج: اسناده جيّد (انظر: ۱۱۱۳۲)
(۹۸۲۶) تخريج: أخرجه البخاري: ۶۴۱۸ (انظر: ۱۲۲۳۸)
(۹۸۲۷) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول
(۹۸۲۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

فَوَضَعَ وَاحِدَةً، ثُمَّ وَضَعَ أُخْرٰى بَيْنَ يَدَيْهِ وَرَمٰى بِالثَّالِثَةِ، فَقَالَ: ((هٰذَا ابْنُ آدَمَ وَهٰذَا أَجَلُهُ، وَذٰلِكَ أَمَلُهُ الَّتِيْ رَمٰى بِهَا۔)) (مسند احمد: ۱۳۸۳۱)

پھینک دیا اور پھر فرمایا: ''یہ ابن آدم ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ اس کی موت پڑی ہوئی ہے اور جس کنکری کو پھینک دیا گیا ہے، وہ اس کی امیدیں ہیں۔''

**فوائد:** ......خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آدمی جس وقت سے گزر رہا ہے، اس کے جائز تقاضوں کے مطابق کوشش کرے اور محنت جاری رکھے اور اسلامی تعلیمات کے تقاضے متاثر نہ ہونے دے، وگرنہ برکت اٹھ جائے گی۔

ذہن نشین کر لیں کہ مسلمان کا اصل سرمایہ دین ہے، مال و دولت اور حکومت و مملکت تو کافروں کو بھی مل جاتے ہیں، ہاں ہاں مسلم مملکت بلکہ خلافت کا قیام ضروری ہے، فوج، پولیس، سائنسدان، انجینیئر، ڈاکٹر، فیکٹریاں، صنعتیں، تعلیمی ادارے، وغیرہ وغیرہ......عصر حاضر کے مطابق ان سب چیزوں کا اہتمام ضروری ہے، لیکن یہ سب امور وقت کی ضرورت کے مطابق ہیں، اصل سرمایہ دین ہے، باقی سب فروعات ہیں، مجبوری میں فروعات کے بغیر گزارہ ممکن ہے، اصل کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا ہے، وگرنہ دائمی زندگی کا خسارہ لازم آئے گا۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ اَعْمَارِ الْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ

## محمد ﷺ کی امت کی عمروں کا بیان

(۹۸۲۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ۔)) (مسند احمد: ۵۹۱۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم سے پہلے والے لوگوں کی عمروں کو دیکھا جائے تو تمہاری عمر نمازِ عصر سے غروب آفتاب تک ہے۔''

(۹۸۳۰)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَيْضًا، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَالشَّمْسُ عَلٰى قُعَيْقِعَانَ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَقَالَ: ((مَا اَعْمَارُكُمْ فِيْ اَعْمَارِ مَنْ مَضٰى، اِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ فِيْمَا مَضٰى مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ۵۹۶۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، جبکہ سورج عصر کے بعد قعیقعان پہاڑ پر تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے گزر جانے والے لوگوں کی عمروں کی بہ نسبت تمہاری عمر اتنی ہے، جتنا دن کا حصہ باقی ہے، گزر جانے والے حصے کی بہ نسبت۔''

---

(۹۸۲۹) تخريج: أخرجه البخاري مطولا: ۵۰۲۱ (انظر: ۵۹۱۱)

(۹۸۳۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

**فوائد**: ...... پہلی امتوں کے افراد طویل طویل عمریں پاتے تھے، نوح علیہ السلام کی تبلیغ کا عرصہ (۹۵۰) برس ہے۔ ان کی بہ نسبت آپ ﷺ کی امت کے لوگوں کی عمریں کم ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَعْمَارُ أُمَّتِي مَابَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى السَّبْعِيْنَ ، وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ ذٰلِكَ۔)) ......فرمایا: ''میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہیں، کم ہی لوگ ایسے ہیں جو اس حد سے تجاوز کرتے ہیں۔''

(ترمذی: ۲/۲۷۲، ابن ماجہ: ۴۲۳۶)

آپ ﷺ کی امت کے زیادہ تر افراد کی عمریں یہی رہی ہیں، نبی کریم ﷺ خود (۶۳) برس کی عمر میں دنیائے فانی سے روانہ ہو گئے تھے، بہت کم شخصیات نے ان عمروں سے تجاوز کیا ہے، مثلاً صحابۂ کرام میں سیدہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے (۱۰۰) سال، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (۱۰۳) سال، سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے (۱۲۰) سال اور سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے (۲۵۰) سال عمر پائی۔

اب بھی اس طرح کی لمبی عمر پانے والے افراد بہت کم ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی امت کو کم عمری کا یہ صلہ دیا ہے کہ ان کو ایسی عبادات عطا کر دی ہیں، جن کے ذریعے مختصر مدت میں بلند درجات حاصل کیے جا سکتے ہیں، درج ذیل دو مثالوں پر غور کریں:

(۱) سیدنا اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَّلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَدَنَا وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا أَجْرُ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔)) ...... ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور (سر کو) اچھی طرح دھویا اور مسجد میں جلدی گیا، امام کا ابتدائی خطبہ پایا اور امام کے نزدیک ہو کر خطبہ سنا اور اس دوران خاموش رہا تو اس کو ہر ہر قدم پر ایک ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب ملے گا۔'' (ترمذی: ۴۵۶)

(۲) اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر میں شبِ قدر کے قیام کو ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر قرار دیا، حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس سورت کے نزول کے بارے میں درج ذیل روایات پیش کی ہیں، ان روایات کو تحقیق کے بغیر پیش کیا گیا ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے: امام مجاہد کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جو ایک ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں ہتھیار بند رہا، مسلمانوں کو یہ سن کر بڑا تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتار دی کہ ایک شبِ قدر کی عبادت اس شخص کی ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے، ابن جریر میں ہے: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو رات کو قیام کرتا تھا صبح تک اور دن میں شام تک دشمنانِ دین سے جہاد کرتا تھا، ایک ہزار مہینے تک یہی عمل کرتا رہا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ اس امت کے کسی شخص کا صرف لیلۃ القدر کا قیام اس عابد کی ایک ہزار مہینے کی اس عبادت سے افضل ہے، ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے چار عابدوں کا ذکر کیا، جنہوں

نے اسی سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی، ایک نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی تھی: ایوب، زکریا، حزقیل بن عجوز اور یوشع بن نون علیہم السلام، اس سے صحابۂ کرام کو بڑا تعجب ہوا، اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! آپ کی امت نے اس جماعت کی اس عبادت پر تعجب کیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی افضل چیز آپ پر نازل فرمائی اور کہا کہ یہ چیز اس سے افضل ہے جس پر آپ اور آپ کی امت نے تعجب ظاہر کیا تھا، پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ بیحد خوش ہوئے، (یہ چیز شب قدر تھی)، امام مجاہد کہتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ اس رات کا نیک عمل اس کا روزہ اس کی نماز ایک ہزار مہینوں کے روزے اور نماز سے افضل ہے، جن میں لیلۃ القدر نہ ہو اور مفسرین کا بھی یہ قول ہے امام ابن جریر نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے کہ وہ ایک ہزار مہینے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو، یہی ٹھیک ہے، اس کے سوا اور کوئی قول ٹھیک نہیں۔

(۹۸۳۱)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰی عَبْدٍ اَحْیَاهُ حَتّٰی بَلَغَ سِتِّیْنَ، اَوْ سَبْعِیْنَ سَنَةً، لَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ لَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَیْهِ۔)) (مسند احمد: ۷٦۹۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کا عذر ختم کر دیا، جس کو اتنی دیر تک زندہ رکھا کہ وہ ساٹھ یا ستر سال کی عمر کو پہنچ گیا، تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کا عذر ختم کر دیا ہے، بس اللہ تعالیٰ نے اس کا عذر ختم کر دیا ہے۔''

(۹۸۳۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَمَّرَ سِتِّیْنَ اَوْ سَبْعِیْنَ سَنَةً، فَقَدْ اَعْذَرَ اِلَیْهِ فِی الْعُمُرِ۔)) (مسند احمد: ۹۲٤۰)

(دوسری سند) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ یا ستر سال تک زندہ رہا، پس اللہ تعالیٰ نے عمر کے سلسلے میں اس کا عذر ختم کر دیا۔''

**فوائد:** ...... اس حدیث میں ساٹھ ستر سال عمر پانے والے آدمی کو وعید سنائی گئی ہے کہ اسے اتنی لمبی عمر دی گئی کہ اس میں اخروی کامیابی کے اسباب جمع کیے جا سکتے تھے۔ لیکن اس حدیث سے ساٹھ سال سے کم عمر والے اپنے حق میں کسی قسم کی گنجائش کا استدلال نہیں کر سکتے۔

(۹۸۳۳)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُعَمَّرٍ یُعَمَّرُ فِی الْاِسْلَامِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً، اِلَّا صَرَفَ اللّٰهُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی کو اسلام کی چالیس سال عمر دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے تین قسم کی بیماریاں دور کر دیتا ہے، جنون، کوڑھ اور

---

(۹۸۳۱) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤١٩(انظر: ۷۷۱۳)

(۹۸۳۲) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۹۸۳۳) تخریج: اسناده ضعیف جدا، فرج بن فضالة ضعیف، محمد بن عامر لم نعرف من هو، محمد بن عبد الله ضعیف، أخرجه البزار: ۳۵۸۷، وابویعلی: ٤٢٤٦ (انظر: ٥٦٢٦)

عَنْـهُ ثَلَاثَةَ أَنْـوَاعٍ مِـنَ الْبَلَاءِ، اَلْجُنُوْنُ، وَالْـجُـذَامُ، وَالْبَـرَصُ، فَإِذَا بَلَغَ خَمْسِيْنَ سَنَةً لَيَّـنَ الـلّٰـهُ عَلَيْهِ الْحِسَابَ، فَإِذَا بَلَغَ سِتِّيْنَ رَزَقَهُ اللّٰهُ الْإِنَابَةَ إِلَيْهِ بِمَا يُحِبُّ، فَإِذَا بَـلَـغَ سَبْعِيْـنَ سَـنَةً أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَأَحَبَّهُ أَهْلُ السَّـمَـاءِ، فَـإِذَا بَـلَـغَ الثَّـمَانِيْنَ قَبِلَ اللّٰـهُ حَسَـنَـاتِـهِ، وَتَجَاوَزَ عَنْ سَيِّئَاتِهِ، فَإِذَا بَلَغَ تِسْـعِيْـنَ غَـفَـرَ الـلّٰـهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَـأَخَّرَ، وَسُمِّيَ أَسِيْرَ اللّٰهِ فِيْ أَرْضِهِ وَشُفِّعَ لِأَهْلِ بَيْتِهِ۔)) (مسند احمد: ٥٦٢٦)

پھلبہری، جب آدمی پچاس سال تک پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر حساب کو آسان کر دیتا ہے، جب اس کی عمر ساٹھ برس ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پسند کے مطابق اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق دیتا ہے، پھر جب وہ ستر سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، جب اس کی عمر اسی سال ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں قبول کر لیتا ہے اور اس کی برائیوں سے تجاوز کر دیتا ہے، پھر جب اس کی عمر نوے برس ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کا یہ نام رکھ دیا ہے کہ فلاں آدمی زمین میں اللہ تعالیٰ کا قیدی ہے اور اس کے گھر والوں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الشُّحِّ وَالْبُخْلِ
### لالچ اور بخل سے خوف دلانے کا بیان

(٩٨٣٤)۔ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْـعَـاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَـالَ: سَـمِـعْـتُ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: ((إِيَّـاكُـمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّـحَّ أَهْـلَكَ مَـنْ كَـانَ قَبْـلَكُمْ، أَمَرَهُمْ بِـالْـقَـطِيْـعَةِ فَـقَـطَـعُوْا، وَأَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَـخِـلُـوْا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا۔)) (مسند احمد: ٦٤٨٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لالچ سے بچو، بیشک اس لالچ نے تم سے پہلے والے لوگوں کو ہلاک کر دیا، اس نے ان کو قطع رحمی کا حکم دیا، پس انھوں نے قطع رحمی کی، اس نے ان کو بخیلی کا حکم دیا، پس انھوں نے بخیلی کی اور اس نے ان کو برائیوں پر اکسایا، پس انھوں نے برائیاں کیں۔''

**فوائد:** ...... کنجوسی، بخل اور حرص جیسے اوصاف انسان کے کمینہ ہونے کے لیے کافی ہیں، بخیل آدمی سنگ دل بن جاتا ہے، دوسروں کی خوشی وغمی سے مستغنی ہو جاتا ہے، اپنے روپے پیسے کو بچانے یا اس کو بڑھانے کے لیے وہ قتل و غارت گری جیسے اقدامات کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور شریعت میں گنجائشیں تلاش کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگنا شروع کر دیتا ہے۔

---

(٩٨٣٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن حبان: ٥١٧٦، والطيالسي: ٢٢٧٢، والبيهقي: ١٠/ ٢٤٣ (انظر: ٦٤٨٧)

مال کی شدید محبت کو "شُــحّ" کہتے ہیں۔ جب انسان کے دل میں دنیا اور دنیا کے مال و اسباب کی محبت حد سے تجاوز کر کے شدید ہو جائے تو ایسا انسان حرام اور حلال کے درمیان تمیز بھی نہیں کرتا اور دوسرے انسانوں کا خون بہانے سے گریز بھی نہیں کرتا۔ جیسے آج کل ہمارے معاشرے کا حال ہے اور یہ حالت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس معاشرے کی بقا کی کوئی ضمانت نہیں ہے، یہ دیر یا سویر ہلاکت سے دوچار ہو کر ہی رہے گا۔

(٩٨٣٥)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَجْتَمِعُ شُحٌّ وَاِيْمَانٌ فِیْ قَلْبِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ۔)) (مسند احمد: ٧٤٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لالچ اور ایمان، دونوں مسلمان آدمی کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔''

**فوائد:**...... معلوم ہوا کہ مومن کو ہر صورت میں بخل اور کنجوسی سے دور رہنا چاہیے۔

(٩٨٣٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، اَنَّهُ كَانَ مَعَ اَبِیْ ذَرٍّ، فَخَرَجَ عَطَاؤُهُ وَمَعَهُ جَارِيَةٌ لَهُ فَجَعَلَتْ تَقْضِیْ حَوَائِجَهُ، قَالَ: فَفَضَلَ مَعَهَا سَبْعَةٌ، قَالَ: فَاَمَرَهَا اَنْ تَشْتَرِیَ بِهَا فُلُوْسًا، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: لَوِ ادَّخَرْتَهُ لِلْحَاجَةِ تَنُوْبُكَ، اَوْ لِلضَّيْفِ يَنْزِلُ بِكَ؟ قَالَ: اِنَّ خَلِيْلِیْ عَهِدَ اِلَیَّ اَنْ اَيُّمَا ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ اُوْكِیَ عَلَيْهِ فَهُوَ جَمْرٌ عَلٰی صَاحِبِهِ حَتّٰی يُفْرِغَهُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٢١٧١٢)

عبد اللہ بن صامت سے مروی ہے کہ وہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ان کا کوئی مال نکل آیا، ان کے ساتھ ان کی ایک لونڈی بھی تھی، اس نے ان کی ضروریات پوری کرنا شروع کیں، جب اس مال سے سات بچ گئے تو انھوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ وہ ان کے عوض قدیم سکے خرید لے، میں (عبد اللہ بن صامت) نے کہا: اگر تم ان کو پیش آنے والی ضرورت یا اپنے پاس آنے والے مہمان کے لیے ذخیرہ کر لو تو بہتر ہوگا۔ انھوں نے کہا: میرے خلیل ﷺ نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ جس سونے اور چاندی کو بند کر کے رکھ دیا جائے تو وہ اس مالک کے لیے انگارے ہوں گے، یہاں تک کہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے۔

(٩٨٣٧)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بخل کرنے والے اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے کہ جن پر ان کے سینے والی جگہ سے لے

(٩٨٣٥) تخريج: صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه النسائى: ٦/ ١٤ (انظر: ٧٤٨٠)

(٩٨٣٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه البزار فى "مسنده": ٣٩٢٦، والطبرانى: ١٦٣٤ (انظر: ٢١٣٨٤)

(٩٨٣٧) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٧٤٨٣)

مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، (فَأَمَّا الْمُنْفِقُ) فَلَا يُنْفِقُ مِنْهَا إِلَّا اتَّسَعَتْ حَلْقَةٌ مَكَانَهَا، فَهُوَ يُوَسِّعُهَا عَلَيْهِ، (وَأَمَّا الْبَخِيلُ) فَإِنَّهَا لَا تَزْدَادُ عَلَيْهِ إِلَّا اسْتِحْكَامًا۔)) (مسند احمد: ۷۴۷۷)

کر ہنسلی کی ہڈی تک دو زر ہیں ہوں، پس خرچ کرنے والا جب بھی خرچ کرتا ہے تو اس کا حلقہ اپنی جگہ پر کھل جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ ساری کھلی ہو جاتی ہے اور رہا مسئلہ بخیل کا تو اس کی زرہ کی مضبوطی میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔''

**فوائد:** ...... مفہوم یہ ہے کہ جب سخی آدمی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سینے میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے ہاتھ اس کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں، لیکن جب بخیل کو خرچ کرنے کا خیال آتا ہے تو اس کا سینہ اور تنگ ہو جاتا ہے اور اس کے ہاتھ بند ہو جاتے ہیں اور وہ حیلے بہانے کر کے بزعم خود اپنا مال محفوظ کرنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔

(۹۸۳۸)۔ عَنْ جَابِرٍ ؓ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ لِفُلَانٍ فِي حَائِطِي عَذْقًا، وَأَنَّهُ قَدْ آذَانِي وَشَقَّ عَلَيَّ مَكَانُ عَذْقِهِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((بِعْنِي عَذْقَكَ الَّذِي فِي حَائِطِ فُلَانٍ۔)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَبْهُ لِي۔)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَبِعْنِيهِ بِعَذْقٍ فِي الْجَنَّةِ۔)) قَالَ: لَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا رَأَيْتُ الَّذِي هُوَ أَبْخَلُ مِنْكَ، إِلَّا الَّذِي يَبْخَلُ بِالسَّلَامِ۔)) (مسند احمد: ۱۴۵۷۱)

سیدنا جابر ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میرے باغ میں فلاں آدمی کا کھجور کا درخت ہے، پس تحقیق اس نے مجھے تکلیف دی ہے اور اس کے درخت کی جگہ میرے لیے باعثِ مشقت ثابت ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی طرف پیغام بھیجا کہ ''فلاں آدمی کے باغ میں موجود اپنا کھجور کا درخت مجھے فروخت کر دے۔'' لیکن اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر مجھے ہبہ کر دے۔'' اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر جنت کے کھجور کے درخت کے عوض مجھے بیچ دے۔'' اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا، جو تجھ سے زیادہ بخیل ہو، سوائے اس کے جو سلام کہنے میں بخل کرتا ہے۔''

**فوائد:** ...... رغبت کا تقاضا تو یہی تھا کہ نبی کریم ﷺ کی یہ پیش کش قبول کر لی جاتی، بہرحال مزاج مختلف ہوتے ہیں اور مالک کو اختیار بھی ہوتا ہے۔

(۹۸۳۹)۔ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ

سیدنا عباد بن شرحبیل ؓ، جو بنو غبر میں سے تھے، سے مروی

---

(۹۸۳۸) تخریج: حسن لغیرہ، دون قولہ: "ما رایت الذی ......... بالسلام۔" فقد تفرد بہ عبد اللہ بن محمد بن عقیل وھو ضعیف یعتبر بہ، أخرجہ الحاکم: ۲/ ۲۰(انظر: ۱۴۵۱۷)

(۹۸۳۹) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجہ ابوداود: ۲۶۲۱، وابن ماجہ: ۲۲۹۸، والنسائی: ۸/ ۲۴۰ (انظر: ۱۷۵۲۱)

عَبَّادَ بْنَ شُرَحْبِيلَ ، وَكَانَ مِنَّا مِنْ بَنِي غُبَر قَالَ: اَصَابَتْنَا سَنَةٌ ، فَاَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيْطَانِهَا ، فَاَخَذْتُ سُنْبُلًا فَفَرَكْتُهُ وَاَكَلْتُ مِنْهُ وَحَمَلْتُ فِي ثَوْبِي ، فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَضَرَبَنِي وَاَخَذَ ثَوْبِي ، فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَاعَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلًا ، وَلَا اَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ سَاغِبًا ، اَوْ جَائِعًا۔)) فَرَدَّ عَلَيَّ الثَّوْبَ ، وَاَمَرَ لِي بِنِصْفِ وَسْقٍ ، اَوْ وَسْقٍ۔ (مسند احمد: ١٧٦٦٢)

ہے، وہ کہتے ہیں: ہم قحط سالی میں مبتلا ہو گئے، میں مدینہ میں آیا اور اس کے باغوں میں سے کسی ایک باغ میں داخل ہوا، ایک سٹے کو ملا اور اس سے دانے نکالے۔ کچھ دانے کھا لیے اور کچھ کپڑے میں اٹھا لیے، اتنے میں باغ کا مالک آ گیا، اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا چھین لیا۔ میں (شکایت لے کر) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (اور ساری بات بتائی) آپ ﷺ نے (باغ کے اس مالک) سے فرمایا: ''وہ جاہل تھا تو نے اسے تعلیم نہیں دی اور وہ بھوکا تھا تو نے اسے کھلایا نہیں۔'' تو اس نے میرا کپڑا مجھے لوٹا دیا اور مجھے ایک یا نصف وسق کھانے کا بھی دیا۔

**فوائد:** ......شرعی قانون کے مطابق اس آدمی کا باغ سے دانے اٹھا کر لے جانا غلطی تھی، اس کے احکام مقرر ہیں، چونکہ یہ آدمی جاہل تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اسے معذور قرار دیا اور مالک کو معمولی سی سرزنش کر دی۔

''صاع'' ایک پیمانے کا نام ہے، جو دو کلو سو گرام کے برابر ہوتا ہے اور ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں۔

(٩٨٤٠)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ الْعَبْدُ: مَالِي وَ مَالِي ، وَ اِنَّ مَالَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ ، مَااَكَلَ فَاَفْنٰى ، اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰى ، اَوْاَعْطٰى فَاَقْنٰى ، مَاسِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٩٣٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، جبکہ اس کے مال میں سے اس کے صرف تین حصے ہیں، (۱) جو اس نے کھا کر فنا کر دیا، (۲) جو اس نے پہن کر بوسیدہ کر دیا اور (۳) جو اس نے کسی کو مال دے کر خوش کر دیا، اس کے علاوہ جو کچھ ہے، وہ اس کو لوگوں کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔''

**فوائد:** ......انسان کا حقیقی سرمایہ وہی ہے جو وہ اپنی زندگی میں خرچ کر دیتا ہے، باقی اس کے ورثاء اور لواحقین کا ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنْ اِحْتِقَارِ الذُّنُوْبِ الصَّغِيْرَةِ
## صغیرہ گناہوں کو حقیر سمجھنے سے ترہیب کا بیان

(٩٨٤١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صغیرہ گناہوں سے گریز کرو، کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ

(٩٨٤٠) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٩٣٣٩)

(٩٨٤١) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه الطيالسي: ٤٠٠ ، والطبراني في "الكبير": ١٠٥٠٠ (انظر: ٣٨١٨)

الـذُّنُـوْبِ، فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ، حَتّٰى يُهْلِكْنَهُ، وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلًا كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوْا اَرْضَ فَلَاةٍ، فَحَضَرَ صَنِيْعُ الْقَوْمِ، (اَيْ طَعَامُهُمْ) فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ، فَيَجِيْءُ بِالْعُوْدِ وَالرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْعُوْدِ، حَتّٰى جَمَعُوْا سَوَادًا، فَاَجَّجُوْا نَارًا، وَاَنْضَجُوْا مَاقَذَفُوْا فِيْهَا۔)) (مسند احمد: ۳۸۱۸)

وہ آدمی پر اس قدر جمع ہو جائیں کہ اس کو ہلاک کر دیں۔'' پھر آپ ﷺ نے ان گناہوں کی ایک مثال بیان کی کہ ان کی مثال اس قوم کی طرح ہے جو کسی صحراء میں اترے اور جب ان کے کھانے کا وقت ہوا تو ایک آدمی گیا اور ایک لکڑی لے آیا، دوسرا ایک لکڑی لے آیا، یہاں تک کہ گزارے کے لائق لکڑیاں جمع ہو گئیں، پھر انھوں نے آگ جلائی اور وہ کچھ پکا لیا، جو انھوں نے پکانا تھا۔''

**فوائد:** ......آپ ﷺ نے مثال کے ذریعے اپنا مقصود واضح کر دیا ہے کہ پوری زندگی کے معمولی معمولی گناہ جمع ہو کر انسان کی ہلاکت کا سبب بن سکتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ مومن و مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معصیت سے گریز کرے، قطع نظر اس سے کہ وہ صغیرہ گناہ ہو یا کبیرہ۔

(۹۸٤۲)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ، كَقَوْمٍ نَزَلُوْا فِيْ بَطْنِ وَادٍ فَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ وَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ حَتّٰى اَنْضَجُوْا خُبْزَتَهُمْ، وَاِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتٰى يَاْخُذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۱۹٤)

سیدنا سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صغیرہ گناہوں سے گریز کرو۔ (اور ان کو حقیر مت سمجھو، غور فرماؤ کہ) کچھ لوگ ایک وادی میں پڑاؤ ڈالتے ہیں، ایک آدمی ایک لکڑی لاتا ہے اور دوسرا ایک لاتا ہے...... (ایک ایک کر کے اتنی لکڑیاں جمع ہو جاتی ہیں کہ) وہ آگ جلا کر روٹیاں وغیرہ پکا لیتے ہیں۔ اسی طرح اگر صغیرہ گناہوں کی بنا پر مؤاخذہ ہوا تو وہ بھی ہلاک کر سکتے ہیں۔''

(۹۸٤۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ، فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ طَالِبًا۔)) (مسند احمد: ۲٤۹۱۹)

سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے سے بچتے رہنا، کیونکہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوال کرنے والا (فرشتہ) ہوگا۔''

**فوائد:** ......مومنانہ تہذیب یہ ہے کہ کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا جائے اور کسی برائی کو معمولی تصور کر کے اس کا ارتکاب نہ کیا جائے، کیونکہ پوری زندگی کی معمولی معمولی غفلتیں اور سستیاں انسان کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہیں۔

(۹۸٤۲) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٥٨٧٢، وفي "الاوسط": ٧٣١٩، و"الصغير": ٩٠٤ (انظر: ٢٢٨٠٨)

(۹۸٤۳) تخريج: اسناده قوي، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٤٣ (انظر: )

(۹۸۴٤)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالاً هِیَ اَدَقُّ فِیْ عَیْنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْمُوْبِقَاتِ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۰۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بلاشبہ تم ایسے اعمال بھی سرانجام دے رہے ہو جو تمہارے نزدیک بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (یعنی تم ان کو نہایت معمولی سمجھتے ہو) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ہم ان کو ہلاک کر دینے والے امور میں شمار کرتے تھے۔

**فوائد:** ......موجودہ دور میں لوگوں کی تربیت میں آڑے آنے والی سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ ان کو نیکی اور برائی کی صورتوں کا علم ہی نہیں تا کہ وہ نیکیاں کر سکیں اور برائیوں سے بچ سکیں۔ مثلا بے پردگی، تنگ لباس، موسیقی، تہمت بازی، دو رُخا پن، چغلی و غیبت، مکروفریب، جھوٹ، تمباکو نوشی، شیو کرنا، مردوں کا شلوار اور تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، داڑھی تراشنا، خط کروانا، چہرے سے بال اکھاڑنا، لمبی لمبی مونچھیں رکھنا، ہمسائیوں کو تنگ کرنا، اپنے آپ کو نیک و برتر سمجھنا اور دوسروں کو گھٹیا و کم تر سمجھنا، بے صبری، قطع رحمی، ناراضگی، حد سے زیادہ گپ شپ، حلال و حرام کی تمیز نہ کرنا، تلاوت سے دوری، عورتوں کا تھریڈنگ کرنا، مصنوعی ناخن لگانا، جوڑے باندھنا، وگ لگانا، سلام کا اہتمام نہ کرنا، تصویریں بنوانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ماحصل یہ ہے کہ ہر مسلمان آخرت کی فکر کرے اور قرآن و حدیث کا مطالعہ کر کے اپنا مقام سمجھے اور اپنی منزل مقرر کرے۔

(۹۸٤۵)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا ، فَذَكَرَ مِثْلَ الْاَثَرِ الْمُتَقَدِّمِ بِلَفْظِهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۶۳۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بیشک تم لوگ ایسے ایسے کام کرتے ہو، ...... پھر سابقہ قول کی طرح کے الفاظ نقل کیے۔

(۹۸٤٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ قُرْطٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ الْيَوْمَ اَعْمَالًا ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۳۲)

سیدنا عبادہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بیشک تم لوگ آج ایسے ایسے افعال کر جاتے ہو کہ ............ پھر سابقہ قول کی طرح بیان کیا۔

**فوائد:** ......فسق کی دو صورتیں ہیں: کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا اور صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا، اس لیے جہاں کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے گا، وہاں صغیرہ گناہوں سے بچنے کے لیے بھی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

---

(۹۸٤٤) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۰۹۹۵)

(۹۸٤۵) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤٩٢ (انظر: ۱۲٦۰٤)

(۹۸٤٦) تخریج: اسناده صحیح ، أخرجه الطيالسی: ۱۳۵۳ (انظر: ۲۰۷۵۲)

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنَ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَالْخَادِمِ وَسَيِّدِهِ

## خاوند اور اس کی بیوی اور خادم اور اس کے آقا کے درمیان جدائی ڈالنے سے ترہیب کا بیان

(۹۸٤۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا۔)) (مسند احمد: ٦٩٩٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ دو افراد میں ان کی اجازت کے بغیر جدائی ڈالے۔''

**فوائد:** ......امام ابوداود اور امام ترمذی نے اس حدیث کو آداب مجلس میں ذکر کیا ہے، یعنی جب دو آدمی اکٹھے بیٹھے ہوں تو کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان گھس کر بیٹھ جائے، الا یہ کہ وہ اس کو اجازت دے دیں۔

اس حدیث کے الفاظ تو عام ہی ہیں، البتہ میاں بیوی کے حوالہ سے طلاق اور خلع کے مسائل الگ ہیں۔

(۹۸٤۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَبَّبَ خَادِمًا عَلٰى أَهْلِهَا فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ أَفْسَدَ امْرَأَةً عَلٰى زَوْجِهَا فَلَيْسَ هُوَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ٩١٤٦)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی خادم کو اس کے مالکوں کے خلاف بھڑکایا، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جس نے کسی خاوند کے حق میں اس کی بیوی کو بگاڑا، وہ بھی ہم سے نہیں ہے۔''

**فوائد:** ......حدیث میں جن دو گناہوں کی نشاندہی کی گئی ہے، وہ کسی گھرانے میں فساد ڈالنے کے لیے کافی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ کسی شادی شدہ عورت کے سامنے اس کے خاوند پر ناقدانہ بحث نہ کریں، بلکہ مختلف مثالیں دے کر اسے اپنے گھر پر مطمئن کرنے کی کوشش کریں، تاکہ اس کے دل میں خاوند کا احترام برقرار رہے اور وہ اس کی بغاوت کرنے سے باز رہے۔ یہی معاملہ خادم کا ہے کہ دوسرا آدمی اس کو زیادہ اجرت کی لالچ دے کر اپنی خدمت پر آمادہ کرے اور اس کے مالک کی بدخوئی کرے، یہاں تک کہ وہ اپنے مالک کے حق میں نافرمان اور بداخلاق ہو جائے۔

(۹۸٤۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا، لِتَكْتَفِيءَ مَافِيْ إِنَائِهَا فَإِنَّ رِزْقَهَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٩١٠٩)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے، تاکہ اس چیز کو انڈیل دے جو کچھ اس کے برتن میں ہے، پس بیشک اس کا رزق بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔''

---

(۹۸٤۷) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤٨٤٤، والترمذي: ٢٧٥٢ (انظر: ٦٩٩٩)

(۹۸٤۸) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٢١٧٥ (انظر: ٩١٥٧)

(۹۸٤۹) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٤٥ (انظر: ٩١٢٠)

**فوائد:** ......اگر کوئی مرد دوسری یا تیسری یا چوتھی شادی کرنا چاہے یا شادی کر لے تو کوئی بیوی کسی دوسری بیوی کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔

(۹۸۵۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ، وَمَنْ خَبَّبَ عَلَى امْرِءٍ زَوْجَتَهُ، اَوْ مَمْلُوْكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۶۸)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے امانت کی قسم اٹھائی، وہ ہم میں سے نہیں ہے، اسی طرح جس نے کسی عورت کو اس کے خاوند کے خلاف اور کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکایا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

**فوائد:** ......امانت کے مختلف معانی ہیں، جیسے اطاعت، عبادت، امان، اعتماد وغیرہ۔ بندے کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی قسم اٹھائے، امانت تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنْ مَوَاقِعِ الشُّبُهِ وَمَوَاطِنِ الرِّيْبَةِ
## شبہے والے مواقع اور شک والے مقامات سے ترہیب کا بیان

(۹۸۵۱)۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكُنْتُ اِذَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَصْغَيْتُ وَتَقَرَّبْتُ وَخَشِيْتُ اَنْ لَا اَسْمَعَ اَحَدًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((حَلَالٌ بَيِّنٌ وَحَرَامٌ بَيِّنٌ، وَشُبُهَاتٌ بَيْنَ ذٰلِكَ، مَنْ تَرَكَ مَا اشْتَبَهَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ لَهُ اَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَاَ عَلٰى مَا شَكَّ فِيْهِ اَوْشَكَ اَنْ يُوَاقِعَ الْحَرَامَ، وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ مَعَاصِيْهِ، اَوْ قَالَ: مَحَارِمُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۷٤)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، امام شعبی کہتے ہیں: جب میں ان کو یہ کہتے ہوئے سنتا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تو میں اپنا کان لگاتا اور قریب ہو جاتا اور ڈرتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی اور سے یہ الفاظ نہ سن سکوں کہ وہ کہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، البتہ ان کے بیچ میں مشتبہ امور ضرور ہیں، جس نے گناہ سے بچنے کے لیے مشتبہ چیز کو چھوڑ دیا، تو وہ واضح ہونے والے گناہ کو زیادہ چھوڑنے والا ہوگا اور جس نے مشکوک چیز پر جرأت کر دی تو قریب ہے کہ وہ حرام میں پڑ جائے، بیشک ہر بادشاہ کی ایک ممنوعہ جگہ ہوتی ہے اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ جگہ اس کی نافرمانیاں یا حرام کردہ امور ہیں۔“

---

(۹۸۵۰) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابوداود: ۳۲۵۳ (انظر: ۲۲۹۸۰)

(۹۸۵۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۵۱، ومسلم: ۱۵۹۹ (انظر: ۱۸۳۸٤)

**فوائد:** ......قرآن وحدیث کی روشنی میں حلال اور حرام امور بالکل واضح ہیں، البتہ بیچ میں کچھ ایسے امور ہیں کہ واضح طور پر جن کی حلت یا حرمت کا فیصلہ نہیں کیا سکتا ہے، ان ہی کو مشتبہ امور کہتے ہیں، اس حدیث مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ ان امور سے بھی اجتناب کیا جائے، تاکہ آدمی حرام کاموں سے مکمل طور پر محفوظ رہے، جو آدمی ان شبہات سے بچے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پائے گا اور جو ان کو جائز سمجھ لے گا، وہ نادم ہوگا اور فضائل سے محروم رہے گا۔

دیکھیں حدیث نمبر (۶۲۰۴)، درج ذیل حدیث میں ایک مشتبہ چیز کا بیان ہے:

رسول اللہ ﷺ نے راستے میں پڑی ہوئی کھجور کے بارے میں فرمایا: ''اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہو سکتی ہے تو میں اسے کھا لیتا۔'' (صحیح بخاری: ۲۰۵۵)

حدیثِ مبارکہ کے آخری حصے سے (جو صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہے۔ البتہ اس جگہ وہ حصہ درج نہیں ہوا) معلوم ہوتا ہے کہ بندے کی اصلاح کا دارومدار دل پر ہے، لہٰذا دل کو پر خلوص رکھا جائے اور اصلاح کی کوشش کی جائے۔

(۹۸۵۲)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، اَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ بَعْضُ اَزْوَاجِهِ، فَقَالَ: يَا فُلَانَةُ يُعْلِمُهُ اَنَّهَا زَوْجَتُهُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَظُنُّ بِيْ؟ فَقَالَ: ((اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَدْخُلَ عَلَيْكَ الشَّيْطَانُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۲۸۷)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ کی بیوی آپ کے پاس کھڑی تھی، آپ ﷺ نے اس آدمی کو آواز دی: اے فلاں، دراصل آپ ﷺ اس کو یہ بتلانا چاہتے تھے کہ یہ عورت آپ ﷺ کی بیوی ہے، اس نے آگے سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو میرے بارے میں کوئی بدگمانی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مجھے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تیرے اندر گھس جائے (اور کوئی وسوسہ پیدا کر دے)۔''

(۹۸۵۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ اِمْرَاَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَمَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ! هٰذِهِ امْرَاَتِيْ)) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ كُنْتُ اَظُنُّ بِهِ، فَاِنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَظُنُّ بِكَ، قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ۔))(مسند احمد: ۱۲۶۲۰)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ اپنی ایک بیوی کے ساتھ کھڑے تھے کہ وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے فلاں! یہ میری بیوی ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی کے بارے میں تو گمان ہو سکتا ہے، لیکن آپ کے بارے میں تو میں کسی بدگمانی میں مبتلا نہیں ہو سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان، ابن آدم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔''

---

(۹۸۵۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه مسلم: ۲۱۷٤ (انظر: ۱۲۲٦۲)

(۹۸۵۳) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

**فوائد:** ......اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اتنی طاقت دی ہے کہ وہ انسان کے اندر خون کے چلنے کے مقامات میں گردش کر سکتا ہے، یا اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان بہت تیزی سے انسان کو وسوسہ میں ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، بہر حال شیطان انسان کے اندر گھس کر اس کو وسوسوں میں مبتلا کرتا ہے اور نافرمانی پر آمادہ کرتا ہے۔

(٩٨٥٤)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ، عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ حُیَیٍّ (زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ و ﷞) قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُعْتَکِفًا، فَاَتَیْتُهُ اَزُوْرُهُ لَیْلًا، فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ، فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِیَ یَقْلِبُنِیْ، وَکَانَ مَسْکَنُهَا فِیْ دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا رَاَیَا النَّبِیَّ ﷺ اَسْرَعَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((عَلٰی رِسْلِکُمَا، اِنَّهَا صَفِیَّةُ بِنْتُ حُیَیٍّ۔)) فَقَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ، وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا شَرًّا، اَوْ قَالَ: شَیْئًا۔)) (مسند احمد: ٢٧٤٠٠)

زوجۂ رسول سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اعتکاف کی حالت میں تھے، میں رات کو آپ ﷺ کی زیارت کرنے کے لیے آئی، پس میں نے آپ ﷺ سے باتیں کیں اور جب اٹھ کر جانے لگی تو رسول اللہ ﷺ بھی مجھے واپس چھوڑ کر آنے کے لیے کھڑے ہو گئے، میرا گھر سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس تھا، ہمارے پاس سے دو انصاریوں کا گزر ہوا، جب انھوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انھوں نے جلدی سے آگے سے گزرنا چاہا، لیکن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ، ٹھہر جاؤ، یہ صفیہ بنت حیی ہے (جو کہ میری اپنی بیوی ہے)۔'' انھوں نے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول! بڑا تعجب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان، ابن آدم کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے اور میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے دل میں کوئی شرّ والی بات ڈال دے۔''

**فوائد:** ......ان احادیثِ مبارکہ میں بہت بڑا سبق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو اپنی ذات کے بارے میں سوئے ظن کرنے سے محفوظ رکھا ہے، یہ دراصل آپ ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ شفقت ہے اور آپ ﷺ نے ان کی مصلحتوں اور ان کے قلوب و جوارح کی سلامتی کا لحاظ رکھا ہے، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گزرنے والے یہ دو آدمی آپ ﷺ کے بارے میں کوئی نازیبا بات کر دیں اور پھر ہلاکت ان کا مقدر بن جائے۔

اہل علم کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام کے بارے میں سوئے ظن رکھنا کفر ہے۔

ان احادیث سے سبق یہ ملتا ہے کہ مسلمان کو تہمت گاہ اور شک و شبہ والے مقام سے دور رہنا چاہیے، تاکہ کسی کو اس کے بارے میں سوئے ظن رکھنے کا موقع نہ ملے۔

---

(٩٨٥٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٢٨١، ومسلم: ٢١٧٥ (انظر: ٢٦٨٦٣)

## بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّرْهِيبِ مِنْ تَرْكِ الْعَمَلِ اِتِّكَالًا عَلَى النَّسَبِ

## نسب پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل چھوڑ دینے سے ترہیب کا بیان

(۹۸۵۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((يَافَاطِمَةُ! يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ، يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ، يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ، لَااَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، سَلُوْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَاشِئْتُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۵۵۵۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔'' تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے فاطمہ! اے بنت محمد! اے صفیہ بنت عبد المطلب! اے بنو عبد المطلب! میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، ہاں میرے مال سے جو چاہتے ہو سوال کرلو۔''

(۹۸۵۶)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَا بَنِيْ هَاشِمٍ، اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا اُمَّ الزُّبَيْرِ عَمَّةَ النَّبِيِّ ﷺ، يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، سَلَانِيْ مِنْ مَّالِيْ۔)) (مسند احمد: ۹۱۶۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنی عبد المطلب! اے بنی ہاشم! اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو، میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں گا، اے نبی کی پھوپھی ام زبیر! اے فاطمہ بنت محمد! اپنے نفسوں کو خرید لو، میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا، البتہ میرے مال سے سوال کر سکتی ہو۔''

**فوائد:**...... معلوم ہوا کہ آخرت میں نجات پانے کے معاملے میں کسی کو اس کے نسب سے فائدہ نہیں ہوگا۔

(۹۸۵۷)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ: ((مَابَالُ رِجَالٍ، يَقُوْلُوْنَ: اِنَّ رَحِمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَاتَنْفَعُ قَوْمَهُ، بَلٰى! وَاللّٰهِ، اِنَّ رَحِمِيْ مَوْصُوْلَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ،

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ''ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری آپ کی قوم کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ کیوں نہیں، اللہ کی قسم ہے، میری رشتہ داری دنیا و آخرت میں ملی ہوئی ہوگی، لوگو! میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں

---

(۹۸۵۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۰۵ (انظر: ۲۵۰۴۴)

(۹۸۵۶) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۲۷، ومسلم: ۲۰۶ (انظر: ۹۱۷۷)

(۹۸۵۷) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۱۲۳۸، والطيالسي: ۲۲۲۱ (انظر: ۱۱۱۳۸)

وَاِنِّی اَیُّهَا النَّاسُ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، فَاِذَا جِئْتُمْ)) قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَا فُلَانٌ، وَقَالَ اَخُوْهُ: اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَان، قَالَ لَهُمْ: ((اَمَّا النَّسَبُ فَقَدْ عَرَفْتُهُ، وَلٰكِنَّكُمْ اَحْدَثْتُمْ بَعْدِیْ وَارْتَدَدْتُمُ الْقَهْقَرٰی۔))

(مسند احمد: ١١١٥٥)

گا، پس جب تم وہاں آؤ گے۔'' اتنے میں ایک آدمی کہے گا: اے اللہ کے رسول! میں فلاں ہوں، اور اس کا بھائی کہے گا: میں فلاں بن فلاں ہوں، آپ ﷺ فرمائیں: ''نسب کو تو میں نے پہچان لیا ہے، لیکن تم نے میرے بعد نئے امور ایجاد کر لیے اور پچھلے پاؤں پلٹ گئے۔''

**فوائد:** ......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ سَبَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ۔)) ''قیامت کے روز ہر رشتہ (اور تعلق و قرابت) منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے ازدواجی اور نسبی رشتے کے۔'' یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ (معجم کبیر للطبرانی: ٣/ ١٢٩/ ١ من حدیث ابن عباس، تفصیل کے لیے دیکھئے: صحیحہ: ٢٠٣٦)

شرح: ......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: ((كُلُّ نَسَبٍ وَ صِهْرٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا نَسَبِی و صِهْرِی۔)) (ابن عساکر: ١٩/ ٦٠/ ٢، وھذا اسناد ضعیف جدا) ...... ''ہر نسبی اور ازدواجی رشتہ منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے نسبی اور ازدواجی رشتے کے۔''

درج ذیل تفصیل سے اس حدیث کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے:

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف ان کی بیٹی سے، جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھی، سے شادی کرنے کا بار بار پیغام بھیجا۔ ایک دن انھوں نے خود کہا: اے ابوالحسن! آپ کی طرف کثرت سے پیغام بھیجنے کی وجہ وہ حدیث ہے، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی، آپ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ۔)) ...... ''قیامت کے روز ہر رشتہ (اور تعلق و قرابت) منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے ازدواجی اور نسبی رشتے کے۔''

میں چاہتا ہوں کہ آپ اہل بیت لوگوں کے ساتھ میری ازدواجی قرابت ہونی چاہیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ چلے گئے اور اپنی اس بیٹی کو میک اپ کرنے کا حکم دیا اور پھر اس کو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ جب انھوں نے اس کو دیکھا تو اس کی طرف کھڑے ہوئے اور اس کی پنڈلی کو پکڑا اور کہا: اپنے باپ سے کہہ دینا کہ میں راضی ہوں، میں راضی ہوں، میں راضی ہوں۔ جب وہ بچی اپنے باپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو انھوں نے پوچھا: امیر المومنین نے تجھے کیا کہا؟ اس نے کہا: انھوں نے مجھے بلایا اور قبول کیا، جب میں کھڑی ہوئی تو انھوں نے میری پنڈلی کو پکڑا اور کہا: اپنے ابو سے کہہ دینا کہ میں راضی ہوں۔ پھر انھوں نے ان سے اس کا نکاح کر دیا، اس کے بطن سے زید بن عمر پیدا ہوا، وہ نوجوانی تک زندہ رہے، پھر فوت ہو گئے۔ (اخرجه ابوبكر الشافعي في "الفوائد": ٧٣/ ٢٥٧/ ١، وابن عدي: ٦/ ٢،

والخطيب في "التاريخ": ٦/ ١٨٢)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں آل رسول کی یہ عزت تھی، آگے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی تمنا پوری کرتے ہوئے ان کا احترام بجالانے کی حد کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہستیوں کے لیے ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کے لقب کا کیا خوب انتخاب کیا۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کا اعزاز روزِ قیامت بھی باقی رہے گا، باقی کسی کی قومیت اور برادری کو کوئی شرف حاصل نہیں ہوگا، بہرحال نجات کا انحصار اعمالِ صالحہ پر ہوگا۔

اس فرق کو ایک مثال کے ذریعے سمجھنا آسان ہو جائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے عہد میں بعض قبیلوں کو دوسری بعض برادریوں پر فضیلت والا قرار دیتے تھے اور اس بنا پر ان کے ساتھ معاملات طے کرنے میں فرق بھی کرتے تھے، یہ دراصل ان بعض قبیلوں کا اعزاز تھا، لیکن کسی قبیلے والے کے جرم اور نیکی کے سلسلے میں اس قانون کی رعایت نہیں کی گئی، یہاں تک کہ بنو مخزوم کی خاتون کا چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

# کِتَابُ آفَاتِ اللِّسَانِ
# زبان کی آفتوں کے مسائل

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنْ كَثْرَةِ الْكَلَامِ وَمَاجَاءَ فِي الصَّمْتِ
## کثرتِ کلام سے ترہیب اور خاموشی کا بیان

(۹۸۵۸)۔ عَنْ تَمِيمِ بْنِ يَزِيدَ، مَوْلٰى بَنِي زَمْعَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ، ثِنْتَانِ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّهُمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا تُخْبِرْنَا مَاهُمَا؟ ثُمَّ قَالَ: ((اِثْنَانِ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّهُمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الثَّالِثَةُ، أَجْلَسَهُ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: تَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ يُبَشِّرُنَا فَتَمْنَعُهُ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ، فَقَالَ: ((ثِنْتَانِ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّهُمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَابَيْنَ رِجْلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۵۳)

ایک صحابی سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہم سے خطاب کیا اور پھر فرمایا: ''لوگو! دو چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس کو ان کے شرّ سے محفوظ کر لیا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' یہ سن کر ایک انصاری آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں یہ نہ بتلایئے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''دو چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس کو ان کے شرّ سے بچا لیا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' پھر اسی آدمی نے وہی بات کہی، جب آپ ﷺ نے تیسری بار ارشاد فرمایا تو صحابہ نے اس آدمی کو بٹھایا اور اس سے کہا: تجھے نظر نہیں آ رہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خوشخبری دینا چاہتے ہیں، لیکن تو آپ ﷺ کو روک رہا ہے، اس نے کہا: میں ڈرتا ہوں کہ لوگ توکل کر کے مزید عمل ترک کر دیں گے۔ بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو ان کے شرّ سے بچا لیا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، ایک دو جبڑوں کے درمیان والی چیز اور دوسری دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز۔''

(۹۸۵۸) تخريج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد فيه تميم بن يزيد، وهو مجهول (انظر: ۲۳۰۶۵)

**فوائد:** ...... زبان نہ صرف انسان کے احترام واکرام اور ذلالت و رسوائی کا معیار قرار پا چکی ہے، بلکہ اخروی کامیابی و کامرانی اور ناکامی و نامرادی کا دارو مدار بھی اسی پر ہے، اس حدیثِ مبارکہ میں زبان کے خطرات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اگر حفاظتِ زبان کا اہتمام نہ کیا گیا تو یہ سارے اعمال کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے اور انسان کو جنت میں داخل کرنے کی بجائے آتشِ دوزخ کا ایندھن بنا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نجات کی بابت سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصولِ نجات کے لیے ان تین امور کا ذکر کیا: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔)) (ترمذی) ......"اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تم کو اپنے اندر سموئے رکھے اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔"

معلوم ہوا کہ لوگوں سے بلاضرورت زیادہ میل جول اور ان سے بے مقصد گپ شپ میں انسان کے دین کو بہت سے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، اس لیے زیادہ اختلاط کی بجائے گھر میں رہا جائے اور اپنا وقت ذکر و اذکار، غور و فکر اور اہل وعیال کی خدمت میں صرف کیا جائے۔

دیکھیں حدیث نمبر (۹۸۷۷)۔

(۹۸۵۹)۔ عَنْ اَبِی الصَّہْبَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ یُحَدِّثُ، عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا رَفَعَهُ قَالَ: ((اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَاِنَّ اَعْضَائَهُ تُكَفِّرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ: اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا، فَاِنَّكَ اِنِ اسْتَقَمْتَ اِسْتَقَمْنَا، وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اِعْوَجَجْنَا۔)) (مسند احمد: ۱۱۹۳۰)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء، زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں: تو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر جا، پس اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔"

**فوائد:** ...... جہاں زبان کا درست استعمال باعثِ نجات ہے، وہاں اس کی ذرا سی بے اعتدالی کی سزا پورے جسم کو بھگتنا پڑتی ہے، گوشت کا یہ چھوٹا سا ٹکڑا باعثِ سعادت بھی اور باعثِ شقاوت بھی، یہ باعثِ عزت بھی ہے اور باعثِ ذلت بھی۔ زبان بعضوں کو معاشرے کا معزز ترین افراد بنا دیتی ہے اور بعضوں کو ذلیل ترین۔ "لمحوں نے خطا کی، صدیوں نے سزا پائی" کا مصداقِ اول زبان ہے۔

قارئین کرام! جسم کے تمام اعضاء پر نظر دوڑائیں، ہر عضو کوئی برا یا اچھا اقدام کرنے سے پہلے منصوبہ بناتا ہے، مثلا نماز ادا کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا، تیمار داری کرنا۔ لیکن یہ زبان ہے جو کروٹ بدلتے بدلتے کئی نیکیوں یا کئی برائیوں کا سبب بن جاتی ہے۔ مثلا اچانک اللہ تعالیٰ کی تسبیحات، تکبیرات، تحمیدات وغیرہ کہنا شروع کر دے یا جاتے جاتے

(۹۸۵۹) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه الترمذی: ۲٤۰۷ (انظر: ۱۱۹۰۸)

کسی کو گالی دے دے، برا بھلا کہہ دیے، کلمۂ کفر بول دیے، فحش مذاق کر دے، چغلی وغیبت کر دے، جھوٹ بول دیے۔ وغیرہ وغیرہ۔ سچ فرمایا نبی معظم ﷺ نے کہ زبان بڑی تیز طرار ہے اور ہر عضو کو اس کی پھرتی کا شکوہ ہے۔

(۹۸۶۰)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۷)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندے کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے۔“

**فوائد:** ......اسلام کا یہ سنہری قانون ہے کہ جس چیز میں مسلمان کا دنیوی اور اخروی فائدہ نہ ہو، وہ اس میں دخل نہ دے، سب سے زیادہ عافیت، سکون اور سلامتی اسی میں ہے۔

(۹۸۶۱)۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِيْ بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهِ (وَفِيْ لَفْظٍ: مُرْنِيْ فِيْ الْاِسْلَامِ بِاَمْرٍ لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ) قَالَ: ((قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ (وَفِيْ لَفْظٍ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ) ثُمَّ اسْتَقِمْ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا اَخْوَفُ (وَفِيْ لَفْظٍ: مَا اَكْبَرُ) مَا تَخَافُ عَلَيَّ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَاَيُّ شَيْءٍ اَتَّقِيْ) قَالَ: فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا۔)) (مسند احمد: ۱۵۴۹۷)

سیدنا سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام سے متعلقہ ایسے عمل کے بارے میں بتلائیں کہ میں اس کو تھام لوں اور اس کے بارے میں آپ کے بعد کسی سے سوال نہ کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو کہہ کہ میرا ربّ اللہ ہے اور پھر اس پر ڈٹ جا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو میرے بارے میں سب سے زیادہ ڈر کس چیز پر ہے، ایک روایت میں ہے: پس میں کس چیز سے بچ کر رہوں؟ آپ ﷺ نے جواباً اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا: ”یہ ہے۔“

**فوائد:** ......اگر پرکھنے کا مزاج شرعی ہو تو یہ حقیقت مشاہدہ شدہ ہوگی کہ اس وقت ہر آدمی کو اس کی زبان کی وجہ سے بڑا نقصان ہوا ہے، رہی سہی کمی موبائلز کے پیکجز نے پوری کر دی ہے۔ ہر ایک نے گلے شکوے کرنے پر توجہ دھری ہوئی ہے، کوئی اپنا محاسبہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

(۹۸۶۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْاِسْلَامِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ

---

(۹۸۶۰) تخریج: حسن بشواهده، أخرجه الترمذی: ۲۳۱۸ (انظر: ۱۷۳۷)

(۹۸۶۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۴۱۰ (انظر: ۱۵۴۱۹)

(۹۸۶۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۰ (انظر: ۶۷۵۳)

اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ۔)) (مسند احمد: ٦٧٥٣)

نے فرمایا: ''وہ شخص کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

(٩٨٦٣)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ اَعْرَابِيًّا بِخِصَالٍ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ (فِيْهَا) ((وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَاِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا مِنَ الْخَيْرِ۔)) (مسند احمد: ١٨٨٥٠)

سیدنا براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بدّو کو نیکی کی مختلف انواع کے بارے میں بتلایا، ان میں یہ چیزیں بھی تھیں: ''اور تو نیکی کا حکم کر اور برائی سے منع کر، پس اگر تجھ کو ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان کو بند کر لے، ماسوائے خیر والی باتوں کے۔''

**فوائد:** ......اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب سے آسان اور کم از کم نیکی کی صورت یہ ہے کہ زبان کو شرّ سے محفوظ رکھا جائے۔

(٩٨٦٤)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((اَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((رَأْسُ الْاَمْرِ وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا أُخْبِرُكَ، بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟)) فَقُلْتُ: بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَاَخَذَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ: ((كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا۔)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ((ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ فِي النَّارِ۔)) اَوْ قَالَ: ((عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ۔)) (مسند احمد: ٢٢٣٦٦)

سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا میں تجھے بتلاؤ کہ دین کی اصل، اس کا ستون اور اس کی کوہان کی چوٹی کیا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دین کی اصل اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی کوہان کی چوٹی نماز ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے اس چیز کے بارے میں بھی بتلا دوں جو ان سب کو کنٹرول کرنے والی ہے؟'' میں نے کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے جوابا اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا: ''اس کو اپنے اوپر روک کر رکھنا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہماری باتوں کی وجہ سے بھی ہمارا مؤاخذہ کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے، لوگوں کو آگ میں ان کے نتھنوں کے بل گرانے والی ان کی زبانوں کی کٹی ہوئی باتیں ہی ہوں گی۔''

---

(٩٨٦٣) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطيالسي: ٧٣٩، والبيهقي: ١٠/ ٢٧٢، وابن حبان: ٣٧٤، والحاكم: ٢/ ٢١٧ (انظر: ١٨٦٤٧)

(٩٨٦٤) تخريج: صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه ابن ماجه: ٣٩٧٣، والترمذي: ٢٦١٦(انظر: ٢٢٠١٦)

**فوائد**: ...... حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، مختلف احکام ومسائل کا بیان ہے، جن کا نتیجہ زبان کی حفاظت کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ زبان ایک ایسی چیز ہے کہ اگر آدمی اس کو احتیاط سے استعمال نہ کرے تو یہ آدمی کو جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی اکثر عورتیں جہنم میں صرف اسی زبان کو غلط استعمال کرنے کی وجہ سے جائیں گی، اور اسی طرح آپ ﷺ کی حدیث ہے کہ جو آدمی دو چیزوں (یعنی ایک زبان اور دوسری شرم گاہ) کی ضمانت دے دے میں محمد ﷺ اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(۹۸۶۵)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ لَا یُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰی یَسْلَمَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ۔)) (مسند احمد: ۳۶۷۲)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میرے جان ہے! بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا، جب تک اس کا دل اور زبان سلامتی والے نہیں بن جاتے۔''

(۹۸۶۶)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَکَّلَ لِیْ مَابَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ، تَوَکَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۱۱)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھے دو جبڑوں کے درمیان والی اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیزوں کی ضمانت دے گا، میں اس کو جنت کی ضمانت دوں گا۔''

**فوائد**: ...... قارئین کرام! کسی مجلس میں بیٹھ کر نوٹ کرنا کہ اس میں کیے گئے کلام کا زیادہ حصہ لہو ولغو، بیہودہ گوئی وفحش گوئی، چغلی وغیبت اور بے مقصد موضوعات پر مشتمل ہوگا، سیاست وسیادت پر گفت وشنید ہوگی، دنیا کے مختلف ممالک کے حالات اور مستقبل پر تبصرے ہوں گے، جن سے نہ ماضی کو سہارا ملتا ہے اور نہ مستقبل کو کوئی امید۔ ہر کوئی اپنے مسائل ومصائب بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی ناشکری پر تلا ہوا نظر آئے گا، زبان کا کثرت سے بے جا استعمال ہوگا، حاضرینِ مجلس اپنے مخالفوں کا تذکرہ کر کے ان پر خوب برستے ہیں۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ فارغ اوقات کو ایسے اختلاط کی بجائے گھر میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ذکر وفکر اور تلاوت اور بیوی بچوں کے مسائل حل کرنے میں اور ان کی خدمت کے تقاضے پورے کرنے میں صرف کیا جائے۔ اس طرح تنہائیوں میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر رونا بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے، جس کا موقع صرف خلوت میں ملتا ہے۔

(۹۸۶۷)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِیِّ، قَالَ: خَرَجَ أَبُوْ الْغَادِیَةِ، وَحَبِیْبُ

سیدنا محمد بن عبد الرحمن طفاوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا ابو غادیہ، سیدنا حبیب بن حارث، سیدہ ام ابی العالیہ رضی اللہ عنہم نے

(۹۸۶۵) تخریج: اسناده ضعیف لضعف الصباح بن محمد، أخرجه البزار: ۳۵۶۲، والحاکم: ۲/ ۴۴۷ (انظر: ۳۶۷۲)

(۹۸۶۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۴۷۴، ۶۸۰۷ (انظر: ۲۲۸۲۳)

(۹۸۶۷) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة حال العاص بن عمرو الطفاوی (انظر: ۱۶۷۰۱)

بْنُ الْحَارِثِ، وَأُمُّ أَبِي الْعَالِيَةِ مُهَاجِرِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْلَمُوْا، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: أَوْصِنِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِيَّاكِ وَمَا يَسُوْءُ الْأُذُنَ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٢١)

رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی اور اسلام قبول کرلیا، اس خاتون نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی وصیت کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز سے بچ، جو کانوں کو بری لگتی ہے۔''

(٩٨٦٨)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ أُمِّهِ ابْنَةِ أَبِي الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَدْنُوْ مِنَ الْجَنَّةِ، حَتّٰى مَايَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا قِيْدُ ذِرَاعٍ، فَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ فَيَتَبَاعَدُ مِنْهَا أَبْعَدَ مِنْ صَنْعَاءَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٥٨٦)

سیدہ بنتِ ابی حکم غفاری رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آدمی جنت کے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، لیکن پھر وہ ایسی (بدترین) بات کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے صنعاء تک جنت سے دور ہو جاتا ہے۔''

**فوائد:** ...... زبان کی حفاظت مومن کا عظیم وصف ہے، کسی انسان کی شخصیت کا پتہ دینے کے لیے اس کی زبان ہی کافی ہے۔

(٩٨٦٩)۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَفِظَ مَا بَيْنَ فُقْمَيْهِ وَفَرْجَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٨٨)

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو جبڑوں کے درمیان والی چیز اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

**فوائد:** ...... کفر وشرک، کذب بیانی ودروغ گوئی، لہو ولغویات، گالی گلوچ، سب وشتم، چغلی وغیبت، دوسروں کی توہین، بڑوں کی گستاخی، چھوٹوں سے کرختگی وسختی، والدین کا دل دکھانا، بے راہ روی و بدکاری کی راہ ہموار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری، اس قسم کے سینکڑوں جرائم کا تعلق زبان سے ہے، یہ زبان ہی ہے جس کی وجہ سے صاحبِ زبان کو کئی مجالس میں ندامت وپشیمانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ زبان ہی ہے جو باوقار اور سنجیدہ انسانوں کی عظمت و وقار کو مجروح کر دیتی ہے، بہرحال جو بندہ اپنی زبان کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا، وہ کئی برائیوں سے اجتناب کرنے اور کئی نیکیوں کو سرانجام دینے سے محروم رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے زیادہ خطرے والی چیز، جس کا آپ کو مجھ سے اندیشہ ہو، کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے زبان کا تعین کیا۔ (ترمذی)

---

(٩٨٦٨) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس وقدعنعن (انظر: ٢٣١٩٩)

(٩٨٦٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٧٢٧٥، والحاكم: ٤/ ٣٥٨ (انظر: ١٩٥٥٩)

(۹۸۷۰)۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ اللَّيْثِيُّ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَلْقَمَةَ، عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، مَا يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَايَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَابَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا عَلَيْهِ سَخَطَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) قَالَ: فَكَانَ عَلْقَمَةُ يَقُوْلُ: كَمْ مِنْ كَلَامٍ قَدْ مَنَعَنِيْهِ حَدِيْثُ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ۔ (مسند احمد: ۱۵۹٤٦)

سیدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے متعلقہ ایسی بات کرتا ہے، جبکہ خود اس کو بھی یہ گمان نہیں ہوتا کہ وہ کس بڑے مرتبے تک پہنچ جائے گی، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس آدمی کے لیے قیامت کے دن تک اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے، اور بیشک ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والی ایسی بات کرتا ہے، جبکہ خود اس کو بھی اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ یہ بات کہاں تک پہنچ جائے گی، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس آدمی کے لیے قیامت کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔'' علقمہ نے کہا: کتنی ہی باتیں ہیں کہ سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی اس حدیث نے مجھے ان سے روک دیا ہے۔

**فوائد:** …… یہ ایک مشاہدہ شدہ حقیقت ہے کہ بعض دفعہ آدمی زبان سے ایسا کلمۂ خیر ادا کرتا ہے کہ جس سے کسی کا دل خوش ہو جاتا ہے یا کسی کی ڈھارس بن جاتا ہے یا کسی کی اصلاح ہو جاتی ہے یا کوئی ظلم و معصیت کے ارادے سے باز آ جاتا ہے، یقیناً ایسا کلمہ کہنے والے کے لیے باعثِ اجر وثواب ہے۔ لیکن بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ بندہ کوئی کلمۂ شرّ ادا کر دیتا ہے کہ جس سے کسی کی دلآزاری ہو جاتی ہے یا کوئی اس کی وجہ سے ظلم و معصیت پر تل جاتا ہے یا وہ ایسے تنازعے کو ہوا دیتا ہے کہ طویل جھگڑا اور قتل و غارت گری شروع ہو جاتی ہے یا وہ کسی کی ضلالت و گمراہی کا داعی بن جاتا ہے، ظاہر ہے کہ ایسی بات کہنے والے کے لیے باعثِ وبال وعقاب ہوگی اور اس کو تباہی کے گڑھے میں ڈال دے گی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زبانوں کے سلسلے میں محتاط رہیں۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الصَّمْتِ
## خاموشی کا بیان

(۹۸۷۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَمَتَ نَجَا۔)) (مسند احمد: ٦٦٥٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو خاموش رہا، وہ نجات پا گیا۔''

---

(۹۸۷۰) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ۳۹٦۹ (انظر: ۱۵۸۵۲)

(۹۸۷۱) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الترمذی: ۲۵۰۱ (انظر: ٦٦٥٤)

**فوائد:** ......پچھلے باب کی احادیث اور بالخصوص حدیث نمبر (۹۸۶۶) کے فوائد سے زبان کی آفتوں کا اندازہ ہو رہا ہے، ان آفات سے بچنے کا حل یہ ہے کہ زبان کو خیر والے امور کے لیے استعمال کیا جائے، نہیں تو کم از کم خاموش رہا جائے۔

(۹۸۷۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ۔)) (مسند احمد: ۹۹۷۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنی مہمان کی قدر کرے، جس کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہو، پس اس کو چاہیے کہ وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ خیر و بھلائی والی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔''

(۹۸۷۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ (وَفِيهِ) ((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ۔)) (مسند احمد: ۲۴۹۰۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر درج بالا حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی، البتہ اس میں ''لِيَصْمُتْ'' کے الفاظ ہیں۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الْغِيْبَةِ وَالْبُهْتِ
## غیبت اور بہتان سے ترہیب کا بیان

(۹۸۷۴)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْغِيَابَةُ۔)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا لَيْسَ فِيهِ۔))، قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ لَهُ؟ قَالَ: ((اِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُوْلُ: فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ۔)) (مسند احمد: ۷۱۴۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے بھائی کے وہ عیوب بیان کرنا، جو اس میں ہیں۔'' ایک آدمی نے کہا: میں اپنے بھائی کے بارے میں جو کچھ کہوں، اگر وہ عیوب اس کے اندر پائے جاتے ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ تو کہہ رہا ہے، اگر وہ چیزیں اس میں پائی جاتی ہیں تو تو نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر وہ نقائص اس میں نہیں ہیں تو تو نے اس پر بہتان لگایا ہے۔''

---

(۹۸۷۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ۸۸۴۱ (انظر: ۹۹۷۰)
(۹۸۷۳) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه البزار: ۳۵۷۵ (انظر: ۲۴۴۰۴)
(۹۸۷۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۸۹ (انظر: ۷۱۴۶)

**فوائد**: ......مطلب بن عبدالملک بن حطب سے مرسلاً روایت ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَاالْغِیْبَۃُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَنْ تَذْکُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَایَکْرَہُ أَنْ یَسْمَعَ۔)) قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! وَإِنْ کَانَ حَقًّا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ بَاطِلاً فَذٰلِکَ الْبُھْتَانُ۔)) ......ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کی ایسی بات بیان کرنا، جس کو وہ سننا ناپسند کرے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ بات حق (اور درست) ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے (کسی کے بارے میں) غیر حق بات کی تو وہ تو بہتان ہوگا (نہ کہ غیبت)۔'' (موطا امام مالک: ۳/ ۱۵۰، صحیحۃ: ۱۹۹۲)

اس میں غیبت اور بہتان دونوں کے معنی ومفہوم اور شناعت وقباحت کو بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہماری کامیابی اور کامرانی کے لیے ہمارے سامنے ایک معیار رکھ دیا ہے کہ ہم کسی پر تبصرہ کرنے لگیں تو پہلے غور کریں کہ آیا اُس آدمی کی موجودگی میں یہ گفتگو کی جا سکتی ہے، اگر نہیں کی جا سکتی ہے تو فوراً رک جانا چاہئے۔

اگر اس روایت کے طرق اور سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ''لَیْسَ'' کے الفاظ اس حدیث کا حصہ نہیں ہیں، یہ کسی راوی سے کوئی سہو ہوگیا ہے، ترجمہ میں اس ''لَیْسَ'' کے لفظ کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔

(۹۸۷۵)۔ عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: (وَفِیْ رِوَایَۃٍ: نَادٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی اَسْمَعَ الْعَوَاتِقَ فَقَالَ:) ((یَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِہِ وَلَمْ یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ قَلْبَہُ، لَا تَغْتَابُوْا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِہِمْ، فَاِنَّہُ مَنْ یَتَّبِعْ عَوْرَاتِہِمْ یَتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہُ، وَمَنْ یَتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہُ یَفْضَحْہُ فِیْ بَیْتِہِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۱۴)

سیدنا ابو برزہ اسلمی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قدر بلند آواز دی کہ جوان عورتوں نے بھی سن لیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ان افراد کی جماعت جو زبان سے ایمان لائے ہو اور ابھی تک ایمان دل میں داخل نہیں ہوا، تم مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے پردے والے امور کی ٹوہ میں نہ لگو، جو ان کے معائب کو تلاش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے عیب کی تلاش میں پڑ جائے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب کی جستجو میں پڑ جاتا ہے، اس کو اس کے گھر میں رسوا کر دیتا ہے۔''

(۹۸۷۶)۔ عَنْ اَبِیْ حُذَیْفَۃَ ؓ، اَنَّ عَائِشَۃَ ؓ، حَکَتْ اِمْرَاَۃً عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ ذَکَرَتْ قِصَرَھَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((قَدِ اغْتَبْتِہَا، مَا اُحِبُّ اَنِّیْ حَکَیْتُ اَحَدًا وَاَنَّ

سیدنا ابو حذیفہ ؓ سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ ؓ نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت کی نقل اتاری اور اس کے کوتاہ قد کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کی غیبت کی ہے، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں کسی کی نقل اتاروں

---

(۹۸۷۵) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجہ ابوداود: ۴۸۸۰ (انظر: ۱۹۷۷۶)

(۹۸۷۶) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجہ ابوداود: ۴۸۷۵، والترمذی: ۲۵۰۲، ۲۵۰۳ (انظر: ۲۵۷۰۸)

لِیْ کَذَا وَکَذَا۔)) (مسند احمد: ۲۶۲۲۷)

اور اس کے عوض میں مجھے اتنا کچھ عطا کر دیا جائے۔''

(۹۸۷۷)۔ (وَمِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) عَنْ اَبِیْ حُذَیْفَةَ اَیْضًا، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: حَکَیْتُ لِلنَّبِیِّ رَجُلًا، فَقَالَ: ((مَایَسُرُّنِیْ اَنِّیْ حَکَیْتُ رَجُلًا وَاَنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا)) قَالَتْ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ صَفِیَّةَ امْرَاَةٌ وَقَالَ: بِیَدِہِ (یَعْنِی الرَّاوِیَ) کَاَنَّہُ یَعْنِیْ قَصِیْرَةً فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَقَدْ مَزَحْتِ (وَفِیْ لَفْظٍ: تَکَلَّمْتِ) بِکَلِمَةٍ لَوْ مُزِجَ بِھَا مَاءُ الْبَحْرِ مَزَجَتْ۔)) (مسند احمد: ۲۶۰۷۵)

(دوسری سند) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مرد کی نقل اتارنے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقالی کروں، اگرچہ اس کے عوض میں مجھے بہت کچھ دیا جائے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک صفیہ تو چھوٹے قد والی خاتون ہے، نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''تم نے ایسی بات کی ہے کہ اگر اس کو سمندر کے پانی کے ساتھ ملا دیا جائے تو وہ مل جائے گی (یعنی بات کی گندگی سمندر کے پانی پر غالب آکر اسے خراب کر دے گی)۔''

**فوائد:** ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حقارت آمیز انداز میں ایک عورت کی نقل اتارنا چاہی، آپ ﷺ کے جواب کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اس سے کوئی خوشی نہیں ہوتی کہ آپ کسی کے عیب کا تذکرہ کریں یا از راہِ تنقیص کسی کے فعل یا قول کی نقالی کریں۔

امام نووی نے کہا: اس حدیث میں غیبت سے سب سے زیادہ ڈانٹا گیا ہے، میرے علم میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے، جس میں آپ ﷺ نے اس قدر مذمت کی ہے۔

(۹۸۷۸)۔ عَنْ عُبَیْدٍ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، اَنَّ امْرَاَتَیْنِ صَامَتَا، وَاِنَّ رَجُلًا، قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ ھَاھُنَا امْرَاَتَیْنِ قَدْ صَامَتَا، وَاَنَّھُمَا قَدْ کَادَتَا اَنْ تَمُوْتَا مِنَ الْعَطْشِ، فَاَعْرَضَ عَنْہُ، اَوْ سَکَتَ، ثُمَّ عَادَ، (قَالَ الرَّاوِیُّ) وَاُرَاہُ قَالَ: بِالْھَاجِرَةِ، قَالَ: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، اِنَّھُمَا وَاللّٰہِ قَدْ مَاتَتَا، اَوْ کَادَتَا اَنْ تَمُوْتَا، قَالَ: ((اُدْعُھُمَا۔)) قَالَ: فَجَاءَ تَا،

مولائے رسول سیدنا عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا ہوا تھا، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہاں دو عورتیں ہیں، انھوں نے روزہ رکھا ہوا ہے اور ایسے لگتا ہے کہ وہ پیاس کی وجہ سے مرنے لگی ہیں، آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا یا خاموش رہے، اس نے پھر اپنی بات کو دوہرایا اور دوپہر کے وقت کا ذکر بھی کیا اور کہا: اللہ کی قسم! وہ تو مرنے لگی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو بلا۔'' پس جب وہ دونوں آئیں تو ایک بڑا پیالہ بھی لایا گیا، آپ ﷺ نے ان

---

(۹۸۷۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۹۸۷۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالة الراوی عن عبید، أخرجه ابویعلی فی "مسندہ": ۱۵۷۶، والبیھقی فی "الدلائل": ٦/ ۱۸٦ (انظر: ۲۳٦۵۳)

قَالَ: فَجِیْءَ بِقَدَحٍ، اَوْ عُسٍّ، فَقَالَ: لِإِحْدَاهُمَا: ((قِیْئِیْ۔)) فَقَائَتْ قَیْحًا اَوْ دَمًا وَصَدِیْدًا وَلَحْمًا، حَتّٰی قَائَتْ نِصْفَ الْقَدَحِ۔ ثُمَّ قَالَ لِلْاُخْرٰی: ((قِیْئِیْ۔)) فَقَائَتْ مِنْ قَیْحٍ، وَدَمٍ، وَصَدِیْدٍ، وَلَحْمٍ عَبِیْطٍ، وَغَیْرِهِ، حَتّٰی مَلَاَتِ الْقَدَحَ۔ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ هَاتَیْنِ صَامَتَا عَمَّا اَحَلَّ اللّٰهُ، وَاَفْطَرَتَا عَلٰی مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْهِمَا، جَلَسَتْ اِحْدَاهُمَا اِلَی الْاُخْرٰی، فَجَعَلَتَا یَاْکُلَانِ لُحُوْمَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٠٥٣)

میں سے ایک خاتون سے فرمایا: ''تو قے کر۔'' پس اس نے پیپ یا خون، خون ملی پیپ اور گوشت پر مشتمل نصف پیالے کے بقدر قے کی، پھر آپ ﷺ نے دوسری خاتون سے فرمایا: ''اب تو قے کر۔'' اس نے پیپ، خون، خون ملی پیپ اور کچے تازہ گوشت پر مشتمل اتنی قے کی کہ پیالہ بھر گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دو عورتوں نے اس کھانے پینے سے تو روزہ رکھا ہوا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اور اس چیز پر روزہ افطار کر رہی ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، یہ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھا رہی تھیں۔''

(٩٨٧٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَارْتَفَعَتْ رِیْحُ جِیْفَةٍ مُنْتِنَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ الرِّیْحُ؟ هٰذِهِ رِیْحُ الَّذِیْنَ یَغْتَابُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٤٤)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ بد بو دار مرداروں کی بو اٹھنے لگی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ بد بو کیسی ہے؟ یہ ان لوگوں کی بد بو ہے، جو مومنوں کی غیبت کرتے ہیں۔''

(٩٨٨٠)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ اَخِیْهِ فِی الْغِیْبَةِ، کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٢٨١٦٢)

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کا دفاع کیا، تو اللہ تعالیٰ پر حق ہو گا کہ وہ اس کو آگ سے آزاد کر دے۔''

(٩٨٨١)۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِیَّةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ رَاشِدٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا عَشَرَةً

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی سفارش، اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے لیے رکاوٹ بن گئی، اس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی، جو آدمی

(٩٨٧٩) تخریج: اسناده حسن، أخرجه البخاری فی "الادب المفرد": ٧٣٢ (انظر: ١٤٧٨٤)

(٩٨٨٠) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبید الله بن زیاد، أخرجه الطیالسی: ١٦٣٢، والطبرانی فی "الکبیر": ٢٤/ ٤٤٣ (انظر: ٢٧٦١٠)

(٩٨٨١) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه الحاکم ٢/ ٢٧، والبیهقی: ٦/ ٨٢، وأخرجه ابوداود: ٣٥٩٧ دون قوله: "ومن مات وعلیه دین..." (انظر: ٥٣٨٥)

مِنْ أَهْلِ الشَّامِ حَتّٰى أَتَيْنَا مَكَّةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ فَأَتَيْنَاهُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ فِي أَمْرِهِ وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَلَيْسَ بِالدِّينَارِ وَلَا بِالدِّرْهَمِ وَلٰكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔)) (مسند احمد: ۵۳۸۵)

مقروض ہو کر مرا، تو (وہ یاد رکھے کہ) روزِ قیامت درہم و دینار کی ریل پیل نہیں ہوگی، وہاں تو نیکیوں اور برائیوں کا تبادلہ ہو گا۔ جس نے دیدۂ دانستہ باطل کے حق میں جھگڑا کیا وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب میں رہے گا جب تک باز نہیں آتا۔ جس نے مومن پر ایسے جرم کا الزام لگایا جو اس میں نہیں پایا جاتا اسے ''رَدْغَۃُ الْخَبَال'' (جہنمیوں کے پیپ) میں روک لیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ اس بات سے نکل آئے، جو اس نے کہی ہوگی۔''

**فوائد:** ......اگر غیبت کا معنی ومفہوم سمجھنا مقصود ہو تو درج ذیل مثالوں پر غور کریں:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّهُمْ ذَكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا فَقَالُوا: لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُطْعَمَ، وَلَا يَرْحَلُ حَتّٰى يُرْحَلَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْتَبْتُمُوهُ۔)) فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا حَدَّثْنَا بِمَا فِيهِ۔ قَالَ: ((حَسْبُكَ إِذَا ذَكَرْتَ أَخَاكَ بِمَا فِيهِ۔)) ......وہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کرتے ہوئے کہا: وہ اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک اسے کھلایا نہ جائے اور جب تک اُسے سوار نہ کیا جائے وہ سوار بھی نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اُس کی غیبت کی ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے وہی (عیب) بیان کیا ہے جو اس میں موجود ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(کسی کی غیبت کے لیے) تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنے بھائی کے اس (عیب) کا ذکر کرے جو اس میں ہے۔'' (شعب الایمان: ۲/ ۳۰۴)

غور فرمائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کی طبعی سستی اور کاہلی کا ذکر کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی غیبت قرار دیا، معلوم ہوا کہ ہمیں کسی کی عدم موجودگی میں اس کی کسی قسم کی عیب جوئی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَتِ الْعَرَبُ تَخْدِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فِي الْأَسْفَارِ، وَكَانَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَجُلٌ يَخْدِمُهُمَا، فَنَامَا، فَاسْتَيْقَظَا، وَلَمْ يُهَيِّءْ لَهُمَا طَعَامًا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: إِنَّ هٰذَا لَيُوَائِمُ نَوْمَ نَبِيِّكُمْ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَيُوَائِمُ نَوْمَ بَيْتِكُمْ) فَأَيْقَظَاهُ فَقَالَا: ائْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُقْرِئَانِكَ السَّلَامُ، وَهُمَا يَسْتَأْدِمَانِكَ، فَقَالَ: ((أَقْرِئْهُمَا السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمَا أَنَّهُمَا قَدِ ائْتَدَمَا)) فَفَزِعَا، فَجَاءَا إِلَى

النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَعَثْنَا إِلَيْكَ نَسْتَأْدِمُكَ، فَقُلْتَ: قَدِ ائْتَدَمَا۔ فَبِأَيِّ شَيْءٍ ائْتَدَمْنَا؟ قَالَ: ((بِلَحْمِ أَخِيْكُمَا، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرٰى لَحْمَهُ بَيْنَ أَنْيَابِكُمَا۔)) قَالَا: فَاسْتَغْفِرْلَنَا، قَالَ: ((هُوَ فَلْيَسْتَغْفِرْلَكُمَا۔)) ......عرب کے لوگ سفر میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وسیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی تھا جو ان دونوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ (ایک دن) وہ دونوں سوکر بیدار ہوئے تو خادم نے اُن کے لیے کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: یہ خادم تمہارے نبی کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: تمہارے گھر کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ دونوں نے اُسے جگایا اور کہا: تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا اور آپ کو کہہ کہ ابوبکر اور عمر آپ کو سلام کہتے ہیں اور وہ آپ سے سالن طلب کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری طرف سے اُن دونوں کو سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ تم دونوں نے سالن کھا لیا ہے۔ پس ابوبکر وعمر یہ سن کر گھبرا گئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے (فلاں آدمی کو) آپ کی طرف سالن لینے کے لیے بھیجا تھا اور آپ نے فرمایا کہ تم دونوں سالن کھا چکے ہو، (بھلا) ہم نے کس چیز کا سالن کھا لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کے گوشت کا، قسم ہے مجھے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اُس کا گوشت تمہاری کچلیوں کے درمیان دیکھ رہا ہوں۔'' سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہمارے لیے بخشش طلب فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس خادم کو ہی تمہارے لیے بخشش طلب کرنا چاہیے۔''

(مساوىء الأخلاق للخرائطي: ١٨٦، صحيحه: ٢٦٠٨)

اس حدیث میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کے بارے میں، جبکہ وہ سویا ہوا تھا، یہ کہا کہ یہ تو سفر میں بھی گھر والی نیند ہی سوتا ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ پہلے بیدار ہوتا اور ہمارے لیے کھانا تیار کر کے رکھتا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے اس تبصرے کو بھی غیبت شمار کیا۔ آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ''مجھے تمھارے دانتوں میں تمھارے بھائی کا گوشت نظر آ رہا ہے۔'' یہ درج ذیل آیت کے مفہوم کی طرف اشارہ کیا: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (سورۂ حجرات: ١٢) ......''اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے، (بلکہ) تم کو تو اس سے گھن ہوگی۔'' اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخص کی غیبت کی گئی، وہی غیبت کرنے والوں کے لیے بخشش طلب کرے، تا کہ ان کا جرم بے اثر ہو جائے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ النَّمِيْمَةِ
## چغلخوری سے ترہیب کا بیان

(٩٨٨٢)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ ‏ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٩٨٨٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٠٥ (انظر: ٢٣٢٤٧)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ۔)) (مسند احمد: ۲۳۶۳۶) ’’چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔‘‘

**فوائد:** ...... نبی کریم ﷺ نے چغلی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ((نَقْلُ الْحَدِیْثِ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ إِلٰی بَعْضٍ، لِیُفْسِدُوْا بَیْنَھُمْ۔)) ......’’لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لیے بعض کی باتیں بعض کو بیان کرنا۔‘‘ (بیہقی: ۱۰/۲۴۶)

ایک روایت میں ہے: ((اَلنَّمِیْمَۃُ الَّتِیْ تُفْسِدُ بَیْنَ النَّاسِ۔)) ......’’وہ چغلی جو لوگوں کے درمیان فساد برپا کردے۔‘‘

عصرِ حاضر میں ہر کوئی اپنے آپ کو بریٔ الذمہ اور معصوم قرار دے کر دوسرے پر شکوہ کناں نظر آتا ہے، شرعی تقاضا یہ ہے کہ جب بھی ہم کسی شخص کو موضوعِ گفتگو بنانے لگیں تو سوچ لینا چاہیے کہ آخر اس کلام کا مقصد کیا ہے۔ کیا کسی بھائی پر جارحانہ کلام کرنے سے اس کے بارے میں سامعین کے دلوں میں نفرت و کدورت تو پیدا نہیں ہوگی اور اس سے بڑا معاشرتی فساد اور بگاڑ کوئی نہیں ہے کہ ایک آدمی کے بارے میں سوئے ظن پیدا کر دیا جائے۔

چغلی کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۹۸۸۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ؓ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَلَا أُنَبِّئُکُمْ مَا الْعَضْہُ؟ قَالَ: ھِیَ النَّمِیْمَۃُ الْقَالَۃُ بَیْنَ النَّاسِ۔)) وَاَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ یَصْدُقُ، حَتّٰی یُکْتَبَ صِدِّیْقًا، وَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ کَذَّابًا۔)) (مسند احمد: ۴۱۶۰)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’کیا میں تم کو یہ بتلا نہ دوں کہ ’’عَضْہ‘‘ کیا ہے؟ یہ لوگوں کی آپس میں چغلخوری والی باتیں ہیں۔‘‘ نیز محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بیشک آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو سچا لکھ لیا جاتا ہے اور اس طرح بھی ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔‘‘

(۹۸۸۴)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیَّۃِ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَلَا أُخْبِرُکُمْ بِخِیَارِکُمْ؟)) قَالُوْا: بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: ((اَلَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا أُخْبِرُکُمْ بِشِرَارِکُمْ؟ اَلْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِیْمَۃِ، اَلْمُفْسِدُوْنَ بَیْنَ

سیدہ اسماء بنت یزید انصاری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’کیا میں تمہیں تمہارے پسندیدہ لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟‘‘ انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ وہ لوگ ہیں، جن کو دیکھنے سے اللہ یاد آ جاتا ہے۔‘‘ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ’’کیا میں تمہیں تمہارے شریر لوگوں کے بارے میں بتلا دوں؟ یہ وہ

(۹۸۸۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرج مسلم حدیث العضہ: ۲۶۰۶ (انظر: ۴۱۶۰)
(۹۸۸۴) تخریج: حسن بشواھدہ، أخرجہ ابن ماجہ: ۴۱۱۹ (انظر: ۲۷۵۹۹)

الْاَحِبَّةِ، الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ.)) (مسند احمد: ۲۸۱۵۱)

لوگ ہیں جو چغلخور ہیں، ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کے درمیان فساد برپا کرتے ہیں اور (عیوب سے) بری لوگوں کے لیے غلطیاں تلاش کرتے ہیں۔''

(۹۸۸۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: ((اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ.)) قَالَ وَكِيْعٌ: مِنْ بَوْلِهِ، ((وَاَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ.)) (مسند احمد: ۱۹۸۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''بیشک ان کو بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے، ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔''

(۹۸۸٦)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَصْحَابِهِ: ((لَا يُبَلِّغْنِيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِيْ شَيْئًا، فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ، وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ.))، قَالَ: وَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَالٌ، فَقَسَمَهُ، قَالَ: فَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ، وَاَحَدُهُمَا يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ: وَاللّٰهِ! مَا اَرَادَ مُحَمَّدٌ بِقِسْمَتِهِ وَجْهَ اللّٰهِ، وَلَا الدَّارَ الْآخِرَةِ، فَتَثَبَّتُّ، حَتّٰى سَمِعْتُ مَا قَالَا، ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ قُلْتَ لَنَا: ((لَا يُبَلِّغْنِيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِيْ شَيْئًا.)) وَاِنِّيْ مَرَرْتُ بِفُلَانٍ وَفُلَانٍ، وَهُمَا يَقُوْلَانِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَاحْمَرَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَشَقَّ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''کوئی آدمی میرے کسی صحابی کی قابل اعتراض بات مجھ تک نہ پہنچائے، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا سینہ صاف ہو۔'' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال لایا گیا، آپ ﷺ نے اس کو تقسیم کیا، میں دو آدمیوں کے پاس سے گزرا، ان میں سے ایک آدمی دوسرے سے کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! اس تقسیم سے محمد (ﷺ) کا ارادہ نہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے اور نہ آخرت کا گھر، پھر میں نے مزید توجہ کی اور ان کی باتیں سن لیں، پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو ہمیں یہ فرمایا تھا کہ ''کوئی آدمی میرے کسی صحابی کی قابل اعتراض بات مجھ تک نہ پہنچائے۔'' لیکن اب بات یہ ہے کہ میں فلاں فلاں کے پاس سے گزرا اور وہ اس طرح کی باتیں کر رہے تھے، یہ سن کر آپ ﷺ کا چہرہ

---

(۹۸۸۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۸، ومسلم: ۲۹۲ (انظر: ۱۹۸۰)

(۹۸۸٦) تخریج: اسناده ضعیف بهذه السیاقة، ولبعضه شواهد، أخرجه الترمذی: ۳۸۹٦، وأخرجه الی قوله "سلیم الصدر" ابوداود: ٤٨٦٠ (انظر: ۳۷۵۹)

عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((دَعْنَا مِنْكَ فَقَدْ أُوذِيَ مُوْسٰى أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ صَبَرَ۔)) (مسند احمد: ٣٧٥٩)

سرخ ہو گیا اور یہ بات آپ ﷺ پر گراں گزری اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑ دو ہم کو، پس موسی علیہ السلام کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی، لیکن انھوں نے پھر بھی صبر کیا۔''

(٩٨٨٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: تَكَلَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَلِمَةً فِيهَا مَوْجِدَةٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تُقِرَّنِيْ نَفْسِيْ أَنْ أَخْبَرْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَلَوَدِدْتُ أَنِّيْ افْتَدَيْتُ مِنْهَا بِكُلِّ أَهْلٍ وَمَالٍ، فَقَالَ: ((قَدْ آذَوْا مُوْسٰى عَلَيْهِ الصلاة والسلام أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَبَرَ، ثُمَّ أَخْبَرَ أَنَّ نَبِيًّا كَذَّبَهُ قَوْمُهُ، وَشَجُّوْهُ حِيْنَ جَاءَهُمْ بِأَمْرِ اللّٰهِ، فَقَالَ: وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٤٣٣١)

(دوسری سند) ایک انصاری آدمی نے ایسی بات کی کہ جس سے پتہ چل رہا تھا کہ اس نے آپ ﷺ کی کوئی بات محسوس کی ہوئی ہے، (بات اتنی سخت تھی کہ) میرا نفس مجھ پر قابو نہ پا سکا اور میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ کر دیا، میں نے تو چاہا کہ اس بات کے فدیے میں اپنا سارا اہل و مال قربان کر دوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں نے موسی علیہ السلام کو اس سے زیادہ ایذا دی، لیکن انھوں نے صبر کیا، پھر آپ ﷺ نے بتایا کہ ایک نبی کو اس کی قوم نے جھٹلایا اور جب وہ اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر ان کے پاس آیا تو انھوں نے اس کو زخمی کر دیا، اب وہ اپنے چہرے سے خون صاف کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ یہ دعا کر رہا تھا: اے اللہ! میری قوم کو بخش دے، کیونکہ وہ جانتے نہیں ہیں۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الْكَذِبِ

## جھوٹ سے ترہیب کا بیان

(٩٨٨٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَذَّابًا۔)) (مسند احمد: ٣٦٣٨)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو، پس بیشک جھوٹ برائیوں کی طرف لے جاتا ہے اور برائیاں جہنم کی طرف لے جاتی ہیں اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کو تلاش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔''

**فوائد:** ...... جھوٹ منافقانہ روش ہے، اس کا انجام جھوٹے آدمی سے نفرت کی صورت میں نکلتا ہے۔ جہاں صدق و صفا جیسے خصائل جنت کا سبب بنتے ہیں، وہاں جھوٹ اور دروغ گوئی جیسی قبیح عادتیں متعلقہ بندے کو اللہ تعالیٰ

---

(٩٨٨٧) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٤٣٣١)

(٩٨٨٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٩٤، ومسلم: ٢٦٠٧ (انظر: ٣٦٣٨)

کے ہاں بحیثیت کذاب پیش کرتی ہیں۔

جھوٹ اس لحاظ سے ایک ممتاز گناہ ہے کہ یہ جھوٹے آدمی کو کئی معصیتوں اور نافرمانیوں پر آمادہ کرتا ہے، جھوٹا آدمی وعدہ خلافیاں کر کے متعلقہ بندے کو اپنی مجبوریوں کی جھوٹی کہانیاں سنا کر مطمئن کر دے گا اور ایسے شخص کو بندوں سے متعلقہ کوئی گناہ کرتے وقت ندامت یا فکر نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں اپنے آپ کو معصوم ظاہر کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

جھوٹ جیسے گناہ کی سنگینی کا اندازہ اس کی وجہ سے ہونے والے عذاب سے ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک طویل خواب سنایا، اس میں آپ ﷺ کو رحمت ونعمت اور عذاب وعقاب کے مختلف مناظر دکھائے گئے، اس خواب کا ایک اقتباس یہ ہے: ((وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِیْ اَتَیْتَ عَلَیْهِ یُشَرْشَرُ شِدْقُهُ اِلٰی قَفَاهُ وَمَنْخَرُهُ اِلٰی قَفَاهُ وَعَیْنُهُ اِلٰی قَفَاهُ، فَاِنَّهُ الرَّجُلُ یَغْدُوْ مِنْ بَیْتِهٖ فَیَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ۔)) ......''اور وہ آدمی جس کے پاس سے آپ گزرے، جس کے جبڑے نتھنے اور اس کی آنکھ کو اس کی گدی تک چیرا جا رہا تھا، یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا ہے اور ایسا جھوٹ بولتا ہے، جو دنیا کے کناروں تک پھیل جاتا ہے۔'' (صحیح بخاری) عَافَانَا اللّٰهُ تَعَالٰی۔

(۹۸۸۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: مَاكَانَ خُلُقٌ اَبْغَضَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْكَذِبِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ یَكْذِبُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْكَذِبَةَ فَمَا یَزَالُ فِیْ نَفْسِهِ عَلَیْهِ حَتّٰی یَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً۔ (مسند احمد: ۲۵۶۹۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صحابہ کرام کے ہاں سب سے ناپسندیدہ وصف جھوٹ بولنا تھا، جب کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس جھوٹ بول دیتا، تو آپ ﷺ کے دل میں اس وقت تک اس چیز کا احساس رہتا، جب تک آپ ﷺ کو یہ علم نہ ہو جاتا کہ اس شخص نے اس گناہ سے توبہ کر لی ہے۔

(۹۸۹۰)۔ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَدَّثَ بِحَدِیْثٍ وَهُوَ یَرٰی اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبَیْنِ۔)) وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: ((فَهُوَ اَحَدُ الْكَذَّابَیْنِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۴۲۹)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی بات بیان کی، جبکہ اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک ہوگا۔''

**فوائد:**......کوئی بھی بات بیان کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ سچی ہو اور خیر پر مشتمل ہو۔

---

(۹۸۸۹) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابن حبان: ۵۷۳۶ (انظر: ۲۵۱۸۳)

(۹۸۹۰) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۶۶۲ (انظر: ۱۸۲۴۰)

(۹۸۹۱)۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَی الْخَلَالِ کُلِّهَا، اِلَّا الْخِیَانَةَ، وَالْکَذِبَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۵۲۳)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن ہر قسم کے فعل کا عادی بن سکتا ہے، ما سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔''

**فوائد:** ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مؤمن کے اندر ہر قسم کے شرّ اور خیر کا معاملہ ہو سکتا، ما سوائے خیانت اور جھوٹ کے، یعنی یہ دو گناہ مومن کے شایانِ شان نہیں ہیں، سو ہر صورت میں اس کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۹۸۹۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ ، اَنَّ اِمْرَاَةً جَاءَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَّ لِیْ زَوْجًا وَلِیْ ضَرَّةٌ، وَاِنِّیْ اَتَشَبَّعُ مِنْ زَوْجِیْ اَقُوْلُ: اَعْطَانِیْ کَذَا، وَکَسَانِیْ کَذَا، وَهُوَ کَذِبٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ۔)) (مسند احمد: ۲۵۸۵٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خاوند ہے اور میری ایک سوکن بھی ہے، میں اپنے خاوند کے بارے میں یوں اظہار کرتی ہوں کہ اس نے مجھے فلاں چیز دی ہے، اس نے مجھے اس طرح کا کپڑا لا کر دیا ہے، تو کیا یہ جھوٹ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو جو چیز نہ دی گئی ہو، لیکن پھر بھی وہ اس کے دیئے جانے کا اظہار کرے تو وہ اس شخص کی طرح ہو گا، جس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن رکھے ہوں۔''

**فوائد:** ..... جھوٹ کے دو کپڑے پہننے سے مراد یہ ہے کہ گویا جھوٹ نے اس بندے کے سارے بدن کو ڈھانپ لیا ہے، وہ اپنے حق میں ایسی چیز کا اظہار کر رہا ہے، جو اس کی نہیں ہے۔

(۹۸۹۳)۔ عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((کَبُرَتْ خِیَانَةً تُحَدِّثُ اَخَاكَ حَدِیْثًا هُوَ لَكَ مُصَدِّقٌ وَاَنْتَ بِهٖ کَاذِبٌ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۸۵)

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایک بات کرے اور وہ تیری تصدیق کرنے والا ہو، جبکہ تو اس کے ساتھ جھوٹ بولنے والا ہو۔''

**فوائد:** ......کسی آدمی کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانی چاہیے۔

---

(۹۸۹۱) تخریج: اسناده ضعیف لابهام الواسطة بین الاعمش وابی امامة، أخرجه ابن ابی شیبة: ۸/ ۵۹۳ (انظر: ۲۲۱۷۰)

(۹۸۹۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۲۹ (انظر: ۲۵۳٤۰)

(۹۸۹۳) تخریج: اسناده ضعیف جدًا من اجل عمر بن هارون، وقد تابعه علیه الولید بن مسلم، وهو وان کان ثقة، الا انه یدلس تدلیس التسویة، وقد عنعنه، أخرجه ابوداود: ٤۹۷۱ (انظر: ۱۷٦۳۵)

(۹۸۹۴)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ قَالَتْ اِحْدَانَا لِشَيْءٍ تَشْتَهِيْهِ: لَا اَشْتَهِيْهِ، يُعَدُّ ذٰلِكَ كَذِبًا؟ قَالَ: ((اِنَّ الْكَذِبَ يُكْتَبُ كَذِبًا حَتّٰى تُكْتَبَ الْكُذَيْبَةُ كُذَيْبَةً۔)) (مسند احمد: ۲۸۰۱۹)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی کسی چیز کو چاہتی تو ہو، لیکن وہ اس کے بارے میں کہے کہ وہ نہیں چاہتی، تو کیا اس کو بھی جھوٹ لکھا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے، یہاں تک کہ چھوٹے جھوٹ کو چھوٹا جھوٹ لکھا جاتا ہے۔''

## ذِكْرُ أُنَاسٍ اتُّصِفُوا بِالْكَذِبِ
## ان لوگوں کا بیان، جن کو جھوٹا قرار دیا گیا ہے

(۹۸۹۵)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَكْذَبُ النَّاسِ، اَوْ مِنْ اَكْذَبِ النَّاسِ الصَّوَّاغُوْنَ وَالصَّبَّاغُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۷۹۰۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے بڑے جھوٹے سنار اور رنگ ساز ہیں۔''

(۹۸۹۶)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَكْذَبُ النَّاسِ الصُّنَّاعُ)) (مسند احمد: ۹۲۸۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹا کاریگر اور ہنر مند ہوتا ہے۔''

**فوائد:** ...... سینگی لگانے والے، قصاب، سنار، کاریگر، رنگ ساز اور دوسرے ہنر مند لوگوں کے پیشے جائز اور درست ہیں، ان کو ناپسندیدہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ سینگی لگانے والے اور قصاب کو گندے امور میں ملوث رہنا پڑتا ہے اور دوسرے پیشوں اور صنعتوں والوں کی اکثریت دھوکہ اور ملاوٹ کرتی ہے اور ان کا معاملہ ''ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور'' کا مصداق ہوتا ہے۔

## فَصْلٌ فِيْمَا يُبَاحُ مِنَ الْكَذِبِ
## ان امور کا بیان، جن میں جھوٹ بولنا جائز ہوتا ہے

(۹۸۹۷)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّهَا سَمِعَتْ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۹۸۹۴) تخریج: اسناده ضعيف، ابو شداد في عداد المجهولين (انظر: ۲۷۴۷۱)

(۹۸۹۵) تخريج: اسناده ضعيف، فرقد السبخي ضعيف، واحاديثه مناكير، أخرجه ابن ماجه: ۲۱۵۲ (انظر: ۷۹۲۰)

(۹۸۹۶) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوي عن ابي هريرة (انظر: ۹۲۹۶)

(۹۸۹۷) تخريج: صحيح دون الشطر الاول اى قوله "يا ايها الذين آمنوا ...... في النار" ودون قوله "ليرضيها"، أخرجه الترمذي: ۱۹۳۹ (انظر: ۲۷۵۷۰)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَقُوْلُ : ((يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا، مَا يَحْمِلُكُمْ عَلٰى أَنْ تَتَابَعُوْا فِي الْكَذِبِ كَمَا يَتَتَابَعُ الْفَرَاشُ فِي النَّارِ ، كُلُّ الْكَذِبِ يُكْتَبُ عَلَى ابْنِ آدَمَ إِلَّا ثَلَاثَ خِصَالٍ ، رَجُلٌ كَذَبَ عَلَى امْرَأَتِهِ لِيُرْضِيَهَا ، أَوْ رَجُلٌ كَذَبَ فِي خَدِيْعَةِ حَرْبٍ ، أَوْ رَجُلٌ كَذَبَ بَيْنَ امْرَأَيْنِ مُسْلِمَيْنِ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمَا.)) (مسند احمد: ۲۸۱۲۲)

نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم لوگوں کو کون سی چیز اس طرح لگا تار جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتی ہے، جیسے پتنگے لگا تار آگ میں گرنا شروع ہو جاتے ہیں، ابن آدم پر اس کے ہر جھوٹ کو لکھ لیا جاتا ہے، ماسوائے تین امور کے، (۱) وہ خاوند جو اپنی بیوی سے جھوٹ بولتا ہے، تاکہ اس کو راضی رکھے، (۲) وہ آدمی جو جنگ میں دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اور (۳) وہ آدمی جو دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔''

**فوائد:** ......امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: جھوٹ یقیناً ایک جرم ہے، تاہم بعض صورتوں میں جائز ہے، لیکن اس کی چند شرطیں ہیں، خلاصۂ تفصیل یہ ہے: مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ کلام ہے، ہر وہ مقصد جو پسندیدہ ہو اور اسے جھوٹ کے بغیر حاصل کرنا ممکن ہو، اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ بولے بغیر اس کا حصول ناممکن ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اگر مقصود کا حاصل کرنا مباح اور جائز ہو تو جھوٹ بولنا بھی مباح ہوگا اور اگر مقصود واجب ہوگا، تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہوگا ، جیسے ایک ظالم کسی مسلمان کو قتل کرنا یا اس کا مال چھیننا چاہتا ہے اور وہ اپنا جان و مال بچانے کے لیے چھپ جاتا ہے۔ اگر اسے تلاش کرنے کے لیے اس کے بارے میں علم رکھنے والے فرد سے پوچھا جائے تو اس کا جھوٹ بولنا واجب ہے، تاکہ مظلوم مسلمان کے جان و مال کو بچایا جا سکے، یہی معاملہ امانت کا ہے۔ بہر حال اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ توریہ کرنا ہے، توریے کا مطلب یہ ہے کہ جواب دیتے وقت ایسی ذو معنی گفتگو کی جائے ، جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی اور کلام کرنے والا اپنی گفتگو سے صحیح مقصود کی نیت کرے۔ (ریاض الصالحین: باب بیان ما یجوز من الکذب) مثلا: مذکورہ بالا صورت میں جب مظلوم مسلمان کی بابت دریافت کیا جائے تو وہ جواب دے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ یہ توریہ ہے جس کے ظاہری مفہوم سے پوچھنے والے کو دھوکہ ہو رہا ہے اور اس کا باطنی مفہوم درست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حدیثِ مبارکہ میں تین مقامات پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے، بسا اوقات اگر ان تین مقامات پر خلافِ واقعہ بات نہ کی جائے تو بہت زیادہ نقصان ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

معاشرے کو باہمی بغض وعناد اور جنگ و جدل سے بچانے کے لیے صلح کروانا ضروری ہے، لیکن صلح کروانے والے افراد جانتے ہیں کہ دوریوں کو قربتوں میں بدلنے کے لیے اور بغض وعناد کا زنگ اتارنے کے لیے جھوٹ بولنا پڑتا ہے، ہر فریق کے سامنے اس کی طرفداری کرنا پڑتی ہے، ہر فریق کے سامنے دوسرے فریق کے حوالے سے خلافِ حقیقت باتیں کرنا پڑتی ہیں۔ لیکن شریعت نے عظیم مقصد کو پانے کے لیے چھوٹے گناہ کو جائز قرار دیا ہے۔

یہی معاملہ جنگ کا ہے کہ کہاں جانا ہے؟ کیوں جانا ہے؟ کب جانا ہے؟ کتنا ساز وسامان لے کر جانا ہے؟ کون سا راستہ اختیار کرنا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اگر سب حقائق واضح کر دیے جائیں تو دشمنانِ اسلام جاسوسی کے ذریعے اسلام اور اہل اسلام دونوں کو زبردست مالی اور جانی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور دوسری بات یہ بھی کہ اگر ساری حقیقت کھول دی جائے تو بعض مجاہدین بزدلی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

رہا مسئلہ میاں بیوی کا، تو ان کے گھر کے معاملات کی اہمیت کسی مملکت کے امور سے کم نہیں ہے، معاشرتی زندگی میں ایسے موڑ بھی آ جاتے ہیں، جہاں ازدواجی تعلق برقرار رکھنے یا خوشگوار رکھنے یا اولاد کی خاطر خلافِ واقعہ بات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ تاہم ان رخصتوں کا مطلب یہ نہیں کہ علی الاطلاق جھوٹ بولنے کی رخصت نکال لی جائے۔

جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے اور کبیرہ گناہ ہے، جواز کی صورتیں پیدا کرنے والوں کو محتاط رہنا چاہئے۔ واللہ اعلم

گھروں کے سربراہوں کو متوجہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھروں کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لیے جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے، اس رخصت سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ میاں بیوی کے آپس کے تعلقات کا اچھا ہونا انتہائی ضروری ہے، وگرنہ گھر کے ماحول میں فساد رہے گا اور بچے صحیح تربیت سے محروم رہیں گے۔

(۹۸۹۸)۔ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، اَنَّ اُمَّہُ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِنْتَ عُقْبَۃَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّہَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ فَیَنْمِیْ خَیْرًا، اَوْ یَقُوْلُ خَیْرًا۔)) وَقَالَتْ: لَمْ اَسْمَعْہُ یُرَخِّصُ فِیْ شَیْءٍ مِمَّا یَقُوْلُ النَّاسُ اِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ، فِیْ الْحَرْبِ، وَالْاِصْلَاحِ بَیْنَ النَّاسِ، وَحَدِیْثِ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَہُ، وَحَدِیْثِ الْمَرْاَۃِ زَوْجَہَا، وَکَانَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَۃَ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ اللَّاتِیْ بَایَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۱۵)

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جھوٹا نہیں ہے، جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور خیر کو آگے پہنچاتا ہے یا اچھی بات کرتا ہے۔“ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو گفتگو میں جھوٹ بولنے کی رخصت دی ہو، ماسوائے تین امور کے، جنگ میں، لوگوں کے مابین اصلاح کرتے وقت اور خاوند کا اپنی بیوی اور بیوی کا اپنے خاوند سے گفتگو کرتے وقت۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان مہاجر خواتین میں سے تھیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔

---

(۹۸۹۸) تخریج: حدیث صحیح دون قولہ: قالت: ولم اسمعہ یرخص فی شیء ...... فالصواب انہا زیادۃ مدرجۃ من کلام الزہری، بُیِّن ذالک فی روایۃ مسلم، أخرج المرفوع منہ البخاری: ۲۶۹۲، ورواہ مسلم: ۲۶۰۵ و بین أن العبارۃ المدرجۃ ہی من کلام الزہری (انظر: ۲۷۲۷۲)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالتَّغْلِيْظِ فِيْ ذٰلِكَ

## رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے سے ترہیب اور اس بارے میں سختی کا بیان

(۹۸۹۹)۔ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَهُوَ فِيْ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۳۲٦)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر جھوٹ بولا، پس وہ آگ میں ہو گا۔''

**فوائد:** ...... نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولنا عام جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا شریعت سے متعلقہ کلام وحی ہوتا ہے، جو دراصل اللہ تعالیٰ کی منشا ہوتی ہے، کیونکہ شریعت سازی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، لیکن جب جھوٹی بات نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کی جائے گی تو یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑنے کے مترادف جرم ہو گی اور اس سے شریعت سازی لازم آئے گی، جو کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ بہر حال نبی کریم پر جھوٹ بولنے سے کئی مفاسد لازم آتے ہیں۔

(۹۹۰۰)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا يَمْنَعُنِيْ اَنْ اُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَّا اَكُوْنَ اَوْعَى اَصْحَابِهِ عَنْهُ، وَلٰكِنِّيْ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالَمْ اَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) وَقَالَ حُسَيْنٌ: اَوْعَى صَحَابَتِهِ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ٤٦٩)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ کی احادیث بیان کرنے سے روکنے والی چیز یہ نہیں ہے کہ میں احادیث کو بہت زیادہ یاد رکھنے والے صحابہ میں سے نہیں ہوں، اصل بات یہ ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جس نے مجھ پر وہ بات کہی، جو میں نے نہ فرمائی ہو تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تیار کر لے۔''

(۹۹۰۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّاْ بَيْتًا فِيْ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۵۰۷)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا گھر جہنم میں تیار کر لے۔''

(۹۹۰۲)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ۔)) (مسند احمد: ٦٣٠)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر جھوٹ نہ بولا کرو، پس بیشک جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا، وہ آگ میں داخل ہو گا۔''

---

(۹۸۹۹) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۲۵۹، ومتن الحديث متواتر (انظر: ۳۲٦)

(۹۹۰۰) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ۳۸۳، والطيالسي: ۸۰ (انظر: ٤٦٩)

(۹۹۰۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۹۰۲) تخريج: أخرجه البخاري: ١٠٦ (انظر: ٦٣٠)

(۹۹۰۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ حَدِيْثًا يَرٰى اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَكْذَبُ الْكَاذِبَيْنِ۔)) (مسند احمد: ۹۰۳)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ سے کوئی حدیث بیان کی، جبکہ اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سب سے بڑا جھوٹا ہوگا۔''

(۹۹۰٤)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ: مَالِيْ لَا اَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اَسْمَعُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَفُلَانًا وَفُلَانًا؟ قَالَ: اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُفَارِقْهُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ، وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ عَنْهُ كَلِمَةً: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱٤۱۳)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ سے احادیث بیان کرتے نہیں سنتا، جیسا کہ ابن مسعود اور فلاں فلاں لوگ بیان کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: خبردار! میں اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے جدا نہیں ہوا، اصل بات یہ ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے ایک یہ حدیث سنی تھی: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔''

(۹۹۰۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الَّذِيْ يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنٰى لَهُ بَيْتٌ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٦۳۰۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے آگ میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔''

(۹۹۰٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَالَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۵۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر وہ بات کہی، جو میں نے نہ فرمائی ہو، وہ آگ میں اپنا ٹھکانہ تیار کر لے۔''

(۹۹۰۷)۔ عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ، وَحَمَّادُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ، وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ سَمِعُوْا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۱٤۰۰٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تیار کر لے۔''

---

(۹۹۰۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۹۰٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۰۷ (انظر: ۱٤۱۳)

(۹۹۰۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البزار: ۲۱۰ (انظر: ٦۳۰۹)

(۹۹۰٦) تخريج: حديث متواتر، وهذا اسناد حسن، أخرجه ابن ماجه: ۳٤ (انظر: ۱۰۵۱۳)

(۹۹۰۷) تخريج: حديث صحيح متواتر، أخرجه ابويعلى: ۲۹۰۹، والدارمي: ۲۳٦ (انظر: ۱۳۹٦۱)

(۹۹۰۸)۔ عَنْ مُسْلِمٍ مَوْلٰی خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ، اَنَّ خَالِدَ بْنَ عُرْفُطَةَ، قَالَ: اَلْمُخْتَارُ هٰذَا رَجُلٌ كَذَّابٌ وَلَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنْ جَهَنَّمَ۔)) (مسند احمد: ۲۲۸٦۸)

سیدنا خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: یہ مختار جھوٹا آدمی ہے اور تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔''

(۹۹۰۹)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ كِذْبَةً مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَضْجَعًا مِنَ النَّارِ، اَوْ بَيْتًا فِيْ جَهَنَّمَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵٦۱)

سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر ایک دفعہ جھوٹ بولا، پس وہ اپنا ٹھکانہ آگ سے یا گھر جہنم میں تیار کر لے۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمِزَاحِ وَالتَّرْهِيْبِ مِنَ الْكَذِبِ فِيْهِ
## مذاق کا بیان، نیز اس میں جھوٹ بولنے سے ترہیب کا بیان

(۹۹۱۰)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ الْعَبْدُ الْاِيْمَانَ كُلَّهُ حَتّٰى يَتْرُكَ الْكَذِبَ مِنَ الْمُزَاحَةِ، وَيَتْرُكُ الْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا۔)) (مسند احمد: ۸٦۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اس وقت تک کامل ایمان تک نہیں پہنچ سکتا، جب تک مذاق میں جھوٹ بولنے کو اور جھگڑنے کو ترک نہ کر دے، اگر چہ وہ اس جھگڑے میں سچا ہی کیوں نہ ہو۔''

**فوائد:** ...... مذاق میں جھوٹ بولنا بھی جرم ہے، درج ذیل حدیث میں اس جرم کو چھوڑنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَنَا زَعِيْمُ بَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحاً وَبَيْتٍ فِيْ أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ۔)) ...... ''میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں، جس نے حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دیا (اور اپنے حق سے دستبردار ہو گیا) اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں

---

(۹۹۰۸) تخریج: متن هذا الحديث متواتر، واسناده ضعيف لجهالة مسلم مولى خالد، أخرجه ابن ابى شيبة: ۸/ ۷٦۰، وابويعلى: ٦۸٦۸، والحاكم: ۳/ ۲۸۰ (انظر: ۲۲۵۰۱)

(۹۹۰۹) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۱٤۳٦ (انظر: ۱۵٤۸۲/ ۱)

(۹۹۱۰) تخريج: اسناده ضعيف، مكحول لم يسمع من ابى هريرة، ومنصور بن آذين مجهول (انظر: ۸٦۳۰)

ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے مزاح کے طور پر بھی جھوٹ نہیں بولا اور اس شخص کے لیے جنت کے بلند ترین حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہوا۔'' (ابوداود: ۴۸۰۰)

(۹۹۱۱)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَ لِصَبِيٍّ: تَعَالَ هَاكَ، ثُمَّ لَمْ يُعْطِهِ فَهِيَ كَذْبَةٌ۔)) (مسند احمد: ۹۸۳۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے بچے سے کہا: اِدھر آ اور یہ چیز لے لے، پھر اس کو وہ چیز نہیں دی تو یہ جھوٹ ہوگا۔''

(۹۹۱۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، اَنَّهُ قَالَ: اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِنَا، وَاَنَا صَبِيٌّ، قَالَ: فَذَهَبْتُ اَخْرُجُ لِاَلْعَبَ فَقَالَتْ اُمِّيْ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! تَعَالَ اُعْطِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَا اَرَدْتِ اَنْ تُعْطِيَهُ؟)) قَالَتْ: اُعْطِيْهِ تَمْرًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَا اِنَّكِ لَوْ لَمْ تَفْعَلِي كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذْبَةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۹۳)

سیدنا عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ہمارے گھر میں تشریف لائے، میں اس وقت بچہ تھا، جب میں کھیلنے کے لیے جانے لگا تو میری ماں نے کہا: اے عبد اللہ! ادھر آ، میں تجھے کچھ دینا چاہتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس کو کیا دینے کا ارادہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: میں اس کو کھجور دوں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے اس کو کچھ نہ دینا ہوتا تو یہ تیرا ایک جھوٹ لکھ لیا جاتا۔''

**فوائد:**...... ماں کی گود بچے کی پہلی تعلیم گاہ اور تربیت گاہ ہے، اسی ادارے میں فطرتیں سنورتی یا بگڑتی ہیں، اگر چہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، لیکن آپ ﷺ نے اس فطرت کے تحفظ کے لیے اتنے سخت اقدامات کیے کہ جھوٹ کی حقیقت سے ناواقف بچے کے ساتھ جھوٹ بولنے کو بھی جرم قرار دیا، اسی فطرت کو سالم رکھنے کے لیے بچے کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، غور فرمائیں کہ ہمارے ہاں دس سال کی عمر کے بچے پر نماز فرض نہیں ہوتی، کیونکہ وہ نابالغ ہوتا ہے، لیکن یہ اس کی فطرت کے حفاظتی اقدامات کے تقاضے ہیں کہ نبی مہربان ﷺ نے دس برس کی عمر کے بعد بچے کو نماز کی عدمِ ادائیگی پر زدوکوب کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ان نبوی سنہری اصولوں کی روشنی میں اپنے بچوں کے قلوب واذہان کی تعمیر کریں۔

(۹۹۱۳)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَيْلٌ

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کے لیے ہلاکت ہے، جو لوگوں سے بات

---

(۹۹۱۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ۹۸۳٦)

(۹۹۱۲) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ٤٩٩١ (انظر: ۱۵۷۰۲)

(۹۹۱۳) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤٩٩٠ (انظر: ۲۰۰۲۱)

لِلَّذِیْ یُحَدِّثُ الْقَوْمَ ثُمَّ یَکْذِبُ لِیُضْحِکَهُمْ، وَیْلٌ لَهُ وَوَیْلٌ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٢٧٠)

کرتا ہے اور ان کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

**فوائد:** ......عوام تو کجا، خواص بھی مذاق میں جھوٹ بولنے اور جھوٹے واقعات بیان کرنے سے اجتناب نہیں کرتے، جبکہ بڑی وعید بیان کی گئی ہے۔

(٩٩١٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ یُضْحِکُ بِهَا جُلَسَائَهُ یَهْوِیْ بِهَا اَبْعَدَ مِنَ الثُّرَیَّا۔)) (مسند احمد: ٩٢٠٩)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ایک آدمی اپنے ہم مجلسوں کو ہنسانے کے لیے ایسی بات کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے ثریا ستارے سے بھی دور تک جا گرتا ہے۔''

(٩٩١٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ الرَّجُلَ یَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ لَا یَرٰی بِهَا بَاْسًا، یَهْوِیْ بِهَا سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فِی النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٧٢١٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ایک آدمی ایسی بات کرتا ہے، جبکہ وہ اس میں حرج بھی محسوس نہیں کرتا، لیکن اس کی وجہ سے آگ میں ستر سال کی مسافت تک گر جاتا ہے۔''

(٩٩١٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَالِثٍ) یَرْفَعُهَا ((اِنَّ الْعَبْدَ یَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ یَزِلُّ بِهَا فِی النَّارِ، اَبْعَدَ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔)) (مسند احمد: ٨٩٠٩)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آدمی ایسی بات کر جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے پھسل کر آگ میں اتنی دوری تک چلا جاتا ہے، جتنی مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے۔''

**فوائد:** ......لوگ مذاق میں ایک دوسرے کو غلیظ گالیاں نکالتے ہیں، ایک دوسرے کو عیسائی، یہودی اور کراڑ تک کہہ دیتے ہیں اور سنتوں کا مذاق کرتے ہیں۔

مسلمان کو چاہیے کہ وہ سنجیدگی اختیار کرے اور شریعت نے تفریح کے اسباب کی جتنی اجازت دی ہے، ان ہی پر اکتفا کرے۔

(٩٩١٧)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ،

سیدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

---

(٩٩١٤) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابن حبان: ٥٧١٦ (انظر: ٩٢٢٠)

(٩٩١٥) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ٢٣١٤ (انظر: ٧٢١٥)

(٩٩١٦) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٩٨٨ (٨٩٢٣)

(٩٩١٧) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی اسرائیل (انظر: ١١٣٣١)

یَرْفَعُهُ، قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يُرِيْدُ بِهَا بَأْسًا، اِلَّا لِيُضْحِكَ بِهَا الْقَوْمَ فَاِنَّهُ لَيَقَعُ مِنْهَا اَبْعَدَ مِنَ السَّمَاءِ۔)) (مسند احمد: ١١٣٥١)

نے فرمایا: ''بیشک ایک آدمی ایک بات کرتا ہے، وہ اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا، اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو ہنسائے، پس وہ اس کی وجہ سے آسمان تک کی مسافت سے بھی دور تک جا گرتا ہے۔''

(٩٩١٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ ﷺ، قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِیْ ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ: ((عَلَامَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَايَفْعَلُ۔)) (مسند احمد: ١٦٣٢٤)

سیدنا عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور پھر لوگوں کو گوز مار کر ہنسنے کے بارے میں وعظ کیا اور فرمایا: ''تم میں سے ایک آدمی اس چیز پر کیوں ہنستا ہے، جو وہ خود بھی کرتا ہے۔''

**فوائد:** ......خاص طور پر جب کسی کی نادانستہ طور پر ہوا خارج ہو جائے، تو ہم مجلس ایسی سنجیدگی اختیار کریں کہ یوں لگے کہ ان کو اس حرکت کا علم ہی نہیں ہوا، تا کہ متعلقہ بندے کو شرمندگی نہ ہو۔

(٩٩١٩)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔))، قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ: فَاِنَّكَ تُدَاعِبُنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔)) (مسند احمد: ٨٤٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں صرف حق ہی کہتا ہوں۔'' بعض صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک آپ بھی ہمارے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں صرف حق ہی کہتا ہوں۔''

**فوائد:** ......اگر بسا اوقات اور مخصوص مواقع پر میانہ روی کے ساتھ ہنسی مذاق کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہو گا، لیکن اگر اس میں افراط اختیار کیا اور حد سے بڑھا جائے تو ایسا کرنے والوں کا رعب اور جمال ختم ہو جاتا ہے، دل پر مردہ پن غالب آ جاتا ہے، بیوقوفوں کو جرأت ملتی ہے اور نتیجہ شرّ کے علاوہ کچھ نہیں ملتا، کہنے والے نے کیا خوب کہا:

أُهَازِلُ حَيْثُ الْهَزْلُ يَحْسُنُ بِالْفَتٰى وَاِنِّیْ اِذْ اَجِدُ الرِّجَالَ لَذُوْ جِدٍّ

''میں اس وقت مذاق کر لیتا ہوں، جب نوجوان کو مذاق اچھا لگتا ہے۔ لیکن جب میں مردوں کو پاتا ہوں تو سنجیدگی والا ہوتا ہوں۔''

بسا اوقات نبی کریم ﷺ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہنسی مذاق کر رہے ہیں، لیکن اس وقت بھی آپ ﷺ سچ کے دائرے سے نہیں نکلتے تھے، جیسا کہ اگلی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(٩٩١٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨٥٥ (انظر: ١٦٢٢٣)

(٩٩١٩) تخريج: اسناده قوى، أخرجه البيهقى: ١٠/ ٢٤٨ (انظر: ٨٤٨١)

(۹۹۲۰)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَحْمَلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّا حَامِلُوْكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ۔)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ نَاقَةٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلَ اِلَّا النُّوْقُ۔)) (مسند احمد: ۱۳۸۵۳)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے سواری طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اوہو، اونٹوں کو اونٹنیاں ہی جنم دیتی ہیں۔''

(۹۹۲۱)۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ؓ، اَنَّ اَبَا بَكْرٍ خَرَجَ تَاجِرًا اِلٰى بُصْرٰى، وَمَعَهُ نُعَيْمَانُ وَسُوَيْبِطُ بْنُ حَرْمَلَةَ، وَكِلَاهُمَا بَدْرِيٌّ، وَكَانَ سُوَيْبِطُ عَلَى الزَّادِ، فَجَاءَهُ نُعَيْمَانُ فَقَالَ: اَطْعِمْنِيْ، فَقَالَ: لَا، حَتّٰى يَاْتِيَ اَبُوْبَكْرٍ، وَكَانَ نُعَيْمَانُ رَجُلًا مِضْحَاكًا مَزَّاحًا، فَقَالَ: لَاُغِيْظَنَّكَ، فَجَاءَ اِلٰى اُنَاسٍ جَلَبُوْا ظَهْرًا، فَقَالَ: ابْتَاعُوْا مِنِّيْ غُلَامًا عَرَبِيًّا فَارِهًا، وَهُوَ ذُوْ لِسَانٍ، وَلَعَلَّهُ يَقُوْلُ: اَنَا حُرٌّ، فَاِنْ كُنْتُمْ تَارِكِيْهِ لِذٰلِكَ فَدَعُوْنِيْ، لَا تُفْسِدُوْا عَلَيَّ غُلَامِيْ، فَقَالُوْا: بَلْ نَبْتَاعُهُ مِنْكَ بِعَشْرِ قَلَائِصَ، فَاَقْبَلَ بِهَا يَسُوْقُهَا، وَاَقْبَلَ بِالْقَوْمِ حَتّٰى عَقَلَهَا، ثُمَّ قَالَ لِلْقَوْمِ: دُوْنَكُمْ هُوَ هٰذَا، فَجَاءَ الْقَوْمُ، فَقَالُوْا: قَدِ اشْتَرَيْنَاكَ، قَالَ سُوَيْبِطُ: هُوَ كَاذِبٌ اَنَا رَجُلٌ حُرٌّ، فَقَالُوْا: قَدْ اَخْبَرَنَا خَبَرَكَ وَطَرَحُوْا الْحَبْلَ فِيْ رَقَبَتِهِ، فَذَهَبُوْا بِهِ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَخْبَرَ،

سیدہ ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر ؓ تجارت کی غرض سے بصری کی طرف نکلے، سیدنا نعیمان اور سیدنا سویبط ؓ بھی ان کے ساتھ تھے، یہ دونوں بدری صحابی تھے، زادِ سفر سیدنا سویبط ؓ کے پاس تھے، سیدنا نعیمان ؓ ان کے پاس آئے اور کہا: مجھے کھانا کھلاؤ، انھوں نے کہا: جی نہیں، یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر ؓ آ جائیں۔ سیدنا نعیمان بہت زیادہ ہنسانے والے اور مذاق کرنے والے آدمی تھے، پس انھوں نے کہا: میں تجھے ضرور ضرور غصہ دلاؤں گا، پس وہ ایسے لوگوں کے پاس گئے جو سواریاں لے کر جا رہے تھے اور ان سے کہا: تم لوگ مجھ سے ایک پھرتیلا اور چست عربی غلام خرید لو، البتہ وہ زبان دراز ہے، ممکن ہے کہ وہ یہ کہے کہ وہ تو آزاد شخص ہے، اگر اس کی اس بات کی وجہ سے تم نے اس کو چھوڑ دینا ہے تو پھر سودا ہی رہنے دو اور مجھ پر میرے غلام کو خراب نہ کرو، انھوں نے کہا: نہیں، بلکہ ہم تجھ سے دس اونٹنیوں کے عوض خریدیں گے، پس سیدنا نعیمان ؓ اس ساتھی کو کھینچ کر لے آئے اور اس کو لوگوں کے سامنے لا کر باندھ دیا اور ان کو کہا: یہ لو، وہ غلام یہ ہے، پس لوگ آئے اور انھوں نے اس سے کہا: ہم نے تجھے خرید لیا ہے، سیدنا سویبط ؓ نے کہا: وہ جھوٹا ہے،

---

(۹۹۲۰) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابوداود: ٤٩٩٨، والترمذی: ۱۹۹۱ (انظر: ۱۳۸۱۷)

(۹۹۲۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف زمعة بن صالح، أخرجه ابن ماجه: ۳۷۱۹ (انظر: ۲٦٦۸۷)

فَذَهَبَ هُوَ وَاَصْحَابٌ لَهُ، فَرَدُّوْا الْقَلَائِصَ وَاَخَذُوْهُ، فَضَحِكَ مِنْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَاَصْحَابُهُ حَوْلًا۔ (مسند احمد: ٢٧٢٢٢)

میں تو آزاد آدمی ہوں، انھوں نے کہا: اس نے ہمیں تیری ساری بات بتلا دی ہے، پھر انھوں نے اس کی گردن میں رسی ڈالی اور اس کو لے گئے، اتنے میں اُدھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے اور انھوں نے ان کو واقعہ کی خبر دی، پس وہ اور ان کے ساتھی گئے اور ان کی اونٹنیاں واپس کر کے اس کو واپس لے آئے، نبی کریم ﷺ اور صحابہ ایک سال تک اس واقعہ سے ہنستے رہے۔

(٩٩٢٢)۔ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: اِنَّ صُهَيْبًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ تَمْرٌ وَخُبْزٌ، فَقَالَ: ((اُدْنُ فَكُلْ)) فَاَخَذَ يَاْكُلُ مِنَ التَّمْرِ۔ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ بِعَيْنِكَ رَمَدًا۔)) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّمَا آكُلُ مِنَ النَّاحِيَةِ الْاُخْرٰى، قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٣٥٦٧)

عبد الحمید بن صیفی اپنے باپ اور وہ ان کے دادے سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے سامنے خشک کھجور اور روٹی پڑی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہو جا اور کھا۔'' پس اس نے کھانا شروع کر دیا، پھر آپ ﷺ نے اس سے کہا: ''بیشک تیری آنکھ بیمار ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دوسرے کنارے سے کھا لیتا ہوں، آپ ﷺ یہ بات سن کر مسکرا پڑے۔

**فوائد:** ......ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ((تَاْكُلُ تَمْرًا وَبِكَ رَمَدٌ۔))......''تو کھجور کھاتا ہے، جبکہ تیری آنکھ خراب ہے۔''

خشک کھجور کو ذرا زور سے چبانا پڑتا ہے، جبکہ اس سے آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے۔

دوسرے کنارے سے مراد دوسری طرف سے چبانا ہے، دراصل اس صحابی نے بے تکلفی سے بات کی، اس لیے آپ ﷺ مسکرا پڑے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيْبِ مِنَ الْجِدَالِ وَالْمِرَاءِ
## جھگڑا کرنے سے ترہیب کا بیان

(٩٩٢٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جِدَالٌ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ۔)) (مسند احمد: ١٠٤١٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

---

(٩٩٢٢) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، أخرجه ابن ماجه: ٣٤٤٣ (انظر: ٢٣١٨٠)

(٩٩٢٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٠/ ٥٢٩ (انظر: ١٠٤١٤)

**فوائد:** ...... مجتہدین میں اختلافِ رائے تو یقینی ہے، اس حدیث میں مذکورہ اختلاف سے مراد اس کی ناجائز صورت ہے یا ایسا اختلاف مراد ہے، جو ناجائز صورت تک پہنچا دیتا ہے، جیسے نفس قرآن کے بارے میں اختلاف کرنا یا ایسے معنی میں اختلاف کرنا جس میں سرے سے اجتہاد ہی جائز نہ ہو یا ایسا اختلاف جو شک وشبہ اور فتنہ وفساد کا باعث بنے۔

شارح ابو دود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے میں شک کرنا، یا اس موضوع پر غور وخوض کرنا کہ یہ کتاب محدَث ہے یا قدیم، یا متشابہ آیات میں مجادلانہ انداز میں بحث مباحثہ کرنا۔ ان سب امور کا نتیجہ انکار اور کفر کی صورت میں نکلتا ہے۔ یا قرآن مجید کی سات قراءت پر مناظرہ کرنا اور کسی ایک قراءت کو حق تسلیم کر لینا اور دوسری کو باطل یا تقدیر والی آیات پر غیر ضروری بحث کرنا یا ان آیات کو موضوعِ بحث بنا کر مضامینِ قرآن میں ٹکراؤ پیدا کرنا، جن کے معانی میں ظاہری طور پر تضاد پایا جاتا ہے۔ (عون المعبود: ۴۶۰۳ کے تحت، مفہوم پیش کیا گیا)

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن عبد البر نے سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ دو افراد ایک آیت کے بارے میں مجادلانہ گفتگو کریں، نتیجتاً ایک اس کا انکار کر دے، یا اس کو ردّ کرے یا اس کے بارے میں شک میں پڑ جائے۔ ایسا جھگڑا کرنا کفر ہے۔ (صحیحه : ٣٤٤٧)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: جھگڑنے سے مراد ایک دوسرے کا ردّ کرنا ہے، مثلا ایک آدمی ایک آیت سے ایک استدلال کرتا ہے، جبکہ دوسرا آدمی کسی دوسری آیت سے اس کے الٹ استدلال کر کے اس پر ٹوٹ پڑتا ہے، حالانکہ قرآن کا مطالعہ کرنے والے کو چاہیے کہ ایسی آیات میں جمع وتطبیق کی کوئی صورت پیدا کرے، تاکہ یہ نقطہ واضح ہو جائے کہ قرآن کا بعض بعض کی تصدیق کرتا ہے، اگر وہ مختلف آیات میں موافقت پیدا نہ کر سکے تو اس کو اپنے علم وفہم کی کوتاہی سمجھے اور ان آیات کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾.... (سورة النساء: ٥٩)!

پھر انھوں نے ایک مثال دی:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ ...... (سورة النساء: ٧٨) ''کہہ دیجئے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔''

جبکہ دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَ مَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ ...... (سورة النساء: ٧٩) ''تجھے جو بھلائی ملتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جو برائی پہنچتی ہے تو تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔''

تناقض: پہلی آیت میں ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا اور دوسری آیت میں برائی کو بندے کی طرف منسوب کیا گیا۔

(اگر دوسری آیات، احادیث اور اجماعِ امت کو دیکھا جائے تو سب سے بہترین جمع وتطبیق یہ ہے کہ برائی بھی اللہ

تعالیٰ کی مشیت سے ہوتی ہے، لیکن یہ برائی نفس کے گناہ کی عقوبت یا اس کا بدلہ ہوتی ہے، اس لیے اس کو نفس کی طرف منسوب کیا گیا، یعنی یہ نفس کی غلطیوں کا نتیجہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾ (سورة الشورىٰ: ٣٠) ...... ''تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمہارے اپنے عملوں کا نتیجہ ہے، اور بہت سے گناہ تو (اللہ) معاف ہی فرما دیتا ہے۔'')

لیکن اگر تقدیر کا منکر اس بات پر ڈٹ جائے کہ برائی کا خالق انسان خود ہے اور انکارِ تقدیر پر بطورِ دلیل پیش کرے، تو یہی مجادلہ ہوگا، جس سے منع کیا گیا۔ (مرقاة المفاتيح: ١/ ٤٩٣، مفہوم لکھا گیا ہے، بریکٹ والا پیراگراف راقم الحروف کی طرف سے بیان کیا گیا)۔

اگر کوئی مسلمان بعض آیات کو نہ سمجھ پا رہا ہو تو وہ درج ذیل حدیث کو مدنظر رکھے۔

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو سنا، وہ قرآن میں اختلاف کر رہے تھے اور ایک دوسرے کا ردّ کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهٰذَا: ضَرَبُوا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، وَاِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا، فَلَا تُكَذِّبُوْا بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُوْلُوا، وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهِ۔)) ...... ''تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ وہ کتاب اللہ کے بعض حصے کو اس کے دوسرے حصے سے ٹکراتے تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اس طرح نازل ہوئی کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرتا ہے، پس تم اس کے ایک حصے کی وجہ سے اس کے دوسرے حصے کو نہ جھٹلاؤ۔ جتنا تم جان لو وہ بیان کرو، اور جو نہ جان سکو اس کو اس کے عالم کے سپرد کر دو۔'' (احمد، ابن ماجه)

(٩٩٢٤)۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوْا الْجَدَلَ۔)) ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾۔ (مسند احمد: ٢٢٥٥٧)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہیں ہوتی، مگر اس طرح کہ وہ جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ''اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔'' (سورۂ زخرف: ۵۸)

(٩٩٢٥)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُؤْمِنُ الْعَبْدُ الْاِيْمَانَ كُلَّهُ حَتّٰى يَتْرُكَ الْكَذِبَ مِنَ الْمُزَاحَةِ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اس وقت تک کامل ایمان تک نہیں پہنچ سکتا، جب تک مذاق میں جھوٹ بولنے کو اور جھگڑنے کو ترک نہ کر دے،

(٩٩٢٤) تخريج: حديث حسن بطرقه وشواهده، أخرجه الطبرانی: ٨٠٦٧ (انظر: ٢٢٢٠٤)

(٩٩٢٥) تخريج: اسناده ضعيف، مكحول لم يسمع من ابی هريرة، ومنصورُ بن آذِين مجهول (انظر: ٨٦٣٠)

وَيَتْرُكُ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ صَادِقًا۔)) (مسند احمد: ٨٦١٥)

اگر چہ وہ اس جھگڑے میں سچا ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

(٩٩٢٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ ‌رضی اللہ عنہا ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : ((إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٢٢٣)

سیدہ عائشہ ‌رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ آدمی ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔‘‘

**فوائد:** ......مجادلہ اور مخاصمہ اس قدر قبیح صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے موصوف سے بغض رکھتے ہیں، جھگڑا جیسا بھی ہو، بالآخر جھگڑالو کو قابل مذمت بنا کے ہی چھوڑتا ہے۔

جھگڑالو آدمی اپنی تمام تر صلاحیتیں کھو بیٹھتا ہے، فسق وفجور بکتا ہے، دوسروں کی حرمتیں پامال کرتا ہے، ضد اور ہٹ دھرمی پر تل جاتا ہے، اس میں تکبر اور نخوت جیسے شیاطین ابھر آتے ہیں، الغرض وہ آپے سے باہر ہو کر ’’لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی‘‘ کا مصداق بن جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں حتی الوسع اپنے حق کی خاطر بھی جھگڑا کرنے سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو امامہ باہلی ‌رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((أَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَأَنْ كَانَ مُحِقًّا۔)) (ابوداود)......’’میں اس شخص کے لیے جنت کی اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا۔‘‘

جھگڑالو سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ نفرت فرماتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو لڑائی جھگڑے میں اتنی بڑی قباحتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی اللہ کا محبوب نہیں ٹھہر سکتا:

۱۔ جھگڑالو شخص اپنی اصلیت واوقات پر نظر نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پانی کی بوند سے اسے خوبصورت وجود عطا کرتے ہوئے عقلِ سلیم جیسی عظیم نعمت سے ہمکنار فرمایا، اس قدر عظیم احسان کے باوجود اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی، تعصب اور باہم دست وگریبان ہونے سے باز نہ آئے اور کبر ونخوت کا شکار رہے تو وہ کبھی بھی اللہ کا محبوب نہیں بن سکتا۔

۲۔ لڑائی جھگڑا ایک ایسا گناہ ہے جس میں کئی گناہ شامل ہو جاتے ہیں، مثلاً ہاتھ اور زبان کا ناروا استعمال، بغض، حسد، تہمت اور گالم گلوچ وغیرہ۔ غرض کہ آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے، ایمان واسلام کی تمام اقدار کھو دیتا ہے، اور فسق وفجور تک پہنچ جاتا ہے۔ جس دل میں ایمان کی رتی ہو وہ شخص ضدی، ہٹ دھرم اور جھگڑالو نہیں ہوتا۔ نیز جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے اُس پر کسی وقت بھی اپنا عذاب نازل فرما دیتے ہیں۔

---

(٩٩٢٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٦٨ (انظر: ٢٥٧٠٤)

## بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنْ تَشْقِيقِ الْكَلَامِ وَالتَّشَدُّقِ فِيهِ وَمَا جَاءَ فِي الْبَيَانِ فِي الْقَوْلِ

## باچھیں ہلا کر تکلّف و تصنّع سے گفتگو کرنے سے ترہیب اور واضح باتوں کا بیان

(۹۹۲۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَخَلَّلَ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا۔)) (مسند احمد: ۶۵۴۳)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ آدمیوں میں سے اس بلاغت جھاڑنے والے شخص کو سخت ناپسند کرتا ہے جو (منہ پھاڑ پھاڑ کر تکلف و تصنع سے گفتگو کرتے ہوئے) اپنی زبان کو گائے کے جگالی کرنے کی طرح بار بار پھیرتا ہے۔''

**فوائد:** ...... تصنع کے ساتھ منہ بھر کر، رگیں پھلا کر، باچھیں کھول کر اور بڑھکیں مار مار کر بات کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، ایسے لوگ بال کی کھال اتارتے ہیں، لایعنی بحثیں کرتے ہیں، ماورائے عقل باتوں میں دخل دیتے ہیں، مبالغہ کرتے ہوئے فصاحت و بلاغت چھانٹتے ہیں اور سامعین و حاضرین سے داد وصول کرنے کے چکر میں گھومتے رہتے ہیں۔ جبکہ شریعتِ اسلامیہ سادگی، تواضع اور قدرتی انداز کو پسند کرتی ہے، شریعت کا تقاضا ہے کہ قول و فعل میں غلو نہ کیا جائے اور تمام معاملات سادگی کے ساتھ نبٹائے جائیں۔

قارئین کرام! شاید آپ اس بات میں ہمارے ساتھ موافقت کریں کہ تکلف و تصنع اور فصاحت و بلاغت نے دیرپا اثرات نہیں چھوڑے، فی الوقت سامعین سے ''بلّے بلّے'' وصول کر لینا اور لوگوں کو حیطۂ حیرت میں ڈال دینا تو ممکن ہے، لیکن خطابات کے ایسے انداز سے لوگوں کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ ہمارے وطن کی زمین گواہ ہے کہ جو لوگ بظاہر متقی ہیں، سادہ انداز میں گفتگو کرتے ہیں، لیکن اپنی تقریر کے عملی تقاضے پورے کرنے والے ہوتے ہیں، تو عوام الناس کو ان کی تقاریر سے استفادہ کرنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۹۹۲۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ فَقَالَ: هُمُ الثَّرْثَارُونَ، الْمُتَشَدِّقُونَ، أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا۔)) (مسند احمد: ۸۸۰۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہارے بدترین لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟ وہ ہیں جو فضول بولنے والے اور گفتگو کے لیے باچھوں کو موڑنے والے ہوں۔ نیز کیا تمہیں تمہارے بہترین افراد کے بارے میں بتاؤں؟ وہ ہیں جو تم میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھے ہوں۔''

**فوائد:** ......اس حدیث میں حسنِ اخلاق کی ترغیب اور غیر ضروری، غیر محتاط اور تصنع و بناوٹ سے گفتگو کرنے

(۹۹۲۷) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۵۰۰۵، والترمذی: ۲۸۵۳ (انظر: ۶۵۴۳)

(۹۹۲۸) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ابی شيبة: ۱۳/ ۲۵۴، والبزار: ۱۹۷۱ (انظر: ۸۸۲۲)

اور اس کے ذریعے سے دوسروں پر رعب و برتری جتانے سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ گویا کم بولنا اور سادگی سے گفتگو کرنا پسندیدہ ہے اور اس کے برعکس زیادہ بولنا اور وہ بھی دوسروں پر ہیکڑ جمانے کے لیے گفتگو میں تیزی وطراری اور تصنع اختیار کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔

(۹۹۲۹)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ ﷺ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْنَ يُشَقِّقُوْنَ الْكَلَامَ تَشْقِيْقَ الشِّعْرِ۔ (مسند احمد: ۱۷۰۲٤)

سیدہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے، جو شعروں کی طرح کلام کی شقیں نکالتے ہیں۔

(۹۹۳۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، قَالَ: قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ خَطِيْبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَا فَتَكَلَّمَا، ثُمَّ قَعَدَا، وَقَامَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ خَطِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَكَلَّمَ، ثُمَّ قَعَدَ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمْ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ، فَإِنَّمَا تَشْقِيْقُ الْكَلَامِ مِنَ الشَّيْطَانِ۔)) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا۔)) (مسند احمد: ۵٦۸۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عہد نبوی میں مشرق کی طرف سے دو خطیب آدمی آئے، انھوں نے کھڑے ہو کر خطاب کیا اور پھر بیٹھ گئے، پھر رسول اللہ ﷺ کے خطیب سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور گفتگو کرنے کے بعد وہ بھی بیٹھ گئے، پس لوگوں کو ان کی گفتگو سے بڑا تعجب ہوا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! (طبعی انداز میں اور بغیر کسی تکلف اور تصنع کے) اپنا مدّعا بیان کر دیا کرو، پس بیشک کلام کی شقیں نکالنا شیطان کی طرف سے ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔''

(۹۹۳۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ الْمَشْرِقِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ بَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، وَإِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ۔)) (مسند احمد: ٤٦٥١)

(دوسری سند) اہل مشرق سے دو آدمی، نبی کریم ﷺ کی طرف آئے اور انھوں نے ایسے انداز میں خطاب کیا کہ لوگ تعجب میں پڑ گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بعض بیان جادو ہوتے ہیں، بیشک بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔''

**فوائد:** ...... بیان کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ بیان جس سے گفتگو کرنے والے کی مراد واضح ہو جائے، زبان کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ (۲) وہ بیان جس کے الفاظ کو اہتمام کے ساتھ خوبصورت بنایا جائے اور تکلف کے ساتھ بولا جائے،

---

(۹۹۲۹) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۱۹/ ۸٤۸ (انظر: ۱٦۹۰۰)

(۹۹۳۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه مختصرا البخاري: ۵۷٦۷ (انظر: ۵٦۸۷)

(۹۹۳۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

تا کہ سامعین کے دل خطیب کی طرف مائل ہو جائیں اور وہ اس کے فن پر حیران و ششدر ہو کر رہ جائیں، ایسا بیان قابل تعریف بھی ہو سکتا ہے اور قابل مذمت بھی، اگر اس کے ذریعے حق کی تائید کی جائے اور لوگوں کو سچائی کی طرف لے جائے تو وہ قابل تعریف ہوگا، اور اگر اس کے ذریعے باطل کو رواج دیا جائے اور قبیح کو خوبصورت کر کے پیش کیا جائے تو وہ قابل مذمت ہوگا، بیچ میں خطیب کو یہ فکر بھی کرنا پڑے گی کہ آیا اس کے خطاب میں ریاکاری اور نمود و نمائش کی بدبو تو نہیں آ رہی۔

(۹۹۳۲)۔ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ ذِرَاعٍ ﷺ، أَنَّهُ سَمِعَ مَعْنَ بْنَ يَزِيْدَ أَوْ أَبَا مَعْنٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اجْتَمِعُوْا فِيْ مَسَاجِدِكُمْ فَإِذَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فَلْيُؤْذِنُوْنِيْ۔)) قَالَ: فَاجْتَمَعْنَا أَوَّلَ النَّاسِ فَأَتَيْنَاهُ فَجَاءَ يَمْشِيْ مَعَنَا حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْنَا، فَتَكَلَّمَ مُتَكَلِّمٌ مِنَّا، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَيْسَ لِلْحَمْدِ دُوْنَهُ مُقْتَصِرٌ، لَيْسَ وَرَاءَهُ مَنْفَذٌ، وَنَحْوًا مِنْ هٰذَا، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ، فَتَلَاوَمْنَا وَلَامَ بَعْضُنَا بَعْضًا، فَقُلْنَا: خَصَّنَا اللّٰهُ بِهِ أَنْ أَتَانَا أَوَّلَ النَّاسِ وَأَنْ فَعَلَ وَفَعَلَ، قَالَ: فَأَتَيْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ فُلَانٍ، فَكَلَّمْنَاهُ فَأَقْبَلَ يَمْشِيْ مَعَنَا حَتّٰى جَلَسَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ كَانَ فِيْهِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْهُ ثُمَّ، قَالَ: ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ جَعَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمَاشَاءَ جَعَلَ خَلْفَهُ، وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا۔)) ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَأَمَرَنَا وَكَلَّمَنَا وَعَلَّمَنَا۔ (مسند احمد: ۱۵۹۵۵)

سیدنا معن بن یزید یا سیدنا ابو معن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجدوں میں جمع ہو جاؤ، جب لوگ جمع ہو جائیں تو مجھے بتلانا۔'' پس ہم سب سے پہلے جمع ہو گئے، پھر ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دی، پس آپ ﷺ ہمارے ساتھ چلتے ہوئے تشریف لائے، یہاں تک کہ ہمارے پاس بیٹھ گئے، پھر ہم میں سے ایک مقرر نے کلام کیا اور کہا: ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جس سے پہلے کسی کی تعریف پر اقتصار نہیں ہے اور جس کی تعریف سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا، یا اس قسم کی بات کی، لیکن ہوا یوں کہ رسول اللہ ﷺ غصے ہو کر چلے گئے، ہم نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کیا اور کہا: اللہ تعالیٰ نے اس اعتبار سے ہم کو خاص کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے ہمارے پاس تشریف لائے اور اب یہ کچھ ہو گیا۔ پھر ہم آپ ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ کو بنو فلاں کی مسجد میں پایا، ہم نے آپ ﷺ سے بات کی اور آپ ﷺ ہمارے ساتھ چل پڑے، یہاں تک کہ اسی مقام میں یا اس کے قریب بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بیشک ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اب یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اس تعریف کو موجودہ وقت سے پہلے بنائے یا اس کے بعد، اور بیشک بعض بیان تو جادو ہوتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں حکم دیئے، ہم سے کلام کیا اور ہمیں بعض امور کی تعلیم دی۔

---

(۹۹۳۲) تخریج: بعضه صحیح لغیره، وھذا اسناد ضعیف، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۱۰۷٤ (انظر: ۱۵۸٦۱)

**فوائد:**...... ''جس سے پہلے کسی کی تعریف پر اقتصار نہیں ہے اور جس کی تعریف سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا۔'' اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے پہلے کسی کی تعریف کی جاتی ہے تو اس کی تعریف پر اقتصار نہیں کیا جائے گا، بلکہ یہ موضوع آگے بڑھے گا اور اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائے گے، کیونکہ وہ تعریف کا حقیقی مستحق ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جائے گی، تو اس سے تجاوز نہیں کیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کے غصے کی وجہ یہ تھی کہ اس متکلم نے کلام میں مبالغہ کیا اور حمد کو اس طرح بند کر دیا کہ اس کے نکلنے کی جگہ ہی نہیں رہی، اس لیے آپ ﷺ نے خود اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر کے اس کا طریقہ بتلایا۔

(۹۹۳۳)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ قَوْمٌ یَأْکُلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ، کَمَا تَأْکُلُ الْبَقَرُ بِاَلْسِنَتِهَا۔)) (مسند احمد: ۱۵۹۷)

سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک بپا نہیں ہو گی، جب تک ایسے لوگ نہ نکل آئیں، جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائیں گے، جیسے گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔''

**فوائد:**...... اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ زبان کے ذریعے کمائی کرنے کو پیشہ بنا لیں گے اور تکلف کے ساتھ بڑھکیں مارتے ہوئے زبان کو ایسے چلائیں گے، جیسے چرتے وقت گائے کی زبان نظر آتی ہے۔

(۹۹۳٤)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، اَنَّ عَائِشَةَ ؓ، اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَأْذَنَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: ((ائْذَنُوْا لَهُ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِیْرَةِ اَوْ بِئْسَ اَخُو الْعَشِیْرَةِ۔)) وَقَالَ مَرَّةً: رَجُلٌ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهِ اَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتَ لَهُ الَّذِیْ قُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ! فَقَالَ: ((اَیْ عَائِشَةُ! شَرُّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ وَدَعَهُ النَّاسُ اَوْ تَرَکَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِهِ (وَفِیْ لَفْظٍ) اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ اَوْ شَرِّ النَّاسِ الَّذِیْنَ یُکْرَمُوْنَ اتِّقَاءَ شَرِّهِمْ۔)) (مسند احمد: ۲٤٦۰۷)

عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ (اسے دیکھ کر) فرمانے لگے: ''اس آدمی کو اجازت دے دو، یہ اپنے خاندان کا برا فرد ہے۔'' پھر جب وہ اندر آیا تو آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نرم برتاؤ کیا، جب وہ چلا گیا تو میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! پہلے تو آپ نے جو کچھ کہا وہ کہا، پھر اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا، (ان دو قسم کے رویوں کی کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت والے دن مرتبہ کے اعتبار سے بدترین لوگ وہ ہوں گے کہ جن کے شر سے بچنے کے لیے لوگ ان سے لاتعلق ہو جائیں۔ ایک روایت میں ہے: بدترین لوگ وہ ہیں کہ جن کے شر سے بچنے کے لیے ان کی عزت کی جاتی ہو۔''

---

(۹۹۳۳) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۱۵۹۷)

(۹۹۳٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٦۰٥٤، ٦١٣١، ومسلم: ۲٥۹١ (انظر: ۲٤١۰٦)

(۹۹۳۵)۔ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: اِسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ۔)) فَلَمَّا دَخَلَ هَشَّ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ، فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نِعْمَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ)) فَلَمَّا دَخَلَ لَمْ يَنْبَسِطْ إِلَيْهِ كَمَا انْبَسَطَ إِلَى الْآخَرِ، وَلَمْ يَهَشَّ لَهُ كَمَا هَشَّ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَأْذَنَ فُلَانٌ فَقُلْتَ لَهُ مَاقُلْتَ، ثُمَّ هَشَشْتَ لَهُ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ وَقُلْتَ لِفُلَانٍ مَاقُلْتَ، وَلَمْ أَرَكَ صَنَعْتَ بِهِ مَاصَنَعْتَ لِلْآخَرِ، فَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ! إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنِ اتُّقِيَ لِفُحْشِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷٦۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے۔'' پھر جب وہ آپ ﷺ کے پاس آ گیا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ خوشی اور بے تکلفی سے پیش آئے، پھر وہ آدمی چلا گیا، اتنے میں ایک دوسرا آدمی آ گیا، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اپنے خاندان کا بہترین آدمی ہے۔'' پھر جب وہ آپ ﷺ کے پاس آ گیا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ نہ اس طرح بے تکلفی سے پیش نہ آئے، جیسے پہلے سے آئے تھے اور نہ اس کے ساتھ خوش ہوئے، جب وہ یہ آدمی بھی چلا گیا تو میں (عائشہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب فلاں آدمی نے آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے اس کو خاندان کا برا آدمی قرار دیا، لیکن پھر اس کے ساتھ خوش اور بے تکلفی سے پیش آئے اور فلاں آدمی کے بارے میں تبصرہ تو اچھا کیا، لیکن اس کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا، جو پہلے سے کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! بدترین لوگ وہ ہیں کہ جن کے شر سے بچا جاتا ہے۔''

**فوائد:** ...... بالاتفاق غیبت حرام ہے۔ امام نووی نے کہا: کسی صحیح شرعی مقصد کے لیے غیبت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس مقصد تک اس کے بغیر پہنچنا ناممکن ہو۔ جواز کی چھ صورتیں ہیں، (تلخیص کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں):

۱۔ دست درازی کا ہونا: مظلوم کے لیے جائز ہے کہ بادشاہ یا قاضی کے سامنے اپنے ظالم کی زیادتی کا تفصیلی بیان کرے۔

۲۔ خلافِ شرع امور کو روکنا اور برائیوں کے مرتکب کو راہِ راست پر لانے کے لیے مدد حاصل کرنا: مثلا برے آدمی کی برائی کا کسی ایسے آدمی کے سامنے تذکرہ کرنا، جس کو غالب گمان کے مطابق اسے اس برائی سے روکنے پر قدرت حاصل ہو۔

۳۔ فتوی طلب کرنا: جیسے کوئی مظلوم کسی مفتی کے پاس جا کر کہے کہ میرے باپ یا بھائی وغیرہ نے مجھ پر یوں ظلم کیا ہے، کیا اسے یہ حق پہنچتا ہے اور میرے حق میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟

(۹۹۳۵) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۲۵۲۵٤)

۴۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا: جیسے سند کے راویوں پر جرح کرنا، کسی مسئلہ میں گواہی دینے والے فاسق گواہوں کے فسق و فجور کی وضاحت کر دینا۔

۵۔ جو آدمی کھلم کھلا فسق و فجور اور بدعت کا ارتکاب کر رہا ہو، جیسے کوئی علانیہ شراب نوشی کر رہا ہو یا ظلماً ٹیکس وصول کر رہا ہو یا باطل کاموں کی سرپرستی کر رہا ہو، وغیرہ، وغیرہ۔ ایسے لوگوں کے جرائم بیان کرنا جائز ہے تاکہ ان کا ازالہ کیا جا سکے۔

۶۔ معروف نام سے پکارنا: مفاہیم و معانی کے اعتبار سے کوئی لقب اچھا نہ ہو، لیکن اگر کوئی آدمی اس لقب کے ساتھ مشہور ہو گیا ہو تو اس لقب کے ساتھ اسے پکارنا جائز ہے۔ جیسے: اَعمش (چندھا)، اعرج (لنگڑا)۔ لیکن توہین و تنقیص کا ارادہ نہیں ہونا چاہیے۔ (ریاض الصالحین: باب بیان مایباح من الغیبة)

اس باب کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جو غیبت کی مثال پیش کی ہے، یہ جواز کی کون سی صورت سے متعلق ہے؟ امام بخاری کے استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کی ظاہری حالت سے دھوکہ کھا جائیں۔ معلوم ہوا کہ جو شخص برے کردار کا حامل ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ لوگ اس کے دام تزویر میں پھنس جائیں گے، جس سے ان کے دین اور دنیا دونوں یا کسی ایک کا نقصان ہو جائے گا، ایسے شخص کی غیبت کرنا جائز ہو گی۔ اس اعتبار سے یہ جواز کی چوتھی صورت معلوم ہوتی ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ اس برے آدمی کا اس انداز میں تذکرہ کر کے اس میں پائے جانے والی برائی کی قباحت و شناعت بیان کرنا چاہتے ہوں، تاکہ دوسرے مسلمان آپ ﷺ کے اندازِ غیبت سے اس برائی کی سنگینی کو بھانپ لیں اور عبرت حاصل کریں اور اس بدی سے محفوظ رہیں، لیکن آپ ﷺ کے بعد وہ نیک آدمی یہ انداز اختیار کر سکتا ہے، جس کا اس قسم کا طعنہ لوگوں کے لیے باعثِ عبرت ہو اور ان کو فکر مند کر دینے والا ہو۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّرْهِيْبِ مِنَ الشِّعْرِ اِنْ كَانَ فِيْهِ فُحْشٌ اَوْ كَذِبٌ اَوِ انْشِغَالٌ عَنِ اللّٰهِ

### بدگوئی اور جھوٹ پر مشتمل اور اللہ تعالیٰ سے دور کر دینے والے شعروں سے ترہیب کا بیان

(۹۹۳۶)۔ عَنْ سَعْدٍ يَعْنِيْ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاَنْ يَمْتَلِیءَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا حَتّٰى يَرِيَهُ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَمْتَلِیءَ شِعْرًا۔)) (مسند احمد: ۱۵۰۶)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی کا پیٹ پیپ سے اس قدر بھر جائے کہ وہ اس کو نظر آنے لگے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔“

(۹۹۳۷)۔ وعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۸۳۵۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

---

(۹۹۳۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۵۸ (انظر: ۱۵۰۶)

(۹۹۳۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البخاری: ۶۱۵۵، ومسلم: ۲۲۵۷ (انظر: ۸۳۵۷)

(۹۹۳۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَاَنْ يَمْتَلِیءَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا، خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَمْتَلِیءَ شِعْرًا۔)) (مسند احمد: ٤٩٧٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس کے لیے شعروں سے بھر جانے سے بہتر ہے۔''

(۹۹۳۹)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعَرْجِ اِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذُوْا الشَّيْطَانَ، اَوْ اَمْسِكُوْا الشَّيْطَانَ، لَاَنْ يَمْتَلِیءَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَمْتَلِیءَ شِعْرًا۔)) (مسند احمد: ١١٠٧٢)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم عرج مقام پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر سامنے آ گیا، جو شعر گا رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پکڑ لو اس شیطان کو، یا فرمایا: روک دو اس شیطان کو، اگر کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو وہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھر جائے۔''

**فوائد:**..... ممکن ہے کہ یہ آدمی کافر ہو یا اس کے اشعار قابل مذمت ہوں۔

(۹۹٤٠)۔ عَنْ اَبِیْ نَوْفَلِ بْنِ اَبِیْ عَقْرَبَ، قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُتَسَامَعُ عِنْدَهُ الشِّعْرُ؟ فَقَالَتْ: قَدْ كَانَ اَبْغَضَ الْحَدِيْثِ اِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٥٥٣٤)

ابونوفل سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس شعر سنے جاتے تھے، سیدہ نے کہا: آپ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ کلام شعر تھے۔

(۹۹٤١)۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ، اَنَا قَزَعَةُ بْنُ سُوَيْدٍ الْبَاهِلِیِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ مَخْلَدٍ، عَنْ اَبِیْ الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِیِّ، قَالَ اَبِیْ: ثَنَا الْاَشْيَبُ، فَقَالَ: عَنْ اَبِیْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ، عَنْ اَبِیْ الْاَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَضَ بَيْتَ

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نمازِ عشا کے بعد دو مصرعوں کا شعر مرتب دیا، اس کی اس رات کی نماز قبول نہیں ہو گی۔''

(٩٩٣٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٥٤ (انظر: ٤٩٧٥)

(٩٩٣٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٥٩ (انظر: ١١٠٥٧)

(٩٩٤٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ابی شيبة: ٨/ ٧٢٢، والطيالسی: ١٤٩٠ (انظر: ٢٥٠٢٠)

(٩٩٤١) تخريج: اسناده ضعيف جدا، قزعة بن سويد شبه المتروك، عاصم بن مخلد شيخ مجهول، أخرجه البزار: ٢٠٩٤، والطبرانی فی "الكبير": ٧١٣٣ (انظر: ١٧١٣٤)

شِعْرٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ تِلْكَ اللَّيْلَةِ .)) (مسند احمد: ١٧٢٦٤)

**فوائد:** ......ان احادیث میں ان اشعار کی مذمت کی گئی ہے، جو بیہودہ، بے مقصد اور لایعنی ہوں، کیونکہ اچھے اشعار کو شریعت میں سراہا گیا ہے نیز آپ ﷺ کی مجلس میں اچھے اشعار پڑھے جاتے رہے ہیں، بلکہ آپ ﷺ نے خود بھی اشعار پڑھے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیثِ مبارکہ کو اس شخص پر محمول کیا جائے گا جس نے اپنی توجہ اشعار پر مرکوز کر رکھی ہو اور قرآن و حدیث سے غافل ہو گیا ہے۔

امام قرطبی نے کہا: جس شخص پر شعری کلام غالب آ جائے تو اسے عام قوانین وضوابط کے مطابق موردِ طعن و مذمت ٹھہرنا پڑتا ہے۔............

امام ابوعبیدہ قاسم بن سلام نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اشعار کی معمولی مقدار کی رخصت دی ہے، کیونکہ اس حدیث کی یہ توجیہ بیان کرنا مناسب ہے کہ اس کا تعلق اس شخص سے ہے جو شعروں کا ہی ہو کر رہ جائے اور قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کے ذکرو اذکار سے غافل ہو جائے۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم اور دوسرے شرعی علوم سے متصف ہو اور اس کے پاس کچھ اشعار بھی ہوں تو وہ اس حدیث کا مصداق نہیں بن سکتا۔ (صحیحہ: ٣٣٦)

دراصل کوئی کلام نثر یا شعر ہونے کی وجہ سے قابل تعریف یا قابل مذمت نہیں ہوتا، بلکہ اس کے اچھا یا برا ہونے کا دارومدار اس میں بیان کیے گئے مفہوم پر ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلشِّعْرُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ ، حَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ ، وَقَبِيْحُهُ كَقَبِيْحِ الْكَلَامِ۔)) ......''اشعار، عام (نثر) کلام کی طرح ہیں، یعنی اچھے اشعار، اچھے کلام کی طرح ہیں اور برے اشعار، برے کلام کی طرح۔''
(دارقطنی: ٤٩٠، صحیحہ: ٤٤٧)

جس کلام میں دوسروں کی توہین کی گئی ہو، فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی گئی ہو، شرک و بدعت کو فروغ دیا گیا ہو یا اس میں کسی انداز میں شریعت کے اصولوں کی مخالفت کی گئی ہو، تو وہ کلام قابل مذمت ہو گا، وہ شعر ہو یا نثر ہو۔

اس کے برعکس جو کلام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مشتمل ہو، اس میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا بیان ہو، اس میں نیکی کی ترغیب اور برائی سے نفرت دلائی گئی ہو یا وہ کسی انداز میں شریعت کے اصولوں کی موافقت کر رہا ہو، تو وہ کلام قابل تعریف ہو گا، وہ شعروں کی صورت میں ہو یا نثر کی صورت میں، بہرحال اشعار کی کثرت سے اجتناب کرنا چاہیے، ضرورت پڑے تو اچھے اشعار پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

## بَابُ مَايَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ لِمَصْلَحَةٍ شَرْعِيَّةٍ

## شرعی مصلحت کی خاطر شعروں کے جواز کا بیان

(۹۹۴۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اهْجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ بِالشِّعْرِ، اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ كَاَنَّمَا يَنْضَحُوْهُمْ بِالنَّبْلِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۸۹)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شعروں کے ذریعے مشرکوں کی ہجو کرو، بیشک مؤمن اپنے نفس اور مال سے جہاد کرتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! گویا کہ یہ شاعران پر تیر پھینک رہے ہیں۔''

(۹۹۴۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَنْزَلَ فِيْ الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ، فَقَالَ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَكَاَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهِ نَضْحُ النَّبْلِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۷۱۶)

(دوسری سند) انھوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ شعروں کے بارے میں جو کچھ نازل کرنا تھا، وہ تو کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مؤمن اپنی تلوار اور زبان کے ساتھ جہاد کرتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! گویا کہ تم ان پر تیر برسا رہے ہو۔''

(۹۹۴۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) اَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ تَعَالٰى فِيْ الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ تَعَالٰى قَدْ اَنْزَلَ فِيْ الشِّعْرِ مَا قَدْ عَلِمْتَ وَكَيْفَ تَرٰى فِيْهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۷۷)

(تیسری سند) سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شعروں کے بارے میں (مذمت والی آیات) نازل کیں تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے شعروں کے بارے میں جو کچھ نازل کیا ہے، آپ اس کو جانتے ہیں، اب آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مؤمن اپنی تلوار اور زبان، دونوں کے ذریعے جہاد کرتا ہے۔''

(۹۹۴۵)۔ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۹۹۴۲) تخریج: اسناده حسن، أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۲۳۹، وابن حبان: ۵۷۸۶، والطبراني في "الكبير": ۱۹/ ۱۵۱ (انظر: ۱۵۷۹۶)

(۹۹۴۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۹۴۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۹۴۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاري، أخرجه ابوداود: ۵۰۱۰، وابن ماجه: ۳۷۵۵ (انظر: ۲۱۱۵۴)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَةً۔)) (مسند احمد: ۲۱٤۷۲)

فرمایا: ''بیشک بعض شعر دانائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔''

**فوائد:** ......یعنی بعض اشعار سچے ہوتے ہیں اور حق کے مطابق اور واقعہ کے موافق ہوتے ہیں۔

(۹۹٤٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُکْمًا، وَمِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا، (وَفِیْ لَفْظٍ) وَاِنَّ مِنَ الْقَوْلِ سِحْرًا۔)) (مسند احمد: ۲۸۵۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بعض شعر حکمت و دانائی والے ہوتے ہیں اور بعض بیان جادو جیسا اثر رکھتے ہیں۔''

(۹۹٤۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَا اُبَالِیْ مَا اَتَیْتُ، وَمَا رَکِبْتُ، اِذَا اَنَا شَرِبْتُ تِرْیَاقًا، وَتَعَلَّقْتُ تَمِیْمَةً، اَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِیْ۔)) (مسند احمد: ۷۰۸۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب میں تریاق پی لوں گا اور تمیمہ لٹکا لوں گا یا اپنی طرف سے شعر کہہ لوں گا تو پھر میں اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا کہ میں کدھر جا رہا ہوں اور کس چیز پر سوار ہو رہا ہوں۔''

**فوائد:** ......تریاق وہ معجون اور دوا ہوتی ہے، جو زہر کے اثر کو ختم کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے، اس کی مختلف قسمیں ہوتی ہے، بعض قسموں میں سانپ کا گوشت اور شراب وغیرہ بھی استعمال کیے جاتے ہیں اور بعض قسموں میں صرف جائز چیزیں مستعمل ہوتی ہیں۔

اس باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ جنگ کے موقع پر اور حکمت و دانائی والے اشعار پڑھنا جائز ہیں۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ شِعْرِ لَبِیْدٍ وَاُمَیَّةَ بْنِ اَبِی الصَّلْتِ

## لبید اور امیہ بن ابی صلت کے اشعار کا بیان

(۹۹٤۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ عَلَی الْمِنْبَرِ: ((اَشْعَرُ بَیْتٍ قَالَتْهُ الْعَرَبُ، اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ۔)) وَکَادَ اُمَیَّةُ بْنُ اَبِی الصَّلْتِ اَنْ یُسْلِمَ۔ (مسند احمد: ۹۰۷۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ''عربوں کا کہا ہوا سب سے عظیم شعر یہ ہے: ''اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ'' (خبردار! اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے)۔'' قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت مسلمان ہو جاتا۔

---

(۹۹٤٦) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۸۵۹)

(۹۹٤۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبدالرحمن بن رافع التنوخی، قال البخاری: فی حدیثه مناکیر، أخرجه ابوداود: ۳۸٦۹ (انظر: ۷۰۸۱)

(۹۹٤۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۵٦ (انظر: ۹۰۸۳)

**فوائد:** ...... باطل سے مراد فنا ہونے والی چیز ہے، یہ شعر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ ...... ''ہر ایک جو اس (زمین) پر ہے، فنا ہونے والا ہے۔ اور تیرے رب کا چہرہ باقی رہے گا، جو بڑی شان اور عزت والا ہے۔'' (سورۂ رحمٰن: ۲۶، ۲۷)

(۹۹۴۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ انه قَالَ: ((اَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ اَلا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ۔)) (مسند احمد: ۹۹۰۷)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شاعر کا کہا ہوا سب سے سچا شعر یہ ہے: ''اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَاخَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ '' (خبردار! اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے)۔''

(۹۹۵۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَدَّقَ اُمَيَّةَ فِي شَيْءٍ مِنْ شِعْرِهِ، فَقَالَ:

رَجُلٌ وَثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِينِهِ
وَالنَّسْرُ لِلْاُخْرٰى وَلَيْثٌ مُرْصَدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ۔)) وَقَالَ:

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ
حَمْرَاءَ يُصْبِحُ لَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ
تَاْبٰى فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِي رِسْلِهَا
اِلَّا مُعَذَّبَةً وَاِلَّا تُجْلَدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ)) (مسند احمد: ۲۳۱۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے امیہ کے بعض اشعار کی تصدیق کی تھی، اس نے ایک شعر یہ کہا تھا: (حاملین عرش میں کوئی) مرد کی صورت پر ہے، کوئی بیل کی صورت پر ہے، اللہ تعالیٰ کی دائیں ٹانگ کے نیچے، تو کوئی گدھ کی صورت ہے اور کوئی گھات بیٹھے ہوئے شیر کی صورت پر۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''امیہ نے سچ کہا ہے۔'' ایک دفعہ اس نے یہ اشعار کہے تھے: اور ہر رات کے آخر میں سورج طلوع ہوتا ہے، اس وقت وہ سرخ ہوتا ہے اور اس کا رنگ گلابی نظر آ رہا ہوتا ہے، وہ انکار کر دیتا ہے اور نرمی کے ساتھ طلوع نہیں ہوتا، وگرنہ اس کو عذاب دیا جاتا ہے اور کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا ہے۔''

(۹۹۵۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشُّرَيْدِ، عَنْ اَبِيهِ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَنْشَدَهُ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ، قَالَ: فَاَنْشَدَهُ مِائَةَ قَافِيَةٍ، قَالَ: فَلَمْ اُنْشِدْهُ شَيْئًا اِلَّا قَالَ: ((اِيْهِ اِيْهِ۔)) حَتّٰى

سیدنا شرید ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ امیہ بن ابی صلت کے اشعار پڑھیں، پس انھوں نے سو قافیے سنائے، جب بھی وہ ایک شعر مکمل کرتے تو آپ ﷺ فرماتے: ''اور پڑھو، اور پڑھو۔'' یہاں تک کہ

(۹۹۴۹) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۹۹۵۰) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعن أخرجه الدارمي: ۲۷۰۳، وابويعلى: ۲٤۸۲، وابن خزيمة: ۱/ ۲۰۲ (انظر: ۲۳۱٤)

(۹۹۵۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۵۵ (انظر: ۱۹٤٦٤)

اِذَا اسْتَفْرَغْتُ مِنْ مِائَةِ قَافِيَةٍ، قَالَ: ((كَادَ اَنْ يُسْلِمَ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٩٣)

جب میں سو قافیوں سے فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب تھا کہ یہ شخص مسلمان ہو جاتا۔''

(٩٩٥٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ الشَّرِيدُ كُنْتُ رَدِفًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((اَمَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ ابْنِ اَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((اَنْشِدْنِيْ۔)) فَاَنْشَدْتُهُ بَيْتًا، فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ لِيْ كُلَّمَا اَنْشَدْتُهُ بَيْتًا: ((اِيْهِ۔)) حَتّٰى اَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ، قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَكَتُّ۔ (مسند احمد: ١٩٦٩٦)

(دوسری سند) سیدنا شرید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تجھے امیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سناؤ۔'' پس میں نے ایک شعر پڑھا، جب بھی میں ایک شعر سے فارغ ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے: ''اور سناؤ۔'' یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کو سو اشعار سنا دیے، پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور میں بھی خاموش ہو گیا۔

**فوائد:**...... آپ ﷺ نے توحید پر مشتمل اشعار سنے ہیں، حالانکہ یہ غیر مسلموں کے مرتب تھے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ شِعْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، وَحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہما

## سیدنا عبد اللہ بن رواحہ اور سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کے اشعار کا بیان

(٩٩٥٣)۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَ: قُلْتُ لَهَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْوِيْ شَيْئًا مِنَ الشِّعْرِ قَالَتْ: نَعَمْ، شِعْرُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، كَانَ يَرْوِيْ هٰذَا الْبَيْتَ، وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ۔ (مسند احمد: ٢٥٥٨٥)

شریح سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ بھی کسی کے شعر پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھتے تھے: وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ (وہ شخص تیرے پاس خبریں لائے گا کہ جس پر تو نے کچھ خرچ نہیں کیا)۔

(٩٩٥٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَرَاثَ الْخَبَرُ تَمَثَّلَ فِيْهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہے کہ جب خبر آنے میں دیر ہوتی تو آپ طرفہ (بن عبد بکری) شاعر کا یہ مصرعہ

---

(٩٩٥٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٩٩٥٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذى: ٢٨٤٨ (انظر: ٢٥٠٧١)

(٩٩٥٤) تخريج: حدبث حسن لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ٨/ ٧١٢، والنسائى فى "الكبرى": ١٠٨٣٤ (انظر: ٢٤٠٢٣)

بِبَيْتِ طَرَفَةَ: وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٢٤)

پڑھتے: "وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ" (وہ شخص تیرے پاس خبریں لائے گا کہ جس پر تو نے کچھ خرچ نہیں کیا)۔

**فوائد:**...... پورا شعر یوں ہے:

سَتُبْدِيْ لَكَ الْاَيَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا
وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

امام مبارکپوری نے اس شعر کا یہ مفہوم بیان کیا ہے: سَتُظْهِرُ لَكَ الْاَيَّامُ مَا كُنْتَ غَافِلًا عَنْهُ وَيَنْقُلُ لَكَ الْاَخْبَارَ مَنْ لَمْ تُعْطِهِ الزَّادَ...... (ایام ان چیزوں کو تیرے لیے ظاہر کر دیں گے، جن سے تو غافل ہے وہ لوگ تیرے پاس خبریں لائیں گے، جن کو تو نے زادِ راہ نہیں دیا)۔

(٩٩٥٥)۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ حَسَّانَ قَالَ: فِيْ حَلْقَةٍ فِيْهِمْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ، أُنْشِدُكَ اللّٰهَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَجِبْ عَنِّيْ، اَيَّدَكَ اللّٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔)) قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ٧٦٣٢)

ابن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں کہا، جبکہ اس میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے، اے ابو ہریرہ! میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''حسان! تو میری طرف سے جواب دے، اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے تیری مدد کرے۔''؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

**فوائد:**...... جب کافروں نے نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کی ہجو کی تو آپ ﷺ نے سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے دفاع کریں۔

(٩٩٥٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَضَعَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ، مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ، يُنَافِحُ عَنْهُ بِالشِّعْرِ، ثُمَّ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔)) (مسند احمد: ٢٤٩٤١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھوایا، وہ اس پر بیٹھ کر شعری کلام کے ذریعے آپ ﷺ کا دفاع کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی تائید کرتا ہے، جب تک وہ اس کے رسول کا دفاع کرتا رہتا ہے۔''

---

(٩٩٥٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢١٢، ومسلم: ٢٤٨٥ (انظر: ٧٦٤٤)

(٩٩٥٦) تخريج: حديث صحيح لغيره دون قوله: "وضع لحسان منبرا في المسجد" وهذا اسناد ضعيف لضعف ابن ابي الزناد، أخرجه ابوداود: ٥٠١٥، والترمذي عقب الرواية: ٢٨٤٦ (انظر: ٢٤٤٣٧)

## اَبْوَابُ التَّرْهِيبِ مِنْ خِصَالٍ مِنَ الْمَنَاهِي مَعْدُوْدَةٍ مُبْتَدِئًا بِالْمُفْرَدَاتِ ثُمَّ الثُّنَائِيَّاتِ ثُمَّ الثُّلَاثِيَاتِ وَهٰكَذَا

## منہی عنہ اور ممنوعہ امور کا بیان

## شروع میں وہ احادیث بیان کی جائیں گی، جو ایک ایک چیز پر مشتمل ہیں، پھر دو دو والی، پھر تین تین والی، علی ہذا القیاس

**تنبیہ:** ......آنے والے ابواب میں احادیثِ مبارکہ میں مذکورہ مسائل کی تعداد کا خیال رکھا گیا ہے۔ فقہی موضوع کا نہیں، حقیقت میں ان احادیث کا تعلق مختلف موضوعات سے ہے، اکثر احادیث آسان ہیں اور متن پڑھنے سے ہی سمجھ آ جاتی ہیں، اگر کوئی حدیث فقہی موضوع پر مشتمل ہے یا اس کو سمجھنے کے لیے تفصیل درکار ہو تو اس سے متعلقہ ابواب ملاحظہ ہوں، اطراف احادیث سے مدد لے کر ان احادیث کو دوسرے مقامات پر تلاش کیا جا سکتا ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُفْرَدَاتِ

## مفردات کا بیان

(۹۹۵۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ حُرْمَةً، اِلَّا وَقَدْ عَلِمَ اَنَّهُ سَيَطَّلِعُهَا مِنْكُمْ مُطَّلِعٌ، اَلَا وَاِنِّيْ آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ، اَنْ تَهَافَتُوْا فِي النَّارِ، كَتَهَافُتِ الْفَرَاشِ اَوِ الذُّبَابِ۔)) (مسند احمد: ٤٠٢٧)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو بھی حرام کیا، اس کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ تم میں سے لوگ اس پر جھانکیں گے، خبردار! میں تمہاری کمروں سے پکڑ کر تم کو روکتا ہوں تا کہ تم اس طرح آگ میں نہ گرو، جیسے پتنگے اور مکھیاں آگ میں گرتے ہیں۔''

**فوائد:** ......ایسے لگتا ہے جیسے بزور آگ میں گھسنا چاہتے ہیں، لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ ان کو بچانا چاہتے ہیں۔

(۹۹۵۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ ؓ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهِ فِي الدُّنْيَا۔)) (مسند احمد: ٢٣)

سیدنا ابو بکر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے برا کام کیا، اس کو دنیا میں اس کا بدلہ دیا جائے گا۔''

**فوائد:** ......درج ذیل حدیث سے اس حدیث کا مفہوم واضح ہوگا:

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہے: لَمَّا نَزَلَ ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى

(۹۹۵۷) تخريج: أخرجه الطيالسي: ٤٠٢، وابويعلى: ٥٢٨٨ (انظر: ٤٠٢٧)

(۹۹۵۸) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه الترمذي: ٣٠٣٩ (انظر: ٢٣)

الْمُسْلِمِينَ، فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((قَارِبُوا وَسَدِّدُوا وَفِي كُلِّ مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ كَفَّارَةٌ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا أَوِ النَّكْبَةَ يُنْكَبُهَا۔)) ......''جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ (جوکوئی برا کام کرے گا، اس کی سزا دیجائے گی۔) تو مسلمانوں پر شاق گزرا اورانہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا شکوہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام امور میں میانہ روی اختیار کرو اور راہِ صواب پر ڈٹے رہو، مومن کی ہر آزمائش میں اس کے گناہوں کا کفارہ ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا چبھ جائے یا کوئی مشکل پیش آ جائے۔''

(جامع ترمذی: ۲۹۶۴)

(۹۹۵۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٤٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اس طرح نہ کہے کہ ''خَبُثَتْ نَفْسِيْ''، بلکہ اس مفہوم کوادا کرنے کے لیے ''لَقِسَتْ نَفْسِيْ'' کہے۔''

**فوائد:** ......''خَبُثَتْ'' اور ''لَقِسَتْ'' دونوں کے لغوی معانی ایک ہی ہیں، بظاہر انسان کے لیے اچھی بات نہیں ہے کہ وہ اپنے لیے ''خَبُثَتْ'' کا لفظ استعمال کرے اور یہ آداب کا ایک طریقہ ہے کہ اچھے الفاظ استعمال کیے جائیں۔

ان دونوں الفاظ کے معانی یہ ہیں: جی متلانا، جی بھاری ہونا، طبیعت ست ہونا، ردی اور خراب ہونا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندے کو مہذب الفاظ بیان کرنے چاہئیں، تا کہ مقصد بھی پورا ہو جائے اور تہذیب بھی برقرار رہے۔

(۹۹۶۰)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلشُّؤْمُ سُوْءُ الْخُلُقِ۔)) (مسند احمد: ٢٥٠٠٥٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نحوست، بری عادات ہیں۔''

**فوائد:** ......یعنی بداخلاقی اور بری عادات کے اندر نحوست پائی جاتی ہے۔

(۹۹۶۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمُ، إِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔)) (مسند احمد: ٨١٧٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی انگور کو ''کَرْم'' نہ کہے، کیونکہ ''کَرْم'' تو مسلمان آدمی ہوتا ہے۔''

---

(۹۹۵۹) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٧٩، ومسلم: ٢٢٥٠ (انظر: ٢٤٢٤٤)

(۹۹۶۰) تخريج: اسناده ضعيف، فيه انقطاع وضعف، حبيب بن عبيد الرحبي لم يسمع من عائشة، وابوبكر بن عبد الله ضعيف (انظر: ٢٤٥٤٧)

(۹۹۶۱) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٤٧ (انظر: ٨١٩٠)

**فوائد:** ......عرب لوگ انگور کو اس وجہ سے ''کَرْم'' کہتے تھے، کیونکہ اس سے بنایا جانے والا شراب ''کَرَم'' یعنی سخاوت اور فیاضی پر ابھارتا تھا، جب شریعت نے شراب کو حرام کیا تو مدح والے اس نام سے بھی منع کر دیا، تاکہ نفسوں کا میلان اُدھر نہ ہو سکے اور اس خوبصورت نام کو مسلمان کے ساتھ خاص کر دیا۔

اس حدیثِ مبارکہ کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو اپنی جگہ پر برقرار رکھا جائے ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾...... ''بیشک تم میں سب سے زیادہ کرم اور عزت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیزگار ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی جو صفت بیان کی ہے، وہ اس لائق ہے کہ اس میں کسی اور چیز کی مشارکت نہ ہو۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الثُّنَائِيَّاتِ

## دو دو امور کا بیان

**تنبیہ:** ......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۹۹۶۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شَرُّ مَا فِي رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ، وَجُبْنٌ خَالِعٌ۔)) (مسند احمد: ۷۹۹۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سخت کنجوسی اور سخت بزدلی کسی آدمی میں پائی جانے والی بدترین صفات ہیں۔''

**فوائد:** ......کنجوسی اور بزدلی، انسان کی کمینگی پر دلالت کرنے والی گھٹیا صفات ہیں، ایسی صفات دنیا چاہنے والوں کو دنیا میں بھی ذلیل کر دیتی ہیں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم رہیں گے۔

(۹۹۶۳)۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِمَّا أَخْشٰى عَلَيْكُمْ شَهَوَاتِ الْغَيِّ فِي بُطُونِكُمْ وَفُرُوجِكُمْ وَمُضِلَّاتِ الْهَوٰى، (وَفِي رِوَايَةٍ) مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۱۱)

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تمہارے بارے میں سرکشی کی جن شہوتوں کا سب سے زیادہ ڈر ہے، ان کا تعلق تمہارے پیٹوں، شرمگاہوں، گمراہ کرنے والی خواہشوں اور فتنوں سے ہے۔''

**فوائد:** ......نفس کی خواہش کے مطابق دنیا کی لذتوں کے پیچھے پڑ جانا، نوع بنوع ماکولات اور قسما قسم کے مشروبات کو ہی زندگی کا مقصد سمجھ لینا، وہ حلال ہوں یا حرام اور شہوت کو پورا کرنے کے لیے زنا کرنا۔

اگر پوری دنیا کے مسلمانوں کا جائزہ لیا جائے تو تقریبا تمام سرمایہ دار کھانے پینے کی لذتوں کے غلام ہو کر رہ گئے ہیں، ایک وقت کا کھانا کھانے کے لیے مہنگے ہوٹلوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، رات ایک دو دو بجے تک ہوٹلنگ ہوتی رہتی

---

(۹۹۶۲) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجہ ابوداود: ۲۵۱۱ (انظر: ۸۰۱۰)

(۹۹۶۳) تخریج: رجالہ ثقات رجال الصحیح (انظر: ۱۹۷۷۳)

ہے، کوئی شام کا کھانا کھانے کے لیے شہر سے بیس کلو میٹر دور جا رہا ہے، کوئی آئس کریم کا لطف اٹھانے کے لیے شہر کے ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف جا رہا ہے، بلکہ لوگوں کو دوسرے ممالک سے کھانے کی چیزیں منگواتے ہوئے پایا گیا ہے، ایک ایک دعوت کے موقع پر پانچ چھ چھ ڈشیں دکھائی دیتی ہیں، جس ہوٹل پر جائیں سینکڑوں کھانوں پر مشتمل مینیو سامنے رکھ دیا جاتا ہے، بیس پچیس منٹ تو یہ فیصلہ کرنے میں لگ جاتے ہیں کہ کس کھانے کا انتخاب کیا جائے۔ غرضیکہ جس چیز کا آپ ﷺ کو ڈر تھا، وہ اپنی انتہاء تک پہنچ گئی ہے۔

رہا مسئلہ زنا جیسی لعنت کا تو اسلام کا دعوی کرنے والوں کی خاصی تعداد اس کمینگی میں مبتلا ہو چکی ہے، بعض ممالک کا تو نام لے کر ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے اکثر و بیشتر باشندے بے حیا ہو چکے ہیں۔

## فَصْلٌ مِنْهُ فِي الثَّنَائِيَّاتِ الْمَبْدُوْءَةِ بِعَدَدٍ

## دو کے عدد سے شروع ہونے والے دو دو امور کا بیان

**تنبیہ:**……اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۹۹٦٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثِنْتَانِ هُمَا بِالنَّاسِ كُفْرٌ، نِيَاحَةٌ عَلَى الْمَيِّتِ، وَطَعْنٌ فِي النَّسَبِ۔)) (مسند احمد: ۹٦٨٨)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزیں لوگوں میں پائی جاتی ہیں، جبکہ وہ کفر ہیں، میت پر نوحہ کرنا اور نسب میں طعن کرنا۔''

**فوائد:**……کفر سے مراد یہ ہے کہ ان افعال کا تعلق کافروں اور جاہلیت کے طور طریقوں سے ہے۔

(۹۹٦٥)۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَنْبَانِ مُعَجَّلَانِ لَا يُؤَخَّرَانِ الْبَغْيُ، وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ۔)) (مسند احمد: ۲۰٦٥۱)

سیدنا ابو بکرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو گناہ ہیں، ان کی سزا جلدی دی جاتی ہے اور ان کے معاملے میں تاخیر نہیں کی جاتی، ایک سرکشی اور دوسرا قطع رحمی۔''

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الثُّلَاثِيَّاتِ

## تین تین امور کا بیان

**تنبیہ:**……اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۹۹٦٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْتَقْبِلُوْا، وَلَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ نہ ہوا کرو،

---

(۹۹٦٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٧ (انظر: ۹٦۹۰)

(۹۹٦٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ۱۷۷ (انظر: ۲۰۳۸۰)

(۹۹٦٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي: ۱۲٦٨ (انظر: ۲۳۱۳)

تُحَفِّلُوْا، وَلَا يَنْعِقْ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ۔)) (مسند احمد: ۲۳۱۳)

(دھوکہ دینے کے لیے جانوروں کا) دودھ نہ روکا کرو اور بکریوں کے چرواہوں کی طرح ایک دوسرے کو آواز نہ دیا کرو۔"

**فوائد:** ...... آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ سنجیدگی اور وقار کے ساتھ بولنا چاہیے، چیخنے اور اونچی اونچی آوازیں دینے سے بچنا چاہیے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ۔﴾ ...... "اور اپنی چال میں میانہ روی رکھ اور اپنی آواز کچھ نیچی رکھ، بے شک سب آوازوں سے بری یقیناً گدھوں کی آواز ہے۔" (سورۂ لقمان: ۱۹)

(۹۹۶۷)۔ عَنْ سَهْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ۔)) قِيْلَ لَهُ: مَنْ اُولٰئِكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مُتَبَرِّ مِنْ وَالِدَيْهِ رَاغِبٌ عَنْهُمَا، وَمُتَبَرِّ مِنْ وَلَدِهِ، وَرَجُلٌ اَنْعَمَ عَلَيْهِ قَوْمٌ فَكَفَرَ نِعْمَتَهُمْ وَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۲۱)

سہل اپنے باپ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ان سے کلام کرے گا، نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔" کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے والدین سے براءت اور بے رغبتی کا اظہار کرنے والا، اپنی اولاد سے بری ہونے والا اور وہ آدمی کہ بعض لوگوں نے اس پر انعام کیا، لیکن اس نے ان کی نعمت کی ناشکری کی اور ان سے براءت کا اظہار کیا۔"

(۹۹۶۸)۔ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنْ اَعْتَى النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَنْ قَتَلَ غَيْرَ قَاتِلِهِ، اَوْ طَلَبَ بِدَمِ الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ، اَوْ بَصَّرَ عَيْنَيْهِ فِي النَّوْمِ مَالَمْ تُبْصِرْ۔)) (مسند احمد: ۱۶۴۹۱)

سیدنا ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ پر سب سے بڑا سرکش وہ ہے، جو غیر قاتل کو قتل کر دے، یا اہل اسلام سے جاہلیت والے خون کا مطالبہ کرے، یا اپنے آنکھوں کو نیند میں وہ کچھ دکھائے، جو انھوں نے دیکھا نہ ہو (یعنی جھوٹے خواب بیان کرے)۔"

---

(۹۹۶۷) تخریج: اسناده ضعيف، لضعف زبان بن فائد وسهل في رواية زبان عنه، ورشدين ايضا ضعيف، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۰/ ٤٣٧ (انظر: ١٥٦٣٦)

(۹۹٦۸) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الرحمن بن اسحاق المدني فيه كلام من جهة حفظه، وقال البخاري: ليس ممن يعتمد على حفظه اذا خالف من ليس بدونه، أخرجه الطبراني في "الكبير": (انظر: ١٦٣٧٨)

(۹۹۶۹)۔ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا رُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ فَاَخْبِرِ النَّاسَ اَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، اَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، اَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ، اَوْ عَظْمٍ، فَاِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ مِنْهُ بَرِيْءٌ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَقَدْ بَرِيءَ مِمَّا اَنْزَلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ)) (مسند احمد: ۱۷۱۲۰)

سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے رویفع! ممکن ہے کہ تیری زندگی لمبی ہو جائے، پس لوگوں کو بتلانا کہ جس نے اپنی داڑھی کو گرہ لگائی، یا تانت کا قلادہ ڈالا، یا جانور کی لید یا ہڈی سے استنجاء کیا تو محمد (ﷺ) اس سے بری ہو جائے گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''ایسا شخص اس چیز سے بری ہو جائے گا، جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔''

(۹۹۷۰)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَالَمْ اَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنِ اسْتَشَارَهُ اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ فَاَشَارَ عَلَيْهِ بِغَيْرِ رُشْدٍ فَقَدْ خَانَهُ، وَمَنْ اَفْتٰى بِفُتْيَا غَيْرِ ثَبْتٍ، فَاِنَّمَا اِثْمُهُ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ۔)) (مسند احمد: ۸۲۴۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری طرف وہ بات منسوب کی، جو میں نے نہیں کہی، وہ آگ سے اپنا ٹھکانہ تیار کر لے، جس سے اس کے مسلمان بھائی نے مشورہ طلب کیا، لیکن اس نے عقل اور راست روی کے بغیر اس کو مشورہ دے دیا، پس اس نے اس سے خیانت کی اور جس نے تحقیق کے بغیر فتوی دیا، پس اس کا گناہ فتوی دینے والے پر ہوگا۔''

**فوائد**: ..... مشورہ اور فتوی دینے والے افراد کو متنبہ رہنا چاہیے، صرف وہ مشورہ دیا جائے، جس میں مسلمان کے لیے خیر و بھلائی ہو اور مکمل تحقیق، محنت اور یقین یا ظن غالب کے بعد شریعت سے متعلقہ امور کا فتوی دیا جائے۔

(۹۹۷۱)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا، وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ، وَاَنْ يَمْنَعَ الرَّجُلُ جَارَهُ اَنْ يَضَعَ خَشَبَةً فِيْ حَائِطِهِ۔)) (مسند احمد: ۸۳۱۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیے، مشکیزے کے منہ سے پانی پیے اور اس سے کہ آدمی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی رکھنے سے منع کرے۔

(۹۹۷۲)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی غیر باپ کی طرف

---

(۹۹۶۹) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه النسائي: ۸/ ۱۳۵ (انظر: ۱۶۹۹۵)
(۹۹۷۰) تخريج: حسن، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ۳۶۵۷، وابن ماجه: ۵۳ (انظر: ۸۲۶۶)
(۹۹۷۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط الصحيح، أخرجه البيهقي: ۶/ ۶۸ (انظر: ۸۳۱۷)
(۹۹۷۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۰۹ (انظر: ۱۶۹۸۰)

اَنْ يُدْعَى الرَّجُلُ اِلَى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ يُرِى عَيْنَيْهِ فِيْ الْمَنَامِ مَالَمْ تَرَيَا ، اَوْ يَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَالَمْ يَقُلْ۔)) (مسند احمد: ١٧١٠٥)

منسوب ہو یا اپنی آنکھوں کو وہ کچھ دکھائے، جو انھوں نے نہ دیکھا ہو (یعنی جھوٹے خواب بیان کرے)، رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرے، جو آپ ﷺ نے نہ فرمائی ہو۔''

(٩٩٧٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، ثَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ اَبِيْ التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ لَيْثٍ ، قَالَ: اَشْهَدُ عَلَى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ، قَالَ شُعْبَةُ: اَوْ قَالَ عِمْرَانُ: اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْحَنَاتِمِ۔ اَوْ قَالَ: الْحَنْتَمِ۔ (وَفِيْ لَفْظٍ: عَنِ الشُّرْبِ فِيْ الْحَنَاتِمِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيْرِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٧٧)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے ہرے رنگ کے گھڑوں میں پینے سے، سونے کی انگوٹھی سے اور ریشم سے منع فرمایا ہے۔

**فوائد:** ......حرمت شراب کے وقت ہرے رنگ کے گھڑوں اور دیگر برتنوں کو استعمال کرنے سے عارضی طور پر منع کیا گیا تھا، بعد میں آپ ﷺ نے اس قسم کے برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی تھی۔

(٩٩٧٤)۔ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَنْظُرَ فِيْ جَوْفِ بَيْتِ امْرِئٍ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ ، فَاِنْ نَظَرَ فَقَدْ دَخَلَ ، وَلَا يَؤُمُّ قَوْمًا فَيَخْتَصَّ نَفْسَهُ بِدُعَاءٍ دُوْنَهُمْ ، فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ ، وَلَا يُصَلِّيْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٧٩)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اجازت لیے بغیر کسی آدمی کے گھر کے اندر دیکھے، اگر وہ وہ دیکھتا ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ داخل ہو گیا ہے، نیز کوئی آدمی لوگوں کو اس طرح امامت نہ کروائے کہ دعا صرف اپنے نفس کے لیے کرتا رہے، پس اگر وہ اس طرح کرے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے ان سے خیانت کی ہے اور کوئی آدمی اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ وہ پیشاب پائخانہ کو روک رہا ہو، اسے چاہیے کہ پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے۔''

---

(٩٩٧٣) تخريج: حديث صحيح ، أخرجه مقطعا الترمذي: ١٧٣٨ ، والنسائي: ٨/ ١٧٠ (انظر: ١٩٨٣٨)

(٩٩٧٤) تخريج: صحيح لغيره دون قصة دعاء الامام لنفسه ، فانه تفرد بها يزيد بن شريح الحضرمي ، وهو يعتبر به في المتابعات والشواهد ، أخرجه ابوداود: ٩٠ ، والترمذي: ٣٥٧ (انظر: ٢٢٤١٥)

**فوائد:** ...... نظر کی وجہ سے ہی بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے، اس لیے دوسرے کے گھروں میں جھانکنا اور سوراخوں سے دیکھنا منع ہے۔

## فَصْلٌ مِنْهُ فِي الثُّلَاثِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ
## تین کے عدد سے شروع ہونے والے تین تین امور کا بیان

**تنبیہ:** ......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۹۹۷۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ، مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ، وَالدَّيُّوْثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ اَهْلِهِ الْخَبَثَ۔)) (مسند احمد: ۵۳۷۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر جنت کو حرام قرار دیا ہے، شراب پر ہمیشگی اختیار کرنے والا، والدین کا نافرمان اور وہ دیوث جو اپنے گھر کے اندر برائی کو برقرار رکھتا ہے۔''

**فوائد:** ......اپنے گھر والے افراد کے بارے میں غیرت نہ رکھنے والے کو دیوث کہتے ہیں، دوسرے الفاظ میں دیوث کا معنی بے غیرت ہے۔

(۹۹۷۶)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الْعَاقُّ وَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْمَرْاَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوْثُ، وَثَلَاثٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ بِمَا اَعْطٰى۔)) (مسند احمد: ۶۱۸۰)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد نہ جنت میں داخل ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا: والدین کا نافرمان، شراب پر ہمیشگی کرنے والے، مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی خاتون اور دیوث اور اللہ تعالیٰ بروز قیامت تین افراد کی طرف نہیں دیکھے گا: والدین کا نافرمان، شراب پر ہمیشگی کرنے والا اور اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا۔''

(۹۹۷۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ اِذَا كُنَّ فِي الرِّجَالِ، فَهُوَ الْمُنَافِقُ الْخَالِصُ، اِنْ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین خصلتیں ہیں، جب وہ کسی آدمی میں پائی جائیں گی تو وہ خالص منافق ہوگا، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے،

---

(۹۹۷۵) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۵۳۷۲)
(۹۹۷۶) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه النسائی: ۵/ ۸۰ (انظر: ۶۱۸۰)
(۹۹۷۷) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۶۸۷۹)

حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِنْ وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِنِ ائْتُمِنَ خَانَ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ لَمْ يَزَلْ يَعْنِي فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا۔)) (مسند احمد: ٦٨٧٩)

جب وعدہ کرے تو اس کی مخالفت کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے، اور جس فرد میں ان میں ایک خصلت ہوگی تو اس میں وہ دراصل نفاق کی خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اس کو ترک کر دے۔''

**فوائد:**......ان تین برائیوں کا تعلق منافقوں کے اعمال سے ہے۔

(٩٩٧٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ إِسْحٰقَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ مِنْ عَمَلِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُهُنَّ أَهْلُ الْإِسْلَامِ، النِّيَاحَةُ، وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ۔)) وَكَذَا، قُلْتُ لِسَعِيدٍ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ يَا آلَ فُلَانٍ، يَا آلَ فُلَانٍ، يَا آلَ فُلَانٍ۔ (مسند احمد: ٧٥٥٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جاہلیت کے تین امور ہیں، اہل اسلام بھی ان کو ترک نہیں کریں گے، نوحہ کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور اس طرح جاہلیت کی پکار پکارنا کہ اے آلِ فلاں، اے آلِ فلاں۔''

(٩٩٧٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ، دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهِ۔)) (مسند احمد: ٨٥٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والدین کی اپنی اولاد کے حق میں دعا۔''

(٩٩٨٠)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ، يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ الْإِمَامَ وَلَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نہ تین افراد سے کلام کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، ایک وہ آدمی جو کسی بیابان میں زائد پانی پر قبضہ کر لے اور مسافر کو اس سے روک دے، دوسرا وہ آدمی جو صرف دنیا

(٩٩٧٨) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن حبان: ٣١٤١ (انظر: ٧٥٦٠)

(٩٩٧٩) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ١٥٣٦، والترمذي: ١٩٠٥، ٣٤٤٨ (انظر: ٨٥٨١)

(٩٩٨٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٥٨، ومسلم: ١٠٨ (انظر: ٧٤٤٢)

يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ، قَالَ: وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَأَخَذَهَا، بِكَذَا، وَكَذَا، فَصَدَّقَهُ، وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ٧٤٣٥)

کے لیے حکمران کی بیعت کرے، اگر وہ اس کو دنیوی مال دے تو وہ بیعت کے تقاضے پورا کرتا ہے اور اگر کچھ نہ دے تو وہ پورا نہیں کرتا، تیسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد اپنا سامان فروخت کرے اور اس بات پر قسم اٹھائے کہ اس نے یہ سامان اتنی قیمت کا لیا ہے، پس اس سے خریدنے والے اس قسم کی وجہ سے اس کی تصدیق کرے، جبکہ حقیقت میں اس کا معاملہ جھوٹ پر ہو۔''

(٩٩٨١)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا، قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأْدَ الْبَنَاتِ، وَعُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ، وَمَنْعَ وَهَاتِ۔)) (مسند احمد: ١٨٣٢٨)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین امور کو ناپسند کیا ہے، قیل و قال، کثرت سے سوال کرنا اور مال ضائع کرنا اور اس کے رسول نے تم پر تین چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، ماؤں کی نافرمانی کرنا اور روک لینا اور مانگنا۔''

**فوائد:** ...... قیل وقال: اس سے مراد یہ ہے کہ کثرت سے باتیں کی جائیں اور بغیر تحقیق کے لوگوں کی باتیں بیان کی جائیں۔

کثرت سے سوال کرنا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں سے مال و متاع کا سوال کیا جائے یا غیر ضروری مسائل اور لوگوں کے حالات کے بارے میں پوچھا جائے۔

آجکل گپ شپ کے بہانے ان ہی دو چیزوں کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔

روک لینا اور مانگنا: اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی پر جس چیز کا خرچ کرنا ضروری ہو، وہ اس کو خرچ نہ کرے اور جس چیز میں اس کا حق نہ ہو، وہ لوگوں سے اس کا سوال کرے۔

(٩٩٨٢)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيْفٍ ؓ، قَالَ: سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ، فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا فِيْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ، سَأَلْنَاهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْنَا أَبَابَكْرَةَ وَكَانَ مَمْلُوْكًا وَأَسْلَمَ قَبْلَنَا،

بنو ثقیف کے ایک آدمی سے روایت ہے، وہ کہتا ہے: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے تین چیزوں کا سوال کیا، آپ ﷺ نے ہمیں کسی ایک میں بھی رخصت نہیں دی، ہم نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ابوبکرہ کو ہمیں لوٹا دیں، وہ غلام تھا اور ہم

(٩٩٨١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٠٨، ومسلم: ٥٩٣ (انظر: ١٨١٤٧)

(٩٩٨٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرج منه قصة ابى بكرة الطحاوى فى "شرح مشكل الآثار": ٤٢٧٣، وفى "شرح معانى الآثار": ٣/ ٢٧٨ (انظر: ١٧٥٣٠)

فَقَالَ: ((لَا، هُوَ طَلِيْقُ الله، ثُمَّ طَلِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔)) ثُمَّ سَأَلْنَاهُ أَنْ يُرَخِّصَ لَنَا فِيْ الشِّتَاءِ وَكَانَتْ أَرْضُنَا أَرْضًا بَارِدَةً بَعْنِيْ فِيْ الطُّهُوْرِ فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يُرَخِّصَ لَنَا فِيْ الدُّبَّاءِ، فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۶۷۱)

سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، وہ تو اللہ تعالیٰ کا اور پھر اس کے رسول کا آزاد شدہ ہے۔'' پھر ہم نے آپ ﷺ نے سوال کیا کہ ہمارے علاقے میں بڑی سردی پڑتی ہے، اس لیے ہمیں طہارت کے بارے میں رخصت دی جائے، آپ ﷺ نے ہمیں رخصت نہ دی، پھر ہم نے آپ ﷺ سے یہ اجازت چاہی کہ ہمیں کدو کا برتن استعمال کرنے کی اجازت دی جائے، لیکن آپ ﷺ نے ہمیں اس کی بھی رخصت نہ دی۔

**فوائد:** ...... جب کافروں کا غلام مسلمان ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے بعد میں کدو کا برتن استعمال کرنے کی اجازت دے دی تھی، عذر کے وقت غسل اور وضو کے بجائے تیمم کرنا درست ہے، لیکن ان لوگوں کا عذر اس لائق نہیں تھا کہ ان کو یہ رخصت دی جائے۔

(۹۹۸۳)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ ؓ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَقَاطِعُ رَحِمٍ، وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ، وَمَنْ مَاتَ مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ سَقَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ نَهْرِ الْغُوْطَةِ۔)) قِيْلَ: وَمَا نَهْرُ الْغُوْطَةِ؟ قَالَ: ((نَهْرٌ يَجْرِيْ مِنْ فُرُوْجِ الْمُوْمِسَاتِ يُؤْذِيْ أَهْلَ النَّارِ رِيْحُ فُرُوْجِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۱۹۷۹۸)

سیدنا ابو موسی اشعری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد جنت میں داخل نہیں ہوں گے، شراب پر ہیشگی کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ اور جو آدمی شراب پر ہیشگی والی حالت پر مرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو غوطہ کی نہر سے پلائے گا۔'' کسی نے کہا: غوطہ کی نہر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ زانی عورتوں کی شرمگاہوں سے نکلنے والی نہر ہوگی، ان کی شرمگاہوں کی بدبو جہنمیوں کو تکلیف دے گی۔''

(۹۹۸٤)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ۔)) قَالَ:

سیدنا ابو ذر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تین افراد سے نہ کلام کرے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔'' سیدنا ابو ذر ؓ

---

(۹۹۸۳) تخریج: قوله منه: "ثلاثة لا يدخلون الجنة: مدمن خمر، وقاطع رحم، ومصدق بالسحر۔" حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابی حريز، أخرجه ابن حبان: ٥٣٤٦، وابويعلی: ٧٢٤٨، والحاكم: ٤/ ١٤٦ (انظر: ١٩٥٦٩)

(۹۹۸٤) تخریج: أخرجه مسلم: ١٠٦ (انظر: ) ٢١٣١٨

قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ هُمْ خَسِرُوْا وَخَابُوْا قَالَ: فَاَعَادَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: ((الْمُسْبِلُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ اَوِ الْفَاجِرِ، وَالْمَنَّانُ۔)) (مسند احمد: ٢١٦٤٤)

نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ یہ تو خسارہ پانے والے اور ناکام ہونے والے ہیں، آپ ﷺ نے تین بار وہی بات دوہرائی اور پھر فرمایا: ''کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، جھوٹی قسم اٹھا کر سامان فروخت کرنے والا اور احسان جتلانے والا۔''

(٩٩٨٥)۔ عَنْ ثَوْبَانَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ فَارَقَ الرُّوْحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ، الْكِبْرَ، وَالدَّيْنَ، وَالْغُلُوْلَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٢٧)

سیدنا ثوبان ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی روح اس حال میں اس کے جسم سے جدا ہو کہ وہ تین چیزوں سے بری ہو، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، ایک تکبر، دوسری قرض اور تیسری خیانت۔''

(٩٩٨٦)۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ ؓ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا تَسْاَلْ عَنْهُمْ، رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَعَصٰى اِمَامَهُ، وَمَاتَ عَاصِيًا، وَاَمَةٌ اَوْعَبْدٌ اَبَقَ فَمَاتَ، وَامْرَاَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا، قَدْ كَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْيَا، فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ، فَلَا تَسْاَلْ عَنْهُمْ، وَثَلَاثَةٌ لَا تَسْاَلْ عَنْهُمْ، رَجُلٌ نَازَعَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رِدَاءَهُ، فَاِنَّ رِدَاءَهُ الْكِبْرِيَاءُ، وَاِزَارَهُ الْعِزَّةُ، وَرَجُلٌ شَكَّ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ، وَالْقُنُوْطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٤١)

سیدنا فضالہ بن عبید ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد کے (جرم کی سنگینی) بارے میں سوال نہ کر، (۱) وہ آدمی جو جماعت سے علیحدہ ہو گیا، اپنے امام کی نافرمانی کی اور اس نافرمانی کے دوران ہی فوت ہو گیا، (۲) وہ لونڈی یا غلام جو آقا سے بھاگ گیا اور اسی حالت میں مر گیا، اور (۳) وہ عورت کہ جس کا خاوند اس سے غائب تھا، جبکہ اس نے اس کے دنیا کے اخراجات پورے کیے ہوئے تھے، لیکن اس خاتون نے اپنے خاوند کے بعد (غیروں کے لیے) بناؤ سنگھار کیا، پس تو ان نافرمانوں کے بارے میں سوال نہ کر۔ تین افراد اور بھی ہیں، ان کے (جرم کی سنگینی) کے بارے میں بھی سوال نہ کر، (۱) وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ سے اس کی چادر چھیننا چاہی یعنی تکبر کرنا چاہا، پس بیشک اس کی چادر تکبر ہیں اور اس کا ازار اس کی بڑائی ہے، (۲) وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں شک کیا اور (۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا۔''

---

(٩٩٨٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الترمذي: ١٥٧٢ (انظر: ٢٢٣٦٩)

(٩٩٨٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البزار: ٣٧٤٩، وابن حبان: ٤٥٥٩، والحاكم: ١/ ١١٩، والطبراني في "الكبير": ١٨/ ٧٩٠ (انظر: ٢٣٩٤٣)

(۹۹۸۷)۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا، لِابْنِ السَّائِبِ قَاصِّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ: ثَلَاثَةٌ لَتُتَابِعَنِّي عَلَيْهِنَّ أَوْ لَأُنَاجِزَنَّكَ، فَقَالَ: مَاهُنَّ؟ بَلْ أَنَا أُتَابِعُكِ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! قَالَتِ: اجْتَنِبِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا لَا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ، وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ مَرَّةً: فَقَالَتْ: إِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ وَهُمْ لَا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ، وَقُصَّ عَلَى النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ أَبَيْتَ فَثِنْتَيْنِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَثَلَاثًا، فَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْكِتَابَ، وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ، وَلٰكِنِ اتْرُكْهُمْ، فَإِذَا جَرَّءُوكَ عَلَيْهِ وَأَمَرُوكَ بِهِ فَحَدِّثْهُمْ۔ (مسند احمد: ۲۶۳۴۰)

امام شعبی کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہل مدینہ کے واعظ ابن سائب سے کہا: یا تو تو تین چیزوں پر میری موافقت کرے گا، یا میں تجھ سے مقابلہ کروں گی، انھوں نے کہا: وہ کون سی چیزیں ہیں؟ اے ام المؤمنین! میں آپ کی موافقت کروں گا، سیدہ نے کہا: (۱) دعا میں سجع کلام سے بچ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ایسے نہیں کرتے تھے، (۲) لوگوں کو ایک ہفتے میں ایک دفعہ وعظ کر، اگر تو انکار کرے تو دو بار کر لے، اگر یہ بھی تسلیم نہ کرے تو تین دفعہ کر لیا کر، لوگوں کو اس کتاب سے اکتا نہ دینا، اور (۳) میں تجھے اس حالت میں نہ پاؤں کہ تو لوگوں کے پاس آئے، جبکہ وہ آپس میں گفتگو کر رہے ہوں اور تو آ کر ان کی بات کو کاٹ دے، تو نے ان کو چھوڑے رکھنا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ خود تجھے جرأت دلائیں اور بات کرنے کا حکم دیں تو پھر تو ان سے باتیں کر۔

**فوائد**:...... کیا کمال نصیحتیں کی ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے، یہ اسلام کے سنہری قوانین ہیں۔

(۹۹۸۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلدَّوَاوِينُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثَلَاثَةٌ، دِيوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِ شَيْئًا، وَدِيوَانٌ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا، وَدِيوَانٌ لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ، فَأَمَّا الدِّيوَانُ الَّذِي لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ فَالشِّرْكُ بِاللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾ وَأَمَّا الدِّيوَانُ الَّذِي لَا يَعْبَأُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں تین قسم کے دیوان ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایک دیوان کی تو کوئی پروا نہیں کرتا، ایک دیوان میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑے گا اور ایک دیوان کو معاف نہیں کرے گا۔ پس وہ دیوان جس کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام قرار دے گا۔'' جس دیوان میں سے اللہ تعالیٰ کسی چیز کی پروا نہیں

---

(۹۹۸۷) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابی شيبة: ۱۰/ ۱۹۹، وابن حبان: ۹۷۸ (انظر: ۲۵۸۲۰)

(۹۹۸۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف صدقة بن موسى، أخرجه الحاكم: ٤/ ٥٧٥ (انظر: ۲٦۰۳۱)

اللّٰهُ بِهِ شَيْئًا ، فَظُلْمُ العَبْدِ نَفْسَهُ ، فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ ، مِنْ صَوْمِ يَوْمٍ تَرَكَهُ ، اَوْ صَلَاةٍ تَرَكَهَا ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَغْفِرُ ذٰلِكَ وَيَتَجَاوَزُ إِنْ شَاءَ ، وَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا ، فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا ، الْقِصَاصَ لَا مَحَالَةَ۔)) (مسند احمد: ٢٦٥٥٩)

کرے گا، وہ بندے کا اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے، اس چیز کا تعلق اس کے اور اس کے ربّ کے مابین ہوتا ہے، مثال کے طور پر ایک دن کا روزہ ترک کر دیا اور ایک نماز چھوڑ دی، پس بیشک اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کو بخش دے گا اور اس سے تجاوز کر جائے گا، اور جس دیوان میں اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہیں چھوڑے گا، وہ ہے بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا، ان میں لامحالہ طور پر قصاص لیا جائے گا۔''

(٩٩٨٩)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَإِذَا ائْتُمِنَ خَانَ۔)) (مسند احمد: ١٠٩٣٨)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین خصلتیں ہیں، جس آدمی میں وہ ہوں گی، وہ منافق ہوگا، اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور یہ گمان کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وہ وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الرُّبَاعِيَّاتِ

## چار چار امور کا بیان

**تَنْبِيْه:**...... اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٩٩٥٧) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(٩٩٩٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرِ الْكَبِيْرَ، وَيَرْحَمِ الصَّغِيْرَ، وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے، جو بڑے کی عزت نہ کرے، چھوٹے پر شفقت نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے۔''

(٩٩٩١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی سفارش، اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے لیے

---

(٩٩٨٩) تخريج: اسناده الأول صحيح على شرط مسلم، وهو حديث له اسنادان، أخرجه ابوعوانة: ١/ ٢١، وابن حبان: ٢٥٧ (انظر: ١٠٩٢٥)

(٩٩٩٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ١٩٢١ (انظر: ٢٣٢٩)

(٩٩٩١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٧، والبيهقي: ٦/ ٨٢، وأخرجه ابوداود: ٣٥٩٧ دون قوله: "ومن مات وعليه دين......" (انظر: ٥٣٨٥)

حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ فِيْ اَمْرِهِ، وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَلَيْسَ بِالدِّيْنَارِ، وَلَا بِالدِّرْهَمِ وَلٰكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ، وَمَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ، وَمَنْ قَالَ فِيْ مُؤْمِنٍ مَالَيْسَ فِيْهِ اَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔)) (مسند احمد: ٥٣٨٥)

رکاوٹ بن گئی ، اس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی، جو آدمی مقروض ہو کر مرا، تو (وہ یاد رکھے کہ) روزِ قیامت درہم و دینار کی ریل پیل نہیں ہو گی، وہاں تو نیکیوں اور برائیوں کا تبادلہ ہو گا۔ جس نے دیدہ دانستہ باطل کے حق میں جھگڑا کیا وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب میں رہے گا جب تک باز نہیں آتا۔ جس نے مومن پر ایسے جرم کا الزام لگایا جو اس میں نہیں پایا جاتا اسے "رَدْغَةُ الْخَبَال" (جہنمیوں کے پیپ) میں روک لیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ اس بات سے نکل آئے، جو اس نے کہی ہوگی۔"

**فوائد:** ......مسلمان سے بتقاضۂ بشریت غلطی ہو جانا ممکن ہے اور یہ چیز زیادہ قابل جرح بھی نہیں ہے، کیونکہ نیکیوں کے ذریعے یا توبہ کرنے سے اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑنے کے درپے ہو جانا بغاوت ہے اور بغاوت کو کوئی بھی برداشت نہیں کرتا۔ اگر کسی مجرم کا معاملہ عدالت میں پہنچ چکا ہو اور اس پر حدّ نافذ کرنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہو تو کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی حدّ کے سامنے روڑے اٹکائے۔ یہی معاملہ اس جھگڑے کا ہے، جس کی بابت جھگڑنے والے کو پتہ ہو کہ وہ باطل پر ہے، لیکن پھر بھی اپنی انانیت کے دفاع کا بھوت سوار کر کے یا کسی اور مقصد کے پیش نظر لڑائی جاری رکھے۔

(٩٩٩٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَايَحِلُّ اَنْ يَنْكِحَ الْمَرْاَةَ بِطَلَاقِ اُخْرٰى، وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَبِيْعَ عَلٰى بَيْعِ صَاحِبِهِ حَتّٰى يَذَرَهُ، وَلَا يَحِلُّ لِثَلَاثَةِ نَفَرٍ يَكُوْنُوْنَ بِاَرْضِ فَلَاةٍ اِلَّا اَمَّرُوْا عَلَيْهِمْ اَحَدَهُمْ، وَلَا يَحِلُّ لِثَلَاثَةِ نَفَرٍ يَكُوْنُوْنَ بِاَرْضِ فَلَاةٍ يُنَاجِي اثْنَان دُوْنَ صَاحِبِهِمَا۔)) (مسند احمد: ٦٦٤٧)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ حلال نہیں ہے کہ مرد ایک بیوی کو طلاق دے کر دوسری سے شادی کرے، نہ یہ حلال ہے کہ آدمی اپنے ساتھی کے سودے پر سودا کرے، یہاں تک کہ وہ ساتھی اس سودے کو چھوڑ دے، کسی ویرانے میں موجود تین افراد کے لیے حلال نہیں ہے، الا یہ کہ وہ اپنے میں سے ایک آدمی کو امیر بنا دیں، اسی طرح جب کسی بیابان میں تین افراد ہوں تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔"

---

(٩٩٩٢) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٦٦٤٧)

(۹۹۹۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَامَنَّانٌ، وَلَا وَلَدُ زِنْيَةٍ۔)) (مسند احمد: ٦٨٩٢)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''والدین کا نافرمان، شراب پر ہمیشگی کرنے والا، احسان جتلانے والا اور زنا کی اولاد، یہ سارے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔''

(۹۹۹٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَلِيُّ! اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَإِنْ شَقَّ عَلَيْكَ، وَلَا تَأْكُلِ الصَّدَقَةَ، وَلَا تُنْزِ الْحَمِيْرَ عَلَى الْخَيْلِ، وَلَا تُجَالِسْ أَصْحَابَ النُّجُوْمِ۔)) (مسند احمد: ٥٨٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے علی! پورا پورا وضو کر، اگرچہ وہ تجھ پر گراں گزرے، صدقہ نہ کھا، گدھے کو گھوڑی پر نہ کدوا اور نجومی لوگوں کی مجلس میں نہ بیٹھ۔''

## فَصْلٌ مِنْهُ فِي الرُّبَاعِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ

## چار کے عدد سے شروع ہونے والے چار چار امور کا بیان

**تنبیه:** ......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۹۹۹۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا، أَوْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ الْأَرْبَعِ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔)) (مسند احمد: ٦٨٦٤)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی، وہ منافق ہوگا اور جس میں ان چار میں ایک خصلت ہوگی، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وہ وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب معاہدہ کرے تو دھوکہ کر جائے اور جب جھگڑا کرے تو گالی نکالے۔''

**فوائد:** ......ان چار خصلتوں کا تعلق منافق کے اعمال سے ہے۔

(۹۹۹٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار چیزیں، امورِ جاہلیت میں سے ہیں، لوگ ان کو

(۹۹۹۳) تخريج: صحيح لغيره دون قوله "ولا ولد زنية" وهذا اسناد ضعيف، علته جابان، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٤٩١٦، والطيالسي: ٢٢٩٥ (انظر: ٦٨٩٢)

(۹۹۹٤) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابويعلى: ٤٨٤ (انظر: ٥٨٢)

(۹۹۹٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٥٩، ومسلم: ٥٨ (انظر: ٦٨٦٤)

(۹۹۹٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ١٠٠١ (انظر: ٧٩٠٨)

لَنْ يَدَعهُنَّ النَّاسُ، التَّعْيِيرُ فِی الْاَحْسَابِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَی الْمَيِّتِ، وَالْاَنْوَاءُ، وَاَجْرَبَ بَعِيْرٌ فَاَجْرَبَ مِائَةً، مَنْ اَجْرَبَ الْبَعِيْرَ الْاَوَّلَ؟)) (مسند احمد: ۷۸۹۵)

بالکل نہیں چھوڑیں گے: (۱) حسب پر طعن کرنا، (۲) میت پر نوحہ کرنا، (۳) ستاروں کا معاملہ اور (۴) یہ کہنا کہ ایک اونٹ کو خارش لگی، پس اس نے سب کو خارش لگا دی، یہ تو بتاؤ کہ پہلے کو کس نے خارش لگائی؟''

(۹۹۹۷)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْقُلُوْبُ اَرْبَعَةٌ، قَلْبٌ اَجْرَدُ فِيْهِ مِثْلُ السِّرَاجِ يُزْهِرُ، وَقَلْبٌ اَغْلَفُ مَرْبُوْطٌ عَلٰی غِلَافِهِ، وَقَلْبٌ مَنْكُوْسٌ، وَقَلْبٌ مُصْفَحٌ، فَاَمَّا الْقَلْبُ الْاَجْرَدُ فَقَلْبُ الْمُؤْمِنِ سِرَاجُهُ فِيْهِ نُوْرُهُ، وَاَمَّا الْقَلْبُ الْاَغْلَفُ فَقَلْبُ الْكَافِرِ، وَاَمَّا الْقَلْبُ الْمَنْكُوْسُ فَقَلْبُ الْمُنَافِقِ عَرَفَ ثُمَّ اَنْكَرَ، وَاَمَّا الْقَلْبُ الْمُصْفَحُ فَقَلْبٌ فِيْهِ اِيْمَانٌ وَنِفَاقٌ، فَمَثَلُ الْاِيْمَانِ فِيْهِ كَمَثَلِ الْبَقْلَةِ يَمُدُّهَا الْمَاءُ الطَّيِّبُ، وَمَثَلُ النِّفَاقِ فِيْهِ كَمَثَلِ الْقُرْحَةِ يَمُدُّهَا الْقَيْحُ وَالدَّمُ، فَاَیُّ الْمَدَّتَيْنِ غَلَبَتِ الْاُخْرٰی غَلَبَتْ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ١١١٤٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دل چار قسم کے ہوتے ہیں: (۱) خالص اور صاف دل، جو چراغ کی طرح روشن ہوتا ہے، (۲) پردے میں بند دل، جس سے پردہ ہٹ ہی نہیں سکتا، (۳) الٹا کیا ہوا دل اور (۴) دو رُخا دل۔ ان کی تفصیل یہ ہے: صاف دل سے مراد مومن کا دل ہے، اس کا چراغ اس کا نور ہے، پردے میں بند دل کافر کا ہوتا ہے، الٹا ہوا دل اس منافق کا ہوتا ہے، جو حق کی معرفت حاصل کرنے کے بعد اس کا انکار کر دیتا ہے اور دو رُخا دل وہ ہوتا ہے، جس کے اندر ایمان بھی ہو اور نفاق بھی، اس میں ایمان کی مثال سبزی کی سی ہے کہ پاکیزہ پانی جس کو بڑھاتا ہے اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی سی ہے کہ جو پیپ اور خون کی وجہ سے بڑھتا ہے، ان دو میں سے جس کی بڑھوتری غالب آ جاتی ہے، سو وہ غالب رہتی ہے۔''

**فوائد:**...... الٹے ہوئے دل سے مراد یہ ہے کہ ایسا سمجھیں کہ دل کو برتن کی طرح الٹا کر دیا گیا اور اس میں موجود خیر نکل گئی، اس سے مراد منافق کا ارتداد ہے، یا اس کی ظاہری حالت کو دیکھ کر بات کی گئی ہے۔

(۹۹۹۸)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعًا فَاَعْجَبْنَنِیْ وَاٰنَقْنَنِیْ، قَالَ عَفَّانُ: وَاَنْقَنَنِیْ، ((نَهٰی اَنْ تُسَافِرَ

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے چار چیزیں سنی، انھوں نے مجھے تعجب میں ڈال دیا اور مجھے حیران کر دیا، (۱) آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ

---

(۹۹۹۷) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ليث بن ابی سليم، ولانقطاعه، ابو البختری لم يدرك ابا سعيد الخدری، أخرجه الطبرانی فی "الصغير": ١٠٧٥ (انظر: ١١١٢٩)

(۹۹۹۸) تخريج: أخرجه البخاری: ١١٩٧، ١٨٦٤، ١٩٩٥، ومسلم: ٨٢٧ (انظر: ١١٦٨١)

الْـمَـرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ)) قَالَ عَفَّانُ: أَوْ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَمَـعَهَـا زَوْجٌ أَوْ ذُوْ مَـحْـرَمٍ، وَنَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ فِـىْ سَـاعَتَيْنِ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّـمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ، وَنَهٰى عَـنْ صِيَـامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ النَّحْرِ، وَيَوْمِ الْفِطْرِ، وَقَالَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، مَسْـجِـدِ الْـحَـرَامِ، وَمَسْـجِـدِ الْاَقْصٰـى، وَمَسْجِدِيْ هٰذَا۔)) (مسند احمد: ١١٧٠٤)

عورت دو دنوں کی مسافت کا سفر کرے، مگر اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہونا چاہیے، (۲) آپ ﷺ نے دو گھڑیوں میں نماز سے منع فرمایا، نمازِ فجر کے بعد، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور نماز عصر کے بعد، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے، (۳) آپ ﷺ نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دو دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا، نیز (۴) آپ ﷺ نے فرمایا کہ پالان نہ کسے جائیں، ماسوائے تین مساجد کے، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور یہ مسجد نبوی۔

(٩٩٩٩)۔ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ ؓ، قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: ((اَرْبَـعٌ مِنَ الْـجَـاهِـلِيَّةِ لَا يُتْـرَكْـنَ، اَلْـفَـخْـرُ فِـىْ الْاَحْسَـابِ، وَالـطَّـعْنُ فِـىْ الْاَنْسَـابِ، وَالْاِسْتِسْـقَـاءُ بِـالـنُّـجُوْمِ، وَالنِّيَـاحَةُ، وَالـنَّـائِـحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْـقِيَـامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ اَوْ دِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢٩١)

سیدنا ابو مالک اشعری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت کے چار امور کو نہیں چھوڑا جائے گا، حسب میں فخر کرنا، نسب میں طعن کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا، اگر نوحہ کرنے والی خاتون نے مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو اس کو قیامت کے دن اس حال میں کھڑا کر دیا جائے گا کہ اس پر گندھک کا لباس ہو گا یا خارش کی قمیص ہو گی۔''

(١٠٠٠٠)۔ عَـنْ اَبِـىْ هُـرَيْـرَةَ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَـانَ: يَتَعَوَّذُ مِنْ اَرْبَعٍ، مِنْ عَـذَابِ جَهَـنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔ (مسند احمد: ٧٨٥٧)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چار چیزوں سے پناہ طلب کرتے تھے، جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، حیات و ممات کے فتنے سے اور دجال کے فتنے سے۔

## بَـابُ مَاجَاءَ فِيْ الْخُمَـاسِيَّاتِ
## پانچ پانچ امور کا بیان

**فوائد:**......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(٩٩٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٩٣٤ (انظر: ٢٢٩٠٣)
(١٠٠٠٠) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٧٨٧٠)

(١٠٠٠١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَرَّمَ عَلٰى أُمَّتِي الْخَمْرَ، وَالْمَيْسِرَ، وَالْمِزْرَ، وَالْكُوْبَةَ، وَالْقِنِّيْنَ۔ وَزَادَنِيْ صَلَاةَ الْوِتْرِ۔)) قَالَ يَزِيْدُ (اَحَدُ الرُّوَاةِ): اَلْقِنِّيْنُ الْبَرَابِطُ۔ (مسند احمد: ٦٥٤٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب، جوا، جو یا گیہوں کی شراب، نرد یا شطرنج اور باجے کو حرام قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے وتر کی صورت میں ایک زائد نماز دی ہے۔'' یزید راوی نے کہا: ''قِنِّیْن'' سے مراد ''بَرْبَط'' یعنی باجہ ہے۔

(١٠٠٠٢)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا يَزِيْدُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ، وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَتِهِ، وَلَا تَسْاَلُ امْرَاَةٌ طَلَاقَ اُخْتِهَا۔)) (مسند احمد: ٧٦٨٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے، بیع نجش نہ کرو، کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر زیادہ قیمت نہ لگائے، کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر پیغامِ نکاح نہ بھیجے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے۔''

(١٠٠٠٣)۔ وعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَسْرِقُ سَارِقٌ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَزْنِيْ زَانٍ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الشَّارِبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، يَعْنِي الْخَمْرَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، وَلَا يَنْتَهِبُ اَحَدُكُمْ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ، يَرْفَعُ اِلَيْهِ الْمُؤْمِنُوْنَ اَعْيُنَهُمْ فِيْهَا، وَهُوَ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ۔)) (مسند احمد: ٨١٨٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، جب شرابی شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، جب کوئی آدمی بڑی مقدار میں لوٹ مار کرتا ہے اور مؤمن لوگ اپنی نگاہیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں تو وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا اور جب کوئی خائن خیانت کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، پس تم ان امور سے بچو، ان امور سے بچو۔''

---

(١٠٠٠١) تخريج: اسناده ضعيف، فرج بن فضالة ضعيف، وابراهيم بن عبد الرحمن مجهول، وابوه، في حديثه مناكير، قاله الامام البخاري (انظر: ٦٥٤٧)

(١٠٠٠٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٦٠، ومسلم: ١٤١٣ (انظر: ٧٧٠٠)

(١٠٠٠٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٧ (انظر: ٨٢٠٢)

(۱۰۰۰۴)۔ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ قَرْيَةً مِنْ قُرَى الْمَغْرِبِ، يُقَالُ لَهَا جَرْبَةُ، فَقَامَ فِيْنَا خَطِيْبًا، فَقَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ! اِنِّيْ لَا اَقُوْلُ فِيْكُمْ اِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ، قَامَ فِيْنَا يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِیءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ (يَعْنِيْ اِتْيَانَ الْحُبَالٰى مِنَ السَّبَايَا) وَاَنْ يُصِيْبَ اِمْرَاَةً ثَيِّبًا مِنَ السَّبْيِ حَتّٰى يَسْتَبْرِئَهَا (يَعْنِيْ اِذَا اشْتَرَاهَا) وَاَنْ يَبِيْعَ مَغْنَمًا حَتّٰى يُقْسَمَ، وَاَنْ يَرْكَبَ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا اَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيْهِ، وَاَنْ يَلْبَسَ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا اَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۱۲۲)

حنش صنعانی کہتے ہیں: ہم نے سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ مغرب کی سمت والی بستیوں میں سے جربہ نامی بستی کے ساتھ جہاد کیا، وہ ہم میں خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا: لوگو! میں تم میں وہی بات کروں گا، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ غزوۂ حنین والے دن ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے فرد کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنا پانی دوسرے کی کھیتی کو پلائے، اس سے آپ ﷺ کی مراد حاملہ قیدی خواتین سے جماع کرنا تھا، نیز کسی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ استعمال شدہ قیدی خاتون خریدنے کے بعد استبرائے رحم سے پہلے اس سے جماع کرے، تقسیم سے پہلے غنیمت کا مال بیچ دے، مسلمانوں کے مالِ فَیْ میں سے کسی جانور پر سوار ہو جائے، یہاں تک کہ جب اس کو تھکا دے تو واپس کر دے اور وہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے کوئی کپڑا پہن لے اور پھر بوسیدہ کر کے اس کو واپس کر دے۔''

(۱۰۰۰۵)۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَرَوْحٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ، اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْشِ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، وَلَا تَحْتَبِيَنَّ فِيْ اِزَارٍ وَاحِدٍ، وَلَا تَاْكُلْ بِشِمَالِكَ، وَلَا تَشْتَمِلِ الصَّمَّاءَ، وَلَا تَضَعْ اِحْدٰى رِجْلَيْكَ عَلَى الْاُخْرٰى اِذَا اسْتَلْقَيْتَ۔)) قُلْتُ لِاَبِي الزُّبَيْرِ: اَوَضْعُهُ رِجْلَهُ عَلَى

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک جوتے میں نہ چل، ایک ازار میں گوٹھ نہ مار، بائیں ہاتھ سے نہ کھا، گونگی بکل نہ مار اور جب چت لیٹا ہوا ہو تو ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر نہ رکھ۔'' ابن جریج کہتے ہیں: میں نے ابوزبیر سے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی لیٹ کر اپنا پاؤں دوسرے گھٹنے پر رکھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر انھوں نے کہا: گونگی بکل ایک لباس ہے، جس میں ازار کا اندرونی اور بیرونی حصہ ایک کندھے پر رکھ دیا جاتا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں: میں نے

(۱۰۰۰۴) تخريج: صحيح بشواهده، أخرجه ابوداود: ۲۱۵۹ (انظر: ۱۶۹۹۷)

(۱۰۰۰۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرج المرفوع منه مسلم: ۲۰۹۹، وأخرجه مختصرا ابوداود: ۴۸۶۵، والترمذي: ۲۷۶۶ (انظر: ۱۴۱۷۸)

الرُّكْبَةِ مُسْتَلْقِيًا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اَمَّا الصَّمَّاءُ فَهِيَ اِحْدَى اللِّبْسَتَيْنِ تَجْعَلُ دَاخِلَةَ اِزَارِكَ وَخَارِجَهُ عَلٰى اِحْدٰى عَاتِقَيْكَ، قُلْتُ لِاَبِي الزُّبَيْرِ: فَاِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ: لَا يَحْتَبِيْ فِيْ اِزَارٍ وَاحِدٍ مُفْضِيًا، قَالَ: كَذٰلِكَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: لَا يَحْتَبِيْ فِيْ اِزَارٍ وَاحِدَةٍ، قَالَ حَجَّاجٌ: عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ عَمْرٌو لِيْ: مُفْضِيًا۔ (مسند احمد: ١٤٢٢٧)

پھر ابوزبیر سے کہا: لوگ تو یہ کہہ کہتے ہیں کہ ایک ازار میں اس وقت گوٹھ نہیں مارنا چاہیے، جب بے پردگی ہو رہی ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح سنا ہے کہ آدمی ایک ازار میں گوٹھ نہ مارے۔ حجاج نے ابن جریج سے روایت کیا کہ عمرو کے الفاظ یہ ہے کہ گوٹھ اس وقت منع ہے، جب شرمگاہ نظر آ رہی ہو۔

**فوائد:**...... "اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء" سے کیا مراد ہے؟ حافظ ابن حجر نے کہا: اہلِ لغت کہتے ہیں: کسی شخص کا ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹنا کہ نہ تو وہ اس سے کسی جانب کو بلند کرتا ہو اور نہ ہی اتنی جگہ باقی ہو کہ اس کا ہاتھ نکل سکے۔ ابن قتیبہ نے کہا: "صَمَّاء" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی صورت تمام سوراخوں کو بند کر دیتی ہے، اس طرح وہ سخت چٹان کی طرح ہو جاتی ہے، جس میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا۔

جبکہ فقہا نے کہا: آدمی اپنے جسم پر کپڑا لپیٹے اور پھر اس کا ایک کنارہ اٹھا کر کندھے پر رکھ دے اور اس طرح اس کی شرم گاہ ننگی ہونے لگے۔ (فتح الباری: ١/ ٦٢٩) سنن ابی داود (٤٠٨٠) کی روایت سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے، اس میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس کی دو قسموں سے منع کیا ہے: آدمی کا اس طرح گوٹھ مارنا کہ اوپر سے اس کی شرمگاہ ننگی ہو رہی ہو اور اس طرح کپڑا پہننا کہ ایک جانب ننگی رہ جائے اور کپڑا کندھے پر ڈال دے۔''

اگرچہ اس حدیث کے ایک راوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی تعریف، فقہاء کی تعریف سے ملتی جلتی ہے، لیکن علامہ عظیم آبادی کہتے ہیں: لفظ "صَمَّاء" کو سامنے رکھا جائے تو اس معنی کی گنجائش نہیں ملتی، اصمعی کا بیان کردہ معنی اس لفظ کے زیادہ قریب ہے، وہ کہتے ہیں: آدمی کا ایک کپڑے سے اپنا سارا جسم اس طرح ڈھانپ لینا کہ ہاتھ نکالنے کے لیے بھی کوئی سوراخ نہ بچے اور اس طرح وہ اپنے ہاتھوں سے موذی چیزوں سے دفاع نہ کر سکے۔ (عون المعبود: ١/١١٢٢)

سابقہ بیان سے معلوم ہوا کہ فقہاء والی تعریف کی تائید حدیث اور حدیث کے راوی سے ہو رہی ہے تو یہ معنی مراد لینے میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ گویا ''اشتمال صماء'' کے دونوں معانی درست ہیں۔ اگر ترجیح دینی ہی ہے تو حدیث سے تائید شدہ معنی کو اولیٰ قرار دینا چاہیے۔ (عبد اللہ رفیق)

حبوہ (گوٹھ مارنا): سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس انداز میں بیٹھ جایا کرتے تھے، اس لیے ایسے انداز میں بیٹھنا جائز ہے، بشرطیکہ بیٹھنے والا ننگا نہ ہو رہا ہو، جیسا کہ اس حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔

## فَصْلٌ مِنْهُ فِي الْخُمَاسِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ
## عدد سے شروع ہونے والے پانچ پانچ امور کا بیان

**تَنْبِيه:**...... اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۰٦)۔ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ سَلْمَانَ، رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ صَنْعَاءَ، اَنَّهُ جَلَسَ هُوَ وَآخَرُوْنَ اِلَى ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ لَهُمْ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَمْسٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: بَلٰى! قَالَ: ((مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، فَهُوَ مُضَادُّ اللّٰهِ فِيْ اَمْرِهِ، وَمَنْ اَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَهُوَ مُسْتَظِلٌّ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَتْرُكَ، وَمَنْ قَفَا مُؤْمِنًا اَوْ مُؤْمِنَةً حَبَسَهُ اللّٰهُ فِيْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ اُخِذَ لِصَاحِبِهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ لَا دِيْنَارَ ثَمَّ وَلَا دِرْهَمَ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ، حَافِظُوْا عَلَيْهِمَا فَاِنَّهُمَا مِنَ الْفَضَائِلِ۔)) (مسند احمد: ٥٥٤٤)

صنعاء کا ایک ایوب بن سلمان نامی آدمی بیان کرتا ہے کہ وہ اور کچھ دوسرے لوگ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا میں تم کو وہ پانچ امور بتا دوں، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنے تھے، انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی سفارش اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے سامنے حائل ہوگئی، وہ اللہ تعالیٰ کی اس کے حکم میں مخالفت کرنے والا ہو گا، جس نے بغیر حق کے کسی جھگڑے پر مدد کی، وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا، یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے، جو مؤمن مرد یا عورت کی ٹوہ میں لگا یا ان پر تہمت لگائی، اللہ تعالیٰ اس کو ”رَدْغَة الخَبَال“ یعنی جہنمیوں کی پیپ میں ٹھہرائے گا اور جو مقروض ہو کر مرا، اس کے قرض خواہ کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی، اس دن دینار و درہم نہیں چلیں گے، اور فجر کی دو سنتوں پر محافظت اختیار کرو، کیونکہ یہ فضیلت والے اعمال میں سے ہیں۔“

(۱۰۰۰۷)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ لَيْسَ لَهُنَّ كَفَّارَةٌ، اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ، اَوْ نَهْبُ مُؤْمِنٍ، اَوِ الْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ، اَوْ يَمِيْنٌ صَابِرَةٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالًا بِغَيْرِ حَقٍّ۔)) (مسند احمد: ٨٧٢٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ برائیاں ہیں، کوئی چیز ان کا کفارہ نہیں بن سکتی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، بغیر حق کے کسی کو قتل کرنا، مؤمن کو لوٹنا، لڑائی والے دن بھاگ جانا اور وہ جھوٹی قسم، جس کے ذریعے بغیر حق کے مال غصب کیا جا رہا ہو۔“

---

(۱۰۰۰٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه مختصرا ابوداود: ٣٥٩٨، و ابن ماجه: ٢٣٢٠ (انظر: ٥٥٤٤)

(۱۰۰۰۷) تخريج: اسناده ضعيف، المتوكل أو أبو المتوكل مجهول، وبقية عنعن وهو يدلس تدليس التسوية (انظر: ٨٧٣٧)

(۱۰۰۰۸)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ خَمْسٍ، مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَلَا مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ، وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ، وَلَا کَاهِنٌ، وَلَا مَنَّانٌ۔)) (مسند احمد: ۱۱۸۰۳)

سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس میں یہ پانچ چیزیں پائی جائیں گی، شراب پر ہمیشگی کرنے والا، جادو پر ایمان لانے والا، قطع رحمی کرنے والا، نجومی اور احسان جتلانے والا۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِی السُّدَاسِیَّاتِ
## چھ چھ امور پر مشتمل احادیث کا بیان

**تنبیه:**...... اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۰۹)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا یَبِیْعُ اَحَدُکُمْ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْهِ وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا۔)) (مسند احمد: ۷۷۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، بیع نجش نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، باہمی قطع تعلقی اور دشمنی سے بچو، کوئی آدمی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے، اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''

(۱۰۰۱۰)۔ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰہَ کَرِہَ لَکُمْ ثَلَاثًا، قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ، وَحَرَّمَ عَلَیْکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَأْدَالْبَنَاتِ، وَعُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ، وَمَنْعَ وَهَاتِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۳۲۸)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین امور کو ناپسند کیا ہے، قیل و قال، کثرت سے سوال کرنا اور مال ضائع کرنا اور اس کے رسول نے تم پر تین چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، ماؤں کی نافرمانی کرنا اور روک لینا اور مانگنا۔''

(۱۰۰۱۱)۔ عَنْ اَنَسٍ ؓ، قَالَ: اَخَذَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَی النِّسَاءِ حِیْنَ بَایَعَهُنَّ اَنْ لَا یَنُحْنَ، فَقُلْنَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ نِسَاءً

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے خواتین سے بیعت لی تو ان سے یہ معاہدہ لیا کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی، کچھ خواتین نے کہا: اے اللہ کے رسول! بعض

---

(۱۰۰۰۸) تخریج: حدیث حسن لغیرہ، أخرجه البزار: ۲۹۳۲ (انظر: ۱۱۷۸۱/ ۲)

(۱۰۰۰۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵٦٤ (انظر: ۷۷۲۷)

(۱۰۰۱۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲٤۰۸، ومسلم: ۵۹۳ (انظر: ۱۸۱٤۷)

(۱۰۰۱۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین أخرجه ابوداود: ۳۲۲۲، والترمذی: ۱٦۰۱، و النسائی: ٤/ ۱٦ (انظر: ۱۳۰۳۲)

اَسْعَدْنَنَا فِی الْجَاهِلِيَّةِ اَفَنُسْعِدُهُنَّ فِي الْاِسْلَامِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا اِسْعَادَ فِي الْاِسْلَامِ، وَلَا شِغَارَ، وَلَا عَقْرَ فِي الْاِسْلَامِ، وَلَا جَلَبَ فِي الْاِسْلَامِ، وَلَا جَنَبَ، وَمَنِ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ۱۳۰۶۳)

خواتین نے دورِ جاہلیت میں نوحہ کرنے میں ہماری مدد کی تھی، کیا ہم اسلام میں ان کی مدد کر سکتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں نہ ایسی مدد ہے، نہ شغار ہے، نہ عَقْر ہے، نہ جلب ہے اور نہ جنب ہے اور جس نے لوٹ مار کی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

**فوائد:** ......نوحہ میں ایک دوسرے کی مدد کو ''اِسْعَاد'' کہتے ہیں، دورِ جاہلیت میں خواتین نوحہ کرنے میں باقاعدہ ایک دوسرے کا تعاون کرتی تھیں، اسلام میں تو سرے سے نوحہ سے ہی منع کر دیا۔

عقر کی صورت یہ تھی کہ جو آدمی اپنی زندگی میں سخاوت کرتا تھا، لوگ اس کی قبر پر اونٹ نحر کرتے اور کہتے کہ ہم اس میت کو اس کے عمل کا بدلہ دے رہے ہیں، اسلام نے اس رسم سے بھی منع کر دیا۔

(۱۰۰۱۲)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: يَنْهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ، وَعَنْ صَلَاتَيْنِ، وَعَنْ نِكَاحَيْنِ، سَمِعْتُهُ يَنْهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرِبَ الشَّمْسُ، وَعَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى، وَاَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا، وَبَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا۔ (مسند احمد: ۱۱۶۶۰)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کے روزے سے، دو نمازوں سے اور دو قسم کے نکاحوں سے منع فرمایا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور نماز عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک نماز پڑھنے سے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزوں سے اور بھانجی اور اس کی خالہ کو اور بھتیجی اور اس کی پھوپھی کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا۔

(۱۰۰۱۳)۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: ثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ زَاذَانَ اَبِي عُمَرَ، عَنْ عُلَيْمٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عَلٰى سَطْحٍ مَعَنَا رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَزِيْدُ: لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا عَبْسًا الْغِفَارِيُّ، وَالنَّاسُ يَخْرُجُوْنَ فِي الطَّاعُوْنِ، فَقَالَ عَبْسٌ: يَا طَاعُوْنُ! خُذْنِي،

علیم کہتے ہیں: ہم ایک چھت پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک صحابی بھی ہمارے پاس موجود تھے، یزید راوی کہتے ہیں: میرا خیال یہی ہے کہ وہ سیدنا عبس غفاری ؓ تھے، اس وقت لوگ طاعون میں نکل رہے تھے، اتنے میں عبس نے تین بار کہا: اے طاعون! مجھے پکڑ لے، عُلَیم نے کہا: تم یہ دعا کیوں کرتے ہو؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا: ''کوئی آدمی موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اس وقت اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور نہ

(۱۰۰۱۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ۱۲۶۸ (انظر: ۱۱۶۳۷)

(۱۰۰۱۳) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ۱۶۱۰، والطبراني في "الكبير": ۱۸/ ۶۱ (انظر: ۱۶۰۴۰)

ثَلَاثًا يَقُوْلُهَا، فَقَالَ لَهُ عُلَيْمٌ: لِمَ تَقُوْلُ هٰذَا؟ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ فَاِنَّهُ عِنْدَ اِنْقِطَاعِ عَمَلِهِ، وَلَا يُرَدُّ فَيَسْتَعْتِبَ۔)) فَقَالَ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَادِرُوْا بِالْمَوْتِ سِتًّا، اِمْرَةَ السُّفَهَاءِ، وَكَثْرَةَ الشُّرَطِ، وَبَيْعَ الْحُكْمِ، وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ، وَقَطِيْعَةَ الرَّحِمِ، وَنَشْوًا يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِيْرَ يُقَدِّمُوْنَهُ يُغَنِّيْهِمْ وَاِنْ كَانَ اَقَلَّ مِنْهُمْ فِقْهًا۔)) (مسند احمد: ١٦١٣٦)

اس کو واپس لوٹایا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکے۔'' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''چھ چیزوں سے پہلے پہلے مر جاؤ، بیوقوں کی حکومت، پولیس کی کثرت، انصاف کے بکنے، خون کے کم قیمت ہو جانے اور قطع رحمی سے پہلے اور قبل اس کے کہ لوگ قرآن مجید کو بانسریوں اور گیتوں کی طرح پڑھ کر کیف و سرور میں آئیں اور کسی آدمی کو صرف اس لیے (امامت کے لیے) آگے کریں کہ وہ گاہ گاہ کر تلاوت کرتا ہے، اگرچہ وہ ان میں سب سے کم فہم و فقہ والا ہو۔''

(١٠٠١٤)۔ عَنْ شَدَّادٍ اَبِيْ عَمَّارٍ الشَّامِيِّ، قَالَ: قَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ: يَا طَاعُوْنُ! خُذْنِيْ اِلَيْكَ، قَالَ: فَقَالُوْا: اَلَيْسَ قَدْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا عُمِّرَ الْمُسْلِمُ كَانَ خَيْرًا لَهُ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَزِيْدُهُ طُوْلُ الْعُمُرِ اِلَّا خَيْرًا) قَالَ: بَلٰى وَلٰكِنِّيْ اَخَافُ سِتًّا، اِمَارَةَ السُّفَهَاءِ، وَبَيْعَ الْحُكْمِ، وَكَثْرَةَ الشُّرَطِ، وَقَطِيْعَةَ الرَّحِمِ، وَنَشَأً يَنْشَؤُوْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِيْرَ، وَسَفْكَ الدَّمِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٧٠)

شداد بن ابی عمار شامی سے مروی ہے کہ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: اے طاعون! مجھے اپنی طرف کھینچ لے، لوگوں نے کہا: تم یہ کیوں کہتے ہو جبکہ تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مؤمن کو زیادہ عمر ملتی ہے تو یہ اس کے لیے بہتر ہی ہوتی ہے۔'' انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، میں نے یہ حدیث سنی ہے، لیکن میں چھ چیزوں سے ڈرتا ہوں: بیوقوں کی حکومت، انصاف کے فروخت ہونے، پولیس کی کثرت، قطع رحمی اور لوگوں کا قرآن مجید کو بانسریوں اور گیتوں کی طرح پڑھ کر مزے لینا اور قتل۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّبَاعِيَّاتِ

### سات سات امور کا بیان

**تنبیہ:** ...... اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٩٩٥٧) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(١٠٠١٤) تخريج: صحيح لغيره أخرجه ابن ابی شيبة: ١٥/ ٢٤٤، والطبرانی فی "الكبير": ١٨/ ١٠٤ (انظر: ٢٣٩٧٠)

(۱۰۰۱۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ كَمَّهَ اَعْمٰى عَنِ السَّبِيْلِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ۔)) قَالَهَا ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ۲۹۱۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کے نشانات بدلے، اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر لعنت کرے، جس نے غیر اللہ کیلیے ذبح کیا، اللہ ایسے غلام پر لعنت کرے جس نے اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا مالک بنایا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اندھے کو رستے سے بھٹکا دیا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے چوپائے سے بدفعلی کی اور اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا فعل کیا۔''

**فوائد:** ......مراد اللہ تعالیٰ کی پھٹکار، خدا کی مار، اللہ تعالیٰ کی خیر و رحمت سے دوری اور اس کے عتاب و غضب کی بددعا کرنا ہے۔ اس حدیث میں غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے، زمین کے نشانات بدلنے، نابینے کو رستہ بھٹکانے، والدین کو برا بھلا کہنے، غلام کا اپنے آقا کو بدلنے، چوپائے سے بدفعلی کرنے اور لواطت یعنی مرد کا مرد سے برائی کرنے کی قباحت و شناعت کا بیان ہے کہ ایسے بدنصیبوں کے حق میں لعنت کی بددعا کی گئی ہے۔

زمین کے نشانات سے مراد دو مختلف مالکوں کی زمینوں کے درمیان حد فاصل اور راستوں کی علامتیں اور سنگِ میل ہیں۔ یہ حدیث اسلام کی عالمگیریت اور ہر دور سے اس کی مکمل ہم آہنگی کا منہ بولتا ثبوت ہے، اگرچہ زمانہ قدیم میں بھی مسافر کی صحیح راہنمائی کے لیے شاہراہوں پر کچھ نشانات لگائے جاتے تھے، بہرحال عصر حاضر کی پختہ سڑکوں پر موڑوں کی نشاندہی، فاصلوں کے تعین، اترائی و چڑھائی کی نشاندہی اور مختلف آبادیوں اور شہروں کے نام اور ان کی طرف تیروں کے نشانات نے اس حدیثِ مبارکہ کی اہمیت میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عہد پارینہ کی بہ نسبت زمین کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے، اس لیے حدبندی زیادہ ضروری امر ہو گیا ہے، شریعتِ اسلامیہ نے ایسی پابندیاں روزِ اول سے ہی نافذ کر دی تھیں۔ نیز سنگِ میل وغیرہ کو بدلنا اور اندھے کو غلط راستے پر لگا دینا اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ اسلام نے احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ خیال رکھا۔ حدیثِ مبارکہ کے آخری جملے میں لواطت کی قباحت کا بیان ہے، زمین کے کئی خطوں میں بسنے والے لوگ اس غیر فطرتی اور انتہائی گندے فعل میں مبتلا ہیں، بہرحال ایسا کرنے والے ملعون ہیں اور اسلام کے نزدیک ان کی سزا قتل ہے۔

(۱۰۰۱۶)۔ عَنْ اَبِیْ رَيْحَانَةَ، اِنَّهُ قَالَ:

سیدنا ابو ریحانہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں یہ بات

(۱۰۰۱۵) تخريج: اسناده جيّد (انظر: ۲۹۱۵)

(۱۰۰۱۶) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ٤٠٤٩، وابن ماجه: ٣٦٥٥، والنسائى: ٨/ ١٤٩ (انظر: ١٧٢٠٨)

بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: نَهٰى عَنِ الْوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّتْفِ، وَالْمُشَاغَرَةِ، وَالْمُكَامَعَةِ، وَالْوِصَالِ، وَالْمُلَامَسَةِ۔ (مسند احمد: ١٧٣٤٠)

پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان امور سے منع فرمایا ہے: دانتوں کو باریک کرنا، تل بھرنا، بالوں کو اکھاڑنا، شغار، مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹنا، عورت کے بال کے ساتھ مزید بال ملانا اور بیع ملامسہ۔

## فَصْلٌ مِنْهُ فِي السُّبَاعِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ

## سات کے عدد سے شروع ہونے والے سات سات امور والی احادیث کا بیان

**تنبیہ:** ......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٩٩٥٧) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(١٠٠١٧)۔ عَنْ اَبِيْ حَرِيْزٍ مَوْلٰى مُعَاوِيَةَ قَالَ: خَطَبَ النَّاسَ مُعَاوِيَةُ بِحِمْصَ، فَذَكَرَ فِيْ خُطْبَتِهِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ سَبْعَةَ اَشْيَاءٍ وَاِنِّيْ اُبْلِغُكُمْ ذٰلِكَ وَاَنْهَاكُمْ عَنْهُ مِنْهُنَّ، النَّوْحُ، وَالشِّعْرُ، وَالتَّصَاوِيْرُ، وَالتَّبَرُّجُ، وَجُلُوْدُ السِّبَاعِ، وَالذَّهَبُ، وَالْحَرِيْرُ۔ (مسند احمد: ١٧٠٥٩)

ابو حریز کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمص میں لوگوں سے خطاب کیا اور اس میں یہ بات بھی ذکر کی: بیشک رسول اللہ ﷺ نے سات اشیاء کو حرام قرار دیا ہے، میں تم کو آپ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور ان سے منع بھی کرتا ہوں، نوحہ کرنا، شعر پڑھنا، تصویریں بنانا، عورت کا غیر شوہر کے سامنے زیبائش کرنا، درندوں کے چمڑے، سونا اور ریشم۔

(١٠٠١٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ اسْتَعَاذَ مِنْ سَبْعِ مُوْتَاتٍ، مَوْتُ الْفَجْاَةِ، وَمِنْ لَدْغِ الْحَيَّةِ، وَمِنَ السَّبُعِ، وَمِنَ الْغَرَقِ، وَمِنَ الْحَرْقِ، وَمِنْ اَنْ يَخِرَّ عَلٰى شَيْءٍ، اَوْ يَخِرَّ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَمِنَ الْقَتْلِ عِنْدَ فِرَارِ الزَّحْفِ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٧١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سات موتوں سے پناہ طلب کی ہے، اچانک موت سے، سانپ کے ڈسنے سے، درندے سے، غرق سے، جلنے سے، کسی چیز پر گرنے سے، اس سے کہ کوئی چیز آپ ﷺ پر گر جائے اور لڑائی سے بھاگتے وقت قتل ہو جانے سے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الثُّمَانِيَّاتِ

## آٹھ آٹھ امور پر مشتمل احادیث کا بیان

**تنبیہ:** ......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٩٩٥٧) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

---

(١٠٠١٧) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ١٥٨٠ (انظر: ١٧٩٣٥)

(١٠٠١٨) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، ومالك بن عبد الله مجهول، أخرجه البزار: ٧٨٢ (انظر: ١٧٨١٨)

(۱۰۰۱۹)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَنَافَسُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا يَسْتَامُ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ، وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، دَعُوْا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ، وَلَا تَشْتَرِطِ امْرَاَةٌ طَلَاقَ أُخْتِهَا۔)) (مسند احمد: ۱۰۶۵۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیع نجش نہ کرو، باہمی قطع تعلقی سے بچو، کسی چیز میں باہم مقابلہ نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد کرنے سے بچو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، کوئی آدمی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے، شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے رزق دیتا ہے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے۔''

(۱۰۰۲۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَالْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ، وَالْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُطْعِمَهُ۔ (مسند احمد: ٤٢٨٤)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گودنے والیوں پر، گدوانے والیوں پر، بال جوڑنے والیوں پر، بال جڑوانے والیوں پر، حلالہ کرنے والے پر، اس پر جس کے لیے حلالہ کیا جائے، سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر لعنت کی ہے۔

**فوائد:** ......جلد میں سوئی وغیرہ چبھو کر خون نکالنا اور پھر اس جگہ پر سرمہ یا نیل وغیرہ بھر دینا تا کہ وہ جگہ سیاہ یا سبز ہو جائے، اسے گودنا کہتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اپنے حسن و جمال میں بزعم خود اضافہ کرنے کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت میں کمی بیشی کر کے رد و بدل کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ تاہم بالوں پر مہندی یا کوئی اور رنگ لگانا جائز ہے، ماسوائے سیاہ رنگ کے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۰/۳۷۲۔۳۷۳) میں کہا: ''خوبصورتی کے لیے دانتوں میں فاصلہ ڈالنے والیاں'': حدیث مبارکہ کے اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل اس وقت قابل مذمت ہوگا، جب اسے حسن کی خاطر کیا جائے، اگر علاج وغیرہ کروانے کے لیے ایسا کرنا پڑ جائے تو جائز ہوگا۔ ''اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرنے والیاں'': یہ ہر اس فرد کی صفت لازمہ ہے جو گودنے یا گدوانے، ابروؤں کے بال اکھاڑنے یا اکھڑوانے، بال لگانے یا لگوانے یا دانتوں میں شگاف ڈالنے کا کام کرتا ہے۔

علامہ عینی نے (عمدۃ القاری: ۲۲/۶۳) میں کہا: اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑنے کا سبب یہی ہے کہ یہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ اس بحث سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ غماری کا قول ساقط اور فاسد ہے، اس نے اپنے رسالے (تنویر البصیرۃ ببیان علامات الکبیرۃ: ص ۳۰) میں کہا: ''اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت کو تبدیل کرنے'' کا

---

(۱۰۰۱۹) تخريج: حديث صحيح، أخرجه مختصرا مسلم: ٢٥٦٣ (انظر: ١٠٦٤٩)

(۱۰۰۲۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه النسائى: ٦/ ١٤٩ (انظر: ٤٢٨٤)

مصداق وہ چیز ہے، جس کا اثر باقی رہتا ہے، مثلا گودنا یا گدوانا یا دانتوں میں شگاف ڈالنا، یا وہ چیز جو دوبارہ آہستہ آہستہ پیدا ہوتی ہو، مثلا ابروؤں کے بال اکھاڑنا، کیونکہ یہ دوبارہ کافی دنوں کے بعد اگنا شروع ہوتے ہیں۔ رہا مسئلہ داڑھی کو مونڈنے کا، تو اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کے ساتھ نہیں ہے، کیونکہ دوسرے دن بال اگ آتے ہیں......''

میں (البانی) کہتا ہوں: شیخ غماری کا یہ فرق کئی پہلوؤں سے باطل ہے:

**اوّلا:**...... یہ محض دعوی ہے، کتاب وسنت کی کوئی دلیل اور کوئی قول اس پر دلالت نہیں کرتا، لوگ کہتے تھے:

والدعاوی ما لم تقیموا علیها
بینات ابناؤها ادعیاء

''جن دعووں پر تم دلائل پیش نہیں کر سکتے، (ان کی حیثیت) منہ بولے بیٹوں جتنی ہوتی ہے۔''

**ثانیا:**...... یہ دعوی حدیث کے الفاظ ''بال جوڑنے والیاں'' کے مخالف ہے، کیونکہ ''بال جوڑنا'' اُس ''گودنے یا گدوانے'' کی طرح تو نہیں ہے جو سرے سے زائل نہ ہوتا ہو یا آہستہ آہستہ زائل ہو جاتا ہو، بالخصوص ''وگ'' کی صورت میں، کیونکہ اسے تو یوں جلدی سے زائل کیا جا سکتا ہے، جیسے ٹوپی اتار لی جاتی ہے۔

**ثالثا:**...... سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پیشانی کے بال مونڈنے پر انکار کیا اور اسی حدیث سے دلیل پکڑی، جیسا کہ ہیثم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مونڈنے اور اکھاڑنے میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ دونوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ بالوں کو اکھاڑنا ابروؤں کے بالوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، جیسا کے بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے، آپ خود سوچیں۔

**رابعا:**...... شیخ غماری کی رائے متقدمین کہ فہم کے مخالف ہے، حافظ ابن حجر کا قول گزر چکا ہے، اس سے زیادہ واضح اور مفید قول امام طبری کا ہے، انھوں نے (۱۰/ ۳۷۷) کہا:

اللہ تعالیٰ نے جس صورت پر عورت کو پیدا کیا، وہ حسن و جمال کی خاطر اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتی ہے، یہ تبدیلی خاوند کے لیے کی جائے یا کسی اور مقصد کے لیے۔ مثلا ابروؤں کے ملے ہوئے بالوں کے درمیان سے کچھ بال زائل کر کے ان کو علیحدہ علیحدہ کرنا، زائد دانت کو اکھاڑنا، لمبے دانت کو کٹوانا، ٹھوڑی یا اوپر والے ہونٹ یا نیچے والے ہونٹ کے نیچے اگے ہوئے بالوں کو نوچنا، سر کے بالوں کے ساتھ اور بال لگا کر ان کو لمبا کرنا یا گھنا کرنا۔ یہ ساری صورتیں نہی میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت اور تخلیق کو بدلنے کے مترادف ہیں۔ ہاں اگر کسی کو جسم کے کسی حصے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اسے زائل کرنا جائز ہے، مثلا ایسا زائد یا طویل دانت جو کھانا کھانے سے مانع ہو......

میں (البانی) کہتا ہوں: اگر آپ امام طبری کے اس کلام پر غور کریں، تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ غماری کا قول باطل ہے۔ (صحیحہ: ۲۷۹۲)

جو مرد اپنے رخساروں اور گردن کے بال کو صاف کرتے یا اکھاڑتے ہیں، کیا ان کا یہ فعل بھی لعنتی ہے؟ اگر علت اور

سبب کو دیکھا جائے تو اس کے فعل کو لعنتی کہا جائے گا، کیونکہ وہ بھی حسن تلاش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کر رہا ہے۔

## فَصْلٌ مِنْهُ فِي الثُّمَانِيَّاتِ الْمَبْدُوئَةِ بِعَدَدٍ
## آٹھ کے عدد سے شروع ہونے والی آٹھ آٹھ امور پر مشتمل احادیث کا بیان

**تَنْبِيه:**......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۲۱)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَتَعَوَّذُ مِنْ ثَمَانٍ، اَلْهَمِّ، وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَالْجُبْنِ، وَغَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۵۰)

سیدنا انس ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان آٹھ چیزوں سے پناہ طلب کرتے تھے: غم، رنج، عاجزی، سستی، بخل، بزدلی، قرضے کا غلبہ اور دشمن کا غلبہ۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الْعُشَارِيَّاتِ
## دس دس امور پر مشتمل احادیث کا بیان

**تَنْبِيه:**......اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۲۲)۔ عَنْ عَلِيٍّ ﷛، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوْكِلَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَكَاتِبَهُ، وَالْوَاشِمَةَ، وَالْمُسْتَوْشِمَةَ لِلْحُسْنِ، وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ، وَالْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ۔ (مسند احمد: ۸۴۴)

سیدنا علی ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے: سود کھانے والا، سود کھلانے والا، اس کے دو گواہ، اس کو لکھنے والا، خوبصورتی کے لیے گودنے والی اور گدوانے والی، زکوۃ نہ دینے والا، حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے، نیز آپ ﷺ نوحہ سے بھی منع کرتے تھے۔

(۱۰۰۲۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَعَنَ مُحَمَّدٌ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ،

امام شعبی بیان کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ان افراد پر لعنت کی ہے: سود کھانے والا، کھلانے والا، اس کے معاملے کو لکھنے والا اور اس کا گواہ، گودنے والی، گدوانے والی، حلالہ

---

(۱۰۰۲۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۱۵۴۱، والترمذی: ۳۴۸۴، و النسائی: ۸/ ۲۷۴ (انظر: ۱۲۲۲۵)

(۱۰۰۲۲) تخریج: حسن لغیره، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۳۵، والترمذی: ۱۱۱۹ (انظر: ۸۴۴)

(۱۰۰۲۳) تخریج: اسناده ضعیف، لضعف الحارث الاعور (انظر: ۱۱۲۰)

وَشَاهِدَهُ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، قَالَ ابْنُ عَوْنٍ قُلْتُ: إِلَّا مِنْ دَاءٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالْحَالَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ، وَقَالَ: وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ وَلَمْ يَقُلْ: لَعَنَ، قُلْتُ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ الْهَمْدَانِيُّ۔ (مسند احمد: ۱۱۲۰)

کرنے والا، وہ شخص کہ جس کے لیے حلالہ کیا جائے، زکوۃ کو روکنے والا، نیز آپ ﷺ نوحہ سے منع کرتے تھے۔ راوی نے نوحہ کے لیے لعنت کے الفاظ استعمال نہیں کیے۔ ابن عون نے کہا: کیا بیماری کی وجہ سے گدوانا جائز ہے؟ امام شعبی نے کہا: جی ہاں۔

## فَصْلٌ مِنْهُ فِي الْعُشَارِيَّاتِ الْمَبْدُوْئَةِ بِعَدَدٍ

## دس کے عدد سے شروع ہونے والے دس دس امور کا بیان

**تنبیہ**:...... اس باب کی احادیث کی شرح کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۵۷) سے پہلے دی گئی ہدایت۔

(۱۰۰۲٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ، تَخَتُّمَ الذَّهَبِ وَجَرَّ الْإِزَارِ وَالصُّفْرَةَ يَعْنِيْ الْخَلُوْقَ، وَتَغْيِيْرَ الشَّيْبِ، قَالَ جَرِيْرٌ: إِنَّمَا يَعْنِيْ بِذٰلِكَ نَتْفَهُ، وَعَزْلَ الْمَاءِ عَنْ مَحَلِّهِ وَالرُّقٰى إِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهِ وَعَقْدَ التَّمَائِمِ، وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّيْنَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا، وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ۔ (مسند احمد: ٤١٧٩)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان دس چیزوں کو ناپسند کرتے تھے: (۱) سونے کی انگوٹھی، (۲) تہبند کو گھسیٹنا، (۳) صفرہ یعنی خلوق خوشبو، (۴) سفید بالوں کو تبدیل کر دینا، یعنی ان کو اکھاڑ دینا، (۵) مادۂ منویہ کو اس کے محل سے دور گرانا یعنی عزل کرنا، (۶) معوذات کے علاوہ دم کرنا، (۷) بچے میں فساد پیدا کرنا، لیکن اس کام کو حرام نہیں قرار دیا، (۸) تمیمے لٹکانا، (۹) بے محل موقع پر عورت کا زینت اختیار کرنا اور (۱۰) نردھیل کے مہرے مارنا۔

**فوائد**: ..... بچے میں فساد پیدا کرنے سے مراد غیلہ ہے، یعنی خاوند کا اپنی بیوی سے اس وقت جماع کرنا، جب وہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہو۔

یہ روایت ضعیف ہے اور ان امور کی وضاحت ان سے متعلقہ ابواب میں ہو چکی ہے۔

(۱۰۰۲۵)۔ عَنْ مُعَاذٍ ؓ، قَالَ: أَوْصَانِيْ

سیدنا معاذ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ

(۱۰۰۲٤) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الرحمن بن حرملة الكوفي، قال البخاري: لم يصح حديثه، يعني ان عبد الرحمن لم يسمع ابن مسعود، وقاسم بن حسان، قال ابن حجر: مقبول، يعني عند المتابعة والا فهو لين الحديث، أخرجه ابوداود: ٤٢٢٢، والنسائي: ٧/ ١٤١ (انظر: ٤١٧٩)

(۱۰۰۲۵) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، عبد الرحمن بن جبير لم يدرك معاذا، ولبعضه شواهد، أخرجه بنحوه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ١٥٦ (انظر: ٢٢٠٧٥)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ، قَالَ: ((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ، وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ، وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ، وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَإِيَّاكَ مِنَ الْفِرَارِ يَوْمَ الزَّحْفِ وَإِنْ هَلَكَ النَّاسُ، وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مُوْتَانٌ وَأَنْتَ فِيْهِمْ فَاثْبُتْ، وَأَنْفِقْ عَلٰى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ، وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَبًا، وَأَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۴۲۵)

نے مجھے دس امور کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''تو نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرانا، اگرچہ تجھ کو قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے، ہرگز والدین کی نافرمانی نہیں کرنی، اگرچہ وہ تجھ کو حکم دیں کہ تو اپنے اہل و مال سے نکل جائے، جان بوجھ کر ہرگز فرضی نماز کو ترک نہیں کرنا، کیونکہ جس نے جان بوجھ کر فرضی نماز ترک کر دی، اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہو جائے گا، تو نے ہرگز شراب نہیں پینی، کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے، نافرمانی سے بچنا، کیونکہ نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نازل ہوتی ہے، لڑائی والے دن بھاگنے سے بچنا ہے، اگرچہ لوگ مر رہے ہوں، جب لوگ کثرت سے موت میں مبتلا رہے ہوں، جبکہ تو ان میں موجود ہو تو تو نے ثابت قدم رہنا ہے، اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اہل وعیال پر خرچ کر، ان کو ادب سکھانے کے لیے اپنی لاٹھی کو ان سے دور نہ کر اور ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔''

**فوائد:** ......سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَوْصَانِي خَلِيْلِي ﷺ أَنْ ((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔)) ......میرے خلیل محمد ﷺ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرا، اگرچہ تجھ کو کاٹ دیا جائے اور جلا دیا جائے، تو جان بوجھ کر فرضی نماز نہ چھوڑ، کیونکہ جو آدمی جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا، اس سے (اللہ کا) ذمہ بری ہو جائے گا اور شراب نہ پی، کیونکہ وہ ہر شرّ کی چابی ہے۔'' (ابن ماجه: ٤٠٢٤)

(۱۰۰۲۶)۔ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ شُفَيٍّ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: خَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِيْ يُسَمّٰى

ابو حصین ہیثم بن شُفَی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میرا ابو عامر نامی ایک ساتھی (بیت المقدس کے شہر) ایلیا میں نماز پڑھنے کے لیے نکلے، میرے ساتھی کا تعلق یمن کے مقام معافر

(۱۰۰۲٦) تخريج: صحيح لغيره دون النهي عن اتخاذ الأعلام من الحرير اسفل الثياب، والنهي عن لبوس الخاتم الا لذي سلطان، وهذا اسناد ضعيف، لجهالة حال ابي عامر المعافري، أخرجه ابوداود: ٤٠٤٩، والنسائي: ٨/ ١٤٣ (انظر: ١٧٢٠٩)

اَبَاعَامِرٍ رَجُلٌ مِنَ الْمَعَافِرِ لِيُصَلِّيَ بِإِيْلِيَاءَ، وَكَانَ قَاصُّهُمْ رَجُلًا مِنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ: اَبُوْ رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ، قَالَ اَبُو الْحُصَيْنِ: فَسَبَقَنِيْ صَاحِبِي إِلَى المسجد، ثُمَّ اَدْرَكْتُهُ فَجَلَسْتُ اِلَى جَنْبِهِ، فَسَاَلَنِيْ، هَلْ اَدْرَكْتَ قِصَصَ اَبِيْ رَيْحَانَةَ؟ فَقُلْتُ لا، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَشْرَةٍ، عَنِ الْوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّتْفِ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْاَةِ الْمَرْاَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَاَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِيْ اَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيْرًا مِثْلَ الْاَعْلَامِ، وَاَنْ يَجْعَلَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ مِثْلَ الْاَعَاجِمِ، وَعَنِ النُّهْبٰى، وَرُكُوْبِ النُّمُوْرِ، وَلُبُوسِ الْخَاتَمِ اِلَّا لِذِيْ سُلْطَانٍ۔)) (مسند احمد: ١٧٣٤١)

سے تھا، ان کا واعظ ازدی تھا، اس کو ابو ریحانہ کہتے تھے اور وہ صحابی تھا، ابو حصین کہتے ہیں: میرا ساتھ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ گیا، پھر جب میں مسجد میں پہنچا تو اس کے پہلو میں بیٹھ گیا، انھوں نے مجھ سے سوال کیا: کیا تم نے سیدنا ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کے قصے سنے ہیں؟ میں نے کہا: جی نہیں، اس نے کہا: میں نے سنا ہے، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِن دس چیزوں سے منع کیا ہے: دانتوں کو باریک کرنا، تل بھرنا، بالوں کو اکھاڑنا، بغیر لباس کے مرد کا مرد کے ساتھ لیٹنا، اسی طرح بغیر لباس سے عورت کا عورت کے ساتھ لیٹنا، مرد کا اپنے کپڑوں کے نچلی طرف اور کندھوں پر عجموں کی طرح (ریشم) ڈالنا، ڈاکہ زنی، چیتوں کے چمڑے کی زین وغیرہ بنا کر اس پر سوار ہونا اور حکومت والے بندے کے علاوہ دوسرے لوگوں کا انگوٹھی پہننا۔''

❁❁❁❁

# كِتَابُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ
# تعریف اور مذمت کی کتاب

## بَابُ مَايَجُوْزُ مِنَ الْمَدْحِ
## تعریف کی جائز صورتوں کا بیان

(۱۰۰۲۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ، وَلَا اَحَدَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۳۶۱۶)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند نہیں ہے، اسی لیے اس نے ظاہری اور باطنی ہر قسم کی بری چیز کو حرام قرار دیا ہے اور کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت تعریف زیادہ پسند ہو۔''

**فوائد:** ...... جب خاوند اپنی بیوی یا بیٹی کے پاس کوئی غیر آدمی دیکھتا ہے تو اس میں جلن پیدا ہوتی ہے، اسی کو غیرت کہتے ہیں۔ اسی طرح جب بندہ نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے کہ وہی اس کا خالق، ربّ اور مالک ہے، اسی کا کھاتا، پیتا اور پہنتا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ اس کی نافرمانی کرتا ہے۔

(۱۰۰۲۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ مِثْلُهُ) وَزَادَ (وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ) بَعْدَ قَوْلِهِ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ۴۱۵۳)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس کے آخر میں یہ زائد الفاظ ہیں: ''اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کی ہے۔''

(۱۰۰۲۹)۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اُنْشِدُكَ مَحَامِدَ حَمِدْتُ بِهَا

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کو وہ صفات بیان کروں، جن

(۱۰۰۲۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۶۳۴، ۴۶۳۷، ومسلم: ۲۷۶۰ (انظر: ۳۶۱۶)

(۱۰۰۲۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۰۲۹) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، الحسن البصرى لم يسمع من الاسود بن سريع أخرجه النسائى فى "الكبرى": ۷۷۴۵، والطبرانى فى "الكبير": ۸۲۰، والحاكم: ۳/ ۶۱۴ (انظر: ۱۵۵۸۶)

رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی؟ قَالَ: ((اَمَا اِنَّ رَبَّكَ عَزَّوَجَلَّ یُحِبُّ الْمَدْحَ۔)) (مسند احمد: ١٥٦٧١)

کے ذریعے میں نے اپنے ربّ کی تعریف کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! بیشک تیرا ربّ تعریف کو پسند کرتا ہے۔''

(١٠٠٣٠)۔ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ، عَنْ اَبِیْهِ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ قَدْ وَفَدَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فِیْ رَهْطٍ مِنْ بَنِیْ عَامِرٍ، قَالَ: فَاَتَیْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَیْهِ، فَقُلْنَا: اَنْتَ وَلِیُّنَا، وَاَنْتَ سَیِّدُنَا، وَاَنْتَ اَطْوَلُ عَلَیْنَا، (قَالَ یُوْنُسَ: وَاَنْتَ اَطْوَلُ عَلَیْنَا طَوْلًا) وَاَنْتَ اَفْضَلُ عَلَیْنَا فَضْلًا، وَاَنْتَ الْجَفْنَةُ الْغَرَّاءُ، فَقَالَ: ((قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ وَلَا یَسْتَجْرِیَنَّكُمُ الشَّیْطَانُ۔)) قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ: وَلَا یَسْتَهْوِیَنَّكُمْ۔ (مسند احمد: ١٦٤٢٠)

سیدنا عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بنو عامر کے چند ساتھیوں سمیت نبی کریم ﷺ کی طرف آیا اور اس واقعہ کو یوں بیان کیا: پس ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: آپ ہمارے دوست ہیں، آپ ہمارے سردار ہیں، آپ ہم پر مہربانی و کرم کرنے میں بہت مہربان ہیں، آپ فضیلت میں ہم سے زیادہ ہیں اور آپ بہت بڑے سخی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مقصد کی بات کرو، ہرگز شیطان تم کو اپنے جال میں نہ پھنسانے پائے۔''

**فوائد**:...... آپ ﷺ کی جو صفات بیان کی گئی ہیں، آپ ﷺ بدرجۂ اتم ان سے متصف تھے، لیکن آپ ﷺ یہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کے سامنے تعریف کی جائے۔

عرب لوگ بہت زیادہ کھلانے والے سردار کو ''جَفْنَه'' کہتے تھے، جس کے لفظی معنی ٹب کے ہیں اور ''غَرّاء'' کا معنی سفید ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ٹب چربی اور تیل سے بھرا ہوا ہو، ہم نے ان الفاظ کا مفہومی ترجمہ کیا ہے۔

(١٠٠٣١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) عَنْ اَبِیْهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اَنْتَ سَیِّدُ قُرَیْشٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَلسَّیِّدُ اللّٰهُ۔)) فَقَالَ: اَنْتَ اَفْضَلُهَا فِیهَا قَوْلًا، وَاَعْظَمُهَا فِیهَا طَوْلًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِیَقُلْ اَحَدُكُمْ بِقَوْلِهِ وَلَا یَسْتَجِرَنَّهُ الشَّیْطَانُ اَوِ الشَّیَاطِیْنُ۔)) (مسند احمد: ١٦٤٢٥)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ قریش کے سردار ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سردار تو اللہ ہے۔'' پھر اس نے کہا: آپ بات کے لحاظ سے ہم میں سب سے افضل ہیں، مہربانی و کرم میں سب سے زیادہ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر کوئی اپنے مقصد کی بات کرے اور ہرگز شیطان کسی کو اپنے تابع فرمان نہ کرنے پائے۔''

**فوائد**: ...... جب لفظ ''سردار'' کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو گی تو اس کی شان و عظمت کے لائق اس کا معنی ہو

(١٠٠٣٠) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه مختصرا ابو داود: ٤٨٠٦ (انظر: ١٦٣١١)

(١٠٠٣١) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

گا اور جب اس کی نسبت بندوں کی طرف ہوگی تو ان کی حیثیت کے مطابق اس کا معنی کیا جائے گا، آپ ﷺ نے خود فرمایا: ((اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ، وَلَا فَخْرَ)) ...... ''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔''

(۱۰۰۳۲)۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ زُهَیْرِ نِ الثَّقَفِیِّ، عَنْ اَبِیْهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِالنَّبَائَةِ اَوِ النَّبَاوَةِ (شَكَّ نَافِعٌ) مِنَ الطَّائِفِ وَهُوَ یَقُوْلُ: ((یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تُوْشِكُوْنَ اَنْ تَعْرِفُوْا اَهْلَ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، اَوْ قَالَ: خِیَارَكُمْ مِنْ شِرَارِكُمْ۔)) قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ: بِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((بِالثَّنَاءِ السَّیِّءِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، وَاَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ۔)) (مسند احمد: ۱۵۵۱۸)

سیدنا زہیر ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے طائف میں نباوہ مقام پر نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''لوگو! بیشک قریب ہے کہ تم جنت والوں اور جہنم والوں یا نیکوکاروں اور بدکاروں کو پہچان لو۔'' ایک بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بری اور اچھی تعریف کے ذریعے، دراصل تم ایک دوسرے پر گواہی دینے میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

(۱۰۰۳۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ یَعْمَلُ الْعَمَلَ فَیَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَیْهِ، وَیُثْنُوْنَ عَلَیْهِ بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۷۰۸)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آدمی عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی وجہ سے اس کی تعریف اور مدح سرائی کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مؤمن کے لیے جلدی مل جانے والی خوشخبری ہے۔''

**فوائد:** ...... قارئین کرام! کسی آدمی کے منہ پر اس کی تعریف کرنا بھی سخت منع ہے، مدح سرائی کا خواہش مند ہونا بھی قابل مذمت ہے اور ریاکاری کرنا بھی باعثِ ہلاکت ہے، تو پھر اس حدیث میں مذکورہ خوشخبری کون سی ہے؟ دراصل یہ مدح سرائی اس محبت کا اثر ہے، جو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اپنے خاص بندے کے لیے الہام کر دیتا ہے، جبکہ وہ آدمی خلوص کے ساتھ اور لوگوں سے بے پروا ہو کر عمل بھی کرتا ہے اور اپنے سامنے تعریفی کلمات سننا بھی گوارہ نہیں کرتا، اس کے باوجود جب وہ دیکھتا ہے کہ سنجیدہ لوگ اپنی مجلسوں میں یا ایک دوسرے کے ساتھ اس کا تذکرۂ خیر کرتے ہیں تو وہ اس کو اپنے حق میں خوشخبری سمجھتا ہے، لیکن ریاکاری، عجب پسندی، تکبر اور خودنمائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

---

(۱۰۰۳۲) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٢١ (انظر: ١٥٤٣٩)

(۱۰۰۳۳) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٦٤٢ (انظر: ٢١٣٨٠)

# بَـابُ مَالَا یَجُوْزُ مِنَ الْمَـدْحِ
## تعریف کی ناجائز صورتیں

**تَنْبِیْه:** ......عصر حاضر میں لوگ واقعی اس امر کی تمنا اور خواہش رکھتے ہیں کہ وہ اپنے حق میں تعریفی کلمات سنیں اور پھر سٹیجوں پر اور مجلسوں میں ان کی اس تمنا کو پورا بھی کیا جاتا ہے، جبکہ یہ موذی اور مہلک بیماری ہے، بلکہ اس میں کمینہ پن پایا جاتا ہے، دراصل لوگ ظاہر پرست ہو گئے ہیں اور ظاہری بڑائی کو پسند کرتے ہیں، جبکہ اسلام کا مزاج اس سے مختلف ہے، اسلام چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کا اکرام ہونا چاہیے، بندے جو مرضی کہتے پھرتے رہیں۔

اب آپ درج ذیل احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کریں اور اپنے لیے اچھے منہج کا تعین کریں۔

(۱۰۰۳٤)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ، عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُمْ ذَکَرُوْا رَجُلًا عِنْدَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مِنْ رَجُلٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ مِنْهُ فِیْ کَذَا وَکَذَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((وَیْحَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ)) مِرَارًا یَقُوْلُ ذٰلِكَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ کَانَ اَحَدُکُمْ مَادِحًا اَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْیَقُلْ: اَحْسِبُ فُلَانًا اِنْ کَانَ یَرٰی اَنَّهُ کَذَاكَ وَلَا اُزَکِّیْ عَلَی اللّٰهِ تَبَارَكَ اَحَدًا وَحَسِیْبُهُ اللّٰهُ، اَحْسَبُهُ کَذَا وَکَذَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۹۳)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی کا تذکرہ کیا اور ایک شخص نے اس کے بارے میں کہا: اے اللہ کے رسول! کوئی شخص نہیں ہے، جو فلاں فلاں عمل میں اللہ کے رسول کے بعد افضل ہو، مگر وہی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، تو نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی ہے۔'' آپ ﷺ نے کئی بار یہ بات ارشاد فرمائی اور پھر فرمایا: ''اگر کسی نے لامحالہ طور پر کسی کی تعریف کرنی ہی ہو تو وہ یوں کہے: میرا گمان ہے کہ وہ آدمی ایسے ایسے ہے اور میں اللہ تعالیٰ پر کسی کا تزکیہ نہیں کر سکتا، دراصل اس کا محاسب اللہ تعالیٰ ہے، بہرحال میں اس کو ایسے ایسے گمان کرتا ہوں۔''

(۱۰۰۳٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ، عَنْ اَبِیْهِ) اَنَّ رَجُلًا مَدَحَ صَاحِبًا لَهُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: ((وَیْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَهُ، اِنْ کُنْتَ مَادِحًا لَامَحَالَةَ فَقُلْ اَحْسِبُهُ کَذَا وَکَذَا وَاللّٰهُ حَسِیْبُهُ وَلَا اُزَکِّیْ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَحَدًا۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۵۸)

(دوسری سند) ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے ایک ساتھی کی تعریف کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، تو نے تو اس کی گردن کاٹ کے رکھ دی ہے، اگر تو نے لامحالہ طور پر تعریف کرنی ہی ہے تو اس طرح کہہ: میرا گمان ہے کہ وہ شخص ایسے ایسے ہے اور اس کا محاسب اللہ تعالیٰ ہے اور میں اللہ تعالیٰ پر کسی کا تزکیہ نہیں کر سکتا۔''

(۱۰۰۳٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٠٦١، ومسلم: ٣٠٠٠ (انظر: ٢٠٤٢٢)

(۱۰۰۳٥) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۰۰۳۶)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَمْدَحُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: فَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ هٰكَذَا يَحْثُوْ فِيْ وَجْهِهِ التُّرَابَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ۔)) (مسند احمد: ٥٦٨٤)

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں: ایک آدمی نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف کی اور انھوں نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم تعریف کرنے والوں کو پاؤ تو ان کے چہروں پر مٹی ڈالا کرو۔''

(۱۰۰۳۷)۔ عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْاَدْرَعِ اَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِبَابِ الْمَسْجِدِ اِذَا رَجُلٌ يُصَلِّيْ، قَالَ: ((اَتَقُوْلُهُ صَادِقًا)) قَالَ: قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! هٰذَا فُلَانٌ، وَهٰذَا مِنْ اَحْسَنِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ، اَوْ قَالَ: اَكْثَرُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ صَلَاةً، قَالَ: ((لَا تُسْمِعْهُ فَتُهْلِكَهُ۔)) (مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا) اِنَّكُمْ اُمَّةٌ اُرِيْدَ بِكُمُ الْيُسْرُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٦١٤)

سیدنا مجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مسجد کے دروازے پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، جب انھوں نے اچانک ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''تیرا کیا خیال ہے کہ یہ آدمی سچا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ فلاں آدمی ہے، مدینہ میں سب سے اچھا اور سب سے زیادہ نماز پڑھنے والا شخص ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے یہ بات اس کو سنا کر نہیں کرنی، وگرنہ اس کو ہلاک کر دو گے۔'' دو تین بار یہ بات کی اور پھر فرمایا: ''بیشک تم ایسی امت ہو، جس کے ساتھ آسانی کا ارادہ کیا گیا ہے۔''

**فوائد:** ......غور کریں کہ جس شخص کو مدینہ منورہ کا اچھا اور سب سے زیادہ نماز پڑھنے والا قرار دیا جا رہا ہے، اس کے سامنے بھی تعریفی کلمات کہنے سے منع کیا گیا، اس سے مقصود اس کی سلامت و حفاظت ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کا تذکرۂ خیر کیا جا سکتا ہے۔

(۱۰۰۳۸)۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِيْ عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيْهِ فِي الْمِدْحَةِ، فَقَالَ: ((لَقَدْ اَهْلَكْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ۔)) (مسند احمد: ١٩٩٢٨)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سنا کہ آدمی دوسرے آدمی کی تعریف کر رہا تھا اور مبالغہ سے کام لے رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس شخص کی کمر کو ہلاک کر دیا ہے، یا کاٹ دیا ہے۔''

---

(۱۰۰۳٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن حبان: ٥٧٦٩، وابن ابی شيبة: ٩/ ٧، والطبرانی فی "الكبير": ١٣٥٨٩(انظر: ٥٦٨٤)

(۱۰۰۳۷) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٢٧، والطبرانی فی "الكبير": ٢٠/ ٧٠٦ (انظر: ٢٠٣٤٧)

(۱۰۰۳۸) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٦٦٣، ٦٠٦٠، ومسلم: ٣٠٠١ (انظر: ١٩٦٩٢)

(۱۰۰۳۹)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ بَعَثَ وَفْدًا مِنَ الْعِرَاقِ اِلٰى عُثْمَانَ، فَجَاءُ وْا يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ، وَقَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَحْثُوَا فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ۔ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: فَقَامَ الْمِقْدَادُ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((احْثُوْا فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ۔)) قَالَ الزُّبَيْرُ: اَمَّا الْمِقْدَادُ فَقَدْ قَضٰى مَاعَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲٤۳۲۵)

مجاہد کہتے ہیں: سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے عراق سے ایک وفد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، جب وہ لوگ آئے تو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگے، لیکن سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے ان کے چہروں پر مٹی پھینکی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی پھینکیں۔ امام سفیان نے اپنی روایت میں کہا: سیدنا مقداد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی پھینکو۔'' پھر زبیر راوی نے کہا: سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔

(۱۰۰٤۰)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ يُثْنِيْ عَلٰى اَمِيْرٍ مِنَ الْاُمَرَاءِ فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثِيْ فِيْ وَجْهِهِ التُّرَابَ وَقَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنْ نَحْثِيَ فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ۔)) (مسند احمد: ۲٤۳۲۹)

ابو معمر کہتے ہیں: ایک آدمی کھڑا ہوا اور وہ ایک امیر کی تعریف کرنے لگا، اُدھر سے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکنا شروع کر دی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی پھینکیں۔

**فوائد:** ......امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے دو مفاہیم پیش کیے ہیں: (۱) زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کیا جائے، جیسا کہ راویٔ حدیث سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کیا، وگرنہ (۲) اگر تاویل کی جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ تعریف کرنے والے کو ناکام و نامراد بنا دیا جائے، اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا جائے، تعریف کرنے کی وجہ سے اسے کچھ نہ دیا جائے، تاکہ اس کی زجر و توبیخ ہو سکے اور اسے ایسا کرنے سے روکا جا سکے۔ باقی تمام تاویلوں میں بُعد پایا جاتا ہے۔ (یاد رہے کہ تعریف کرنے والے کو ''مادِح'' اور جس کی تعریف کی جائے اس کو ''ممدُوح'' کہتے ہیں۔) امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا: کسی کی تعریف کرنے میں چھ آفات پائی جاتی ہیں، چار کا تعلق مادح سے ہے اور دو کا ممدوح سے۔

(۱) تعریف کرنے والا افراط سے کام لیتے ہوئے ایسی صفات کا تذکرہ بھی کر دیتا ہے، جن سے درحقیقت متعلقہ فرد متصف نہیں ہوتا، سو وہ جھوٹا قرار پاتا ہے۔ (۲) مادِح تعریف کرتے وقت ظاہری طور پر ایسی محبت و مودّت کا اظہار

(۱۰۰۳۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطیالسی: ۱۱۵۹، والطبرانی: ۲۰/ ۵۷۰ (انظر: ۲۳۸۲٤)
(۱۰۰٤۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۰۰۲ (انظر: ۲۳۸۲۸)

کرتا ہے، جو اس کے باطن میں نہیں ہوتی، سو وہ منافق قرار پاتا ہے۔ (۳) بسا اوقات مادِح تحقیق کیے بغیر باتیں کر جاتا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ (۴) بعض اوقات ممدوح ظالم ہوتا ہے، لیکن مادِح اس کی تعریف کر کے اس کو خوش کر دیتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا نافرمان ٹھہرتا ہے۔ (۵) تعریف و توصیف کی وجہ سے ممدوح میں تکبر اور بڑائی جیسی بیماری پیدا ہو سکتی ہے اور (۶) بسا اوقات یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ممدوح اپنی تعریف پر اتنا اترائے کہ اس کا عمل ضائع ہو جائے۔ (تحفۃ الاحوذی)

قارئین کرام! اس قسم کی سخت وعیدوں کے باوجود عصر حاضر میں سامعین و حاضرین کے سامنے سجائے گئے سٹیج پر ایک دوسرے کی تعریف کرنے میں حد سے تجاوز کیا جاتا ہے، اس سٹیج پر مذہبی قائدین تشریف فرما ہوں یا سیاسی لیڈر۔ ایسے ہی الیکشن، جلسے جلوس اور کانفرنسوں کے مواقع پر جو اشتہار شائع کیے جاتے ہیں، ان میں بھی قائدین کے القاب و اوصاف بیان کرنے میں غلو سے کام لیا جاتا ہے، جیسے ولی کامل، پیکر اخلاص، شہنشاہِ خطابت، قاطع شرک و بدعت، سرمایۂ اسلام، محسنِ اسلام، عالم باعمل، شب بیدار۔

(۱۰۰٤۱)۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ اِنِّیْ قُمْتُ رَمَضَانَ کُلَّہُ اَوْ صُمْتُہُ۔)) قَالَ: فَلَا اَدْرِیْ اَکْرِہَ التَّزْکِیَۃَ اَمْ لَا بُدَّ مِنْ غَفْلَۃٍ اَوْ رَقْدَۃٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۷۷)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی ہرگز اس طرح نہ کہے کہ اس نے سارے رمضان کا قیام کیا ہے یا سارے رمضان کے روزے رکھے ہیں۔'' راوی کہتا ہے: یہ بات مجھے سمجھ نہ آسکی کہ کیا آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ بندہ اپنا تزکیہ نہ کرے، یا کوئی اور ارادہ تھا، اس لیے ضروری ہے کہ کچھ نہ کچھ غفلت اختیار کی جائے، یا سویا جائے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ ذَمِّ النِّسَاءِ
## عورتوں کی مذمت کا بیان

(۱۰۰٤۲)۔ عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَا تَرَکْتُ فِیْ النَّاسِ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۱۷۲)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد لوگوں میں کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا، جو مردوں کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ ہو، ما سوائے عورتوں کے۔''

---

(۱۰۰٤۱) تخریج: ضعیف، عنعنۃ الحسن البصری، أخرجہ ابوداود: ۲٤۱۵، والنسائی: ٤/ ۱۳۰ (انظر: ۲۰٤۰٦)

(۱۰۰٤۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجہ البزار: ۲۵۹٦، والنسائی فی "الکبری": ۹۲۷۰ (افنظر: ۲۱۸۲۹)

**فوائد**: ...... شریعتِ اسلامیہ میں ایک طرف تو عورت کو کلیدی حیثیت کا مالک ٹھہرایا گیا ہے، یہ عورت ہی ہے جو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کا روپ اختیار کر کے اپنے بیٹوں، اپنے باپوں، اپنے بھائیوں اور اپنے خاوندوں سے الفت و محبت اور احترام و اکرام وصول کرتی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ، وَ خَیْرُ مَتَاعِھَا اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ۔)) (مسلم: ۱٤٦٧) ......''دنیا ساز و سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان، نیک عورت ہے۔'' عورتوں کے ساتھ بہترین حسن سلوک اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا، وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِھِمْ۔)) (ترمذی: ۱۱٦۲) ......''تم میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے، جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔''

یہ اسلام ہی ہے جس نے عورت کو سب سے زیادہ تحفظ، احترام اور مقام عطا کیا، مردوں کو ان کی دنیوی ضروریات پوری کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا، ان کی عزتوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے سرے سے غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنے اور بالخصوص نظرِ بد سے دیکھنے سے منع کر دیا۔

بہرحال اس مقام و مرتبہ کے باوجود عورت فتنہ باز، سازشی، مکار، ناشکری اور شکایتی ثابت ہوئی ہے۔ اس کی نالائقی اور بے صبری کو دیکھیں کہ یہ ایک خاوند، ساس سسر اور گھر میں بسنے والے چند افراد کو راضی نہیں رکھ سکتی ہے۔

عصر حاضر میں عورتوں کی نیم برہنہ حالت اور بے پردگی اچھے خاصے مومنوں کے لیے بڑی آزمائش ثابت ہوئی ہے، بازاروں میں بدکاری اور نظروں کا زنا عام ہے، گھروں سے باہر نکل کر جدھر نگاہ اٹھائیں، ہر طرف شیطانوں کے روپ میں عورتوں کے جاذبِ نظر چہرے اور بدکاری کے اسباب و وسائل نظر آتے ہیں، رہی سہی کمی میڈیا اور اشتہار بازی نے خوب پوری کر دی ہے۔ اس سے بڑا مکر و فریب کیا ہو سکتا ہے کہ شادی کے چند روز بعد ہی عورت نے اپنے خاوند کے سامنے قسما قسم کے ''بتول'' پڑھ پڑھ کے اسے خرید لیا اور اس کو اس کے والدین اور بہن بھائیوں کا دشمن ثابت کر دکھایا۔
آجکل مرد حضرات اپنے مجازی خالق والدین کی گستاخی کرتے ہیں، اپنے بہن بھائیوں کی محبتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں اور ان کے بھتیجے اور بھانجے ان کے میٹھے بولوں کو ترسنے لگتے ہیں، ان سب کارستانیوں کی جڑ عورت ہے۔ چشم فلک گواہ ہے کہ شادی سے پہلے رشتہ داروں کے ساتھ معاملات اور ہوتے ہیں اور شادی کے بعد رخ بدلتے ہوئے نظر آنے لگتے ہیں، آخر ایسا کیوں ہے؟ ساس کے کردار پر نگاہ ڈالیں، اس کی سازشوں کا لب لباب یہ ہوتا ہے کہ اس کا داماد اس کی بیٹی کا ہو کر رہ جائے اور اپنے جنم دینے والوں کو دشمن سمجھنے لگے۔ کتنے بدبخت اور کمینے ہیں وہ لوگ، جو اپنی بیویوں اور ساسوں کے پاس بیٹھ کر اپنی ماؤں بہنوں کی بدخوئی کرتے ہیں۔

مسلم معاشرہ کے اکثر افراد بدکار، چالباز اور آوارہ عورتوں کے جال میں جکڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ نے کبھی پوری دنیا میں تعلیمی میدان میں شکست کھا جانے والے ذہین نوجوانوں کے پست ہو جانے کے اسباب پر کبھی غور

کیا ہے؟ کالجز اور یونیورسٹیز کے آوارہ صفت ماحول کے نتائج پر کبھی غور کیا ہے؟ والدین سے بے رخی کرنے والے بیس سالہ لڑکے کے اسباب کے بارے میں دریافت کیا ہے؟ معاشرے کے اکثر نوجوان شادیوں کے قابل کیوں نہیں رہے؟ شادی کا نام سن کر ان کے رنگ پیلے کیوں پڑ جاتے ہیں؟ والدین کی طے شدہ نسبتوں کو کیوں ٹھکرا دیا گیا؟ ایک آدمی بچوں کا باپ ہونے، ان کے ناز نخرے پورے کرنے اور ان سے پیار و محبت کے دعوے کرنے کے باوجود اپنے ماں اور باپ کو کیوں بھول جاتا ہے؟ وسعت ہونے کے باوجود اپنے والدین پر خرچ کرنے کے معاملے میں کیوں کنجوسی برتی جاتی ہے؟ ............شاید ان سب سوالوں کے جوابات لفظ ''عورت'' پر آ کر رک جائیں۔

یہ ایک مشاہدہ شدہ حقیقت ہے کہ خاتون کو ہر ایک کے احسانات یاد ہوتے ہیں، وہ اپنے بھائیوں اور بہنوئیوں کی تعریف کرے گی، وہ اس شخص کی مدح سرائی کرنا بھی نہیں بھولے گی، جس نے خوشی کے موقع پر اس کے بچے کو پانچ سو روپیہ دیا ہوگا، ماسوائے اپنے خاوند کے، جو مہینوں میں اس پر ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے خرچ کرتا ہے، لیکن اس کے منفی پہلو کو سامنے رکھ کر اس کی بغاوت اور احسان فراموشی کی جائے گی، الا ماشاء اللہ۔

(۱۰۰۴۳)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ذَکَرَ الدُّنْیَا فَقَالَ: ((اِنَّ الدُّنْیَا خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ فَاتَّقُوْھَا وَاتَّقُوْا النِّسَاءَ، ثُمَّ ذَکَرَ نِسْوَۃَ ثَلَاثًا مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ امْرَاَتَیْنِ طَوِیْلَتَیْنِ تُعْرَفَانِ وَامْرَاَۃٌ قَصِیْرَۃٌ لَا تُعْرَفُ، فَاتَّخَذَتْ رِجْلَیْنِ مِنْ خَشَبٍ، وَصَاغَتْ خَاتَمًا فَحَشَتْہُ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ الْمِسْکِ، وَجَعَلَتْ لَہُ غَلَقًا، فَاِذَا مَرَّتْ بِالْمَلَاءِ اَوِ الْمَجْلِسِ قَالَتْ بِہٖ فَفَتَحَتْہُ فَفَاحَ رِیْحُہُ، قَالَ الْمُسْتَمِرُّ بِخِنْصَرِہِ الْیُسْرٰی فَاَشْخَصَھَا دُوْنَ اَصَابِعِہِ الثَّلَاثِ شَیْئًا وَقَبَضَ الثَّلَاثَۃَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۴۴۶)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کا ذکر کیا اور فرمایا: ''بیشک دنیا سرسبز وشاداب (پرکشش) اور میٹھی ہے، پس تم اس سے بھی بچو اور عورتوں سے بھی بچو، پھر آپ ﷺ نے ذکر کیا کہ بنی اسرائیل میں تین عورتیں تھیں، دو کو دراز قد ہونے کی وجہ سے پہچان لیا جاتا تھا اور ایک کو کوتاہ قد ہونے کی وجہ سے نہیں پہچانا جاتا تھا، پس اس نے کھڑاؤں (لکڑی کے جوتے) بنوا لیے اور ایک انگوٹھی بنوائی، اس میں سب سے بہترین خوشبو کستوری بھری اور اس کا ایک ڈھکن بنوایا، پھر جب وہ کسی مجلس کے پاس سے گزرتی تو ڈھکن کو کھولتی، پس خوشبو پھیل جاتی تھی۔ مستمر راوی نے کہا کہ وہ انگوٹھی اس بائیں چھنگلی انگلی میں ہوتی، پس وہ اس کو باقی تین انگلیوں کی طرف جھکاتی اور باقی تینوں کو بند کر لیتی۔

**فوائد**:...... شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ فاسق عورتیں ایسا لباس زیب تن کرتی ہیں اور (ایسی وضع قطع اختیار کرتی ہیں) جس کی وجہ سے لوگ اپنی نگاہوں کو ان کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

---

(۱۰۰۴۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم أخرجہ ابن خزیمۃ: ۱۶۹۹، وابن حبان: ۵۵۹۱، وابو یعلی: ۱۲۹۹۳ (انظر: ۱۱۴۲۶)

آج کل بھی یہ مصیبت عام ہو گئی ہے کہ عورتیں اونچی ہیل والی جوتیاں پہنتی ہیں اور جوتوں کے نیچے لوہا (وغیرہ) لگواتی ہیں، تا کہ چلتے وقت ''پٹک پٹک'' کی خوب آواز ہو۔ شاید یہودیوں نے یہ چیز ایجاد کی ہو، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ ایسے جوتوں اور لباسوں سے اجتناب کریں۔ واللہ المستعان۔ (صحیحہ: ٤٨٦) خواتین کی ہر چیز جاذب نظر اور پر کشش بنا دی گئی ہے، یہاں تک کہ برقعوں پر بہت ڈیزائننگ کر دی گئی، دیدہ زیب لباس بنا دیئے گئے ہیں، خوشبو کا استعمال بہت عام ہو گیا ہے، زیب و زینت، بناؤ سنگھار اور حسن و جمال کے بہت اسباب پیدا کر دیئے گئے ہیں، صرف جوتوں کے ڈیزائنوں سے ہر چیز کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(١٠٠٤٤)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْفُسَّاقَ هُمْ اَهْلُ النَّارِ۔)) قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنِ الْفُسَّاقُ؟ قَالَ: ((اَلنِّسَاءُ۔)) وَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوَ لَسْنَ اُمَّهَاتِنَا وَاَخَوَاتِنَا وَاَزْوَاجَنَا قَالَ: ((بَلٰى، وَلٰكِنَّهُنَّ اِذَا اُعْطِيْنَ لَمْ يَشْكُرْنَ، وَاِذَا ابْتُلِيْنَ لَمْ يَصْبِرْنَ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٥٣)

سیدنا عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک فاسق لوگ جہنمی ہیں۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاسق لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورتیں۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیویاں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، لیکن جب ان کو دیا جاتا ہے تو وہ شکر ادا نہیں کرتیں اور جب ان کو آزمایا جاتا ہے تو وہ صبر نہیں کرتیں۔''

**فوائد:** ......اس حدیث مبارکہ میں عورتوں کے لیے بڑی عبرت کا درس موجود ہے، کاش عورتیں اپنے خاوندوں کے احسانات کو سامنے رکھ کر شکر گزار اور احسان مند بن جاتیں، جبکہ وہ ان سے مستغنی بھی نہیں ہو سکتیں۔

(١٠٠٤٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ، وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ۔)) قَالُوْا: لِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ۔)) قِيْلَ: اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ، وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ، لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَارَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔)) (مسند احمد: ٢٧١١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جہنم کو دیکھا ہے اور آج کی طرح سخت منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا، اس میں اکثریت عورتوں کی تھی۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے کفر کی وجہ سے۔'' کسی نے کہا: کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے خاوندوں اور احسان کی ناشکری کرتی ہیں، اگر تو زمانہ بھر کسی عورت کے ساتھ احسان کرتا رہے، لیکن پھر بھی جب وہ تجھ میں

---

(١٠٠٤٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ٦٠٤ (انظر: ١٥٦٦٦/ ١)

(١٠٠٤٥) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٩، ٤٣١، ٧٤٨، ١٠٥٢، ومسلم: ٩٠٧ (انظر: ٢٧١١)

قابل اعتراض چیز دیکھے گی تو کہے گی: میں نے کبھی بھی تیرے پاس بھلائی نہیں پائی۔''

(١٠٠٤٦)۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ، فِيْ حَجٍّ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِمَرِّ الظُّهْرَانِ فَإِذَا امْرَأَةٌ فِيْ هَوْدَجِهَا، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِذَا امْرَأَةٌ فِيْ يَدَيْهَا حَبَائِرُهَا وَخَوَاتِيْمُهَا) قَدْ وَضَعَتْ يَدَيْهَا عَلٰى هَوْدَجِهَا قَالَ: فَمَالَ فَدَخَلَ الشِّعْبَ، فَدَخَلْنَا مَعَهُ، فَقَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ فَإِذَا نَحْنُ بِغِرْبَانٍ كَثِيْرَةٍ فِيْهَا غُرَابٌ أَعْصَمُ، أَحْمَرُ الْمِنْقَارِ، وَالرِّجْلَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مِثْلُ هٰذَا الْغُرَابِ فِيْ هٰذِهِ الْغِرْبَانِ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٨٠)

عمارہ بن خزیمہ کہتے ہیں: ہم سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفرِ حج میں تھے، جب ہم مرظہران مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے کجاوے میں تھی، ایک روایت میں ہے: ایک خاتون کے ہاتھ مزین تھے اور اس نے انگوٹھیاں پہنی ہوئی تھیں اور اس نے اپنے ہاتھوں کو کجاوے پر رکھا ہوا تھا، پھر سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ ایک طرف مڑے اور گھاٹی میں داخل ہو گئے، پس ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہو گئے، پھر انھوں نے کہا: ہم اس مقام میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم نے اچانک بہت زیادہ کوے دیکھے، ان میں ایک کوا سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی، مگر سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والے کوے کی طرح بہت کم۔''

**فوائد:** ......جس طرح سرخ چونچ اور سرخ پنجوں والے کوے تعداد میں دوسرے کووں کی بہ نسبت بہت کم ہوتے ہیں، یہی معاملہ مذکورہ بالا عورتوں کا ہے کہ جنت میں جانے والی خواتین بہت کم ہوں گی۔

(١٠٠٤٧)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٩٢)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جہنم میں جھانکا اور دیکھا کہ اس کی اکثریت عورتوں پر مشتمل تھی اور پھر میں نے جنت میں جھانکا اور دیکھا کہ اس میں فقیر لوگوں کی اکثریت تھی۔''

(١٠٠٤٨)۔ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ

ابو تیاح بیان کرتے ہیں کہ مطرف کی دو بیویاں تھیں، جب وہ

---

(١٠٠٤٦) تخريج: صحيح، قاله الالباني في الصحيحة (انظر: ١٧٨٢٦)

(١٠٠٤٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١٩٨، ٦٥٤٦ (انظر: ١٩٨٥٢)

(١٠٠٤٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٣٨ (انظر: ١٩٨٣٧)

مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ قَالَ: فَجَاءَ إِلَىٰ إِحْدَاهُمَا قَالَ: فَجَعَلَتْ تَنْزِعُ بِهِ عِمَامَتَهُ، وَقَالَتْ: جِئْتَ مِنْ عِنْدِ امْرَأَتِكَ، قَالَ: جِئْتُ مِنْ عِنْدِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحْسِبُ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ أَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٧٦)

ایک بیوی کے پاس گئے اور اس نے ان کی پگڑی اتاری تو اس نے کہا: آپ تو اپنی بیوی کے پاس سے آئے ہیں، انھوں نے کہا: میں سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہوں، انھوں نے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث بیان کی، میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے باسیوں میں عورتیں کم تعداد ہوں گی۔''

## فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ قِصَّةِ الْأَعْشٰى (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَعْوَرِ) مَعَ زَوْجَتِهِ مُعَاذَةَ

## عبداللہ بن اعور اعشی اور ان کی بیوی معاذہ کا قصہ

(١٠٠٤٩)۔ عَنْ نَضْلَةَ بْنِ طَرِيفٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ الْأَعْشٰى، وَاسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْأَعْوَرِ، كَانَتْ عِنْدَهُ امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا: مُعَاذَةُ، خَرَجَ فِيْ رَجَبٍ يَمِيْرُ أَهْلَهُ مِنْ هَجَرَ، فَهَرَبَتِ امْرَأَتُهُ بَعْدَهُ نَاشِزًا عَلَيْهِ، فَعَاذَتْ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ: مُطَرِّفُ بْنُ بُهْصُلِ بْنِ كَعْبِ بْنِ قُمَيْشَعِ بْنِ دُلَفِ بْنِ أَهْضَمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحِرْمَازِ، فَجَعَلَهَا خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَلَمَّا قَدِمَ وَلَمْ يَجِدْهَا فِيْ بَيْتِهِ وَأُخْبِرَ أَنَّهَا نَشَزَتْ عَلَيْهِ، وَأَنَّهَا عَاذَتْ بِمُطَرِّفِ بْنِ بُهْصُلٍ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْعَمِّ، أَعِنْدَكَ امْرَأَتِيْ مُعَاذَةُ؟ فَادْفَعْهَا إِلَيَّ، فَقَالَ: لَيْسَتْ عِنْدِيْ، وَلَوْ كَانَتْ عِنْدِيْ لَمْ أَدْفَعْهَا إِلَيْكَ، قَالَ: وَكَانَ مُطَرِّفٌ أَعَزَّ مِنْهُ، فَخَرَجَ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَعَاذَ بِهِ وَأَنْشَأَ يَقُوْلُ:

يَا سَيِّدَ النَّاسِ! وَدَيَّانَ الْعَرَبِ
إِلَيْكَ أَشْكُوْ ذِرْبَةً مِنَ الذِّرَبْ

سیدنا نضلہ بن طریف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم میں ایک آدمی تھا، عام طور پر اس کو اعشی کہا جاتا تھا، اس کا نام عبد اللہ بن اعور تھا، اس کی معاذہ نامی ایک بیوی تھی، وہ اپنے اہل و عیال کے لیے کھانے لینے کی خاطر رجب میں ہجر گیا، پیچھے اس کی بیوی بغاوت کر کے کہیں بھاگ گئی اور مطرف بن بُہصُل نامی آدمی کے ہاں جا کر پناہ لی، اس نے اس کو اپنی کمر کے پیچھے بٹھا لیا، جب اعشی واپس آیا، اس نے اپنی بیوی کو اپنے گھر میں نہ پایا اور اس کو بتلایا گیا کہ وہ بغاوت کر گئی ہے اور مطرف بن بُہصُل کی پناہ میں ہے، چنانچہ وہ مطرف کے پاس گیا اور اس سے کہا: اے چچا زاد! کیا تیرے پاس میری بیوی معاذہ ہے؟ اگر ہے تو مجھے دے دے، اس نے کہا: وہ میرے پاس نہیں ہے اور اگر وہ میری پاس ہوتی تو میں نے تجھ کو نہیں دینی تھی۔ دراصل مطرف، اعشی سے زیادہ عزت وقوت والا تھا، پس اعشی نکل پڑا اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا، آپ ﷺ سے پناہ طلب کی اور پھر یہ اشعار پڑھے:

اے لوگوں کے سردار! اور عربوں پر غالب آ جانے والے! میں آپ سے خائن عورتوں میں سے ایک خائن عورت کی شکایت کرتا ہوں

(١٠٠٤٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة اكثر رواته (انظر: ٦٨٨٦)

كَـالذِّئْبَةِ الْغَبْشَاءِ فِيْ ظِلِّ السَّرَبْ
خَـرَجْتُ اَبْغِيْهَا الطَّعَامَ فِيْ رَجَبْ
فَـخَـلَـفَتْـنِيْ بِنِـزَاعٍ وَهَـرَبْ
اَخْـلَـفَـتِ الْعَهْدَ وَلَطَّتْ بِالذَّنَبْ
وَقَـذَفَتْـنِـيْ بَيْنَ عِيْصٍ مُؤْتَشِبْ
وَهُنَّ شَرُّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبْ

فَـقَـالَ النَّبِيُّ ﷺ عِـنْـدَ ذلك: ((وَهُنَّ شَرُّ غَـالِبٍ لِمَنْ غَلَبْ۔)) فَشَكَا اِلَيْهِ امْرَاَتَهُ وَمَا صَنَعَتْ بِهِ، وَاَنَّهَا عِنْدَ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ: مُـطَـرِّفُ بْـنُ بُهْـصُلٍ، فَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اِلَـى مُـطَـرِّفٍ: ((اُنْـظُـرِ امْـرَاَةَ هٰذَا مُعَاذَةَ فَـادْفَعْهَا اِلَيْه۔)) فَاَتَاهُ كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَقُرِءَ عَـلَـيْـهِ فَـقَـالَ لَهَـا: يَـامُـعَاذَةُ! هٰذَا كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْكِ فَـاَنَـا دَافِـعُكِ اِلَيْهِ، قَالَتْ: خُذْلِيْ عَلَيْهِ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ، لَا يُعَاقِبُنِيْ فِيْمَا صَنَعْتُ، فَاَخَذَ لَهَا ذَاكَ عَلَيْهِ وَدَفَعَهَا مُطَرِّفٌ اِلَيْهِ فَاَنْشَاَ يَقُوْلُ:

لَعَمْرُكَ مَا حُبِّيْ مُعَاذَةَ بِالَّذِيْ
يُـغَيِّـرُهُ الْـوَاشِيْ وَلَا قِدَمُ الْعَهْدِ
وَلَا سُـوْءُ مَـاجَـاءَ تْ بِـهِ اِذْ اَزَالَهَا غُوَاةُ الـرِّجَالِ اِذْ يُنَاجُوْنَهَا بَعْدِيْ (مسند احمد: ٦٨٨٦)

گھری سیاہی والی مادہ بھیڑیئے کی طرح، جو بل کے سائے میں ہو، میں اس کے لیے غلہ طلب کرنے کے لیے رجب میں نکلا
اس نے جھگڑنے اور بھاگنے کی صورت میں اپنے حق میں میرے ظن کی مخالفت کی، اس نے وعدہ خلافی کی ہے اور اس نے اپنی دم کو بند کر لیا ہے
اس نے مجھے کثیر مقدار کے گھنے درختوں میں پھینک دیا ہے، یہ اس شخص کے حق میں بدترین غلبہ پا لینے والی ہیں، جس پر غلبہ پا لیں

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ خواتین اس شخص کے حق میں بدترین غلبہ پانے والی ہیں، جس پر یہ غلبہ پا لیں۔'' پھر اَعشی نے اپنی بیوی اور اس کاروائی کا شکوہ کیا اور بتلایا کہ اب وہ ہمارے قبیلے کے مطرف بن بہصل نامی آدمی کے پاس ہے، آپ ﷺ نے مطرف کی طرف یہ خط لکھا: ''تو اس کی بیوی تلاش کر کے اس کو واپس کر دے۔'' جب آپ ﷺ کا خط اُس آدمی کے پاس پہنچا اور اس پر پڑھا گیا تو اس نے اسی خاتون سے کہا: اے معاذہ! یہ تیرے بارے میں نبی کریم ﷺ کا خط موصول ہوا ہے، اس کی وجہ سے میں تجھے اس کے سپرد کرنے والا ہوں۔ اس خاتون نے کہا: تو پھر تو میرے حق میں اس سے پختہ عہد اور نبی کریم ﷺ کی امان لے لے، تاکہ وہ مجھے میرے کیے پر سزا نہ دے، پس مطرف نے اَعشی سے یہ عہد و پیان لیا اور پھر اس کی بیوی کو اس کے سپرد کر دیا، اَعشی نے اپنی بیوی وصول کی اور یہ شعر پڑھنے لگا:

تیری عمر کی قسم! معاذہ سے میری محبت ایسی نہیں ہے کہ جس کو چغلخور اور زمانے کا گزرنا کم کر دے
نہ وہ برائی اس کو کم کر سکے گی، جو معاذہ نے کی ہے، کیونکہ گمراہ لوگوں نے اس کو پھسلا دیا تھا، جب وہ میرے جانے کے بعد اس سے سرگوشیاں کرتے تھے۔

(۱۰۰۵۰)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ صَدَقَةَ بْنِ طَيْسَلَةَ، حَدَّثَنِي مَعْنُ بْنُ ثَعْلَبَةَ الْمَازِنِيُّ وَالْحَيُّ بَعْدُ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْشَى الْمَازِنِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَنْشَدْتُهُ:

يَا مَالِكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبْ!
إِنِّي لَقِيتُ ذِرْبَةً مِنَ الذِّرَبْ
غَدَوْتُ أَبْغِيهَا الطَّعَامَ فِي رَجَبْ
فَخَلَفَتْنِي بِنِزَاعٍ وَهَرَبْ
أَخْلَفَتِ الْعَهْدَ وَلَطَّتْ بِالذَّنَبْ
وَهُنَّ شَرُّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبْ

(مسند احمد: ٦٨٨٥)

(دوسری سند) أعشی کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور یہ اشعار پڑھے:

اے لوگوں کے مالک اور عربوں پر غالب آ جانے والے!
خائن عورتوں میں سے ایک خائن عورت سے میرا واسطہ پڑا ہے
میں اس کے لیے اناج لانے کے لیے رجب میں نکلا لیکن وہ
جھگڑنے اور بھاگنے کی صورت میں میرا نائب بنی
اس نے وعدہ خلافی کی اور اپنی دُم کو بند کر دیا یہ اس شخص کے
حق میں بدترین غلبہ پا لینے والی ہیں، جس پر غلبہ پا لیں۔

## فَصْلٌ مِنْهُ أَيْضًا فِي عَدَمِ صَلَاحِيَّةِ النِّسَاءِ لِوَلَايَةِ الْأُمُورِ

### عورتوں کا امور کی ولایت کے لیے نا اہل ہونا

(۱۰۰۵۱)۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ بَشِيرٌ يُبَشِّرُهُ بِظَفَرِ جُنْدٍ لَهُ عَلَى عَدُوِّهِمْ، وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَقَامَ فَخَرَّ سَاجِدًا، ثُمَّ أَنْشَأَ يُسَائِلُ الْبَشِيرَ، فَأَخْبَرَهُ فِيمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَلِيَ أَمْرَهُمْ امْرَأَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْآنَ هَلَكَتِ الرِّجَالُ إِذَا أَطَاعَتِ النِّسَاءَ، هَلَكَتِ الرِّجَالُ إِذَا أَطَاعَتِ النِّسَاءَ۔)) ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ٢٠٧٢٩)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ خوشخبری دینے والا ایک آدمی یہ خوشخبری دینے کے لیے آیا کہ وہ دشمن پر کامیاب ہو گئے ہیں، اس وقت آپ ﷺ کا سر مبارک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گودی میں تھا، آپ ﷺ کھڑے ہوئے، سجدہ کیا اور پھر خوشخبری دینے والے سے سوال جواب کرنے لگے، اس نے ایک بات یہ بھی بتلائی کہ اُن لوگوں کی ذمہ دار خاتون تھی، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت مرد ہلاک ہو جائیں گے، جب عورتوں کی اطاعت کریں گے، اس وقت مرد ہلاک ہو جائیں گے، جب عورتوں کی اطاعت کریں گے۔'' تین بار ارشاد فرمایا۔

---

(١٠٠٥٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٠٥١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بكار بن عبد العزيز، وابوه عبد العزيز روى عنه جمع، وذكره ابن حبان والعجلي في "الثقات"، أخرجه البزار: ٣٦٩٢، والحاكم: ٤/ ٢٩١، وأخرج قصة سجود الشكر ابوداود: ٢٧٧٤، والترمذي: ١٥٧٨، وابن ماجه: ١٣٩٤ (انظر: ٢٠٤٥٥)

(۱۰۰۵۲)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ فَارِسَ، اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِنَّ رَبِّـيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ قَتَلَ رَبَّكَ، قَالَ: وَقِيْلَ لَهُ يَعْنِيْ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَدِ اسْتَخْلَفَ اِبْنَتَهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: ((لَا يُفْلِحُ قَوْمٌ تَمْلِكُهُمُ امْرَاَةٌ۔)) (مسند احمد: ۲۰۷۱۰)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل فارس کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میرے ربّ نے تیرے رب کو ہلاک کر دیا ہے۔'' کسی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: وہ تو اپنی بیٹی اپنا نائب بنا گیا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی، جن کی حکمران عورت ہو۔''

**فوائد:** …… جب آپ ﷺ نے شاہِ ایران کسری کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے خط لکھا اور اس نے آپ ﷺ کا نامۂ مبارک چاک کر دیا، تو آپ ﷺ نے اس پر بد دعا کی تھی، جو قبول ہوئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت امارت اور قضا کی اہل نہیں ہے، بلکہ عورت تو خود اپنی شادی بھی نہیں کر سکتی۔

قارئین کرام! مرد اور عورت، دونوں اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے دونوں کی ذمہ داریاں بھی بیان کی ہیں اور دونوں کے حقوق بھی اور عورت کو اس اعتبار سے منفرد اور بے فکر قرار دیا ہے کہ اس کے تمام اخراجات کا ذمہ دار مرد ہے، لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ عورت نے اپنے حقوق پر قناعت نہیں کی اور اپنے دائرۂ کار سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ ذَمِّ الْمَالِ
## مال کی مذمت کا بیان

(۱۰۰۵۳)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: ثَنَا هَمَّامُ، اَنَا قَتَادَةُ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ قَالَ: فَقَالَ: ((يَقُوْلُ ابْنُ آدَمَ: مَالِيْ مَالِيْ وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ؟ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ، اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ۔)) وَكَانَ قَتَادَةُ يَقُوْلُ: كُلُّ صَدَقَةٍ لَمْ تُقْبَضْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ۔ (مسند احمد: ۱٦٤۳٦)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں رسول اللہ ﷺ پر داخل ہوا تو آپ ﷺ یہ آیات تلاوت کر رہے تھے: ''زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا، یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، اے ابن آدم! تیرے مال میں سے تیرا مال نہیں ہے، مگر وہ جو تو نے کھا کر ختم کر دیا، یا پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا۔'' قتادہ کہا کرتے تھے: وہ صدقہ کچھ نہیں ہے، جس کو قبضے میں نہیں لیا گیا۔

---

(۱۰۰۵۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ۳٦٤۷، وأخرج القطعة الثانية منه الترمذي: ۲۲٦۲، والنسائي: ۸/ ۲۲۷ (انظر: ۲۰٤۳۸)

(۱۰۰۵۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۹۵۸ (انظر: ۱٦۳۲۷)

(۱۰۰۵٤)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَإِنَّ فِتْنَةَ أُمَّتِي الْمَالُ۔))

سیدنا کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہر امت کا فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔''

(مسند احمد: ۱۷٦۱۰)

**فوائد:** ...... وہ مال و دولت فتنہ ہے، جو عبادات، معاملات اور اخلاق کے واجبات و مستحبات میں کوتاہی کرنے پر اور محرمات و مکروہات کا ارتکاب کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور مال داروں کی اکثریت اس فتنے میں مبتلا رہی ہے، لیکن وہ خود نہ اس نقطے کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ سمجھنے کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

قارئین کرام! کسی معاشرے پر تبصرہ کرتے وقت اس کی اکثریت کو دیکھا جاتا ہے، نہ کہ چند افراد کو۔ اس امت کا فتنہ مال ہے، اس ضمن میں درج ذیل چند اقتباسات پر غور کریں:

اس سلسلے میں یہ حقیقت ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ مال و دولت کی کثرت و بہتات نے زیادہ تر لوگوں کے مزاجوں کو تبدیل کیا ہے۔ ان کی ترجیحات تبدیل ہو کر رہ گئی ہیں، امیر لوگ اپنی امیری کی بنا پر ناز کرتے ہوئے اپنے آپ کو بلند مرتبت اور کم آمدنی والوں کو کم تر سمجھتے ہیں اور ان سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے، ان کے تعلق یا دوستی کی بنیاد روپے پیسے پر ہوتی ہے، یہ لوگ اپنے جیسے مالداروں، جاگیرداروں، بڑے سیاسی رہنماؤں اور اعلی منصب داروں کا خوشامد کی حد تک احترام کریں گے اور بھرپور انداز میں ان کی ضیافت کریں گے، لیکن جب کوئی غریب اور نیک آدمی ان کے دروازے پر آئے تو اپنے نوکروں چاکروں کے ذریعے ڈیل کرنے کو کافی سمجھ کر اس کو دروازے سے واپس کرنے کی کوشش کریں گے۔ کم ہی دیکھا گیا ہے کہ وہ کسی نیک آدمی کی عزت اس کی نیکی کی وجہ سے کریں یا اس سے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملاقات ہی کر لیں، بلکہ زیادہ تر اِن کو مذہبی لوگوں پر کیچڑ اچھالتے ہوئے پایا جاتا ہے۔ اگر عبادات کے معاملے کو سامنے رکھیں تو عام لوگوں کی فتح نظر آتی ہے، کسی مسجد کے نمازیوں کی تعداد میں عام لوگوں اور سونے کا چمچ لے کر پیدا ہونے والوں کا تناسب دیکھا جا سکتا ہے، تلاوتِ قرآنِ اور حفظِ قرآن کے سلسلے میں موازنہ کیا جا سکتا ہے، میں نے اپنی زندگی میں چند امیر افراد پائے جنھوں نے قرآن مجید حفظ کیا اور اسے بھی آرام پرستی کی وجہ سے بھلا دیا۔ یہی رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی درس و تدریس اور تحقیق و تفتیش کا معاملہ ہے۔ علی ہذا القیاس۔

چشم فلک اور ہر صاحبِ بصارت کی بصیرت گواہ ہے کہ دنیوی آسائشوں کی وجہ سے عبادات کا سلسلہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، یہی وجہ ہے کہ آج مساجد میں نمازیوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے اور اچھے خاصے نمازی لوگ صرف اس وجہ سے نمازِ فجر کی ادائیگی کے لیے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے کہ شام کو خوب پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اور نرم گدے بچھا کر اور ملائم کمبل اوڑھ کر اور پنکھے، روم کولر یا اے سی وغیرہ چلا کر سوتے ہیں، ایسے ماحول میں نیند کا کردار نشہ سے کم نہیں ہوتا،

(۱۰۰۵٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ۲۳۳٦ (انظر: ۱۷٤۷۱)

نیند پورا ہونے کا نام نہیں لیتی، اعضا ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، نتیجتاً فجر کی جماعت یا سرے سے نمازِ فجر سے ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ میں بالیقین کہتا ہوں کہ بظاہر انتہائی پرسکون ماحول میں سونے والوں کی نیند کی مقدار کہیں زیادہ ہوتی ہے، جبکہ انہی کی طرح کے انسان دن میں چار، پانچ، چھ گھنٹے سو کر ان سے زیادہ صحت مند نظر آتے ہیں۔

رہا مسئلہ قلتِ مال یا کثرتِ مال کے بہتر ہونے کا، تو یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار کرنا ناممکن ہے کہ دین کی حفاظت کے لیے، ارکانِ اسلام کی ادائیگی کے لیے اور کئی مفاسد سے بچنے کے لیے قلتِ مال بہترین ذریعہ ہے اور رہا ہے، یقین مانیے کہ اگر گزر بسر کے بقدر رزق نصیب ہو جائے تو دنیا کا حقیقی سکون مل جاتا ہے۔ یہ غربت ہی ہے جو بچوں کو دینی تعلیم دینے، قرآن مجید حفظ کرنے اور قرآن و حدیث کی تعلیم کے حصول پر آمادہ کرتی ہے اور یہی لوگ ہیں کہ دین کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کے لیے جن کی اکثریت کو استعمال کیا گیا۔ مزاج میں سادگی اور ہر آدمی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا ان ہی لوگوں کا وطیرہ ہے۔ اس سے بڑا انعام کیا ہو سکتا ہے کہ مسکین لوگ امیر لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ بہرحال یہ ایسے حقائق ہیں جو امیر زادوں اور مال و دولت کے طلبگاروں کے لیے ناقابل تسلیم ہیں۔

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مال و دولت کی کثرت و وسعت کا بندے کو جہاد سمیت شرعی واجبات سے روک دینا باعثِ ہلاکت ہے، جس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۹۵) ......''اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔''

بہرحال سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے مال کی وجہ سے ہی غنی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، وہ مالدار بڑے خوش بخت ہیں جو اپنی اوقات کو اور اپنے ماضی کو نہیں بھولتے اور اپنے مال و دولت کے تقاضے اور بلاتفریق اہل اسلام کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

(۱۰۰۵۵)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((یَقُوْلُ الْعَبْدُ: مَالِیْ مَالِیْ وَاِنَّ مَالَهُ مِنْ ثَلَاثٍ، مَا اَکَلَ فَاَفْنٰی، اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰی، اَوْ اَعْطٰی فَاَقْنٰی، مَاسِوٰی ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِکُهُ لِلنَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۸۷۹۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، حالانکہ بندے کے مال کی صرف تین صورتیں ہیں، جو وہ کھا کر ختم کر دے، یا پہن کر بوسیدہ کر دے، یا وہ کسی کو دے کر ختم کر دے، اس کے علاوہ جو مال ہے، اس کو وہ لوگوں کے لیے چھوڑ کر چلا جانے والا ہے۔''

(۱۰۰۵٦)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَمَّا اُنْزِلَتْ ﴿الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو سونے اور چاندی کا خزانہ کرتے ہیں

---

(۱۰۰۵۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۵۹ (انظر: ۸۸۱۳)

(۱۰۰۵٦) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الترمذی: ۳۰۹٤، وابن ماجه: ۱۸۵٦ (انظر: ۲۲۳۹۲)

الـذَّهَـبَ وَالْـفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰـهِ﴾ قَـالَ: كُـنَّـا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَـعْـضِ اَسْفَارِهٖ، فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ: قَدْ نَـزَلَ فِـيْ الـذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَانَزَلَ، فَلَوْ اَنَّا عَـلِـمْـنَـا اَيَّ الْـمَالِ خَيْرٌ اِتَّخَذْنَاهُ، فَقَالَ: ((اَفْـضَـلُـهُ لِسَـانًـا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَةً مُؤْمِنَةً تُعِيْنُهُ عَلٰى اِيْمَانِهٖ۔)) (مسند احمد: ٢٢٧٥١)

اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔'' اس وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، ہم میں سے بعض افراد نے بعض سے کہا: سونے اور چاندی کے بارے میں تو یہ کچھ نازل ہو چکا ہے، اب اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ کون سا مال بہتر ہے، تاکہ اس کا اہتمام کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین مال ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور صاحبِ ایمان بیوی، جو بندے کے ایمان پر اس کا تعاون کرے۔''

(١٠٠٥٧)۔ عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی الْهُذَيْلِ قَـالَ: حَـدَّثَـنِـيْ صَـاحِبٌ لِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((تَبًّـا لِلذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔)) قَـالَ: فَحَدَّثَنِيْ صَاحِبِيْ اَنَّهُ انْطَلَقَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَوْلُكَ تَبًّا لِلذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَاذَا نَدَّخِرُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِسَـانًـا ذَاكِـرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَـةً تُـعِيْـنُ عَـلَى الْآخِرَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٤٨٩)

عبداللہ بن ابو ہذیل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے ایک ساتھی نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے اور چاندی کے لیے ہلاکت ہے۔'' یہ سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ فرما دیا ہے کہ سونے اور چاندی کے لیے ہلاکت ہے، اب ہم کیا خزانہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور ایسی بیوی، جو آخرت کے معاملے میں اپنے خاوند کا تعاون کرے۔''

**فوائد**:...... ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور امورِ آخرت کو آسان بنا دینے والی بیوی، ان تین نعمتوں کی وجہ سے نہ صرف دنیا میں تسکین ملتی ہے، بلکہ آخرت بھی آسان ہو جاتی ہے۔

(١٠٠٥٨)۔ عَـنْ مُـطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّـخِّيْـرِ يُـحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ الـنَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: كَـانَ بِـالْـكُوْفَةِ اَمِيْرٌ قَالَ: فَـخَـطَـبَ يَـوْمًـا فَـقَالَ: اِنَّ فِيْ اِعْطَاءِ هٰذَا الْمَالِ فِتْنَةً وَفِيْ اِمْسَاكِهٖ فِتْنَةً وَبِذٰلِكَ قَامَ بِهٖ

مطرف بن عبداللہ، ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں، وہ کوفہ کے امیر تھے، انھوں نے ایک دن خطاب کیا اور کہا: بیشک اس مال کو دینے میں بھی فتنہ ہے اور اس کو روکنے میں بھی فتنہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اسی موضوع پر اپنا خطبہ دیا، یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوئے اور نیچے اتر آئے۔

---

(١٠٠٥٧) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٣١٠١)

(١٠٠٥٨) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢٠٥٨٦)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ خُطْبَتِهِ حَتّٰی فَرَغَ ثُمَّ نَزَلَ۔ (مسند احمد: ٢٠٨٦٢)

(١٠٠٥٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: وَقَفْتُ اَنَاوَاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ ؓ، فِیْ ظِلِّ اُجُمِ حَسَّانَ فَقَالَ لِیْ اُبَیٌّ: اَلَا تَرَی النَّاسَ مُخْتَلِفَةً اَعْنَاقُهُمْ فِیْ طَلَبِ الدُّنْیَا؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰی، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((یُوْشِكُ الْفُرَاتُ یَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ فَإِذَا سَمِعَ بِهِ النَّاسُ سَارُوْا اِلَیْهِ فَیَقُوْلُ مَنْ عِنْدَهُ: وَاللّٰهِ لَئِنْ تَرَكْنَا النَّاسَ یَاْخُذُوْنَ مِنْهُ لَیَذْهَبَنَّ فَیَقْتَتِلُ النَّاسُ حَتّٰی یُقْتَلَ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ۔)) وَهٰذَا لَفْظُ حَدِیْثِ اَبِیْ عَنْ عَفَّانَ۔ (مسند احمد: ٢١٥٨٣)

عبد اللہ بن حارث سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا ابی بن کعب ؓ، سیدنا حسان ؓ کے محل کے سائے میں کھڑے تھے، سیدنا ابی ؓ نے مجھ سے کہا: کیا تو لوگوں کو نہیں دیکھتا کہ طلبِ دنیا کے لیے ان کی گردنیں مختلف ہوئی ہوئی ہیں؟ میں نے کہا: جی کیوں نہیں، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''قریب ہے کہ فرات سے سونے کا پہاڑ نکل آئے، جب لوگوں کو اس کا پتہ چلے گا تو وہ اس کی طرف جائیں گے، اس پہاڑ کے پاس موجودہ لوگ کہیں گے: اللہ کی قسم! اگر لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیں تو یہ پہاڑ تو ختم ہو جائے گا، پس لوگ آپس میں لڑ پڑیں گے اور ہر سو میں سے ننانوے افراد قتل ہو جائیں گے۔''

**فوائد:**...... یہ سارا کچھ مال کو اکٹھا کرنے کی لالچ میں ہوگا۔

(١٠٠٦٠)۔ عَنْ عَلِیٍّ ؓ، قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ وَتَرَكَ دِیْنَارَیْنِ اَوْ دِرْهَمَیْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَیَّتَانِ، صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ۔)) (مسند احمد: ٧٨٨)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اہل صفہ میں سے ایک آدمی دو دینار یا دو درہم چھوڑ کر فوت ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ دو داغ ہیں، تم خود اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔''

(١٠٠٦١)۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ تُوُفِّیَ وَتَرَكَ دِیْنَارًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهُ: ((كَیَّةٌ۔)) قَالَ: ثُمَّ تُوُفِّیَ

سیدنا ابو امامہ ؓ سے مروی ہے کہ اہل صفہ میں ایک آدمی ایک دینار چھوڑ کر فوت ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ ایک داغ ہے۔'' پھر ایک اور آدمی دو

(١٠٠٥٩) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٨٩٥ (انظر: ٢١٢٦٢)

(١٠٠٦٠) تخریج: حدیث حسن لغیره (انظر: ٧٨٨)

(١٠٠٦١) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبة: ٣/ ٣٧٢، والطبرانی فی "الکبیر": ٨٠١١ (انظر: ٢٢١٧٢)

آخَرُ فَتَرَكَ دِينَارَيْنِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَوُجِدَ فِيْ مِئْزَرِهِ دِينَارَانِ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيَّتَانِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۵۲۵)

دینار چھوڑ کر فوت ہو گیا، ایک روایت میں ہے: اس کے ازار میں دو دینار پائے گئے، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ دو داغ ہیں۔''

**فوائد:**...... دو دیناروں کو دو داغ کیوں قرار دیا گیا؟ دیکھیں حدیث نمبر (۹۸۲۰)

(۱۰۰۶۲)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ سَاهِمُ الْوَجْهِ قَالَتْ: فَحَسِبْتُ اَنَّ ذٰلِكَ مِنْ وَجَعٍ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَالَكَ سَاهِمُ الْوَجْهِ؟ قَالَ: ((مِنْ اَجْلِ الدَّنَانِيْرِ السَّبْعَةِ الَّتِيْ اَتَتْنَا اَمْسِ، اَمْسَيْنَا وَهِيَ فِيْ خُصْمِ الْفِرَاشِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۰۴۹)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا، میں نے سمجھا کہ شاید آپ کو کوئی تکلیف ہو گی، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا وجہ ہے کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سات دیناروں کی وجہ سے ہے، جو کل ہمارے پاس آئے تھے اور ابھی تک بچھونے کے کونے میں پڑے ہیں۔''

(۱۰۰۶۳)۔ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا فَعَلَتِ الذَّهَبُ؟ ۔)) فَجَاءَتْ مَا بَيْنَ الْخَمْسَةِ إِلَى السَّبْعَةِ اَوِ الثَّمَانِيَةِ اَوِ التِّسْعَةِ فَجَعَلَ يُقَلِّبُهَا بِيَدِهِ وَيَقُوْلُ: ((مَا ظَنُّ مُحَمَّدٍ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَوْ لَقِيَهُ وَهٰذِهِ عِنْدَهُ، اَنْفِقِيْهَا۔)) (مسند احمد: ۲۴۷۲۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت کے دوران فرمایا: ''عائشہ! اس سونے کا کیا بنا؟'' یہ سن کر سیدہ چھ سات یا آٹھ یا نو دینار نکال لائیں، پس آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے ان کو الٹ پلٹ کرنے لگے اور فرمایا: ''محمد کا اللہ کے بارے میں کیا گمان ہو گا، اگر وہ اس کو اس حال میں ملے کہ یہ دینار اس کے پاس ہوں، ان کو خرچ کر دو۔''

(۱۰۰۶۴)۔ عَنْ شَقِيْقٍ، قَالَ: دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، فَقَالَ: يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ اَكُوْنَ

شقیق کہتے ہیں: سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہا: اے ام المؤمنین! مجھے ڈر ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا، کیونکہ قریشیوں میں سب سے زیادہ

(۱۰۰۶۲) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابن حبان: ۵۱۶۰، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۳/ ۷۵۲ (انظر: ۲۶۵۱۴)

(۱۰۰۶۳) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الحمیدی: ۲۸۳، وابن ابی شیبة: ۳/ ۲۳۸، وابن حبان: ۳۲۱۲ (انظر: ۲۴۲۲۲)

(۱۰۰۶۴) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه البزار: ۲۴۹۶، وابویعلی: ۷۰۰۳، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۳/ ۷۲۴ (انظر: ۲۶۶۹۴)

قَدْ هَلَكْتُ، اِنِّيْ مِنْ اَكْثَرِ قُرَيْشٍ مَالًا بِعْتُ اَرْضًا لِيْ بِاَرْبَعِيْنَ اَلْفَ دِيْنَارٍ، فَقَالَتْ: اَنْفِقْ يَا بُنَيَّ! فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مِنْ اَصْحَابِيْ مَنْ لَا يَرَانِيْ بَعْدَ اَنْ اُفَارِقَهُ۔)) فَاَتَيْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُ، فَاَتَاهَا، فَقَالَ: بِاللّٰهِ! اَنَا مِنْهُمْ؟ قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ لَا، وَلَنْ اُبَرِّءَ اَحَدًا بَعْدَكَ۔ (مسند احمد: ٢٧٧٢٩)

مال میرے پاس ہے اور اب میں نے چالیس ہزار دینار کی ایک زمین بیچی ہے، سیدہ نے کہا: اے میرے بیٹے! اپنا مال خرچ کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''بیشک میرے بعض ساتھی ایسے ہیں کہ جب میں (وفات کے وقت) ان سے جدا ہوں گا تو وہ بعد میں مجھے نہیں مل سکیں گے۔'' پس میں عبد الرحمن، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو یہ حدیث سنائی، وہ سیدہ کے پاس پہنچے اور کہا: اللہ کی قسم! کیا میں ان میں سے ہوں؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، اور آپ کے بعد میں ہرگز کسی کو بری نہیں کروں گی۔

(١٠٠٦٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَحْسَابَ اَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِيْنَ يَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ هٰذَا الْمَالُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٣٧٨)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اہل دنیا جس حسب کو اختیار کرتے ہیں، وہ مال ہے۔''

**فوائد**: ...... ہر ایک کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس وقت منقبت وعظمت اور معرفت وشناخت کی بنیاد مال و دولت پر ہے، پچھلے ادوار میں اسلام اور نسب کو بڑائی کی علامت سمجھا جاتا تھا، لوگ مال سے متاثر نہیں ہوتے تھے، لیکن اب نظام مکمل طور پر تبدیل ہو چکا ہے، اب مال و دولت اور سرمائے کا عروج ہے، یہی شان ہے، یہی آن ہے، یہی نسب ہے، یہی حسب ہے، غریب رشتہ دار کیا محتاج بھائی کو بھی کوئی قریب نہیں پھٹکنے دیتا۔

(١٠٠٦٦)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ، عَنْ جَدِّهِ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِفِضَّةٍ، فَقَالَ: هٰذِهِ مِنْ مَعْدِنٍ لَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَتَكُوْنُ مَعَادِنُ يَحْضُرُهَا شِرَارُ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٠٤٥)

بنو سلیم کا ایک آدمی اپنے دادا سے بیان کرتا ہے کہ وہ چاندی لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یہ ہماری ایک کان کی چاندی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب کانیں ہوں گی، لیکن بدترین لوگ ان پر حاضر ہوں گے۔''

**فوائد**: ...... شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہے: ''معادن (کانیں)'' ان مقامات کو کہتے ہیں، جہاں سے سونے، چاندی اور تانبے جیسے زمینی جواہر برآمد ہوتے ہیں، اس کی واحد ''معدن'' ہے۔

(١٠٠٦٥) تخریج: اسناده قوی، أخرجه النسائی: ٦/ ٦٤ (انظر: ٢٢٩٩٠)

(١٠٠٦٦) تخریج: حسن لغيره، أخرجه الطبرانی فی "الصغیر": ٤٢٦، وفی "الاوسط": ٣٥٥٦ (انظر: ٢٣٦٤٥)

کوئی شک نہیں کہ کافر لوگ ہی بدترین ہوتے ہیں۔ عربوں کے زمینی خزانے نکالنے کے لیے یورپیوں اور امریکیوں کو وہاں لانے کی وجہ سے مسلمان جس آزمائش میں مبتلا ہیں، اس حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ المستعان۔ (صحیحہ: ۱۸۸۵)

(۱۰۰۶۷)۔ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اِمْرَاَةِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى حَمْزَةَ فَتَذَاكَرَا الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا بُوْرِكَ لَهُ فِيْهَا، وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيْ مَالِ اللّٰهِ وَمَالِ رَسُوْلِهِ لَهُ النَّارُ يَوْمَ يَلْقَى اللّٰهَ۔)) (مسند احمد: ۲۷۵۹٤)

سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور پھر دونوں نے دنیا کا ذکر کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ دنیا سرسبز و شاداب، میٹھی (اور پر کشش) ہے، جو اس کو اس کے حق کے ساتھ لے گا، اس کے لیے اس میں برکت کی جائے گی اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے مال میں گھس تو جاتے ہیں، لیکن جس دن وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے، اس دن ان کے لیے آگ ہوگی۔''

(۱۰۰۶۸)۔ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَامِرٍ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَاِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِغَيْرِ حَقٍّ لَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۸٦۱)

سیدہ خولہ بنت ثامر انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ دنیا سرسبز و شاداب، میٹھی (اور پرکشش) ہے اور جو لوگ بغیر حق کے اللہ کے مال میں گھس جاتے ہیں، ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہوگی۔''

**فوائد:** ......اس دور میں پائی جانے والی ایک بدخصلت یہ بھی ہے کہ کئی لوگ مال و دولت کے حصول کے معاملے میں حلت و حرمت کا خیال نہیں رکھتے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ ذَمِّ الدُّنْيَا

## دنیا کی مذمت کا بیان

(۱۰۰٦۹)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ''بیشک مجھے سب سے زیادہ ڈر اس چیز کے بارے میں ہے، جو اللہ تعالیٰ زمین کی انگوریوں اور دنیا کے

---

(۱۰۰٦۷) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ۲۳۷٤ (انظر: ۲۷۰٥٤)

(۱۰۰٦۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۱۱۸ (انظر: ۲۷۳۱۸)

(۱۰۰٦۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۹۲۱، ومسلم: ۱۰٥۲ (انظر: ۱۱۰۳٥)

اَللّٰہُ مِنْ نَبَاتِ الْاَرْضِ وَزَہْرَۃِ الدُّنْیَا۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: اَیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَوَ یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَکَتَ حَتّٰی رَاَیْنَا اَنَّہُ یَنْزِلُ عَلَیْہِ قَالَ: وَغَشِیَہُ بُہْرٌ وَعَرِقَ فَقَالَ: ((اَیْنَ السَّائِلُ؟)) فَقَالَ: ہَا اَنَا وَلَمْ اُرِدْ اِلَّا خَیْرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ الْخَیْرَ لَا یَاْتِی اِلَّا بِالْخَیْرِ، اِنَّ الْخَیْرَ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِالْخَیْرِ، اِنَّ الْخَیْرَ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِالْخَیْرِ، وَلٰکِنَّ الدُّنْیَا خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ وَکُلُّ مَا یُنْبِتُ الرَّبِیْعُ یَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ یُلِمُّ اِلَّا آکِلَۃَ الْخَضِرِ فَاِنَّہَا اَکَلَتْ حَتّٰی امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاہَا وَاسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَاَکَلَتْ فَمَنْ اَخَذَہَا بِحَقِّہَا بُوْرِکَ لَہُ فِیْہِ، وَمَنْ اَخَذَہَا بِغَیْرِ حَقِّہَا لَمْ یُبَارَکْ لَہُ۔)) وَکَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ (یَعْنِیْ ابْنَ الْاِمَامِ اَحْمَدِ بْنِ حَنْبَلٍ ؒ): قَالَ اَبِیْ: قَالَ سُفْیَانُ: وَکَانَ الْاَعْمَشُ یَسْاَلُنِیْ عَنْ ہٰذَا الْحَدِیْثِ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۴۹)

مال ومتاع کی صورت میں نکالے گا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا خیر بھی شرّ کو لاتی ہے؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ ﷺ کا سانس پھولنے لگا اور آپ ﷺ کو بہت زیادہ پسینہ آ گیا، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''سائل کہاں ہے؟'' اس نے کہا: جی میں ہوں اور میرا ارادہ صرف خیر کا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک خیر صرف خیر لاتی ہے، بیشک خیر صرف خیر کو لاتی ہے، بیشک خیر صرف خیر کو ہی لاتی ہے، اصل بات یہ ہے کہ یہ دنیا سرسبز وشادات اور میٹھی ہے، موسم بہار جو کچھ اگاتا ہے، وہ سوجن کی وجہ سے یا تو قتل کر دیتا ہے، یا قتل کے قریب کر دیتا ہے، ایک جانور چارہ کھاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں، پھر وہ سورج کے سامنے لیٹ جاتا ہے اور پتلا پاخانہ اور پیشاب کر کے پھر کھانا شروع کر دیتا ہے، بات یہ ہے کہ جو آدمی دنیا کو اس کے حق کے ساتھ حاصل کرے گا، اس کے لیے اس میں برکت کی جائے گی اور جو بغیر حق کے لے گا، اس کے لیے اس میں برکت نہیں کی جائے گی، بلکہ وہ اس آدمی کی طرح ہو گا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔''

**فوائد**: ......موسم بہار میں بہت سی انگوریاں اگتی ہیں، جو جانور ضرورت کے مطابق چرتا رہے، اس کو ان انگوریوں کا فائدہ ہو گا، لیکن جو جانور اپنی ضرورت سے زیادہ کھائے گا، وہ بیمار پڑ جائے گا اور بالآخر مر جائے گا یا مرنے کے قریب ہو جائے گا، یہی معاملہ دنیوی مال و دولت کا ہے، جو آدمی ضرورت کے مطابق اس کو حاصل کرے گا، اس کو اس سے بڑا فائدہ ہو گا اور جو حرص میں پڑ کر اس کے پیچھے پڑ جائے گا اور اس کے معاملے میں شرعی حدود کا خیال بھی نہیں رکھے گا، اس کے لیے یہ نقصان دہ ثابت ہو گا۔

(۱۰۰۷۰)۔ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ صَلّٰی عَلٰی قَتْلٰی اُحُدٍ بَعْدَ

سیدہ عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ برسوں کے بعد غزوۂ احد کے مقتولین کی نماز جنازہ پڑھی،

(۱۰۰۷۰) تخریج: أخرجه البخاري: ۴۰۴۲ (انظر: ۱۷۴۰۲)

ثَمَانِ سِنِیْنَ کَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((اِنِّیْ فَرَطُکُمْ وَاَنَا عَلَیْکُمْ شَهِیْدٌ، وَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ، وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ، وَلَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا (اَوْ قَالَ: تَکْفُرُوْا) وَلٰکِنِ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۳۷)

ایسے لگ رہا تھا کہ آپ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہیں، پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تمہارا پیش رو ہوں گا اور تمہارے حق میں گواہی دوں گا، بیشک تمہارے وعدے کی جگہ حوض ہے اور میں اس حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں، مجھے تمہارے بارے میں شرک کا ڈر نہیں ہے، بلکہ دنیا کا ڈر ہے کہ تم اس میں پڑ جاؤ گے۔'' ایک روایت میں شرک کے بجائے کفر کے الفاظ ہیں۔

**فوائد:** ...... جو دنیا میں پڑ گیا، اس نے اپنی شہوات کو پورا کرنے کی کوشش کی، نتیجتاً وہ معصیتوں میں پڑ گیا اور آخرت کے لیے عمل کرنے کے لیے فارغ نہ ہو سکا، سو اس نے اپنے نفس کے ذریعے اپنی آخرت کو نقصان دیا۔

(۱۰۰۷۱)۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاهُ اَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ اَحَبَّ آخِرَتَهُ اَضَرَّ بِدُنْیَاهُ، فَآثِرُوْا مَایَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی۔)) (مسند احمد: ۱۹۹۳۳)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنی دنیا سے محبت کی، اس کی آخرت کو نقصان پہنچا اور جس نے اپنی آخرت کو پسند کیا، اس کی دنیا کو نقصان پہنچا، پس تم باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دو۔''

**فوائد:** ...... چشم فلک اور ہر صاحبِ بصارت کی بصیرت گواہ ہے کہ دنیوی آسائشوں کی وجہ سے عبادات کا سلسلہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، یہی وجہ ہے کہ آج مساجد میں نمازیوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے اور اچھے خاصے نمازی لوگ صرف اس وجہ سے نمازِ فجر کی ادائیگی کے لیے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے

مذکورہ بالا حدیث کو دیکھا جائے تو کہنا پڑے گا کہ نبی کریم ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ معمولی نیند کر کے جسم کا حق ہی ادا کرنا ہے نا، اتنا نرم و ملائم بچھونا استعمال کرنے سے نیند میں اضافہ ہو گا، سستی بڑھے گی اور دنیوی آسائشوں کی طرف میلان میں اضافہ ہو گا۔

(۱۰۰۷۲)۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ کَانَ هَمُّهُ الْآخِرَةَ جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی فکر آخرت ہو، اللہ تعالیٰ اس کے امور کی شیرازہ بندی کر دیتا ہے، اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا

---

(۱۰۰۷۱) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الحاکم: ٤/ ٣١٩، وابن حبان: ٧٠٩ (انظر: ١٩٦٩٧)

(۱۰۰۷۲) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابوداود: ٣٦٦٠، وابن ماجه: ٤١٠٥، والترمذی: ٢٦٥٦ (انظر: ٢١٥٩٠)

فِیْ قَلْبِہٖ وَاَتَتْہُ الدُّنْیَا وَہِیَ رَاغِمَۃٌ، وَمَنْ کَانَ نِیَّتُہُ الدُّنْیَا فَرَّقَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ضَیْعَتَہُ وَجَعَلَ فَقْرَہُ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَلَمْ یَأْتِہِ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا مَاکُتِبَ لَہُ۔)) (مسند احمد: ۲۱۹۲۵)

ذلیل ہو کر (اس کے مقدر کے مطابق) اس کے پاس پہنچ جاتی ہے، لیکن جس آدمی کا رنج وغم دنیا ہی دنیا ہو، اللہ تعالیٰ اس پر اس کے معاملات کو منتشر کر دیتا ہے، اس کی فقیری ومحتاجی کو اس کی آنکھوں کے درمیان رکھ دیتا ہے اور اسے دنیا سے بھی وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔''

**فوائد:** ......حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اپنی عبادات ومعاملات کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو مدنظر رکھے۔ اپنی عبادات میں حسن پیدا کرے اور جائز ومباح اسباب کے ذریعے حصولِ رزق کے لیے کوشاں رہے۔ روزی کے حصول کے لیے کبھی بھی حرام وسیلہ استعمال نہ کرے، نیز اگر اپنے کام کاج کے دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دوسری ذمہ داری عائد کر دی جاتی ہے تو اپنے مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر پہلے اس ذمہ داری کو پورا کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو کبھی بھی اس کی دنیوی ضروریات پوری نہیں ہوں گی۔ اس کا ذہن ''مزید، مزید اور مزید'' کی تلاش میں لگا رہے گا اور اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغامِ اجل آ جائے گا۔

(۱۰۰۷۳)۔ عَنْ عُبَیْدِ نِ الْحَضْرَمِیِّ، اَنَّ اَبَا مَالِکٍ الْاَشْعَرِیَّ لَمَّا حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ قَالَ: یَا سَامِعَ الْاَشْعَرِیِّیْنَ لِیُبَلِّغْ مِنْکُمُ الْغَائِبَ، اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((حُلْوَۃُ الدُّنْیَا مُرَّۃُ الْآخِرَۃِ، وَمُرَّۃُ الدُّنْیَا حُلْوَۃُ الْآخِرَۃِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۸۷)

عبید حضرمی سے روایت ہے کہ جب سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے کہا: اے اشعریوں کی جماعت! موجودہ لوگ، غائب لوگوں تک میری بات پہنچا دیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''دنیا کی لذت آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی تلخی آخرت کی لذت و شیری ہے۔''

**فوائد:** ......حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری میں آخرت میں تو کجا، دنیا میں بھی لذت ہی لذت اور حلاوت ہی حلاوت نصیب ہوتی ہے۔ لیکن عام لوگ جن پر نیکی کرنا اور برائی ترک کرنا گراں گزرتا ہے، انھیں سمجھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے ذہن کے مطابق جس چیز کو کڑوا اور کٹھن سمجھتے ہیں، حقیقت میں وہی ان کی سعادت کی علامت ہوگی اور جو چیز زیادہ مرغوب اور پسندیدہ لگے، لیکن بندے کی آخرت کے لیے مضر ہو تو اسے ترک کرنے میں اگرچہ تکلیف ہوگی، لیکن یہ تکلیف کئی رحمتوں کا سبب بن جاتی ہے۔

(۱۰۰۷۴)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ، قَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(۱۰۰۷۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ، ، شریح بن عبید لم یسمع ابا مالک الاشعری، أخرجہ الحاکم: ٤/ ۳۱۰، والبیھقی فی "الشعب": ۱۰۳۳٦ (انظر: ۲۲۸۹۹)

(۱۰۰۷٤) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۸۱۳)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِثَوْبَانَ: ((كَيْفَ أَنْتَ يَا ثَوْبَانُ! إِذَا تَدَاعَتْ عَلَيْكُمُ الْأُمَمُ كَتَدَاعِيكُمْ عَلٰى قَصْعَةِ الطَّعَامِ يُصِيبُوْنَ مِنْهُ؟)) قَالَ ثَوْبَانُ: بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قِلَّةٌ بِنَا؟ قَالَ: ((لَا، أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ، وَلٰكِنْ يُلْقٰى فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهَنُ۔)) قَالُوْا: وَمَا الْوَهَنُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((حُبُّكُمُ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَتُكُمْ لِلْقِتَالِ۔)) (مسند احمد: ٨٦٩٨)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ثوبان! اس وقت تمہارا کیا بنے گا، جب دوسری امتوں کے لوگ تم پر یوں ٹوٹ پڑیں گے، جیسے تم کھانے کے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں'' سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تمھاری بہت زیادہ تعداد ہوگی، دراصل تمھارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دیا جائے گا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''وہن'' کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی محبت اور جہاد کی کراہیت کو ''وہن'' کہتے ہیں۔''

**فوائد:** ......عصر حاضر دنیائے اسلام اس حدیث کی مصداق بن چکی ہے، مسلمانوں نے دنیوی محبت، موت کی کراہت اور دشمنوں کے رعب کی وجہ سے جہاد ترک کر دیا، جس کی وجہ سے نہ صرف مسلمانوں اور اسلامی مملکتوں کا رعب ختم ہو چکا ہے، بلکہ وہ دشمنوں کے سامنے بری طرح مرعوب ہو چکے ہیں۔

(١٠٠٧٥)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔)) (مسند احمد: ١٠٢٩٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔''

**فوائد:** ......اس حدیثِ مبارکہ کا مصداق دنیا کے ظاہری حالات ہیں، وگرنہ دنیا میں جو تسکین مومن کو نصیب ہوتی ہے، اس کا کسی نافرمان کو احساس تک نہیں ہو سکتا، اگر ایک آدمی صدقہ کر کے سکون حاصل کر رہا ہو اور دوسرا دولت جمع کر کے خوش ہو رہا ہو تو صدقہ کرنے والے کا سکون زیادہ ہوگا، اسی طرح اگر ایک آدمی نماز فجر ادا کر کے تسکین حاصل کر رہا ہے اور دوسرا نیند کے ذریعے آرام کر رہا ہو تو نماز ادا کرنے والے کا سکون بہت زیادہ ہوگا۔

(١٠٠٧٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهُ، فَإِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ۔)) (مسند احمد: ٦٨٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور قحط سالی ہے، جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو وہ قید خانے اور قحط سالی سے الگ ہو جاتا ہے۔''

---

(١٠٠٧٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه مسلم: ٢٩٥٦ (انظر: ١٠٢٨٨)

(١٠٠٧٦) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن جنادة المعافرى، لم يوثقه غير ابن حبان، أخرجه الحاكم: ٤/ ٣١٥ (انظر: ٦٨٥٥)

(۱۰۰۷۷)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِیْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: ((اَلْفَقْرَ تَخَافُوْنَ اَوِ الْعَوَزَ اَوْ تُهِمُّكُمُ الدُّنْيَا، فَاِنَّ اللّٰهَ فَاتِحٌ لَكُمْ اَرْضَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ وَتُصَبُّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا حَتّٰى لَا يُزِيْغُكُمْ بَعْدِیْ اِنْ اَزَاغَكُمْ اِلَّا هِیَ۔)) (مسند احمد: ۲٤٤٨٢)

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کیا تمہیں غربت و افلاس کا ڈر ہے، کیا تمہاری پریشانی دنیا ہے، پس بیشک اللہ تعالیٰ تم پر فارس اور روم کی سلطنتیں تمہارے لیے فتح کروانے والا ہے، دنیا تم پر اس طرح بہہ پڑے گی کہ کوئی چیز تم کو گمراہ کرنے والی نہیں ہوگی، مگر یہی دنیا۔''

**فوائد:**...... آپ ﷺ کو اپنی امت کے بارے میں فقر و فاقہ کا ڈر نہیں تھا، بلکہ مال کی کثرت کا اندیشہ تھا، کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیتی ہے۔

(۱۰۰۷۸)۔ عَنْ اَنَسٍ ، قَالَ: كَانَتْ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ، فَجَاءَ اَعْرَابِیٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، فَلَمَّا رَاٰى مَافِیْ وُجُوْهِهِمْ، قَالُوْا: سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ فَقَالَ: ((اِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۰۳۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی، اس کا نام عضباء تھا، کوئی دوسرا اونٹ اس سے سبقت نہیں لے جا سکتا تھا، پس ایک دن ایک بدّو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس سے آگے گزر گیا، یہ چیز مسلمانوں پر بڑی گراں گزری، جب آپ ﷺ نے ان کے چہروں سے ان کی پریشانی کو محسوس کیا تو اتنے میں انھوں نے خود کہہ دیا کہ عضباء تو پیچھے رہ گئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ دنیا میں جس چیز کو بلند کرے گا، اس کو نیچے بھی کرے گا۔''

**فوائد:** ...... شاید ہی کوئی بشر ایسا ہو، جس نے اپنی زندگی میں دنیوی اعتبار سے عروج اور زوال کو نہ پایا ہو، وگرنہ عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ غربت کے بعد امیری اور امیری کے بعد غربت، محرومی کے بعد بڑے بڑے عہدے اور بڑے بڑے عہدوں کے بعد محرومی، ایک وقت میں آدمی اپنی بڑی عزت دیکھتا ہے، لیکن ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ معاشرے کا بے وقعت فرد بنا ہوا ہوتا ہے، فرعون، قارون، نمرود، ابوجہل اور ابولہب جیسے بڑے بڑے سرکش اپنے آپ کو اس قانون سے مستثنی نہ کر سکے۔

یہ دنیا اور اہل دنیا سے متعلقہ قانون ہے، نہ کہ دین اور اہل دین کے بارے میں، دین اور اس پر عمل کرنے والوں کا مقدر ایسی رفعت و بلندی ہے کہ جس میں ہمیشہ عروج رہتا ہے، اس کو کوئی زوال نہیں ہے۔

---

(۱۰۰۷۷) تخریج: حسن لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۸/ ۹۳، والبزار: ۲۷۵۸ (انظر: ۲۳۹۸۲)

(۱۰۰۷۸) تخریج: أخرجه البخاری. ۲۸۷۱، ٦٥٠١ (انظر: ۱۲۰۱۰)

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ صاحب نے کہا: اس حدیث میں دنیا سے بے رغبتی دلائی گئی ہے کہ اس میں جو چیز بھی رفعت اختیار کرتی ہے، وہ بالآخر پست ہو جاتی ہے۔ حافظ منذری کہتے ہیں: بعض نے کہا کہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کا مقام بیان کی گیا ہے کہ یہ حقیر اور پست چیز ہے۔ درحقیقت نبی کریم ﷺ اپنی امت کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ دنیا کے مال و متاع کی بنا پر فخر و مباہاۃ کرنا ترک کر دیں اور ہر اہل دین و دانش کو چاہئے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرے اور اس کو پا کر دوسروں پر برتری جتانا چھوڑ دے، کیونکہ دنیوی ساز و سامان بہت قلیل ہے اور اس کا حساب و کتاب بڑا طویل ہے۔ (عون المعبود)

(۱۰۰۷۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهُ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۹۲۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا اس شخص کا گھر ہے، جس کا کوئی گھر نہیں ہوتا اور وہ آدمی اس کے لیے جمع کرتا ہے، جو عقل سے خالی ہوتا ہے۔''

**فوائد:**...... بہرحال آخرت والا گھر ہی حقیقی زندگی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔﴾ ...... ''اور بے شک آخری گھر، یقیناً وہی اصل زندگی ہے، اگر وہ جانتے ہوتے۔'' (سورۂ عنکبوت: ۶۴)

## فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ مَثَلِ الدُّنْيَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهَوَانِهَا عَلَيْهِ
## اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی مثال اور اس پر اس کا حقیر ہونا

(۱۰۰۸۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ قَدْ اَلْقَاهَا اَهْلُهَا، فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ عَلٰى اَهْلِهَا۔)) (مسند احمد: ۳۰۴۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے، جس کو اس کے مالکوں نے پھینک دیا تھا، اور فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جتنی اہمیت اس بکری کی اس کے مالکوں کے ہاں ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی اہمیت اس سے بھی کم ہے۔''

**فوائد:** ...... اگر دنیا و آخرت میں صرف یہ فرق ہوتا کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ہے، تب بھی آخرت کو ترجیح دی جاتی، جبکہ آخرت دائمی بھی ہے اور بہت قیمتی بھی ہے۔

(۱۰۰۸۱)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، اَنَّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک

---

(۱۰۰۷۹) تخريج: اسناده ضعيف، دويد غير منسوب، و زرعة شيخ ابي اسحاق لم يتبين لنا من هو، ثم انه قد اختلف فيه على حسين بن محمد (انظر: ۲٤٤١٩)

(۱۰۰۸۰) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ۳٦۹۱، وابويعلى: ۲٥۹۳ (انظر: ۳۰٤۷)

(۱۰۰۸۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الدارمى: ۲۷۳۷ (انظر: ۸٤٦٤)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِسَخْلَةٍ جَرْبَاءَ قَدْ اَخْرَجَهَا اَهْلُهَا فَقَالَ: ((اَتَرَوْنَ هٰذِهِ هَيِّنَةً عَلٰى اَهْلِهَا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ عَلٰى اَهْلِهَا.)) (مسند احمد: ٨٤٤٥)

خارش زدہ بھیڑ یا بکری کے بچے کے پاس سے گزرے، اس کے مالکوں نے اس کو گھر سے نکال دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ بچہ اپنے مالکوں کے ہاں حقیر ہو گا؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جتنا یہ بچہ اپنے مالکوں کے ہاں حقیر ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

**فوائد:** ...... جب آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا تو ان کی توبہ تو قبول ہو گئی، لیکن پھر بھی ان کو زمین پر اتار دیا گیا اور کہا گیا کہ کھوئے ہوئے ورثے کو پانے کی کوشش کریں، درحقیقت انسان جنت کو پانے کے لیے دنیا میں بھیجا گیا، نہ کہ دنیا کو سب کچھ سمجھ لینے کے لیے۔

(١٠٠٨٢)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى الْعَالِيَةَ فَمَرَّ بِالسُّوْقِ فَمَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ فَتَنَاوَلَهُ فَرَفَعَهُ ثُمَّ قَالَ: ((بِكَمْ تُحِبُّوْنَ اَنَّ هٰذَا لَكُمْ.)) قَالُوْا: مَانُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ، وَمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: ((بِكَمْ تُحِبُّوْنَ اَنَّهُ لَكُمْ؟)) قَالُوْا: وَاللّٰهِ! لَوْ كَانَ حَيًّا لَكَانَ عَيْبًا فِيْهِ اَنَّهُ اَسَكُّ، فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ، قَالَ: ((فَوَاللّٰهِ! لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ.)) (مسند احمد: ١٤٩٩٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بالائی علاقے میں تشریف لائے اور وہاں چھوٹے چھوٹے کانوں والے بکری کے ایک مردار بچے کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے اس بچے کو پکڑا اور بلند کیا اور پھر فرمایا: ''تم اس کو کتنی قیمت کے عوض لینا چاہو گے؟'' لوگوں نے کہا: ہم اس کے عوض کوئی چیز دینا بھی گوارا نہیں کریں گے، بھلا ہم نے اس کو کیا کرنا ہے؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''تم اس کو کتنی قیمت کے عوض خریدنا چاہو گے؟'' لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تو اس کو اس بنا پر معیوب سمجھا جاتا کہ اس کے کان چھوٹے چھوٹے ہیں، اب تو سرے سے ہے ہی مردہ، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس اللہ کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

(١٠٠٨٣)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ

سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح

---

(١٠٠٨٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٩٥٧ (انظر: ١٤٩٣٠)

(١٠٠٨٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه مسلم: ٢٨٥٨ دون قصة سخلة، وأخرج هذه القصة الترمذي: ٢٣٢١، وابن ماجه: ٤١١١ (انظر: ١٨٠٢١)

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَاللّٰهِ (وَفِيْ لَفْظٍ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ)! مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا كَرَجُلٍ وَضَعَ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَيْهِ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَلْيَنْظُرْ بِمَا يَرْجِعُ أَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَفِيْ لَفْظٍ: يَعْنِيْ الَّتِيْ تَلِيْ الْإِبْهَامَ) قَالَ: وَقَالَ الْمُسْتَوْرِدُ: أَشْهَدُ أَنِّيْ كُنْتُ مَعَ الرَّكْبِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ مَرَّ بِمَنْزِلِ قَوْمٍ قَدِ ارْتَحَلُوْا عَنْهُ فَإِذَا سَخْلَةٌ مَطْرُوْحَةٌ، فَقَالَ: ((أَتَرَوْنَ هٰذِهِ هَانَتْ عَلٰى أَهْلِهَا حِيْنَ أَلْقَوْهَا؟)) قَالُوْا: مِنْ هَوَانِهَا عَلَيْهِمْ أَلْقَوْهَا، قَالَ: ((فَوَاللّٰهِ! لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هٰذِهِ عَلٰى أَهْلِهَا.)) (مسند احمد: ۱۸۱۸٤)

ہے کہ آدمی اپنی انگلی دریا میں ڈالے اور پھر اس کو باہر نکالے اور دیکھے کہ وہ کتنے پانی کے ساتھ واپس آئی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے انگوٹھے کے ساتھ والی انگشت شہادت کی طرف اشارہ کیا۔ سیدنا مستورد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس قافلے کے ساتھ تھا، جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ ایک قوم کے مقام کے پاس سے گزرے، وہ وہاں سے کوچ کر چکے تھے، وہاں ایک بکری کا بچہ پڑا ہوا تھا، جس کو ان لوگوں نے پھینک دیا تھا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا: ''کیا تمہارا یہی خیال ہے کہ اس کے مالکوں نے اس کو حقیر سمجھ کر ہی چھوڑ دیا ہوگا؟'' لوگوں نے کہا: جی اس کی کم اہمیت کی وجہ سے وہ اس کو پھینک گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس اللہ کی قسم ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

(۱۰۰۸٤)۔ عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ سُفْيَانَ الْكِلَابِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا ضَحَّاكُ! مَا طَعَامُكَ؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اللَّبَنُ وَاللَّحْمُ، قَالَ: ((ثُمَّ يَصِيْرُ إِلٰى مَاذَا؟)) قَالَ: إِلٰى مَا قَدْ عَلِمْتَ؟ قَالَ (النَّبِيُّ ﷺ): ((فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ضَرَبَ مَا يَخْرُجُ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَثَلًا لِلدُّنْيَا۔)) (مسند احمد: ۱۵۸۳۹)

سیدنا ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ضحاک! کون سی چیز تمہارا کھانا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دودھ اور گوشت، آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ''بالآخر یہ کیا بن کر وجود سے نکلتا ہے؟'' انھوں نے کہا: جناب آپ جانتے ہی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس بیشک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم سے خارج ہونے والی چیز کو دنیا کے لیے بطور مثال بیان کیا ہے۔''

(۱۰۰۸۵)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مَطْعَمَ ابْنِ آدَمَ جُعِلَ مَثَلًا لِلدُّنْيَا، وَإِنْ قَزَّحَهُ وَمَلَّحَهُ فَانْظُرُوْا

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے کھانے کو دنیا کے لیے بطور مثال بیان کیا گیا ہے، اگرچہ کھانا مسالے دار اور نمکین ہو، پس دیکھو کہ وہ

(۱۰۰۸٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۸۱۳۸(انظر: ۱۵۷٤۷)
(۱۰۰۸۵) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن حبان: ۷۰۲، والطبراني في "الكبير": ۵۳۱(انظر: ۲۱۲۳۹)

اِلٰی مَایَصِیْرُ۔)) (مسند احمد: ۲۱۵۵۹) (بالآخر) کیا ہو جاتا ہے۔''

**فوائد:** ......مطلب یہ ہے کہ ابن آدم کو لالچی اور حریص اور زبان کے چسکوں کا غلام اور گرویدہ نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ ان چیزوں کا تعلق حلق سے اوپر تک ہے۔ حلق سے نیچے کھانے کا کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا کہ وہ مزیدار تھا یا بے مزہ۔ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَـامَلَأَ آدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِـنْ بَـطْـنٍ ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُکُلَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَهُ ، فَإِنْ کَانَ لَا مَحَالَةَ ، فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ ، وَثُلُثٌ لِشَـرَابِـهِ ، وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ۔)) (ترمذی)......''کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا۔ آدمی کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پھر پیٹ کا تیسرا حصہ اپنے کھانے کے لیے، تیسرا حصہ پانی کے لیے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لیے ہو۔''

## بَـابُ مَاجَاءَ فِیْ ذَمِّ الْبُنْیَانِ
## عمارتوں کی مذمت کا بیان

(۱۰۰۸٦)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِـی طَرِیْقِ الْمَدِیْنَةِ فَرَاٰی قُبَّةً مِـنْ لَبِـنٍ ، فَـقَـالَ: ((لِمَنْ هٰذِهِ؟)) فَقُلْتُ: لِـفُلَانٍ ، فَـقَـالَ: ((اَمَا اِنَّ کُلَّ بَنَاءٍ هَدٌّ عَلٰی صَـاحِبِـهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا مَاکَانَ فِیْ مَسْجِدٍ (اَوْ فِـیْ بِـنَـاءِ مَسْـجِدٍ ، شَكَّ اَسْوَدُ) اَوْ اَوْ اَوْ۔)) ثُـمَّ مَـرَّ فَـلَمْ یَرَهَا فَقَالَ: ((مَافَعَلَتِ الْـقُبَّةُ؟)) قُـلْـتُ: بَـلَـغَ صَـاحِبَهَا مَا قُلْتَ فَهَـدَمَـهَـا ، قَـالَ: فَـقَـالَ: ((رَحِمَهُ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ۱۳۳۳٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک راستے میں جا رہا تھا، راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی اینٹوں کا ایک گنبد دیکھا اور پوچھا: ''یہ کس کا ہے؟'' میں نے کہا: جی، یہ فلاں آدمی کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار! ہر عمارت کو قیامت والے دن اس کے مالک پر گرا دیا جائے گا، مگر وہ جو مسجد کی تعمیر میں لگا دیا جائے، یا پھر فلاں فلاں امور میں۔'' بعد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی راستے سے گزر ہوا تو وہ گنبد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر نہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اس گنبد کا کیا بنا؟'' میں نے کہا: جب آپ کی بات اس کے مالک تک پہنچی تو اس نے اس کو گرا دیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحم کرے۔''

**فوائد:** ......اس روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ خَـرَجَ فَـرَاٰی قُبَّةً مُـشْـرِفَةً ، فَقَـالَ: ((مَـاهٰذِهٖ؟)) قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَکَتَ وَحَمَلَهَا فِیْ نَفْسِهٖ ، حَتّٰی

(۱۰۰۸٦) تـخـریـج: حـدیـث مـحتمل للتحسین لطرقه وشواهده، أخرجه ابن ماجه: ٤١٦١، وأخرجه ابو داود بنحوه: ٥٢٣٧ (انظر: ١٣٣٠١)

إِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ، أَعْرَضَ عَنْهُ، صَنَعَ ذَالِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيهِ وَالْإِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكٰى ذَالِكَ إِلٰى أَصْحَابِهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ۔ فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلٰى قُبَّتِهِ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْأَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ: ((مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ۔)) قَالُوْا شَكٰى إِلَيْنَا صَاحِبُهَا إِعْرَاضَكَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا، فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهِ إِلَّا مَالَا۔)) يَعْنِي: مَالَا بُدَّ مِنْهُ۔ ......سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نکلے، ایک بلند گنبد دیکھا اور فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ آپ ﷺ کے صحابہ نے کہا: یہ فلاں انصاری آدمی کا ہے۔ آپ ﷺ خاموش رہے اور اس بات کو اپنے دل میں رکھ لیا۔ جب اس کا مالک رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور لوگوں کی موجودگی میں آپ کو سلام کہا۔ آپ نے اُس سے اعراض کیا، اُس نے کئی مرتبہ سلام کہا (لیکن آپ ﷺ اعراض کرتے رہے)۔ بالآخر اس آدمی کو آپ ﷺ کی ناراضگی اور اعراض کا اندازہ ہو گیا، اُس نے صحابہ سے اس بات کی شکایت کی اور کہا: بخدا! میں رسول اللہ ﷺ کو عجیب و اجنبی محسوس کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: آپ باہر نکلے تھے اور تیرا گنبد دیکھا تھا۔ سو وہ آدمی فوراً اپنے گنبد کی طرف لوٹا اور اُس کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ (پھر) ایک دن رسول اللہ ﷺ نکلے اور وہ گنبد آپ کو نظر نہ آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ”گنبد کو کیا ہوا؟“ صحابہ نے کہا: اس نے ہمارے سامنے آپ کے اعراض کرنے کا شکوہ کیا، ہم نے (آپ کی ناپسندیدگی کی ساری صورتحال) اس پر واضح کر دی، اس لیے اس نے اس کو منہدم کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! ہر عمارت اپنے مالک کے حق میں وبال ہے، سوائے اس کے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔“ (ابوداود: ۲/۳۴۷، صحیحہ: ۲۸۳۰)

یہ صحابۂ کرام میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ تھا، جو چیز آپ ﷺ کو پسند تھی، وہ ان کو بھی پسند تھی اور جو چیز آپ ﷺ کو ناپسند تھی، وہ ان کو بھی ناپسند تھی۔

(۱۰۰۸۷)۔ عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ نَعُوْدُهُ هُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَهُ، فَقَالَ: ((الْمُسْلِمُ يُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَا مَا يَجْعَلُ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ۔)) وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فِيْ بَطْنِهِ، وَقَالَ: لَوْ لَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا، أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا

قیس کہتے ہیں: ہم سیدنا خباب بن ارت کی تیمار داری کرنے کے لیے ان کے پاس گئے، جبکہ وہ ایک دیوار بنا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو ہر چیز میں اجر دیا جاتا ہے، ماسوائے اس سرمائے کے، جس کو اس مٹی پر خرچ کرتا ہے۔“ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کو ان کے پیٹ پر سات مقامات پر داغا گیا تھا، انھوں نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا، پھر انھوں نے کہا: ہمارے بعض ساتھی ایسے تھے کہ وہ دنیا

(۱۰۰۸۷) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤٣٠، ومسلم: ٢٦٨١ (انظر: ٢١٠٥٩)

شَيْئًا ، وَإِنَّا اَصَبْنَا بَعْدَهُمْ مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ۔ (مسند احمد: ۲۱۳۷٤)

سے چلے گئے، لیکن دنیا ان کے کسی اجر میں کمی نہ کر سکی، جبکہ ہم نے تو ان کے بعد اتنا مال و متاع حاصل کر لیا ہے کہ ہم اس کے لیے مٹی کے علاوہ کوئی جگہ ہی نہیں پاتے۔''

**فوائد:** ...... ''لیکن دنیا ان کے کسی اجر میں کمی نہ کر سکی'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مشرف باسلام ہونے کے بعد دنیا کی کوئی نعمت پائے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے، اس طرح ان کو ان کا سارا اجر قیامت کے روز ملے گا۔

(۱۰۰۸۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: مَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نُصْلِحُ خُصًّا لَنَا ، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا؟)) قُلْنَا: خُصًّا لَنَا وَهٰی فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ قَالَ: فَقَالَ: ((اَمَا اِنَّ الْاَمْرَ اَعْجَلُ مِنْ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ٦٥٠٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس سے گزرے، جبکہ ہم اپنی ایک جھونپڑی کو مرمت کر رہے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا کر رہے ہو؟'' ہم نے کہا: جی یہ ہماری جھونپڑی کمزور ہو گئی تھی، اس کی مرمت کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک موت کا معاملہ اس سے جلدی آنے والا ہے۔''

(۱۰۰۸۹)۔ عَنْ اُمِّ مُسْلِمٍ الْاَشْجَعِيَّةِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَتَاهَا وَهِيَ فِيْ قُبَّةٍ ، فَقَالَ: ((مَا اَحْسَنَهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهَا مَيْتَةٌ۔)) قَالَتْ: فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهَا۔ (مسند حمد: ۲۸۰۱۲)

سیدہ ام مسلم اشجعی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، جبکہ وہ اپنے ایک گنبد میں تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کتنا خوبصورت ہے، بشرطیکہ اس میں موت نہ ہوتی۔'' وہ کہتی ہیں: پھر میں نے اس کی تلاش شروع کر دی۔

**فوائد:** ...... شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آپ کو علم ہونا چاہیے کہ ان احادیث میں مسلمان کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ وہ ضرورت سے زائد عمارتوں پر زیادہ توجہ نہ دھرے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اگر کسی فرد کے کنبے کے قلیل یا کثیر افراد اور مہمانوں کی کثرت یا قلت کو سامنے رکھا جائے تو عمارت کے سلسلے میں کوئی معینہ حدّ پیش نہیں کی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ درج ذیل حدیثِ مبارکہ کو درجہ بالا احادیث کا متضاد نہیں سمجھا گیا: ((فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ ، وَفِرَاشٌ لِاْمْرَأَتِهِ ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ۔)) ...... ''ایک بچھونا مرد کے لیے، ایک بچھونا اس کی بیوی کے لیے، ایک مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔'' یہ صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث ہے، میں نے صحیح ابو داود میں اس کی تخریج کی ہے۔ اسی لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ان تمام روایات کو (ان عمارتوں پر) محمول کیا جائے گا، جن کی تعمیر کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، یعنی وہ رہائش کے لیے اور گرمی و سردی سے بچنے کے لیے نہیں بنائی جاتیں۔

---

(۱۰۰۸۸) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابوداود: ٥٢٣٦، والترمذی: ٢٣٣٥، وابن ماجه: ٤١٦٠ (انظر: ٦٥٠٢)

(۱۰۰۸۹) تخریج: اسناده ضعیف لابهام الراوی عن ام مسلم، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٢٥/ ٣٧٥ (انظر: ٢٧٤٦٥)

پھر حافظ صاحب نے بعض لوگوں کے ایسے اقوال بیان کیے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کی عمارت گناہ ہے، پھر ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: عمارت کا معاملہ اس طرح نہیں ہے، بلکہ اس میں تفصیل ہے، ضرورت سے زائد ہر عمارت کو گناہ نہیں قرار دیا جا سکتا...... بلکہ بعض عمارتوں میں تو ثواب ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ دوسرے لوگ ان سے استفادہ کرتے ہیں، ایسی صورت میں مالک اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ۲۸۳۱)

عصرِ حاضر میں پرشکوہ محلات اور کوٹھیوں اور ان کے لوازمات پر بھاری رقم خرچ کی جا رہی ہے، حالانکہ گھر بنانے کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ مختلف موسموں کی سختیوں سے اپنی حفاظت کی جائے اور یہ مقصد دس گیارہ مرلہ کے پلاٹ پر پانچ چھ لاکھ روپیہ صرف کر کے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اور کروڑہا روپیہ بھی، یہ ۱۴۳۵ھ (۲۰۱۴ء) کی بات ہے۔

قومِ عاد نے مضبوط اور عالی شان رہائشی عمارتیں تعمیر کیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ﴾ ...... ''اور بڑی صنعت والے (مضبوط محل تعمیر) کر رہے ہو، گویا کہ تم ہمیشہ یہاں رہو گے۔'' (سورۂ شعراء: ۱۲۹)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ ذَمِّ الْاَسْوَاقِ وَ اَمَاكِنَ اُخْرٰى

## بازاروں اور کچھ دوسرے مقامات کی مذمت کا بیان

(۱۰۰۹۰)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((لَا اَدْرِيْ۔)) فَلَمَّا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: ((يَاجِبْرِيْلُ! اَيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ قَالَ: لَا اَدْرِيْ حَتّٰى اَسْاَلَ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ، فَانْطَلَقَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَمْكُثَ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّكَ سَاَلْتَنِيْ اَيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ فَقُلْتُ: لَا اَدْرِيْ اِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ اَيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ فَقَالَ: اَسْوَاقُهَا۔)) (مسند احمد: ۱٦٨٦٥)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے مقامات سب سے برے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا۔'' پھر سیدنا جبریل علیہ السلام، آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے جبریل! کون سے مقامات سب سے برے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی میں نہیں جانتا، لیکن میں اپنے ربّ سے سوال کروں گا، پھر وہ چلے گئے اور جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، ٹھہرے رہے، پھر آئے اور کہا: اے محمد! آپ نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ کون سے مقامات برے ہیں، میں نے جواب دیا تھا کہ میں تو نہیں جانتا، پھر میں نے اپنے ربّ سے سوال کیا کہ کون سے مقامات سے سب سے برے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کہا: بازار۔''

---

(۱۰۰۹۰) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل، أخرجه البزار: ۱۲۵۲، وابويعلى: ۷٤۰۳، والطبرانى فى "الكبير": ۱٥٤۸ (انظر: ۱٦۷٤٤)

**فوائد**: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا۔)) ...... ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بہترین مقام مساجد ہیں اور سب سے ناپسندیدہ مقام بازار ہیں۔'' (صحیح مسلم: ۶۷۱)

بازار، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ مقام ہے، بازار پر حکم لگاتے وقت کسی ایک صادق اور امین تاجر کو نہیں دیکھا، مگر وہاں کے پورے ماحول کو سامنے رکھا گیا۔

(۱۰۰۹۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ۔)) وَتَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ۔ (مسند احمد: ۵۷۰۵)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب حجر کے پاس سے گزرنے لگے تو فرمایا: ''ظلم کرنے والے لوگوں کی رہائش گاہوں میں نہ گھسو، مگر اس حال میں کہ تم رو رہے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب ان کو ملا تھا، تم بھی اس میں مبتلا ہو جاؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر اوپر اوڑھ لی، جبکہ آپ ﷺ سواری پر تھے۔

**فوائد**: ......حجر، ثمود کی وادی ہے، جو مدینہ اور شام کے درمیان واقع ہے، صالح علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث کیا گیا تھا، اس وادی میں ان پر عذاب آیا تھا، ایسے مقام سے گزرتے وقت خوف وخشیت کا عالَم طاری ہونا چاہیے، وگرنہ جو آدمی وہاں سے گزرتے وقت ان کی حالت سے عبرت حاصل کرتے ہوئے نہ رویا، تو اس نے ان کے عمل سے مشابہت اختیار کی اور اس کا دل سخت ہو گیا، پس ممکن ہے کہ اس کو بھی اس قسم کے عذاب سے دوچار کر دیا جائے۔

(۱۰۰۹۲)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَدَا جَفَا۔)) (مسند احمد: ۱۸۸۲۲)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنگل میں اقامت اختیار کی، وہ سخت دل ہو گیا۔''

**فوائد**: ......بدو، دیہاتی اور جنگلی لوگوں میں اکھڑپن اور اجڈپن جیسی صفات پائی جاتی ہیں، حق قبول کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے، جبکہ شہری لوگوں میں شائستگی اور نرمی زیادہ ہوتی ہیں اور ان کے دل و دماغ کی زمین زرخیز ہوتی ہے۔ جو آدمی شکار کی تلاش میں نکل پڑتا ہے، اس کا دل کبھی بھی معمور نہیں ہوتا، حرص، لالچ اور شغل میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ دور دور تک نکل جاتا ہے، نماز اور دوسرے حقوق کی ادائیگی سے غافل ہو جاتا ہے۔

---

(۱۰۰۹۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۳۸۱، ومسلم: ۲۹۸۰ (انظر: ۵۷۰۵)

(۱۰۰۹۲) تخريج: اسناده ضعيف، لكن المتن صحيح من حديث ابى هريرة، قاله الالبانى فى الصحيحة (انظر: ۱۸٦۱۹)

## بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ اللَّعْنِ وَالتَّرْهِيبِ مِنْهُ

### لعنت کرنے سے ممانعت اور اس سے ترہیب کا بیان

(۱۰۰۹۳)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا بِغَضَبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۴۳۷)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت، اس کے غضب اور آگ کے ساتھ ایک دوسرے پر لعنت نہ کیا کرو۔''

**فوائد:** ......لعنت سے مراد اللہ تعالیٰ کی پھٹکار، اس کی مار، اللہ تعالیٰ کی خیر و رحمت سے دوری اور اس کے عتاب و غضب کی بد دعا کرنا ہے۔

کسی معین شخص بالخصوص مؤمن آدمی یا کسی مخصوص چیز کے لیے اللہ تعالیٰ کی لعنت، اس کے غضب اور جہنم کی بد دعا کرنا سخت منع ہے، کیونکہ اس بد دعا کا مطلب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے، جبکہ یہ بھی ممکن ہے کہ کافر مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بن جائے، بیشتر لوگ ہنسی مذاق یا سنجیدگی میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو لعنتی جیسے قبیح القاب سے پکارنے سے اجتناب نہیں کرتے، جبکہ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ۔)) (بخاری، مسلم) ......''مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔'' اگر کوئی آدمی ایسے الفاظ کہنے سے گریز نہیں کرتا تو خود اس کے ملعون ہونے کا خطرہ ہے، جیسا کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَاءِ، فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ دُوْنَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ، فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا۔ ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَى الَّذِيْ لُعِنَ، فَاِنْ كَانَ اَهْلًا لِذَالِكَ، وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلَى قَائِلِهَا۔)) (ابوداود: ۴۹۰۵) ......''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے کہ تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، لیکن اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے ورے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر دائیں اور بائیں سمت اختیار کرتی ہے، پھر جب کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہوتی ہے۔ پس اگر وہ چیز اس لعنت کی مستحق ہو (تو اسی پر پڑتی ہے) وگرنہ وہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔'' (اور یوں لعنت کرنے والا خود اپنی لعنت کا حقدار بن جاتا ہے)۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی تعیین کے بغیر کافروں، فاسقوں اور بدکاروں کے حق میں اور ان لوگوں کے حق لعنت کی بد دعا کی جا سکتی ہے، جن کا جہنمی ہونا واضح ہو چکا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ سے چوری کرنے والے، والدین پر لعنت کرنے والے، غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے، تصویر بنانے والے، سود کھانے والے، مردوں سے مشابہت

---

(۱۰۰۹۳) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ۴۹۰۶، والترمذي: ۱۹۷۶ (انظر: ۲۰۱۷۵)

کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں کے لیے لعنت کی بددعا کرنا ثابت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کسی شخص کا نام لے کر لعنت کرنا جائز نہیں، چاہے وہ بظاہر ظالم ہو، جھوٹا ہو، قطع رحمی کرنے والا ہو یا قاتل ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ جس شخص پر اس کے ظلم یا جھوٹ یا کسی اور گناہ کی وجہ سے لعنت کی جا رہی ہے، اس نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہو یا آئندہ کر لے گا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں ظالم یا جھوٹا نہیں رہے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو بغیر توبہ کے معاف کر دے۔ اس لیے کسی بھی گنہگار مسلمان کے لیے، چاہے وہ کتنا ہی بڑا گناہ گار کیوں نہ ہو، اس پر اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد لعنت کرنا جائز نہیں۔ صرف یہ کہنا جائز ہے کہ جھوٹوں پر لعنت ہو، ظالموں پر لعنت ہو، ابوجہل پر لعنت ہو، منافقوں اور کافروں پر لعنت ہو، کیونکہ اس انداز میں صرف وہ لوگ داخل ہوتے ہیں جو مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹے اور ظالم ہی قرار پاتے ہیں۔

(١٠٠٩٤)۔ عَنْ جَرْمُوْزٍ الْهُجَيْمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ، قَالَ: ((أُوْصِيْكَ أَنْ لَا تَكُوْنَ لَعَّانًا۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٥٤)

سیدنا جرموز ہجیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی وصیت کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ لعنت کرنے والا نہ بننا۔''

**فوائد**: ......لعنت کی بددعا کی ممنوعہ صورتیں مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر نصیحت فرمائی ہے۔

(١٠٠٩٥)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ يُرْسِلُ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ فَتَبِيْتُ عِنْدَ نِسَائِهِ وَيَسْأَلُهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَقَامَ لَيْلَةً فَدَعَا خَادِمَهُ فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهِ فَلَعَنَهَا، فَقَالَتْ: لَا تَلْعَنْ! فَإِنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَنِيْ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللَّعَّانِيْنَ لَا يَكُوْنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ۔)) (مسند احمد: ٢٨٠٧٩)

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجتے، پس وہ ان کی بیویوں کے پاس رات گزارتی اور وہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال کرتے، ایک رات کو عبد الملک اٹھا اور اس نے اپنی خادمہ کو بلایا، جب اس نے آنے میں تاخیر کی تو اس نے اس پر لعنت کی، اس پر سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا: تو لعنت نہ کر، کیونکہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک لعنت کرنے والے قیامت والے دن گواہ نہیں ہوں گے اور نہ سفارشی۔''

(١٠٠٩٤) تخريج: اسناده قوى، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢١٨١ (انظر: ٢٠٦٧٨)
(١٠٠٩٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٩٨ (انظر: ٢٧٥٢٩)

(۱۰۰۹۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيْسَ بِاللَّعَّانِ، وَلَا الطَّعَّانِ، وَالْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيِّ۔)) (مسند احمد: ۳۹۴۸)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نہ مومن طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے اور نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا ہوتا ہے اور نہ زبان درازی کرنے والا ہوتا ہے۔“

**فوائد:**......متانت، سنجیدگی، وقار اور ٹھہراؤ، باایمان لوگوں کا زیور ہے، ان کے چال چلن، اٹھک بیٹھک، قول و کردار اور بول چال غرضیکہ ہر چیز میں اعتدال ہوتا ہے، جبکہ حدیث میں مذکورہ خصائل ذمیمہ ایمان اور اعتدال کے منافی امور ہیں، اس لیے مومن کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۱۰۰۹۷)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِیْ لِلصِّدِّيْقِ اَنْ يَكُوْنَ لَعَّانًا۔)) (مسند احمد: ۸۷۶۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صدیق اور سچے آدمی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔“

(۱۰۰۹۸)۔ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ جَرْوَلٍ ن الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُكَنّٰى اَبَا عُمَيْرٍ اَنَّهُ كَانَ صَدِيْقًا لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ زَارَهُ فِیْ اَهْلِهِ فَلَمْ يَجِدْهُ، قَالَ: فَاسْتَاْذَنَ عَلٰى اَهْلِهِ فَاسْتَسْقٰى ، قَالَ: فَبَعَثَتِ الْجَارِيَةَ تَجِيْئُهُ بِشَرَابٍ مِنَ الْجِيْرَانِ، فَاَبْطَاَتْ فَلَعَنَتْهَا فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ، فَجَاءَ اَبُوْ عُمَيْرٍ فَقَالَ: يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! لَيْسَ مِثْلُكَ يُغَارُ عَلَيْهِ، هَلَّا سَلَّمْتَ عَلٰى اَهْلِ اَخِيْكَ وَجَلَسْتَ وَاَصَبْتَ مِنَ الشَّرَابِ؟ قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ،

ابو عمیر سے مروی ہے کہ وہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دوست تھے، ایک دن سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر آئے، لیکن وہ گھر پر موجود نہ تھے، پس انھوں نے اس کے گھر والوں سے اجازت طلب کی اور مشروب طلب کیا، اس کی بیوی نے لونڈی کو بھیجا کہ وہ ہمسائیوں سے کوئی مشروب لائے، جب اس نے تاخیر کی اور اس نے اس پر لعنت کی، یہ سن کر سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ چلے گئے، جب ابو عمیر آئے اور انھوں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! آپ جیسی شخصیتوں پر غیرت نہیں کی جا سکتی، آپ نے ایسے کیوں نہیں کیا کہ اپنے بھائی کے گھر والوں پر سلام کہتے اور ان کے ہاں بیٹھتے اور پانی وغیرہ پیتے؟ انھوں نے کہا: میں نے اسی طرح ہی کیا تھا، لیکن اصل بات یہ ہے کہ تیری بیوی نے اپنی خادمہ کو بھیجا، اس نے تاخیر کی، ممکن

---

(۱۰۰۹۶) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابویعلی: ۵۳۷۹، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۰۴۸۳، والبیهقی: ۱۰/ ۱۹۳ (انظر: ۳۹۴۸)

(۱۰۰۹۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۹۷ (انظر: ۸۷۸۲)

(۱۰۰۹۸) تخریج: اسناده محتمل للتحسین (انظر: ۳۸۷۶)

فَـأَرْسَـلَـتِ الْـخَـادِمَ فَأَبْطَأَتْ إِمَّا لَمْ يَكُنْ عِـنْـدَهُمْ وَإِمَّا رَغِبُوْا فِيْمَا عِنْدَهُمْ فَأَبْطَأَتِ الْخَادِمُ فَلَعَنَتْهَا، وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: ((إِنَّ الـلَّعْنَةَ إِلَى مَنْ وُجِّهَتْ فَإِنْ أَصَـابَتْ عَلَيْهِ سَبِيْلًا أَوْ وَجَدَتْ فِيْهِ مَسْلِكًا وَ إِلَّا قَالَتْ: يَا رَبِّ! وُجِّهْتُ إِلَى فُلَانٍ، فَلَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ سَبِيْلًا، وَلَمْ أَجِدْ فِيْهِ مَسْلَكًا فَيُقَالُ لَهَـا: ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ)) فَخَشِيْتُ أَنْ تَـكُوْنَ الْخَادِمُ مَعْذُوْرَةً فَتَرْجِعَ اللَّعْنَةُ فَأَكُوْنَ سَبَبَهَا۔)) مسند احمد: ٣٨٧٦)

ہے کہ ہمسائیوں کے پاس وہ چیز نہ ہو یا وہ اپنی رغبت کی وجہ سے دینا نہ چاہتے ہوں، اس لیے خادمہ سے تاخیر ہوگئی، جس کی وجہ سے تیری بیوی نے اس پر لعنت کی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک جب کسی چیز پر لعنت کی جاتی ہے تو اگر اس کو اس چیز پر کوئی گنجائش مل جائے تو ٹھیک، وگرنہ وہ کہتی ہیں: اے میرے ربّ! مجھے فلاں کی طرف بھیجا گیا ہے، لیکن اس میں تو کوئی گنجائش نظر نہیں آ رہی ہے، پس اس کو کہا جاتا ہے: تو جہاں سے آئی ہے، اُدھر ہی لوٹ جا۔'' تو میں ڈر گیا کہ خادمہ معذور ہوگی تو لعنت واپس آئے گی اور میں اس کا سبب بن جاؤں گا۔

(١٠٠٩٩)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ قَـالَ: ((لَـعْنُ الْمُؤْمِنِ كَـقَتْلِهِ۔)) (مسند احمد: ١٦٤٩٨)

سیدنا ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔''

(١٠١٠٠)۔ وعَـنْـهُ أَيْـضًا، رَفَعَ الْحَدِيْثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ، وَمَنْ شَهِدَ عَلَى مُسْلِمٍ (أَوْ قَالَ: مُـؤْمِـنٍ) بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ لَعَنَهُ فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَـاذِبًـا فَهُـوَ كَمَا حَلَفَ۔)) (مسند احمد: ١٦٥٠٥)

سیدنا ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جس چیز کے ساتھ خود کشی کی، اس کو اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا، جس نے کسی مؤمن اور مسلمان پر کفر کی گواہی دی تو یہ اس کو قتل کرنے کی طرح ہوگا، جس نے اس پر لعنت کی تو وہ بھی اس کو قتل کرنے کی طرح ہوگا اور جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ اسی طرح ہی ہو جائے گا۔''

**فوائد**: ...... آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی یوں کہے: اگر میں نے فلاں کام کیا ہو یا کروں تو میں یہودی یا عیسائی ہو جاؤں، جبکہ وہ جھوٹا بھی ہو، اسلام کے علاوہ کسی مذہب کا ذکر ہو سکتا ہے۔

یہ قسم کی ممنوعہ صورت ہے اور اس حدیث میں اس کی بڑی وعید بیان کی گئی ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: بعض شافعیہ نے حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے ایسے شخص کو کافر قرار دیا، جبکہ وہ جھوٹا ہو،

(١٠٠٩٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٠٥، ٦٦٥٢، ومسلم: ١١٠ (انظر: ١٦٣٨٥)

(١٠١٠٠) تخريج: انظر الحديث السابق

لیکن تحقیق یہ ہے کہ اس معاملے میں تفصیل بیان کی جائے، اگر اس کا مقصود اس مذہب کی تعظیم ہو تو وہ کافر ہو جائے گا، اور اگر اس کا مقصود بات کو معلق کرنا ہو تو غور کیا جائے گا کہ آیا اس نے اس مذہب کے ساتھ متصف ہونے کا ارادہ کیا ہے، اگر کیا ہے تو کافر ہو جائے گا، کیونکہ کفر کا ارادہ کفر ہے، لیکن اگر اس کا ارادہ اس مذہب سے دور رہنے کا ہو تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

بعض روایات میں "کَاذِبًا" (جھوٹا) کی قید ہے اور بعض میں نہیں ہے، آگے چل کر حافظ صاحب نے کہا: ''کَاذِبًا مُتَعَمِّدًا'' کے الفاظ کی زیادتی حسن درجے کی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ایسا آدمی اپنے ایمان پر مطمئن ہو تو وہ ایسی چیز کی تعظیم کرنے میں جھوٹا قرار پائے گا، جو تعظیم والی نہیں ہے، ایسی صورت میں وہ کافر نہیں ہوگا، لیکن اگر اس کا نظریہ یہ ہے کہ وہ اپنی قسم میں جس مذہب کا ذکر کر رہا ہے، وہ حق ہے، تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اس کا اس قسم سے مقصود اس مذہب کی تعظیم ہو تو احتمال پیدا ہو جائے گا، تو پھر تفصیل کی ضرورت ہوگی، اگر اس کا مقصد وہ تعظیم ہے، جو منسوخ ہو جانے سے پہلے اس مذہب کی تھی تو یہ خطرناک ہے اور اس کے کافر ہونے کا احتمال ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۵۳۸)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيمَنْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ ﷺ

## ان افراد کا بیان، جن پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے لعنت کی

**تَنْبِيه:** ...... پچھلے باب میں کسی پر لعنت کرنے کی جائز اور ناجائز صورتوں کی وضاحت ہو چکی ہے، اس باب کی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ غیر معین نافرمانوں پر لعنت کی بد دعا کرنا جائز ہے، کیونکہ اس سے مراد اس جنس پر لعنت کرنا ہے، نہ کہ معین اور مخصوص نافرمان پر، اور جنس پر لعنت کرنا جائز ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ ...... ''خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔''

(۱۰۱۰۱)۔ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ، اَنَّ عَلِیًّا ؓ، كَانَ يَـأْمُرُ بِالْاَمْرِ فَيُوْتٰى، فَيُقَالُ: قَدْ فَعَلْنَا كَذَا وَكَذَا، فَيَقُوْلُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ الْاَشْتَرُ: اِنَّ هٰذَا الَّذِیْ تَقُوْلُ، قَدْ تَفَشَّغَ فِی النَّاسِ اَفَشَیْءٌ عَهِدَهُ اِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ عَلِیٌّ ؓ: مَا عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا خَاصَّةً دُوْنَ النَّاسِ، اِلَّا شَیْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْهُ فَهُوَ فِیْ صَحِيْفَةٍ فِیْ قِرَابِ سَيْفِیْ، قَالَ: فَلَمْ يَزَالُوْا بِهٖ حَتّٰى

ابو حسان سے مروی ہے کہ سیدنا علی ؓ جب کوئی حکم دیتے اور اس کو پورا کر کے کہا جاتا کہ ہم لوگوں نے فلاں فلاں کام کر دیا ہے، تو وہ کہتے: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے، اشتر نے ان سے کہا: آپ کی یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی ہے، کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس کے بارے میں کوئی وصیت کی تھی؟ سیدنا علی ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی ایسی خاص چیز کی وصیت نہیں کی، جو دوسرے لوگوں کو نہ کی ہو، ما سوائے اس چیز کے، جو میں نے آپ ﷺ سے سنی ہے اور وہ میری تلوار کے میان میں موجود صحیفے میں ہے۔ یہ سن کر لوگوں

(۱۰۱۰۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه مختصرا ابوداود: ۲۰۳۵، والنسائی: ۸/ ۲٤ (انظر: ۹۵۹)

اَخْرَجَ الصَّحِيْفَةَ، قَالَ: فَإِذَا فِيْهَا: ((مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ، وَلَا عَدْلٌ۔)) قَالَ وَإِذَا فِيْهَا: ((إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ)) اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۹۵۹)

نے اصرار کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ انھوں نے صحیفہ نکالا، اس میں یہ لکھا ہوا تھا: ''جس نے بدعت ایجاد کی، یا کسی بدعتی کو جگہ دی، اس پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اس کی فرضی عبادت قبول ہوگی نہ نفلی۔'' اس میں مزید یہ حدیث بھی تھی: ''بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا......''

**فوائد:** ...... بدعت ہر اعتبار سے ضلالت ہے اور بدعتی انسان کا اکرام کرنا، اس کا دفاع کرنا اور اس کی پشت پناہی کرنا بہت بڑا شرعی ظلم ہے۔ اس میں ان حضرات کے لیے لمحۂ فکریہ ہے جو مجرموں کو تحفظ دیتے ہیں کہ وہ جھوٹی ناموری کے لیے لعنت اور پھٹکار کے مستحق ٹھہرتے ہیں، بالخصوص عصر حاضر کے سیاسی لوگ۔

(۱۰۱۰۲)۔ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: قُلْنَا لِعَلِيٍّ: اَخْبِرْنَا بِشَيْءٍ اَسَرَّهُ اِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا اَسَرَّ اِلَيَّ شَيْئًا كَتَمَهُ النَّاسَ، وَلٰكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْاَرْضِ يَعْنِي الْمَنَارَ۔)) (مسند احمد: ۸۵۵)

ابو طفیل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں اس چیز کے بارے میں بتلاؤ جو رسول اللہ ﷺ نے صرف آپ کو عطا کی ہو، انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے کوئی ایسی راز کی بات نہیں بتلائی، جس کو لوگوں سے چھپایا ہو، البتہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، جس نے بدعتی کو جگہ دی، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی لعنت کرے، جس نے زمین کے نشانات کو بدل دیا۔''

**فوائد:** ...... جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور ہستی (پیر، پیغمبر، نبی، قطب، ابدال، نیک صالح اور بزرگ وغیرہ) کے لیے، ان کی رضا مندی اور خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر جانور ذبح کرتا ہے، وہ ملعون ہے۔

نشانات کو بدلنے سے کیا مراد ہے؟ ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۰۱۵)

(۱۰۱۰۳)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۸۱۹۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا غصہ سخت ہو گیا، جس کو اللہ کا رسول اس کی راہ میں قتل کر دے۔''

---

(۱۰۱۰۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۷۸ (انظر: ۸۵۵)

(۱۰۱۰۳) تخريج: أسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الحاكم: ٤/ ۲۷۵ (انظر: ۸۲۱۳)

**فوائد:** ...... یہ بہت بڑی بدنصیبی ہے کہ کوئی آدمی کسی جنگ میں نبی کی مخالفت میں لڑ رہا ہو اور نبی اس کو قتل کر دے۔

(١٠١٠٤)۔ قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِيْ نَصْرُبْنُ عَلِيٍّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ (يَعْنِي الْقَوَارِيْرِيَّ) قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ أَبِيْ مَرْيَمَ، عَنْ عَلِيٍّ ؓ، أَنَّ امْرَأَةَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْوَلِيْدَ يَضْرِبُهَا، وَقَالَ نَصْرُبْنُ عَلِيٍّ فِيْ حَدِيْثِهِ: تَشْكُوْهُ، قَالَ: ((قُوْلِيْ لَهُ قَدْ أَجَارَنِيْ۔)) قَالَ عَلِيٌّ: فَلَمْ تَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى رَجَعَتْ فَقَالَتْ: مَازَادَنِيْ إِلَّا ضَرْبًا، فَأَخَذَ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهِ فَدَفَعَهَا إِلَيْهَا، وَقَالَ: ((قُوْلِيْ لَهُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَجَارَنِيْ۔)) فَلَمْ تَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى رَجَعَتْ، فَقَالَتْ: مَازَادَنِيْ إِلَّا ضَرْبًا، فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْوَلِيْدَ، أَثِمَ بِيْ مَرَّتَيْنِ۔)) وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ الْقَوَارِيْرِيِّ وَمَعْنَاهُمَا وَاحِدٌ۔ (مسند احمد: ١٣٠٤)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ ولید بن عقبہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خاوند ولید مجھے مارتا ہے، اس طرح اس نے اپنے خاوند کی شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کہو کہ اللہ کے رسول نے مجھے پناہ دے دی ہے۔'' وہ چند دن ٹھہرنے کے بعد پھر آئی اور کہا: اس نے تو میری پٹائی کرنے میں اضافہ ہی کیا ہے، آپ ﷺ نے اپنے کپڑے کا جھالر پکڑا اور اس کو دے کر فرمایا: ''اس کو کہنا کہ اللہ کے رسول نے مجھے پناہ دی ہے۔'' وہ معمولی عرصہ گزارنے کے بعد پھر آ گئی اور کہا: اس نے میری مار میں ہی اضافہ کیا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! تو ولید کی گرفت کر، وہ میری وجہ سے دو بار گنہگار ہو چکا ہے۔''

(١٠١٠٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أَبَاهُ، مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أُمَّهُ، مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، مَلْعُوْنٌ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْأَرْضِ،

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ کو گالی دینے والا ملعون ہے، اپنی ماں کو برا بھلا کہنے والا ملعون ہے، غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے والا ملعون ہے، زمین کے نشانات کو تبدیل کر دینے والا

---

(١٠١٠٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابي مريم، وضعفِ نعيم بن حكيم (انظر: ١٣٠٤)

(١٠١٠٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني: ١١٥٤٦، والحاكم: ٤/ ٣٥٦، والبيهقي: ٨/ ٢٣١ (انظر: ١٨٧٥)

مَلْعُوْنٌ مَنْ كَمَهَ اَعْمٰى عَنْ طَرِيْقٍ، مَلْعُوْنٌ مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ، مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ بِعَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ۔)) (مسند احمد: ۱۸۷۵)

ملعون ہے، اندھے کو راستے سے بھٹکا دینے والا ملعون ہے، چوپائے سے بدفعلی کرنے والا ملعون ہے اور قوم لوط والا فعل کرنے والا بھی ملعون ہے۔''

(۱۰۱۰٦)۔ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ سَفَرٍ فَسَمِعَ رَجُلَيْنِ يَتَغَنَّيَانِ وَاَحَدُهُمَا يُجِيْبُ الْآخَرَ وَهُوَ يَقُوْلُ: لَا يَزَالُ حَوَارِيُّ تَلُوْحُ عِظَامُهُ، زَوَى الْحَرْبَ عَنْهُ اَنْ يُجَنَّ فَيُقْبَرَا، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اُنْظُرُوْا مَنْ هُمَا؟)) قَالَ: فَقَالُوْا: فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَللّٰهُمَّ ارْكُسْهُمَا رَكْسًا وَدُعَّهُمَا اِلَى النَّارِ دَعًّا۔)) (مسند احمد: ۲۰۰۱۸)

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو افراد کو گاتے ہوئے سنا، وہ ایک دوسرے کا جواب دے رہے تھے، ان میں سے ایک نے کہا: میرے مددگاروں کی ہڈیاں تو (دفن نہ ہونے کی وجہ سے) نظر آتی رہیں، اس نے اپنے آپ سے لڑائی کے ہٹ جانے کو روک دیا کہ اس کو مٹی کے نیچے چھپا کر دفن کر دیا جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دیکھو یہ کون ہیں؟'' لوگوں نے کہا: یہ فلاں اور فلاں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! ان کے سر کے بال گرا دے اور دھتکار دے جہنم میں۔''

(۱۰۱۰۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ ذَهَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَلْبَسُ ثِيَابَهُ لِيَلْحَقَنِیْ فَقَالَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ: ((لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَعِيْنٌ۔)) فَوَاللّٰهِ! مَازِلْتُ وَجِلًا اَتَشَوَّفُ دَاخِلًا وَخَارِجًا حَتّٰى دَخَلَ فُلَانٌ يَعْنِی الْحَكَمَ۔ (مسند احمد: ٦٥٢٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، میرے ابو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کپڑے پہننے کے لیے چلے گئے، تاکہ مجھے مل سکیں، ابھی تک ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ملعون شخص تم پر ضرور ضرور داخل ہونے والا ہے۔'' پس اللہ کی قسم! میں خوفزدہ ہو کر آنے جانے والوں کو دیکھنے لگا، یہاں تک کہ حکم داخل ہوا۔

**فوائد:** ...... یہ حکم بن ابی العاص تھا، یہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا چچا اور مروان کا باپ تھا، یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا اور پھر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو طائف کی طرف بھیج دیا، پھر یہ وہیں رہا، یہاں تک کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو مدینہ میں بلا لیا، پھر یہیں اس نے وفات پائی۔

---

(۱۰۱۰٦) تخريج: اسناده ضعيف جدا، مسلسل بالضعفاء والمجاهيل، يزيد بن ابی زياد ضعيف، كبر فتغير وصار يتلقن، وسليمان مجهول، وابو هلال لايعرف، أخرجه البزار: ۳۸۵۹، وابن ابی شيبة: ۱۵/ ۲۳۲ (انظر: ۱۹۷۸۰)

(۱۰۱۰۷) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه البزار: ۱٦۲۵ (انظر: ٦۵۲۰)

ابن اثیر نے "اسد الغابہ" میں کہا: حکم بن ابی العاص پر لعنت کرنے اور اس کو جلاوطن کرنے سے متعلقہ کافی ساری احادیث ہیں، ان سب کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بہر حال یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی امرِ عظیم کی وجہ سے ایسے کیا، حالانکہ آپ ﷺ بردبار اور چشم پوش تھے۔

(۱۰۱۰۸)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُخَنَّثِي الرِّجَالِ الَّذِيْنَ يَتَشَبَّهُوْنَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَبَتِّلِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْ يَقُوْلُ: لَا يَتَزَوَّجُ، وَالْمُتَبَتِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، اللَّائِيْ يَقُلْنَ ذٰلِكَ، وَرَاكِبَ الْفَلَاةِ وَحْدَهُ، فَاشْتَدَّ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اسْتَبَانَ ذٰلِكَ فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَقَالَ: اَلْبَائِتَ وَحْدَهُ۔ (مسند احمد: ۷۸۷۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مخنث مردوں، مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں اور تبتل اختیار کرنے والے ان مردوں اور عورتوں پر لعنت کی ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ وہ شادی نہیں کریں گے، اور بیابان میں اکیلے سوار پر بھی لعنت کی، یہ باتیں صحابہ پر بڑی گراں گزریں، یہاں تک کہ ان کے چہروں سے واضح ہونے لگا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور اکیلا رات گزارنے والا بھی۔''

(۱۰۱۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنْ طَالَ بِكَ مُدَّةٌ اَوْشَكَ اَنْ تَرٰى قَوْمًا يَغْدُوْنَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ لَعْنَتِهِ فِيْ اَيْدِيْهِمْ مِثْلُ اَذْنَابِ الْبَقَرِ۔)) (مسند احمد: ۸۰۵۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو قریب ہے کہ تو ایسے لوگ دیکھے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں صبح اور اس کی لعنت میں شام کریں گے، ان کے ہاتھوں میں گائیوں کی دموں کی طرح کے کوڑے ہوں گے۔''

**فوائد:**..... مسلمان کو ایسے گناہ سے محفوظ رہنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنیں۔

(۱۰۱۱۰)۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُجَيْرٍ، ثَنَا سَيَّارٌ اَنَّ اَبَا اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ ذَكَرَ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں اس امت میں ایسے افراد ہوں گے کہ

---

(۱۰۱۰۸) تخریج: صحیح دون لعنة راکب الفلاة والبائت وحده، وهذا اسناد ضعیف لجهالة طیب بن محمد (انظر: ۷۸۹۱)

(۱۰۱۰۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۵۷ (انظر: ۸۰۷۳)

(۱۰۱۱۰) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۸۰۰۰ (انظر: ۲۲۱۵۰)

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((یَکُوْنُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ۔)) اَوْ قَالَ: ((یَخْرُجُ رِجَالٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ مَعَهُمْ اَسْیَاطٌ کَاَنَّهَا اَذْنَابُ الْبَقَرِ، یَغْدُوْنَ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ، وَیَرُوْحُوْنَ فِیْ غَضَبِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۵۰۲)

ان کے پاس گائیوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے، وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں صبح کریں گے اور اس کے غصے میں شام۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْمَنْ لَعَنَهُ النَّبِیُّ ﷺ اَوْ سَبَّهُ اَوْ دَعَا عَلَیْهِ وَلَیْسَ هُوَ اَهْلٌ لِذٰلِكَ كَانَ لَهُ زَكَاةٌ وَاَجْرٌ وَرَحْمَةٌ

### اس شخص کا بیان کہ جس پر نبی کریم ﷺ لعنت کریں، یا اس کو برا بھلا کہیں، یا اس پر بددعا کریں، جبکہ وہ اس کا مستحق نہ ہو تو یہ چیز اس کے لیے پاکیزگی، اجر اور رحمت کا باعث ہوگی

(۱۰۱۱۱)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِیْهِ، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ آذَیْتُهُ اَوْ شَتَمْتُهُ اَوْ جَلَدْتُهُ اَوْ لَعَنْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) (مسند احمد: ۱۱۳۱۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھ سے ایک معاہدہ لیتا ہوں، تو نے ہرگز اس کی مخالفت نہیں کرنی، میں صرف اور صرف ایک بشر ہوں، پس جس مؤمن کو میں تکلیف دوں، یا اس کو گالی دوں، یا اس کو کوڑے لگاؤں، یا اس پر لعنت کروں، پس تو اس چیز کو اس کے لیے رحمت، پاکیزگی اور تقرب کا ایسا سبب بنا کہ جس کے ذریعے تو اس کو قیامت کے دن اپنے قریب کر لے۔''

**فوائد:** ...... کتنی دلچسپ بات ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی بددعائیں بھی دوسروں کے لیے باعثِ تزکیہ و طہارت اور باعثِ اجر و ثواب بن جاتی ہیں، یہ دراصل رحمۃ للعالمین کا لقب پانے والے کی عظمت و منقبت ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے اس موضوع سے متعلقہ ایک حدیث پر یہ باب قائم کیا: ''نبی کریم ﷺ جب کسی پر لعنت کریں یا کسی کو گالی اور بددعا دیں اور وہ اس کا اہل نہ ہو، تو یہ اس کے لیے تزکیہ، اجر اور رحمت کا باعث ہوگی۔''

(۱۰۱۱۲)۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ اَبِیْ قُرَّةَ، قَالَ: كَانَ حُذَیْفَةُ (یَعْنِی ابْنَ الْیَمَانِ رضی اللہ عنہ) بِالْمَدَائِنِ فَكَانَ یَذْكُرُ اَشْیَاءَ قَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

عمرو بن ابو قرہ سے مروی ہے کہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے اور رسول اللہ ﷺ کی ذکر کردہ احادیث بیان کیا کرتے تھے، جب سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ، سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے

(۱۰۱۱۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۰/ ۳۳۸، وابویعلی: ۱۲۶۲ (انظر: ۱۱۲۹۰)
(۱۰۱۱۲) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٤٦٥٩ (انظر: ۲۳۷۰٦)

فَجَاءَ حُذَيْفَةُ إِلَى سَلْمَانَ فَيَقُوْلُ سَلْمَانُ: يَا حُذَيْفَةُ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْضَبُ فَيَقُوْلُ وَيَرْضٰى وَيَقُوْلُ، لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً فِي غَضَبِي، أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وُلْدِ آدَمَ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُوْنَ، وَإِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ، فَاجْعَلْهَا صَلَاةً عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ٢٤١٠٧)

پاس گئے تو انھوں نے کہا: اے حذیفہ! بیشک رسول اللہ ﷺ تو غصے میں کلام کرتے تھے اور رضامندی میں بھی، تحقیق میں یہ چیز جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطاب کیا اور فرمایا: ''میں غصے میں آ کر اپنی امت کے جس شخص کو برا بھلا کہوں، یا اس پر لعنت کروں تو میں اولادِ آدم کا ہی ایک فرد ہوں اور ان ہی کی طرح غصے ہو جاتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تو جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، پس (اے اللہ!) اس چیز کو اس شخص کے حق میں قیامت کے دن باعث رحمت بنا دینا۔''

(١٠١١٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَفَعَ إِلَى حَفْصَةَ ابْنَةِ عُمَرَ رَجُلًا، فَقَالَ: احْتَفِظِي بِهِ، قَالَ: فَغَفَلَتْ حَفْصَةُ وَمَضَى الرَّجُلُ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((يَا حَفْصَةُ! مَا فَعَلَ الرَّجُلُ؟)) قَالَتْ: غَفَلْتُ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَخَرَجَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَطَعَ اللّٰهُ يَدَكِ۔)) فَرَفَعَتْ يَدَيْهَا هٰكَذَا، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكِ يَا حَفْصَةُ؟)) فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْتَ قَبْلُ لِي كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ لَهَا: ((ضَعِي يَدَيْكِ، فَإِنِّي سَأَلْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَيُّ إِنْسَانٍ مِنْ أُمَّتِي دَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ مَغْفِرَةً۔)) (مسند احمد: ١٢٤٥٨)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا اور فرمایا: ''اس کی حفاظت کر کے رکھنا۔'' لیکن انھوں نے غفلت برتی اور وہ بندہ نکل گیا، جب آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''حفصہ! اس آدمی کا کیا بنا؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے غفلت ہو گئی اور وہ نکل گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں کو کاٹ دے۔'' یہ سن کر سیدہ نے اپنے ہاتھ اس طرح بلند کر لیے، جب رسول اللہ ﷺ داخل ہوئی اور پوچھا: ''حفصہ! تجھے کیا ہو گیا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے کچھ دیر پہلے مجھے یہ بد دعا دی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھوں کو سیدھا کر لے، پس بیشک میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا ہے کہ میں اپنی امت کے جس فرد کو بد دعا دوں، وہ اس کو اس کے لیے بخشش کا ذریعہ بنا دے۔''

(١٠١١٤)۔ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ، عَنْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ

(١٠١١٣) تخريج: صحيح بالشواهد (انظر: ١٢٤٣١)

(١٠١١٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٢٤٢٥٩)

عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ بِأَسِيْرٍ فَلَهَوْتُ عَنْهُ فَذَهَبَ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَافَعَلَ الْأَسِيْرُ؟)) قَالَتْ: لَهَوْتُ عَنْهُ مَعَ النِّسْوَةِ فَخَرَجَ، فَقَالَ: ((مَالَكِ قَطَعَ اللّٰهُ يَدَكِ اَوْ يَدَيْكِ۔)) فَخَرَجَ فَآذَنَ بِهِ النَّاسَ فَطَلَبُوْهُ فَجَاءُ وْا بِهِ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَاَنَا اُقَلِّبُ يَدَيَّ، فَقَالَ: ((مَالَكِ اَجُنِنْتِ؟)) قُلْتُ: دَعَوْتَ عَلَيَّ فَاَنَا اُقَلِّبُ يَدَيَّ اَنْظُرُ اَيُّهُمَا يُقْطَعَانِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ بَشَرٌ اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ اَوْ مُؤْمِنَةٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَطُهْرًا۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٦٣)

ایک قیدی میرے پاس لائے، لیکن میں اس سے غافل ہو گئی اور وہ بھاگ گیا، پس جب آپ ﷺ تشریف لائے تو پوچھا: ”قیدی کا کیا بنا؟“ میں نے کہا: جی میں دوسری خواتین کے ساتھ غافل ہو گئی تھی، پس وہ نکل گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں یا پاؤں کو کاٹ دے۔“ پھر آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور لوگوں میں اس قیدی کا اعلان کیا، پس انھوں نے اس کو تلاش کیا اور پکڑ کر لے آئے، پھر جب آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ کر رہی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا: ”تجھے کیا ہو گیا ہے، پاگل ہو گئی ہے تو؟“ میں نے کہا: جی آپ نے مجھ پر بد دعا کی ہے، اب میں اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہی ہوں کہ کون سا ہاتھ پہلے کٹتا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے حمد و ثنا بیان کی اور اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: ”اے اللہ! بیشک میں ایک بشر ہوں اور بشر کی طرح ہی غصے ہو جاتا ہوں، پس میں جس مؤمن مرد یا عورت پر بد دعا کروں تو اس کو اس کے لیے پاکیزگی اور طہارت کا سبب بنا دے۔“

(١٠١١٥)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ إِزَارٍ وَرِدَاءٍ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَبَسَطَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، فَاَيُّ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِكَ ضَرَبْتُ، اَوْ آذَيْتُ فَلَا تُعَاقِبْنِيْ بِهِ۔)) قَالَ: بهز فيه۔ (مسند احمد: ٢٥٥٣٠)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے چادر اور ازار پہنا ہوا تھا، پس آپ ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور یہ دعا کی: ”اے اللہ! میں ایک بشر ہوں، پس میں تیرے جس بندے کو ماروں یا تکلیف دوں تو تو نے اس کی وجہ سے مجھے سزا نہیں دینی۔“

(١٠١١٦)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عرب اعوان و انصاری اس

---

(١٠١١٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠١١٦) تخريج: قوله: "انما انا بشر اضيق بما يضيق به البشر ...... الى آخره" صحيح، وهذا اسناد فيه ابن ابى الزناد مختلف فيه، وعبد الرحمن بن الحارث مختلف فيه، أخرجه ابويعلى: ٤٥٠٧ (انظر: ٢٤٧٦٤)

اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: إِنَّ أَمْدَادَ الْعَرَبِ كَثُرُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى غَمُّوْهُ وَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ يُفَرِّجُوْنَ عَنْهُ حَتّٰى قَامَ عَلٰى عَتَبَةِ عَائِشَةَ، فَرَهِقُوْهُ فَأَسْلَمَ رِدَائَهُ فِيْ أَيْدِيْهِمْ، وَوَثَبَ عَلَى الْعَتَبَةِ فَدَخَلَ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: ((كَلَّا وَاللّٰهِ! يَا بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ! لَقَدِ اشْتَرَطْتُ عَلٰى رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ شَرْطًا لَا خُلْفَ لَهُ۔)) فَقُلْتُ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَضِيْقُ كَمَا يَضِيْقُ بِهِ الْبَشَرُ، فَأَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ بَدَرَتْ إِلَيْهِ مِنِّيْ بَادِرَةٌ فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً۔)) (مسند احمد: ٢٥٢٧٣)

کثرت سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اتنا ہجوم ہوا کہ مہاجرین کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے لیے کشادگی پیدا کرنے لگے، یہاں تک کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دہلیز کے پاس کھڑے ہو گئے، پھر وہ اس قدر قریب ہو گئے کہ آپ ﷺ نے ان کو اپنی چادر پکڑا دی اور خود جلدی سے دہلیز پر چڑھ گئے، پھر آپ ﷺ اندر داخل ہو گئے اور فرمایا: ''اے اللہ! ان پر لعنت کر۔'' سیدہ نے کہا: لوگ تو ہلاک ہو گئے ہیں، (کیونکہ آپ ﷺ نے لعنت کر دی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اے ابو بکر کی بیٹی! میں نے اپنے ربّ سے ایک شرط لگائی ہے، وہ اس کی مخالفت نہیں کرے گا، میں نے اپنے ربّ سے کہا: میں تو ایک بشر ہی ہوں اور بشر کی طرح ہی تنگ ہو جاتا ہوں، پس جس مؤمن کے حق میں میری طرف سے غصہ کی حالت میں کوئی بات نکل جائے تو اس کو اس کے حق میں کفارہ بنا دے۔''

(١٠١١٧)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلَانِ فَأَغْلَظَ لَهُمَا وَسَبَّهُمَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمَنْ أَصَابَ مِنْكَ خَيْرًا مَا أَصَابَ هٰذَانِ مِنْكَ خَيْرًا قَالَتْ: فَقَالَ: ((أَوَمَا عَلِمْتِ مَا عَهِدْتُ عَلَيْهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ أَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ أَوْ جَلَدْتُهُ أَوْ لَعَنْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ مَغْفِرَةً وَعَافِيَةً وَكَذَا وَكَذَا۔)) (مسند احمد: ٢٤٦٨٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان پر خوب سختی کی اور برا بھلا کہا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس نے آپ کی طرف سے خیر پائی (یہ تو ٹھیک ہے) لیکن ان بیچاروں کو آپ کی طرف سے کوئی خیر نہیں ملی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے ربّ تعالیٰ سے جو معاہدہ کیا ہے، کیا تو اس کو نہیں جانتی، میں نے اپنے ربّ سے کہا: اے اللہ! میں نے جس مؤمن کو برا بھلا کہا، یا کوڑے لگائے، یا لعنت کی تو تو اس کو اس کے حق میں بخشش اور عافیت کا سبب قرار دے۔''

(١٠١١٨)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: خَرَجَ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ

(١٠١١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٠٠ (انظر: ٢٤١٧٩)

(١٠١١٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٧٩ (انظر: ٢٣٣٩٥)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ غَزْوَۃِ تَبُوكَ قَالَ: فَبَلَغَهُ اَنَّ فِی الْمَاءِ قِلَّةً الَّذِیْ یَرِدُهُ فَاَمَرَ مُنَادِیًا فَنَادٰی فِی النَّاسِ اَنْ لَا یَسْبِقْنِیْ اِلَی الْمَاءِ اَحَدٌ، فَاَتَی الْمَاءَ وَقَدْ سَبَقَهُ قَوْمٌ فَلَعَنَهُمْ۔ (مسند احمد: ۲۳۷۸۷)

تبوک کے موقع پر نکلے، جب راستے میں آپ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا کہ اس پانی میں قلت ہے، جس پر آپ ﷺ وارد ہونے والے ہیں، پس آپ ﷺ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے کہ کوئی آدمی پانی کی طرف آپ ﷺ سے سبقت نہ لے جائے، پس آپ ﷺ جب پانی پر پہنچے تو دیکھا کہ کچھ افراد آپ ﷺ سے سبقت لے جا چکے تھے، پس آپ ﷺ نے ان پر لعنت کی۔

**فوائد:** ......غزوۂ تبوک کے سفر میں آپ ﷺ کے رفقاء صحابۂ کرام تھے، اس لیے آپ ﷺ کی لعنت پر مشتمل بددعا ان کے لیے باعث تزکیہ ورحمت ہوگی۔

(۱۰۱۱۹)۔ عَنْ اَبِی السَّوَّارِ، عَنْ خَالِهِ قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَاُنَاسٌ یَتْبَعُوْنَهُ، فَاَتْبَعْتُهُ مَعَهُمْ، قَالَ: فَفَجِئَنِی الْقَوْمُ یَسْعَوْنَ، قَالَ: وَاَبْقَی الْقَوْمُ، قَالَ: فَاَتٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَضَرَبَنِیْ ضَرْبَةً، اِمَّا بِعَسِیْبٍ، اَوْ قَضِیْبٍ، اَوْ سِوَاكٍ، اَوْ شَیْءٍ كَانَ مَعَهُ، قَالَ: فَوَاللّٰہِ! مَا اَوْجَعَنِیْ، قَالَ: فَبِتُّ بِلَیْلَةٍ، قَالَ: وَقُلْتُ: مَاضَرَبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلَّا لِشَیْءٍ عَلِمَهُ اللّٰہُ فِیَّ، قَالَ: وَحَدَّثَتْنِیْ نَفْسِیْ اَنْ آتِیَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَصْبَحْتُ، قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّكَ رَاعٍ لَا تَكْسِرَنَّ قُرُوْنَ رَعِیَّتِكَ، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّیْنَا الْغَدَاةَ، اَوْ قَالَ: صَبَّحْنَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّ اُنَاسًا

ابوسوار اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک طرف گئے اور کچھ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑے، میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، لوگ جلدی جلدی چل رہے تھے، کچھ افراد پیچھے رہ گئے تھے، جب آپ ﷺ میرے پاس آئے تو آپ ﷺ نے مجھے ایک چیز سے ضرب لگائی، وہ کھجور کی شاخ، یا چھڑی، یا مسواک، یا کوئی اور چیز تھی، پس اللہ کی قسم! اس نے مجھے تکلیف تو نہیں دی، لیکن میری وہ رات سوچ و بچار میں ہی گزر گئی، میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے صرف اس چیز کی وجہ سے مارا ہوگا، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے بارے میں بتلائی ہو گی، پھر مجھے خیال آیا کہ جب صبح ہوگی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤں گا، پس جبریل علیہ السلام یہ پیغام لے کر نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئے: ''بیشک آپ نگہبان ہیں، پس اپنی رعایا کے سینگ نہ توڑ دینا (یعنی ان کے ساتھ نرمی کرنا)۔'' پس جب ہم نے نماز فجر ادا کی یا صبح کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱۰۱۱۹) تخریج: اسنادہ قوی علی شرط مسلم، أخرجه الطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ۲۰۷۶ (انظر: ۲۲۵۱۰)

يَتْبَعُوْنِيْ، وَإِنِّيْ لَا يُعْجِبُنِيْ أَنْ يَتْبَعُوْنِيْ، اَللّٰهُمَّ فَمَنْ ضَرَبْتُ، أَوْ سَبَبْتُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً وَأَجْرًا، أَوْ قَالَ: مَغْفِرَةً وَرَحْمَةً۔)) أَوْ كَمَا قَالَ۔ (مسند احمد: ٢٢٨٧٧)

''اے اللہ! بیشک کچھ لوگ میرے پیچھے چلے، جبکہ میں یہ نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ میرے پیچھے چلیں، اے اللہ! پس میں نے جس آدمی کو مارا یا برا بھلا کہا تو تو اس چیز کو اس کے لیے کفارے، اجر، بخشش اور رحمت کا باعث قرار دے۔'' یا جیسے آپ ﷺ نے فرمایا۔

(١٠١٢٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الطُّفَيْلِ فَوَجَدْتُهُ طَيِّبَ النَّفْسِ فَقُلْتُ: لَأَغْتَنِمَنَّ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا الطُّفَيْلِ! النَّفَرُ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِهِمْ مَنْ هُمْ؟ فَهَمَّ أَنْ يُخْبِرَنِيْ بِهِمْ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ سَوْدَةُ: مَهْ يَا أَبَا الطُّفَيْلِ! أَمَا بَلَغَكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّمَا عَبْدٍ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ دَعَوْتُ عَلَيْهِ دَعْوَةً فَاجْعَلْهَا لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً۔)) (مسند احمد: ٢٤٢٠٣)

عبد اللہ بن عثمان سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کو طیب النفس پایا، میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ان سے پوچھا: اے ابو طفیل! وہ کون لوگ ہیں، جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے؟ پس انھوں نے مجھے بتلانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ان کی بیوی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابو طفیل! ٹھہر جاؤ، کیا تم کو یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں بشر ہی ہوں، پس میں جس مؤمن پر بددعا کر دوں، تو اس کو اس کے لیے باعثِ تزکیہ اور باعثِ رحمت بنا دے۔''

**فوائد:** ......معلوم ہوا کہ جب آپ ﷺ کسی مسلمان کے حق میں بددعائیہ کلمات کہہ دیں تو وہ اس کے حق میں رحمت ثابت ہوں گے، رحمۃ للعالمین ہوں تو ایسے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ لَعْنِ الْإِبِلِ وَالدِّيْكَةِ
## اونٹ اور مرغ پر لعنت کرنے کا بیان

**تَنْبِیْه:** ......گزشتہ باب سے پہلے والے دو ابواب میں لعنت کرنے کے جواز اور عدم جواز کی وضاحت کی گئی ہے، اس باب سے پتہ چلا کہ جانوروں پر بھی لعنت نہیں کرنی چاہیے، اور آپ ﷺ نے اس معاملے میں اتنی سختی کی ہے کہ جس جانور پر لعنت کی گئی، اس کو چھوڑ دینے کا اور اپنے قافلے میں ساتھ نہ رکھنے کا حکم دے دیا۔

(١٠١٢١)۔ عَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ، قَالَ: كَانَتْ رَاحِلَةٌ أَوْ نَاقَةٌ أَوْ بَعِيْرٌ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سواری، یا اونٹنی، یا اونٹ پر کچھ بعض افراد کا سامان لدا ہوا تھا اور ایک لونڈی بھی

(١٠١٢٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٢٣٣٠ (انظر: ٢٣٧٩٣)
(١٠١٢١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٩٦ (انظر: ١٩٧٦٦)

الْقَوْمِ وَعَلَيْهَا جَارِيَةٌ فَأَخَذُوْا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَتَضَايَقَ بِهِمُ الطَّرِيْقُ فَأَبْصَرَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: حَلْ حَلْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ صَاحِبُ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ؟ لَا تَصْحَبُنَا رَاحِلَةٌ أَوْ نَاقَةٌ أَوْبَعِيْرٌ عَلَيْهَا مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٠٤)

سوار تھی، جب لوگ دو پہاڑوں کے درمیانی راستے میں چلے اور راستہ تنگ ہو گیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، تو کہا: چل چل، اے اللہ! اس اونٹنی پر لعنت کر، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس لونڈی کا مالک کون ہے؟ ہمارے ساتھ اس سواری، یا اونٹنی، یا اونٹ کو نہ چلایا جائے، جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی گئی ہو۔''

(١٠١٢٢)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا، فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَإِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ۔)) قَالَ عِمْرَانُ: فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهَا الْآنَ تَمْشِيْ فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ يَعْنِي النَّاقَةَ۔ (مسند احمد: ٢٠١١١)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں تھے، ایک انصاری خاتون ایک اونٹنی پر تھی، اس نے اس کو ڈانٹا اور اس پر لعنت کر دی، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اونٹنی پر جو سامان لدا ہوا ہے، وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو، کیونکہ اس پر لعنت کر دی گئی ہے۔'' سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا کہ میں اب بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں، وہ لوگوں کے بیچ میں چل رہی تھی اور کوئی بھی اس کے درپے نہیں ہو رہا تھا۔

(١٠١٢٣)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ يَسِيْرُ فَلَعَنَ رَجُلٌ نَاقَةً فَقَالَ: ((أَيْنَ صَاحِبُ النَّاقَةِ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا، قَالَ: ((أَخِّرْهَا فَقَدْ أُجِبْتَ فِيْهَا۔)) (مسند احمد: ٩٥١٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں چل رہے تھے کہ ایک آدمی نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اونٹنی کا مالک کہاں ہے؟'' متعلقہ آدمی نے کہا: جی میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس اونٹنی کو پیچھے کر دے، اس پر کی گئی بددعا قبول کر لی گئی ہے۔''

(١٠١٢٤)۔ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَلَعَنَتْ بَعِيْرًا لَهَا فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُرَدَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھیں، انھوں نے اپنے اونٹ پر لعنت کر دی، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس اونٹ کو ردّ کر دیا جائے

---

(١٠١٢٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٩٥ (انظر: ١٩٨٧٠)

(١٠١٢٣) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه النسائي في "الكبرى": ٨٨١٥ (انظر: ٩٥٢٢)

(١٠١٢٤) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره (انظر: ٢٦٢١٠)

وَقَالَ: ((لَا يَصْحَبُنِي شَيْءٌ مَلْعُونٌ۔)) وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَرْكَبْهِ۔)) (مسند احمد: ۲۶۷۴۰)

اور فرمایا: ''ہمارے ساتھ کوئی چیز نہ چلے، جس پر لعنت کی گئی ہے۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب اس پر سوار نہ ہو۔''

(۱۰۱۲۵)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ؓ، لَعَنَ رَجُلٌ دِيكًا صَاحَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَلْعَنْهُ فَإِنَّهُ يَدْعُو إِلَى الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۱۶۰)

سیدنا زید بن خالد جہنی ؓ سے مروی ہے کہ ایک مرغ نے نبی کریم ﷺ کے پاس آواز نکالی، ایک آدمی نے اس وجہ سے اس پر لعنت کی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اس پر لعنت نہ کر، بیشک یہ نماز کے لیے بلاتا ہے۔''

**فوائد:**...... جو چیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر معاون ہو، وہ مدح کی مستحق ہوتی ہے، نہ مذمت کی۔

سنن ابوداود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَإِنَّهُ يُوْقِظُ لِلصَّلَاةِ۔)) ......''مرغ کو گالی نہ دیا کرو، کیونکہ یہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔''

عام تجربہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرغ کے اندر جو فطرت ودیعت رکھی ہے، اس کی وجہ سے وہ فجر سے پہلے اور زوال کے وقت لگا تار آواز نکالنا شروع کر دیتا ہے، اس طرح سے نمازِ فجر اور نمازِ ظہر کے وقت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، بہر حال یہ ایک علامت ہے، اس کے بعد وقت کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْهِيبِ مِنْ سَبِّ الْمُسْلِمِ وَقِتَالِهِ وَأَنَّ إِثْمَ ذٰلِكَ عَلَى الْبَادِئِ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ

## مسلمان کو گالی دینے اور اس سے قتال کرنے سے ترہیب کا بیان اور یہ وضاحت کہ اس چیز کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہوگا، جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے

(۱۰۱۲۶)۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰ، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي زُبَيْدٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ: أَنْتَ سَمِعْتَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۳۶۴۷)

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''

---

(۱۰۱۲۵) تخريج: صحيح بلفظ ابى داود، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ۵۱۰۱ (انظر: ۱۷۰۳۴)

(۱۰۱۲۶) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۸، ومسلم: ۶۴ (انظر: ۳۶۴۷)

(١٠١٢٧)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ اَخَاهُ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ، وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ۔)) (مسند احمد: ٤٢٦٢)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا اپنے بھائی کو برا بھلا کہنا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے اور مسلمان کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔''

**فوائد:** ...... یہ احادیث ِ مبارکہ ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہیں کہ جن کی زبانیں فحش گوئی و یاوہ گوئی، بدکلامی و بدزبانی، سب و شتم اور گالی گلوچ کی عادی بن چکی ہیں، جن کو کسی کے بارے میں کوئی ''پھکڑ'' کہنے سے پہلے سوچنے کی زحمت نہیں ہوتی۔ مثلا ماں بہن کی گالی دینا، حرامی کہنا، بے غیرت کہنا، لعنتی کہنا اور برے القاب سے پکارنا، وغیرہ۔ ایسے لوگ فاسق اور فاجر ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: کفر کا اطلاق کرنا سختی کا انداز ہے، جس کی غرض و غایت سامع کو ایسا اقدام کرنے سے اجتناب کرنے پر آمادہ کرنا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کفر کا اطلاق تشبیہ کے طور پر کیا گیا ہے، کیونکہ دراصل ایسا کرنا کافروں کا کام ہے۔ اس حدیث ِ مبارکہ کا ایک خاص سبب بھی بیان کیا گیا ہے، جیسا امام بغوی رحمہ اللہ اور امام طبرانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن نعمان بن مقرن مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ انصاریوں کی ایک مجلس میں تشریف لے گئے، ان میں ایک ایسا انصاری آدمی بھی تھا، جو بدزبانی اور سب و شتم کرنے میں معروف تھا، وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔)) ...... ''مسلمان کا اپنے بھائی کو گالی دینا فسق ہے اور اُس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔'' یہ سن کر اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! آئندہ میں کسی آدمی کو گالی نہیں دوں گا۔ (فتح الباری)

یہ مومن کی قدر و قیمت ہے کہ اس کا مال اور عزت بھی اس کے وجود کی طرح معزز ہیں۔

(١٠١٢٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئِ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ۔)) (مسند احمد: ٧٢٠٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ کہیں گے، سارا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہوگا، جب تک مظلوم زیادتی نہیں کرے گا۔''

**فوائد:** ......ان دو افراد کے جھگڑے کا گناہ ابتدا کرنے والے کے کھاتے میں جائے گا، کیونکہ وہ اس برائی کا سبب بنا ہے، ہاں جب مظلوم ظالم سے بڑھ کر زیادتی کرے گا تو وہ اپنی زیادتی کا خود ذمہ دار ہوگا، مظلوم کو انتقام لینے کا حق تو ہے، لیکن ضروری ہے کہ وہ انتقام اس ظلم سے بڑھ کر نہ ہو، جس اس پر کیا گیا، وگرنہ مظلوم بھی ظالم قرار پائے گا۔

---

(١٠١٢٧) تخريج: صحيح، أخرجه ابويعلى: ٥١١٩، والطيالسى: ٣٠٦ (انظر: ٤٢٦٢)

(١٠١٢٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٨٧ (انظر: ٧٢٠٥)

(۱۰۱۲۹)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَمْشِیَنَّ اَحَدُکُمْ اِلٰی اَخِیْهِ بِالسَّلَاحِ فَاِنَّهُ لَا یَدْرِیْ اَحَدُکُمْ لَعَلَّ الشَّیْطَانَ یَنْزِعُ فِیْ یَدِهِ فَیَقَعُ فِیْ حُفْرَةٍ مِنْ نَارٍ۔)) (مسند احمد: ۸۱۹۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی ہتھیار لے کر ہرگز اپنے بھائی کی طرف نہ جائے، کیونکہ وہ اس چیز کو نہیں جانتا کہ ہو سکتا ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے کھینچ لے اور اس طرح وہ آگ کے گڑھے میں گر جائے۔''

**فوائد:**...... جو چیز برائی اور زیادتی کا سبب بن سکتی ہے، سرے سے اس سے باز رہنے کی تلقین کی گئی۔

(۱۰۱۳۰)۔ عَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُلٌ مِنْ قَوْمِیْ یَشْتُمُنِیْ، وَهُوَ دُوْنِیْ، عَلَیَّ بَأْسٌ اَنْ اَنْتَصِرَ مِنْهُ؟ قَالَ: ((اَلْمُسْتَبَّانِ شَیْطَانَانِ یَتَهَاذَیَانِ وَیَتَکَاذَبَانِ۔)) وَفِیْ لَفْظٍ: ((یَتَکَاذَبَانِ وَیَتَهَاتَرَانِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۶۲۲)

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری قوم کا ایک آدمی مجھے برا بھلا کہتا ہے، جبکہ وہ مجھ سے کم مرتبہ آدمی ہے، اب اگر میں اس سے انتقام لوں تو کیا مجھ پر کوئی حرج ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گالی گلوچ کرنے والے دو افراد شیطان ہیں، وہ بیہودہ باتیں کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔'' ایک روایت میں ہے: ''وہ جھوٹ بولتے ہیں اور ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں۔''

**فوائد:**...... جھگڑا ایک ایسا شیطانی معاملہ ہے کہ جو بڑھتا چلا جاتا ہے، ایک بہن کی سناتا ہے، دوسرا ماں کی سنا دیتا ہے، ایک تھپڑ مارتا ہے، دوسرا پتھر پھینک دیتا ہے، ایک دو سناتا ہے، دوسرا چار سناتا ہے، جھگڑا رکنے کا نام نہیں لیتا، قتل اور بڑی بڑی زیادتیوں جیسے جرائم کی ابتدا جھگڑے سے ہوتی ہے۔

(۱۰۱۳۱)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِثْمُ الْمُسْتَبَّیْنَ مَا قَالَا عَلَی الْبَادِیْ، حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ اَوْ اِلَّا اَنْ یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۳۱)

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گالی گلوچ کرنے والے دو افراد جو کچھ کہیں گے، ان کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہو گا، جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔''

(۱۰۱۳۲)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ سَمِعَ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱۰۱۲۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۰۷۲، ومسلم: ۲۶۱۷ (انظر: ۸۲۱۲)

(۱۰۱۳۰) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابن حبان: ۵۷۲۶، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۷/ ۱۰۰۱، والطیالسی: ۱۰۸۰ (انظر: ۱۷۴۸۳)

(۱۰۱۳۱) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۷/ ۱۰۰۴ (انظر: ۱۸۳۴۱)

(۱۰۱۳۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه تامّا ومقطعا مسلم: ۶۱، وابن ماجه: ۲۳۱۹ (انظر: ۲۱۵۷۱)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفِسْقِ، اَوْ يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، اِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ٢١٩٠٤)

''جو آدمی کسی شخص پر فسق یا کفر کا الزام لگاتا ہے، جبکہ وہ اس کا مستحق نہیں ہوتا تو وہ الزام اسی کی طرف لوٹ آتا ہے (اور وہ خود اس کا مصداق بن جاتا ہے)۔''

**فوائد**:...... سو کسی کو فسق اور کفر کا طعنہ دینے میں احتیاط برتنی چاہیے۔

(١٠١٣٣)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَبَّ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَهُ، قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ الْمَسْبُوْبُ يَقُوْلُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَا اِنَّ مَلَكًا بَيْنَكُمَا يَذُبُّ عَنْكَ كُلَّمَا شَتَمَكَ هٰذَا، قَالَ لَهُ: بَلْ اَنْتَ وَاَنْتَ اَحَقُّ بِهِ وَاِذَا قَالَ لَهُ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ: لَا بَلْ لَكَ اَنْتَ اَحَقُّ بِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٤١٤٦)

سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو برا بھلا کہا، جبکہ اس نے جواباً کہا: تجھ پر سلامتی ہو، یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! بیشک تمہارے درمیان ایک فرشتہ ہے، جو تیری طرف سے دفاع کرتا ہے، وہ آدمی جب بھی تجھے برا بھلا کہتا ہے تو وہ فرشتہ اس کو کہتا ہے: بلکہ وہ تو خود ہے اور تو ہی اس گالی کا زیادہ حقدار ہے، اور جب مظلوم کہتا ہے: تجھ پر سلامتی ہو، تو فرشتہ کہتا ہے: نہیں، بلکہ یہ سلامتی تیرے لیے ہے اور تو خود ہی اس کا زیادہ مستحق ہے۔''

(١٠١٣٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: لَمَّا هَجَانَا الْمُشْرِكُوْنَ، شَكَوْنَا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((قُوْلُوْا لَهُمْ كَمَا يَقُوْلُوْنَ لَكُمْ۔)) قَالَ: فَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نُعَلِّمُهُ اِمَاءَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔ (مسند احمد: ١٨٥٠٤)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مشرکوں نے ہماری ہجو کی اور ہم نے اس چیز کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جتنا کچھ وہ کہتے ہیں، اتنا کچھ تم بھی ان کو کہہ دیا کرو۔'' پھر ہم نے اہل مدینہ کی لونڈیوں کو وہ چیزیں سکھائیں۔

(١٠١٣٥)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا الْاَمْوَاتَ، فَتُؤْذُوْا الْاَحْيَاءَ۔)) (مسند احمد: ١٨٣٩٧)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کو برا بھلا نہ کہو، اس طرح تم زندگان کو تکلیف دو گے۔''

---

(١٠١٣٣) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٣٧٤٥)

(١٠١٣٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك النخعي (انظر: ١٨٣١٤)

(١٠١٣٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ١٩٨٢ (انظر: ١٨٢١٠)

**فوائد:** ...... وفات پا جانے والے لوگ اپنے انجام تک پہنچ جاتے ہیں، اس لیے اگر ان کا تذکرۂ خیر نہ کیا جائے تو کم از کم ان کے معائب و نقائص بیان کرنے سے باز رہنا چاہیے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ وَالرِّيحِ وَالدِّيكَةِ

## زمانے، ہوا اور مرغ کو برا بھلا کہنے سے ممانعت کا بیان

(۱۰۱۳۶)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَسُبُّ اَحَدُكُمُ الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ، وَلَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ، فَاِنَّ الْكَرْمَ هُوَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔)) (مسند احمد: ۷۶۶۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی زمانے کو گالی نہ دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے اور کوئی آدمی انگوروں کو ''کَرَم'' نہ کہے تو کیونکہ ''کَرَم'' تو مسلمان آدمی ہوتا ہے۔''

**فوائد:** ...... آخری جملے کی وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۹۹۶۱)

(۱۰۱۳۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ يَقُوْلُ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ! فَاِنِّي اَنَا الدَّهْرُ اُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ فَاِنْ شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا۔)) (مسند احمد: ۷۶۶۹)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ کہتا ہے: اے زمانے کی ناکامی! جبکہ میں زمانہ ہوں، دن رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں اور اگر چاہوں تو ان دونوں کو قبض کر لوں۔''

**فوائد:** ...... عربوں کی عادت تھی کہ وہ زمانے کی مذمت کرتے تھے اور نوازل و حوادث کے وقت اسی کو برا بھلا کہتے تھے اور اپنے شعروں میں بھی اس چیز کا بہت زیادہ ذکر کرتے تھے، کیونکہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ یہ سب کچھ زمانے کا ہیر پھیر ہے اور وہی مصائب سے دوچار کرتا ہے، لیکن درحقیقت یہ فاعل کو برا بھلا کہنا تھا اور ہر چیز کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ۔﴾ ...... ''اور انھوں نے کہا ہماری اس دنیا کی زندگی کے سوا کوئی (زندگی) نہیں، ہم (یہیں) جیتے اور مرتے ہیں اور ہمیں زمانے کے سوا کوئی ہلاک نہیں کرتا، حالانکہ انھیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں، وہ محض گمان کر رہے ہیں۔'' (سورۂ جاثیہ: ۲۴)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کہا: دہریہ کفار اور ان کے ہم عقیدہ مشرکین کا بیان ہو رہا ہے کہ یہ قیامت کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا ہی ابتداء اور انتہاء ہے، کچھ جیتے ہیں، کچھ مرتے ہیں، قیامت کوئی چیز نہیں، فلاسفہ اور علم کلام

(۱۰۱۳۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۴۷ (انظر: ۷۶۸۲)

(۱۰۱۳۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۴۶ (انظر: ۷۶۸۳)

کے قائل یہی کہتے تھے۔ یہ لوگ ابتداء اور انتہاء کے قائل نہ تھے اور فلاسفہ میں سے جو لوگ دہریہ اور دوریہ تھے، وہ خالق کے بھی منکر تھے، ان کا خیال تھا کہ ہر چھتیس ہزار سال کے بعد زمانے کا ایک دور ختم ہوتا ہے اور ہر چیز اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے اور ایسے کئی ادوار کے وہ قائل تھے۔ دراصل یہ معقول سے بھی بیکار جھگڑتے تھے اور منقول سے بھی روگردانی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ گردش زمانہ ہی ہلاک کرنے والی چیز ہے، نہ کہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نظریے کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں اور بجز وہم وخیال کے کوئی سند وہ پیش نہیں کر سکتے

(۱۰۱۳۸)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنَّهَا مِنْ رُوحِ اللّٰهِ۔) فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا مَا تَكْرَهُونَ، فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَمِنْ خَيْرِ مَا فِيهَا، وَمِنْ خَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَمِنْ شَرِّ مَافِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ۔)) (مسند احمد: ٢١٤٥٦)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہوا کو برا بھلا نہ کہا کرو، کیونکہ اس کی اصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پس جب تم ہوا میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھو تو یہ دعا پڑھو: ''اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَمِنْ خَيْرِ مَا فِيهَا، وَمِنْ خَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَمِنْ شَرِّ مَافِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ۔ '' (اے اللہ! بے شک ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا، اس میں موجود بھلائی کا اور اس خیر کا سوال کرتے ہیں، جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا اور اس ہوا کے شرّ سے، اس میں موجود شرّ سے اور اس شرّ سے پناہ مانگتے ہیں، جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا۔''

**فوائد:** ...... اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا چلتی ہے، اس میں پائی جانے والی خیر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس میں پائے جانے والا شرّ کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی جس مخلوق میں خیر اور شرّ، دونوں کے عناصر پائے جاتے ہوں، اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کرنا چاہیے اور اس کے شرّ سے پناہ مانگنی چاہیے۔

(۱۰۱۳۹)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، ثَنَا صَالِحُ بْنُ سُفْيَانَ، وَأَبُو النَّضْرِ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرغ کو برا بھلا نہ کہا کرو، کیونکہ وہ نماز کے لیے بلاتا ہے۔'' ابو نضر کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ مرغ کو گالی دینے سے منع کیا اور فرمایا: ''یہ نماز کے لیے گویا اذان دیتا ہے۔''

(١٠١٣٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي في "عمل اليوم والليلة": ٩٣٥ (انظر: ٢١١٣٨)
(١٠١٣٩) تخريج: انظر الحديث رقم (١٠٠٢٥)

عُتْبَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا الدِّيْكَ فَإِنَّهُ يَدْعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ۔)) قَالَ أَبِيْ: قَالَ أَبُوْ النَّضْرِ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ سَبِّ الدِّيْكِ، وَقَالَ: ((إِنَّهُ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۰۱۹)

**فوائد**: ...... نماز کے لیے اذان دینے سے مراد یہ ہے کہ مرغ عام طور پر طلوع فجر اور زوال کے وقت آواز نکالتا ہے، اس سے لوگوں کو نماز فجر اور نماز ظہر کا احساس ہو جاتا ہے، بہر حال مرغ کی آواز کے بعد نماز کے وقت کی یقین دہانی کرنا ضروری ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيْحِهِ وَالْوَسْمِ فِيْهِ

## چہرے پر مارنے، چہرے کو برا بھلا کہنے اور اس پر داغنے سے ممانعت کا بیان

(۱۰۱٤۰)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تَقُلْ قَبَّحَ اللّٰهُ وَجْهَكَ وَوَجْهَ مَنْ أَشْبَهَ وَجْهَكَ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهِ۔)) (مسند احمد: ۹٦۰۲)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی کو سزا دے تو چہرے پر مارنے سے گریز کرے اور نہ یہ کہے کہ اللہ تیرے چہرے کو اور اس آدمی کے چہرے کو بھلائی سے دور کرے، جو تیرے چہرے کے مشابہ ہو، پس بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر پیدا کیا۔''

**فوائد**: ...... ''قَبَّحَ'' کے معانی بدصورت بنانے، برا بنانے، بھلائی سے دور کرنے، مذمت کرنے اور برا ٹھہرانے کے ہیں، سب کا مفہوم ایک ہی بنتا ہے۔

یہ حدیث احترامِ انسانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے، ہر سلیم الفطرت شخص تسلیم کرتا ہے کہ تربیتی مراحل میں بعض اوقات سزاؤں کا مرحلہ بھی ناگزیر ہو جاتا ہے، شریعتِ اسلامیہ نے نہ صرف اس ضابطے کو برقرار رکھا، بلکہ مقامِ انسانیت کو مجروح ہونے سے بچایا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: علمائے کرام کا خیال ہے کہ چہرہ نرم و نازک اور پیاری چیز ہے، تمام محاسن کا مجموعہ ہے، یہ حواس خمسہ (دیکھنا، سونگنا، چکھنا، سننا، چھونا) کے اکثر حصے پر بھی مشتمل ہے، یہ اندیشہ ہے

(۱۰۱٤۰) تخريج: اسناده قوی، أخرجه البیهقی فی ''الاسماء والصفات'': ص ۲۹۱، والحمیدی: ۱۱۲۰ (انظر: ۹٦۰٤)

کہ کسی ضرب کی وجہ سے چہرہ بھدا، بھونڈا اور بدشکل دکھائی دے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مارنے سے نہ صرف بھونڈا پن اور عیب داری نظر آئے گی، بلکہ وہ انتہائی واضح لگے گی، ان وجوہات کی بنا پر شریعتِ اسلامیہ نے چہرے پر مارنے سے منع کر دیا ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۲۹)

حافظ ابن حجر دوسرے مقام پر اس حدیثِ مبارکہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جس صورت پر پیدا کیا گیا، جنت میں اور جنت سے اترنے کے بعد، بلکہ وفات تک وہی صورت قائم رہی یا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ابتدائے تخلیق سے ایک وجود عطا کر دیا گیا، جبکہ ان کی اولاد اپنی تخلیق کے دوران کئی مراحل سے گزرتی ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں آخرت کے منکر اور زمانے کی بقا کے قائلین دہریوں کا ردّ ہے، جن کا خیال ہے کہ انسان نطفے سے پیدا ہوتا ہے اور نطفہ انسان سے نکلتا ہے اور اس کی کوئی ابتدا نہیں، بلکہ ازل سے انسانی تخلیق کا یہ نظام چل رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ نے خود انسانِ اوّل آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا۔ نیز اس حدیث میں ماہرینِ علمِ طبیعات کا بھی ردّ ہے، جن کا خیال ہے کہ انسان، ایک فطرت اور اس کی تاثیر کا فعل ہے۔ یہ حدیث قدریوں کا بھی ردّ کرتی ہے جو تقدیرِ خداوندی کے منکر ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ انسان اپنے افعال کی تخلیق خود کرتا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۴)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں "عَلٰی صُوْرَتِهٖ" میں "ہ" ضمیر کا مرجع لفظِ آدم ہے، نہ کہ لفظِ اللہ، کیونکہ یہی قریب ہے اور صحیح بخاری کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں اس کی یوں وضاحت کی گئی ہے: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا۔)) (صحیحه: ٤٤٩) ..... "اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر پیدا کیا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔"

رہا مسئلہ اس حدیث کا: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَةِ الرَّحْمٰنِ۔)) ..... "اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو رحمٰن کی صورت پر پیدا کیا۔"

تو یہ منکر ہے، میں نے اس کی تفصیل (سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١١٧٥، ١١٧٦) میں بیان کی ہے اور شیخ تویجری رحمہ اللہ جیسے ہم عصروں کی تصحیح کا ردّ بھی کیا ہے۔ (صحیحه: ٨٦٢)

دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں: یہ روایت ان لوگوں کے قول کی تائید کرتی ہے، جو لفظِ آدم کو "ہ" ضمیر کا مرجع بناتے ہیں، اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جس ہیئت پر پیدا کیا تھا، اسی پر ان کو وجود بخشا، یعنی ان کو اپنی اولاد کی طرح نہ اپنی تخلیق کے دوران مختلف احوال سے گزرنا پڑا اور نہ رحموں میں پہلے نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر عظام اور لحم اور خلق تامّ جیسے مراحل طے کرنا پڑے، بلکہ جونہی اللہ تعالیٰ نے ان میں روح پھونکی تو ان کو کامل و مکمل، معتدل و مناسب اور ٹھیک و درست بنا دیا۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر مفصّل اور مفید گفتگو کی ہے، آپ اس کا مراجعہ کر لیں۔ (صحیحہ: ۴۴۹)
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کسی انسان کو سزا دیتے وقت اس کے چہرے کا احترام کیا جائے، لیکن اس کے باوجود بعض لوگ اپنے ملازموں کو اور بعض آباء و اساتذہ اپنے بچوں اور شاگردوں کو سزا دیتے وقت چہرے پر تھپڑ مارتے ہیں۔ ایسے کرنے سے اس حدیث کی مخالفت ہو گی۔

(۱۰۱۴۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ۔ (مسند احمد: ۱٤٤۷۷)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں چہرے پر داغنے سے اور چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۰۱٤۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِحِمَارٍ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ يُدَخِّنُ مَنْخَرَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهُ) لَا يَسِمَنَّ أَحَدٌ الْوَجْهَ، وَلَا يَضْرِبَنَّ أَحَدٌ الْوَجْهَ۔)) (مسند احمد: ۱٤٥۱۳)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک ایسا گدھا گزارا گیا، جس کے چہرے پر داغا گیا تھا اور اس کے نتھنوں سے دھواں نکل رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے یہ کاروائی کی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، جس نے اس کو داغا ہے، کوئی آدمی نہ چہرے پر داغا کرے اور چہرے پر مارا کرے۔''

**فوائد:** …… چہرے کا حکم صرف انسانوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ جانوروں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۰۱٤۳)۔ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُضْرَبَ الصُّوَرُ يَعْنِي الْوَجْهَ۔ (مسند احمد: ٤۷۷۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہروں پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۰۱٤٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الصُّوَرِ وَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ضَرْبِ الْوَجْهِ۔ (مسند احمد: ٥۹۹۱)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ چہروں پر نشان لگانے کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۰۱٤٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(۱۰۱٤۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۱٦ (انظر: ۱٤٤۲٤)
(۱۰۱٤۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۱۱۷ (انظر: ۱٤٤٥۹)
(۱۰۱٤۳) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٤۱ (انظر: ٤۷۷۸)
(۱۰۱٤٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول
(۱۰۱٤٥) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٦۱۲ (انظر: ۸٤٤۱)

اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ۔)) (مسند احمد: ۸۴۲۲)

فرمایا: ''جب کسی آدمی کی اپنے بھائی سے لڑائی ہو جائے تو وہ چہرے پر مارنے سے گریز کرے۔''

(۱۰۱۴۶)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۱۱۹۰۸)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی اسی طرح کی حدیث بیان کی۔

**فوائد:** ......لوگ لڑائی جھگڑے میں جذبات میں آ کر ان فرمودات نبویہ کو بھول جاتے ہیں اور مد مقابل کو جیسے ضرب لگانا آسان ہو، لگاتے ہیں، اگرچہ وہ چہرے پر تھپڑ اور مُکا مارنے کی صورت میں ہو۔ ایسا کرنا آپ ﷺ کی حکم عدولی ہے۔

(۱۰۱۴۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ دَعُوْا الْكَسْعَةَ فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۵۱۹۶)

سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مہاجر آدمی نے ایک انصاری آدمی کی دُبُر پر ہاتھ یا پاؤں مارا (اور اس وجہ سے لڑائی ہو گئی)، انصاری نے آواز دی: او انصاریو! مہاجر نے آواز لگائی: او مہاجرو!، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! جاہلیت والی پکار پکارنے کی کیا وجہ ہے، اس طرح کی شرارتیں چھوڑ دو، یہ قابل مذمت ہیں۔''

**فوائد:** ......مہاجرین اور انصار اچھے لقب ہیں، یہ القاب شریعت اسلامیہ کے منتخب ہیں، لیکن جب ان کو غلط جگہ پر استعمال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان کو ناپسند کیا۔

(۱۰۱۴۸)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ ؓ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: يَنْهٰى عَنْ لَطْمِ خُدُوْدِ الدَّوَابِ، وَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ جَعَلَ لَكُمْ عَصِيًّا وَسِيَاطًا۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۱۲)

سیدنا مقدام بن معدی کرب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے رخساروں پر مارنے سے منع کیا اور فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے استعمال کے لیے لاٹھیاں اور کوڑے بنائے ہیں۔''

**فوائد:** ......اس حدیث کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ تم سزا دیتے وقت لاٹھیوں اور کوڑوں پر اکتفا کیوں نہیں کرتے کہ ہاتھوں سے چہروں پر مارنا شروع کر دیتے ہو۔

---

(۱۰۱۴۶) تخریج: حديث صحيح لغيره، أخرجه عبد الرزاق: ۱۷۹۵۱، والبزار: ۲۰۶۳، وابويعلى: ۱۱۷۹ (انظر: ۱۱۸۸۶)

(۱۰۱۴۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۱۹، ومسلم: ۲۵۸۴ (انظر: ۱۵۱۲۹)

(۱۰۱۴۸) تخريج: اسناده ضعيف لتدليس بقية بن الوليد، ولابهام الرجل الذى روى عنه ارطاة بن المنذر (انظر: ۱۷۱۸۰)

# كِتَابُ التَّوْبَةِ

# توبہ کی کتاب

التوبة:...... لغوی معنی: رجوع کرنا

**اصطلاحی تعریف:** ...... جب انسان گناہ اور نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے اور پھر گناہ سے باز آ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف رجوع کرتا ہے تاکہ وہ اسے معاف فرما کر اپنے دامنِ رحمت میں ڈھانپ لے، اسے توبہ کہتے ہیں۔

امام نووی کہتے ہیں: علمائے کرام کا کہنا ہے کہ ہر گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے، اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور کسی آدمی کا حق اس سے متعلق نہیں ہے تو ایسے گناہ سے توبہ کی قبولیت کی تین شرطیں ہیں: (۱) اس گناہ کو چھوڑ دینا، (۲) اس پر ندامت کا اظہار کرنا اور (۳) آئندہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرنے پر پکا عزم کرنا۔ اگر ان تین شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو توبہ صحیح نہیں ہوگی۔ اور اگر اس گناہ کا تعلق بندوں سے ہے، تو اس کے لیے چار شرطیں ہیں، تین وہی جن کا ابھی ذکر کیا گیا ہے، اور چوتھی یہ ہے کہ وہ صاحبِ حق کا حق ادا کرے، مثلاً اگر کسی کا مال یا اس قسم کی کوئی چیز ناجائز طریقے سے لی ہو تو اسے واپس کرے۔ (ریاض الصالحین: باب التوبہ)

انسان سے بتقاضۂ بشریت غلطی ہو جاتی ہے، بہر حال اس غلطی پر مصرّ رہنا اسے قطعی طور پر زیب نہیں دیتا، اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اصولوں کے مطابق اپنی غلطی کا ازالہ کرے۔

خیر و شرّ کے معاملے میں انسان کا مزاج فرشتے اور شیطان سے مختلف ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر خیر اور شرّ، دونوں کے اسباب و محرکات رکھ دیئے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ بڑی گنجائش بھی رکھی کہ جس انسان پر اس کا شرّ کا پہلو غالب آ جائے اور پھر جب کبھی اس کو سوچنے کا موقع مل جائے تو وہ توبہ کے ذریعے شرّ والی زندگی کے اثرات ختم کر سکتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ بڑا احسان ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۳۵)

......''(جنت ان لوگوں کے لیے ہے کہ) جن سے جب کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔''

اب آپ توبہ سے متعلقہ درج ذیل احادیث کا مطالعہ کریں۔

## بَابُ فِی الْاَمْرِ بِالتَّوْبَةِ وَفَرْحِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِهَا لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ

## توبہ کے حکم اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا اپنے مؤمن بندے سے خوش ہونے کا بیان

(۱۰۱٤۹)۔ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْاَغَرَّ رَجُلًا مِنْ جُهَیْنَةَ یُحَدِّثُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((یَا اَیُّهَا النَّاسُ! تُوْبُوْا اِلٰی رَبِّكُمْ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔)) (مسند احمد: ۱۸۰۰٤)

جھینہ قبیلے کا ایک آدمی ''اغر'' سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کرتا تھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''لوگو! اپنے ربّ سے توبہ کیا کرو، پس بیشک میں ایک ایک دن میں سو سو بار اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

**فوائد:** ......اس میں توبہ و استغفار کی ترغیب ہے کہ نبی کریم ﷺ جو مغفور تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے تھے، جو در اصل گناہ بھی نہ تھے، بلکہ ''حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ'' کے مطابق خلافِ اَولیٰ کام تھے، جنہیں گناہ سے تعبیر کیا گیا۔ تو پھر ہم عام لوگ کس طرح توبہ و استغفار سے بے نیاز رہ سکتے ہیں جب کہ از فرق تا بہ قدم (سر سے لے کر پاؤں تک) ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ توبہ کی کثرت اور اس کا استمرار اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ غیر شعوری کیفیت میں کیے گئے گناہ بھی معاف ہوتے رہیں۔

آپ ﷺ استغفار کیوں کیا کرتے تھے؟ ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۵٦۲۹

(۱۰۱۵۰)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَاللّٰهِ! اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً۔)) (مسند احمد: ۸٤۷٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم ہے، بیشک میں ایک دن میں ستر سے زیادہ دفعہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

(۱۰۱۵۱)۔ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ، ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ

---

(۱۰۱٤۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۷۸۵۰)

(۱۰۱۵۰) تخریج: أخرجه البخاری: ٦۳۰۷ (انظر: ۸٤۹۳)

(۱۰۱۵۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۰/ ۲۹۹، والطبرانی فی "الکبیر": ۸۸۷ (انظر: ۱۸۲۹۳)

اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَا اَیُّهَا النَّاسُ! تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ، فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ وَاَسْتَغْفِرُهُ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ۔))، فقلت له: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ اِثْنَتَانِ اَمْ وَاحِدَةٌ فَقَالَ: هُوَ ذَاكَ اَوْ نَحْوُ هٰذَا۔ (مسند احمد: ۱۸٤۸۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو اور اس سے بخشش طلب کرو، پس بیشک میں ایک ایک دن میں سو سو بار اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور اس سے بخشش طلب کرتا ہوں۔'' راوی نے کہا: اس دعا کو دو بار شمار کیا جائے گا یا ایک بار: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ (اے اللہ! بیش میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں، بیشک میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں)؟ انھوں نے کہا: یہ تو ایک بار ہی لگتا ہے۔

**فوائد:** ...... چونکہ استغفار کا لفظ اس جملے میں ایک بار ہے، اسی طرح توبہ کا لفظ بھی ایک بار ہے، اس لیے سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ کے الفاظ سو بار کہنا پڑیں گے۔

(۱۰۱۵۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ مِثْلُهُ، وَفِیْهِ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((مِائَةَ مَرَّةٍ (اَوْ اَکْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ)۔)) (مسند احمد: ۱۸٤۸۳)

(دوسری سند) اس روایت میں ہے کہ سو بار کرتے تھے یا سو بار سے زیادہ۔

(۱۰۱۵۳)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَةٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِهِ، فَاِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ، وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی یَعْلُوَ قَلْبَهُ ذَاكَ الرَّیْنُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِی الْقُرْآنِ: ﴿کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ﴾۔)) (مسند احمد: ۷۹۳۹)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مؤمن گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لے اور بخشش طلب کرے تو دل میں چمک اور جلا پیدا ہو جاتی ہے، اور اگر مزید گناہ کرتا ہے تو نکتے بڑھتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے دل پر وہ زنگ چڑھ جاتا ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا: ہرگز نہیں، بلکہ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا۔''

(۱۰۱۵٤)۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَیْدٍ، قَالَ:

حارث بن سوید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن

---

(۱۰۱۵۲) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۰۱۵۳) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٤٤، والترمذی: ٣٣٣٤ (انظر: ٧٩٥٢)

(۱۰۱۵٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٣٠٨، ومسلم: ٢٧٤٤ (انظر: ٣٦٢٧)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ ﷺ) حَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْآخَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوْبَهُ كَاَنَّهُ فِيْ اَصْلِ جَبَلٍ يَخَافُ اَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَاِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوْبَهُ كَذُبَابٍ وَقَعَ عَلٰى اَنْفِهِ، فَقَالَ لَهُ: هٰكَذَا فَطَارَ، قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ اَحَدِكُمْ مِنْ رَجُلٍ خَرَجَ بِاَرْضٍ دَوِّيَّةٍ مَهْلَكَةٍ، مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَزَادُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ، فَاَضَلَّهَا فَخَرَجَ فِيْ طَلَبِهَا حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَلَمْ يَجِدْهَا قَالَ: اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِي الَّذِيْ اَضْلَلْتُهَا فِيْهِ فَاَمُوْتُ فِيْهِ، قَالَ: فَاَتٰى مَكَانَهُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَاسْتَيْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَ رَاْسِهِ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَزَادُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ۔)) (مسند احمد: ۳٦۲۷)

مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو احادیث بیان کیں، ایک ان کا اپنا قول تھا اور ایک رسول اللہ ﷺ کی حدیث تھی، انھوں نے خود کہا: بیشک مؤمن اپنے گناہوں کو یوں خیال کرتا ہے کہ کسی پہاڑ کی نیچے کھڑا ہے اور اس کو یہ ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اس کے اوپر گر جائے، جبکہ فاجر اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح خیال کرتا ہے، جو اس کے ناک پر بیٹھتی ہے اور وہ اس کو یوں کر کے اڑا دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آدمی کی توبہ کی وجہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے، جو کسی بیابان اور ہلاکت گاہ جنگل میں ہو، اس کے ساتھ اس کی سواری ہو، جس پر اس کا کھانا پینا، زادِ راہ اور دوسری اشیائے ضرورت لدی ہوئی ہوں، پھر وہ سواری اس سے گم ہو جائے، وہ اس کو تلاش کرے، یہاں تک کہ اس کو موت پا لے، پھر وہ کہے: اب میں اپنے اسی مقام پر واپس جاتا ہوں، جہاں اس سواری کو گم پایا تھا اور وہاں جا کر مر جاتا ہوں، پس وہ اپنے مقام کی طرف واپس لوٹے اور وہاں سو جائے، پھر جب بیدار ہو تو اس کی سواری اس کے پاس کھڑی ہو اور اس پر اس کا کھانا پینا، زادِ راہ اور دوسری اشیائے ضرورت لدی ہوئی ہوں۔''

**فوائد:** ...... بندے کا گناہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرنا، اس سے اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

(۱۰۱۵۵)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، نَحْوُهُ وَفِيْهِ: ((فَاِذَا هُوَ بِهَا تَجُرُّ خِطَامَهَا فَمَا هُوَ بِاَشَدَّ بِهَا فَرَحًا مِنَ اللّٰهِ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ اِذَا تَابَ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۹۸)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ ذرا مختلف ہیں: ''پس وہ سواری اس کے پاس کھڑی تھی اور اپنی لگام کھینچ رہی تھی، اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ کی وجہ سے جو خوشی ہوتی ہے، یہ آدمی اس سے زیادہ خوش نہیں تھا۔''

(۱۰۱۵۵) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه الدارمي: ۲۷۲۸، والطيالسي: ۷۹٤ (انظر: ۱۸٤۰۸)

(١٠١٥٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيَفْرَحُ بِرَاحِلَتِهِ إِذَا ضَلَّتْ مِنْهُ ثُمَّ وَجَدَهَا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، اللّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ إِذَا تَابَ مِنْ أَحَدِكُمْ بِرَاحِلَتِهِ إِذَا وَجَدَهَا۔)) (مسند احمد: ٨١٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کی سواری گم ہو جائے تو کیا وہ اس کو پا لینے پر خوش ہوتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کی وجہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے، جوتم میں سے کسی کوسواری پا لینے کی وجہ سے ہوتی ہے۔''

(١٠١٥٧)۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا۔)) (مسند احمد: ١٩٧٥٨)

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلا دیتا ہے، تاکہ دن کو برائیاں کرنے والا توبہ کر سکے اور پھر دن کو اپنا ہاتھ پھیلا دیتا ہے، تاکہ رات کو برائیاں کرنے والا توبہ کر سکے، یہ سلسلہ جاری رہے گا، یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔''

**فوائد:** ...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ ...... ''جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا، یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی تھی۔'' (سورۂ انعام: ١٥٨)

اس آیت میں مذکورہ نشانی سے مراد مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے، جب سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور کسی کا ایمان لانا اس کو فائدہ نہیں دے گا۔

توبہ کے لیے کوئی وقت خاص نہیں ہے، کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ بعض اوقات میں دعا جلد قبول ہو جاتی ہے، جیسے رات کا پچھلا پہر، سجدوں میں، اذان اور اقامت کا درمیانی وقفہ، جمعہ کے دن کی قبولیت والی گھڑی، وغیرہ وغیرہ۔

اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ رات یا دن کی جس گھڑی میں بھی گناہ ہو جائے انسان بلا تاخیر توبہ کے لیے بارگاہِ الٰہی میں جھک جائے۔ اللہ تعالیٰ اس قدر رحیم و شفیق ہے کہ وہ گنہگاروں کی توبہ کا منتظر رہتا ہے۔

(١٠١٥٨)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(١٠١٥٦) تخريج: أخرجه مسلم: ص ٢١٠٢ (انظر: ٨١٩٢)

(١٠١٥٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٥٩ (انظر: ١٩٥٢٩)

(١٠١٥٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٥٧ (انظر: ٢١٥٤٠)

قَالَ: ((اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ: یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ مُذْنِبٌ اِلَّا مَنْ عَافَیْتُ، فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْلَکُمْ، وَمَنْ عَلِمَ مِنْکُمْ اَنِّیْ ذُوْ قُدْرَۃٍ عَلَی الْمَغْفِرَۃِ فَاسْتَغْفَرَنِیْ بِقُدْرَتِیْ غَفَرْتُ لَہُ، وَلَا اُبَالِیْ، وَکُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ ھَدَیْتُ، فَسَلُوْنِی الْھُدٰی اَھْدِکُمْ، وَکُلُّکُمْ فَقِیْرٌ اِلَّا مَنْ اَغْنَیْتُ، فَسَلُوْنِیْ اَرْزُقْکُمْ، وَلَوْ اَنَّ حَیَّکُمْ وَمَیِّتَکُمْ، وَاُوْلَاکُمْ وَاُخْرَاکُمْ، وَرَطْبَکُمْ وَیَابِسَکُمْ، اِجْتَمَعُوْا عَلٰی قَلْبِ اَتْقٰی عَبْدٍ مِنْ عِبَادِیْ لَمْ یَزِیْدُوْا فِیْ مُلْکِیْ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ، وَلَوْ اَنَّ حَیَّکُمْ وَمَیِّتَکُمْ، وَاُوْلَاکُمْ وَاُخْرَاکُمْ، وَرَطْبَکُمْ وَیَابِسَکُمْ، اِجْتَمَعُوْا فَسَاَلَ کُلُّ سَائِلٍ مِنْھُمْ مَا بَلَغَتْ اُمْنِیَّتُہُ، وَاَعْطَیْتُ کُلَّ سَائِلٍ لَمْ یَنْقُصْنِیْ، اِلَّا کَمَا لَوْ مَرَّ اَحَدُکُمْ عَلٰی شَفَۃِ الْبَحْرِ فَغَمَسَ اِبْرَۃً ثُمَّ اِنْتَزَعَھَا، وَذٰلِکَ لِاَنِّیْ جَوَّادٌ، مَاجِدٌ، وَاجِدٌ اَفْعَلُ مَا اَشَاءُ، عَطَائِیْ کَلَامِیْ، وَعَذَابِیْ کَلَامِیْ، اِذَا اَرَدْتُ شَیْئًا فَاِنَّمَا اَقُوْلُ لَہُ: کُنْ! فَیَکُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۷۳)

''بیشک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندو! تم سارے کے سارے گنہگار ہو، مگر جس کو میں عافیت عطا کر دوں، پس تم مجھ سے بخشش طلب کیا کرو، میں تم کو بخش دوں گا۔ جس نے یہ جان لیا کہ میں بخشش کے معاملے میں قدرت والا ہوں اور پھر مجھ سے میری قدرت کی وجہ سے مغفرت طلب کی تو میں اس کو بخش دوں گا اور کوئی پرواہ نہیں کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سارے کے سارے گمراہ تھے، مگر جس کو میں نے ہدایت دے دی، پس مجھ سے ہدایت کا سوال کیا کرو، میں تم کو ہدایت دوں گا، تم سارے کے سارے فقیر تھے، مگر جس کو میں غنی کر دوں، پس تم مجھ سے سوال کیا کرو، میں تم کو رزق عطا کروں گا، اگر تمہارے زندہ اور مردے، پہلے اور پچھلے اور تر اور خشک میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ متقی آدمی کے دل پر جمع ہو جائیں تو میری بادشاہت میں مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا، اسی طرح اگر تمہارے زندہ اور مردے، پہلے اور پچھلے اور تر اور خشک جمع ہو جائیں اور ہر مانگنے والا اپنی خواہش کے مطابق مانگنا شروع کر دے تو ہر سوالی کو عطا کر دینے سے میرے ہاں کوئی کمی نہیں آئے گی، مگر اس قدر کہ جیسے کسی آدمی کا سمندر کے کنارے سے گزر ہو اور وہ سوئی کو اس میں ڈبوئے اور پھر اس کو نکال لے، یہ اس وجہ سے ہے کہ میں سخی ہوں، بزرگ ہوں، غنی ہوں، جو چاہتا ہوں، کر دیتا ہوں، میرا عطا میری کلام ہے، میرا عذاب میرا کلام ہے، جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو اتنا کہتا ہوں کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔''

**فوائد**: ......اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی بڑی شان وعظمت کا بیان ہے، جب وہ کسی کو خزانے عطا کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اس کو کوئی لمبی چوڑی منصوبہ بندی نہیں کرنی پڑتی، بس صرف اتنا کہنا ہوتا ہے کہ فلاں کام ہو جائے، سو وہ ہو جاتا ہے۔

(۱۰۱۵۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: يَا عَبْدِيْ مَا عَبَدْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ، فَإِنِّيْ غَافِرٌ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ، وَيَا عَبْدِيْ! إِنْ لَقِيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيْئَةً مَا لَمْ تُشْرِكْ بِيْ لَقِيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً۔)) اَلْحَدِيْثَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ۔ (مسند احمد: ۲۱۶۹۶)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندے! جب تک تو میری عبادت کرتا رہے گا اور مجھ پر امید قائم رکھے گا تو میں تیرے ہر گناہ کو بخش دوں گا، وہ جو بھی ہو گا، اے میرے بندے! اگر تو زمین بھر گناہ لے کر مجھے ملے، تو میں ان ہی کے بقدر بخشش لے کر تجھے ملوں گا، بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو، ...........۔'' اس کے بعد سابقہ حدیث کی طرح ہے۔

**فوائد**: ......کوئی ایسا گناہ نہیں ہے، جو توبہ کے سامنے اپنا وجود برقرار رکھ سکے، توبہ سے ہر قسم کے گناہ راکھ ہو جاتے ہیں، بشرطیکہ توبہ سچی اور خالص ہو۔

(۱۰۱۶۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ: ((إِنِّيْ حَرَّمْتُ عَلٰى نَفْسِي الظُّلْمَ وَعَلٰى عِبَادِيْ أَلَا فَلَا تَظَالَمُوْا كُلُّ بَنِيْ آدَمَ يُخْطِئُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرُ لَهُ وَلَا أُبَالِيْ وَقَالَ يَا بَنِيْ آدَمَ كُلُّكُمْ كَانَ ضَالًّا إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ وَكُلُّكُمْ كَانَ عَارِيًا إِلَّا مَنْ كَسَوْتُ وَكُلُّكُمْ كَانَ جَائِعًا إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُ وَكُلُّكُمْ كَانَ ظَمْآنًا إِلَّا مَنْ سَقَيْتُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ وَاسْتَكْسُوْنِيْ أَكْسُكُمْ وَاسْتَطْعِمُوْنِيْ أُطْعِمْكُمْ وَاسْتَسْقُوْنِيْ أَسْقِكُمْ يَا عِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَجِنَّكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَصَغِيْرَكُمْ وَكَبِيْرَكُمْ وَذَكَرَكُمْ وَأُنْثَاكُمْ قَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ وَعَيِيَّكُمْ وَبَيِّنَكُمْ عَلٰى قَلْبِ أَتْقَاكُمْ رَجُلًا وَاحِدًا لَمْ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک میں نے اپنے نفس پر اور اپنے بندوں پر ظلم کرنے کو حرام قرار دیا ہے، پس تم ظلم نہ کیا کرو، بنو آدم کا ہر فرد دن رات خطائیں کرتا ہے، لیکن پھر جب مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے تو میں کوئی پرواہ کیے بغیر اس کو بخش دیتا ہوں، اے بنو آدم! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے، مگر جس کو میں ہدایت دے دوں، تم میں سے ہر ایک ننگا ہے، مگر جس کو میں لباس عطا کر دوں، تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے، مگر جس کو میں کھلا دوں اور تم میں سے ہر ایک پیاسا ہے، مگر جس کو میں پانی پلا دوں، لہٰذا مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تم کو ہدایت دوں گا، مجھ سے لباس کا سوال کرو، میں تم کو لباس عطا کروں گا، مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تم کو کھلاؤں گا اور مجھ سے پانی طلب کرو، میں تم کو پانی پلاؤں گا، اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، جن اور انسان، چھوٹے اور بڑے، مرد اور عورت اور بولنے سے عاجز اور فصیح الکلام، سارے کے سارے تم میں سے

(۱۰۱۵۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۶۸۷ (انظر: ۲۱۳۶۹)

(۱۰۱۶۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۵۷۷ (انظر: ۲۱٤۲۰)

تَزِيدُوا فِي مُلْكِي شَيْئًا وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَجِنَّكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَصَغِيرَكُمْ وَكَبِيرَكُمْ وَذَكَرَكُمْ وَأُنْثَاكُمْ عَلَى قَلْبِ أَكْفَرِكُمْ رَجُلًا لَمْ تَنْقُصُوا مِنْ مُلْكِي شَيْئًا إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ رَأْسُ الْمِخْيَطِ مِنَ الْبَحْرِ.)) (مسند احمد: ٢١٧٥٠)

سب سے بڑے متقی کے دل کی مانند ہو جائیں تو تم میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں کرو گے، اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، جن اور انسان، چھوٹے اور بڑے اور مذکر اور مؤنث، سارے کے سارے تم میں سے سب سے زیادہ کفر کرنے والے کے دل کی مانند ہو جائیں تو تم میری بادشاہت میں کوئی کمی نہیں کر سکو گے، مگر اتنی جتنی سوئی کا ناکہ سمند کے پانی میں کمی کرتا ہے۔''

(١٠١٦١)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَغَرِّ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہما، أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُمْهِلُ حَتَّى يَذْهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيَقُولُ: هَلْ مِنْ سَائِلٍ؟ هَلْ مِنْ تَائِبٍ؟ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ؟ هَلْ مِنْ مُذْنِبٍ؟)) قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ١١٣١٥)

اغرّ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ پر گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ پر شہادت دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے، یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ (آسمان دنیا کی طرف) اترتا ہے اور کہتا ہے: کیا کوئی سوال کرنے والا ہے؟ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے؟ کیا کوئی گنہگار ہے؟'' ایک بندے نے کہا: طلوع فجر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

**فوائد**: ...... جیسے اللہ تعالیٰ کی شان کو لائق ہے، وہ اس کے مطابق آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے، ہم اُس کے اِس نزول کو بلا تاویل تسلیم تو کریں گے، لیکن اُس کی کیفیت بیان نہیں کر سکیں گے کہ وہ کیسے اترتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اِس نزول کا وقت کیا ہے؟ اس کے بارے میں مختلف روایات منقول ہیں: صحیح مسلم کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کا خلاصہ یہ ہے: (۱) رات کے پہلے ایک تہائی کے بعد، (۲) نصف رات کے بعد یا دو تہائی رات کے بعد، (۳) رات کے آخری ایک تہائی حصے میں۔

قاضی عیاض نے کہا: مشائخ الحدیث کا خیال ہے کہ رات کے آخری ایک تہائی حصے والی بات زیادہ راجح ہے، زیادہ تر روایات کا یہی مفہوم بنتا ہے۔

لیکن اگر تمام صحیح روایات کو مختلف حالات پر محمول کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

---

(١٠١٦١) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٥٨ (انظر: ١١٢٩٥)

(۱۰۱۶۲)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ فَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ، وَلَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى لَهُمَا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ۔)) زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: ((وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔)) (مسند احمد: ۱۳۰۸۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر ابن آدم خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے ہیں، اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا، بس مٹی ہی ہے، جو ابن آدم کے پیٹ کو بھرتی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔“

(۱۰۱۶۳)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ۔)) (مسند احمد: ۶۰۵)

محمد بن حنفیہ اپنے باپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ اس مؤمن بندے سے محبت کرتا ہے، جس کو فتنے میں ڈالا جاتا ہو اور پھر وہ توبہ کرنے والا ہو۔“

**فوائد:** ......لیکن یہ بات درست ہے کہ آزمائشوں اور فتنوں کی وجہ سے مسلمان کے درجات بلند ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ ان آزمائشوں میں اسلامی احکام کا خیال رکھے۔

(۱۰۱۶۴)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ۔)) (مسند احمد: ۹۸۰۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے سو بار بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔“

(۱۰۱۶۵)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ فِيْ لِسَانِيْ ذَرَبٌ عَلٰى اَهْلِيْ لَمْ اَعْدُهُ اِلٰى

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری زبان میں تیزی اور فساد تھا، لیکن اس کا تعلق صرف میرے گھر والوں

---

(۱۰۱۶۲) تخريج: اسناده ضعيف، فيه على بن مسعدة الباهلى، وهو ضعيف، وقوله ﷺ فى آخر الحديث: "لو كان لابن آدم......" روى بأسانيد اخرى صحيحة عن قتادة عن انس، أخرجه الترمذى: ۲۴۹۹، وابن ماجه: ۴۲۵۱ (انظر: ۱۳۰۴۹)

(۱۰۱۶۳) تخريج: اسناده ضعيف جدا ش ، موضوع، ابو عبد الله مسلمة الرازى لم نقف له على ترجمته، وابو عمرو البجلى، قال ابن حبان: يروى الموضوعات عن الثقات لا يحل الاحتجاج به بحال، وعبد الملك بن سفيان الثقفى مجهول، أخرجه ابويعلى: ۴۸۳ (انظر: ۶۰۵)

(۱۰۱۶۴) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ۳۸۱۵ (انظر: ۹۸۰۵)

(۱۰۱۶۵) تخريج: صحيح لغيره دون قصة ذرابة اللسان، أخرجه البزار: ۲۹۷۰، والدارمى: ۲۷۲۳، وابن ابى شيبة: ۱۰/ ۲۹۷ (انظر: ۲۳۳۴۰)

غَيْرِهِمْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَكَانَ ذٰلِكَ لَا يَعْدُوهُمْ اِلٰى غَيْرِهِمْ) فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَيْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ؟ يَا حُذَيْفَةُ! اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ.)) قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِاَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى (يَعْنِي الْاَشْعَرِيَّ) فَحَدَّثَنِيْ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ.)) (مسند احمد: ٢٣٧٢٩)

سے تھا، ان سے آگے تجاوز نہیں کرتا تھا، جب میں نے نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حذیفہ! تو استغفار سے دور کیوں ہے؟ میں تو ہر روز اللہ تعالیٰ سے سو بار استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔'' جب میں نے یہ بات ابو بردہ بن ابی موسی سے بیان کی تو انھوں نے مجھے سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں ہر شب و روز میں سو بار اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ حَدِّ الْوَقْتِ الَّذِيْ تُقْبَلُ فِيْهِ التَّوْبَةُ
## اس زمانے کے تعین کا بیان، جس میں توبہ قبول ہوتی ہے

(١٠١٦٦)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْمُوْنٍ اَخْبَرَنِيْ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنَّا يُقَالُ لَهُ: اَيُّوْبُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ: مَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهِ عَامًا تِيْبَ عَلَيْهِ، وَمَنْ تَابَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ تِيْبَ عَلَيْهِ، حَتّٰى قَالَ: يَوْمًا حَتّٰى قَالَ: سَاعَةً حَتّٰى قَالَ: فُوَاقًا، قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ مُشْرِكًا اَسْلَمَ؟ قَالَ: اِنَّمَا اُحَدِّثُكُمْ كَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ۔ (مسند احمد: ٦٩٢٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جس نے اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کی، اس کی توبہ قبول کی جائے گی، جس نے اپنی موت سے ایک ماہ پہلے توبہ کی، اس کی توبہ بھی قبول کی جائے گی، یہاں تک کہ انھوں نے ایک دن، ایک گھڑی، بلکہ ایک ''فُوَاق'' کا بھی ذکر کیا۔ ایک آدمی نے کہا: اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر بندہ مشرک ہو اور پھر اس وقت میں مسلمان ہو جائے؟ انھوں نے کہا: میں تم لوگوں کو اتنا ہی بیان کروں گا، جتنا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

**فوائد**: ..... ''فُوَاق'' سے مراد دو دفعہ دوہنے کے درمیان کا اور دوہنے والے کے تھن کو دو دفعہ پکڑنے کے درمیان کا وقت ہے، یہاں دوسرا معنی مراد ہے، کیونکہ اس سے پہلے ایک گھڑی کا ذکر ہو چکا ہے۔

(١٠١٦٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطيالسي: ٢٢٨٤، والحاكم: ٤/ ٢٥٨ (انظر: ٦٩٢٠)

(۱۰۱۶۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ عَبْدِهِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ۔)) (مسند احمد: ٦٤٠٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے، جب تک اس کا دم گلے میں اٹک نہیں جاتا۔''

**فوائد**: ......غرغرہ سے مراد روح کا حلق میں پہنچ جانا ہے، اس کیفیت کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

(۱۰۱۶۸)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا قُبِلَ مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ٧٦٩٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مغرب کی طرف سے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی، اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔''

(۱۰۱۶۹)۔ (وعَنْهُ من طريقٍ ثانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَابَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ١٠٤٢٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مغرب سے سورج طلوع ہونے سے قبل توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا۔''

**فوائد**: ...... جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا ہے، اس وقت تک توبہ کی قبولیت کا سلسلہ جاری رہے گا، لیکن ہر انسان کے حق میں توبہ کی قبولیت کا قانون حدیث نمبر (۱۰۱۶۷) میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱۰۱۷۰)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، قَالَ: اجْتَمَعَ اَرْبَعَةٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ بِيَوْمٍ۔)) فَقَالَ الثَّانِيْ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاَنَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقْبَلُ

عبد الرحمن بن بیلمانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی موت سے ایک دن پہلے تک اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' دوسرے نے کہا: تو نے یہ بات واقعی رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی موت سے نصف دن پہلے تک اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' تیسرے نے

---

(۱۰۱۶۷) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الترمذی: ٣٥٣٧ (انظر: ٦٤٠٨)
(۱۰۱۶۸) تخریج: أخرجه مسلم: ٢٧٠٣ (انظر: ٧٧١١)
(۱۰۱۶۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الأول
(۱۰۱۷۰) تخریج: اسناده ضعيف لضعف عبد الرحمن بن البيلمانی، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٥٧ (انظر: ١٥٤٩٩)

تَوْبَةَ الْعَبْدِ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ بِنِصْفِ يَوْمٍ۔)) فَقَالَ الثَّالِثُ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاَنَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ بِضَحْوَةٍ)، قَالَ الرَّابِعُ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاَنَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ بِنَفْسِهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٥٨١)

کہا: کیا تو نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، اس نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی موت سے نصف دن پہلے تک اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔'' چوتھے نے کہا: کیا تو نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ نے سے سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: میں نے تو آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے ہیں، جب تک اس کا دم گلے میں اٹک نہیں جاتا۔''

(١٠١٧١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔

(دوسری سند) ایک صحابی سے مروی ہے، پھر اسی طرح کی حدیث ذکر کی۔

(١٠١٧٢)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ عَبْدِهِ، اَوْ يَغْفِرُ لِعَبْدِهِ مَالَمْ يَقَعِ الْحِجَابُ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْحِجَابُ؟ قَالَ: ((اَنْ تَمُوْتَ النَّفْسُ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ۔)) (مسند احمد: ٢١٨٥٦)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے، یا اس کو بخش دیتا ہے، جبکہ تک پردہ واقع نہ ہو جائے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پردے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی جان کا شرک کی حالت میں مرنا۔''

**فوائد:** ......شرک کی حالت میں مرنے والے کے لیے توبہ تائب ہونے کے اسباب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دونوں جہاں میں عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَيْفِيَّةِ التَّوْبَةِ وَمَا يَفْعَلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَتُوْبَ

## توبہ کی کیفیت اور اس چیز کا بیان کہ توبہ کا ارادہ کرنے والا کیا کرے

(١٠١٧٣)۔ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں

(١٠١٧١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠١٧٢) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عمر بن نعيم وشيخه اسامة بن سلمان، أخرجه ابن حبان: ٦٢٧، والبزار: ٤٠٥٦ (انظر: ٢١٥٢٣)

(١٠١٧٣) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابن ماجه: ١٣٩٥ (انظر: ٢)

وَسُفْيَانُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ ؓ، قَالَ: كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللّٰهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ، وَإِذَا حَدَّثَنِي عَنْهُ غَيْرِي اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِي وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ.)) قَالَ مِسْعَرٌ: ((وَيُصَلِّي.)) وَقَالَ سُفْيَانُ: ((ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، إِلَّا غَفَرَ لَهُ.)) (مسند احمد: ٢)

رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنتا تھا، تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نفع عطا کرتا، جتنا وہ چاہتا، لیکن جب کوئی اور آدمی رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا، اگر وہ قسم اٹھاتا تو میں اس کی تصدیق کرتا اور سیدنا ابو بکر ؓ نے مجھے بیان کیا اور ابو بکر سچے ہیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی گناہ کرتا ہے، پھر اچھے انداز میں وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔''

**فوائد**: ...... نیکیوں سے برائیوں کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ ...... ''اور دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ یاد کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے۔'' (سورۂ ہود: ۱۱۴)

(١٠١٧٤)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَلِيٍّ ؓ، قَالَ: كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَفِيهِ ((ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالَى لِذٰلِكَ الذَّنْبِ إِلَّا غَفَرَ لَهُ، وَقَرَأَ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَحِيْمًا﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ﴾ الآية (مسند احمد: ٤٧)

(دوسری سند) سیدنا علی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں خود رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا، پھر سابقہ حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی، البتہ اس میں یہ تفصیل ہے: ''پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی بخشش طلب کرتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے، پھر یہ دو آیتیں تلاوت کیں: ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَحِيْمًا﴾ ''اور جو آدمی برائی کرتا ہے یا اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتا ہے۔'' اور ﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا

(١٠١٧٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

﴿فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں، یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، پس اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا اور کون گناہ بخشتا ہے؟ اور انھوں نے جو کیا اس پر اصرار نہیں کرتے، جب کہ وہ جانتے ہوں۔''

(۱۰۱۷۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ، وَقَالَ مَرَّةً: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ۔)) (مسند احمد: ۳۵۶۸)

عبداللہ بن معقل کہتے ہیں: میں اپنے باپ کے ساتھ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انھوں نے پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ندامت توبہ ہے۔''؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

**فوائد:** ...... اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہے تو ایسے گناہ سے توبہ کی قبولیت کے لیے تین شرطیں ہیں: (۱) اس گناہ کو ترک کر دینا، (۲) اس پر ندامت کا اظہار کرنا اور (۳) اس کو آئندہ نہ کرنے پر پکا ارادہ کرنا۔ اور اگر گناہ کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے تو اس کی چار شرطیں ہیں، مذکورہ تین اور چوتھی یہ کہ صاحب حق کا حق ادا کیا جائے اور کسی انداز میں اس کے ساتھ تصفیہ کر لیا جائے۔

مرکزی شرط ندامت ہی ہے، جب مسلمان اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی خطا پر نادم ہو گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور وہ خود آئندہ ایسا گناہ کرنے سے محفوظ رہے گا۔

(۱۰۱۷۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَفَّارَةُ الذَّنْبِ النَّدَامَةُ۔)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَجَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ لِيَغْفِرَ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۶۲۳)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گناہ کا کفارہ ندامت ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم گناہ نہیں کرو گے، تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا، جو گناہ کرے گی اور اللہ تعالیٰ ان کو بخشے گا۔''

(۱۰۱۷۵) تخريج: صحيح، أخرجه ابن ماجه: ٤٢٥٢ (انظر: ٣٥٦٨)
(۱۰۱۷٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني: ١٢٧٩٤، و البزار: ٣٢٥٠ (انظر: ٢٦٢٣)

**فوائد:** ...... ہر انسان طبعی طور پر غلطی کے دہانے پر کھڑا ہوتا ہے اور کسی وقت بھی اس سے کسی قسم کا گناہ سرزد ہو سکتا ہے اور یقیناً ایسے ہی ہوگا، انبیاء کے بعد کوئی کس و ناکس عفت و عصمت کا دعوی نہیں کر سکتا ہے، ہر امتی کسی نہ کسی انداز میں کوئی نہ کوئی ٹھوکر ضرور کھائے گا۔

ان احادیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کر کے اس پر اصرار کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کیا جائے، کیونکہ یہ چیز اسے بہت پسند ہے اور اتنی پسند ہے کہ اگر ایسے لوگ ناپید ہو جائیں، کہ جن سے گناہ کا صدور ہی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا فرما دے گا جو گناہوں کے مرتکب ہونے کے بعد بخشش طلب کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا۔ اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ وہ گناہوں کو پسند کرتا ہے اور گناہ گار اسے محبوب ہیں، بلکہ وہ توبہ و انابت کو پسند فرماتا ہے اور ایسے ہی لوگ اسے محبوب ہیں اور یہی اس حدیث کا مفہوم ہے۔

قارئین کرام! انسانِ اوّل آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کے انسان پر یہ نوبت نہیں آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسی قوم کو فنا کر دیا ہو جو گناہ نہ کرتی ہو اور اس کی جگہ ایسے لوگ پیدا کر دیے ہوں، جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے ہوں اور وہ ان کو بخشتا ہو۔ کیونکہ سرے سے کوئی ایسی قوم پیدا ہی نہیں ہوئی، جو گناہ میں ملوث نہ ہوئی ہو۔ دراصل درج بالا احادیث میں اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی طلب کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت زیادہ خوش ہوتا ہے جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیتا ہے۔ اس لیے اس حدیث سے یہ جرأت کسی کو نہیں ہونی چاہیے کہ وہ بے فکری کے ساتھ گناہ کا ارتکاب کرنا شروع کر دے۔

(۱۰۱۷۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلتَّوْبَةُ مِنَ الذَّنْبِ اَنْ يَتُوْبَ مِنْهُ ثُمَّ لَا يَعُوْدَ فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ٤٢٦٤)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی گناہ سے توبہ کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ اس سے توبہ کرے اور پھر اس کا ارتکاب نہ کرے۔''

(۱۰۱۷۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! اِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِيْ اللّٰهَ، فَاِنَّ التَّوْبَةَ مِنَ الذَّنْبِ النَّدَمُ وَالْاِسْتِغْفَارُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٨٠٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تم سے گناہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو، پس بیشک گناہ سے توبہ ندامت اور استغفار ہے۔''

---

(۱۰۱۷۷) تخریج: اسناده ضعیف، وقد روی مرفوعا وموقوفا، والصحیح وقفه، الهجری لین الحدیث، وعلی بن عاصم صدوق یخطیء ویصر علی الخطأ، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۳/ ۳۰۰، و البیهقی فی "الشعب": ۷۰۳٦ (انظر: ٤٢٦٤)

(۱۰۱۷۸) تخریج: حدیث صحیح بالشواهد (انظر: ٢٦٢٧٩)

(۱۰۱۷۹)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ کَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ مِنْ اَخِیْهِ مِنْ عِرْضِهِ، اَوْ مَالِهِ، فَلْیَتَحَلَّلْهُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ یُؤْخَذَ حِیْنَ لَا یَکُوْنُ دِیْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، وَاِنْ کَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَاِنْ لَمْ یَکُنْ لَهُ، اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَجُعِلَتْ عَلَیْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۵۸۰)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے بھائی کی عزت یا مال (کے معاملے میں) ناانصافی کی ہو، وہ آج اس کے پاس جا کر اس سے معذرت کر لے، قبل اس کے کہ (وہ دن آ جائے جس میں) اس کا مؤاخذہ کیا جائے اور جہاں دینار ہوگا نہ درہم۔ (وہاں تو معاملہ یوں حل کیا جائے گا کہ) اگر اُس (ظالم) کے پاس نیکیاں ہوئیں تو اُس کے ظلم کے بقدر اس سے نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں، تو (اس کے مظلوم) لوگوں کی برائیاں اُس پر ڈال دی جائیں گی۔“

**فوائد:** ......معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں کی گئی دست درازیاں دنیا میں ہی معاف نہ کروالی گئیں یا ان کی تلافی نہ کر دی گئی تو آخرت میں ان کا معاملہ نہایت خطرناک ہوگا، لیکن ہمارے ماحول میں حقوق العباد کی کوئی پروانہیں کی جاتی، جو کہ باعثِ ہلاکت امر ہے۔ ہمارے ہاں انسان کو بحثییت انسان نہیں دیکھا جاتا، بلکہ کسی سے حسنِ سلوک یا بدسلوکی کرنے کے لیے رشتوں اور دوستیوں کا تعین کیا جاتا ہے اور مسکراہٹوں کے تبادلے ہوتے ہیں، حالانکہ ایسا کرنا سرے سے انسان کا امتیاز ہی نہیں ہے۔

یہ اسلام ہی ہے، جس نے دوسرے مذاہب کی بہ نسبت احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ درس دیا ہے، یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ غریب و نادار عوام کو ظلم و ستم اور قہر و جبر کی چکی میں پیسنے والے وڈیروں کو متنبہ رہنا چاہئے کہ عنقریب ان کی گرفت کا وقت بھی آنے والا ہے، بس اِن ظالموں کو دی گئی مہلت کے اختتام کا انتظار ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ عَدمِ قُنُوطِ الْمُذْنِبِ مِنَ الْمَغْفِرَةِ لِکَثْرَةِ ذُنُوبِهِ مَادَامَ مُوَحِّدًا

گنہگار کا زیادہ گناہوں کی وجہ سے ناامید نہ ہونے کا بیان، جب تک وہ توحید پرست ہو

(۱۰۱۸۰)۔ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، قَالَ: قُلْنَا لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ : اَکُنْتُمْ تَعُدُّوْنَ الذُّنُوْبَ شِرْکًا؟ قَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ۱۵۲۵۲)

ابو زبیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا جابر بن عبد اللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے کہا: کیا تم گناہوں کو شرک سمجھتے تھے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی پناہ۔

---

(۱۰۱۷۹) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ۱۰۵۷۳)

(۱۰۱۸۰) تخریج: صحيح لغيره، أخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ٥٢١٤ (انظر: ١٥١٨٤)

**فوائد:** ......سیدنا جابر رضی اللہ عنہ گناہوں کی وجہ سے مسلمان کو مشرک قرار دینے کا ردّ کر رہے ہیں۔ اہل حق کا یہی مذہب ہے۔

(۱۰۱۸۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، أَوْ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَخْطَأْتُمْ حَتّٰى تَمْلَأَ خَطَايَاكُمْ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتُمُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَغَفَرَ لَكُمْ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، أَوْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُخْطِئُوْا لَجَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِقَوْمٍ يُخْطِئُوْنَ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۳۵۲۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر تم گناہ کرتے رہو، یہاں تک کہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے زمین و آسمان کا درمیانی خلا بھر جائے، پھر جب تم اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو گے تو وہ تم کو بخش دے گا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کر دے گا، جو گناہ کریں اور پھر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں گے اور وہ ان کو معاف کرے گا۔''

(۱۰۱۸۲)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ كَيْ يَغْفِرَ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۸۰۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے گناہ نہ کیے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا، جو گناہ کریں گے، تاکہ وہ ان کو بخشے۔''

**فوائد:** ......''اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ختم کر دے گا، ......'' اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۱۷۶)

ان احادیث میں دراصل توبہ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، نہ کہ گناہ کرنے کی جرأت، عصر حاضر کے مسلمانوں کا جائزہ لے لیں، کیا کوئی ایسا فرد نظر آ رہا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں کوئی گناہ نہ کیا ہو، آپ ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ چونکہ سارے لوگ گنہگار ہیں، اس لیے سب کو اللہ تعالیٰ کی بخشش طلب کرنی چاہیے۔

(۱۰۱۸۳)۔ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ قَالَ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ: قَدْ كُنْتُ

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آ پہنچا تو انھوں نے کہا: میں تم سے ایک حدیث

(۱۰۱۸۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٤٢٢٦ (انظر: ١٣٤٩٣)
(۱۰۱۸۲) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه الترمذي: ٢٥٢٦ (انظر: ٨٠٤٣)
(۱۰۱۸۳) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٤٨ (انظر: ٢٣٥١٥)

كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْ لَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَوْمًا يُذْنِبُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۱۲)

چھپاتا تھا، جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم گناہ نہیں کرو گے، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا، جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو بخشے گا۔''

**فوائد:**...... چھپانے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت پر توکل کر کے نافرمانیوں میں پڑ جائیں، پھر وفات کے وقت یہ حدیث بیان کر دی تا کہ کتمانِ علم کے الزام سے بری ہو جائیں۔

(۱۰۱۸٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَنَّ رَجُلًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ: رَبِّ اِنِّیْ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اَوْ قَالَ: عَمِلْتُ عَمَلًا ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: عَبْدِیْ عَمِلَ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهِ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ۔ ثُمَّ عَمِلَ ذَنْبًا آخَرَ اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا آخَرَ فَقَالَ: رَبِّ اِنِّیْ عَمِلْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهِ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ، ثُمَّ عَمِلَ ذَنْبًا آخَرَ اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا آخَرَ، فَقَالَ: رَبِّ اِنِّیْ عَمِلْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ، فَقَالَ: عَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ وَيَاْخُذُ بِهِ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْيَعْمَلْ مَاشَاءَ۔)) (مسند احمد: ۷۹۳۵)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک ایک آدمی نے گناہ کیا اور کہا: اے میرے ربّ! میں نے گناہ کیا ہے، تو اس کو بخش دے، اللہ تعالیٰ نے کہا: میرے بندے نے گناہ کیا ہے اور یہ بھی جان لیا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ کو بخش بھی سکتا ہے اور اس کی وجہ سے گرفت بھی کر سکتا ہے، تحقیق میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ہے۔ پھر اس بندے نے ایک اور گناہ کر دیا اور کہا: اے میرے ربّ! میں نے ایک گناہ کیا ہے، پس تو اس کو بخش دے، اُدھر اللہ تعالیٰ نے کہا: میرے بندے نے جان لیا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے، جو گناہ کو بخشتا بھی ہے اور اس کی وجہ سے پکڑ بھی لیتا ہے، تحقیق میں نے اپنے بندے کو بخش دیا ہے۔ پھر اس نے ایک اور گناہ کر دیا اور کہا: اے میرے ربّ! میں نے گناہ کر دیا ہے، پس تو اس کو معاف کر دے، اللہ تعالیٰ نے کہا: میرے بندے نے جان لیا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے، جو گناہ کو بخشتا بھی ہے اور اس کی وجہ سے پکڑ بھی لیتا ہے، تحقیق میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ہے، وہ جو چاہے عمل کرتا رہے۔''

(۱۰۱۸۵)۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ ؓ،

سیدنا اسود بن سریع ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے

(۱۰۱۸٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۷۵۰۷، ومسلم: ۲۷۵۸، ولم يذكرا فيه الرابعة (انظر: ۷۹٤۸)

(۱۰۱۸۵) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، الحسن البصري لم يسمع من الاسود بن سريع، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۸۳۹، والحاكم: ٤/ ۲۵۵ (انظر: ۱۵۵۸۷)

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِاَسِیْرٍ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ وَلَا اَتُوْبُ اِلٰی مُحَمَّدٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((عَرَفَ الْحَقَّ لِاَهْلِهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٦٧٢)

پاس ایک قیدی کو لایا گیا، اس نے کہا: اے اللہ! میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں، میں محمد (ﷺ) کی طرف توبہ نہیں کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس قیدی نے حق کو اس کے اہل کے لیے پہچان لیا ہے۔''

## فَصْلٌ مِنْهُ فِیْ قِصَّةِ الرَّجُلِ الَّذِیْ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ نَفْسًا ثُمَّ اَكْمَلَ الْمِائَةَ

## اس شخص کا قصہ، جس نے پہلے ننانوے قتل کیے، پھر سو پورا کر دیا

(١٠١٨٦)۔ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ، اَنْبَاَنَا هَمَّامُ بْنُ یَحْیٰی، ثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ اَبِی الصِّدِّیْقِ النَّاجِیِّ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَا اُحَدِّثُكُمْ اِلَّا مَاسَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ، ((اَنَّ عَبْدًا قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ نَفْسًا، ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ، فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدَلَّ عَلٰی رَجُلٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنِّیْ قَتَلْتُ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: بَعْدَ قَتْلِ تِسْعَةٍ وَتِسْعِیْنَ نَفْسًا؟ قَالَ: فَانْتَضٰی سَیْفَهُ فَقَتَلَهُ بِهٖ فَاَكْمَلَ بِهٖ مِائَةً، ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ، فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدَلَّ عَلٰی رَجُلٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنِّیْ قَتَلْتُ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: وَمَنْ یَحُوْلُ بَیْنَكَ وَبَیْنَ التَّوْبَةِ؟ اخْرُجْ مِنَ الْقَرْیَةِ الْخَبِیْثَةِ الَّتِیْ اَنْتَ فِیْهَا اِلَی الْقَرْیَةِ الصَّالِحَةِ قَرْیَةِ كَذَا وَكَذَا، فَاعْبُدْ رَبَّكَ فِیْهَا، قَالَ: فَخَرَجَ اِلَی الْقَرْیَةِ الصَّالِحَةِ فَعَرَضَ لَهُ اَجَلُهُ فِی الطَّرِیْقِ،

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کیا میں تمھیں وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی، میرے کانوں نے وہ حدیث سنی او رمیرے دل نے اسے یاد کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے ننانوے افراد قتل کر دیے، پھر اسے توبہ کا خیال آیا۔ اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کی بابت لوگوں سے پوچھا؟ اسے ایک راہب (پادری) کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ وہ ننانوے آدمی قتل کر چکا ہے، کیا ایسے فرد کے لیے توبہ ہے؟ اس نے جواب دیا: کیا ننانوے افراد کے قتل کے بعد؟ (ایسے شخص کے لیے کوئی توبہ نہیں)۔ اس نے تلوار میان سے نکالی اور اسے قتل کر کے سو کی تعداد پوری کر دی۔ پھر اسے توبہ کا خیال آیا، اس نے لوگوں سے اہل زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ اس کے لیے ایک عالم کی نشاندہی کی گئی، وہ اس کے پاس گیا اور کہا: میں سو افراد قتل کر چکا ہوں، کیا میری لیے توبہ (کی کوئی گنجائش) ہے۔ اس نے کہا: تیرے اور تیری توبہ کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ لیکن تو اس طرح کر کہ اس خبیث بستی سے نکل کر فلاں فلاں کسی نیک بستی کی طرف چلا جا۔ کیونکہ وہاں کے لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اپنے علاقے کی

(١٠١٨٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٤٧٠، ومسلم: ٢٧٦٦ (انظر: ١١١٥٤)

قَالَ: فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، قَالَ: فَقَالَ إِبْلِيسُ: فَإِنَّكَ أَوْلَى بِهِ إِنَّهُ لَمْ يَعْصِنِي سَاعَةً قَطُّ قَالَ: فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: إِنَّهُ خَرَجَ تَائِبًا۔)) قَالَ هَمَّامٌ: فَحَدَّثَنِي حَمِيدٌ الطَّوِيلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: ((فَبَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَلَكًا فَاخْتَصَمُوا إِلَيْهِ۔)) ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ قَتَادَةَ، قَالَ: فَقَالَ: انْظُرُوا أَيَّ الْقَرْيَتَيْنِ كَانَ أَقْرَبَ إِلَيْهِ فَأَلْحِقُوهُ بِأَهْلِهَا، قَالَ قَتَادَةُ: فَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: ((لَمَّا عَرَفَ الْمَوْتَ احْتَفَزَ بِنَفْسِهِ فَقَرَّبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ الْقَرْيَةَ الصَّالِحَةَ، وَبَاعَدَ عَنْهُ الْقَرْيَةَ الْخَبِيثَةَ، فَأَلْحَقُوهُ بِأَهْلِ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۷۱)

طرف مت لوٹنا کیونکہ یہ بری سرزمین ہے۔ وہ نیک بستی کی طرف چل پڑا، لیکن راستے میں اسے موت آ گئی، وہ اپنے سینے کے سہارے سرک کر پہلی زمین سے دور ہو کر (تھوڑا سا) دوسری طرف ہو گیا۔ (اسے لینے کے لیے) رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں آ گئے اور ان کے مابین جھگڑا شروع ہو گیا۔ ابلیس نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں، اس نے کبھی بھی میری نافرمانی نہیں کی تھی۔ لیکن ملائکہ رحمت نے کہا: یہ تائب ہو کر آیا تھا اور دل کی پوری توجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف آنے والا تھا اور ملائکہ عذاب نے کہا: اس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو ایک آدمی کی شکل میں بھیجا۔ انھوں نے اس کے سامنے یہ جھگڑا پیش کیا۔ اس نے کہا: دیکھو کہ کون سی بستی اس کے قریب ہے، اسی بستی والوں سے اس کو ملا دیا جائے۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو (جہاں سے وہ آ رہا تھا) حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور ارض صالحین (جس کی طرف وہ جا رہا تھا) حکم دیا کہ تو قریب ہو جا۔ جب انھوں نے اس کی پیمائش کی تو جس زمین کی طرف وہ جا رہا تھا، اسے (دوسری کی بہ نسبت) ایک بالشت زیادہ قریب پایا۔ پس رحمت کے فرشتے اسے لے گئے اور اسے بخش دیا گیا۔'' حسن راوی کہتے ہیں: جب اسے موت کا علم ہوا تو وہ (نیک بستی کی طرف) سکڑ گیا، اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے سینے کے سہارے (نیک بستی کی طرف) سرک گیا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اسے قریۂ صالحہ کے قریب کر دیا اور قریۂ خبیثہ سے دور کر دیا، تو ان فرشتوں نے اسے نیک بستی والے لوگوں میں شامل کر دیا۔''

**فوائد:** ...... گناہ گار لوگوں کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کی توبہ قبول فرماتا ہے، بشرطیکہ خالص توبہ ہو۔ علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسئلہ بتلاتے وقت، سائل کی نفسیات اور اس کی مشکلات کو سامنے

رکھیں اور ایسی حکمتِ عملی اختیار کریں کہ جس سے اللہ کے حکم میں بھی تبدیلی نہ آئے اور سائل بھی اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر گناہوں پر مزید دلیر نہ ہو۔ نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا باعثِ برکت ہے اور برے لوگوں کے ساتھ رہنا باعثِ نحوست ہے اور بوقتِ ضرورت فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی صورت میں آ جاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو ہر گناہ کی معافی کے اسباب پیدا کر سکتا ہے، ماسوائے شرک کے۔

حدیث نمبر (۶۴۴۰) والے باب میں یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ قاتل کتنا بڑا مجرم ہے اور اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔

## اَبْوَابُ مَاجَاءَ فِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِعِبَادِهِ الْمُوَحِّدِیْنَ

## توحید پرست بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بیان کے ابواب

(۱۰۱۸۷)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ كِتَابًا بِيَدِهِ لِنَفْسِهِ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَوَضَعَهُ تَحْتَ عَرْشِهِ، فِيْهِ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔)) (مسند احمد: ۹۱٤۸)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے قبل اپنے ہاتھ سے اپنے نفس کے لیے ایک کتاب لکھی اور اس کو اپنے عرش کے نیچے رکھا، اس میں ہے: میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی۔''

(۱۰۱۸۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْخَلْقِ كَتَبَ عَلٰى عَرْشِهِ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔)) (مسند احمد: ۱۰۰۱۵)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ مخلوق سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے عرش پر لکھا: میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی۔''

(۱۰۱۸۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِیْ كِتَابِهِ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ، اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ (وَفِیْ لَفْظٍ) غَلَبَتْ غَضَبِیْ۔)) (مسند احمد: ۷٤۹۱)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا معاملہ مکمل کیا، تو اپنی کتاب میں لکھا: بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی، وہ کتاب عرش پر اس کے پاس ہے۔''

---

(۱۰۱۸۷) تخريج: حديث صحيح، وقوله "بيده" زيادة منكرة، تفرد بها شريك عن الاعمش، وانظر هذا الحديث بالطريق الثالث (انظر: ۹۱۵۹)

(۱۰۱۸۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، وانظر هذا الحديث بالطريق الثالث، أخرجه النسائى فى "الكبرى": ۷۷۵۱، وابن حبان: ٦۱٤۳ (انظر: ۱۰۰۱٤)

(۱۰۱۸۹) تخريج: أخرجه البخارى: ۳۱۹٤، ومسلم: ۲۷۵ (انظر: ۷۵۰۰)

(۱۰۱۹۰)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ رَابِعٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلٰى نَفْسِهِ اِنَّ رَحْمَتِيْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ۔)) (مسند احمد: ۹۵۹۵)

(چوتھی سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے ہاتھ سے اپنے نفس پر لکھا: بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب آگئی۔''

**فوائد:** ...... اللہ تعالیٰ کے غضب کی بہ نسبت اس کی رحمت وسیع ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ۔﴾ ...... ''میرا عذاب، میں اسے پہنچاتا ہوں جسے چاہتا ہوں اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے، سو میں اسے ان لوگوں کے لیے ضرور لکھ دوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور (ان کے لیے) جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔'' (سورۂ اعراف: ۱۵۶)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ اَنَّ الرَّحْمَةَ اَوْدَعَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ خَلْقِهِ جُزْءٌ مِنْ مِائَةٍ مِنْ رَحْمَتِهِ لِخَلْقِهِ

### اس چیز کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلوقات کے دلوں میں جو رحمت ودیعت رکھی ہے، یہ اس کی رحمت کا (۱۰۰واں) حصہ ہے

(۱۰۱۹۱)۔ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِائَةُ رَحْمَةٍ، وَاِنَّهُ قَسَمَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ اَهْلِ الْاَرْضِ فَوَسِعَتْهُمْ اِلٰى آجَالِهِمْ، وَذَخَرَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً لِاَوْلِيَائِهِ، وَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَابِضٌ تِلْكَ الرَّحْمَةَ الَّتِيْ قَسَمَهَا بَيْنَ اَهْلِ الْاَرْضِ اِلَى التِّسْعَةِ وَالتِّسْعِيْنَ فَيُكَمِّلُهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ لِاَوْلِيَائِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ مُحَمَّدٌ: فِيْ حَدِيْثِهِ وَحَدَّثَنِيْ

حسن بصری کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، اس نے ایک رحمت کو اہل زمین کے مابین تقسیم کیا، وہ ان کے لیے ان کی موتوں تک پوری ہوگئی، اور ننانوے رحمتوں کو اپنے اولیاء کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس رحمت کو زمین والوں میں تقسیم کیا ہے، وہ قیامت کے دن اس کو بھی واپس کر کے ننانوے کے ساتھ ملا کر سو پورا کر دے گا۔'' محمد بن سیرین اور خلاس نے اس حدیث کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا بیان کیا ہے۔

---

(۱۰۱۹۰) تخریج: اسناده جيّد، وقوله "بيده" زيادة شاذة، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۹، ۴۲۹۵، والترمذي: ۳۵۴۳ (انظر: ۹۵۹۷)

(۱۰۱۹۱) تخريج: صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الحاكم: ۱/ ۵۶ (انظر: ۱۰۶۷۰)

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ وَخِلَاسٌ كِلَاهُمَا، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۰٦۸۰)

(۱۰۱۹۲)۔ عَنْ جُنْدُبِ الْبَجَلِيِّ ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَاَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ، ثُمَّ صَلّٰى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى رَاحِلَتَهُ فَاَطْلَقَ عِقَالَهَا ثُمَّ رَكِبَهَا ثُمَّ نَادٰى: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِيْ رَحْمَتِنَا اَحَدًا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا اَضَلُّ اَمْ بَعِيْرُهُ؟ اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَاقَالَ؟)) قَالُوْا: بَلٰى ، قَالَ: ((لَقَدْ حَظَرْتَ ، رَحْمَةُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ، اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ رَحْمَةً وَاحِدَةً يَتَعَاطَفُ بِهَا الْخَلَائِقُ جِنُّهَا وَاِنْسُهَا وَبَهَائِمُهَا ، وَعِنْدَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ ، اَتَقُوْلُوْنَ هُوَ اَضَلُّ اَمْ بَعِيْرُهُ؟)) (مسند احمد: ۱۹۰۰٦)

سیدنا جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدّو آیا، اپنے اونٹ کو بٹھا کر اس کے گھٹنے کو باندھا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ اپنے سواری کے پاس آیا، اس کی رسی کھولی اور اس پر سوار ہوا اور کہا: اے اللہ! مجھ پر اور محمد (ﷺ) پر رحم فرما اور اپنی رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کر، رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ دعا سن کر فرمایا: ''کیا تم یہ کہو گے کہ یہ زیادہ گمراہ ہے یا اس کا اونٹ؟ کیا تم لوگوں نے اس کی کہی ہوئی بات سنی نہیں ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی کیوں نہیں، سنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تنگ کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع چیز ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کی ہیں، ان میں سے ایک رحمت نازل کی ہے، اسی کی وجہ سے جنوں، انسان اور جانوروں سمیت تمام مخلوقات ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، ننانوے رحمتیں اس کے پاس محفوظ ہیں، اب کیا تم کہو گے کہ وہ خود زیادہ گمراہ ہے یا اس کا اونٹ؟''

(۱۰۱۹۳)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لِلّٰهِ مِائَةُ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْهَوَامِّ ، فِيْهَا يَتَعَاطَفُوْنَ ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى اَوْلَادِهَا ، وَاَخَّرَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، اس نے ان میں ایک رحمت انسانوں، جنوں اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان نازل کی ہے، اس کی وجہ وہ ایک دوسرے سے محبت اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں، اسی کے اثر سے وحشی جانور اپنے بچوں پر مہربانی کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتوں کو قیامت کے

(۱۰۱۹۲) تخريج: اسناده ضعيف لاضطرابه، أخرجه ابوداود مختصرا: ٤٨٨٥ (انظر: ۱۸۷۹۹)

(۱۰۱۹۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۵۲، وأخرج بنحوه و اطول منه البخاری: ٦٤٦٩ (انظر: ۹٦۰۹)

يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ۔)) (مسند احمد: ۹۶۰۷)

دن تک مؤخر کر دیا ہے، وہ ان کے ذریعے اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔''

**فوائد:** ......تمام مخلوقات میں محبت کا جو عنصر پایا جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی اس ایک رحمت کا اثر ہے۔

(۱۰۱۹۴)۔ عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ يَتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ، فَبِهَا تَعْطِفُ الْوُحُوْشُ عَلٰى اَوْلَادِهَا، وَاَخَّرَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۱۲۱)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کی ہیں، ان میں ایک رحمت کا اثر ہے کہ مخلوقات ایک دوسرے سے محبت رکھتی ہیں، وحشی جانور اسی رحمت کی وجہ سے اپنی اولاد سے شفقت کرتے ہیں اور اس نے ننانوے رحمتیں قیامت کے دن تک مؤخر کر دی ہیں۔''

(۱۰۱۹۵)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَاطَمِعَ فِي الْجَنَّةِ اَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رَحْمَةٍ مَا قَنَطَ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدٌ، خَلَقَ اللّٰهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ يَتَرَاحَمُوْنَ بِهَا، وَعِنْدَ اللّٰهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ رَحْمَةً۔)) (مسند احمد: ۱۰۲۸۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مؤمن کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی جنت کی طمع نہیں رکھے گا اور اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی جنت سے ناامید نہیں ہو گا، اللہ تعالیٰ نے کل سو رحمتیں پیدا کی ہیں، ان میں سے ایک رحمت اپنی مخلوق کے اندر نازل کی ہے، اسی کی وجہ سے یہ ایک دوسرے پر رحیم ہے اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہیں۔''

**فوائد:** ......مسلمان کو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید بھی کرنی چاہیے، لیکن اس کے عذاب کا ڈر بھی ہونا چاہیے، اس کو خوف اور امید کی زندگی کہتے ہیں، پھر عملی انداز بھی ایسا ہونا چاہیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید بھی نظر آئے اور اس کے عذاب سے ڈرتا رہے۔

## بَابُ قَوْلِهِ ﷺ لَا يُنْجِيْ اَحَدَكُمْ عَمَلُهُ

## اس حدیث کا بیان کہ کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دلائے گا

(۱۰۱۹۶)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(۱۰۱۹۴) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۵۳(انظر: ۲۳۷۲۰)

(۱۰۱۹۵) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤٦٩، وأخرج الشطر الثاني مسلم: ۲۷۵۲(انظر: ۱۰۲۸۰)

(۱۰۱۹٦) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹، ٦٤٦۳ (انظر: ۱۰٦۷۷)

اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُنْجِيْ اَحَدَكُمْ عَمَلُهُ۔)) قَالُوْا: وَلَا اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوْا، وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا، وَرُوْحُوْا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا۔)) (مسند احمد: ١٠٦٨٨)

فرمایا: ''کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دلائے گا۔'' لوگوں نے کہا: اور نہ آپ کو، اے اللہ کے رسول!؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور نہ مجھے، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے، پس راہِ صواب پر چلو، میانہ روی اختیار کرو، دن کے شروع میں کچھ چل لو، دن کے آخر میں کچھ چل لو اور کچھ رات کو، اور میانہ روی اختیار کرو، اعتدال کو اپناؤ، اپنے مقصد کو پالو گے۔''

(١٠١٩٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ اَحَدٌ مِنْكُمْ يُنْجِيْهِ عَمَلُهُ۔)) قَالُوْا: وَلَا اَنْتَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَلَا اَنَا، اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيْ رَبِّيْ مِنْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ، وَلَا اَنَا، اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيْ رَبِّيْ مِنْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔)) (مسند احمد: ٧٢٠٢)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جس کو اس کا عمل نجات دلا سکے۔'' لوگوں نے کہا: اور نہ آپ؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور نہ میں، الّا یہ کہ میرا ربّ مجھے اپنی طرف سے بخشش اور رحمت میں ڈھانپ لے، اور نہ میں، الّا یہ کہ میرا ربّ مجھے اپنی طرف سے بخشش اور رحمت میں ڈھانپ لے۔'' آپ ﷺ نے دو یا تین بار ایسے ارشاد فرمایا۔

(١٠١٩٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَاَشَارَ وَهْبٌ يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُهَا۔ (مسند احمد: ٨٣١٢)

(تیسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا، وہب راوی نے وضاحت کرتے ہوئے ہاتھ کو بند کیا اور کھولا۔

**فوائد:** ...... ''راہِ صواب پر چلو، میانہ روی اختیار کرو، دن کے شروع میں کچھ چل لو، دن کے آخر میں کچھ چل لو اور کچھ رات کو، اور میانہ روی اختیار کرو، اعتدال کو اپناؤ، اپنے مقصد کو پالو گے۔'' اس جملے کا معنی یہ ہے کہ کثرتِ عبادت کی بجائے ان اوقات میں عبادت کی کچھ مقدار پر ہمیشگی اختیار کی جائے، تاکہ بوریت اور اکتاہٹ بھی نہ ہو اور احکامِ اسلام پر عمل بھی ہوتا رہے۔ اصل میں اس جملے کے ذریعے مسافر کو سفر جاری رکھنے کا ایک انداز بتلایا گیا کہ وہ اپنا سفر دن رات جاری نہ رکھے، وگرنہ عاجز آ جائے گا اور منزل مقصد تک نہیں پہنچ پائے گا، اسے چاہیے کہ صبح کے وقت، شام کے وقت اور اسی طرح رات کو کچھ وقت اپنا سفر جاری رکھا کرے، کیونکہ یہ پھرتی اور چستی کے اوقات ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی آخرت تک پہنچنے کے لیے سفر کر رہا ہے، اسے چاہیے کہ اچھے سفر کے لیے اپنی عبادات کے لیے ایسے اوقات کا

---

(١٠١٩٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠١٩٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

تعین کرے، جن میں وہ ہشاش بشاش ہو، اوران عبادات کا تعین رسول اللہ ﷺ نے کر دیا ہے، ہمیں ان پر کار بند رہنا چاہیے، کیونکہ آپ ﷺ سب سے بڑے حکیم اور دانا تھے۔

بڑی عجیب بات ہے کہ ایک طرف آپ ﷺ نے یہ فرمادیا کہ کوئی شخص اپنے نیک اعمال کے بل بوتے پر جنت میں نہیں جا سکتا، جبکہ دوسری طرف آپ ﷺ عمل کرنے کا حکم بھی دے رہے ہیں۔ حقیقت میں ان دو امور میں کوئی تضاد نہیں ہے، بلا شک وشبہ جنت میں داخل ہونے کا سبب اعمالِ صالحہ ہیں اور داخلہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا، مزید تفصیل امام صاحب کے کلام میں پیش کی جاتی ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: بعض لوگ اشکال میں پڑ گئے اوراس حدیث کو درج ذیل آیت کے مخالف گمان کرنے لگے: ﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۂ زخرف: ۷۲) ...... ''تم لوگوں کو اس جنت کا وارث بنا دیا گیا ہے، اس وجہ سے کہ جو تم عمل کرتے تھے۔'' اس موضوع پر دلالت کرنے والی کئی آیات واحادیث پائی جاتی ہیں۔

اس تضاد کو دور کرنے کے لیے مختلف جوابات دیے گئے ہیں، سب سے بہتر جمع وتطبیق یہ ہے کہ ((لَا تَــدْخُــلُ الْجَنَّةَ بِعَمَلٍ)) جیسی مذکورہ بالا احادیث میں "باء الثمنية" ہے اور درج بالا آیت میں "باء السببية" ہے۔ یعنی اعمالِ صالحہ جنت میں داخل ہونے کا سبب ضرور ہیں، لیکن یہ جنت اور اس کی نعمتوں اور اس کے درجات کی قیمت نہیں ہیں۔

امام ابن تیمیہ نے کہا: اسی لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسباب کو سب کچھ سمجھ لینا شرک ہے، اسباب کو سرے سے ختم کر دینا عقل کے ناقص ہونے کی علامت ہے اور اسباب سے کلی طور پر اعراض کرنے سے شریعت پر طعن لازم آتا ہے۔

صرف اسباب، مسبَّب کے حصول کے لیے کافی نہیں ہیں، اگر دیکھا جائے تو بارش کا نازل ہونا اور بیج کا کاشت کر دینا کھیتی کے لیے بہت بڑے اسباب ہیں، لیکن درحقیقت یہ کافی نہیں ہیں، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مفید ہواؤں کا چلنا، دوسری تمام شرائط کا پایا جانا اور موانع کی نفی ہونا ضروری امور ہیں۔ یہ سارا کچھ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور قضا سے ہوگا ایک اور مثال سمجھیں کہ بچے کی ولادت کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے جماع کرے، کیونکہ ایسے بے شمار واقعات ہے کہ جماع کے باوجود بچے کی پیدائش نہ ہو سکی، کیونکہ اس سبب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت ضروری ہے کہ عورت کو حمل ہو، بچہ رحم میں پرورش پائے اور اس کی تخلیق کے سارے مراحل طے پائیں اور اس کے ساتھ ساتھ کوئی مانع بھی نہ ہو۔

یہی معاملہ آخرت کا ہے، سعادت مند بننے کے لیے اعمال کافی نہیں ہیں، ہاں یہ سبب ضرور ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۂ نحل: ۳۲) ...... ''جنت میں داخل ہو جاؤ، سبب یہ ہے کہ تم عمل کرتے تھے۔'' یہ "باء السبب" ہے، یعنی اعمال صالحہ جنت میں داخل کرنے کا سبب ہیں، اور جن احادیث میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے عمل کے بل بوتے میں جنت میں داخل نہیں ہو سکتا، ان میں "بـاء" مقابلہ کے لیے آئی ہے، یعنی ہمارے اعمال جنت میں داخل ہونے کا عوض یا قیمت نہیں ہیں، بلکہ اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ اللہ

تعالیٰ کی معافی، رحمت اور فضل ضروری ہے، کیونکہ اس کی معافی کی وجہ سے برائیاں مٹ جائیں گی، اس کی رحمت سے خیر و بھلائی آئے گی اور اس کے فضل کی وجہ سے درجات بلند ہوں گے۔

اس مقام پر لوگوں میں دو فرقے گمراہ ہو گئے ہیں:

۱۔ ایک فریق نے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان لانے کو حصولِ مقصود کے لیے کافی سمجھ لیا اور اسبابِ شرعیہ اور اعمالِ صالحہ سے مکمل اعراض کر لیا۔ ان کے اس عقیدے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتب، رسل اور دین کا کفر کرنے پر اتر آتے ہیں۔

۲۔ دوسرا فریق عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے یوں اجر وثواب طلب کرتا ہے، جیسے مزدور اپنی مزدوری پوری کرنے کے بعد مالک سے اجرت طلب کرتا ہے، یعنی ان لوگوں کو اپنے عمل اور قوت پر حد سے زیادہ اعتماد ہوتا ہے، یہ لوگ بھی جاہل اور گمراہ ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی تعمیل میں ہماری اپنی خیر و بھلائی پنہاں ہے، نہ کہ اس کا کوئی ذاتی فائدہ، جیسا کہ حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے بندو! تم مجھے نقصان دے سکتے ہو نہ نفع۔''

بادشاہ اپنی ذاتی حاجت وضرورت کی وجہ سے اپنے ماتحت لوگوں کو حکم دیتا ہے اور وہ اپنی ذاتی قوت کی بنا پر اس کا مطالبہ پورا کر کے اجرت کے مستحق ٹھہرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ جہان والوں سے غنی ہے، نیکی و بھلائی کے امور سرانجام دینے کی قوتیں اس نے عطا کی ہیں۔ نیکی کرنے والا اپنا ہی فائدہ کرتا ہے اور برائی کرنے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ ابن تیمیہ کا کلام ختم ہوا جو (مجموعۃ الفتاوی: ۸/ ۷۰۔۷۱) سے نقل کیا گیا، اسی قسم کا کلام علامہ ابن قیم نے (مفتاح دار السعادۃ: ص۹۔۱۰) میں اور مقریزی نے (تجرید التوحید المفید: ص۳۶۔۴۳) میں پیش کیا ہے۔ (صحیحۃ: ۲۶۰۲)

امام نووی نے اس باب کی حدیث اور عمل والی آیات کے بارے کہا: سرے سے ان احادیث اور آیات میں کوئی تعارض نہیں ہے، آیات کا مفہوم یہ ہے کہ اعمال کی وجہ سے جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔ لیکن نیک اعمال، ہدایت اور اخلاص کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے ہوتی ہے، لہٰذا یہ بات صحیح ہے کہ اس کامیابی کا انحصار صرف اعمال پر نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شامل حال ہونا ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۱۹۹)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ‌رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ‌صلی اللہ علیہ وسلم : ((لَنْ یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ اِلَّا بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ۔)) قُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! وَلَا اَنْتَ؟ قَالَ: ((وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہِ۔)) وَقَالَ بِیَدِہِ فَوْقَ رَأْسِہِ۔ (مسند احمد: ۱۱۵۰۶)

سیدنا ابو سعید خدری ‌رضی اللہ عنہ ‌ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وسلم ‌ نے فرمایا: ''کوئی فرد جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ۔'' ہم نے کہا: اور آپ بھی نہیں؟ اے اللہ کے رسول! آپ ‌صلی اللہ علیہ وسلم ‌ نے فرمایا: ''اور نہ میں، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔'' ساتھ ہی آپ ‌صلی اللہ علیہ وسلم ‌ نے اپنے ہاتھ سے سر کے اوپر اشارہ کیا۔

---

(۱۰۱۹۹) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۱۴۸۶)

(۱۰۲۰۰)۔ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ حَوْسٍ الْيَمَانِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُوْ هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ : يَا يَمَامِيُّ! لَا تَقُوْلَنَّ لِرَجُلٍ: وَاللّٰهِ! لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ، أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ أَبَدًا، قُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! إِنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ يَقُوْلُهَا أَحَدُنَا لِأَخِيْهِ وَصَاحِبِهِ إِذَا غَضِبَ، قَالَ: فَلَا تَقُلْهَا، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم يَقُوْلُ: ((كَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رَجُلَانِ كَانَ أَحَدُهُمَا مُجْتَهِدًا فِي الْعِبَادَةِ، وَكَانَ الْآخَرُ مُسْرِفًا عَلٰى نَفْسِهِ، فَكَانَا مُتَآخِيَيْنِ، فَكَانَ الْمُجْتَهِدُ لَا يَزَالُ يَرَى الْآخَرَ عَلٰى ذَنْبٍ، فَيَقُوْلُ: يَا هٰذَا أَقْصِرْ، فَيَقُوْلُ: خَلِّنِيْ وَرَبِّيْ، أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيْبًا؟ قَالَ: إِلٰى أَنْ رَآهُ يَوْمًا عَلٰى ذَنْبٍ اسْتَعْظَمَهُ فَقَالَ لَهُ: وَيْحَكَ أَقْصِرْ، قَالَ: خَلِّنِيْ وَرَبِّيْ، أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيْبًا؟ قَالَ: فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ أَبَدًا، (قَالَ أَحَدُهَا) قَالَ: فَبَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْهِمَا مَلَكًا فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا وَاجْتَمَعَا فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِيْ، وَقَالَ لِلْآخَرِ: أَكُنْتَ بِيْ عَالِمًا؟ أَكُنْتَ عَلٰى مَا فِيْ يَدِيْ خَازِنًا؟ اذْهَبُوْا بِهِ إِلَى النَّارِ، قَالَ: فَوَ الَّذِيْ نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَتَكَلَّمَ بِالْكَلِمَةِ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ۔)) (مسند احمد: ۸۲۷۵)

ضمضم بن حوس یمانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے مجھے کہا: اے یمامی! تو نے کسی آدمی کو ہرگز اس طرح نہیں کہنا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھے نہیں بخشے گا، یا اللہ تعالیٰ تجھ کو کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ میں نے کہا: اے ابوہریرہ! ہم میں جب کوئی آدمی ناراض ہوتا ہے تو وہ اپنے بھائی اور ساتھی پر یہ جملے کستا ہے، انھوں نے کہا: پس تو نے اس طرح نہیں کہنا، کیونکہ میں نے نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بنواسرائیل میں دو آدمی تھے، ان دونوں میں بھائی چارہ تھا، ان میں سے ایک عبادت میں بڑی محنت کرنے والا تھا اور دوسرا اپنی جان پر زیادتی کرنے والا تھا، عبادت گزار دوسرے آدمی کو گناہوں میں ملوث دیکھتا رہتا تھا اور اس کو کہتا تھا: او فلاں! باز آ جا، لیکن وہ کہتا: تو رہنے دے مجھے اور میرے ربّ کو، کیا تجھے مجھ پر نگہبان بنا کر بھیجا گیا ہے، ایک دن اس عبادت گزار کو اس کو ایسے گناہ میں ملوث پایا، جس کو اس نے بڑا سمجھا، پس اس نے اس سے کہا: او تو ہلاک ہو جائے، باز آ جا، اس نے حسبِ روٹین کہا: تو رہنے دے مجھے اور میرے ربّ کو، کیا تجھے مجھ پر نگہبان بنا کر بھیجا گیا ہے، لیکن اس بار اس نے یہ بھی کہہ دیا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھے نہیں بخشے گا، یا اللہ تعالیٰ تجھے کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف فرشتے کو بھیجا اور ان کی روحیں قبض کر لیں، پس وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے گنہگار سے کہا: تو جا اور میری رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے سے کہا: کیا تو میرے بارے میں جاننے والا تھا؟ میرے ہاتھ میں جو کچھ ہے، کیا تو اس کا خزانچی تھا، لے جاؤ اس کو آگ کی طرف۔ پھر آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے

(۱۰۲۰۰) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤٩٠١ (انظر: ٨٢٩٢)

ہاتھ میں ابو القاسم (ﷺ) کی جان ہے! اس آدمی نے ایسی بات کر دی کہ جس نے اس کی دنیا اور آخرت کو تباہ کر دیا۔''

**فوائد:** ......اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ ہر شریعت میں لوگوں سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ اعمالِ صالحہ کا اہتمام کریں اور گناہ والے امور سے اجتناب کریں، اس حدیث میں دو اہم باتوں کا ذکر ہے، ایک اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخش سکتا ہے، جیسا کہ اس گنہگار کو بخش دیا تھا، دوسرا زبان کے استعمال میں محتاط رہنا چاہیے، کسی گنہگار کو یہ کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا، یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑی جرأت ہے، اس ایک بول نے نیکوکار کی نیکیوں کو اجاڑ دیا۔

کوئی شخص اس حدیثِ مبارکہ سے یہ استدلال نہ کرنے پائے کہ برائیاں کر لینے میں، کوئی حرج نہیں ہے، آپ ﷺ کا مقصود یہ نہیں تھا۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَدْمِ قُنُوْطِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَفِيْهِ بُشْرٰى لِلْأُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ

## اس چیز کا بیان کہ توحید پرستوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے اور اس میں امتِ محمدیہ کے لیے خوشخبری ہے

(۱۰۲۰۱)۔ عَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ضَحِكَ رَبُّنَا قُنُوْطَ عِبَادِهِ وَقُرْبَ غِيَرِهِ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوَ يَضْحَكُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔ قَالَ: لَنْ نَعْدِمَ مِنْ رَبٍّ يَضْحَكُ خَيْرًا۔)) (مسند احمد: ١٦٢٨٨).

سیدنا ابو رزین ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا ربّ اس بات پر ہنستا ہے کہ اس کا بندہ ناامید ہو رہا ہوتا ہے، جبکہ اس کے حالات کی تبدیلی قریب ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ربّ تعالیٰ بھی ہنستا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، ہم ہنسنے والے ربّ کے ہاں خیر کو مفقود نہیں پائیں گے۔''

**فوائد:** ...... جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے معمولی آزمائش کو کچھ وقت کے لیے رفع نہیں کرتا تو خیر سے مایوسی اس پر غلبہ پانے لگتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ اس بندے کے لیے خیر کا معاملہ قریب ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾...... ''کہہ دے اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ'' (سورۂ زمر: ۵۳)

مزید فرمایا: ﴿وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۔﴾...... ''اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔'' (سورۂ یوسف: ۸۷)

---

(١٠٢٠١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال وكيع بن حدس، أخرجه ابن ماجه: ١٨١ (انظر: ١٦١٨٧)

(۱۰۲۰۲)۔ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْحَجَّاجِ النَّاجِیُّ قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ السَّرِیِّ قَالَ: حَدَّثَنِیْ ابْنٌ لِکَنَانَةَ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ اَبَاهُ الْعَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا عَشِیَّةَ عَرَفَةَ لِاُمَّتِهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ، فَاَکْثَرَ الدُّعَاءَ فَاَجَابَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ قَدْ فَعَلْتُ وَغَفَرْتُ لِاُمَّتِكَ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَقَالَ: یَارَبِّ! اِنَّكَ قَادِرٌ اَنْ تَغْفِرَ لِلظَّالِمِ، وَتُثِیْبَ الْمَظْلُوْمَ خَیْرًا مِنْ مَظْلَمَتِهِ۔)) فَلَمْ یَکُنْ فِیْ تِلْكَ الْعَشِیَّةِ اِلَّا ذَا، یَعْنِیْ فَلَمْ یُجِبْهُ تِلْكَ الْعَشِیَّةَ کَمَا فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ، فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْغَدِ دَعَا غَدَاةَ الْمُزْدَلِفَةِ فَعَادَ یَدْعُوْ لِاُمَّتِهِ فَلَمْ یَلْبَثِ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ تَبَسَّمَ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهِ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ ضَحِکْتَ فِیْ سَاعَةٍ لَمْ تَکُنْ تَضْحَكُ فِیْهَا، فَمَا اَضْحَکَكَ؟ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ۔ قَالَ: ((تَبَسَّمْتُ مِنْ عَدُوِّ اللّٰهِ اِبْلِیْسَ حِیْنَ عَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ لِیْ فِیْ اُمَّتِیْ وَغَفَرَ لِلظَّالِمِ اَهْوٰی یَدْعُوْ بِالثُّبُوْرِ وَالْوَیْلِ وَیَحْثُوْا التُّرَابَ عَلٰی رَاْسِهِ فَتَبَسَّمْتُ مِمَّا یَصْنَعُ جَزْعُهُ۔))

(مسند احمد: ۱٦۳۰۸)

سیدنا عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لیے کثرت کے ساتھ مغفرت اور رحمت کی دعا، پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول کی اور فرمایا: بے شک تحقیق میں نے کر دیا ہے اور تیری امت کو بخش دیا ہے، مگر وہ جو یہ خود ایک دوسرے پر ظلم کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے میرے ربّ! تو اس چیز پر قادر ہے کہ تو ظالم کو بخش دے اور مظلوم کو اس پر کے گئے ظلم سے بہتر اجر وثواب عطا کر دے۔'' اس شام کو تو یہی کچھ ہوا تھا، یعنی عرفہ کی شام کو آپ ﷺ کی یہ دعا قبول نہیں ہوئی تھی، جیسا کہ بعض روایات میں ہے، جب اگلا دن ہوا تو آپ ﷺ نے مزدلفہ کی صبح کو اپنی امت کے لیے دعا مانگنا شروع کی، جلد ہی آپ ﷺ مسکرانے لگ گئے، ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ ایسی گھڑی میں مسکرائے ہیں، جس میں مسکرانا آپ کی عادت نہیں تھی، پس کس چیز نے آپ ﷺ کو ہنسایا ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے دانت مبارک کو مسکراتا رکھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرایا ہوں، جب اس کو علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے حق میں میری دعا قبول کر لی ہے اور ظالم کو بھی بخش دیا ہے تو اس نے ہلاکت کو پکارا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا، پس میں اس جزع وفزع کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔''

---

(۱۰۲۰۲) تخریج: اسناده ضعیف، ابن کنانة بن العباس مجهول، وقال البخاری: لم یصح حدیثه، ووالده کنانة مجهول ایضا، وقد تناقض فیه ابن حبان، فذکره فی "الثقات" علی عادته فی توثیق المجاهیل، ثم جازف، فاعاد ذکره فی "المجروحین" وقال: حدیثه منکر جدا، أخرجه ابوداود: ۵۲۳٤، وابن ماجه: ۳۰۱۳ (انظر: ۱٦۲۰۷)

(۱۰۲۰۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ الْجُنَبِيِّ، أَنَّ فَضَالَةَ بْنَ عُبَادَةَ وَعُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَفَرَغَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ قَضَاءِ الْخَلْقِ فَيَبْقٰى رَجُلَانِ فَيُؤْمَرُ بِهِمَا إِلَى النَّارِ فَيَلْتَفِتُ أَحَدُهُمَا فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ تَعَالٰى: رُدُّوْهُ فَيَرُدُّوْنَهُ، قَالَ لَهُ: لِمَ الْتَفَتَّ؟ قَالَ: إِنْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ تُدْخِلَنِيَ الْجَنَّةَ قَالَ: فَيُؤْمَرُ لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: لَقَدْ أَعْطَانِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى أَنِّيْ لَوْ أَطْعَمْتُ أَهْلَ الْجَنَّةِ مَانَقَصَ ذٰلِكَ مَا عِنْدِيْ شَيْئًا۔)) قَالَ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَكَرَهُ يُرَى السُّرُوْرُ فِيْ وَجْهِهِ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۷۹)

سیدنا فضالہ بن عبادہ اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہو گا اور اللہ تعالیٰ مخلوق کے فیصلے سے فارغ ہو جائے گا، تو دو بندے ابھی تک باقی کھڑے ہوں گے، ان کے بارے میں جہنم کا حکم دیا جائے گا، جب ان میں سے ایک پلٹ کر دیکھے گا تو جبّار تعالیٰ کہے گا: اس کو واپس لاؤ، پس فرشتے اس کو واپس لائیں گے، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: تو نے پلٹ کر کیوں دیکھا ہے؟ وہ کہے گا: مجھے تو یہ امید تھی کہ تو مجھے جنت میں داخل کرے گا، پس اس کے لیے جنت کا حکم دے دیا جائے گا، پھر وہ کہے گا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ کچھ عطا کر دیا ہے کہ اگر میں جنتیوں کو کھانا کھلا دوں، تو اس سے میرے پاس جو کچھ ہے، اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بات ذکر کی تو آپ ﷺ کے چہرے پر سرور نظر آ رہا تھا۔

(۱۰۲۰۴)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَنْ أَشْرَكَ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((إِلَّا مَنْ أَشْرَكَ۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ۲۲۷۲۰)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں چاہتا کہ مجھے اس آیت کے بدلے دنیا و مافیہا مل جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، بیشک وہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔'' ایک بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور جو شخص شرک کرے؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور پھر تین بار فرمایا: ''مگر جو شرک کرے۔''

**فوائد:** ...... ہر گناہ کی بخشش ممکن ہے، اگر معاف نہ کیا گیا تو محدود عذاب کے ذریعے اس کا بدلہ دیا جائے گا، ما سوائے شرک کے، یہ گناہ ناقابل معافی ہے۔

---

(۱۰۲۰۳) تخريج: اسناده ضعيف لضعف رشدين بن سعد (انظر: ۲۲۷۹۳)

(۱۰۲۰۴) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، وابو عبد الرحمن الجيلاني في عداد المجهولين، أخرجه البيهقي في "الشعب": ۷۱۳۷، والطبراني في "الاوسط": ۱۷۶ (انظر: ۲۲۳۶۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيْلٌ

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور ہر چیز پر کارساز ہے

# اَلْقِسْمُ السَّادِسُ مِنَ الْكِتَابِ وَهُوَ قِسْمُ التَّارِيْخِ

# کتاب کی قسم ششم یعنی تاریخ

# كِتَابُ خَلْقِ الْعَالَمِ

# جہاں کی تخلیق کی کتاب

## بَابُ اَوَّلِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَفِيْهِ ذِكْرُ الْمَاءِ وَالْعَرْشِ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

## مخلوقات میں پہلی چیز کا بیان اور اس میں پانی، عرش، لوح محفوظ اور قلم کا ذکر ہوگا

(۱۰۲۰۵)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْبَلُوْا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ۔)) قَالَ: قَالُوْا: قَدْ بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا؟ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) قَالَ: ((اِقْبَلُوْا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ۔)) (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ) قَالَ: قُلْنَا قَدْ قَبِلْنَا فَاَخْبِرْنَا عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ كَيْفَ كَانَ؟ قَالَ: ((كَانَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنوتمیم! خوشخبری قبول کرو۔'' انھوں نے کہا: خوشخبری تو آپ نے ہمیں دے دی ہے، اب ہمیں (کچھ مال و متاع) دیں، یہ سن کر آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بنوتمیم خوشخبری قبول نہیں کرنا چاہتے تو اے اہل یمن! تم قبول کرلو۔'' ہم نے کہا: جی ہم نے قبول کی، پس آپ ہمیں اس عالَم کی ابتدا کے بارے میں بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر چیز سے پہلے تھا،

(۱۰۲۰۵) تخریج: أخرجه البخاري: ۳۱۹۱، ۷۴۱۸ (انظر: ۱۹۸۷۶)

قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَكَتَبَ فِي اللَّوْحِ ذِكْرَ كُلِّ شَيْءٍ۔)) قَالَ: وَآتَانِيْ آتٍ فَقَالَ:يَا عِمْرَانُ! اِنْحَلَّتْ نَاقَتُكَ مِنْ عِقَالِهَا، قَالَ: فَخَرَجْتُ فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ بَيْنِي وَبَيْنَهَا قَالَ: فَخَرَجْتُ فِيْ أَثَرِهَا فَلَا أَدْرِيْ مَا كَانَ بَعْدِيْ۔ (مسند احمد: ۲۰۱۱۷)

اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا، اس نے لوح محفوظ میں ہر چیز کا ذکر لکھا۔'' اتنے میں ایک آنے والے نے کہا: اے عمران! تیری اونٹنی رسی کھلا گئی ہے، پس میں اس کو پکڑنے کے لیے نکل پڑا، (وہ اتنی دور جا چکی تھی کہ) اس کے اور میرے درمیان ایک سراب نظر آ رہا تھا، پس میں اس کے پیچھے چلا گیا اور یہ نہ جان سکا کہ آپ ﷺ نے میرے بعد کیا ارشاد فرمایا۔

(۱۰۲۰٦)۔ عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ قَالَ: ((كَانَ فِيْ عَمَاءٍ، مَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ، وَمَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ، ثُمَّ خَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ۔)) (مسند احمد: ۱٦۳۰۱)

سیدنا ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! زمین و آسمان کی تخلیق سے قبل ہمارا ربّ کہاں تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ باریک بادل میں تھا، اس کے نیچے بھی ہوا تھی اور اوپر بھی ہوا تھی، پھر اس نے پانی پر اپنا عرش پیدا کیا۔''

(۱۰۲۰۷)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ إِذَا رَأَيْتُكَ طَابَتْ نَفْسِيْ، وَقَرَّتْ عَيْنِيْ، فَأَنْبِئْنِي عَنْ كُلِّ شَيْءٍ؟ فَقَالَ: ((كُلُّ شَيْءٍ خُلِقَ مِن مَاءٍ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْبِئْنِيْ عَنْ أَمْرٍ إِذَا أَخَذْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((أَفْشِ السَّلَامَ، وَأَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ، وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔)) (مسند احمد: ۷۹۱۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا نفس خوش ہو جاتا ہے اور میری آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے، پس آپ مجھے ہر چیز کے بارے میں بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسے حکم کے بارے میں بتلائیں کہ اگر میں اس پر عمل کروں، تو جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کو عام کر، کھانا کھلا، صلہ رحمی کر اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو قیام کر اور پھر جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔''

(۱۰۲۰۸)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ،

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ

(۱۰۲۰٦) تخریج: اسناده ضعيف، وكيع بن حدس مجهول الحال، أخرجه الترمذی: ۳۱۰۹، وابن ماجه: ۱۸۲ (انظر: ۱٦۲۰۰)

(۱۰۲۰۷) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ۱۲۹، وابن حبان: ۵۰۸، ۲۵۵۹ (انظر: ۷۹۳۲)

(۱۰۲۰۸) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٤۷۰۰، والترمذی: ۲۱۵۵، ۳۳۱۹(انظر: ۲۲۷۰۵)

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالَی الْقَلَمَ، ثُمَّ قَالَ لَہُ: اُکْتُبْ، فَجَرٰی فِیْ تِلْکَ السَّاعَۃِ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ)) (مسند احمد: ۲۳۰۸۱)

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر اس سے کہا: لکھ، پس وہ اسی گھڑی میں چلی اور قیامت تک ہونے والے امور لکھ دیئے۔''

**فوائد:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلی مخلوق قلم ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: کئی لوگوں کے دلوں میں یہ عقیدہ مضبوط ہو چکا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کا نور پیدا کیا، لیکن یہ عقیدہ بے بنیاد ہے اور عبد الرزاق رحمہ اللہ کی حدیث کی سند معروف نہیں ہے۔ نیز اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی ردّ ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو پہلی مخلوق تصور کرتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس اس دعوی کی کوئی واضح نص موجود نہیں ہے، سب کچھ استنباط و اجتہاد کی روشنی میں کہا گیا۔

قلم کے پہلی مخلوق ہونے کے دلائل واضح ہیں، ایسی واضح نصوص کے موجودگی میں کسی دوسرے اجتہاد کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ان احادیث کا یہ مطلب بیان کرنا کہ عرش کے بعد پہلی مخلوق قلم ہے، باطل ہے۔ اگر عرش کے اول المخلوق ہونے پر کوئی قطعی نص ہوتی تو ایسی تاویل کی گنجائش مل سکتی تھی۔

بعض فلسفی قسم کے لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حوادث کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور ہر مخلوق سے پہلے کسی نہ کسی مخلوق کا وجود ضروری ہے۔

اگر اس نظریے کو درست تسلیم کر لیا جائے تو کسی چیز کو اول المخلوق نہیں کہا جا سکتا۔ جبکہ اس حدیثِ مبارکہ میں ایسے لوگوں کا ردّ کیا گیا ہے اور قلم کو سب سے پہلی مخلوق قرار دے کر یہ ثابت کیا گیا کہ مخلوقات کی ایک ابتدا ہے، اس ابتدا سے پہلے مخلوق کا کوئی فرد موجود نہ تھا۔ (صحیحہ: ۱۳۳) یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ ازل سے ہے، ابد تک رہے گا، اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔

(۱۰۲۰۹)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: کُنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِالْبَطْحَاءِ فَمَرَّتْ سَحَابَۃٌ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اَتَدْرُوْنَ مَا ھٰذَا؟)) قَالَ: قُلْنَا:

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادیٔ بطحاء میں بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے ایک بدلی گزری، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟'' ہم نے کہا: یہ بادل ہے، آپ ﷺ

(۱۰۲۰۹) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، یحییٰ بن العلاء الرازی متروک الحدیث، وقال احمد: کذاب یضع الحدیث، وسماك بن حرب وان کان صدوقا کان ربما لقّن، فاذا انفرد باصل لم یکن حجۃ، وقد تفرد بھذہ الروایۃ عن عبد اللہ بن عمیرۃ، أخرجہ ابوداود: ٤٧٢٤، ٤٧٢٥، والترمذی: ٣٣٢٠ (انظر: ١٧٧٠)

السَّحَابُ، قَالَ: ((وَالْمُزْنُ)) قُلْنَا: وَالْمُزْنُ، قَالَ: ((وَالْعَنَانُ۔)) قَالَ: فَسَكَتْنَا، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ؟)) قَالَ: قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، وَمِنْ كُلِّ سَمَاءٍ اِلَى سَمَاءٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، وَكِثْفُ كُلِّ سَمَاءٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، وَفَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ اَسْفَلِهِ وَاَعْلَاهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْعَالٍ بَيْنَ رُكَبِهِنَّ وَاَظْلَافِهِنَّ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشُ بَيْنَ اَسْفَلِهِ وَاَعْلَاهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَوْقَ ذٰلِكَ، لَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْهِ مِنْ اَعْمَالِ بَنِىْ آدَمَ شَىْءٌ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۰)

نے فرمایا: ''مُزْن بھی کہتے ہیں؟'' ہم نے کہا: جی مُزْن بھی کہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو عَنَان بھی کہتے ہیں؟'' ہم جواباً خاموش رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت جتنا فاصلہ ہے، اور ہر آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برسوں کی مسافت ہے، جبکہ ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو برس ہے اور ساتویں آسمان پر ایک سمندر ہے، اس کی گہرائی اتنی ہی ہے، جتنا زمین سے آسمان تک کا فاصلہ ہے، اس کے اوپر پہاڑی بکرے کی شکل کے آٹھ فرشتے ہیں، ان کے کھر سے گھٹنے تک کی لمبائی اتنی ہے، جتنی زمین سے آسمان تک کی مسافت ہے، پھر اس کے اوپر عرش ہے، عرش کے اوپر والے اور نیچے والے حصے کے درمیان زمین و آسمان کی مسافت جتنا فاصلہ ہے، اس کے اوپر اللہ تعالیٰ ہے، لیکن اس پر بنو آدم کے اعمال میں سے کوئی عمل مخفی نہیں ہے۔''

(۱۰۲۱۰)۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ، عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ، فَاِنَّهُ وَسْطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ، وَفَوْقُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَوْ تَتَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ۔))، (شَكَّ اَبُوْ عَامِرٍ اَحَدُ الرُّوَاةِ)۔ (مسند احمد: ۸۴۰۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو، کیونکہ وہ جنت کا اعلی و افضل حصہ اور مقام ہے، اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے، اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔''

**فوائد:**...... اس قسم کی احادیث کے متن کو سمجھ لینا کافی ہے، کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہیے۔

---

(۱۰۲۱۰) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۸۴۱۹)

(۱۰۲۱۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ۸٤٥٥)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پھر اسی طرح کی حدیث بیان کی۔

(۱۰۲۱۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَدَّقَ اُمَيَّةَ بْنَ اَبِيْ صَلْتٍ فِيْ شَيْءٍ مِنْ شِعْرِهِ فَقَالَ:

رَجُلٌ وَثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِيْنِهِ، وَالنَّسْرُ لِلْاُخْرٰى وَلَيْثٌ مُرْصَدُ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ، وَقَالَ:

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ
حَمْرَاءَ يُصْبِحُ لَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ
تَاْبٰى فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِيْ رِسْلِهَا
اِلَّا مُعَذَّبَةً وَاِلَّا تُجْلَدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: صَدَقَ۔ (مسند احمد: ۲۳۱٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے امیہ کے بعض اشعار کی تصدیق کی تھی، اس نے ایک شعر یہ کہا تھا: (حاملین عرش میں کوئی) مرد کی صورت پر ہے، کوئی بیل کی صورت پر ہے، اللہ تعالیٰ کی دائیں ٹانگ کے نیچے، تو کوئی گدھ کی صورت ہے اور کوئی گھات بیٹھے ہوئے شیر کی صورت پر۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''امیہ نے سچ کہا ہے۔'' ایک دفعہ اس نے یہ شعر کہا تھا: اور ہر رات کے آخر میں سورج طلوع ہوتا ہے، اس وقت وہ سرخ ہوتا ہے اور اس کا رنگ گلابی نظر آ رہا ہوتا ہے، وہ انکار کر دیتا ہے اور نرمی کے ساتھ طلوع نہیں ہوتا، وگرنہ اس کو عذاب دیا جاتا ہے اور کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا ہے۔''

**فوائد**: ...... حاملین عرش کے بارے میں درج ذیل روایت صحیح ہے:

سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (( اُذِنَ لِيْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ، مَابَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِهِ اِلٰى عَاتِقِهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِئَةِ سَنَةٍ۔)) ......''مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں حاملینِ عرش فرشتوں میں ایک فرشتے کی یہ (جسامت) بیان کروں کہ اس کی کان کی لو سے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال مسافت کا ہے۔'' (ابوداود: ۴۷۲۷)

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مناظر ہیں۔ جس فرشتے کی کان کی لو اور اس کے مونڈھے کا درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہو، اس کا باقی وجود کتنا بڑا ہوگا۔ ربّ جلیل ہی ہے جو تعریف و توصیف اور حمد و ثنا کا مستحق ہے۔

## بَابُ مَاوَرَدَ فِيْ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاَنَّهُمَا مَوْجُوْدَتَانِ الْآنَ

## اس چیز کا بیان کہ جنت اور جہنم کو پیدا کیا گیا ہے اور وہ اب موجود ہیں

(۱۰۲۱۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ؓ،

ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

---

(۱۰۲۱۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۲۱۲) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس وقد رواه بالعنعنة، أخرجه الدارمي: ۲۷۰۳، وابويعلى: ۲٤۸۲، وابن خزيمة: ۱/ ۲۰۵ (انظر: ۲۳۱٤)

(۱۰۲۱۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٦٦۲ (انظر: ۲٥۷٤۲)

قَالَتْ: دُعِیَ النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی جَنَازَۃِ غُلَامٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! طُوْبٰی لِھٰذَا، عُصْفُوْرٌ مِنْ عَصَافِیْرِ الْجَنَّۃِ لَمْ یُدْرِکِ الشَّرَّ وَلَمْ یَعْمَلْہُ: قَالَ: ((اَوْ غَیْرُ ذٰلِکِ یَاعَائِشَۃُ؟ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ لِلْجَنَّۃِ اَھْلًا، خَلَقَھَا لَھُمْ وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِھِمْ، وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَھْلًا، خَلَقَھَا لَھُمْ وَھُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِھِمْ۔)) (مسند احمد: ٢٦٢٦١)

کو ایک انصاری بچے کی طرف بلایا گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے لیے خوشخبری ہے، یہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے، اس نے نہ شرّ کو پایا اور نہ اس پر عمل کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اس کے علاوہ کوئی اور بات بھی کرنی ہے؟ بیشک اللہ تعالیٰ نے جنت کے لیے لوگوں کو اس وقت پیدا کیا، جب وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے، اسی طرح جہنم کے لیے لوگوں کا اس وقت تعین کر دیا، جب وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔''

**فوائد:** ...... دوسری نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے فوت ہو جانے والے نابالغ بچے جنت میں جائیں گے۔

(١٠٢١٤)۔ عَنْ جَابِرٍ ؓ، قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ صُفُوْفِنَا فِیْ الصَّلَاۃِ صَلَاۃِ الظُّھْرِ، اَوِ الْعَصْرِ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَتَنَاوَلُ شَیْئًا، ثُمَّ تَاَخَّرَ، فَتَاَخَّرَ النَّاسُ، فَلَمَّا قَضَی الصَّلَاۃَ قَالَ لَہُ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ: شَیْئًا صَنَعْتَہُ فِی الصَّلَاۃِ لَمْ تَکُنْ تَصْنَعُہُ؟ قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ بِمَا فِیْھَا مِنَ الزَّھْرَۃِ النَّضْرَۃِ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْھَا قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ، لِآتِیَکُمْ بِہٖ فَحِیْلَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہُ، وَلَوْ اَتَیْتُکُمْ بِہٖ لَاَکَلَ مِنْہُ مَنْ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَنْقُصُوْنَہُ شَیْئًا، ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ، فَلَمَّا وَجَدْتُ سَفْعَھَا تَاَخَّرْتُ عَنْھَا، وَاَکْثَرُ مَنْ رَاَیْتُ فِیْھَا النِّسَاءُ اللَّاتِیْ اِنِ ائْتُمِنَّ اَفْشَیْنَ، وَاِنْ

سیدنا جابر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں صفوں میں کھڑے تھے، یہ ظہر یا عصر کی نماز تھی، آپ ﷺ نے نماز کے اندر ہی کوئی چیز پکڑنا چاہی اور پھر اس قدر پیچھے ہٹے کہ لوگ بھی پیچھے ہٹنے لگ گئے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابی بن کعب ؓ نے کہا: آج آپ نے نماز میں ایسی کاروائی کی ہے، جو پہلے نہیں کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کو پوری چمک دمک اور تروتازگی کے ساتھ مجھ پر پیش کیا گیا، میں نے تمہارے پاس لانے کے لیے اس کا انگوروں کا گچھا پکڑنا چاہا، لیکن پھر بیچ میں رکاوٹ ڈال دی گئی اور اگر میں وہ لے آتا تو زمین وآسمان میں موجود تمام مخلوقات اس سے کھاتی، لیکن اس میں کوئی کمی واقع نہ ہوتی، پھر مجھ پر آگ پیش کی گئی، جب میں نے اس کی تپش محسوس کی تو میں پیچھے ہٹ آیا، اس میں اکثریت ان عورتوں کی تھی کہ جب ان کے پاس راز رکھا جائے تو وہ اس

(١٠٢١٤) تخریج: اسنادہ ضعیف، تفرد عبد اللہ بن محمد بن عقیل بھذہ السیاقۃ، واصل القصۃ صحیح (انظر: ١٤٨٠٠)

يُسْأَلْنَ بَخِلْنَ، وَإِنْ سَأَلْنَ أَلْحَفْنَ (قَالَ حُسَيْنٌ: وَإِنْ أُعْطِيْنَ لَمْ يَشْكُرْنَ) وَرَأَيْتُ فِيْهَا لُحَيَّ بْنَ عَمْرٍو يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَأَشْبَهُ مَا رَأَيْتُ بِهِ مَعْبَدُ بْنُ أَكْثَمَ الْكَعْبِيُّ.)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيَخْشَى عَلَيَّ مِنْ شِبْهِهِ وَهُوَ وَالِدٌ؟ فَقَالَ: ((لَا، أَنْتَ مُؤْمِنٌ وَهُوَ كَافِرٌ.)) وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ حَمَلَ الْعَرَبَ عَلَى عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ. (مسند احمد: ١٤٨٦٠)

کو فاش کر دیتی ہیں، جب ان سے سوال کیا جائے تو وہ بخل کرتی ہیں، جب وہ سوال کرتی ہیں تو چمٹ جاتی ہیں اور جب ان کو دیا جائے تو شکر نہیں کرتیں، اور میں نے لحی بن عمرو کو جہنم میں دیکھا، وہ اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا، میرے دیکھنے کے مطابق اس کی زیادہ مشابہت معبد بن اکثم کعبی سے تھی۔'' سیدنا معبد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس مشابہت کی وجہ سے میرے بارے میں کوئی خطرہ ہے، جبکہ وہ والد بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، تم مؤمن ہو اور وہ کافر تھا۔'' یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے عربوں کو بتوں کی عبادت پر اکسایا تھا۔

عرب میں سب سے پہلے بتوں کی عبادت کو رائج کرنے والے شخص کا نام اس روایت میں لحی بن عمرو آیا ہے جبکہ صحیح عمرو بن لحی ہے۔ (دیکھیں بلوغ اللعانی) (عبداللہ رفیق)

**فوائد:**...... یہ بات کئی دلائل سے ثابت ہے کہ جنت اور جہنم کو پیدا کیا جا چکا ہے اور وہ موجود ہیں۔

## بَابُ مَاوَرَدَ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَالْأَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا بَيْنَهُنَّ

## ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں اور ان کے درمیان والی چیزوں کا بیان

(١٠٢١٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ مَرَّتْ سَحَابَةٌ فَقَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ مَاهٰذَا؟)) قَالَ: قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((الْعَنَانُ وَرَوَايَا الْأَرْضِ، يَسُوْقُهُ اللّٰهُ إِلَى مَنْ لَا يَشْكُرُهُ مِنْ عِبَادِهِ، وَلَا يَدْعُوْنَهُ، أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ فَوْقَكُمْ؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((الرَّقِيْعُ، مَوْجٌ مَكْفُوْفٌ وَسَقْفٌ مَحْفُوْظٌ، أَتَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے ایک بدلی گزری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بدلی ہے اور زمین کو سیراب کرنے والی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ان بندوں کی طرف چلائے جا رہا ہے، جو نہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور نہ اس کو پکارتے ہیں، اچھا کیا تم یہ جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آسمان ہے، یہ ایک موج ہے، جس کو روک دیا گیا ہے

(١٠٢١٥) تخريج: اسناده ضعيف، الحكم بن عبد الملك مجمع على ضعفه، وقتادة مدلس، وعنعن، والحسن البصرى لم يسمع من ابى هريرة أخرجه الترمذى: ٣٢٩٨ (انظر: ٨٨٢٨)

((مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ، قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَاالَّتِيْ فَوْقَهَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((سَمَاءٌ اُخْرٰى، اَتَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَهَا وَبَيْنَهَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ۔)) حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَافَوْقَ ذٰلِكَ؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((اَلْعَرْشُ۔)) قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَاهٰذَا تَحْتَكُمْ؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((اَرْضٌ، اَتَدْرُوْنَ مَا تَحْتَهَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((اَرْضٌ اُخْرٰى، اَتَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَهَا وَبَيْنَهَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ۔)) حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ اَرْضِيْنَ ثُمَّ قَالَ: ((وَاَيْمُ اللّٰهِ! لَوْ دَلَّيْتُمْ اَحَدَكُمْ بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى السَّابِعَةِ لَهَبَطَ، ثُمَّ قَرَاَ ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾۔)) (مسند احمد: ٨٨١٤)

اور محفوظ چھت ہے، کیا تم جانتے ہوں کہ اس کے اور تمہارے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سو برسوں کی مسافت ہے، کیا تم جانتے ہو کہ اُس کے اوپر کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک اور آسمان ہے، کیا تم جانتے ہو کہ اِس آسمان اور اُس آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سو سال کی مسافت ہے۔'' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات آسمانوں کو شمار کیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ ساتویں آسمان کے اوپر کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عرش ہے، کیا تم جانتے ہو کہ عرش اور ساتویں آسمان کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سو سالوں کی مسافت ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا کیا تم یہ جانتے ہو کہ تمہارے نیچے کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''زمین ہے، اچھا کیا تمہیں اس چیز کا علم ہے کہ اس کے نیچے کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک اور زمین ہے، کیا تم جانتے ہو کہ اُس کے نیچے کیا ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک اور زمین ہے، کیا تم جانتے ہو کہ اِس زمین سے اُس زمین تک کتنا فاصلہ ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سو برسوں کی مسافت ہے۔'' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات

زمینیں شمار کیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور اللہ کی قسم ہے کہ اگر تم ساتویں زمین تک رسی لٹکاؤ تو وہ ساتویں زمین سے جا لگے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے، وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی، اور ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔'' (سورۂ حدید: ۳)

**فوائد**:...... آسمانِ دنیا کا نام ''رَقِیْع'' ہے، ایک قول کے مطابق اس کا اطلاق ہر آسمان پر بھی ہوتا ہے۔

(۱۰۲۱٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِیَدِیْ فَقَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ یَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ الْجِبَالَ فِیْهَا یَوْمَ الْاَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ فِیْهَا یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ یَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّوْرَ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِیْهَا الدَّوَابَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ آخِرَ الْخَلْقِ فِیْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِیْمَا بَیْنَ الْعَصْرِ اِلَی اللَّیْلِ۔)) (مسند أحمد: ۸۳۲۳)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہفتے والے دن کو مٹی، اتوار کو پہاڑ، سوموار کو درخت، منگل کو مکروہ چیزیں، بدھ کو نور، جمعرات کو چوپائے پیدا کئے اور آدم علیہ السلام، جو کہ آخری مخلوق تھے، کو جمعہ کے روز بعد از وقتِ عصر جمعہ کی آخری گھڑی میں پیدا کیا، یہ گھڑی عصر سے رات (غروبِ آفتاب) تک کے وقت کے مابین ہوتی ہے۔''

**فوائد**:...... اللہ تعالیٰ ہی ہے، جس نے ایسے کیا اور جو اس ترتیب کی حکمت کو جانتا ہے۔

(۱۰۲۱۷)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، قَالَ: كُنَّا قَدْ نُهِیْنَا اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَیْءٍ فَكَانَ یُعْجِبُنَا اَنْ یَجِیْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِیَةِ الْعَاقِلُ فَیَسْاَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِیَةِ فَقَالَ: یَامُحَمَّدُ! اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ، قَالَ: ((صَدَقَ۔)) قَالَ:

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے سے منع کیا جاتا تھا، اس لیے یہ بات ہمیں بڑی پسند تھی کہ کوئی عقلمند دیہاتی آدمی آئے اور آپ ﷺ سے سوال کرے اور ہم سنیں، پس ایک دیہاتی آدمی آیا اور اس نے کہا: اے محمد! آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا، اس نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' اس نے کہا:

(۱۰۲۱٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷۸۹ (انظر: ۸۳٤۱)

(۱۰۲۱۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۲ (انظر: ۱۲٤۵۷)

فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ۔)) قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ۔)) قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ، وَجَعَلَ فِيْهَا مَاجَعَلَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ۔)) قَالَ: فَبِالَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ، وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ، آللّٰهُ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) (مسند احمد: ١٢٤٨٤)

اچھا یہ بتائیں کہ کس نے آسمان کو پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے۔'' اس نے کہا: کس نے زمین کو پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: کس نے ان پہاڑوں کو گاڑھا اور ان میں کئی خزانے ودیعت رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: پس اس ذات کی قسم، جس نے آسمان پیدا کیا، زمین پیدا کی اور پہاڑ پیدا کیے، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

(١٠٢١٨)۔ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ ؓ، وَهُوَ يُخَاصِمُ فِيْ اَرْضٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا اَبَا سَلَمَةَ! اجْتَنِبِ الْاَرْضَ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ، طُوِّقَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٥٧)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ وہ سیدہ عائشہ ؓ کے پاس آئے، جبکہ وہ زمین کے بارے میں کوئی جھگڑا کر رہے تھے، سیدہ نے کہا: اے ابوسلمہ! زمین سے بچ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کی ایک بالشت کے بقدر زمین ظلم سے اپنے قبضہ میں لے لی، اس کو قیامت کے روز سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔''

**فوائد:** ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾...... ''اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین سے بھی ان کی مانند۔ ان کے درمیان حکم نازل ہوتا ہے، تاکہ تم جان لو کہ بیشک اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے اور یہ کہ بے شک اللہ نے یقیناً ہر چیز کو علم سے گھیر رکھا ہے۔'' (سورۂ طلاق: ۱۲)

معلوم ہوا کہ سات آسمانوں کی طرح سات زمینیں ہیں۔

قدیم لوگوں نے روئے زمین کو سات حصوں پر تقسیم کیا تھا، ہر حصے کو اقلیم کہتے تھے، بعض نے سات زمینوں سے یہ ہفت اقلیم مراد لیے ہیں، بعد میں ان کو سات براعظم کہا گیا، یہ قول راجح معلوم ہوتا ہے، اس کی دو وجوہات ہیں: (۱) قرآن و حدیث میں اکثر و بیشتر ''السمـوات'' کے مقابلے میں لفظ ''الارض'' مستعمل ہوا، جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ زمین دراصل ایک ٹکڑا ہی ہے۔ (۲) زمین ہتھیا لینے والے کو سات زمینوں کی مٹی کھود کر اس کا طوق پہنایا جائے گا، اور اس زمین میں ساتوں زمینیں موجود ہیں۔

---

(١٠٢١٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦١٢ (انظر: ٢٤٣٥٣)

اگر سات زمینوں سے مراد سات زمینیں ہی لیں کہ وہ آسمانوں کی طرح الگ الگ ہیں تو ان میں سے ایک زمین وہ ہے، جس پر ہم رہ رہیں ہیں، پھر باقی چھ زمینیں کہاں ہیں، نیز ان پر کون سی مخلوق رہتی ہے، ان سوالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے گا۔

(۱۰۲۱۹)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ مَا لَيْسَ لَهُ، طُوِّقَهُ اِلَى السَّابِعَةِ مِنَ الْاَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔)) (مسند احمد: ۱۶۴۲)

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زمین کا وہ حصہ ہتھیا لیا، جو اس کا نہیں ہے تو اس کو قیامت کے دن ساتویں زمین تک طوق پہنایا جائے گا، اور جو آدمی اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہے۔''

**فوائد:**...... دوسرے کی زمین ہتھیا لینے والے کے حق میں سخت وعید بیان کی گئی ہے۔

(۱۰۲۲۰)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الظُّلْمِ اَعْظَمُ؟ قَالَ: ((ذِرَاعٌ مِنَ الْاَرْضِ يَنْتَقِصُهُ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ، فَلَيْسَتْ حَصَاةٌ مِنَ الْاَرْضِ اَخَذَهَا اِلَّا طُوِّقَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى قَعْرِ الْاَرْضِ، وَلَا يَعْلَمُ قَعْرَهَا اِلَّا الَّذِيْ خَلَقَهَا۔)) (مسند احمد: ۳۷۶۷)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا ظلم بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ہاتھ زمین، جس کو آدمی اپنے بھائی کے حق سے ہتھیا لیتا ہے، قیامت کے دن زمین کی تہہ تک اس حصے کا طوق اس آدمی کو ڈالا جائے گا اور ایک کنکری کو بھی نہیں چھوڑا جائے گا، اور زمین کی تہہ کو کوئی نہیں جانتا، مگر وہی جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔''

(۱۰۲۲۱)۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَاْتِي الشَّيْطَانُ الْاِنْسَانَ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ، حَتّٰى يَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ اللّٰهَ، فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۱۱)

سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان کے پاس آکر کہتا ہے: کس نے آسمانوں کو پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے، وہ اگلا سوال کرتا ہے: کس نے زمین کو پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے، (سوالات کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ یہ کہتا: کس نے اللہ کو پیدا کیا، جب کوئی اس چیز کو محسوس کرے تو وہ کہے: ''آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ'' (میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں)۔''

(۱۰۲۱۹) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۲۵۸۰، و النسائی: ۷/ ۱۱۵ (انظر: ۱۶۴۲)
(۱۰۲۲۰) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن لهيعة ولانقطاعه، فابو عبد الرحمن الحبلی لم يُذكر انه روى عن ابن مسعود، وروايته عن صغار الصحابة، أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۱۰۵۱۶ (انظر: ۳۷۶۷)
(۱۰۲۲۱) تخريج: متن الحديث صحيح، لكن من حديث ابی هريرة وعائشة (انظر: ۲۱۸۶۷)

(۱۰۲۲۲)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: لِيْ، اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يَزَالُوْنَ يَتَسَاءَ لُوْنَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ النَّاسَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟)) (مسند احمد: ۱۲۰۱۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: تیری امت کے لوگ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ یہ بھی کہہ دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے۔''

**فوائد**: ...... اللہ تعالیٰ کی ذات ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، اس کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا۔ اس وسیع وعریض کائنات کی ہر چیز اپنی تخلیق میں اُس کی محتاج ہے اور وہ ہر معاملے میں ہر ایک سے غنی ہے۔ مذکورہ بالا اور اس موضوع سے متعلقہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جب کسی مسلمان کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کے پیدا ہونے کے بارے میں سوال پیدا ہو، وہ شیطان کے وسوسے کا نتیجہ ہو یا کسی انسان کی ایجاد، تو اس کو چاہیے کہ درج ذیل تین دعاؤں میں سے کوئی ایک دعا پڑھے اور اس وسوسے کو ردّ کر دے۔

۱۔ ''آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ'' (میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا) پڑھنا۔

۲۔ ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھنا اور ایسے وسوسوں کو دفع کرنا۔

۳۔ اَللّٰهُ أَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ۔ پڑھنا، بائیں جانب تھوکنا اور پھر ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھنا۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جس کو شیطان کی طرف سے ''اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟'' جیسے سوال کا وسوسہ ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کا جواب دینے سے پہلو تہی کرے اور ان احادیث میں بیان کیے گئے اذکار کا اہتمام کرے، ان تین احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ درج ذیل دعا پڑھ لیا کرے (تا کہ تینوں احادیث پر عمل ہو جائے):

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔ اَللّٰهُ أَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ۔

پھر تین دفعہ بائیں طرف تھوکے، ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھے اور اس وسوسے کو دفع کر دے۔

میرا خیال ہے کہ جو آدمی پرخلوص انداز میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے یہ امور سرانجام دے گا، وہ اس قسم کے وسوسوں سے محفوظ رہے گا اور شیطان کو دھتکار دیا جائے گا۔

ایسے وسوسے کو دفع کرنے کے لیے نبوی تعلیم اس امر سے زیادہ مفید ہے کہ اس سوال کے جواب میں عقلی دلائل پیش کیے جائیں اور مقابل کے ساتھ مباحثہ ومجادلہ کیا جائے، کیونکہ ایسے معاملات میں بحث وتمحیص سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن افسوس ہے کہ اکثر مسلمان رسول اللہ ﷺ کی ان تعلیمات سے غافل ہیں۔

(۱۰۲۲۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۷۲۹٦، ومسلم: ۱۳٦ (انظر: ۱۱۹۹۵)

مسلمانو! متنبہ ہو جاؤ، اپنے نبی کی سنت کو پہچانو اور اس پر عمل کرو، کیونکہ اسی میں تمہاری شفا اور عزت مخفی ہے۔ (صحیحہ: ۱۱۸)

ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ضروری نہیں کہ سائل کے ہر سوال کا جواب دیا جائے، بلکہ مشتبہ اور پیچیدہ امور کا جواب دینے کے بجائے احکامِ شریعت پر عمل کیا جائے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خَلْقِ الْجِبَالِ وَالْحَدِیْدِ وَالنَّارِ وَالرِّیْحِ وَالدَّھْرِ وَاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ

### پہاڑوں، لوہے، آگ، ہوا، زمانے، دن اور رات کو پیدا کرنے کا بیان

(۱۰۲۲۳)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِیْدُ، فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَاَلْقَاهَا عَلَیْهَا فَاسْتَقَرَّتْ، فَتَعَجَّبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ خَلْقِ الْجِبَالِ فَقَالَتْ: یَا رَبِّ! هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ؟ قَالَ: نَعَمْ الْحَدِیْدُ، قَالَتْ: یَا رَبِّ! هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْحَدِیْدِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلنَّارُ، قَالَتْ: یَا رَبِّ! هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلْمَاءُ، قَالَتْ: یَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَلرِّیْحُ، قَالَتْ: یَا رَبِّ! فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَیْءٌ اَشَدُّ مِنَ الرِّیْحِ؟ قَالَ: نَعَمْ ابْنُ آدَمَ یَتَصَدَّقُ بِیَمِیْنِهِ یُخْفِیْهَا مِنْ شِمَالِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۲۲۷۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ڈانواڈول ہونے لگی، پس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کر کے اس پر گاڑھا، سو وہ قرار پکڑ گئی، فرشتوں کو پہاڑوں کی تخلیق سے بڑا تعجب ہوا، پس انھوں نے کہا: اے ربّ! کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز پہاڑوں سے بھی سخت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: ہاں، وہ لوہا ہے، انھوں نے کہا: اے ربّ! کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز لوہے سے بھی سخت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، وہ آگ ہے، انھوں نے کہا: اے ربّ! کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز آگ سے سخت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، وہ پانی ہے، انھوں نے کہا: اے ربّ! کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز پانی سے بھی سخت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، وہ ہوا ہے، انھوں نے کہا: اے ربّ! کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز ہوا سے بھی سخت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آدم کا وہ بیٹا ہے، جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اس کو بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔“

(۱۰۲۲٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے اور وہ

---

(۱۰۲۲۳) تخریج: اسناده ضعیف، سلیمان بن ابی سلیمان، قال ابن معین: لا اعرفه، أخرجه الترمذی: ۳۳٦۹ (انظر: ۱۲۲۵۳)

(۱۰۲۲٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٤۸۲٦، ۷٤۹۱، ومسلم: ۲۲٤٦ (انظر: ۷۲٤٥)

یُؤْذِیْنِیْ ابْنُ آدَمَ یَسُبُّ الدَّھْرَ وَاَنَا الدَّھْرُ بِیَدِیَ الْاَمْرُ، اُقَلِّبُ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ۔)) (مسند احمد: ۷۲٤٤)

اس طرح کہ زمانے کو گالی دیتا ہے، جبکہ میں زمانہ ہوں، میرے ہاتھ میں اختیار ہے، میں دن رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔''

(۱۰۲۲۵)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا الدَّھْرَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: اِنَّ الدَّھْرَ الْاَیَّامُ وَاللَّیَالِی لِیْ، اُجَدِّدُھَا وَاُبْلِیْھَا، وَآتِیْ بِمُلُوْكٍ بَعْدَ مُلُوْكٍ۔)) (مسند احمد: ۱۰٤٤۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمانے کو برا بھلا نہ کہا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک زمانہ یعنی دن اور راتیں میرے لیے ہیں، میں ان میں جدت پیدا کرتا ہوں اور ان کو بوسیدہ کرتا ہوں اور میں بادشاہوں کے بعد بادشاہوں کو لاتا ہوں۔''

**فوائد:** ...... حدیث نمبر (۱۰۱۳۷) میں ان دو احادیث کی وضاحت ہو چکی ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِی الْبِحَارِ وَالْاَنْھَارِ

## سمندروں اور دریاؤں کا بیان

(۱۰۲۲۶)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((فُجِّرَتْ اَرْبَعَۃُ اَنْھَارٍ مِنَ الْجَنَّۃِ، الْفُرَاتُ، وَالنِّیْلُ، وَسَیْحَانُ، وَجَیْحَانُ۔)) (مسند احمد: ۷۵۳۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار دریا جنت سے پھوٹتے ہیں: فرات، نیل، سیحان اور جیحان۔''

(۱۰۲۲۷)۔ وَعَنْہُ اَیْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((سَیْحَانُ وَجَیْحَانُ وَالنِّیْلُ وَالْفُرَاتُ وَکُلٌّ مِنْ اَنْھَارِ الْجَنَّۃِ۔)) (مسند احمد: ۷۸۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیحان، جیحان، فرات اور نیل ساری جنت کی نہروں میں سے ہیں۔''

**فوائد:** ...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: جس طرح انسان کی اصل جنت سے ہے، اسی طرح ممکن ہے کہ دریائے نیل اور دریائے فرات کی اصل جنت سے ہو، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: ((فُجِّرَتْ اَرْبَعَۃُ اَنْھَارٍ مِنَ الْجَنَّۃِ: اَلْفُرَاتُ وَالنِّیْلُ، وَالسَّیْحَانُ وَجَیْحَانُ۔)) (مسند احمد) ...... ''چار نہریں جنت سے پھوٹتی ہیں: فرات، نیل، سیحان، جیحان۔'' لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ دریا معروف چشموں سے پھوٹ رہے ہیں۔ اس تعارض کو یوں دور

---

(۱۰۲۲۵) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۰٤۳۸)

(۱۰۲۲۶) تخریج: أخرجه ۲۸۳۹ (انظر: ۷۵٤٤)

(۱۰۲۲۷) تخریج: انظر الحدیث السابق

کیا جائے گا کہ حدیث کا تعلق غیبی امور سے ہے، جس پر ایمان لانا اور اس کی اطلاع دینے والے کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۂ نسا: ٦٥) ......''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں، ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

(١٠٢٢٨)۔ عَنْ صَبَّاحِ بْنِ أَشْرَسَ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنِ الْمَدِّ وَالْجَزْرِ فَقَالَ: إِنَّ مَلَكًا مُوَكَّلٌ بِقَامُوسِ الْبَحْرِ فَإِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فَاضَتْ، وَإِذَا رَفَعَهَا غَاضَتْ۔)) (مسند احمد: ٢٣٦٢٦)

صباح بن اشرس سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مد و جزر کے بارے میں سوال کیا گیا، انھوں نے کہا: ایک فرشتے کو سمندر کے درمیانے اور بڑے حصے پر مقرر کیا گیا ہے، جب وہ اپنی ٹانگ اس میں رکھتا ہے تو پانی زیادہ ہو جاتا ہے اور جب وہ اس کو اٹھا لیتا ہے تو پانی کم ہو جاتا ہے۔''

**فوائد:** ......مشاہدہ یہ ہے کہ چاند کی وجہ سے سمندر میں مدّ و جزر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

(١٠٢٢٩)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ مِنْ لَيْلَةٍ إِلَّا وَالْبَحْرُ يُشْرِفُ فِيهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عَلَى الْأَرْضِ، يَسْتَأْذِنُ اللّٰهَ فِي أَنْ يَنْفَضِحَ عَلَيْهِمْ فَيَكُفُّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٣٠٣)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر رات کو سمندر تین بار زمین پر جھانکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے زمین والوں پر بہہ پڑنے کی اجازت طلب کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو روک لیتا ہے۔''

**فوائد:** ......زمین پر (٨٠) فیصد پانی ہے اور (٢٠) فیصد خشکی، جب پانی بغاوت کر جائے تو انسان اس کے سامنے بالکل بے بس ہو جاتا ہے، سیلاب کے موقع پر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، اب تو سونامی کا واقعہ بڑا مشہور ہو گیا ہے۔

(١٠٢٣٠)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى، عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْبَحْرُ هُوَ جَهَنَّمُ۔)) قَالُوا لِيَعْلٰى: فَقَالَ: أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ

سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سمندر جہنم ہی ہے۔'' لوگوں نے سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ظالموں کے لیے ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے، جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گی۔'' (سورۂ کہف: ٢٩)

---

(١٠٢٢٨) تخريج: اسناده ضعيف، صبّاح مجهول (انظر: ٢٣٢٣٨)

(١٠٢٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الشيخ الذى روى عنه العوام بن حوشب، وابو صالح مولى عمر مجهول ايضا (انظر: ٣٠٣)

(١٠٢٣٠) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن حيي مجهول، أخرجه الحاكم: ٤/ ٥٩٦، والبيهقي: ٤/ ٣٣٤ (انظر: ١٧٩٦٠)

سُرَادِقُهَا﴾ قَالَ: لَا ، وَالَّذِيْ نَفْسُ يَعْلٰى بِيَدِهِ لَا اَدْخُلُهَا اَبَدًا حَتّٰى أُعْرَضَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَلَا يُصِيْبُنِيْ مِنْهَا قَطْرَةٌ حَتّٰى اَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ۱۸۱۲٤)

''انھوں نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں یعلی کی جان ہے! میں اس میں کبھی بھی داخل نہیں ہوں گا، یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ پر پیش کیا جائے اور اس کا ایک قطرہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا، یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے جاملوں۔''

**فوائد:** ......سمندر کو جہنم قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ سمندری سفر بڑے خطرے سے خالی نہیں ہے، جب سمندر کے بیچ میں کوئی مسئلہ بن جائے تو آدمی اپنے آپ کو بالکل بے سہارا سمجھنے لگتا ہے، لہٰذا حج یا اس قسم کی اہم ضرورت کے لیے سمندری سفر کرنا چاہیے، وگرنہ نہیں۔

(۱۰۲۳۱)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ ، قَالَ: سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا ، اَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ ﷺ: ((هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ۔)) (مسند احمد: ۸۷۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: بیشک ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی اٹھاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاس لگتی ہے، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

**فوائد:** ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سمندر کا پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے، اس کا ذائقہ جیسا بھی ہو، نیز سمندر کا مردار حلال ہے، اس سے مراد وہ جانور ہے، جو پانی کے علاوہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالْكَوَاكِبِ

### سورج، چاند اور ستاروں کا بیان

(۱۰۲۳۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ ، فِيْ صِفَةِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَتْ: فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ، وَ اِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ کی نماز کسوف کی کیفیت بیان کرتی ہوئی کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا، پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا، حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، ان کو نہ کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی زندگی

(۱۰۲۳۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۸۳، وابن ماجه: ۳۸٦، والترمذی: ٦۹، والنسائی: ۱/ ۵۰ (انظر: ۸۷۳۵)

(۱۰۲۳۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۰٤٤، ۵۲۲۱، ومسلم: ۹۰۱ (انظر: ۲۵۳۱۲)

اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَكَبِّرُوْا وَادْعُوْا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَصَلُّوْا، وَتَصَدَّقُوْا۔)) الحديث (مسند احمد: ٢٥٨٢٦)

کی وجہ سے، پس جب تم ان کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو، اللہ تعالیٰ کو پکارو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔''

(١٠٢٣٣)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَا يَخْسِفَانِ لِمُوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلَاةِ، وَاِلَى الصَّدَقَةِ، وَاِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٥٣٢)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: ''اے لوگو! بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی زندگی سے، جب تم اس چیز کو دیکھو تو نماز، صدقہ اور اللہ کے ذکر کی طرف پناہ حاصل کرو۔''

**فوائد:** ......لیکن اس طویل حدیث کے جو الفاظ اس متن میں مذکور ہیں، وہ دوسرے شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نظام زمین پر ہونے والے واقعات سے متأثر نہیں ہوتا۔

(١٠٢٣٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشَّمْسَ حِيْنَ غَرَبَتْ فَقَالَ: ((فِيْ نَارِ اللّٰهِ الْحَامِيَةِ، لَوْلَا مَا يَزَعُهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ لَاَهْلَكَتْ مَا عَلَى الْاَرْضِ۔)) (مسند احمد: ٦٩٣٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورج کو غروب ہوتے ہوئے دیکھا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی دہکتی ہوئی آگ میں غروب ہوا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے حکم نے اس کو نہ روکا ہوا ہوتا تو اس نے زمین پر موجود تمام چیزوں کو ہلاک کر دینا تھا۔''

(١٠٢٣٥)۔ عَنْ اَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تَغِيْبُ الشَّمْسُ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُؤْذَنُ لَهَا فَتَرْجِعُ، فَإِذَا كَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ تَطْلَعُ صَبِيْحَتَهَا مِنَ الْمَغْرِبِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهَا، فَإِذَا اَصْبَحَتْ قِيْلَ لَهَا: اطْلُعِيْ مِنْ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سورج عرش کے نیچے غروب ہوتا ہے، پھر اس کو اجازت دی جاتی ہے، پس وہ لوٹ آتا ہے، جب وہ رات ہوگی، جس کی صبح کو سورج نے مغرب سے طلوع ہونا ہوگا، اس کو اجازت نہیں دی جائے گی، پس جب وہ صبح کرے گا تو اس سے کہا جائے گا:

(١٠٢٣٣) تخريج: هذا حديث طويل، وهو ضعيف بهذه السياقة، فقد انفرد به فليح الخزاعي وهو ممن لا يحتمل تفرده، فقد تكلم بعض الأئمة في حفظه، ومحمد بن عباد لم يذكروا له سماعا من اسماء بنت ابي بكر، أخرجه ابن خزيمة: ١٣٩٩، والطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٢٤٠ (انظر: ٢٦٩٩٢)

(١٠٢٣٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة مولى عبد الله بن عمرو (انظر: ٦٩٣٤)

(١٠٢٣٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٩ (انظر: ٢١٣٠٠)

مَكَانِكِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ﴾۔)) (مسند احمد: ٢١٦٢٥)

تو اسی جگہ سے طلوع ہو، جہاں سے غروب ہوا ہے، پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ''کیا یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا ان کے پاس آپ کا ربّ آئے یا آپ کے رب کی کوئی (بڑی) نشانی آئے۔'' (سورۂ انعام: ۱۵۸)

**فوائد:** ......سورج کا عرش کے نیچے غروب ہونا اور سجدہ کرنا، اس قسم کے امور پر مشتمل احادیثِ صحیحہ پر ایمان لانا ضروری ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کی کیفیت کو بھی سمجھا جائے، جبکہ سورج ہر وقت عرش کے نیچے ہی رہتا ہے اور کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی، جس میں یہ اپنے ربّ کے سامنے مطیع نہ ہو رہا ہو، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ﴾ ...... ''کیا تو دیکھتا نہیں کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے، مثلا سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت زیادہ لوگ۔'' (سورۂ حج: ۱۸)

ابو العالیہ رحمہ اللہ نے کہا: آسمان میں موجود ہر ستارہ، سورج اور چاند غروب ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے، پھر اس کو آگے بڑھنے کی اجازت دی جاتی ہے، جبکہ یہ بات بھی معلوم ہے کہ سورج ہر وقت فلک میں رہتا ہے، پس یہ ہر وقت فلک میں تسبیح بیان کرتا ہے اور ہر وقت سجدہ کرتا ہے اور ہر رات کو اجازت طلب کرتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے، وہ اس طرح سجدہ کرتا ہے، جیسا اس کے لیے مناسب ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرتا ہے۔

ذہن نشین رہے کہ سورج ہر گھڑی میں کسی علاقے کے لیے غروب ہو رہا ہے اور کسی علاقے کے لیے طلوع ہو رہا ہے، سو یہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کر رہا ہے اور آگے چلنے کی اجازت لے رہا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے رسالے ''قنوت الأشياء كلها لله'' میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی اور کہا: پس نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں اس چیز کی خبر دی ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد سجدہ کرتا ہے اور اجازت لیتا ہے۔ پھر انھوں نے ابو العالیہ کا مذکورہ بالا قول پیش کیا۔

(١٠٢٣٦)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا طَلَعَ النَّجْمُ صَبَاحًا قَطُّ، وَبِقَوْمٍ عَاهَةٌ اِلَّا رُفِعَتْ اَوْ خَفَّتْ۔)) (مسند احمد: ٩٠٢٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب صبح کے وقت (ثریا) ستارہ طلوع ہوتا ہے اور اس وقت جو قوم جس بیماری میں مبتلا ہوتی ہے تو وہ بیماری یا تو سرے سے ختم ہو جاتی ہے، یا اس میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔''

(١٠٢٣٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٢٢٨٦ (انظر: ٩٠٣٩)

(۱۰۲۳۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا طَـلَـعَ النَّجْمُ ذَا صَبَاحٍ رُفِعَتِ الْعَاهَةُ۔)) (مسند احمد: ٨٤٧٦)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب (ثریا) ستارہ صبح کے وقت طلوع ہوتا ہے، تو آفت ختم کر دی جاتی ہے۔''

**فوائد:** ......عثمان بن عبد اللہ بن سراقہ کہتے ہیں: ہم لوگ سفر میں تھے، جبکہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمارے ساتھ تھے، میں نے ان سے پھلوں کی بیع کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے آفت کے اٹھ جانے تک پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے، میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! کون سی چیز آفت کو دور کرتی ہے؟ انھوں نے کہا: ثریا ستارے کا طلوع ہو جانا۔ (صحیح بخاری: ١٤٨٦، صحیح مسلم: ١٥٣٤، واللفظ لاحمد)

حافظ ابن حجر نے کہا: ثریا ایک ستارہ ہے، یہ موسم گرم کے شروع میں صبح کے وقت طلوع ہوتا ہے، اس وقت حجاز کی سرزمین میں شدید گرمی کا اور پھلوں کے پکنے کا موسم ہوتا ہے، جو حقیقت معتبر ہے، وہ تو پھلوں کا پکنا ہی ہے، البتہ اس کی علامت ثریا ستارہ ہے۔

(۱۰۲۳۸)۔ حَـدَّثَـنَـا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ، ثَنَا هِشَـامٌ، عَـنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ اَبِيْ قَتَادَةَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَاٰى كَوْكَبًا انْقَضَّ فَنَظَرُوْا اِلَيْـهِ، فَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ ؓ: اِنَّا قَدْ نُهِيْنَا اَنْ نُتْبِعَهُ اَبْصَارَنَا۔ (مسند احمد: ٢٢٩١٦)

محمد کہتے ہیں: ہم سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے گھر کی چھت پر تھے، انھوں نے ایک ستارے کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا، پھر لوگوں نے اس کی طرف دیکھا تو انھوں نے کہا: ہمیں اس سے منع کیا گیا کہ ہم اس کو دیکھیں۔

(۱۰۲۳۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَـالَتْ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ فَاَرَانِي الْقَمَرَ حَتّٰى طَلَعَ فَـقَالَ: ((تَعَوَّذِيْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْغَاسِقِ اِذَا وَقَبَ۔)) (مسند احمد: ٢٦٢٣٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے چاند کو طلوع ہوتے ہوئے دکھایا اور فرمایا: ''تو اللہ کی پناہ طلب کر اس غاسق کے شرّ سے، جب اس کی تاریکی پھیل جائے۔''

**فوائد:** ......امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے کہا: غاسق سے مراد چاند یا رات ہے، جب سرخی غروب ہو جائے، جب چاند کو گرہن لگتا ہے، اس وقت بھی ''وقب'' کا لفظ بولا جاتا ہے، آپ ﷺ کی چاند گرہن سے پناہ مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی نشانی ہے، جو مصیبت و آزمائش پر دلالت کرتی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ غاسق سے مراد رات ہے،

---

(١٠٢٣٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٢٣٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه عبد الرزاق: ٢٠٠٠٧، والحاكم: ٤/ ٢٧٦ (انظر: ٢٢٥٤٩)

(١٠٢٣٩) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطيالسي: ١٤٨٦، وابويعلى: ٤٤٤٠، والحاكم: ٢/ ٥٤٠ (انظر: ٢٥٧١١)

جب مشرق کی طرف اس کا اندھیرا چھا جائے، رات سے پناہ مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ رات کو آفات کا انتشار عام ہوتا ہے، ایک قول کے مطابق غاسق سے مراد ثریا ستارہ ہے، جب وہ گر جائے اور غروب ہو جائے، ابن جریر نے اپنی تفسیر میں کہا: میرے نزدیک بہتر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ ﷺ غاسق کے شرّ سے پناہ طلب کریں، جب رات اندھیروں میں داخل ہوتی ہے تو اس کو غاسق کہتے ہیں، جب ستارہ غروب ہوتا ہے تو اس کو غاسق کہتے ہیں اور جب چاند چھا جائے تو اس کو بھی غاسق کہتے ہیں، پس غاسق کی تخصیص نہ کی جائے، بلکہ اس کو عام رکھ کر اس سے پناہ مانگی جائے۔ (ملخص از: تحفۃ الاحوذی: ۹/۲۱۳)

(۱۰۲۴۰)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى مَا قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: مَا أَنْعَمْتُ عَلٰى عِبَادِيْ مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِيْنَ، يَقُوْلُوْنَ: الْكَوْكَبُ وَبِالْكَوْكَبِ۔)) (مسند احمد: ۸۷۹۷)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات کی طرف نہیں دیکھتے، جو تمہارے ربّ نے کہی ہے؟ اس نے کہا: جب بھی میں اپنے بندوں پر کوئی نعمت کرتا ہوں تو ان میں ایک فریق تو میرے ساتھ کفر کرنے والا ہو جاتا ہے، وہ کہتا ہے: ستارے نے بارش برسائی، ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔''

**فوائد:** ...... جو نعمت کو ستاروں کی طرف منسوب کرتا ہے، کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور جو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا ہوگا۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ السَّحَابِ وَالرَّعْدِ وَالرِّيَاحِ

## بادل، گرج اور ہواؤں کا بیان

(۱۰۲۴۱)۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، أَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا إِلٰى جَنْبِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ الْمَسْجِدِ فَمَرَّ شَيْخٌ جَمِيْلٌ مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ وَفِيْ أُذُنَيْهِ صَمَمٌ أَوْ قَالَ: وَقْرٌ، أَرْسَلَ إِلَيْهِ حُمَيْدٌ فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ! أَوْسِعْ لَهُ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ الشَّيْخُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

سعد کہتے ہیں: میں حمید بن عبد الرحمن کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، وہاں سے بنو غفار کے ایک خوبصورت بزرگ کا گزر ہوا، ان کے کانوں میں بہرا پن تھا، جب حمید نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو وہ متوجہ ہوئے، ادھر حمید نے کہا: میرے بھتیجے! میرے اور اپنے درمیان ان کے لیے وسعت پیدا کرو، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، اس بزرگ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک اللہ تعالیٰ بادل کو پیدا کرتا ہے، پس وہ بہترین انداز میں بولتا ہے

---

(۱۰۲۴۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۷۲ (انظر: ۸۸۱۱)

(۱۰۲٤۱) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ۵۲۲۰ (انظر: ۲۳۶۸۶)

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِيءُ السَّحَابَ فَيَنْطِقُ أَحْسَنَ النُّطْقِ وَيَضْحَكُ أَحْسَنَ الضَّحْكِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٠٨٦)

اور بہترین انداز میں ہنستا ہے۔''

**فوائد:** ...... ہر مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا احساس اور اس کے بارے میں شعور ہے، پتھروں کا اللہ کے خوف کی وجہ سے لڑھک پڑنا، موسی علیہ السلام نے جس پتھر پر کپڑے رکھے تھے، اس کا دوڑ پڑنا اور موسی علیہ السلام کا اس کو مارنا، جب آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے تو تنے کا رونا، وغیرہ۔ یہی معاملہ بادلوں کا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔﴾ ...... ''ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ وہ بڑا بردبار اور بہت بخشنے والا ہے۔'' (سورۂ بنی اسرائیل: ٤٤)

(١٠٢٤٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ وَالصَّوَاعِقَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ٥٧٦٣)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گرج اور کڑک کی آواز سنتے تو فرماتے: ''اے اللہ! نہ ہمیں اپنے غضب کے ساتھ ہلاک کر اور نہ عذاب کے ساتھ ہمیں تباہ کر، اور ہمیں اس سے پہلے ہی عافیت دے دے۔''

**فوائد:** ...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ۔ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ﴾ ...... ''وہی ہے جو تمھیں بجلی دکھاتا ہے، ڈرانے اور امید دلانے کے لیے اور بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔ اور (بادل کی) گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ اور وہ کڑکنے والی بجلیاں بھیجتا ہے، پھر انھیں ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے۔'' (سورۂ رعد: ١٢، ١٣)

یعنی اللہ تعالیٰ بجلی کے ذریعے جس کو چاہتا ہے، ہلاک کر ڈالتا ہے۔

(١٠٢٤٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: اَقْبَلَتْ يَهُوْدُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودی لوگ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: اے ابوالقاسم!

(١٠٢٤٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة، ولجهالة حال ابى مطر، أخرجه الترمذى: ٣٤٥٠ (انظر: ٥٧٦٣)

(١٠٢٤٣) تخريج: حديث صحيح دون قصة الرعد، فقد تفرد بها بكير بن شهاب، هو لم يرو عنه سوى اثنين، وقال ابو حاتم: شيخ، وقال الذهبى فى "الميزان": عراقى صدوق، أخرجه الترمذى: ٣١١٧ (انظر: ٢٤٨٣)

يَا اَبَا الْقَاسِمِ! إِنَّا نَسْأَلُكَ عَنْ خَمْسَةِ اَشْيَاءِ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ قَالُوْا: اَخْبِرْنَا مَا هٰذَا الرَّعْدُ؟ قَالَ: ((مَلَكٌ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ بِيَدِهِ، اَوْ فِيْ يَدِهِ مِخْرَاقٌ مِنْ نَارٍ يَزْجُرُ بِهِ السَّحَابَ يَسُوْقُهُ حَيْثُ اَمَرَ اللّٰهُ۔)) قَالُوْا: فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِيْ نَسْمَعُ قَالَ: ((صَوْتُهُ۔)) قَالُوْا: صَدَقْتَ۔(مسند احمد: ٢٤٨٣)

ہم آپ سے پانچ اشیاء کے بارے میں سوال کریں گے، ………، پھر انھوں نے پوری حدیث ذکر کی، اس میں یہ بھی تھا: انھوں نے کہا: آپ ہمیں یہ بتائیں کہ کڑک کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو بادلوں کا نظام سپرد کیا گیا ہے، اس کے ہاتھ میں آگ کی ایک تلوار ہوتی ہے، وہ اس کے ذریعے بادلوں کو ڈانٹتا ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق ان کو چلا کر لے جاتا ہے۔'' انھوں نے کہا: ہم جو آواز سنتے ہیں، یہ کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اسی کی آواز ہوتی ہے۔'' یہودیوں نے کہا: آپ نے سچ کہا۔

(١٠٢٤٤)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ: لَوْ اَنَّ عِبَادِيْ اَطَاعُوْنِيْ لَاَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَطَلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ، وَلَمَا اَسْمَعْتُهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ۔ حُسْنُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ٨٦٩٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ربّ نے کہا: اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات کو بارش نازل کروں گا، دن کو سورج نکال دوں گا اور میں ان کو گرج کی آواز تک نہیں سناؤں گا۔'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا، اس کی اچھی عبادت میں سے ہے۔''

**فوائد:** …… یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہوگی کہ دن کے معمولات بھی متاثر نہ ہوں اور بارش بھی ہو جائے اور وہ بھی ایسے پرسکون انداز میں گرج کی کوئی آواز سنائی نہ دے۔

(١٠٢٤٥)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا الرِّيْحَ فَاِنَّهَا تَجِيْءُ بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ، وَلٰكِنْ سَلُوْا اللّٰهَ خَيْرَهَا، وَتَعَوَّذُوْا بِهِ مِنْ شَرِّهَا۔)) (مسند احمد: ٩٦٢٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ یہ رحمت کو بھی لاتی ہے اور عذاب کو بھی، تم اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کیا کرو اور اس کے شرّ سے پناہ طلب کیا کرو۔''

---

(١٠٢٤٤) تخريج: اسناده ضعيف، صدقة بن موسى ضعيف، وسُمير بن نهار جهّله الدارقطني، أخرجه الطيالسي: ٢٥٨٦، والبزار: ٦٦٤، والحاكم: ٤/ ٢٥٦ (انظر: ٨٧٠٨)

(١٠٢٤٥) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٣٧٢٧ (انظر: ٩٦٢٩)

(۱۰۲۴۶)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: اَخَذَتِ النَّاسَ رِيحٌ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، وَعَمَرُبْنُ الْخَطَّابِ حَاجٌ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ عُمَرُ لِمَنْ حَوْلَهُ: مَنْ يُحَدِّثُنَا عَنِ الرِّيحِ؟ فَلَمْ يُرْجِعُوْا اِلَيْهِ شَيْئًا، فَبَلَغَنِي الَّذِيْ سَأَلَ عَنْهُ عُمَرُ مِنْ ذٰلِكَ، فَاسْتَحْثَثْتُ رَاحِلَتِيْ حَتّٰى اَدْرَكْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اُخْبِرْتُ اَنَّكَ سَاَلْتَ عَنِ الرِّيحِ، وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلرِّيْحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ، تَاْتِيْ بِالرَّحْمَةِ وَتَاْتِيْ بِالْعَذَابِ، فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَلَا تَسُبُّوْهَا، وَسَلُوْا اللّٰهَ خَيْرَهَا، وَاسْتَعِيْذُوْا بِهِ مِنْ شَرِّهَا۔)) (مسند احمد: ۷۶۱۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے، ہوا چلنے لگی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حج کرنے جا رہے تھے، ہوا سخت ہو گئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اردگرد کے لوگوں سے پوچھا: کون ہمیں ہوا کے بارے میں بیان کرے گا؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا، جب مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کا علم ہوا تو میں نے اپنی سواری کو تیزی سے چلایا، یہاں تک کہ ان کو پا لیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ ﷺ نے ہوا کے بارے میں سوال کیا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''ہوا کی اصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، یہ رحمت کے ساتھ بھی آتی ہے اور عذاب کے ساتھ بھی، پس جب تم اس کو دیکھو تو اس کو برا بھلا مت کہا کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کیا کرو اور اس کے شرّ سے پناہ طلب کیا کرو۔''

**فوائد:** ...... ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے، اس کے اندر خیر بھی ہوتی ہے اور شرّ بھی، بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند چیز کو برا بھلا نہ کہے، بلکہ اس سے خیر کا سوال کرے اور اس کے شرّ کی پناہ طلب کرے۔

(۱۰۲۴۷)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ قَالَ: فَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَالَ: ((هٰذِهِ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ۔)) قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، اِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ مُنَافِقٌ عَظِيْمٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُنَافِقِيْنَ۔ (مسند احمد: ۱۴۴۳۱)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، بڑی سخت ہوا چلی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کسی منافق کی موت کی وجہ سے ہے۔'' پس جب ہم مدینہ میں آئے تو دیکھا کہ بڑے منافقوں میں سے ایک بڑا منافق مر چکا تھا۔

**فوائد:** ...... حدیث نمبر (۱۰۲۳۲، ۱۰۲۳۳) میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نظام زمین پر ہونے والے موت و حیات اور خوشی و غمی کے واقعات سے متاثر نہیں ہوتا۔

اس حدیث میں جس ہوا کا ذکر ہے، یہ دراصل اللہ تعالیٰ کا کوئی لشکر تھا، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو

(۱۰۲۴۶) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۵۰۹۷ (انظر: ۷۶۳۱)
(۱۰۲۴۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۸۲ (انظر: ۱۴۳۷۸)

مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے یہ بتلانا چاہتے تھے کہ فلاں منافق مر گیا ہے، اس طرح سے اس ہوا کو اس کی موت کی علامت قرار دینا آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔

(١٠٢٤٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ۔ (مسند احمد: ١٢٦٤٨)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ جب ہوا چلتی تھی تو اس چیز کا آپ ﷺ کے چہرے سے پتہ چل جاتا تھا (کہ آپ ﷺ پریشان ہو رہے ہیں)۔

**فوائد:** …… ہوا کے اندر خیر بھی ہو سکتی ہے اور شرّ بھی، آپ ﷺ شرّ کے خطرے کی وجہ سے پریشان ہو جاتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ جب شرّ کا باعث بن سکنے والی چیز وجود پکڑے تو اللہ تعالیٰ کی مراقبت کی تیاری کی جائے اور اس کی طرف پناہ پکڑی جائے، اختلافِ حالات وظروف سے بندے کو متاثر ہونا چاہیے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِي الْغَيْمِ وَالْمَطَرِ وَالْبَرَدِ وَ زَمَنِ الشِّتَاءِ

## بادل، بارش، اولے اور موسم سرما کا بیان

(١٠٢٤٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى غَيْمًا إِلَّا رَأَيْتُ فِي وَجْهِهِ الْهَيْجَ فَإِذَا أَمْطَرَتْ سَكَنَ۔ (مسند احمد: ٢٤٩٧٨)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب بھی رسول اللہ ﷺ کو بادل نظر آتا تو میں آپ ﷺ کے چہرے میں خوف اور گھبراہٹ کے آثار دیکھتی، جب وہ بارش برساتا تو تب آپ ﷺ سکون میں آتے۔

(١٠٢٥٠)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَاٰى مَخِيْلَةً تَغَيَّرَ وَجْهُهُ، وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ، فَإِذَا أَمْطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((مَا أَمِنْتُ أَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ﴾ إِلٰى ﴿رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾۔)) (مسند احمد: ٢٥٨٥٦)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ جب بادل دیکھتے تو آپ ﷺ کا چہرہ بدل جاتا اور آپ ﷺ آنا جانا شروع کر دیتے تھے، جب بارش برسنا شروع ہوتی تو آپ ﷺ کی یہ کیفیت چھٹ جاتی، جب آپ ﷺ سے اس چیز کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس بارے میں کوئی امن نہیں ہے کہ ممکن ہے کہ یہ وہی چیز ہو، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ۔﴾'' پھر جب انھوں نے عذاب کو

---

(١٠٢٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١٠٣٤ (انظر: ١٢٦٢١)

(١٠٢٤٩) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٤٤٧٤)

(١٠٢٥٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ٣٨٩١ (انظر: ٢٥٣٤٢)

بصورت بادل دیکھا اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے تو کہنے لگے، یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے، (نہیں) بلکہ دراصل یہ وہ (عذاب) ہے، جس کی تم جلدی کر رہے تھے، ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔'' (سورۂ احقاف: ۲۴)

**فوائد:** ...... یہ آیت قوم ہود کے بارے میں ہے، وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ بارش آنے والی ہے، لیکن اس بادل کا انجام یہ نکلا کہ ﴿تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ۔﴾ ...... ''جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے برباد کر دے گی، پس وہ اس طرح ہو گئے کہ ان کے رہنے کی جگہوں کے سوا کوئی چیز دیکھائی نہ دیتی تھی، اسی طرح ہم مجرم لوگوں کو بدلہ دیتے ہیں۔'' (سورۂ احقاف: ۲۵)

(۱۰۲۵۱)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى نَاشِئًا مِنْ أُفُقٍ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ، تَرَكَ عَمَلَهُ، وَإِنْ كَانَ فِي صَلَاتِهِ ثُمَّ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ۔)) فَإِنْ كَشَفَ اللّٰهُ حَمِدَ اللّٰهَ، وَإِنْ مَطَرَتْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا۔)) (مسند احمد: ۲۶۰۸۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب آسمان کے کسی افق میں کوئی بادل اٹھتے ہوئے دیکھتے تو اپنا کام چھوڑ دیتے، اگرچہ آپ نماز ادا کر رہے ہوتے اور پھر فرماتے: ''اے اللہ! میں اس شرّ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، جو اس میں ہے۔'' پس اگر اللہ تعالیٰ اس کو صاف کر دیتا تو اس کی حمد بیان کرتے اور اگر وہ بارش برسانا شروع کر دیتی تو آپ ﷺ فرماتے: ''اے اللہ! نفع بخش بارش نازل کرنا۔''

**فوائد:** ...... اس لیے جب آپ ﷺ کسی بادل کو دیکھتے تو آپ ﷺ کو یہ خوف لاحق ہو جاتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں عذاب ہو، جب وہ بارش برسانے لگتا، تب آپ ﷺ بے فکر ہوتے۔

نماز کو چھوڑنے کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ جو نماز ادا کر رہے ہوتے تھے، اس سے فارغ ہونے کے بعد مزید نماز نہ پڑھتے، بلکہ بادل کے شر سے پناہ مانگنا شروع کر دیتے۔

(۱۰۲۵۲)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ اللَّيْثِيِّ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَكُونُ النَّاسُ مُجْدِبِينَ فَيُنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيْهِمْ رِزْقًا مِنْ رِزْقِهِ فَيُصْبِحُونَ مُشْرِكِينَ۔)) فَقِيلَ لَهُ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((يَقُولُونَ:

سیدنا معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ قحط زدہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بارش کی صورت میں) اپنا رزق نازل کرتا ہے تو وہ مشرک بن جاتے ہیں۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ کہتے ہیں کہ فلاں ستارے کی

---

(۱۰۲۵۱) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ۵۰۹۹ (انظر: ۲۵۵۷۰)

(۱۰۲۵۲) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الطیالسی: ۱۲۶۲، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۱۰۴۳ (انظر: ۱۵۵۳۷)

مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا۔)) (مسند احمد: ١٥٦٢٢) وجہ سے بارش ہوئی ہے۔''

**فوائد:** ...... بارش اللہ تعالیٰ کے حکم اور مشیت سے نازل ہوتی ہے، اس میں کسی غیر کی رضا یا عدم رضا کا کوئی دخل نہیں ہے، جو شخص اس بارش کے نزول کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرے گا، وہ کافر ہو جائے گا۔

(١٠٢٥٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: مُطِرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَخَرَجَ فَحَسَرَ ثَوْبَهُ حَتَّى أَصَابَهُ الْمَطَرُ، قَالَ: فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: ((لِأَنَّهُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ۔)) (مسند احمد: ١٢٣٩٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں بارش ہوئی، پس آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے، (اپنے جسم کے بعض حصے سے) کپڑا ہٹایا، یہاں تک کہ اس حصے پر بارش کا پانی لگا، کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیونکہ یہ اپنے ربّ کی طرف سے نئی نئی آئی ہے۔''

**فوائد:** ...... یعنی اللہ تعالیٰ ابھی ابھی اس بارش کو ایجاد کر کے نازل کر رہا ہے، جبکہ بارش رحمت ہے، اس لیے اس انداز میں تبرک حاصل کرنا چاہیے۔

(١٠٢٥٤)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: مُطِرْنَا بَرَدًا، وَأَبُوْ طَلْحَةَ صَائِمٌ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُ، قِيْلَ لَهُ: أَتَأْكُلُ مِنْهُ وَأَنْتَ صَائِمٌ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هٰذَا بَرَكَةٌ۔ (مسند احمد: ١٤٠١٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بارش میں اولے برسے، سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اولے کھانا شروع کر دیئے، جبکہ وہ روزے دار بھی تھے، کسی نے کہا: کیا تم روزے کی حالت میں یہ اولے کھاتے ہو؟ انھوں نے کہا: یہ تو برکت ہیں۔

**فوائد:** ...... یہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ذاتی اجتہاد ہے، اولے کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(١٠٢٥٥)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الشِّتَاءُ رَبِيْعُ الْمُؤْمِنِ۔)) (مسند احمد: ١١٧٣٩)

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسم سرما، مؤمن کے لیے بہار ہے۔''

**فوائد:** ...... عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ الْغَنِيْمَةُ الْبَارِدَةُ۔)) ...... ''سردیوں کے روزے مفت کی غنیمت ہیں۔'' (ابن ابی شیبه: ٢/ ١٨١، بیهقی: ٤/ ٤٩٦، صحیحه: ١٩٢٢)

---

(١٠٢٥٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٩٨ (انظر: ١٢٣٦٥)

(١٠٢٥٤) تخريج: اسناده صحيح أخرجه البزار: ١٠٢٢، وابويعلى: ١٤٢٤، ٣٩٩٩ (انظر: ١٣٩٧١)

(١٠٢٥٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، ولضعف دراج في روايته عن ابي الهيثم، أخرجه ابويعلى: ١٣٨٦، والبيهقي: ٤/ ٢٩٧ (انظر: ١١٧١٦)

حدیث کا مفہوم واضح ہے کہ دن چھوٹے ہوتے ہیں اور پیاس کا کوئی تصور نہیں ہوتا، ایسے میں مسلمان کو مالِ غنیمت اکٹھا کر لینا چاہیے۔

(۱۰۲۵٦)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ السَّنَةَ لَیْسَ بِاَنْ لَا یَكُوْنَ فِیْهَا مَطَرٌ، وَلٰكِنَّ السَّنَةَ اَنْ تُمْطِرَنَا السَّمَاءُ وَلَا تُنْبِتَ الْاَرْضُ۔)) (مسند احمد: ۸٤۹۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک قحط سالی یہ نہیں ہے کہ بارش نہ ہو، بلکہ قحط سالی تو یہ ہے کہ آسمان بارش برسائے، لیکن زمین کچھ نہ اگائے۔''

**فوائد:**......اس کا سبب نافرمانیوں کی کثرت اور ان کی پروا نہ کرنا ہوگی۔

بارش کا نہ ہونا بھی قحط سالی ہے، جیسا کہ دوسری نصوص سے ثابت ہوتا ہے، لیکن یہ قحط سالی کی خطرناک صورت ہے کہ بارش بھی ہو رہی ہو، لیکن زمین کچھ نہ اگا رہی ہو۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خَلْقِ الْمَلَائِكَةِ
## فرشتوں کی تخلیق کا بیان

(۱۰۲۵۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ، وَخُلِقَتِ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷۰۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتوں کو نور سے اور جنوں کو آگ کے دہکتے ہوئے شعلے سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا، جس کو تمہارے لیے واضح کیا جا چکا ہے۔''

**فوائد:**......یعنی آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں درج ذیل حدیث کے باطل ہونے کا اشارہ دیا گیا، جو لوگوں کے ہاں بڑی مشہور ہے: ((اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرُ نَبِیِّكَ یَا جَابِرُ۔))...... ''اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔''

کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، نہ کہ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو۔ آپ متنبہ رہیں اور غافلوں میں سے نہ ہو جائیں۔ (صحیحہ: ۴۵۸)

(۱۰۲۵۸)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(۱۰۲۵٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۰٤ (انظر: ۸۵۱۱)

(۱۰۲۵۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۹٦ (انظر: ۲۵۱۹٤)

(۱۰۲۵۸) تخریج: حسن لغیره، أخرجه ابن ماجه: ٤۱۹۰ (انظر: ۲۱۵۱٦)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ، وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ، اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ، مَا فِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ، اِلَّا عَلَیْہِ مَلَكٌ سَاجِدٌ، لَوْ عَلِمْتُمْ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَكَیْتُمْ كَثِیْرًا، وَلَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ، وَلَخَرَجْتُمْ عَلَی، اَوْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ۔)) قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ: وَاللّٰہِ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ شَجَرَۃٌ تُعْضَدُ۔ (مسند احمد: ۲۱۸٤۸)

فرمایا: ''بیشک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سن سکتے۔ (سنو!) آسمان چرچراتا ہے اور اسے چرچرانا ہی زیب دیتا ہے، کیونکہ وہاں چار انگلیوں کے بقدر بھی جگہ خالی نہیں ہے، ہر جگہ فرشتے سجدہ ریز ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تمھیں اس کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسنا کم کر دو، رونا زیادہ کر دو، بچھونوں پر اپنی بیویوں سے لذتیں اٹھانا ترک کر دو اور (اللہ کی طرف) گڑگڑاتے ہوئے گھاٹیوں کی طرف نکل جاؤ۔'' سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں درخت ہوتا، جسے کاٹ دیا جاتا۔

**فوائد:** ......اس میں نبی کریم ﷺ کے معجزات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت، نافرمانوں پر انتقامی کاروائیوں اور موت کے وقت کے اور قبر و قیامت کے ہولناک مناظر اور سخت مناقشوں کا جو علم آپ ﷺ کو تھا، کسی امتی کو اس کا اندازہ بھی نہیں ہوسکتا۔ اگر ان حالات و واقعات کو مدنظر رکھا جائے تو مسلمان پر لرزہ طاری ہو جائے اور وہ اپنے حسنِ خاتمہ کے بارے میں سسکیاں بھرنا شروع کر دے۔ شریعتِ اسلامیہ میں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے، کثرت سے اس کی عبادت کی جائے۔ اور گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

(۱۰۲۵۹)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَ عَلَیَّ الْاَنْبِیَاءُ، فَاِذَا مُوْسٰی علیہ السلام رَجُلٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، كَاَنَّہُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ، فَرَاَیْتُ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ علیہ السلام فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شَبَھًا عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَرَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ علیہ السلام فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شُبْھًا صَاحِبُكُمْ یَعْنِیْ نَفْسَہُ، وَرَاَیْتُ جِبْرِیْلَ علیہ السلام فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شَبْھًا دِحْیَۃُ۔)) (مسند احمد: ۱٤٦٤۳)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر انبیاء پیش کیے گئے، موسی علیہ السلام معتدل وجود کے آدمی تھے، وہ شنوءۃ قبیلے کے لوگوں کی طرح لگتے تھے، میں نے عیسی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ عروہ بن مسعود کے زیادہ مشابہ لگتے تھے، میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، وہ تمہارے اپنے ساتھی سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے، اس سے آپ ﷺ اپنی ذات مراد لے رہے تھے، اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا، وہ دحیہ کے زیادہ مشابہ لگتے تھے۔''

**فوائد:** ......حضرت جبریل علیہ السلام کی اپنی خاص شکل تھی، جب وہ انسانی روپ میں آتے تھے تو دحیہ کے مشابہ لگتے تھے۔

---

(۱۰۲۵۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱٦۷ (انظر: ۱٤۵۸۹)

(۱۰۲۶۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلَ وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ، كُلٌّ مِنْهَا قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ، يَسْقُطُ مِنْ جَنَاحِهِ مِنَ التَّهَاوِيْلِ وَالدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ مَااللّٰهُ اَعْلَمُ بِهٖ۔ (مسند احمد: ۳۷۴۸)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی حالت میں دیکھا، ان کے چھ سو پر تھے، ان میں سے ہر پر نے افق کو پُر کر رکھا تھا، ان کے پروں سے مختلف رنگوں کی چیزیں، موتی اور یاقوت گر رہے تھے، جن کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

(۱۰۲۶۱)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: اِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ لَمْ يَرَ جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ اِلَّا مَرَّتَيْنِ، (اَمَّا مَرَّةً) فَاِنَّهُ سَاَلَهُ اَنْ يُرِيَهُ نَفْسَهُ فِيْ صُوْرَتِهٖ فَاَرَاهُ صُوْرَتَهُ فَسَدَّ الْاُفُقَ، (وَ اَمَّا الْاُخْرٰى) فَاِنَّهُ صَعِدَ مَعَهُ حِيْنَ صَعِدَ بِهٖ وَ قَوْلُهُ: ﴿وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى﴾ قَالَ: فَلَمَّا اَحَسَّ جِبْرِيْلُ رَبَّهُ عَادَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَسَجَدَ، فَقَوْلُهُ: ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ قَالَ: خَلْقَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (مسند احمد: ۳۸۶۴)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محمد ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل میں دو بار دیکھا، ایک بار اس وقت جب آپ ﷺ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ کو اپنی اصلی صورت دکھائے، پس انھوں نے اپنی اصلی شکل دکھائی اور افق کو بھر دیا، دوسری مرتبہ اس وقت جب آپ ﷺ ان کے ساتھ چڑھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا، پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا، پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا، بلکہ اس سے بھی کم، پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی۔'' پس جب حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے ربّ کو محسوس کیا تو اپنی اصلی شکل میں آکر سجدہ کیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا، سدرۃ المنتہی کے پاس، اسی کے پاس جنۃ الماوی ہے، جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی، وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی، نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی، یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔'' اس نے کہا: یہ جبریل علیہ السلام کی تخلیق ہے۔

(۱۰۲۶۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودی لوگ

(۱۰۲۶۰) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك النخعي، وقوله "له ست مائة جناح" ثابت باسناد صحيح (انظر: ۳۷۴۸)

(۱۰۲۶۱) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال اسحاق بن ابى الكهتلة، وللشك فى وصله عن ابن مسعود (انظر: ۳۸۶۴)

(۱۰۲۶۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذى: ۳۱۱۷ (انظر: ۲۴۸۳)

جَاءَتْ يَهُوْدُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا لَهُ مَلَكٌ يَاْتِيْهِ بِالْخَيْرِ، فَاَخْبِرْنَا مَنْ صَاحِبُكَ؟ قَالَ: ((جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) قَالُوْا: جِبْرِيْلُ ذَاكَ الَّذِيْ يَنْزِلُ بِالْحَرْبِ، وَالْقِتَالِ، وَالْعَذَابِ، عَدُوُّنَا، لَوْ قُلْتَ مِيْكَائِيْلُ الَّذِيْ يَنْزِلُ بِالرَّحْمَةِ وَالنَّبَاتِ وَالْقَطْرِ لَكَانَ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيْلَ﴾ اِلٰى آخِرِ الْآيَةِ۔ (مسند احمد: ۲۴۸۳)

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: ہر نبی کا ایک فرشتہ ہوتا ہے، جو اس کے پاس خیر لاتا ہے، آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کے پاس آنے والا فرشتہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام ہے۔'' انھوں نے کہا: جبریل، یہ تو لڑائی، قتال اور عذاب کے ساتھ نازل ہونے والا ہمارا دشمن فرشتہ ہے، اگر آپ نے میکائیل کا نام لیا ہوتا تو تب بات بنتی، وہ رحمت، انگوری اور بارش کے ساتھ نازل ہوتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ...... ''آپ کہہ دیجئے کہ جو جبریل کا دشمن ہے تو یقیناً اس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے، جو پیغام ان کے پاس کی کتاب کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت اور خوشخبری دینے والا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۹۷)

**فوائد:** ...... امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ جب یہودیوں نے جبرائیل علیہ السلام کو پنا دشمن اور میکائیل علیہ السلام کو اپنا دوست بتایا تھا تو اس وقت ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ میکائیل سے دوستی ہو اور جبریل سے دشمنی، اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات، فرشتوں اور رسولوں کی دوستی یا دشمنی کو ایک قرار دیتے ہوئے اس سے اگلی آیت میں فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔﴾ ...... ''جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائل کا دشمن ہے تو بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۹۸)

(۱۰۲۶۳)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَاحِبَ الصُّوْرِ فَقَالَ: ((عَنْ يَمِيْنِهِ جِبْرِيْلُ، وَعَنْ يَسَارِهِ مِيْكَائِيْلُ علیہما السلام ـ)) (مسند احمد: ۱۱۰۸۵)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صور پھونکنے والے فرشتے کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اس کی دائیں جانب جبریل علیہ السلام ہے اور بائیں جانب میکائیل علیہ السلام۔''

(۱۰۲۶۳) تخریج: اسناده ضعيف لضعف عطية العوفي، أخرجه ابوداود: ۳۹۹۹ (انظر: ۱۱۰۶۹)

(۱۰۲۶٤)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لِجِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((مَالِیْ لَمْ اَرَ مِيْكَائِيْلُ ضَاحِكًا قَطُّ؟)) قَالَ: مَا ضَحِكَ مِيْكَائِيْلُ مُنْذُ خُلِقَتِ النَّارُ۔ (مسند احمد: ۱۳۳۷٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میں نے میکائیل کو کبھی بھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟'' انھوں نے کہا: اس وقت سے میکائیل نہیں ہنسے، جب سے جہنم کی آگ کو پیدا کیا گیا۔

**فوائد:**...... میکائیل جہنم کی آگ کی وجہ سے اتنی دہشت میں ہے کہ ان کے چہرے سے مسکرانے اور ہنسنے کے آثار مٹ گئے۔

(۱۰۲٦٥)۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ﷺ، قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَصْلِحِی لَنَا الْمَجْلِسَ، فَاِنَّهُ يَنْزِلُ مَلَكٌ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ اِلَيْهَا قَطُّ۔)) (مسند احمد: ۲۷۰۷۱)

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''میری بیٹھک کو درست کردے، کیونکہ زمین کی طرف وہ فرشتہ نازل ہونے والا ہے، جو پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔''

(۱۰۲٦٦)۔ عَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ، قَالَ: حَدَّثَنِی ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: مَا يَنْبَغِی لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی، وَنَسَبَهُ اِلٰی اَبِيْهِ۔)) قَالَ: وَ ذَكَرَ اَنَّهُ اُسْرِیَ بِهِ، وَاَنَّهُ رَاٰی مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ، آدَمَ طُوَالًا، كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَ ذَكَرَ اَنَّهُ رَاٰی عِيْسٰی مَرْبُوْعًا اِلَى الْحُمْرَةِ وَ الْبَيَاضِ، جَعْدًا، وَ ذَكَرَ اَنَّهُ رَاٰی الدَّجَّالَ، وَمَالِكًا خَازِنَ النَّارِ۔ (مسند احمد: ۳۱۷۹)

ابو عالیہ کہتے ہیں: تمہارے نبی کے چچا زاد (سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین) نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بندے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ یہ کہے کہ وہ یونس بن متی سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس چیز کا ذکر کیا کہ آپ ﷺ کو اسراء کرایا گیا، آپ ﷺ نے موسی علیہ السلام کو دیکھا، وہ گندمی رنگ کے دراز قد آدمی تھے، ایسے لگ رہا تھے، جیسے وہ شنوء ہ قبیلے کے فرد تھے، پھر عیسی علیہ السلام کا ذکر کیا کہ وہ معتدل قد کے تھے، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل تھا، ان کا جسم بھرا ہوا تھا، پھر آپ ﷺ نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے دجال اور جہنم کے داروغے مالک کو دیکھا۔

**فوائد:**...... جہنم کے داروغے کا نام مالک ہے، اسی مناسبت سے یہ حدیث ذکر کی گئی۔

---

(۱۰۲٦٤) تخریج: صحیح، قاله الالبانی (انظر: ۱۳۳۷٦)

(۱۰۲٦٥) تخریج: اسناده ضعیف لابهام الشیخ من المدینة الذی روی عن ام سلمة، سیّار بن حاتم مختلف فيه (انظر: ۲۷۵۳٦)

(۱۰۲٦٦) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ۳۱۷۹)

(۱۰۲۶۷)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا كَانَ فِيْ اِنْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَ اِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحُنُوْطٌ مِنْ حُنُوْطِ الْجَنَّةِ، حَتّٰى يَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهِ فَيَقُوْلُ: اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ، قَالَ: فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ، فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَاْخُذُوْهَا فَيَجْعَلُوْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْكَفَنِ وَفِيْ ذٰلِكَ الْحُنُوْطِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَاَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ، قَالَ: فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ يَعْنِيْ بِهَا عَلٰى مَلَاٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا قَالُوْا: مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَحْسَنِ اَسْمَائِهِ الَّتِيْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهُوْا بِهَا اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُوْنَ لَهُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ، فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوْهَا اِلَى السَّمَاءِ الَّتِيْ تَلِيْهَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ،

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بندہ جب دنیا سے آخرت کی طرف جانے کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان کے چہرے سورج کی طرح سفید ہوتے ہیں، ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے، وہ تاحد نگاہ اس آدمی کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت علیہ السلام آتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتا ہے: اے پاکیزہ نفس! نکل اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف، پس اس طرح بہہ کر نکلتی ہے، جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ بہتا ہے، پس وہ اس کو پکڑ لیتا ہے، جب وہ اس کو پکڑتا ہے تو دوسرے فرشتے آنکھ جھپکنے کے بقدر بھی اس کو اس کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے، وہ خود اس کو پکڑ لیتے ہیں اور اس کفن اور خوشبو میں رکھ دیتے ہیں، اس سے روئے زمین پر پائی جانے والی سب سے بہترین کستوری کے جھونکے کی طرح خوشبو آتی ہے، پس وہ فرشتے اس روح کو لے کر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: یہ پاکیزہ روح کون سی ہے؟ وہ کہتے ہیں: یہ فلاں بن فلاں ہے، وہ اس کو بہترین نام کے ساتھ یاد کرتے ہیں، جس کے ساتھ وہ دنیا میں اس کو موسوم کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ اس کو آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کرتے ہیں، پس ان کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے، ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کو الوداع کرنے کے لیے اگلے آسمان تک اس کے ساتھ چلتے ہیں، یہاں تک کہ اس روح کو ساتویں آسمان تک پہنچا دیا جاتا

(۱۰۲۶۷) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجہ ابوداود: ۳۲۱۲، ۴۷۵۳، وأخرجہ مختصرا النسائی: ۴/ ۷۸، وابن ماجہ: ۱۵۴۹ (انظر: ۱۸۵۳۴)

فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: اکْتُبُوْا کِتَابَ عَبْدِیْ فِیْ عِلِّیِّیْنَ وَاَعِیْدُوْہُ اِلَی الْاَرْضِ فَاِنِّیْ مِنْھَا خَلَقْتُھُمْ وَفِیْھَا اُعِیْدُ ھُمْ وِ مِنْھَا اُخْرِجُھُمْ تَارَۃً اُخْرٰی، قَالَ: فَتُعَادُ رُوْحُہُ فِیْ جَسَدِہٖ فَیَاْتِیْہِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہُ: مَنْ رَبُّکَ؟ فَیَقُوْلُ: رَبِّیَ اللّٰہُ، فَیَقُوْلَانِ: مَا دِیْنُکَ؟ فَیَقُوْلُ: دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ۔)) الحدیث (مسند احمد: ۱۸۷۳۳)

ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے کی کتاب کو علیین میں لکھ دو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو، کیونکہ میں نے ان کو زمین سے پیدا کیا، اسی میں ان کو لوٹاؤں گا اور اسی سے دوبارہ ان کو نکالوں گا، پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، اس کے پس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر کہتے ہیں: تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ اللہ ہے، وہ کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔''

**فوائد:** …… یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے، مسلمان کو چاہیے کہ وہ نیک بنے تا کہ موت کے وقت رحمت والے فرشتے اس کی روح کو وصول کریں اور اس کا استقبال کریں۔

(۱۰۲۶۸)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((تَجْتَمِعُ مَلَائِکَۃُ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ فِیْ صَلَاۃِ الْفَجْرِ وَصَلَاۃِ الْعَصْرِ، قَالَ: فَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلَاۃِ الْفَجْرِ، قَالَ: فَتَصْعَدُ مَلَائِکَۃُ اللَّیْلِ وَتَثْبُتُ مَلَائِکَۃُ النَّھَارِ، قَالَ: وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلَاۃِ الْعَصْرِ، قَالَ: فَیَصْعَدُ مَلَائِکَۃُ النَّھَارِ وَتَثْبُتُ مَلَائِکَۃُ اللَّیْلِ قَالَ: فَیَسْاَلُھُمْ رَبُّھُمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ؟ قَالَ: فَیَقُوْلُوْنَ اَتَیْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ، وَتَرَکْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ۔)) قَالَ سُلَیْمَانُ (یَعْنِیْ الْاَعْمَشَ اَحَدَ الرُّوَاۃِ): وَلَا اَعْلَمُہُ اِلَّا قَدْ قَالَ فِیْہِ: ((فَاغْفِرْ لَھُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ۔)) (مسند احمد: ۹۱۴۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات اور دن کے فرشتے نمازِ فجر اور نمازِ عصر میں جمع ہوتے ہیں، جب وہ نمازِ فجر میں جمع ہوتے ہیں تو رات کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور دن کے فرشتے ٹھہر جاتے ہیں، پھر جب عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں تو دن کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور رات کے فرشتے ٹھہر جاتے ہیں، پس ان کا ربّ ان سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کیسے چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور اب جب ہم ان کو چھوڑ کر آئے تو پھر بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے، پس تو ان کو جزا کے دن بخش دینا۔''

**فوائد:** …… ''کِرَامًا کَاتِبِیْن'' یعنی نیکیاں اور برائیاں لکھنے والے فرشتے، فجر اور عصر کی نمازوں میں ان کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی ہیں، ان دونوں نمازوں میں یہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر بندے کی نماز کی

(۱۰۲۶۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۵، ۷۴۲۹، ۷۴۸۶، ومسلم: ۶۳۲ (انظر: ۹۱۵۱)

شہادت دیتے ہیں، وہ لوگ کتنے بد بخت ہیں، جن کے بارے میں بارگاہِ عالیہ میں یہ شہادت دی جاتی ہوگی کہ وہ نماز سے غیر حاضر تھے اور فلاں فلاں دنیوی کام میں پڑے ہوئے تھے۔

(۱۰۲۶۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ، اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهُ مِنَ الْجِنِّ، وَقَرِيْنُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ۔)) قَالُوْا: وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَاِيَّایَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَيْهِ فَلَا يَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِحَقٍّ۔)) (مسند احمد: ۳۶۴۸)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی نہیں ہے، مگر اس کے ساتھ جنوں میں سے ایک ساتھی اور فرشتوں میں سے ایک ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری نصرت کی، پس وہ مجھے صرف حق کا ہی حکم دیتا ہے۔''

**فوائد:** ...... فرشتہ نیکی پر آمادہ کرتا ہے اور شیطان برائی پر ابھارتا ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت کا بیان بھی ہے۔

(۱۰۲۷۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّهُ سَمِعَ نَبِیَّ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((اِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا اَهْبَطَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَی الْاَرْضِ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: اَیْ رَبِّ! ﴿اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ قَالُوْا: رَبَّنَا نَحْنُ اَطْوَعُ لَكَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِلْمَلَائِكَةِ: هَلُمُّوْا مَلَكَيْنِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، حَتّٰی يُهْبَطَ بِهِمَا اِلَی الْاَرْضِ، فَنَنْظُرُ كَيْفَ يَعْمَلَانِ، قَالُوْا: رَبَّنَا هَارُوْتُ وَمَارُوْتُ، فَاُهْبِطَا اِلَی الْاَرْضِ، وَمُثِّلَتْ لَهُمَا الزُّهَرَةُ بِامْرَاَةٍ مِنْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا تو فرشتوں نے کہا: ''کیا تو اس زمین میں اس کو آباد کرے گا جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا، جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تعریف کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کہا: بیشک میں وہ کچھ جانتا ہوں، جو تم نہیں جانتے۔'' فرشتوں نے کہا: اے ہمارے ربّ! ہم بنو آدمی کی بہ نسبت تیری زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا: تم دو فرشتے پیش کرو، تا کہ ان کو زمین پر اتار کر دیکھا جا سکے کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں، انھوں نے کہا: اے ہمارے ربّ! یہ ہاروت اور ماروت ہیں، پس ان دو فرشتوں کو زمین کی طرف اتارا گیا اور انسانیت میں سے ایک انتہائی

(۱۰۲۶۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۸۱۴ (انظر: ۳۶۴۸)

(۱۰۲۷۰) تخريج: اسناده ضعيف ومتنه باطل، موسى بن جبير الانصارى المدنى لايعرف حاله، زهير بن محمد الخراسانى، قال ابو حاتم: محله الصدق وفى حفظه سوء، والصحيح ان هذا الحديث لا تصح نسبته الى النبى ﷺ، وانما هو من قصص كعب الاحبار، أخرجه ابن حبان: ۶۱۸۶، والبزار: ۲۹۳۸ (انظر: ۶۱۷۸)

اَحْسَنِ الْبَشَرِ ، فَجَاءَ تْهُمَا ، فَسَاَلَاهَا نَفْسَهَا ، فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ ، حَتّٰى تَكَلَّمَا بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ مِنَ الْإِشْرَاكِ ، فَقَالَا: وَاللّٰهِ! لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ اَبَدًا ، فَذَهَبَتْ عَنْهُمَا ، ثُمَّ رَجَعَتْ بِصَبِيٍّ تَحْمِلُهُ ، فَسَاَلَاهَا نَفْسَهَا ، قَالَتْ: لَا ، وَاللّٰهِ ، حَتّٰى تَقْتُلَا هٰذَا الصَّبِيَّ ، فَقَالَا: وَاللّٰهِ! لَا نَقْتُلُهُ اَبَدًا ، فَذَهَبَتْ ، ثُمَّ رَجَعَتْ بِقَدَحِ خَمْرٍ تَحْمِلُهُ ، فَسَاَلَاهَا نَفْسَهَا ، قَالَتْ: لَا ، وَاللّٰهِ! حَتّٰى تَشْرَبَا هٰذَا الْخَمْرَ ، فَشَرِبَا فَسَكِرَا ، فَوَقَعَا عَلَيْهَا ، وَقَتَلَا الصَّبِيَّ ، فَلَمَّا اَفَاقَا قَالَتِ الْمَرْاَةُ: وَاللّٰهِ! مَا تَرَكْتُمَا شَيْئًا مِمَّا اَبَيْتُمَا عَلَيَّ اِلَّا قَدْ فَعَلْتُمَا حِيْنَ سَكِرْتُمَا ، فَخُيِّرَا بَيْنَ عَذَابِ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ ، فَاخْتَارَا عَذَابَ الدُّنْيَا۔)) (مسند احمد: ٦١٧٨)

خوبصورت عورت کی شبیہ ان کے سامنے پیش کی گئی، انھوں نے اس سے اس کے نفس کا مطالبہ کیا، لیکن اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک تم شرکیہ بات نہیں کرو گے، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم ہے، ہم کبھی بھی شرک تو نہیں کریں گے، پس وہ چلی گئی اور ایک بچہ لے کر پھر آ گئی، انھوں نے پھر اس سے بدکاری کا مطالبہ کیا، اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! جب تک تم اس بچے کو قتل نہیں کرو گے، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم اس کو قتل تو نہیں کریں گے، پس وہ چلی گئی اور شراب کا ایک پیالہ لے کر دوبارہ آ گئی، ان فرشتوں نے پھر اس سے اس کے نفس کا سوال کیا، لیکن اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! جب تک تم یہ شراب نہیں پیو گے، پس انھوں نے وہ شراب پی لی، جب اس سے ان کو نشہ آیا تو انھوں نے اس خاتون سے زنا بھی کر لیا اور بچے کو بھی قتل کر دیا، پھر جب ان کو افاقہ ہوا، تو اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم ہے، جس جس چیز کا تم نے انکار کیا تھا، نشے کی حالت میں تم نے ان کا ارتکاب کر لیا، پھر اس جرم کی سزا میں ان کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں اختیار دیا گیا، پس انھوں نے دنیا کا عذاب پسند کر لیا۔''

**فوائد:** ...... بہر حال اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کا ادراک نہیں کیا جا سکتا ہے، کسی مخلوق کے بس میں نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے افعال کے اسرار و رموز کو سمجھ سکے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ۔﴾ ...... ''اس سے نہیں پوچھا جاتا اس کے متعلق جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاتا ہے۔'' (سورۂ انبیاء: ۲۳)

(١٠٢٧١)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَوْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہما ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِيْ الْاَرْضِ فُضُلًا عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا: هَلُمُّوْا اِلٰى بُغْيَتِكُمْ ، فَيَجِيْئُوْنَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک لوگوں کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے زمین میں چلنے پھرنے والے فرشتے ہوتے ہیں، جب وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: آؤ اپنے مقصود کی طرف، پس وہ آ جاتے ہیں

(١٠٢٧١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الترمذي: ٣٦٠٠ (انظر: ٧٤٢٤)

فَيَحُفُّوْنَ بِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اَيَّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ يَصْنَعُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ وَ يَذْكُرُوْنَكَ، فَيَقُوْلُ: هَلْ رَاَوْنِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْكَ لَكَانُوْا اَشَدَّ تَحْمِيْدًا وَتَمْجِيْدًا وَ ذِكْرًا، فَيَقُوْلُ: فَاَيَّ شَيْءٍ يَطْلُبُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَطْلُبُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: وَ هَلْ رَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَ اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: وَمِنْ اَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: مِنَ النَّارِ، فَيَقُوْلُ: وَ هَلْ رَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا وَاَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: اِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: فَاِنَّ فِيْهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءَ لَمْ يُرِدْهُمْ، اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، فَيَقُوْلُ: هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ۔)) (مسند احمد: ٧٤١٨)

اور ان لوگوں کو آسمانِ دنیا تک گھیر لیتے ہیں، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں تو وہ ان سے پوچھتا ہے: تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے؟ وہ کہتے ہیں: ہم ان کو اس حال میں چھوڑ کر آئے کہ وہ تیری تعریف کر رہے تھے، تیری بزرگی بیان کر رہے تھے اور تیرا ذکر کر رہے تھے، وہ کہتا ہے: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: جی نہیں، وہ کہتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیسا ہوگا؟ وہ کہتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو کثرت سے تیری تعریف اور بزرگی بیان کریں گے اور زیادہ ذکر کریں گے، وہ کہتا ہے: اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کس چیز کا سوال کرتے تھے؟ وہ کہتے ہیں: جی وہ جنت کا سوال کرتے تھے، وہ کہتا ہے: کیا انھوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: جی نہیں دیکھا، وہ کہتا ہے: اگر وہ دیکھ لیں تو؟ وہ کہتے ہیں: اگر وہ دیکھ لیں تو ان کی حرص بڑھ جائے گی اور وہ اس کا زیادہ مطالبہ کریں گے، وہ کہتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ وہ کہتے ہیں: جی آگ سے، وہ کہتا ہے: کیا انھوں نے آگ کو دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں: جی نہیں، وہ کہتا ہے: اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو؟ وہ کہتے ہیں: اگر وہ آگ کو دیکھ لیں تو وہ اس سے دور بھاگنے میں اور اس سے ڈرنے میں زیادہ ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے: بیشک میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے، وہ کہتے ہیں: ان میں فلاں آدمی تو خطا کار تھا، اس کا ارادہ ان کے ساتھ بیٹھنا نہیں تھا، وہ تو اپنے کسی کام کی غرض سے آیا تھا، وہ کہتا ہے: یہ (ایک جگہ پر بیٹھنے والے) وہ لوگ ہیں، ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوسکتا۔''

**فوائد:** ...... یہ رحمت کے فرشتے زمین میں گشت کر کے ذکر والی مجالس کو تلاش کرتے ہیں، یہ فرشتے ان کے علاوہ ہیں، جو نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خَلْقِ الْجِنِّ وَاُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ
## جنوں کی تخلیق اور ان سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان

(۱۰۲۷۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ، وَخُلِقَتِ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷۰۹)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتوں کو نور سے اور جنوں کو آگ کے دہکتے ہوئے شعلے سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا، جس کو تمہارے لیے واضح کیا جا چکا ہے (یعنی مٹی سے پیدا کیا گیا)۔''

(۱۰۲۷۳)۔ عَنْ جَابِرٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فِي الْبَحْرِ) ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُوْلُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ: وَيَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَهْلِهِ۔)) قَالَ: ((فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ (اَوْ قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ) وَ يَقُوْلُ: نِعْمَ اَنْتَ۔)) قَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ مَرَّةً: فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۴۴۳۰)

سیدنا جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ابلیس اپنا تخت پانی یا سمندر پر رکھتا ہے اور پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے، ان میں مرتبے کے اعتبار سے اس کا سب سے زیادہ قریبی وہ ہوتا ہے، جو سب سے بڑا فتنہ برپا کرتا ہے، ایک آ کر کہتا ہے: میں نے یہ یہ کاروائی کی ہے، لیکن ابلیس کہتا ہے: تو نے تو کچھ نہیں کیا، ایک آ کر کہتا ہے: میں نے اس کو اس وقت تک نہیں چھوڑا، جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی، پس ابلیس اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور اس کو گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے: کیا خوب ہے تو (تو نے تو کمال کر دیا ہے)۔''

**فوائد**:...... ابلیس کی فکر یہ ہے کہ زمین میں شرّ و معصیت عام ہو جائے، وہ اس مقصد کے لیے ہر وقت کوشاں ہے۔

(۱۰۲۷۴)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِابْنِ صَائِدٍ: ((مَا تَرٰى؟)) قَالَ: اَرٰى عَرْشًا عَلَى الْبَحْرِ حَوْلَهُ الْحَيَّاتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَرٰى عَرْشَ اِبْلِيْسَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۹۴۸)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صائد سے فرمایا: ''تو کیا کچھ دیکھتا ہے؟'' اس نے کہا: میں سمندر پر ایک تخت دیکھتا ہوں، اس کے ارد گرد سانپ ہوتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ابلیس کا تخت دیکھتا ہے۔''

---

(۱۰۲۷۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۹۶ (انظر: ۲۵۱۹۴)

(۱۰۲۷۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۱۳ (انظر: ۱۴۳۷۷)

(۱۰۲۷۴) تخریج: اسناده ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان، أخرجه ابویعلی: ۱۳۱۶ (انظر: ۱۱۹۲۶)

**فوائد:**......اس موضوع کی درج ذیل روایت صحیح ہے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لَقِيَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟)) فَقَالَ هُوَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ، مَا تَرَى؟)) قَالَ: أَرَى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ، وَمَا تَرَى؟)) قَالَ: أَرَى صَادِقَيْنِ وَكَاذِبًا أَوْ كَاذِبَيْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لُبِسَ عَلَيْهِ دَعُوهُ۔)) ......رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کے کسی راستے میں ابن صیاد کو ملے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے آگے سے کہا: کیا آپ یہ شہادت دیتے ہیں کہ میں (ابن صیاد) اللہ کا رسول ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لایا ہوں، اچھا یہ بتلا کہ تو کیا دیکھتا ہے؟'' اس نے کہا: میں پانی پر عرش دیکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تو سمندر پر ابلیس کا عرش دیکھتا ہے، اچھا مزید کیا دیکھتا ہے؟'' اس نے کہا: میں دو سچوں اور ایک جھوٹے یا دو جھوٹے اور ایک سچا دیکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے، اس کو چھوڑ دو۔'' (صحیح مسلم: ۲۹۲۵)

(۱۰۲۷۵)۔ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ اَبِیْ فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بَاَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْاِسْلَامِ، فَقَالَ لَهُ: اَتُسْلِمُ وَ تَذَرُ دِيْنَكَ وَ دِيْنَ اٰبَائِكَ وَآبَاءِ اَبِيْكَ؟ قَالَ: فَعَصَاهُ فَاَسْلَمَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: اَتُهَاجِرُ وَ تَذَرُ اَرْضَكَ وَسَمَائَكَ؟ وَاِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ، قَالَ: فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، قَالَ: ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ لَهُ: هُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ، فَتُنْكَحُ الْمَرْاَةُ وَ يُقَسَّمُ الْمَالُ، قَالَ: فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ۔)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَمَنْ

سیدنا سبرہ بن ابی فاکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان ابن آدم کے راستوں پر بیٹھ جاتا ہے، پس وہ اسلام کے راستے پر بیٹھتا ہے اور اس کو کہتا ہے: کیا تو مسلمان ہو جائے گا اور اپنا اور اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ دے گا؟ لیکن وہ اس کی نافرمانی کر کے اسلام قبول کر لیتا ہے، پھر وہ ہجرت کی راہ پر بیٹھ جاتا ہے اور اس کو کہتا ہے: کیا تو ہجرت کر جائے گا اور اپنے آسمان وزمین یعنی اپنے علاقے کو چھوڑ دے گا؟ اور مہاجر کی مثال تو رسی کے ساتھ بندھے ہوئے گھوڑے کی سی ہے، لیکن وہ اس کی نافرمانی کر کے ہجرت کر جاتا ہے، پھر وہ اس کے لیے جہاد کے راستے میں بیٹھ کر اس سے کہتا ہے: اس راہ میں نفس کی مشقت بھی ہے اور مال بھی خرچ ہو جاتا ہے، کیا تو اب قتال کرنے لگا ہے، تجھے تو قتل کر دیا جائے گا اور تیری بیوی سے نکاح کر لیا جائے گا اور تیرے

(۱۰۲۷۵) تخريج: اسناده قوی، أخرجه النسائی: ٦/ ٢١ (انظر: ١٥٩٥٨)

فَـعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَمَاتَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُـدْخِـلَـهُ الْجَنَّةَ ، اَوْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ، وَاِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٥٤)

مال کو تقسیم کر دیا جائے گا؟ لیکن وہ اس کی رائے کو ٹھکرا کر جہاد کرتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس عمل کے لیے نکل پڑا اور پھر وہ فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے، یا وہ شہید ہو گیا تو پھر بھی اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے، یا وہ پانی میں ڈوب ہو گیا تو پھر اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے، یا جانور نے اس کی گردن توڑ دی تو پھر بھی اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے۔''

**فوائد:** ...... جب بھی اطاعت کا کام کرتے ہوئے یا برائی کو ترک کرتے ہوئے مسلمان میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو وہ اس کو شیطان کی کوشش کا نتیجہ سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی منشا پوری کرے۔

(١٠٢٧٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يُعْبَدَ بِاَرْضِكُمْ هٰذِهِ، وَلٰكِنَّهُ قَدْ رَضِيَ مِنْكُمْ بِمَا تَحْقِرُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٨٧٩٦)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ تمھاری (جزیرۂ عرب کی) سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے، لیکن وہ تم سے ایسے (گناہ کروا کے) راضی ہو جائے گا، جنھیں تم حقیر سمجھتے ہو۔''

(١٠٢٧٧)۔ عَنْ جَابِرٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ، وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ۔)) (مسند احمد: ١٤٤١٩)

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی (یعنی مسلمان) اس کی عبادت کریں، لیکن وہ انھیں (لڑائی، جھگڑے اور جنگ و جدل کے) فساد پر آمادہ کرتا رہے گا۔''

**فوائد:** ...... بعض شارحین نے کہا: حدیث مبارکہ کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب میں کوئی مؤمن مرتد ہو کر بتوں کی پوجا پاٹ کرنا شروع کر دے اور اپنے شرک کی طرف پلٹ جائے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مسیلمہ کے اصحاب اور مانعینِ زکوۃ وغیرہ مرتد ہو گئے تھے، تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ انھوں نے کسی بت کی عبادت نہیں کی تھی۔ لیکن ملا علی قاری نے کہا: اس حدیث سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ شیطان کی دعوت

---

(١٠٢٧٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البيهقي في "الشعب": ٧٢٦٤ (انظر: ٨٨١٠)

(١٠٢٧٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨١٢ (انظر: ١٤٣٦٦)

عام ہے، جو کفر کی تمام انواع پر مشتمل ہے اور صرف بتوں کی عبادت کے ساتھ خاص نہیں ہے، زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس حدیث کو اس مفہوم پر محمول کیا جائے کہ نمازی لوگ نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ شیطان کی عبادت نہیں کریں گے، جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے کیا تھا۔ (دیکھیں: تحفۃ الاحوذی: ۳/ ۱۲۷)

اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے شیطان جزیرۂ عرب میں غالب تھا اور شرک و بدعت عام تھے، دوبارہ وہ اس طرح کا غلبہ نہیں پا سکے گا۔

(۱۰۲۷۸)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا تُرْسِلُوْا فَوَاشِیَکُمْ وَ صِبْیَانَکُمْ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ، حَتّٰی تَذْھَبَ فَحْمَۃُ الْعِشَاءِ، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یُبْعَثُ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ، حَتّٰی تَذْھَبَ فَحْمَۃُ الْعِشَاءِ۔)) (مسند احمد: ۱٤۳۹٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج غروب ہو جائے تو اپنے مویشیوں اور بچوں کو باہر نہ بھیجا کرو، یہاں تک کہ رات کا ابتدائی اندھیرا ختم ہو جائے، کیونکہ غروب آفتاب کے بعد شیطانوں کو بھیجا جاتا ہے، یہاں تک کہ رات کا ابتدائی اندھیرا ختم ہو جاتا ہے۔''

**فوائد:** ……اس میں بچوں کی روحانی حفاظت کی تلقین کی گئی ہے، جو والدین کی سب سے اہم ذمہ داری ہے، لیکن آج کل ہر باپ کا ہدف عصری تعلیم کا حصول ہے، والدین اور خاندانوں کے سربراہان بچوں کی روحانی تربیت سے غافل ہیں۔ نماز، تلاوتِ قرآن، ذکر اذکار، سونے اور بیدار ہونے کی دعائیں، کھانے پینے کے آداب اور حسن اخلاق کے سلسلے میں ان کی کوئی نگرانی نہیں کی جاتی۔ ایسے والدین تو عنقا بن چکے ہیں جو کہیں کہ بیٹا! پانی پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھو، بیٹھ کر پیو، دائیں ہاتھ سے پیو، تین سانس لو اور برتن کے اندر سانس نہ لو، کیونکہ یہ ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات ہیں۔ بس ہر ایک باپ کی یہی تمنا ہے کہ اس کا بچہ تہذیبِ نو اور جدّت پرستی میں ڈھلا ہوا ہو، جدید علوم و معارف سے آراستہ ہو، اعلی عہدے پر فائز ہو، کم سنی میں ہی انگریزی زبان پر مکمل عبور رکھتا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

قارئین کرام! آپ کی تمناؤں میں کوئی قباحت نہیں، لیکن اگر یہی خواہشات بچوں کا مقصودِ زندگی بنا دی جائیں تو کسی پہلو میں خیر نہیں رہتی۔

نیز اس حدیث کا اہم تقاضا یہ ہے کہ غروبِ آفتاب کے وقت بچوں کو گھر میں بحفاظت رکھا جائے، تا کہ وہ شیطانوں کے شرّ سے محفوظ رہ سکیں اور ان کی روح متأثر نہ ہو، لیکن آج کل دیکھا یہ گیا ہے کہ اس وقت بچے گلیوں، سڑکوں اور میدانوں میں کھیل رہے ہوتے ہیں، ممکن ہے کہ اس دور کے بچوں میں خیر و بھلائی کے معدوم ہونے کی یہی وجہ ہو۔

(۱۰۲۷۹)۔ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَنَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات

(۱۰۲۷۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۱۳ (انظر: ۱٤۳٤۲)
(۱۰۲۷۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۱۵ (انظر: ۲٤۸٤۵)

عَـائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَـدَّثَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَـرَجَ مِـنْ عِـنْـدِهَا لَيْلًا ، قَالَتْ: فَـغِـرْتُ عَـلَيْـهِ ، قَـالَـتْ: فَجَاءَ فَرَاٰى مَا اَصْـنَـعُ ، فَـقَـالَ: ((مَـا لَكِ يَـا عَـائِشَةُ! اَغِـرْتِ؟)) قَـالَـتْ: وَ مَالِيْ اَنْ لَا يَغَارَ مِثْلِيْ عَـلٰـى مِثْـلِكَ ، فَـقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: ((اَفَـاَخَـذَكِ شَيْطَانُكِ؟)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰـهِ! اَوَ مَـعِـيَ شَيْـطَانٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قُـلْـتُ: وَ مَـعَ كُـلِّ اِنْسَانٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قُـلْـتُ: وَمَـعَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ وَلٰـكِـنَّ رَبِّـىْ عَـزَّ وَجَلَّ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ حَتّٰى اَسْلَمَ۔)) (مسند احمد: ٢٥٣٥٧)

کو اس کے پاس سے نکل گئے، مجھے بڑی غیرت آئی (کہ باری میری ہے، لیکن آپ ﷺ اپنی کسی بیوی کے پاس چلے گئے ہیں)، اتنے میں آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور اس کو دیکھا، جو کچھ میں نے کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کیا غیرت آ گئی ہے؟'' میں نے کہا: بھلا مجھ جیسی خاتون آپ جیسی شخصیت پر غیرت کیوں نہ کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرا شیطان تجھ پر مسلط ہو گیا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ بھی شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' میں نے کہا: کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی بالکل، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری معاونت کی، یہاں تک کہ وہ مطیع ہو گیا۔''

(١٠٢٨٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْـسَ مِـنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَـدْ وُكِّـلَ بِـهٖ قَـرِيْـنُهُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔)) قَالُوْا: وَاَنْـتَ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٢٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر آدمی کے ساتھ شیطان سے اس کا ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی ہے اور وہ مطیع ہو گیا ہے۔''

(١٠٢٨١)۔ عَـنِ ابْـنِ مَسْعُوْدٍ ؓ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْـلُـهُ ، وَ فِيْـهِ : ((وَلٰكِنَّ اللّٰـهَ اَعَـانَـنِـيْ عَـلَيْـهِ فَـلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِحَقٍّ۔)) (مسند احمد: ٣٦٤٨)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پھر اسی طرح کی روایت بیان کی، البتہ اس میں ہے: ''اور لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی، پس وہ مجھے صرف حق کا حکم دیتا ہے۔''

**فوائد:** ...... یہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا۔

---

(١٠٢٨٠) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ٢٤٤٠، والطبراني: ١٢٦٢٠ (انظر: ٢٣٢٣)
(١٠٢٨١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨١٤ (انظر: ٣٦٤٨)

(۱۰۲۸۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ؓ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا تَلِجُوْا عَلَی الْمُغِیْبَاتِ، فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنْ اَحَدِکُمْ مَجْرَی الدَّمِ۔)) قُلْنَا: وَمِنْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ((وَمِنِّیْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ فَاَسْلَمَ۔)) (مسند احمد: ۱٤۳۷٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم ان عورتوں کے پاس نہ جایا کرو، جن کے خاوند موجود نہ ہوں، کیونکہ شیطان تم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔'' ہم لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ شیطان آپ میں بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ میں بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس کے خلاف میری مدد کی ہے، پس وہ مطیع ہو گیا ہے۔''

**فوائد:** ......شیطان کا خون کی طرح گردش کرنا، اس کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہے کہ وہ انسان کے بدن کے اندر اس طرح گردش کر سکتا ہے، یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ وسوسے ڈالتا ہے اور گمراہ کرنے کے لیے کئی اسباب اور طریقے استعمال کرتا ہے۔

(۱۰۲۸۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَرَّ عَلَیَّ الشَّیْطَانُ، فَاَخَذْتُہُ فَخَنَقْتُہُ، حَتّٰی لَاَجِدُ بَرْدَ لِسَانِہِ فِیْ یَدَیَّ، فَقَالَ: اَوْجَعْتَنِیْ، اَوْجَعْتَنِیْ۔)) (مسند احمد: ۳۹۲٦)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شیطان میرے پاس سے گزرا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کا گلا دبایا، یہاں تک کہ مجھے اپنے ہاتھ پر اس کی زبان کی ٹھنڈک محسوس ہوئی، اس نے مجھے کہا: آپ نے مجھے تکلیف دی ہے، آپ نے مجھے تکلیف دی ہے۔''

**فوائد:** ......لیکن اس مضمون کی درج ذیل روایت پر غور کریں:

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَامَ فَصَلّٰی صَلَاةَ الصُّبْحِ وَھُوَ خَلْفَہُ، فَقَرَأَ، فَالْتَبَسَتْ عَلَیْہِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِہِ قَالَ: ((لَوْ رَأَیْتُمُوْنِیْ وَإِبْلِیْسَ فَأَھْوَیْتُ بِیَدِیْ، فَمَازِلْتُ أَخْنُقُہُ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ لُعَابِہِ بَیْنَ إِصْبَعَیَّ ھَاتَیْنِ: الإِبْھَامَ وَالَّتِیْ تَلِیْھَا، وَلَوْلَا دَعْوَةُ أَخِیْ سُلَیْمَانَ، لَأَصْبَحَ مَرْبُوْطًا بِسَارِیَةٍ مِنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ یَتَلَاعَبُ بِہِ صِبْیَانُ الْمَدِیْنَةِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ أَنْ لَا یَحُوْلَ بَیْنَہُ وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ أَحَدٌ فَلْیَفْعَلْ۔)) ......رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز فجر ادا کی اور وہ (ابوسعید) آپ کے پیچھے تھے، آپ نے قرأت فرمائی تو آپ پر قرأت خلط ملط ہونے لگی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''کاش کہ تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُس کا گلا گھونٹتا رہا، حتی کہ مجھے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان اس کے لعاب کی

---

(۱۰۲۸۲) تخریج: اسناده ضعيف لضعف مجالد بن سعيد، وقد جمع مجالد فی ھذا المتن ثلاثة احاديث، وھی صحيحة بالشواھد، أخرجه الترمذی: ۱۱۷۲ (انظر: ۱٤۳۲٤)

(۱۰۲۸۳) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو عبيدة لم يسمع من ابيه، أخرجه البيھقی: ۲/ ۲۱۹ (انظر: ۳۹۲٦)

ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اگر میرے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی دعا نہ ہوتی تو وہ اس حال میں صبح کرتا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور مدینے کے بچے اُس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے۔ تم میں سے جس میں یہ استطاعت ہو کہ (دورانِ نماز) اس کے اور اس کے قبلہ کے مابین کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ ایسا ہی کرے۔'' (أحمد: ۳/۸۲، ورواہ ابوداود: ۶۹۹ مختصرا، صحیحہ: ۳۲۵۱)

اگرچہ نبی کریم ﷺ شیطانی حملوں سے مکمل محفوظ تھے، لیکن ابلیس اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتا رہتا تھا اور نتیجتاً ناکام و نامراد ہو کر واپس لوٹتا تھا۔

سلیمان علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی: ﴿وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ﴾ (سورۂ ص: ۳۵) ...... ''اور (اے اللہ!) مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما، جو میرے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو۔''

حافظ ابن حجرؒ نے کہا: اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے سلیمان علیہ السلام کی رعایت کرتے ہوئے ابلیس کو چھوڑ دیا تھا، لیکن یہ بھی احتمال ہے سلیمان علیہ السلام کی خصوصیت یہ ہو کہ وہ جو کام چاہتے جنوں سے کروا لیتے تھے۔ (فتح الباری)

(۱۰۲۸٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، فِیْ حَدِيْثِ الْاِسْرَاءِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((فَلَمَّا نَزَلْتُ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، نَظَرْتُ اَسْفَلَ مِنِّی فَاِذَا بِرَهْجٍ وَدُخَانٍ وَاَصْوَاتٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰذِهِ الشَّيَاطِيْنُ يَحُوْمُوْنَ عَلٰى اَعْيُنِ بَنِیْ آدَمَ اَنْ لَا يَتَفَكَّرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَرَاَوُا الْعَجَائِبَ۔)) (مسند احمد: ۸٦۲۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسراء والی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب میں آسمان دنیا کی طرف اترا تو دیکھا کہ میری نچلی طرف غبار، دھواں اور آوازیں تھیں، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ شیطان ہیں، جو بنو آدم کی آنکھوں کے سامنے منڈلا رہے ہیں، تاکہ وہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہیوں میں غور و فکر نہ کر سکیں، اگر یہ نہ ہوتے تو وہ عجیب عجیب چیزیں دیکھتے۔''

(۱۰۲۸۵)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَیَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَیَّ الصَّلَاةَ، فَاَمْكَنَنِی اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهُ، وَاَرَدْتُ اَنْ اَرْبِطَهُ اِلٰى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ایک سرکش جن گزشتہ رات میری نماز کو کاٹنے کے لیے اچانک میرے سامنے آیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے قدرت عطا کی اور میں نے اس کو دھکا دیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اس کو

---

(۱۰۲۸٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علی بن زيد، وجهالة ابی الصلت، أخرجه ابن ماجه: ۲۲۷۳ (انظر: ۸٦٤۰)

(۱۰۲۸۵) تخريج: أخرجه البخاری: ٤٦۱، ۳٤۲۳، ومسلم: ۵٤۱ (انظر: ۷۹٦۹)

جَنْبِ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، حَتّٰى تُصْبِحُوْا فَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ اَجْمَعُوْنَ، قَالَ: فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ اَخِيْ سُلَيْمَانَ: ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ﴾.)) قَالَ: فَرَدَّهُ خَاسِئًا۔ (مسند احمد: ٧٩٥٦)

مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دوں، تاکہ جب صبح ہو تو تم سارے افراد اس کو دیکھ سکو، لیکن پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آ گئی: ''اے میرے رب! مجھے ایسی بادشاہت عطا کر کہ میرے بعد وہ کسی کے لیے لائق نہ ہو۔'' پس آپ ﷺ نے اس کو لوٹا دیا، اس حال میں کہ وہ ناکام تھا۔

**فوائد:**...... ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۲۸۳)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ اِسْلَامِ طَائِفَةٍ مِنَ الْجِنِّ وَمُقَابَلَتِهِمْ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَ اسْتِمَاعِهِمُ الْقُرْآنَ مِنْهُ

## جنوں کے ایک گروہ کے اسلام لانے، ان کے نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے اور آپ ﷺ سے قرآن سننے کا بیان

(١٠٢٨٦)۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، اَنَا دَاوُدُ وَ بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ الْمَعْنِيَ قَالَا، ثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ: هَلْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ مِنْكُمْ اَحَدٌ؟ فَقَالَ: مَاصَحِبَهُ مِنَّا اَحَدٌ، وَلٰكِنْ قَدْ فَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُلْنَا: اُغْتِيْلَ؟ اسْتُطِيْرَ؟ مَافَعَلَ؟ قَالَ: فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ، فَلَمَّا كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ اَوْ قَالَ: فِيْ السَّحْرِ اِذَا نَحْنُ بِهِ يَجِيْءُ مِنْ قِبَلِ حِرَاءَ، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَذَكَرُوْا الَّذِيْ كَانُوْا فِيْهِ، فَقَالَ: اِنَّهُ اَتَانِيْ دَاعِي الْجِنِّ فَاَتَيْتُهُمْ فَقَرَاْتُ عَلَيْهِمْ۔)) قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَاَرَانِيْ آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيْرَانِهِمْ۔ قَالَ: وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: سَاَلُوْهُ الزَّادَ (قَالَ ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ: قَالَ عَامِرٌ: فَسَاَلُوْهُ

علقمہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا جنوں والی رات کو تم میں سے کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ انھوں نے کہا: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا، ہوا یوں کہ ہم نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو گم پایا، ہم نے کہا: کیا آپ ﷺ کو مخفی انداز میں قتل کر دیا گیا ہے؟ کیا آپ ﷺ کو کہیں لے جایا گیا ہے؟ آخر ہوا کیا ہے؟ ہم نے انتہائی بدترین رات گزاری، جب صبح سے پہلے کا یا سحری کا وقت تھا تو ہم نے اچانک آپ ﷺ کو غارِ حراء کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر ہم نے ساری بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنوں کا داعی میرے پاس آیا، اس لیے میں ان کے پاس چلا گیا اور ان پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔'' پھر آپ ﷺ ہمیں لے کر گئے اور ان کے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ وہ جزیرۂ عرب کے جنوں میں سے تھے اور انھوں نے اس رات کو اپنے زاد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا،

(١٠٢٨٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٥٠ (انظر: ٤١٤٩)

لَیَلْتَسِئِذِ الزَّادَ) وَکَانُوْا مِنْ جِنِّ الْجَزِیْرَۃِ) فَقَالَ: ((کُلُّ عَظْمٍ ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ یَقَعُ فِیْ اَیْدِیْکُمْ اَوْفَرَ مَا کَانَ عَلَیْہِ لَحْمًا، وَکُلُّ بَعْرَۃٍ اَوْ رَوْثَۃٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّکُمْ، فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِھِمَا فَإِنَّھُمَا زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِنَ الْجِنِّ۔)) (مسند احمد: ٤١٤٩)

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر خوب گوشت دار ہڈی، جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو، تمہارے ہاتھ لگے (وہ تمہارا زاد ہے) اور ہر مینگنی اور لید تمہارے چوپائیوں کا چارہ ہے، پس تم لوگ ان دو چیزوں سے استنجا نہ کیا کرو، کیونکہ یہ چیزیں تمہارے جن بھائیوں کا زاد ہیں۔''

**فوائد:** ...... ہر خوب گوشت دار ہڈی، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر اس ہڈی پر گوشت پیدا کر دیتا ہے، جو جنات کھاتے ہیں، باقی مینگنی اور لید کو مطلق طور پر جنوں کے چوپائیوں کی خوراک قرار دیا گیا۔

صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے، وہ کہتے ہیں: جب آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا: ہڈی اور لید سے استنجا نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((ھُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَاَنَّہٗ قَدْ اَتَانِیْ وَفْدُ جِنِّ نَصِیْبَیْنَ، وَنِعْمَ الْجِنُّ، فَسَاَلُوْنِیَ الزَّادَ، فَدَعَوْتُ اللّٰہَ لَھُمْ اَنْ لَّا یَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَۃٍ اِلَّا وَجَدُوْا عَلَیْھَا طَعَامًا۔)) ...... ''یہ دو چیزیں جنوں کے کھانے سے ہیں، میرے پاس نصیبین کے جنوں کا وفد آیا تھا، یہ بہترین جن تھے، اور انھوں نے مجھ سے زاد کے بارے میں سوال کیا، پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ جس ہڈی اور لید کے پاس سے گزریں، اس پر کھانا پائیں۔''

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہڈی، لید اور مینگنی، یہ چیزیں جنوں اور ان کے چوپائیوں کی خوراک نہیں ہیں، بلکہ ان کے اوپر ان کی خوراک پڑی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس خوراک کی کیا شکل ہوتی ہے اور وہ اِن چیزوں سے کیسے مستفید ہوتے ہیں، ایک عالم کہا کرتے تھے کہ جن لطیف مخلوق ہیں، وہ ان چیزوں کو سونگ کر ان سے خوراک حاصل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(١٠٢٨٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ لَیْلَۃَ وَفْدِ الْجِنِّ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَنَفَّسَ، فَقُلْتُ: مَاشَاْنُکَ؟ فَقَالَ: ((نُعِیَتْ اِلَیَّ نَفْسِیْ یَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ!۔)) (مسند احمد: ٤٢٩٤)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں جنوں کے وفد والی رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، جب آپ ﷺ واپس پلٹے تو آپ ﷺ نے لمبا سانس لیا، میں نے کہا: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن مسعود! میرے نفس کو موت کی اطلاع دی جا رہی ہے۔''

---

(١٠٢٨٧) تخریج: حدیث شبہ موضوع، میناء الخراز متروک وکذبہ ابو حاتم، أخرجہ عبد الرزاق: ٢٠٦٤٦، والطبرانی فی "الکبیر": ٩٩٧٠ (انظر: ٤٢٩٤)

(۱۰۲۸۸)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ خَطَّ حَوْلَهُ (اَيْ حَوْلَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ) فَكَانَ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ مِثْلُ سَوَادِ النَّخْلِ، وَقَالَ لِيْ: ((لَا تَبْرَحْ مَكَانَكَ۔)) فَاَقْرَاَهُمْ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَ۔ فَلَمَّا رَاَى الزُّطَّ قَالَ: كَاَنَّهُمْ هٰؤُلَاءِ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَمَعَكَ مَاءٌ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((اَمَعَكَ نَبِيْذٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَتَوَضَّاَ بِهِ۔ (مسند احمد: ٤٣٥٣)

سیدنا عبدا للہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں والی رات اس کے اردگرد خط لگایا، جن کھجور کے سائے کی طرح اس کے پاس آتے تھے، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم نے اپنی جگہ پر رہنا ہے۔'' پس آپ ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھائی، جب آپ ﷺ نے زُط نسل دیکھی تو فرمایا: ''گویا کہ یہ وہی ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''تمہارے پاس پانی ہے؟'' میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس نبیذ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، پس آپ ﷺ نے نبیذ سے وضو کیا۔

**فوائد**:...... سوڈان اور ہند کی ایک جنس کا نام زُط ہے۔
نبیذ سے وضو کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ مائے مطلق نہیں ہے۔ یہ روایت ضعیف ہے۔

(۱۰۲۸۹)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بِتُّ اللَّيْلَةَ اَقْرَاُ عَلَى الْجِنِّ رُفَقَاءَ بِالْحَجُوْنِ۔)) (مسند احمد: ٣٩٥٤)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس طرح رات گزاری کہ حجون میں جنوں کی جماعت پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔''

(۱۰۲۹۰)۔ حَدَّثَنَا عَارِمٌ، وَعَفَّانُ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: قَالَ اَبِيْ: حَدَّثَنِيْ اَبُوْ تَمِيْمَةَ عَنْ عَمْرٍو لَعَلَّهُ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ قَالَ: الْبِكَالِيُّ يُحَدِّثُهُ عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ عَمْرٌو: اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ: اِسْتَبْعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْتُ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَخَطَّ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بھی ساتھ چلنے کا تقاضا کیا، پس ہم چل پڑے، جب میں فلاں مقام پر پہنچا تو آپ ﷺ نے میرے لیے لکیر لگائی اور مجھے فرمایا: ''تو اس کے درمیان بیٹھ جا، تو نے اس سے باہر نہیں نکلنا، وگرنہ ہلاک ہو جائے گا۔'' پس میں اسی میں بیٹھا رہا، رسول اللہ ﷺ ایک کنکری کی پھینک پر یا اس سے کچھ زیادہ آگے چلے گئے، پھر جب آپ ﷺ نے ان

(۱۰۲۸۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، أخرجه الدارقطني: ١/ ٧٧ (انظر: ٤٣٥٣)
(۱۰۲۸۹) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، عبيد الله بن عبد الله لم يسمع من عم ابيه عبد الله بن مسعود، أخرجه ابويعلي: ٥٠٦٢ (انظر: ٣٩٥٤)
(۱۰۲۹۰) تخريج: اسناده ضعيف، عمرو البكالي لم يثبت سماعه لهذا الحديث من ابن مسعود، أخرجه بنحوه الترمذي: ٢٨٦١ (انظر: ٣٧٨٨)

لِیْ خِطَّةً فَقَالَ لِیْ: کُنْ بَیْنَ ظَهْرَیْ هٰذِهٖ لَا تَخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ إِنْ خَرَجْتَ هَلَكْتَ، قَالَ: فَكُنْتُ فِیْهَا قَالَ: فَمَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَذَفَةً أَوْ أَبْعَدَ شَیْئًا أَوْ كَمَا قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ ذَكَرَ هَنِیْنًا كَأَنَّهُمُ الزُّطُّ قَالَ عَفَّانُ (أَوْ كَمَا قَالَ عَفَّانُ): إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَیْسَ عَلَیْهِمْ ثِیَابٌ وَلَا أَرٰی سَوْآتِهِمْ طِوَالًا قَلِیْلٌ لَحْمُهُمْ، قَالَ: فَأَتَوْا فَجَعَلُوْا یَرْكَبُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَجَعَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ یَقْرَأُ عَلَیْهِمْ، قَالَ: وَجَعَلُوْا یَأْتُوْنِیْ فَیُخَیِّلُوْنَ حَوْلِیْ وَیَعْتَرِضُوْنَ لِیْ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَأُرْعِبْتُ مِنْهُمْ رُعْبًا شَدِیْدًا، قَالَ: فَجَلَسْتُ (أَوْ كَمَا قَالَ) قَالَ: فَلَمَّا انْشَقَّ عَمُوْدُ الصُّبْحِ جَعَلُوْا یَذْهَبُوْنَ (أَوْ كَمَا قال) قَالَ: ثُمَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ ثَقِیْلًا وَجِعًا أَوْ یَكَادُ أَنْ یَكُوْنَ وَجِعًا مِمَّا رَكِبُوْهُ، قَالَ: ((إِنِّیْ لَأَجِدُنِیْ ثَقِیْلًا)) أَوْ كَمَا قال، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ فِیْ حِجْرِیْ (أَوْ كَمَا قال) ثُمَّ إِنَّ هُنَیْنًا أَتَوْا، عَلَیْهِمْ ثِیَابٌ بِیْضٌ طِوَالٌ (أَوْ كَمَا قَالَ) وَقَدْ أَغْفٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَأُرْعِبْتُ أَشَدَّ مِمَّا أُرْعِبْتُ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰی قَالَ عَارِمٌ فِیْ حَدِیْثِهٖ: فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَقَدْ أُعْطِیَ هٰذَا الْعَبْدُ خَیْرًا، أَوْ كَمَا قَالُوْا، إِنَّ عَیْنَیْهِ نَائِمَتَانِ أَوْ قَالَ: عَیْنُهُ أَوْ كَمَا قَالُوْا، وَقَلْبُهُ یَقْظَانُ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ عَارِمٌ

جنوں کا ذکر کیا تو ایسے لگ رہا تھا کہ وہ زُط ہیں، ایک راوی کہتا ہے: اگر اللہ نے چاہا تو (ان کے بارے میں میرا یہ بیان درست ہوگا کہ) ان پر کپڑے نہیں تھے، لیکن ان کی شرمگاہیں بھی نظر نہ آئیں، وہ دراز قد اور کم گوشت تھے، پس وہ آپ پر سوار ہونا شروع ہوگئے، آپ ﷺ ان پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے، وہ جن میرے پاس بھی آتے، دل میں مختلف خیال ڈالتے اور میرے سامنے پیش آتے، میں ان سے بڑا خوفزدہ ہوگیا، پس میں بیٹھ گیا، جب صبح کی روشنی پھوٹنے لگی تو وہ چلے جانے لگے، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ بہت تھکے ہوئے اور تکلیف میں تھے، یا یوں کہیے کہ قریب تھا کہ آپ کو تکلیف شروع ہو جاتی، یہ سارا کچھ ان کے سوار ہونے کی وجہ سے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے آپ کو تھکا ہوا پاتا ہوں۔'' پس آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک میری گودی میں رکھا، پھر کچھ افراد آ گئے، انھوں نے سفید کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے اور دراز قد تھے، جبکہ آپ ﷺ سو گئے تھے، میں پہلے کی بہ نسبت زیادہ گھبرا گیا تھا، ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: اس بندے یعنی آپ ﷺ کو خیر عطا کی گئی ہے، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے، آؤ اس کی ایک مثال بیان کرتے ہیں اور پھر اس کی تاویل کرتے ہیں، یا ان میں سے بعض نے کہا: ہم مثال بیان کرتے ہیں اور تم اس کی تاویل کرو گے، پھر بعض نے بعض سے کہا: اس کی مثال اس سردار کی مثال کی طرح ہے، جس نے قلعہ تعمیر کیا اور پھر لوگوں کو کھانے کے لیے بلا بھیجا، جو کھانے کے لیے نہ آیا، یا اس کی بات نہ مانی، اس نے اس کو سخت سزا دی، دوسروں نے تاویل کرتے ہوئے کہا: سردار سے مراد ربّ العالمین، قلعہ سے مراد اسلام اور کھانے سے مراد

وَعَفَّانُ: قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: هَلُمَّ فَلْنَضْرِبْ بِهِ مَثَلًا اَوْ كَمَا قَالُوْا، قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اِضْرِبُوْا لَهُ مَثَلًا وَنُؤَوِّلُ نَحْنُ اَوْ نَضْرِبُ نَحْنُ وَتُؤَوِّلُوْنَ اَنْتُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَثَلُهُ كَمَثَلِ سَيِّدٍ ابْتَنٰى بُنْيَانًا حَصِيْنًا ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَى النَّاسِ بِطَعَامٍ اَوْ كَمَا قَالَ، فَمَنْ لَمْ يَاْتِ طَعَامَهُ اَوْ قَالَ: لَمْ يَتَّبِعْهُ عَذَّبَهُ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ كَمَا قَالُوْا، قَالَ الْآخَرُوْنَ: اَمَّا السَّيِّدُ فَهُوَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ، وَاَمَّا الْبُنْيَانُ فَهُوَ الْاِسْلَامُ، وَالطَّعَامُ الْجَنَّةُ، وَهُوَ الدَّاعِيْ فَمَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ عَارِمٌ فِيْ حَدِيْثِهِ: اَوْ كَمَا قَالُوْا، وَمَنْ لَمْ يَتَّبِعْهُ عُذِّبَ اَوْ كَمَا قَالَ، ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ: مَا رَاَيْتَ يَا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: رَاَيْتُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا خَفِيَ عَلَيَّ مِمَّا قَالُوْا شَيْءٌ، قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ)) اَوْ قَالَ: ((هُمْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اَوْ كَمَا شَاءَ اللّٰهُ ـ)) (مسند احمد: ٣٧٨٨)

جنت ہے اور داعی آپ ﷺ خود ہیں، جس نے آپ کی پیروی کی، وہ جنت میں ہوگا اور جس نے آپ ﷺ کی اطاعت نہ کی،اس کو عذاب دیا جائے گا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے اور پوچھا: ''اے ابن ام عبد تو نے کیا کچھ دیکھا ہے؟'' سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ کچھ دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ انھوں نے کہا، اس میں سے کوئی چیز مجھ پر مخفی نہیں ہے، یہ فرشتوں کا ایک گروہ تھا۔''

(١٠٢٩١)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ الْمُعَطَّلِ، قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَلَمَّا كُنَّا بِالْعَرْجِ اِذَا نَحْنُ بِحَيَّةٍ تَضْطَرِبُ فَلَمْ تَلْبَثْ اَنْ مَاتَتْ، فَاَخْرَجَ لَهَا رَجُلٌ خِرْقَةً مِنْ عَيْبَتِهِ فَلَفَّهَا فِيْهَا وَدَفَنَهَا وَخَدَّ لَهَا فِي الْاَرْضِ، فَلَمَّا

صفوان بن معطل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ادائیگی ٔ حج کے لیے روانہ ہوئے، جب ہم عرج مقام پر تھے تو ہم نے دیکھا کہ ایک سانپ کپکپا رہا تھا اور پھر جلد ہی وہ مر گیا، ایک آدمی نے اپنے تھیلے سے ایک چیتھڑا نکالا، سانپ کو اس میں لپیٹا اور زمین میں گڑا کھود کر اس کو دفن کر دیا، جب ہم مکہ مکرمہ

(١٠٢٩١) تخريج: اسناده ضعيف جدا، عمر بن نبهان العبدى ضعيف، وسلام ابو عيسى مجهول، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٧٣٤٥، والحاكم: ٣/ ٥١٩ (انظر: ٢٢٦٦٢)

اَتَیْنَا مَکَّۃَ فَاِنَّا لَبِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِذَا وَقَفَ عَلَیْنَا شَخْصٌ فَقَالَ: اَیُّکُمْ صَاحِبُ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ؟ قُلْنَا: مَانَعْرِفُہُ، قَالَ: اَیُّکُمْ صَاحِبُ الْجَانِّ؟ قَالُوْا: ھٰذَا، قَالَ: اِمَّا اَنَّہُ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا، اِمَّا اَنَّہُ قَدْ کَانَ مِنْ آخِرِ التِّسْعَۃِ مَوْتًا الَّذِیْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْآنَ۔ (مسند احمد: ۲۳۰۳۹)

پہنچے اور مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی ہمارے پاس کھڑا ہوا اور اس نے کہا: تم میں عمرو بن جابر کا ساتھی کون ہے؟ ہم نے کہا: جی ہم تو اس کو نہیں جانتے، اس نے کہا: تم میں جنوں والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ہے، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے، یہ جن ان نو جنوں میں سب سے آخر میں مرا ہے، جو قرآن مجید سننے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خَلْقِ الْاَرْوَاحِ وَآدَمَ وَذُرِّیَّتِہِ
## ارواح، آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی تخلیق کا بیان

(۱۰۲۹۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ خَلْقَہُ، ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِیْ ظُلْمَۃٍ ثُمَّ اَخَذَ مِنْ نُوْرِہِ مَاشَاءَ، فَاَلْقَاہُ عَلَیْھِمْ فَاَصَابَ النُّوْرُ مَنْ شَاءَ اَنْ یُصِیْبَہُ وَاَخْطَاَ مَنْ شَاءَ، فَمَنْ اَصَابَہُ النُّوْرُ یَوْمَئِذٍ فَقَدِ اھْتَدٰی، وَمَنْ اَخْطَاَ یَوْمَئِذٍ ضَلَّ، فَلِذٰلِکَ قُلْتُ: جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ۔)) (مسند احمد: ٦٨٥٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا، پھر ان کو اندھیرے میں رکھا اور اپنی مشیت کے مطابق اپنے نور میں سے کچھ حصہ لیا اور اس کو ان پر ڈال دیا، اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق وہ نور بعض افراد تک پہنچ گیا اور بعض تک نہ پہنچا، جس شخص کو اس دن وہ نور پہنچ گیا، وہ ہدایت پا گیا اور جو اس سے رہ گیا، وہ گمراہ ہوگیا۔'' اسی لیے میں عبداللہ کہتا ہوں: جو کچھ ہونے والا ہے، اس پر قلم خشک ہو چکا ہے۔

(۱۰۲۹۳)۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَۃٍ قَبَضَھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَرْضِ، فَجَاءَ بَنُوْ آدَمَ عَلٰی قَدْرِ الْاَرْضِ جَاءَ مِنْھُمُ الْاَبْیَضُ، وَالْاَحْمَرُ، وَالْاَسْوَدُ، وَبَیْنَ ذٰلِکَ وَالْخَبِیْثُ، وَالطَّیِّبُ، وَالسَّھْلُ، وَ الْحَزْنُ،

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سے ایک مٹھی بھری اور اس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، یہی وجہ ہے کہ اولادِ آدم زمین کی مٹی کی نوعیت کے مطابق پیدا ہوئے ہیں، یعنی کوئی سفید ہے، کوئی سرخ ہے، کوئی سیاہ ہے اور کسی کی رنگتیں ان کے درمیان درمیان ہیں اور کوئی خبیث ہے، کوئی پاکیزہ مزاج ہے،

(۱۰۲۹۲) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۲٦٤۲ (انظر: ٦٨٥٤)
(۱۰۲۹۳) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابوداود: ٤٦٩۳، والترمذی: ۲۹۵۵ (انظر: ۱۹۵۸۲)

وَ بَیْنَ ذٰلِکَ۔)) (مسند احمد: ۱۹۸۱۱)

کوئی نرم ہے، کوئی سخت ہے اور کوئی ان کے درمیان درمیان۔''

(۱۰۲۹۴)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَ مَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔)) (مسند احمد: ۱۰۸۳۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روحیں اکٹھا کیے گئے لشکر ہیں، جن جن کا وہاں تعارف ہوگیا، وہ مانوس ہو گئے اور جن کی آپس میں شناخت نہ ہو سکی، وہ مختلف ہو گئے۔''

**فوائد:** ......انسانی مزاجوں میں حیران کن فرق پایا جاتا ہے، ایک آدمی دوسرے پر جان و مال قربان کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے، جبکہ دوسرا اس سے بول کر بھی راضی نہیں ہوتا، کسی کو اپنے بیوی بچے اس قدر پیارے لگتے ہیں کہ وہ سارا وقت ان کے اندر گزارنا چاہتا ہوتا ہے، جبکہ ایسے لوگ بھی ہیں، جن کا سارا وقت گھر سے باہر دوستوں یاروں میں گزر جاتا ہے، غرضیکہ ہر آدمی کا میلان اور رجحان دوسرے سے مختلف ہے اور تقریباً ہر کوئی دوسرے کے مزاج پر نقد بھی کرتا ہے۔

دراصل عالَمِ ارواح میں اتفاق و اختلاف اور الفت و نفرت کی صورتیں اور شکلیں پیدا ہو چکی ہوتی ہیں، دنیوی زندگی تو صرف ان کا مظہر ثابت ہوتی ہے۔

(۱۰۲۹۵)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ، طُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ، قَالَ لَهُ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُوْلٰئِكَ النَّفَرِ، وَهُمْ نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ، وَاسْتَمِعْ مَا يُجِيْبُوْنَكَ، فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، قَالَ: فَذَهَبَ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوْا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَزَادُوْا رَحْمَةَ اللّٰهِ، قَالَ: فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ آدَمَ وَطُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا، فَلَمْ يَزَلْ يَنْقُصُ الْخَلْقُ بَعْدُ حَتَّی الْآنَ۔)) (مسند احمد: ۸۱۵۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا، ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کی تو فرمایا: جاؤ اور فرشتوں کی بیٹھی ہوئی اُس جماعت کو سلام کہو اور غور سے سنو کہ وہ آپ کو جواباً کیا کہتے ہیں، کیونکہ یہی (جملے) آپ اور آپ کی اولاد کا سلام ہوں گے۔ (وہ گئے اور) کہا: السلام علیکم۔ انھوں نے جواب میں کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ یعنی ''ورحمۃ اللہ'' کے الفاظ زائد کہے۔ جب کوئی بھی آدمی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت (وجسامت) پر داخل ہو گا۔ لیکن (دنیا میں ولادتِ آدم سے) آج تک قد و قامت میں کمی آتی رہی۔''

**فوائد:** ......انسان کا اصل قد ساٹھ ہاتھ ہے اور ہر جنتی کا یہی قد ہوگا، آہستہ آہستہ قد و قامت میں کمی آتی رہی،

---

(۱۰۲۹٤) تخریج: أخرجه مسلم: ۲٦۳۸ (انظر: ۱۰۸۲٤)

(۱۰۲۹۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۲٦، ٦۲۲۷، ومسلم: ۲۸٤۱ (انظر: ۸۱۷۱)

یہاں تک کہ اب لوگوں نے چھ سات فٹ قد کو بہت خوبصورت سمجھ لیا اور بہت طویل قد والے معیوب سمجھے جانے لگ گئے، دراصل انسان کی فطرت اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوتی ہے۔

اسلام میں سلام کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے، اس کی ابتدا آدم علیہ السلام سے ہوئی، نبی کریم ﷺ نے سلام کو عام کرنے کا حکم دیا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ روایت ان لوگوں کے قول کی تائید کرتی ہے، جو لفظِ آدم کو ''ہ'' ضمیر کا مرجع بناتے ہیں، اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جس ہیئت پر پیدا کیا تھا، اسی پر ان کو وجود بخشا، یعنی ان کو اپنی اولاد کی طرح نہ اپنی تخلیق کے دوران مختلف احوال سے گزرنا پڑا اور نہ رحموں میں پہلے نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر عظام اور لحم اور خلق تام جیسے مراحل طے کرنا پڑے، بلکہ جونہی اللہ تعالیٰ نے ان میں روح پھونکی تو ان کو کامل و مکمل، معتدل و متناسب اور ٹھیک و درست بنا دیا۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر مفصّل اور مفید گفتگو کی ہے، آپ اس کا مراجعہ کر لیں۔ (صحیحہ: ۴۴۹)

(۱۰۲۹۶)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ طُوْلُ آدَمَ سِتِّيْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعَةِ اَذْرُعٍ عَرْضًا۔)) (مسند احمد: ۱۰۹۲۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ اور چوڑائی سات ہاتھ تھی۔''

(۱۰۲۹۷)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ تَاْكُلُهُ الْاَرْضُ اِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ فَاِنَّهُ مِنْهُ خُلِقَ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ۔)) (مسند احمد: ۸۲۶۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے وجود کی ہر چیز کو زمین کھا جاتی ہے، ما سوائے عجب الذنب کے، اسی سے انسان کو پیدا کیا گیا اور اسی سے اس کو دوبارہ ترکیب دیا جائے گا۔''

**فوائد**: ...... بعض افراد کے مکمل جسم بھی قبر میں سالم رہتے ہیں، بہر حال ہر شخص کی عجب الذنب باقی رہتی ہے، باقی جسم فنا ہو جائے یا باقی رہے۔

(۱۰۲۹۸)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ عَزَّوَجَلَّ آدَمَ تَرَكَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَهُ، فَجَعَلَ اِبْلِيْسُ يُطِيْفُ بِهِ يَنْظُرُ اِلَيْهِ، فَلَمَّا رَآهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهُ خَلْقٌ لَا يَتَمَالَكُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۵۶۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو جب تک چاہا (ان کے ڈھانچے کو) پڑا رہنے دیا، ابلیس گھوم کر اس کو دیکھنے لگا، جب اس نے دیکھا کہ یہ تو پیٹ والا ہے یا یہ اندر سے خالی ہے تو اس نے کہا: یہ ایسی مخلوق ہے، جو اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کر سکے گی۔''

---

(۱۰۲۹٦) تخریج: حدیث صحیح دون قوله: "فی سبع اذرع عرضا" فقد تفرد بها علی بن زید بن جدعان، وهو ضعیف (انظر: ۱۰۹۱۳)

(۱۰۲۹۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۵۵ (انظر: ۸۲۸۳)

(۱۰۲۹۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲٦۱۱ (انظر: ۱۲۵۳۹)

یعنی یہ وجود اپنے آپ کو شہوات سے نہیں روک سکے گا، وسوسوں سے محفوظ نہیں رہ سکے گا، نیز غصے پر بھی قابو نہیں پا سکے گا، الا من عصمه الله۔

ابلیس کو کیسے اندازہ ہوا؟ اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں، معلوم نہیں کہ اُس دور کی صفات اور اس وقت کی مخلوقات کی اہلیتیں اور تجربات کیا کیا تھے۔

(۱۰۲۹۹)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، آخِرَ الْخَلْقِ فِیْ آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِیْمَا بَیْنَ الْعَصْرِ اِلَی اللَّیْلِ۔)) (مسند احمد: ۸۳۲۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز عصر کے بعد پیدا کیا، یہ آخری مخلوق تھی، جس کو جمعہ کی گھڑیوں میں سے آخری گھڑی میں پیدا کیا گیا اور آخری گھڑی عصر سے رات تک ہوتی ہے۔''

## بَابُ مَا جَاءَ فِیْ خَلْقِ حَوَّاءَ
## سیدہ حواء علیہا السلام کی تخلیق کا بیان

(۱۰۳۰۰)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ، وَاِنَّكَ اِنْ تُرِدْ قَامَةَ الضِّلْعِ تُکْسِرْهَا، فَدَارِهَا تَعِشْ بِهَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۳۵۳)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے، اور اگر تو پسلی کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اس کو توڑ دے گا، پس تو اس کے ساتھ مداہنت اختیار کر، تب وہ تیرے ساتھ زندگی گزارتی رہے گی۔''

**فوائد:** ...... حافظ ابن حجر نے کہا: اس حدیث سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ سیدہ حواء علیہا السلام، آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں۔

یہ آدمی کا پورا نہ ہونے والا خواب ہوگا کہ اس کی بیوی سو فیصد اس کی خواہشات کی تکمیل کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خواتین میں اتنی اہلیت ہی نہیں رکھی، الا ماشاء اللہ، کسی علاقے میں ایک دو مثالیں ہو بھی سکتی ہیں۔ لہٰذا خاوند کو اس فطرت کو سامنے رکھ کر کچھ صبر کا مظاہرہ بھی کرنا چاہیے۔ بعض احادیث میں عورت کو پسلی سے تشبیہ دی گئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اخلاق میں بھی پسلی کی طرح ایسا ٹیڑھ پن رہتا ہے، جو کوشش کے باوجود سیدھا نہیں ہوتا، اس لیے اگر خواتین

---

(۱۰۲۹۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷۸۹ (انظر: ۸۳٤۱)

(۱۰۳۰۰) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبة: ٥/ ۲۷٥، والبزار: ۱٤۷٦، وابن حبان: ٤۱۷۸، والبزار: ۱٤۷٦ (انظر: ۲۰۰۹۳)

میں مثبت پہلو غالب ہو تو ان کے منفی پہلو کو نظر انداز کر دینا چاہیے، البتہ اچھے انداز میں سمجھانا ضروری ہے

## بَابُ قَوْلِهِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ جَحَدَ آدَمُ

## آپ ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ ''پہلے انکار کرنے والے آدم علیہ السلام ہیں''

(۱۰۳۰۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الدَّيْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ اَوَّلَ مَنْ جَحَدَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، اَوْ اَوَّلُ مَنْ جَحَدَ آدَمُ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاَخْرَجَ مِنْهُ مَا هُوَ ذَارِئٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَجَعَلَ يَعْرِضُ ذُرِّيَّتَهُ عَلَيْهِ فَرَاٰى فِيهِمْ رَجُلًا يَزْهَرُ، فَقَالَ: اَىْ رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا ابْنُكَ دَاوُدُ، قَالَ: اَىْ رَبِّ! كَمْ عُمْرُهُ؟ قَالَ: سِتُّوْنَ عَامًا، قَالَ: رَبِّ! زِدْ فِيْ عُمْرِهِ، قَالَ: لَا، اِلَّا اَزِيْدُهُ مِنْ عُمْرِكَ، وَكَانَ عُمْرُ آدَمَ اَلْفَ عَامٍ فَزَادَهُ اَرْبَعِيْنَ عَامًا، فَكَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ كِتَابًا وَ اَشْهَدَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةَ، فَلَمَّا احْتَضَرَ آدَمُ وَاَتَتْهُ الْمَلَائِكَةُ لِتَقْبِضَهُ قَالَ: اِنَّهُ قَدْ بَقِيَ مِنْ عُمْرِيْ اَرْبَعُوْنَ عَامًا، فَقِيْلَ: اِنَّكَ قَدْ وَهَبْتَهَا لِابْنِكَ دَاوُدَ، قَالَ: مَا فَعَلْتُ وَ اَبْرَزَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَ شَهِدَتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) فَاَتَمَّهَا لِدَاوُدَ مِائَةَ سَنَةٍ وَاَتَمَّهَا لِآدَمَ عُمْرَهُ اَلْفَ سَنَةٍ۔)) (مسند احمد: ۲۲۷۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب قرضے والی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سب سے پہلے انکار کرنے والے آدم علیہ السلام ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی پیٹھ کو چھو کر اس سے ان کی قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کو نکالا اور اس اولاد کو ان پر پیش کیا، انھوں نے اس میں ایک خوش نما اور تابناک آدمی دیکھا اور کہا: اے میرے ربّ! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ تیرا بیٹا داود ہے، انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! اس کی عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: ساٹھ سال، انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! اس کی عمر میں اضافہ کر دے، اللہ تعالیٰ نے کہا: نہیں، الا یہ کہ تیری عمر سے اضافہ کیا جائے۔ آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی، انھوں نے اپنی عمر میں سے داود کی عمر میں چالیس سال اضافہ کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو لکھ لیا اور فرشتوں کو گواہ بنا لیا، جب آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا اور ان کی روح قبض کرنے کے لیے فرشتے ان کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: ابھی تک میری عمر کے تو چالیس سال باقی ہیں، ان سے کہا گیا کہ آپ نے وہ چالیس سال تو اپنے بیٹے داود کو ہبہ کر دیئے تھے، آدم علیہ السلام نے کہا: میں نے تو ایسے نہیں کیا تھا، اُدھر اللہ تعالیٰ نے کتاب کو ظاہر کر دیا اور فرشتوں نے گواہی دے دی، لیکن پھر داود علیہ السلام کی عمر بھی سو سال پوری کر دی اور آدم علیہ السلام کی ایک ہزار پوری کر دی۔''

(۱۰۳۰۱) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الطيالسي: ۲۶۹۲، وابن ابی شیبة: ۱۳/ ۶۰، وابویعلی: ۲۷۱۰ (انظر: ۲۲۷۰)

**فوائد:** ...... جامع ترمذی کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ، وَنَسِيَ آدَمُ فَأَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ، وَخَطِأَ آدَمُ وَخَطِأَتْ ذُرِّيَّتُهُ)) ...... پس آدم علیہ السلام نے انکار کیا اور اس وجہ سے ان کی اولاد بھی انکار کرنے لگی، آدم علیہ السلام نے بھول کر درخت کا پھل کھالیا، پس ان کی اولاد بھی بھولنے لگی اور آدم علیہ السلام سے غلطی ہوگئی، اس وجہ سے ان کی اولاد بھی غلطی کرنے لگ گئی۔''

چونکہ یہ معاہدہ عالم ارواح میں ہوا تھا، اس لیے ممکن ہے کہ آدم علیہ السلام کو یاد نہ ہو، یا وہ بھول گئے ہوں، بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھولنا، انکار کرنا اور خطا کرنا انسان کی فطرت میں رکھ دیا گیا ہے، مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ بچا لے۔

## بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾
## اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ کا بیان

(۱۰۳۰۲)۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ فَقَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ، وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَفِيْمَ الْعَمَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ

مسلم بن یسار جہنی سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا: ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾، انھوں نے کہا: میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اس کی کمر کو دائیں ہاتھ سے چھوا اور اس سے اس کی اولاد نکالی اور کہا: میں نے ان کو جنت کے لیے اور اہل جنت کے عمل کے ساتھ پیدا کیا ہے، پھر اس کی کمر کو چھوا اور اس نے مزید اولاد نکال کر کہا: میں نے ان کو آگ کے لیے اور اہل جہنم کے عمل کے ساتھ پیدا کیا ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کا کیا تک ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ بندے کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس کو اہل جنت کے ہی اعمال کے لیے استعمال کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ جنتی لوگوں کے عمل پر مرتا ہے اور اس طرح وہ اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو آگ کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس کو جہنمی لوگوں کے عمل کے لیے استعمال کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اہل جہنم کے

(۱۰۳۰۲) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۴۷۰۳، والترمذي: ۳۰۷۵ (انظر: ۳۱۱)

عَلٰی عَمَلٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ النَّارَ۔)) (مسند احمد: ۳۱۱)

اعمال پر مرتا ہے اور وہ اس کو جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔''

(۱۰۳۰۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَخَذَ اللّٰهُ الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ آدَمَ بِنَعْمَانَ يَعْنِيْ عَرَفَةَ فَاَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا، قَالَ: ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ، اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾۔)) (مسند احمد: ۲٤۵۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے نعمان یعنی عرفہ مقام میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ (یعنی اولاد) سے پختہ عہد لیا، ان کی کمر سے اس ساری اولاد کو نکالا، جو اس نے پیدا کرنی تھی، پھر اس کو چیونٹیوں کی طرح ان کے سامنے پھیلا دیا اور پھر ان سے آمنے سامنے کلام کیا اور کہا: کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، ہم نے گواہی دی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم قیامت کے روز یہ کہہ دو کہ ہم اس سے غافل تھے، یا یہ کہہ دو کہ ہمارے آباء و اجداد ہم سے پہلے شرک کر چکے تھے اور ان کے بعد ان کی اولاد تھے، پس کیا تو ہم کو اس کرتوت کی وجہ سے ہلاک کرے گا، جو باطل پرست لوگوں نے کیا تھا۔''

(۱۰۳۰٤)۔ عَنْ رُفَيْعٍ اَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ، فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ﴾ قَالَ: جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَرْوَاحًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا، ثُمَّ اَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالَ: فَاِنِّيْ اُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ، وَاُشْهِدُ عَلَيْكُمْ اَبَاكُمْ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، اَنْ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کہتے ہیں: ''اور جب تیرے پروردگار نے بنو آدم کی پشتوں یعنی ان کی اولاد سے پختہ عہد لیا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ بنایا'' اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جمع کیا، ان کو روحیں بنایا، پھر ان کی تصویریں بنائیں اور ان کو بولنے کی طاقت دی، پس انھوں نے کلام کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے پختہ عہد لیا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ بناتے ہوئے کہا: کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ میں ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں اور تمہارے باپ کو تم پر گواہ بناتا ہوں، تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ دو کہ ہمیں اس چیز کا کوئی علم نہ تھا، تم اچھی طرح

---

(۱۰۳۰۳) تخريج: رجاله ثقات، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۱۱۱۹۱، والحاكم: ۲/ ۵٤٤ (انظر: ۲٤۵۵)

(۱۰۳۰٤) تخريج: اثر ضعيف، محمد بن يعقوب الربالي مستور، أخرجه الحاكم: ۲/ ۳۲۳، والبيهقي في "الاسماء والصفات": ص ۳٦۸ (انظر: ۲۱۲۳۲)

تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا، اِعْلَمُوْا اَنَّهُ لَا اِلٰهَ غَيْرِيْ وَلَا رَبَّ غَيْرِيْ، فَلَا تُشْرِكُوْا بِيْ شَيْئًا، اِنِّيْ سَاُرْسِلُ اِلَيْكُمْ رُسُلِيْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِيْ وَمِيْثَاقِيْ، وَاُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِيْ، قَالُوْا: شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَ اِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ، فَاَقَرُّوْا بِذٰلِكَ، وَ رَفَعَ اِلَيْهِمْ آدَمَ يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ فَرَاَى الْغَنِيَّ وَالْفَقِيْرَ وَحُسْنَ الصُّوْرَةِ وَدُوْنَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: رَبِّ! لَوْ لَا سَوَّيْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ؟ قَالَ: اِنِّيْ اَحْبَبْتُ اَنْ اُشْكَرَ، وَرَاَى الْاَنْبِيَاءَ فِيْهِمْ مِثْلَ السُّرُجِ عَلَيْهِمُ النُّوْرُ، خُصُّوْا بِمِيْثَاقٍ آخَرَ فِي الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ، وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ ﴿عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ﴾ كَانَ فِيْ تِلْكَ الْاَرْوَاحِ فَاَرْسَلَهُ اِلٰى مَرْيَمَ، فَحَدَّثَ عَنْ اُبَيٍّ اَنَّهُ دَخَلَ مِنْ فِيْهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۵۵۲)

جان لو کہ میرے علاوہ نہ کوئی معبود ہے اور نہ کوئی ربّ، پس میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا، میں عنقریب تمہاری طرف اپنے رسول بھیجوں گا، وہ تم کو میرا عہد یاد کرائیں گے، نیز میں تم پر اپنی کتابیں بھی نازل کروں گا، انھوں نے کہا: ہم یہ شہادت دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا ربّ اور معبود ہے، تیرے علاوہ ہمارا کوئی ربّ نہیں ہے، پس ان سب نے اقرار کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان پر بلند کیا، انھوں نے ان میں غنی، فقیر، حسین اور کم خوبصورت افراد دیکھے اور کہا: اے میرے ربّ! تو نے ان کے درمیان برابری کیوں نہیں کی؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میرا شکر یہ ادا کیا جائے، نیز انھوں نے ان میں انبیاء دیکھے، وہ چراغوں کی طرح نظر آ رہے تھے اور ان پر نور تھا، ان کو رسالت اور نبوت کے عہد و میثاق کے ساتھ خاص کیا گیا، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی چیز کا ذکر ہے: ''اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا پختہ عہد لیا ......... عیسی بن مریم۔'' عیسی علیہ السلام بھی ان ہی ارواح میں تھے، پھر اللہ تعالیٰ اس روح کو سیدہ مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا اور وہ ان کے منہ سے ان میں داخل ہو گئی۔

**فوائد:** ...... درج بالا اور اس موضوع کی دیگر احادیث میں ''عَهْدِ اَلَسْتُ'' کا ذکر ہے، یہ ترکیب آیت کے ان الفاظ ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ سے بنائی گئی ہے، یہ عہد آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی پشت سے ہونے والی تمام اولاد سے لیا گیا، پوری آیات یوں ہیں:

﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ. اَوْ تَقُوْلُوا اِنَّمَا اَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ۔﴾ ...... ''اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہو کہ پہلے پہل یہ شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو

ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔'' (سورۂ اعراف: ۱۷۲، ۱۷۳)

یہ عہد ہم اس لیے تسلیم کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کی اطلاع دے دی ہے، بہرحال اس کا اثر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی یہ گواہی ہر انسان کی فطرت میں ودیعت کر دی گئی ہے اور اگر یہ فطرت مختلف آلائشوں کی وجہ سے اپنی حیثیت کھو نہ بیٹھی ہو تو ایسا انسان خارجی آواز اور باطنی فکر مل جانے کی وجہ سے فوراً حق کی آواز کو قبول کرتا ہے، لیکن اگر شرک و بدعت یا گندے معاشرے کی وجہ سے وہ فطرت متأثر ہو چکی ہو تو اس کو حق تسلیم کرنے میں اجنبیت محسوس ہوتی ہے اور اس کے لیے یہ مرحلہ مشکل ہو جاتا ہے، جلد اور بدیر اسلام قبول کرنے والے صحابۂ کرام کی وجہ یہی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا: ((كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ الْبَهِيمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيمَةَ هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ۔)) ......'' ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جس طرح جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، اس کا ناک، کان کٹا نہیں ہوتا۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ خَلْقِ الْجَنِيْنَ وَتَكْوِيْنِهِ فِي الرَّحِمِ
## جنین کی تخلیق اور رحم میں اس کی تکوین کا بیان

(۱۰۳۰۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ أَصْحَابَهُ، فَقَالَتْ قُرَيْشٌ: يَايَهُوْدِيُّ! إِنَّ هٰذَا يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَقَالَ: لَأَسْأَلَنَّهُ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا نَبِيٌّ، قَالَ: فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ ثُمَّ قَالَ: يَامُحَمَّدُ! مِمَّ يُخْلَقُ الْإِنْسَانُ؟ قَالَ: ((يَا يَهُوْدِيُّ! مِنْ كُلٍّ يُخْلَقُ، مِنْ نُطْفَةِ الرَّجُلِ وَمِنْ نُطْفَةِ الْمَرْأَةِ، فَأَمَّا نُطْفَةُ الرَّجُلِ فَنُطْفَةٌ غَلِيْظَةٌ مِنْهَا الْعَظْمُ، وَالْعَصَبُ، وَأَمَّا نُطْفَةُ الْمَرْأَةِ فَنُطْفَةٌ رَقِيْقَةٌ مِنْهَا اللَّحْمُ، وَالدَّمُ۔)) فَقَامَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کو احادیث بیان کر رہے تھے، قریشیوں نے یہودی سے کہا: اے یہودی! یہ آدمی اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے، اس نے کہا: میں اس سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ اس کو جاننے والا صرف نبی ہوتا ہے، پس وہ آیا اور بیٹھ گیا، پھر اس نے کہا: اے محمد! انسان کو کس چیز سے پیدا کیا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی! مرد و زن میں سے ہر ایک سے انسان کو پیدا کیا جاتا ہے، مرد کے نطفے سے بھی اور عورت کے نطفے سے بھی، مرد کا نطفہ گاڑھا ہوتا ہے، اس سے ہڈیاں اور پٹھے بنتے ہیں اور عورت کا نطفہ پتلا ہوتا ہے، اس سے

(۱۰۳۰۵) تخریج: اسناده ضعیف لضعف حسین بن الحسن، وعطاءُ بن السائب اختلط بأخرة، ولم نقف علی سماع ابی کدینة منه، هل کان قبل الاختلاط او بعده، وعبد الرحمن لم یثبت سماعه لهذا الحدیث من ابیه، فهو انما سمع من ابیه شیئا یسیرا، أخرجه البزار: ۲۳۷۷، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۰۳۶۰ (انظر: ٤٤٣٨)

الْيَهُوْدِيُّ فَقَالَ: هٰكَذَا كَانَ يَقُوْلُ مَنْ قَبْلَكَ۔ (مسند احمد: ٤٤٣٨)

گوشت اور خون بنایا جاتا ہے۔'' یہودی نے کہا: آپ سے پہلے والے لوگ بھی اسی طرح کہتے تھے۔

(١٠٣٠٦)۔ وعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ النُّطْفَةَ تَكُوْنُ فِي الرَّحِمِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا عَلٰى حَالِهَا لَا تَغَيَّرُ، فَاِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعُوْنَ صَارَتْ عَلَقَةً، ثُمَّ مُضْغَةً كَذٰلِكَ، ثُمَّ عِظَامًا كَذٰلِكَ، فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُسَوِّيَ خَلْقَهُ بَعَثَ اِلَيْهَا مَلَكًا، فَيَقُوْلُ الْمَلَكُ الَّذِيْ يَلِيْهِ: اَيْ رَبِّ! اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى؟ اَشَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ؟ اَقَصِيْرٌ اَمْ طَوِيْلٌ؟ اَنَاقِصٌ اَمْ زَائِدٌ؟ قُوْتُهُ وَاَجَلُهُ، اَصَحِيْحٌ اَمْ سَقِيْمٌ؟ قَالَ: فَيُكْتَبُ ذٰلِكَ كُلُّهُ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ اِذًا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ؟ قَالَ: ((اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ سَيُوَجَّهُ لِمَا خُلِقَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٣٥٥٣)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک نطفہ چالیس ایام تک اپنی حالت پر رہتا ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، جب چالیس دن گزر جاتے ہیں تو وہ جمے ہوئے خون کا ایک ٹکڑا بن جاتا ہے، پھر چالیس دنوں کے بعد گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے، پھر چالیس دنوں کے بعد ہڈیاں بنتی ہیں، پس جب اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق کو برابر کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے، اس کام کو سنبھالنے والا فرشتہ کہتا ہے: اے میرے ربّ! یہ مذکر ہے یا مؤنث؟ خوش بخت ہے یا بد بخت؟ کوتاہ قد ہے یا دراز قد؟ ناقص الخلقت ہے یا زائد الخلقت؟ نیز اس کی روزی اور موت؟ اور یہ تندرست ہے یا بیمار؟ پس یہ سب چیزیں لکھ لی جاتی ہیں۔'' لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: اگر اس سارے معاملے سے فارغ ہوا جا چکا ہے تو پھر عمل کا کیا تک ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم عمل کرو، پس جس شخص کو جس چیز کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس کو اس کی طرف متوجہ کر دیا جائے گا۔''

**فوائد:** ..... لیکن دوسری احادیث میں اس روایت سے ملتا جلتا مفہوم بیان کیا گیا ہے، ایک حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ، جو کہ صادق و مصدوق ہیں، نے ہم کو بیان کیا اور فرمایا: ((اِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ فِيْ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ اِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيَنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحَ وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، رِزْقُهُ وَأَجَلُهُ وَعَمَلُهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ، فَوَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ اِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ

---

(١٠٣٠٦) تخريج: اسناده ضعيف و منقطع، ابو عبيدة لم يسمع من ابيه عبد الله بن مسعود، وعليُّ بن زيد بن جدعان ضعيف (انظر: ٣٥٥٣)

لَـهُ بِـعَـمَـلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا۔)) …… ''بیشک تمہاری تخلیق اس طرح ہوتی ہے کہ ماں کے پیٹ میں چالیس دنوں تک نطفہ ہی رکھا جاتا ہے، پھر چالیس دن تک خون کا لوتھڑا رکھا جاتا ہے، پھر چالیس دن تک گوشت کا ٹکڑا رکھا جاتا ہے، پھر اس کی طرف فرشتے کو بھیجا جاتا ہے اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کے رزق، موت اور عمل اور اس کے بدبخت یا خوش بخت ہونے کا، پس اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! بیشک تم میں سے ایک آدمی جنتی لوگوں والے عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے مابین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، لیکن کتابِ تقدیر اس پر سبقت لے جاتی ہے اور اس کی زندگی کا خاتمہ جہنمی لوگوں کے اعمال پر ہوتا ہے، پس وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، اسی طرح ایک آدمی جہنمی لوگوں کے اعمال کرتا رہتا ہے، حتی کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، لیکن کتابِ تقدیر اس پر غالب آ جاتی ہے اور اس کی زندگی کا خاتمہ اہل جنت کے اعمال پر کر دیا جاتا ہے، سو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۳۲۰۸، ۳۳۳۲، صحیح مسلم: ۲٦٤۳، واللفظ لاحمد)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ سَبَبِ خَطِيْئَةِ آدَمَ وَخُرُوْجِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالدَّلِيْلِ عَلٰى نُبُوَّتِهِ

## آدم علیہ السلام کی خطا کے سبب، ان کے جنت سے نکلنے اور ان کی نبوت کی دلیل کا بیان

(۱۰۳۰۷)۔ عَـنْ اَبِـيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ لَا بَنُوْ اِسْرَائِيْلُ، لَـمْ يَـخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَمْ يَخْبُثِ الطَّعَامُ، وَ لَـوْ لَا حَـوَّاءُ لَـمْ تَـخُـنْ أُنْثٰـى زَوْجَهَـا۔)) (مسند احمد: ۸۰۱۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بدبودار نہ ہوتا اور کھانے میں فساد نہ آتا اور اگر سیدہ حواء علیہا السلام نہ ہوتیں تو کوئی خاتون اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی۔''

**فوائد:** …… بنو اسرائیل پر من وسلوی نازل ہوتا تھا، امام قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: بنو اسرائیل نے سلوی کا گوشت ذخیرہ کیا، جبکہ ان کو ایسا کرنے سے روکا گیا تھا، سو ان کو اس چیز کا بدلہ دیا گیا۔

جب ابلیس نے آدم علیہ السلام کے لیے بات کو مزین کیا تو سیدہ حواء علیہا السلام نے اس کو قبول کیا اور وہ اچھی شکل میں پیش کی گئی اس بدی کی طرف مائل ہو گئیں، یہاں تک کہ آدم علیہ السلام اور سیدہ حواء علیہا السلام دونوں نے جنت کے ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا، جس کی وجہ سے ان کو جنت سے زمین کی طرف نکال دیا گیا۔

(۱۰۳۰۸)۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ رضی اللہ عنہ ، فِـيْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ، قَالَ: وَيَطُوْلُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ عَـلَـى الـنَّـاسِ، فَيَـقُـوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، یہ سفارش والی طویل حدیث ہے، اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن جب لوگوں پر زمانہ طویل ہو گا تو وہ ایک

(۱۰۳۰۷) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ٤/ ۱۷۵ (انظر: ۸۰۳۲)

(۱۰۳۰۸) تخريج: حسن لغيره، أخرج نحو هذا الترمذي: ۳۱٤۸ (انظر: ۲۵٤٦)

اِنْطَلِقُوْا بِنَا اِلَى اَبِى الْبَشَرِ فَلْيَشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا عَزَّوَجَلَّ فَلْيَقْضِ بَيْنَنَا، فَيَأْتُوْنَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقُوْلُ: يَا آدَمُ! اَنْتَ الَّذِىْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا فَلْيَقْضِ بَيْنَنَا، فَيَقُوْلُ: اِنِّىْ لَسْتُ هُنَاكُمْ، اِنِّىْ قَدْ اُخْرِجْتُ مِنَ الْجَنَّةِ بِخَطِيْئَتِىْ، وَاِنَّهُ لَا يُهِمُّنِى الْيَوْمَ اِلَّا نَفْسِى۔)) اَلْحَدِيْثَ (مسند احمد: ٢٥٤٦)

دوسرے سے کہیں گے: چلو، ابو البشر کی طرف چلتے ہیں، تاکہ وہ ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سفارش کریں اور وہ ہمارا حساب کتاب شروع کرے، پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہیں گے: اے آدم! آپ وہ ہستی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کو جنت میں ٹھہرایا اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا، پس آپ ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ سے سفارش تو کر دیں، تاکہ وہ ہمارا حساب کتاب شروع کر دے، پس وہ جواب دیں گے: میں اس سفارش کا اہل نہیں ہوں، مجھے میری خطا کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا تھا، آج تو میرے نفس نے مجھے بے چین کر رکھا ہے۔''

**فوائد:** ...... اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اس خطا کو معاف کر دیا ہے، لیکن انبیائے کرام پر اللہ کا خوف اور خشیت الٰہی کی ایسی فکر ہوگی، جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری دینے سے خطرہ محسوس کریں گے۔

(١٠٣٠٩)۔ وَمِمَّا رُوِىَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، فِىْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ اَيْضًا، قَالَ: ((فَيَقُوْلُ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ رَبِّىْ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَاَنَّهُ نَهَانِىْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ، نَفْسِىْ نَفْسِىْ نَفْسِىْ۔)) (مسند احمد: ٩٦٢١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، یہ شفاعت سے متعلقہ طویل حدیث ہیں، اس میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس آدم علیہ السلام کہیں گے: بیشک میرا رب آج اتنے غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنے غصے میں آیا تھا اور نہ بعد میں اتنے غصے میں آئے گا، اور اس نے مجھے ایک درخت سے منع کیا تھا، لیکن میں نے اس کی نافرمانی کر دی تھی، ہائے میری جان، میری جان، میری جان۔''

(١٠٣١٠)۔ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِىِّ، اَنَّ اَبَا ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَانَبِىَّ اللّٰهِ! فَاَىُّ الْاَنْبِيَاءِ كَانَ اَوَّلُ؟ قَالَ: ((آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَانَبِىَّ اللّٰهِ! اَوَ نَبِىٌّ كَانَ آدَمُ؟ قَالَ:

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! انبیاء میں سب سے پہلا نبی کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی

---

(١٠٣٠٩) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٣٤٠، ٣٣٦١، ومسلم: ١٩٥ (انظر: ٩٦٢٣)

(١٠٣١٠) تخريج: اسناده ضعيف جدا من اجل على بن يزيد، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٧٧١٨، وابن حبان: ٦١٩٠ (انظر: ٢٢٢٨٨)

((نَعَمْ، نَبِیٌّ مُکَلَّمٌ، خَلَقَهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ نَفَخَ فِيهِ رُوحَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: يَاآدَمُ قُبُلًا۔)) (مسند احمد: ۲۲۶٤٤)

ہاں، وہ نبی تھے، ان سے کلام کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، پھر ان میں اپنی روح پھونکی اور ان کو آمنے سامنے کہا: اے آدم۔‘‘

**فوائد**: ...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس موضوع سے متعلقہ درج دو احادیث کو شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَبِيٌّ كَانَ آدَمَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، مُعَلَّمٌ، مُكَلَّمٌ۔)) قَالَ: كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوْحٍ؟ قَالَ: ((عَشْرَةُ قُرُوْنٍ۔)) قَالَ: كَمْ كَانَ بَيْنَ نُوْحٍ وَإِبْرَاهِيْمَ؟ قَالَ: ((عَشْرَةُ قُرُوْنٍ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ: ((ثَلَاثُ مِئَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ، جَمًّا غَفِيْرًا۔)) ...... اے اللہ کے رسول! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جی ہاں، وہ تعلیم دیے گئے تھے اور ان سے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کلام بھی کیا گیا تھا۔‘‘ اس نے کہا: ان کے اور نوح علیہ السلام کے مابین کتنی مدت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’دس صدیاں (یا دس زمانے)۔‘‘ اس نے کہا: نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان کتنی مدت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دس صدیاں۔‘‘ پھر صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کل کتنے رسول ہو گزرے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تین سو پندرہ، جم غفیر ہے۔‘‘

(حاکم: ۲/ ۲٦۲، معجم کبیر لطبرانی: ۸/ ۱۳۹، صحیحہ: ۳۲۸۹)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ایک موقوف شاہد ذکر کرتے ہوئے کہا: سیدنا عبد اللہ بن عباس نے کہا: نوح اور آدم کے مابین دس صدیاں تھیں، سارے لوگ شریعتِ حقہ پر تھے، پھر اختلاف پڑ گیا، پس اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجنا شروع کیا، تاکہ وہ خوشخبریاں دیں اور ڈرائیں، عبد اللہ بن مسعود کی قراءت یوں تھی: ﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا﴾ (تفسیر طبری: ۲/ ۱۹٤، حاکم: ۲/ ٥٤٦)

اس میں ایک اہم فائدے کا بیان ہے کہ لوگ شروع میں ایک امت تھے: خالص توحید ان کا مذہب تھا، پھر بعد میں ان پر شرک کے آثار طاری ہوئے۔ اس سے ان فلسفیوں اور ملحدوں کا ردّ ہوتا ہے، جو کہتے ہیں کہ اصل میں شرک تھا، بعد میں توحید کو وجود ملا۔ (صحیحہ: ۳۲۸۹)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَبِيًّا كَانَ آدَمُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ مُكَلَّمٌ۔)) قَالَ: كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوْحٍ؟ قَالَ: ((عَشْرَةُ قُرُوْنٍ۔)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ: ((ثَلَاثُ مِئَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ۔)) ...... اے اللہ کے رسول! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جی ہاں، ان سے کلام بھی کیا گیا تھا۔‘‘ اس نے کہا: ان کے اور نوح علیہ السلام کے درمیان کتنی مدت تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دس صدیاں۔‘‘ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کل کتنے رسول تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تین سو پندرہ۔‘‘ (صحیح ابن حبان: ۲۰۸۵، حاکم: ۲/۲٦۲، صحیحہ: ۲٦٦۸)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے شواہد کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث کا ایک اقتباس یہ ہے: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! پہلا نبی کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آدم نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں ہاں، وہ نبی تھے، جن سے کلام بھی کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر ان میں اپنی روح پھونکی، پھر ان سے کہا: آدم! پتلا بن جا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! انبیا کی تعداد کتنی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی تھے، ان میں رسولوں کی تعداد (۳۱۵) تھی، جم غفیر ہے۔'' (احمد: ۵/ ۲۶۵)

(۱۰۳۱۱)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ ، وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا ، (زَادَ فِیْ أُخْرٰى) وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ اِلَى الْاَرْضِ ، وَ فِيْهِ تَوَفَّى اللّٰهُ آدَمَ۔)) (مسند احمد: ۱۰٦٥۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، وہ جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی میں ان کو جنت میں داخل کیا گیا، اسی دن میں ان کو اس سے نکالا گیا، ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ نے اسی دن آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا اور اس دن کو ان کو وفات دی۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اِحْتَجَاجِ آدَمَ وَمُوْسٰی عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

### آدم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام کے جھگڑے کا بیان

(۱۰۳۱۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِحْتَجَّ آدَمُ وَ مُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقَالَ: مُوْسٰى: يَا آدَمُ! اَنْتَ اَبُوْنَا خَيَّبْتَنَا وَ اَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ (وَفِیْ رِوَايَةٍ: اَنْتَ آدَمُ الَّذِیْ اَخْرَجَتْكَ خَطِيْئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ) فَقَالَ لَهُ آدَمُ: يَا مُوْسٰى اَنْتَ الَّذِیْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ ، وَقَالَ مَرَّةً: بِرِسَالَتِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ اَتَلُوْمُنِیْ عَلٰى اَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِیْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً؟ قَالَ: حَجَّ آدَمُ مُوْسٰى حَجَّ آدَمُ مُوْسٰى۔)) (مسند احمد: ۷۳۸۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام نے ایک دوسرے پر اعتراض کیے، موسی علیہ السلام نے کہا: اے آدم! تم ہمارے باپ ہو، لیکن تم نے ہمیں ناکام کر دیا اور جنت سے نکال دیا، ایک روایت میں ہے: تم وہی آدم ہو، جس کو اس کی غلطی نے جنت سے نکال دیا، آگے سے آدم علیہ السلام نے کہا: اے موسی! تم وہی موسی ہو، جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام اور اپنی رسالت کے ساتھ منتخب کیا اور تیرے لیے اپنے ہاتھ سے لکھا، کیا تو مجھے اس بات پر ملامت کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے میری تخلیق سے چالیس برس پہلے میرے حق میں لکھ دی تھی، پس آدم علیہ السلام، موسی علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

---

(۱۰۳۱۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۸٥٤ (انظر: ۱۰٦٤٥)

(۱۰۳۱۲) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٦١٤، ومسلم: ۲٦٥۲ (انظر: ۷۳۸۷)

**فوائد**:...... یہاں چند گزارشات کو بیان کرنا ضروری ہے:

کسی آدمی کو تقدیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں معذور نہیں سمجھا جائے گا، اللہ تعالیٰ کے ہاں مؤاخذہ کرنے کے اور معاف کرنے کے قوانین الگ ہیں اور لوگوں میں کون ہے کہ جس کو تھپڑ لگے یا اس کا کوئی اور نقصان ہو جائے اور وہ اس بنا پر معاف کر دے کہ چلو یہ تھپڑ میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔

اگر کسی سے کوئی برائی ہو جائے اور پھر اس برائی کی وجہ سے اس کا نقصان بھی ہو جائے تو ایسے شخص کو اس کی برائی کی بنا پر طعنہ مارنا اور اس کی مذمت کرنا شرعا درست نہیں ہے، بالخصوص اس وقت کہ جب وہ توبہ تائب بھی ہو چکا ہو۔

آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے موسی عَلَیْہِ السَّلَام کو جو جواب دیا، وہ جواب الزامی تھا، بہر حال ان دونوں انبیاء کی بحث تو عالم برزخ میں ہو رہی تھی، جو سرے سے تکلیف کا عالَم ہی نہیں ہے، اس لیے اس سلسلے میں کسی ایک پر بھی ملامت نہیں کی جا سکتی۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ اِبْنَيْ آدَمَ قَابِيْلَ وَهَابِيْلَ وَغَيْرِهِمَا

## آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے بیٹوں قابیل اور ہابیل وغیرہ کا بیان

(١٠٣١٣)۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، قَالَ عِنْدَ فِتْنَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ۔))، قَالَ: اَفَرَاَيْتَ اِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِيْ فَبَسَطَ اِلَيَّ يَدَهُ لِيَقْتُلَنِيْ قَالَ: ((كُنْ كَابْنِ آدَمَ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٩)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے فتنے کے دوران کہا: میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک عنقریب فتنے ہوں گے، اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے، کھڑے ہونے والا چلنے والے سے اور اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔'' ایک آدمی نے کہا: اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ قاتل مجھ پر میرے گھر میں گھس آئے اور مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے بیٹے کی طرح ہو جانا۔''

**فوائد**:...... شریعت نے ہر مسلمان کو انتقام لینے کا اور اپنی جان، مال اور عزت کا دفاع کرنے کا حق دیا ہے، لیکن پرفتن دور کے احکام عام حالات سے مختلف ہیں، فتنوں کے دور میں ہر ظلم کا جواب دینا عقلمندی نہیں ہوتی، کیونکہ جواب کے مقابلے بڑا ظلم سہنا پڑتا ہے، پھر ایسا سلسلہ چلتا ہے کہ نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں، آپ ﷺ نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے جس بیٹے کی مثال دی، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ

(١٠٣١٣) تخريج: أخرجه ابوداود: ٤٢٥٧، والترمذي: ٢١٩٤ (انظر: ١٦٠٩)

مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ۔ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔﴾ ......اور ان پر آدم کے دو بیٹوں کی خبر کی تلاوت حق کے ساتھ کر، جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی۔ اس نے کہا میں تجھے ضرور ہی قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا بے شک اللہ متقی لوگوں ہی سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو نے اپنا ہاتھ میری طرف اس لیے بڑھایا کہ مجھے قتل کرے تو میں ہرگز اپنا ہاتھ تیری طرف اس لیے بڑھانے والا نہیں کہ تجھے قتل کروں، بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں، جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تو میرا گناہ اور اپنا گناہ لے کر لوٹے، پھر تو آگ والوں میں سے ہو جائے اور یہی ظالموں کی جزا ہے۔ تو اس کے لیے اس کے نفس نے اس کے بھائی کا قتل پسندیدہ بنا دیا، سو اس نے اسے قتل کر دیا، پس وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگیا۔ (سورۂ مائدہ: ۲۷ تا ۳۰)

حسد، بغض اور سرکشی کا انجام برا ہوتا ہے، قتل کرنے والا قابیل اور قتل ہونے والا ہابیل تھا۔

(۱۰۳۱٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔)) (مسند احمد: ٣٦٣٠)

سیدنا عبداللہ بن مسعود علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نفس کو بھی ظلماً قتل کیا جاتا ہے، آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو اس خون میں سے گناہ ملتا ہے، کیونکہ وہ پہلا آدمی ہے، جس نے قتل شروع کیا تھا۔''

**فوائد:**......قابیل نے چونکہ ظالمانہ قتل کا جرم ایجاد کیا، اس لیے جو گناہ ہر قاتل کو ملے گا، وہ قابیل کو بھی ملے گا۔

(۱۰۳۱۵)۔ عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا اِبْلِيْسُ وَ كَانَ لَا يَعِيْشُ لَهَا وَلَدٌ، فَقَالَ: سَمِّيْهِ عَبْدَ الْحَارِثِ فَاِنَّهُ يَعِيْشُ فَسَمَّوْهُ عَبْدَ الْحَارِثِ فَعَاشَ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ وَ اَمْرِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٣٧٨)

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب سیدہ حواء علیہا السلام کو حمل ٹھہرا تو ابلیس نے ان کا چکر لگایا، جبکہ ان کا بچہ زندہ نہیں رہتا تھا، اور اس نے کہا: اس کا نام عبد الحارث رکھو، تب یہ زندہ رہے گا، جب انھوں نے اس کا نام عبد الحارث رکھا تو وہ زندہ رہا، یہ دراصل شیطان کے اشارے اور اس کے حکم سے تھا۔''

---

(١٠٣١٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٣٣٥، ٧٣٢١، ومسلم: ١٦٧٧ (انظر: ٣٦٣٠)

(١٠٣١٥) تخريج: اسناده ضعيف، عمر بن ابراهيم العبدى فى روايته عن قتادة ضعيف، والحسن مشهور بالتدليس، ولم يذكر سماعه من سمرة، أخرجه الترمذى: ٣٠٧٧ (انظر: ٢٠١١٧)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ وَفَاةِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَغُسْلِهِ وَتَكْفِيْنِهِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَ دَفْنِهِ

## آدم علیہ السلام کی وفات، غسل، تکفین، نماز جنازہ اور تدفین کا بیان

(١٠٣١٦)۔ عَنْ عُتَيٍّ، قَالَ: رَاَيْتُ شَيْخًا بِالْمَدِيْنَةِ يَتَكَلَّمُ فَسَاَلْتُ عَنْهُ، فَقَالُوْا: هٰذَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: اِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ: اَيْ بَنِيَّ! اِنِّيْ اَشْتَهِيْ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ فَذَهَبُوْا يَطْلُبُوْنَ لَهُ فَاسْتَقْبَلَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ مَعَهُمْ اَكْفَانُهُ وَحُنُوْطُهُ وَ مَعَهُمُ الْفُؤُسُ وَالْمَسَاحِيْ وَالْمَكَاتِلُ فَقَالُوْا لَهُمْ: يَا بَنِيْ آدَمَ! مَا تُرِيْدُوْنَ وَمَا تَطْلُبُوْنَ اَوْ مَا تُرِيْدُوْنَ وَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ؟ قَالُوْا: اَبُوْنَا مَرِيْضٌ قَالُوْا: فَاشْتَهٰى مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، قَالُوْا لَهُمْ: ارْجِعُوْا فَقَدْ قُضِيَ قَضَاءُ اَبِيْكُمْ فَجَاؤُا فَلَمَّا رَاَتْهُمْ حَوَّاءُ عَرَفَتْهُمْ فَلَاذَتْ بِآدَمَ فَقَالَ: اِلَيْكِ عَنِّيْ فَاِنِّيْ اِنَّمَا اُوْتِيْتُ مِنْ قِبَلِكِ خَلِّيْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ مَلَائِكَةِ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَقَبَضُوْهُ وَغَسَّلُوْهُ وَكَفَّنُوْهُ وَحَنَّطُوْهُ، وَحَفَرُوْا لَهُ وَاَلْحَدُوْا لَهُ وَصَلَّوْا عَلَيْهِ، ثُمَّ دَخَلُوْا قَبْرَهُ فَوَضَعُوْهُ فِيْ قَبْرِهِ وَ وَضَعُوْا عَلَيْهِ اللَّبِنَ ثُمَّ خَرَجُوْا مِنَ الْقَبْرِ ثُمَّ حَثَوْا عَلَيْهِ التُّرَابَ ثُمَّ قَالُوْا: يَابَنِيْ آدَمَ هٰذِهِ سُنَّتُكُمْ۔ (مسند احمد: ٢١٥٦٠)

عُتَی کہتے ہیں: میں نے مدینہ منورہ میں ایک بزرگ دیکھا اور جب اس کے بارے پوچھا تو لوگوں نے کہا: یہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں، انھوں نے کہا: بیشک جب آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: اے میرے بیٹو! میں جنت کے پھل چاہتا ہوں، پس وہ یہ پھل تلاش کرنے کے لیے نکل پڑے، آگے سے ان کو فرشتے ملے، ان کے پاس کفن، حنوط خوشبو، کلہاڑے، بیلچے اور ٹوکرے تھے، انھوں نے ان سے پوچھا: اے بنو آدم! تمہارا کیا ارادہ ہے، تم کون سی چیز تلاش کر رہے ہو اور تم کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہمارے ابو جان بیمار ہیں اور جنت کے پھل کھانا چاہتے ہیں، ان فرشتوں نے کہا: چلو واپس چلو، تمہارے باپ کی وفات کا وقت آ چکا ہے، پس جب وہ پہنچے اور سیدہ حواء علیہا السلام نے ان کو پہنچان لیا تو وہ آدم علیہ السلام کے ساتھ چمٹ گئیں، لیکن آدم علیہ السلام نے کہا: پرے ہٹ جا، پہلے بھی تیری وجہ سے مجھے مصیبت میں مبتلا کیا گیا، ہٹ جا میرے اور میرے ربّ کے فرشتوں کے درمیان سے، پس انھوں نے ان کی روح قبض کی، ان کو غسل دیا، تکفین کی، خوشبو لگائی، پھر گڑھا کھودا اور لحد بنائی اور ان کی نماز جنازہ ادا کی، پھر وہ قبر میں داخل ہوئے اور ان کو قبر میں رکھ کر کچی اینٹیں لگائیں، پھر وہ قبر سے باہر آ گئے اور ان پر مٹی ڈال دی اور کہا: آدم کے بیٹو! یہ تمہارا طریقہ ہے۔

❁❁❁❁

---

(١٠٣١٦) تخريج: اسناده ضعيف، عتى بن ضمرة السعدى تفرد به، ومثله يضعف فيما تفرد به، وقد اختلف فى رفعه ووقفه، أخرجه الحاكم: ٢/ ٥٤٥، والطيالسى: ٥٤٩ (انظر: ٢١٢٤٠)

# كِتَابُ اَحَادِيْثِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمْ وَ عَلَى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ

# انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات کا بیان

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَدَدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ وَاُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ

## انبیاء ورسل کی تعداد اوران سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان

## (انبیائے کرام کے انساب کا بیان)

(۱۰۳۱۷)۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ وَفّٰى عِدَّةُ الْاَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: ((مِائَةُ اَلْفٍ وَ اَرْبَعَةٌ وَ عِشْرُوْنَ اَلْفًا، اَلرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا (وَفِيْ لَفْظٍ) ثَلَاثُ مِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ۔)) (مسند احمد: ۲۲٦٤٤)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انبیاء کی تعداد کتنی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک لاکھ، چوبیس ہزار، ان میں تین سو پندرہ رسول تھے، جم غفیر تھا۔'' ایک روایت میں ہے: ''ان میں تین سو چودہ پندرہ رسول تھے۔''

**فوائد:** ...... شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ اور دوسری احادیث دلالت کرتی ہیں کہ رسول اور نبی میں فرق ہے، قرآن مجید کی آیت بھی اس فرق پر دلالت کرتی ہے: ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ﴾ (سورۂ حج: ۵۲) ...... ''اور ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجا نہ نبی، مگر اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا تو شیطان نے اس کی آواز میں کچھ ملا دیا۔'' ابن جریر طبری سے لے کر علامہ آلوسی تک کے عام مفسرین کا یہی مسلک ہے، امام ابن تیمیہ نے (المجموع: ۱۰/ ۲۹۰، ۷/۱۸) میں کئی مقامات میں کہا ہے: کل رسول نبی و لیس کل نبی رسولا ۔ (ہر رسول نبی تو ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں۔) امام قرطبی (۱۲/۸۰) نے کہا: مہدوی نے کہا: یہی رائے صحیح ہے کہ ہر رسول نبی ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں۔

(۱۰۳۱۷) تخريج: صحيح لغيره، قاله الالباني في صحيحته، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۷۸۷۱، وابن حبان: ٦١٩٠، والحاكم: ۲/ ۲٦۲ (انظر: ۲۲۲۸۸)

قاضی عیاض نے (الشفاء) میں یہی رائے اختیار کی اور کہا: جم غفیر کا یہی مسلک ہے کہ ہر رسول نبی ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے، انھوں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا۔

اس کی مزید تائید سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس قراءت سے ہوتی ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ﴾ اس میں ''محدث'' سے مراد وہ ہے کہ جس کی طرف نیند میں وحی کی جاتی ہے، کیونکہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔ ابوبکر انباری نے یہ قول ((الرّد)) میں ذکر کیا ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: ایسی قراءات سے قرآن مجید ثابت نہیں ہوتا، بہرحال اگر یہ قول سنداً صحیح ہو تو رسول اور نبی کے مابین فرق پر دلالت کرتا ہے، مفسر قرآن مجاہد رحمہ اللہ سے بھی فرق کا قول منقول ہے، جس کو امام سیوطی نے (الدر: ٤/٣٦٦) میں ذکر کیا ہے۔..............

رسول اور نبی میں فرق کیا ہے؟

علامہ زمخشری (٣/٣٧) لکھتے ہیں: والفرق بينهما ان الرسول من الأنبياء: من جمع الى المعجزة والكتاب المنزل عليه۔ والنبى غير الرسول: من لم ينزل عليه كتاب وانما امر ان يدعو الناس الى شريعة من قبله۔ ......ان دو کے مابین فرق: رسول، انبیاء میں سے ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزہ اور کتاب دونوں چیزیں دی جاتی ہیں اور نبی، رسول کے علاوہ ہوتا ہے، اس پر کتاب نازل نہیں کی جاتی، بلکہ اسے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ سابقہ رسول کی شریعت کی طرف دعوت دے۔

امام بیضاوی نے اپنی تفسیر (٤/٥٧) میں کہا: الرسول: من بعثه الله بشريعة مجدِّدة يدعو الناس اليها، والنبى يعمه، ومن بعثه لتقرير شرع سابق، كأنبياء بنى اسرائيل الذين كانوا بين موسى و عيسى ولذالك شبه النبى ﷺ علماء امته بهم۔ ......رسول وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نئی شریعت دے کر بھیجے اور وہ اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور نبی اس کو بھی کہتے ہیں اور اُس کو بھی جو سابقہ نبی کی شریعت کو برقرار رکھنے کے لیے بھیجا جائے، جیسے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین آنے والے انبیاء تھے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے علماء کو ان سے تشبیہ دی۔

میں (البانی) کہتا ہوں: امام بیضاوی شاید اس حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہوں: ((عُلَمَاءُ أُمَّتِیْ كَأَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ۔)) ......''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔''

لیکن یہ حدیث سند کے اعتبار سے بے بنیاد ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر اور امام سخاوی وغیرہ نے کہا ہے اور پھر انھوں نے امام بیضاوی کی تعریف پر اعتراضات کیے، جن کا لب لباب یہ تھا کہ بیضاوی کی تعریف سے ''مجددة'' اور زمخشری کی تعریف سے ''الکتاب'' کے الفاظ حذف کر دیے جائیں، کیونکہ اسماعیل علیہ السلام پر کوئی کتاب نازل ہوئی نہ کوئی ایسی شریعت، جو از سرِ نو ہو۔ وہ تو ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کے پیروکار تھے، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا﴾ (سورۂ مریم: ٥٤) ......''وہ (اسماعیل) وعدے کے سچے اور رسول اور نبی تھے۔''

خلاصۂ کلام یہ نکلا: النبی من بعث لتقریر شرع سابق، والرسول من بعثه الله بشریعة یدعوا الناس الیها، سواء کانت جدیدة او متقدمة۔...... نبی وہ ہے جسے سابقہ شریعت کے قیام کے لیے بھیجا جائے اور رسول وہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نئی یا سابقہ شریعت کو برقرار رکھنے کے لیے بھیجے اور وہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ٢٦٦٨)

(١٠٣١٨)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ۔)) (مسند احمد: ١١٢٨٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیائے کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت مت دو۔''

**فوائد:** ......اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ ......''یہ رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۵۳)

اس آیت کا مطلب ہوا کہ بعض انبیاء ورسل کی زیادہ فضیلت ہے۔

تو اس حدیثِ مبارکہ میں جس فضیلت و برتری سے منع کیا گیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اس انداز میں انبیاء و رسل کو ایک دوسرے پر فضیلت دینا ممنوع ہے، جس سے کسی کی تنقیص اور سوئے ادب لازم آئے۔

(١٠٣١٩)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا بِلُغَةِ قَوْمِهِ۔)) (مسند احمد: ٢١٧٣٩)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث فرمایا۔''

(١٠٣٢٠)۔ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٦٢٦٢)

سیدنا اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس چیز کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیا کے جسم کھائے، ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی ہو۔''

---

(١٠٣١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩١٦، ومسلم: ٢٣٧٤ (انظر: ١١٢٦٥)

(١٠٣١٩) تخريج: متنه صحيح، فقد نصّ القرآن الكريم على ذلك، واسناد هذا الحديث منقطع (انظر: ٢١٤١٠)

(١٠٣٢٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ١٠٤٧، ١٥٣١، وابن ماجه: ١٠٨٥، ١٦٣٦، والنسائي: ٣/ ٩١ (انظر: ١٦١٦٢)

**فوائد:** ......قارئین سے گزارش کہ وہ انبیائے کرام کے بیان کیے گئے درج ذیل نسب میں خود غور کریں کہ کس کا نسب کس سے مل رہا ہے۔

ابن سعد نے ”الطبقات الکبری: ۱/ ٥٤“ میں ”ذكر تسمية الأنبياء وأنسابهم صلى الله عليهم و سلم“ (انبیائے کرام کے اسماء وانساب کا ذکر) کے عنوان میں درج ذیل دلچسپ معلومات پیش کیں ہیں:

یہ وہ انبیاء ورسل علیہم السلام ہیں، جن کے نام شریعت میں بتلائے گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا آدم علیہ السلام بھی نبی تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: جی بالکل، وہ نبی تھے اور ان سے کلام بھی کیا گیا تھا...... پہلے نبی جن کو مبعوث کیا گیا وہ

ادریس (خنوخ) علیہ السلام بن یارذ بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم تھے۔

پھر نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن ادریس (خنوخ) تھے۔

ان کے بعد ابراہیم علیہ السلام بن تارح بن ناحور بن ساروغ بن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح

پھر اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام، یہ دونوں ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔

ان کے بعد یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام

پھر یوسف بن یعقوب بن اسحاق علیہم السلام

پھر لوط علیہ السلام بن ہاران بن تارح بن ناحور بن ساروغ۔ لوط علیہ السلام، ابراہیم کے بھتیجے تھے۔

پھر ہود علیہ السلام بن عبداللہ بن الخلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح

پھر صالح علیہ السلام بن آسف بن کماشج بن اروم بن ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوح

پھر شعیب علیہ السلام بن یوبب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم خلیل الرحمٰن

پھر موسیٰ اور ہارون علیہم السلام بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم

پھر الیاس علیہ السلام بن تشبین بن العازر بن ہارون بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب

پھر یسع علیہ السلام بن عزی بن نشوتلخ بن افرایم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق

پھر یونس علیہ السلام بن متی، متی حضرت یعقوب کا ایک بیٹا تھا۔

پھر ایوب علیہ السلام بن زارح بن اموص بن لیفزن بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم

داود علیہ السلام بن ایشا بن عوید بن باعر بن سلمون بن نحشون بن عمیناذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہوذا بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم

پھر سلیمان بن داود علیہم السلام

پھر زکریا علیہ السلام بن بشوی، ان کا نسب یہوذا بن یعقوب سے ملتا ہے۔

پھر یحییٰ بن زکریا علیہما السلام

پھر عیسی علیہ السلام بن مریم بنت عمران بن ماثان، ان کا نسب یہوذا بن یعقوب سے ملتا ہے۔

پھر نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب اسماعیل علیہ السلام سے ملتا ہے۔

## بَابُ ذِكْرُ نَبِيِّ اللّٰهِ اِدْرِيْسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

## اللہ کے نبی ادریس علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ کا بیان

**تَنْبِیْه:** ...... پچھلے باب میں انبیائے کرام کے انساب کا بیان ہو چکا ہے، اگلے ابواب میں مختلف انبیاء ورسل کا تذکرہ ہوگا، اس موضوع سے متعلقہ احادیثِ مبارکہ موجود ہیں، قرآن مجید میں کئی انبیاء ورسل کا بہت تفصیلی تذکرہ موجود ہے، اس لیے ہم ان ابواب میں زیادہ تفصیل بیان نہیں کریں گے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ تفاسیر کی طرف رجوع کریں۔

(۱۰۳۲۱)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، فِیْ حَدِیْثِ الْاِسْرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ، فَقِیْلَ: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقِیْلَ: وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ؟ قَالَ: قَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ، فَفُتِحَ الْبَابُ فَاِذَا اَنَا بِاِدْرِیْسَ فَرَحَّبَ بِیْ وَدَعَا لِیْ بِخَیْرٍ، ثُمَّ قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِیًّا﴾۔)) (مسند احمد: ۱۲۵۳۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اسراء والی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر ہم کو چوتھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، جب جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، تو ان سے پوچھا گیا: تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: میں جبریل ہوں، پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پس کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ان کو بلایا گیا ہے، سو دروازہ کھول دیا گیا، پس اچانک میں نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے حق میں خیر و بھلائی کی دعا کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِیًّا﴾ اور ہم نے اس کو بلند و بالا مقام تک بلند کر دیا۔''

**فوائد:** ......اس آیت سے پچھلی آیت یہ ہے: ﴿وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا۔﴾ ... ''اور کتاب میں ادریس کا ذکر کر، بے شک وہ نہایت سچا نبی تھا۔'' (سورۂ مریم: ۵۶)

ادریس علیہ السلام کا بیان ہو رہا ہے کہ آپ سچے نبی اور اللہ کے خاص بندے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند مقام عطا کیا، حسن بصری کہتے ہیں کہ بلند مقام سے مراد جنت ہے۔

---

(۱۰۳۲۱) تخریج: أخرجه مطولا مسلم: ۱۶۲ (انظر: ۱۲۵۰۵)

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ ذِکْرِ نَبِیِّ اللّٰہِ نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّۃً وَسَطًا﴾

## اللہ کے نبی نوح علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّۃً وَسَطًا﴾ کا بیان

(۱۰۳۲۲)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((یُدْعٰی نُوْحٌ علیہ السلام یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُقَالُ لَہُ: ھَلْ بَلَّغْتَ؟ فَیَقُوْلُ: نَعَمْ، فَیُدْعٰی قَوْمُہُ، فَیُقَالُ لَھُمْ: ھَلْ بَلَّغَکُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: مَا اَتَانَا مِنْ نَذِیْرٍ اَوْ مَا اَتَانَا مِنْ اَحَدٍ، قَالَ: فَیُقَالُ لِنُوْحٍ: مَنْ یَشْھَدُ لَکَ فَیَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ ﷺ وَاُمَّتُہُ قَالَ: فَذٰلِکَ قَوْلُہُ تَعَالٰی: ﴿وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّۃً وَسَطًا﴾ قَالَ: اَلْوَسَطُ اَلْعَدْلُ قَالَ: فَیُدْعَوْنَ فَیَشْھَدُوْنَ لَہُ بِالْبَلَاغِ قَالَ: ثُمَّ اَشْھَدُ عَلَیْکُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۱۳۰۳)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نوح علیہ السلام کو قیامت والے دن بلا کر ان سے کہا جائے گا: کیا تم نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: جی ہاں، پھر ان کی قوم کو بلا کر ان سے پوچھا جائے گا: کیا نوح علیہ السلام نے تم تک پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، یا ہمارے پاس کوئی بھی ایسا آدمی نہیں آیا، پس نوح علیہ السلام سے کہا جائے گا: کون تمہارے حق میں گواہی دے گا؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور آپ کی امت، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے: اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ وسط بنایا ہے۔ وسط کا معنی انصاف کرنے والے، پس آپ ﷺ کی امت کو بلایا جائے گا، سو وہ نوح علیہ السلام کے حق میں پیغام پہنچا دینے کی شہادت دیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میں تم پر گواہی دوں گا۔''

**فوائد:** ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا﴾ ......''اور اسی طرح ہم نے تمھیں سب سے بہتر امت بنایا، تاکہ تم لوگوں پر شہادت دینے والے بنو اور رسول تم پر شہادت دینے والا بنے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۴۳)

یعنی تم خود بھی پسندیدہ امت ہو تم اور امتوں پر قیامت کے دن گواہی دو گے، کیونکہ وہ سب تمہاری فضیلت مانتے ہیں، یہاں پر ''وَسَطًا'' کا معنی بہتر اور عمدہ ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ قریش نسب کے اعتبار سے وسطِ عرب تھے اور نبی کریم ﷺ اپنی قوم میں وسط تھے یعنی اشرف نسب والے۔

نبی کریم ﷺ کی امت آپ ﷺ کی بات پر یقین کر کے یہ شہادت دے گی کہ واقعی نوح علیہ السلام نے اپنی قوم تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا، ایمان و ایقان ہو تو ایسا۔

---

(۱۰۳۲۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۳۹، ۴۴۸۷ (انظر: ۱۱۲۸۳)

(۱۰۳۲۳)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اَهْلَ الْمَوْقِفِ يَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ: يَا نُوْحُ! اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا، فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ، اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِيْهِ، اِلَا تَرٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُوْلُ نُوْحٌ: اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَاِنَّهُ كَانَتْ لِیْ دَعْوَةٌ عَلٰی قَوْمِیْ، نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ، اذْهَبُوْا اِلٰی غَيْرِیْ۔)) (مسند احمد: ۹۶۲۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک میدان حشر والے لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے: اے نوح! آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت شکر گزار بندہ کہا ہے، پس اپنے ربّ کے ہاں ہمارے لیے سفارش تو کر دو، کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس حالت میں ہیں، کیا آپ کو نظر نہیں آ رہا ہے کہ ہم کس تکلیف میں مبتلا ہیں؟ نوح علیہ السلام کہیں گے: بیشک میرا ربّ آج اتنے غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنے غصے میں آیا تھا اور نہ بعد میں اتنا غصے میں آئے گا، مجھے ایک دعا کا حق تھا، لیکن وہ میں نے اپنی قوم پر پورا کر لیا، ہائے میری جان، میری جان، میری جان، جاؤ تم چلے جاؤ کسی اور کے پاس۔''

**فوائد:** ...... یہ ایک طویل حدیث ہے، جس کے مطابق اہل موقف مختلف رسولوں کے پاس جائیں گے، تاکہ وہ حساب وکتاب شروع ہونے کی سفارش کریں، بالآخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے یہ سفارش کریں گے۔

(۱۰۳۲۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، فِیْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ اَيْضًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ (يَعْنِیْ نُوْحًا): اِنِّیْ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِنِّیْ دَعَوْتُ بِدَعْوَةٍ اَغْرَقَتْ اَهْلَ الْاَرْضِ وَاِنَّهُ لَا يُهِمُّنِیْ الْيَوْمَ اِلَّا نَفْسِیْ۔ (مسند احمد: ۲۵٤٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما شفاعت والی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پس نوح علیہ السلام کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں، میں نے ایک دعا کر لی، جس کی وجہ سے اہل زمین غرق ہو گئے تھے، آج تو میرے نفس نے مجھے بے چین کر رکھا ہے۔''

## بَابُ ذِکْرِ اَوْلَادِهٖ وَ وَصِيَّتِهٖ لَهُمْ عِنْدَ وَفَاتِهٖ

### نوح علیہ السلام کی اولاد اور وفات کے وقت ان کی اپنی اولاد کو کی گئی وصیت کا بیان

(۱۰۳۲۵)۔ حَدَّثَنَا رَوْحٌ مِنْ كِتَابِهٖ، ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ:

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عربوں کے باپ سام، رومیوں کے باپ یافث،

---

(۱۰۳۲۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹٤ (انظر: ۹٦۲۳)

(۱۰۳۲٤) تخريج: حسن لغيره، وهو حديث طويل، أخرجه الطيالسی: ۲۷۱۱، وابن ابی شيبة: ۱٤/ ۱۳۵، وروی نحو هذا الحديث الترمذی: ۳۱٤۸ (انظر: ۲۵٤٦)

(۱۰۳۲۵) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه الترمذی: ۳۲۳۱، ۳۹۳۱ (انظر: ۲۰۱۱٤)

حَدَّثَ الْحَسَنُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَامُ اَبُوْ الْعَرَبِ، وَ يَافِثُ اَبُوْ الرُّوْمِ، وَحَامُ اَبُوْ الْحَبَشِ.)) وَقَالَ رَوْحٌ بِبَغْدَادَ مِنْ حِفْظِهِ: وَلَدُ نُوْحٍ ثَلَاثَةٌ: سَامُ وَ حَامُ وَ يَافِثُ.(مسند احمد: ٢٠٣٧٥)

اور حبشیوں کے باپ حام ہیں۔'' روح راوی نے بغداد میں اپنے حفظ سے بیان کرتے ہوئے کہا: ''نوح رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے تھے: سام، حام اور یافث۔''

(١٠٣٢٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ اَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوْفَةٌ بِدِيْبَاجٍ اَوْ مَزْرُوْرَةٌ بِدِيْبَاجٍ، فَقَالَ: اِنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا يُرِيْدُ اَنْ يَرْفَعَ كُلَّ رَاعٍ اِبْنِ رَاعٍ، وَ يَضَعَ كُلَّ فَارِسٍ ابْنِ فَارِسٍ! فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُغْضَبًا فَاَخَذَ بِمَجَامِعِ جُبَّتِهِ فَاجْتَذَبَهُ وَ قَالَ: ((لَا اَرٰى عَلَيْكَ ثِيَابَ مَنْ لَا يَعْقِلُ.)) ثُمَّ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ فَقَالَ: ((اِنَّ نُوْحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا اِبْنَيْهِ فَقَالَ: اِنِّيْ قَاصِرٌ عَلَيْكُمَا الْوَصِيَّةَ، آمُرُكُمَا بِاثْنَتَيْنِ وَاَنْهَاكُمَا عَنِ اثْنَتَيْنِ، اَنْهَاكُمَا عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ، وَآمُرُكُمَا بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَاِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا فِيْهِمَا لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كِفَّةِ الْخَيْرَاتِ، وَ وُضِعَتْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِي الْكِفَّةِ الْاُخْرٰى كَانَتْ اَرْجَحَ، وَلَوْ اَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا حَلْقَةً فَوُضِعَتْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَلَيْهِمَا لَفَصَمَتْهُمَا اَوْ لَقَصَمَتْهُمَا، وَ آمُرُكُمَا

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدّو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس نے سبز شال کا جبہ پہنا ہوا تھا، اس کو ریشم کے ساتھ بند کیا گیا تھا، اس نے کہا: تمہارا یہ ساتھی چاہتا ہے کہ چرواہوں کو بلند کر دیا جائے اور گھڑ سواروں کو پست کر دیا جائے، نبی کریم ﷺ غصے کی حالت میں کھڑے ہوئے، اس کو سینے والے مقام سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا: ''مجھ تجھ پر بیوقوفوں کا لباس نہ دیکھنے پاؤں۔'' پھر آپ ﷺ واپس آ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بیشک جب نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انھوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا: میں تم کو وصیت کرنے لگا ہوں، میں تم کو دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو سے ہی منع کرتا ہوں، میں تم کو شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا حکم دیتا ہوں، اگر آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان والی چیزوں کو نیکیوں والے پلڑے میں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو دوسرا پلڑا بھاری ہو جائے گا، اور اگر آسمان اور زمین ایک کڑا ہوتے اور پھر ان پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو رکھ دیا جاتا تو یہ کلمہ ان کو توڑ دیتا اور میں تم کو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ کہنے کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ یہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسی کی وجہ سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔''

(١٠٣٢٦) تخریج: اسناده صحیح، أخرجه البزار: ٣٠٦٩، والبخاری فی "الادب المفرد": ٥٤٨ (انظر: ٧١٠١)

بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ فَإِنَّهَا صَلَاةُ كُلِّ شَيْءٍ، وَ بِهَا يُرْزَقُ كُلُّ شَيْءٍ۔)) (مسند احمد: ۷۱۰۱)

**فوائد:** ...... نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں کی اکثریت فقیر اور کمزور لوگوں کی تھی اور آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کی اکثریت کا تعلق معاشرے کے اشراف طبقہ سے تھا، اس بدّو نے اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کی۔

## بَابُ ذِكْرِ نَبِيٍّ هُوْدٍ عَلَيْهِ السَّلَام
### ہود علیہ السلام کا بیان

(۱۰۳۲۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَادِيْ عُسْفَانَ حِيْنَ حَجَّ قَالَ: ((يَا أَبَابَكْرٍ أَيُّ وَادٍ هٰذَا؟)) قَالَ: وَادِيْ عُسْفَانُ قَالَ: ((لَقَدْ مَرَّ بِهِ هُوْدٌ، وَصَالِحٌ عَلٰى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ خُطُمُهَا اللِّيْفُ، أُزُرُهُمُ الْعَبَاءُ، وَ أَرْدِيَتُهُمُ النِّمَارُ، يُلَبُّوْنَ يَحُجُّوْنَ الْبَيْتَ الْعَتِيْقَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفرِ حج میں وادیٔ عسفان کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اے ابوبکر! یہ وادی کون سی ہے؟'' انھوں نے کہا: وادیٔ عسفان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام اس وادی کے پاس سے گزرے، وہ سرخ اونٹوں پر سوار تھے، ان کی لگامیں کھجور کے پتوں کی تھیں، ان کے ازار اوڑھنے والی چادر کے تھے، ان کی چادریں دھاری دار تھیں اور وہ اس پرانے گھر کا حج کرنے کے لیے تلبیہ پکارتے ہوئے جا رہے تھے۔

(۱۰۳۲۸)۔ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيْدَ الْبَكْرِيِّ قَالَ: خَرَجْتُ أَشْكُوْ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا عَجُوْزٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْقَطِعٌ بِهَا فَقَالَتْ لِيْ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَاجَةٌ فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغِيْ إِلَيْهِ؟ قَالَ: فَحَمَلْتُهَا فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَإِذَا الْمَسْجِدُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ وَ إِذَا رَأْيَةٌ سَوْدَاءُ

حارث بن یزید بکری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں علاء بن حضرمی کی شکایت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا، جب میں ربذہ مقام سے گزرا تو دیکھا کہ وہاں بنو تمیم کی ایک بڑھیا خاتون تھا، اس کے لیے سفر کے اسباب منقطع ہو چکے تھے، اس نے مجھ سے کہا: اے اللہ کے بندے! میرا رسول اللہ ﷺ سے کوئی تقاضا ہے، کیا تو مجھے آپ ﷺ تک پہنچا سکتا ہے؟ پس میں نے اس کو اپنے ساتھ اٹھا لیا اور مدینہ منورہ پہنچ گئے، وہاں دیکھا کہ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی،

(۱۰۳۲۷) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زمعة، وسلمةُ بن وهرام مختلف فيه (انظر: ۲۰۶۷)

(۱۰۳۲۸) تخريج: اسناده حسن، أخرجه مطولا و مختصرا جدا الترمذي: ۳۲۷۳، ۳۲۷۴ (انظر: ۱۵۹۵٤)

تَخْفِقُ وَ بِلَالٌ مُتَقَلِّدُ السَّيْفِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ؟ قَالُوْا: يُرِيْدُ أَنْ يَبْعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَجْهًا قَالَ: فَجَلَسْتُ۔ قَالَ: فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ أَوْ قَالَ: رَحْلَهُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِيْ فَدَخَلْتُ فَسَلَّمْتُ، فَقَالَ: ((هَلْ كَانَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ بَنِيْ تَمِيْمٍ شَيْءٌ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: وَ كَانَتْ لَنَا الدَّبْرَةُ عَلَيْهِمْ وَ مَرَرْتُ بِعَجُوْزَةٍ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْقَطِعٍ بِهَا فَسَأَلَتْنِيْ أَنْ أَحْمِلَهَا إِلَيْكَ وَ هَا هِيَ بِالْبَابِ، فَأَذِنَ لَهَا فَدَخَلَتْ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلُ اللّٰهِ! إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ بَنِيْ تَمِيْمٍ حَاجِزًا فَاجْعَلِ الدَّهْنَاءَ، فَحَمِيَتِ الْعَجُوْزُ وَ اسْتَوْفَزَتْ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِلٰى أَيْنَ تَضْطَرُّ مُضَرَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: إِنَّمَا مَثَلِيْ مَا قَالَ الْأَوَّلُ: مِعْزَاءُ حَمَلَتْ حَتْفَهَا، حَمَلْتُ هٰذِهِ وَ لَا أَشْعُرُ أَنَّهَا كَانَتْ لِيْ خَصْمًا، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ أَنْ أَكُوْنَ كَوَافِدِ عَادٍ، قَالَ: ((هِيهْ وَ مَا وَافِدُ عَادٍ؟)) (وَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ مِنْهُ وَ لٰكِنْ يَسْتَطْعِمُهُ) قُلْتُ: إِنَّ عَادًا قَحَطُوْا فَبَعَثُوْا وَافِدًا لَهُمْ يُقَالُ لَهُ قَيْلٌ فَمَرَّ بِمُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرٍ فَأَقَامَ عِنْدَهُ شَهْرًا يَسْقِيْهِ الْخَمْرَ وَ تُغَنِّيْهِ جَارِيَتَانِ يُقَالُ لَهُمَا: الْجَرَادَتَانِ، فَلَمَّا مَضَى الشَّهْرُ خَرَجَ إِلٰى جِبَالِ تِهَامَةَ فَنَادٰى: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّيْ لَمْ أَجِيْءْ إِلٰى

سیاہ رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تلوار لٹکا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے تھے، میں نے کہا: لوگوں کا کیا مسئلہ ہے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کسی غزوے میں بھیجنا چاہتے ہیں، پس میں بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوگئے، پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے مجھے اجازت دی، پس میں داخل ہوا اور سلام کہا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تمہارے اور بنوتمیم کے درمیان کوئی مسئلہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، پھر میں (حارث) نے کہا: ہمارا ان پر غلبہ تھا اور میں بنوتمیم کی ایک بڑھیاں خاتون کے پاس سے گزرا، اس کے سفر کے اسباب منقطع ہو چکے تھے، اس نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس کو آپ تک پہنچاؤں، اب وہ درروازے پر موجود ہے، پھر آپ ﷺ نے اس کو اجازت دی اور وہ اندر آ گئی، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمارے اور بنوتمیم کے درمیان کوئی حد مقرر کرنا چاہتے ہیں تو دہناء مقام کا تعین کر دیں۔ یہ بات سن کر اس بڑھیا کو غیرت آ گئی تو اس نے اتنی باتیں کیں کہ اپنا پورا حق وصول کر لیا، پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنے مضر کو کہاں تک مجبور کریں گے؟ اس کی باتیں سن کر میں نے کہا: میری مثال تو وہ ہے، جس کے بارے میں پہلے کسی نے کہا: معزاء نے اپنی موت کو اٹھا رکھا ہے، میں اس بڑھیا کو اٹھا کر لایا، جبکہ مجھے شعور بھی نہیں تھا کہ مجھ سے جھگڑنے لگے گی، میں اس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں عادیوں کے قاصد کی طرح ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، ذرا بیان کرو، عادیوں کا قاصد کون تھا؟'' آپ ﷺ خود اس بات کو زیادہ جانتے

مَرِيْضٍ فَأُدَاوِيَهُ، وَلَا إِلَى أَسِيْرٍ فَأُفَادِيَهُ، اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَادًا مَا كُنْتَ تَسْقِيْهِ، فَمَرَّتْ بِهِ سَحَابَاتٌ سُوْدٌ فَنُوْدِيَ مِنْهَا اخْتَرْ، فَأَوْمَأَ إِلَى سَحَابَةٍ مِنْهَا سَوْدَاءَ فَنُوْدِيَ مِنْهَا خُذْهَا رَمَادًا رِمْدَدًا لَا تُبْقِ مِنْ عَادٍ أَحَدًا، قَالَ: فَمَا بَلَغَنِيْ أَنَّهُ بُعِثَ عَلَيْهِمْ مِنَ الرِّيْحِ إِلَّا قَدْرُ مَا يَجْرِيْ فِيْ خَاتِمِيْ هٰذَا حَتّٰى هَلَكُوْا، قَالَ أَبُوْ وَائِلٍ: وَصَدَقَ قَالَ: فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ وَالرَّجُلُ إِذَا بَعَثُوْا وَافِدًا لَهُمْ، قَالُوْا: لَا تَكُنْ كَوَافِدِ عَادٍ۔ (مسند احمد: ۱۶۰۵۰)

تھے، لیکن اب اس سے سننا چاہتے تھے، میں نے کہا: عاد قوم قحط میں مبتلا ہوگئی، انھوں نے قَیل نامی قاصد کو بھیجا، وہ معاویہ بن بکر کے پاس سے گزرا اور ایک ماہ تک اس کے ہاں ٹھہرا، وہ اس کو شراب پلاتا اور اس کے لیے دو لونڈیاں گانے گاتی تھیں، ان لونڈیوں کو جرادتان کہتے تھے، جب ایک ماہ گزر گیا تو وہ آدمی تہامہ کے پہاڑوں کی طرف نکلا اور اس نے یہ آواز دی: اے اللہ! بیشک تو جانتا ہے کہ میں نہ کسی مریض کا دوا دارو کرنے کے لیے آیا ہوں اور نہ کسی قیدی کو چھڑانے آیا ہوں، اے اللہ! تو عادیوں پر وہی بارش نازل فرما، جو تو پہلے نازل کرتا تھا، پس اس کے پاس سے کالے کالے بادل گزرے اور اس سے کہا: ان میں سے ایک بادل کو منتخب کر، اس نے ایک سیاہ رنگ کی بدلی کی طرف اشارہ کیا، پس اس کو آواز دی گئی: اب لے اس کو، یہ تو آگ کے ساتھ ہونے والی ہلاکت ہے، یہ قومِ عاد میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گی، پھر انھوں نے کہا: مجھے یہ بات موصول ہوئی ہے کہ ان پر اتنی ہوا بھیجی گئی، جو میری اس انگوٹھی سے گزر سکتی تھی، لیکن اس سے بھی وہ ہلاک ہو گئے۔ ابو وائل کہتے ہیں: حارث نے سچ کہا، اسی وجہ سے جب کوئی عورت یا مرد اپنا قاصد بھیجتے تھے تو وہ کہتے تھے: قومِ عاد کے قاصد کی طرح نہ ہو جانا۔

**فوائد:**...... ''مِعْزَاءُ حَمَلَتْ حَتْفَهَا '' (معزاء نے اپنی موت کو خود اٹھا رکھا ہے) یہ ایک ضرب المثل ہے، اس کا مصداق وہ شخص ہے جو ایسے امر کا خود سبب بنتا ہے، جس میں اس کی اپنی ہلاکت ہوتی ہے، جبکہ اسے شعور تک نہیں ہوتا۔

درج ذیل آیات میں قوم عاد کی اسی ہلاکت کا بیان ہے:

﴿وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ۔ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ أَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ۔ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ۔﴾ ...... ''اور جو عاد تھے وہ سخت ٹھنڈی، تند آندھی کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے، جو قابو سے باہر ہونے والی تھی۔ اس نے اسے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلائے رکھا۔ سو تو ان لوگوں کو اس میں اس طرح (زمین پر) گرے ہوئے دیکھے گا جیسے وہ کھجوروں کے

گرے ہوئے تنے ہوں۔تو کیا تو ان کا کوئی بھی باقی رہنے والا دیکھتا ہے؟'' (سورۂ حاقہ: ٦ تا ٨)

## بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَالِحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

## اللہ کے نبی صالح عَلَیْہِ السَّلَام کا ذکر

(١٠٣٢٩)۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجْرِ قَالَ: ((لَا تَسْأَلُوْا الْآيَاتِ وَ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمُ صَالِحٍ فَكَانَتْ تَرِدُ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ ، وَ تَصْدُرُ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ ، فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَعَقَرُوْهَا ، فَكَانَتْ تَشْرَبُ مَاءَ هُمْ يَوْمًا وَ يَشْرَبُوْنَ لَبَنَهَا يَوْمًا فَعَقَرُوْهَا فَأَخَذَتْهُمْ صَيْحَةٌ ، أَهْمَدَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ تَحْتِ أَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْهُمْ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا كَانَ فِيْ حَرَمِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) قِيْلَ: مَنْ هُوَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَبُوْ رِغَالٍ فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْحَرَمِ أَصَابَهُ مَا أَصَابَ قَوْمَهُ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٠٧)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جب رسول اللہ ﷺ (غزوۂ تبوک کے سفر کے دوران قومِ ثمود کے شہر) حجر کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''معجزات کی طرح کی نشانیوں کا مطالبہ نہ کیا کرو، صالح عَلَیْہِ السَّلَام کی قوم نے ان کے بارے میں سوال کیا تھا، (پس اونٹنی کی صورت میں ان کا یہ مطالبہ پورا کیا گیا)، وہ ایک راستے سے آتی تھی اور دوسرے راستے سے نکل جاتی تھی، لیکن انھوں نے سرکشی کی اور اس کی کونچیں کاٹ دیں، وہ ایک دن میں ان کا پانی پی جاتی تھی اور وہ ایک دن میں ان کا دودھ پیتے تھے، لیکن انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں، اس وجہ سے ایک چیخ ان پر چھا گئی اور اللہ تعالیٰ نے آسمانی کی نچلی سطح کے نیچے والے ان سب کو ہلاک کر دیا، صرف ایک آدمی بچا، وہ اللہ تعالیٰ کے حرم میں تھا۔'' کسی نے کہا: وہ آدمی کون تھا؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ابو رغال تھا، جب حرم سے نکلا تو وہ اسی مصیبت میں مبتلا ہو گیا، جس میں اس کی قوم مبتلا ہوئی تھی۔''

(١٠٣٣٠)۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَ عَلِيٌّ رَفِيْقَيْنِ فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ الْعَشِيْرَةِ فَذَكَرَ قِصَّةً ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُمَا نَامَا عَلَى التُّرَابِ ، قَالَ: فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((يَا أَبَا تُرَابٍ!)) لِمَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ ، قَالَ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمَا

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوۂ ذت العشیرہ میں رفیق تھے، پھر انھوں نے ایک قصہ بیان کیا، اس میں یہ ذکر بھی تھا کہ وہ دونوں مٹی پر سو گئے، اس دن رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ''اے ابو تراب'' کی کنیت سے پکارا، کیونکہ ان کے وجود پر مٹی نظر آ رہی تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھارے لیے دو بدبخت ترین مردوں کی

(١٠٣٢٩) تخريج: حديث قوى، أخرجه البزار: ١٨٤٤ ، والحاكم: ٢/ ٣٢٠ (انظر: ١٤١٦٠)

(١٠٣٣٠) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الحاكم: ٣/ ١٤٠ (انظر: ١٨٣٢١)

بِاَشْقَی النَّاسِ رَجُلَیْنِ ؟)) قَالَ: قُلْنَا: بَلٰی ، یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ((اُحَیْمِرُ ثَمُوْدَ الَّذِیْ عَقَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِیْ یَضْرِبُكَ یَا عَلِیُّ! عَلٰی هٰذِهِ (یَعْنِیْ قَرْنَهُ) حَتّٰی تُبَلَّ مِنْهُ هٰذِهِ (یَعْنِیْ لِحْیَتَهُ)۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۱۱)

نشاندہی نہ کروں؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احیمر ثمودی، جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور وہ آدمی جو (اے علی!) تیرے سر پر مارے گا، حتی کہ تیری (داڑھی) خون سے بھیگ جائے گی۔''

(۱۰۳۳۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَمْعَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَذَكَرَ النَّاقَةَ وَ ذَكَرَ الَّذِیْ عَقَرَهَا فَقَالَ: ﴿اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا ......﴾ اِنْبَعَثَ رَجُلٌ عَارِمٌ عَزِیْزٌ مَنِیعٌ فِیْ رَهْطِهِ مِثْلُ ابْنِ زَمْعَةَ۔)) ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُمْ فِیْهِنَّ ، اَلْحَدِیْثَ۔ (مسند احمد: ۱۶۳۲۴)

سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطاب کیا اور اونٹنی کا اور اس کی کونچیں کاٹنے والے کا ذکر کیا اور فرمایا: ''جب اس قوم کا بدبخت شخص اٹھا، ......'' ایک خبیث، شریر، سردار اور اپنی قوم کا مطاع کھڑا ہوا، جیسے ابن زمعہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے عورتوں کا ذکر کیا اور ان کے متعلق مردوں کو وعظ ونصیحت کی ......۔

**فوائد**: ......صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا، یہ ایک نافرمان قوم تھی، انھوں نے اپنے پیغمبر سے مطالبہ کیا کہ وہ پتھر کی چٹان سے اس طرح ایک اونٹنی نکال کر دکھائے کہ وہ بھی دیکھ رہے ہوں۔ صالح نے ان سے عہد لیا کہ اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لائے تو وہ ہلاک کر دیے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس معجزے کا اظہار کر دیا، لیکن باغیوں کا ایمان لانا تو در کنار، انھوں نے تو سرے سے اونٹنی کا قصہ ہی تمام کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں مبتلا ہو گئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْیٰهَا فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا۔﴾ (سورۂ شمس: ۱۲ تا ۱۴) ......
''قوم ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث جھٹلا دیا۔ جب ان کا بڑا بدبخت کھڑا ہوا۔ انہیں اللہ کے رسول نے فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پینے کی باری کی (حفاظت کرو)۔ ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔ پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی اور پھر ہلاکت کو عام کر دیا اور اس بستی کو (نیست و نابود کر کے) برابر کر دیا۔''

اکثر مفسرین کے نزدیک اونٹنی کی کوچیں کاٹنے والے بدبخت کا نام قدار بن سالف تھا، وہ اس بغاوت کی وجہ سے رئیس الاشقیاء (سب سے بڑا بدبخت) بن گیا۔ چونکہ اس شرارت میں پوری قوم شریک تھی، اس لیے اس آیت میں اس جرم کو پوری قوم کی طرف منسوب کیا گیا، وگرنہ عملی طور پر ایک شخص نے اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں۔

جنگ نہروان میں خوارج کے صرف نو آدمی بچ گئے تھے، یہ صدارت و امامت کی حیثیت رکھتے تھے، انھوں نے

(۱۰۳۳۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۵۵ (انظر: ۱۶۲۲۳)

فارس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوتیں اور سازشیں کیں، لیکن ناکام رہے۔ بالآخر عبدالرحمن بن ملجم مرادی، برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور تینوں اس رائے پر متفق ہو گئے کہ سیدنا علی، سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیا جائے، انھوں نے اس ناپاک عزم کی تکمیل کے لیے ۱۶ رمضان ۴۰ھ جمعہ کے دن فجر کی نماز کا تقرر کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی ذمہ داری عبدالرحمن بن ملجم نے سنبھالی اور کوفہ کی طرف روانہ ہوا، وہاں پہنچ کر اپنے دوستوں سے ملاقاتیں کیں، اس کے ہم خیالوں نے وردان نامی شخص کو ابن ملجم کی مدد کرنے کے لیے مقرر کیا، شبیب بن شجرہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ تینوں پچھلی رات مسجد کوفہ میں پہنچ گئے اور دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حسبِ عادت لوگوں کو نماز کے لیے آوازیں دیتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے وردان نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا، مگر اس کی تلوار دروازے کی چوکھٹ یا دیوار پر پڑی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے۔ ابن ملجم فوراً لپکا اور آپ کی پیشانی پر تلوار کا ہاتھ مارا، جو بہت کاری پڑا۔ اس زخم کے صدمہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو شہید ہو گئے۔ بعد میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو قصاصاً ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔

(۱۰۳۳۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: لَمَّا مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِوَادِیْ عُسْفَانَ حِیْنَ حَجَّ قَالَ: ((یَا اَبَا بَکْرٍ! اَیُّ وَادٍ ھٰذَا؟)) قَالَ: وَادِیْ عُسْفَانَ، قَالَ: ((لَقَدْ مَرَّ بِہٖ ھُوْدٌ وَ صَالِحٌ عَلٰی بَکَرَاتٍ حُمْرٍ خُطُمُھَا اللِّیْفُ، أُزُرُھُمُ الْعَبَاءُ، وَاَرْدِیَتُھُمُ النِّمَارُ، یُلَبُّوْنَ یَحُجُّوْنَ الْبَیْتَ الْعَتِیْقَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفرِ حج میں وادیٔ عسفان کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اے ابو بکر! یہ وادی کون سی ہے؟'' انھوں نے کہا: وادیٔ عسفان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام اس وادی کے پاس سے گزرے، وہ سرخ اونٹوں پر سوار تھے، ان کی لگامیں کھجور کے پتوں کی تھیں، ان کے ازار اوڑھنے والی چادر کے تھے، ان کی چادریں دھاری دار تھیں اور وہ اس پرانے گھر کا حج کرنے کے لیے تلبیہ پکارتے ہوئے جا رہے تھے۔

## بَابُ مُرُوْرِ النَّبِیِّ ﷺ بِوَادِی الْحِجْرِ مِنْ اَرْضِ ثَمُوْدَ عَامَ تَبُوْکَ

غزوۂ تبوک والے سال نبی کریم ﷺ کا حجر وادی سے گزرنا، جس کا تعلق ثمود کی زمین سے ہے

(۱۰۳۳۳)۔ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالنَّاسِ عَامَ تَبُوْکَ نَزَلَ بِھِمُ الْحِجْرَ عِنْدَ بُیُوْتِ ثَمُوْدَ، فَاسْتَقَی النَّاسُ مِنَ الْآبَارِ الَّتِیْ کَانَ یَشْرَبُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک والے سال حجر مقام پر صحابہ سمیت اترے، یہ مقام ثمود کے گھروں کے پاس تھا، لوگوں نے ان کنووں سے پانی لیا، جن سے ثمودی لوگ پانی پیتے تھے، پس انھوں نے اس پانی

(۱۰۳۳۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف زمعۃ، وسلمۃُ بن وھرام مختلف فیہ (انظر: ۲۰۶۷)

(۱۰۳۳۳) تخریج: أخرجہ البخاری: ۳۳۷۹، ومسلم: ۹۸۱ (انظر: ۵۹۸۴)

مِنْهَا ثَمُوْدُ، فَعَجَنُوْا مِنْهَا وَنَصَبُوْا الْقُدُوْرَ بِاللَّحْمِ، فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَهْرَاقُوْا الْقُدُوْرَ، وَعَلَفُوْا الْعَجِيْنَ الْإِبِلَ، ثُمَّ ارْتَحَلَ بِهِمْ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ عَلَى الْبِئْرِ الَّتِيْ كَانَتْ تَشْرَبُ مِنْهَا النَّاقَةُ، وَنَهَاهُمْ أَنْ يَدْخُلُوْا عَلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ عُذِّبُوْا، قَالَ: ((إِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ۔)) (مسند احمد: ٥٩٨٤)

سے آٹا گوندھا اور ہنڈیوں میں گوشت پکانا شروع کر دیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا، پس انھوں نے ہنڈیاں انڈیل دیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا، پھر آپ ﷺ نے وہاں سے کوچ کیا، یہاں تک کہ اس کنویں کے پاس پڑاؤ ڈالا، جس سے اونٹنی پانی پیتی تھی، آپ ﷺ نے لوگوں کو عذاب دیئے جانے والی قوم کے علاقے میں داخل ہونے سے منع کیا اور فرمایا: ''میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو اس عذاب میں مبتلا کر دیا جائے، جس میں ان لوگوں کو مبتلا کیا گیا تھا، پس ان پر داخل نہ ہوا کرو۔''

(١٠٣٣٤)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوْا أَمَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَكُمْ۔)) وَتَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) ((فَإِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ، أَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ۔)) (مسند احمد: ٥٣٤٢)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب حجر مقام سے گزرے تو فرمایا: ''ظلم کرنے والے لوگوں کے علاقے میں داخل نہ ہو، مگر اس حالت میں کہ تم رو رہے ہو، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو بھی اس عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر اوڑھ لی، جبکہ آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم رونے کی حالت میں نہ ہو تو ان پر داخل نہ ہوا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔''

**فوائد:** …… جو سابقہ قوم اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہوئی، اس کے مقام کے بارے میں یہ احکام ہیں۔

(١٠٣٣٥)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَسَارَعَ النَّاسُ إِلٰى أَهْلِ الْحِجْرِ

سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک کے سفر کے دوران لوگوں نے (ثمود کی منازل) حجر کی طرف جلدی کی اور وہ ان میں داخل ہونے لگ گئے، جب رسول اللہ ﷺ

---

(١٠٣٣٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٣٨٠، ومسلم: ٢٩٨٠ (انظر: ٥٣٤٢)

(١٠٣٣٥) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن ابى كبشة لين الحديث اذا انفرد، ولم يُتابع على هذا الحديث، واسماعيل بن اوسط مختلف فيه، أخرجه ابن ابى شيبة: ١٤/ ٥٤٦، و الطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ٨٥٢ (انظر: ١٨٠٢٩)

يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَنَادٰى فِي النَّاسِ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، قَالَ: فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ مُمْسِكٌ بَعِيْرَهُ وَ هُوَ يَقُوْلُ: ((مَا تَدْخُلُوْنَ عَلٰى قَوْمٍ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔)) فَنَادَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ: نَعْجَبُ مِنْهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَفَلَا أُنْذِرُكُمْ بِأَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ رَجُلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كَانَ قَبْلَكُمْ وَ مَا كَانَ هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ، فَاسْتَقِيْمُوْا وَسَدِّدُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَعْبَأُ بِعَذَابِكُمْ شَيْئًا، وَ سَيَأْتِيْ قَوْمٌ لَا يَدْفَعُوْنَ عَنْ اَنْفُسِهِمْ بِشَيْءٍ۔)) (مسند احمد: ١٨١٩٢)

کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے لوگوں میں یہ اعلان کیا: "اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ"، وہ کہتے ہیں: جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ نے اپنے اونٹ کو روکا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: ''تم ایسی قوم پر کیوں داخل ہوتے ہو، جس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے؟'' ایک بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ان سے تعجب ہوتا ہے، اس لیے ان کے پاس جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نے تم کو اس سے زیادہ تعجب والے معاملہ سے نہیں ڈرایا؟ تم میں ہی ایک آدمی ہے، وہ تم کو ان امور کی بھی خبر دیتا ہے، جو تم سے پہلے گزر گئے ہیں اور ان امور کی بھی، جو تم سے بعد میں ہونے والے ہیں، پس تم سیدھے ہو جاؤ اور راہِ صواب پر چلتے رہو، پس بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے عذاب کی پرواہ نہیں کرے گے اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے، جو کسی چیز کو اپنے نفسوں سے دفع نہیں کریں گے۔''

## بَابُ ذِكْرِ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ وَ فَضْلِهِ عَلَيْهِ وَ عَلٰى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ

### ابراہیم خلیل علیہ السلام اور ان کی فضیلت کا بیان

(١٠٣٣٦)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ! فَقَالَ: ((ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ اَبِيْ۔)) (مسند احمد: ١٢٩٣٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اے مخلوق میں سے بہترین؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو میرے باپ ابراہیم تھے۔''

**فوائد**: ...... نبی کریم ﷺ خود افضل البشر ہیں، اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں، میدانِ حشر میں آپ ہی لوگوں کے سردار ہوں گے اور آدم علیہ السلام سمیت تمام لوگ آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے محض عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کو "خَيْرُ الْبَرِيَّةِ" کہا ہے۔

(١٠٣٣٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(١٠٣٣٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٦٩ (انظر: ١٢٩٠٨)

(١٠٣٣٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو الضحى لم يدرك ابن مسعود، أخرجه الترمذي: ٢٩٩٥ (انظر: ٣٨٠٠)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ وُلَاۃً، وَ اِنَّ وَلِیِّ مِنْھُمْ اَبِیْ وَ خَلِیْلُ رَبِّیْ اِبْرَاھِیْمُ، قَالَ: ثُمَّ قَرَاَ ﴿اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاھِیْمَ ……الخ﴾ اْلآیَۃَ۔)) (مسند احمد: ۳۸۰۰)

فرمایا: ''بیشک ہر نبی کے انبیاء میں سے دوست ہوتے ہیں اور ان میں سے میرے دوست میرے باپ اور میرے ربّ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''بیشک سب لوگوں سے زیادہ ابراہیم سے نزدیک تر وہ لوگ ہیں، جنہوں نے ان کا کہا مانا اور یہ نبی اور جو لوگ ایمان لائے، مومنوں کا ولی اور سہارا اللہ ہی ہے۔'' (سورۂ آل عمران: ۶۸)

(۱۰۳۳۸)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّکِّ مِنْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ﴾ (مسند احمد: ۸۳۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ابراہیم علیہ السلام کی بہ نسبت شک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں، جب انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! تو مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے، اس نے کہا: کیا ابھی تک تو ایمان نہیں لایا، ابراہیم نے کہا: جی کیوں نہیں، (میں اس لیے سوال کر رہا ہوں تاکہ) میرا دل مطمئن ہو جائے۔''

**فوائد:** ……امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب ثبت کیا ہے: ''باب زیادۃ طمأنینۃ القلب بتظاھر الأدلۃ فیہ'' (ظاہر دلائل کی وجہ سے دل کے اطمینان کے زیادہ ہونے کا بیان) پھر امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہا: شک کرنے سے کیا مراد ہے، اس کے بارے میں اہل علم میں اختلاف پایا جاتا ہے، سب سے بہترین اور صحیح ترین جواب وہ ہے جو امام شافعی کے شاگرد امام ابو ابراہیم مزنی اور دوسرے کئی اہل علم نے دیا ہے، ان کے جواب کا مفہوم یہ ہے: مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام کے حق میں شک کرنا محال ہے، آپ ﷺ فرمانا چاہتے ہیں: اگر انبیائے کرام کو شک ہوسکتا ہوتا میں شک کرنے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مستحق ہوتا، پس تم جان لو کہ میں نے شک نہیں کیا، سو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا۔ (شرح مسلم للنووی)

(۱۰۳۳۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((یُحْشَرُ النَّاسُ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا فَاَوَّلُ مَنْ یُکْسٰی اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ، ثُمَّ قَرَاَ ﴿کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِیْدُہُ﴾۔)) (مسند احمد: ۱۹۵۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو اس حالت میں اکٹھا کیا جائے گا کہ وہ ننگے پاؤں، ننگے جسم اور غیر مختون ہوں گے، سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''جیسے ہم نے پہلی تخلیق کی ابتدا کی، ایسے ہی

(۱۰۳۳۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۵۳۷، ومسلم: ۱۵۱ (انظر: ۸۳۲۸)
(۱۰۳۳۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۴۹، ۳۴۴۷ (انظر: ۱۹۵۰)

ہم اسے دوبارہ لوٹائیں گے۔''

(۱۰۳۴۰)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِیْمُ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ مَا اَتَتْ عَلَیْهِ ثَمَانُوْنَ سَنَةً، وَ اخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ۔)) (مسند احمد: ۸۲۶٤)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحمٰن کے خلیل ابراہیم ؓ نے اسی سال کی عمر میں تیشے کے ساتھ ختنہ کیا تھا۔''

(۱۰۳٤۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُصُّ شَارِبَهُ، وَ كَانَ اَبُوْكُمْ اِبْرَاهِیْمُ مِنْ قَبْلِهِ یَقُصُّ شَارِبَهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۸)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی مونچھیں کاٹتے تھے اور آپ ﷺ سے پہلے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام اپنی مونچھیں کاٹتے تھے۔

## بَابُ هِجْرَةِ اِبْرَاهِیْمَ علیہ السلام اِلَی بِلَادِ الشَّامِ وَدُخُوْلِهِ الدِّیَارَ الْمِصْرِیَّةَ وَقِصَّةِ سَارَةَ مَعَ مَلِكِ مِصْرَ

## ابراہیم علیہ السلام کا شام کے شہروں کی طرف ہجرت کرنے، راستے میں مصر کے شہروں میں داخل ہونے اور سیدہ سارہ علیہا السلام کا مصر کے بادشاہ کے ساتھ قصے کا بیان

(۱۰۳٤۲)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ یَكْذِبْ اِبْرَاهِیْمُ اِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ، قَوْلُهُ حِیْنَ دُعِیَ اِلٰی آلِهَتِهِمْ: ﴿اِنِّیْ سَقِیْمٌ﴾ وَ قَوْلُهُ: ﴿فَعَلَهُ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا﴾ وَقَوْلُهُ لِسَارَةَ: اِنَّهَا اُخْتِیْ، قَالَ: وَدَخَلَ اِبْرَاهِیْمُ قَرْیَةً فِیْهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوْكِ اَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِیْلَ: دَخَلَ اِبْرَاهِیْمُ اللَّیْلَةَ بِامْرَاَةٍ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ قَالَ: فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ الْمَلِكُ اَوِ الْجَبَّارُ: مَنْ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ بولے تھے، (۱) جب ان کو ان کی قوم کے باطل معبودوں کی طرف بلایا گیا تو انھوں نے کہا: میں بیمار ہوں، (۲) انھوں نے بتوں کو توڑنے کے بعد کہا: یہ کام تو ان کے بڑے نے کیا ہے اور (۳) انھوں نے اپنی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام کے بارے میں کہا: بیشک یہ تو میری بہن ہے، آخری بات کی تفصیل یہ ہے: ابراہیم علیہ السلام ایک بستی میں داخل ہوئے، اس میں ایک بادشاہ یا کوئی جابر حکمران تھا، اس کو بتلایا گیا کہ آج رات ابراہیم انتہائی خوبصورت

---

(۱۰۳٤۰) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٢٩٨ (انظر: ۸۲۸۱)

(۱۰۳٤۱) تخریج: اسناده ضعیف، سماك بن حرب حسن الحدیث الا ان فی روایته عن عكرمة، فان فیها اضطرابا، أخرجه الترمذی: ۲۷٦۰ (انظر: ۲۷۳۸)

(۱۰۳٤۲) تخریج: أخرجه مطولا و مختصرا البخاری: ۲۲۱۷، ۲٦۳٥، ٦۹٥۰، ومسلم: ۲۳۷۱ (انظر: ۹۲٤۱)

هٰـذِهِ مَـعَكَ؟ قَـالَ: أُخْتِيْ قَالَ: اَرْسِلْ بِهَا، قَـالَ: فَـاَرْسَـلَ بِهَـا اِلَيْهِ قَالَ لَهَا: لَا تُكَذِّبِيْ قَـوْلِـيْ فَـاِنِّـيْ اَخْبَـرْتُهُ اَنَّكِ اُخْتِيْ اِنْ عَلَى الْاَرْضِ مُـؤْمِـنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ، قَالَ: فَلَمَّا دَخَـلَتْ اِلَيْهِ قَامَ اِلَيْها، قَالَ: فَاَقْبَلَتْ تَوَضَّأُ وَتُـصَـلِّيْ وَتَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَاَحْصَنْتُ فَرْجِيْ اِلَّا عَـلٰـى زَوْجِـيْ فَـلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ، قَـالَ: فَـغُـطَّ حَتّٰـى رَكَـضَ بِـرِجْلِـهِ، قَالَ اَبُـوْ الزِّنَادِ: قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَـنْ اَبِـيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ اِنْ يَمُتْ يُقَلْ هِيَ قَتَلَتْهُ، قَالَ: فَاُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ اِلَيْها، فَـقَـامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ وَ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُـنْـتَ تَـعْلَمُ اَنِّيْ آمَنْتُ بِكَ وَ بِرَسُوْلِكَ وَ اَحْـصَـنْـتُ فَـرْجِيْ اِلَّا عَلٰى زَوْجِيْ فَـلَا تُسَـلِّـطْ عَـلَـيَّ الْـكَـافِرَ، قَالَ: فَغُطَّ حَتّٰى رَكَـضَ بِـرِجْـلِـهِ، قَالَ اَبُوْ الزِّنَادِ: قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ انها قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ اِنْ يَمُتْ يُقَلْ اِنَّهَا قَتَلَتْهُ، قَالَ: فَاُرْسِلَ، فَقَالَ: فِـيْ الثَّـالِثَةِ وَ الـرَّابِـعَةِ مَـا اَرْسَلْتُمْ اِلَيَّ اِلَّا شَيْـطَـانًا اِرْجِعُوْهَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اَعْطُوْهَا هَـاجَـرَ، قَـالَ: فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ لِاِبْرَاهِيْمَ: اَشَـعَرْتَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، رَدَّ كَيْدَ الْكَافِرِ وَ اَخْدَمَ وَلِيْدَةً.)) (مسند احمد: ۹۲۳۰)

عورت کے ساتھ ہماری بستی میں داخل ہوا ہے، اس نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو بلا بھیجا اور پھر پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ آپ نے کہا: یہ میرے بہن ہے، اس نے کہا: اس کو میری طرف بھیج، پس آپ نے ان کو اس طرف بھیجا اور کہا: میری بات کو جھوٹا نہ کرنا، میں اس کو بتلا چکا ہوں کہ تم میری بہن ہو (لہٰذا تم نے بھی اپنے آپ کو میری بہن ظاہر کرنا ہے)، کیونکہ زمین پر میرے اور تیرے علاوہ کوئی مؤمن نہیں ہے، پس جب سیدہ عَلَیْہَا السَّلَام اس پر داخل ہوئیں تو وہ ان کی طرف اٹھا، انھوں نے وضو کر کے نماز ادا کی اور کہا: اے اللہ! اگر تو میرے بارے میں جانتا ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور اپنے خاوند کے علاوہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر۔ پس اس دعا کے اثر سے اس سے دم گھٹنے کی آواز آنے لگی اور وہ پاؤں کو زمین پر مارنے لگ گیا، یہ صورتحال دیکھ کر سیدہ نے کہا: اے اللہ! اگر یہ مرگیا تو کہا جائے گا کہ اس خاتون نے اس کو قتل کر دیا ہے، پس اس کی وہ کیفیت چھٹ گئی اور وہ پھر ان کی طرف کھڑا ہوا، سیدہ نے اس بار پھر وضو کر کے نماز ادا کی اور کہا: اے اللہ! اگر تو میرے بارے میں جانتا ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور اپنے خاوند کے علاوہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر۔ اس بادشاہ کی پھر دم گھٹنے کی آواز آنے لگی اور وہ زمین پر پاؤں مارنے لگا، سیدہ نے کہا: اے اللہ! اگر یہ مرگیا تو کہا جائے گا کہ اس خاتون نے اس کو قتل کیا ہے، پس اس کی وہ کیفیت چھٹ گئی، اس نے تیسری یا چوتھی بار کہا: تم لوگوں نے تو میری طرف کوئی شیطان بھیجا ہے، اس کو ابراہیم کی طرف لوٹا دو اور اس کو ہاجر دے دو، پس وہ لوٹ آئیں اور ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے کہا: کیا آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کے مکر کو رد

کر دیا ہے اور اس نے خدمت کے لیے ایک لونڈی بھی دی ہے۔''

**فوائد:** ......ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے، بعض ناعاقبت اندیشوں نے اس حدیثِ مبارکہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے سے اس وجہ سے انکار کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جھوٹ بولیں۔ ان کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ دو امور کا ذکر تو قرآن مجید میں ہے، اب کیا ان آیات کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کا انکار کر دیا جائے، حقیقتِ حال یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار ہوتے تھے، بیٹے کو ذبح کرنے اور آگ میں پھینکے جانے جیسی کڑی آزمائشوں میں بھی ابراہیم علیہ السلام نے پست ہمتی کا سوچنا گوارا نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ رخصت، شریعت کا حسن ہوتی ہے، ہماری شریعت میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں، شریعت نے ہمیشہ صدق اور سچائی کی تعلیم دی اور اسی کی مدح سرائی کی، لیکن کسی بڑی مصلحت کی خاطر اسی شریعت نے بعض صورتوں میں خلافِ واقعہ بات کہہ دینے کی اجازت دی۔

ایک اور اہم نقطہ یہ ہے کہ جب کسی نبی کے ذریعے شرعی قوانین مرتّب کیے جارہے ہوتے ہیں، اس وقت صرف اس نبی کی ایمانی قوت، عملی رغبت اور تعلق باللہ کو نہیں دیکھا جاتا، بلکہ اس کے امتیوں کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے، انبیاء و رسل کا اللہ تعالیٰ پر اتنا مضبوط ایمان اور اعتقاد ہوتا ہے کہ کڑا سے کڑا امتحان اور انتہائی کٹھن مرحلہ ان میں تردّد اور تزلزل پیدا نہیں کر سکتا، یہی وجہ ہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعض اعمال اس لیے ترک کر دیتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی آسانی میں رہیں۔ جب شرعی قوانین کو ترتیب دیا جاتا ہے، اس وقت افراد کی فطرتوں اور مجبوریوں کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے، ان میں سے ایک مجبوری کسی خاص وقوعہ میں غلط بیانی اور خلافِ واقعہ بات کرنا ہے اور اس میں جہاں امت کے لیے بڑی آسانی ہے، وہاں شریعت کا حسن بھی نظر آتا ہے کہ اس نے بعض امور میں متبادل کی کوئی گنجائش نہیں رکھی، لیکن بعض میں افراد کے لیے سہولت کو پسند کیا۔ دیکھیں جب تک کسی بالغ شخص کا ہوش برقرار ہے، اس کے لیے ترکِ نماز کی کوئی گنجائش نہیں ہے، لیکن صرف مریض کی مرض کو دیکھ روزہ ترک کرنے کی سہولت دے دی جاتی ہے اور وہ مستقل مریض ہو تو روزوں کی مستقل رخصت دے دی جاتی ہے اور اس کے عوض کفارہ کی تھوڑی سی مقدار قبول کر لی جاتی ہے، بالکل اسی طرح جہاں شریعت نے سچ بولنے کو فرض کیا، اس کو سراہا، اس کو نیک لوگوں کی صفت قرار دیا، وہاں بعض مواقع پر غلط بیانی کی رخصت بھی دے دی، تاکہ امت بوجھ محسوس نہ کرے۔

حدیث نمبر (۹۸۹۷) میں جھوٹ کے جواز کی صورتیں گزر چکی ہیں۔

## بَابُ ذِكْرِ مُهَاجَرَةِ اِبْرَاهِيمَ بِابْنِهِ اِسْمَاعِيلَ وَ اُمِّهِ هَاجَرَ اِلَى جِبَالِ فَارَانَ وَ هِيَ اَرْضُ مَكَّةَ وَ سَبَبُ وُجُوْدِ زَمْزَمَ وَبِنَائِهِ الْبَيْتَ الْعَتِيْقَ

### ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا اپنے بیٹے اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کی ماں سیدہ ہاجر عَلَیْہَا السَّلَام کے ساتھ مکہ مکرمہ کے علاقے کے فاران کے پہاڑوں کی طرف ہجرت کرنا اور اس کے سبب سے زمزم کا وجود میں آنا اور بیتِ عتیق کا تعمیر ہونا

(۱۰۳۴۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ اَيُّوْبَ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَوَّلُ مَا اتَّخَذَتِ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ اُمِّ اِسْمَاعِيْلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتُعْفِيَ اَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: رَحِمَ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ، اَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِيْنًا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاَلْفٰى ذٰلِكَ اُمَّ اِسْمَاعِيْلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْاُنْسَ فَنَزَلُوْا، وَ اَرْسَلُوْا اِلٰى اَهْلِيْهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ۔)) و قَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ: ((فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ، ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَ نَظَرَتْ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ اَحَدًا فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَلِذٰلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا۔))

(مسند احمد: ۳۲۵۰)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سب سے پہلے جس خاتون نے کمر پر باندھی جانے والی پٹی استعمال کی، وہ ام اسماعیل تھیں، انھوں نے سیدہ سارہ عَلَیْہَا السَّلَام پر اس کے نشان کو چھپانے کے لیے پٹی کا اہتمام کیا، پھر انھوں نے بقیہ حدیث ذکر کی اور کہا: اللہ تعالیٰ ام اسماعیل پر رحم کرتے، اگر انھوں نے زمزم کو چھوڑ دیا ہوتا، ایک روایت میں ہے: اگر وہ زمزم سے چلو نہ بھرتیں تو وہ ایک جاری چشمہ ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز نے ام اسماعیل کو پا لیا کہ وہ مانوسیت کو پسند کرتی تھیں، پس وہ وہاں اتر پڑے اور انھوں نے اپنے اہل کی طرف بھی پیغام بھیجا، سو وہ بھی وہاں آ کر ٹھہر گئے، ..........، پس سیدہ ہاجر عَلَیْہَا السَّلَام صفا سے اتریں، یہاں تک کہ وادی میں پہنچیں اور اپنی قمیص کا کنارہ اٹھایا، پھر مشقت میں پڑے ہوئے انسان کی طرح دوڑیں، یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا، پھر وہ مروہ پر آئیں اور اس پر کھڑے ہو کر دیکھا، تا کہ ان کو کوئی آدمی نظر آ جائے، لیکن وہ کسی کو نہ دیکھ سکیں، پس انھوں نے سات دفعہ ایسے ہی کیا۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی وجہ سے لوگ صفا مروہ کی سعی کرتے ہیں۔''

---

(۱۰۳۴۳) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه بنحوه البخاري: ۳۳۶۵ (انظر: ۳۲۵۰)

**فوائد:** ...... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اسرائیلیات روایت کرنے والے صحابہ میں سے نہیں تھے، اس لیے ظاہر بات تو یہی ہے کہ ان کی اس موقوف حدیث کو مرفوع سمجھا جائے۔

صحیح بخاری میں اس موضوع سے متعلقہ دو روایات مفصل ہیں، ہم اس کا متن پیش کرتے ہیں، آپ توجہ کے ساتھ ان کا مطالعہ کریں، بڑے دلچسپ امور کا بیان ہے:

ا۔سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: أَوَّلَ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلٰى سَارَةَ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتّٰى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفّٰى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ أَاللّٰهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ إِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتّٰى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبِّ ﴿إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ حَتّٰى بَلَغَ يَشْكُرُونَ﴾ وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ حَتّٰى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوّٰى أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى أَحَدًا! فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهٍ تُرِيدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غُوَاثٌ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ حَتّٰى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا۔)) قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ اللّٰهِ يَبْنِي هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ

بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوا إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ فَأَقْبَلُوا قَالَ وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ وَلَكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَلْفَى ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْأُنْسَ فَنَزَلُوا وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَمَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ فَشَكَتْ إِلَيْهِ قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ أَبِي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرٰى فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ وَأَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتِ اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتِ الْمَاءُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ قَالَ فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ قَالَ فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ قَالَ فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ قَالَ وَتُعِينُنِي قَالَ وَأُعِينُكَ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي

حَتّٰی إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ قَالَ فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتّٰی يَدُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ...... عورتوں نے سب سے پہلے ازار بند بنانا اسماعیل کی ماں سے سیکھا انہوں نے ازار بند بنایا تا کہ اپنے نشانات کو سارہ سے چھپائیں پھر انہیں اور ان کے لڑکے اسماعیل کو ابراہیم علیہ السلام لے کر آئے اور وہ انہیں دودھ پلاتی تھیں تو ان دونوں کو مسجد کے اوپر کے حصہ میں زمزم کے پاس کعبہ کے قریب ایک درخت کے پاس بٹھا دیا اور اس وقت مکہ میں نہ تو آدمی تھا نہ پانی ابراہیم علیہ السلام نے انہیں وہاں بٹھا دیا اور ان کے پاس ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجوریں اور مشکیزہ میں پانی رکھ دیا اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام لوٹ کر چلے تو اسماعیل کی والدہ نے ان کے پیچھے دوڑ کر کہا اے ابراہیم علیہ السلام کہاں جا رہے ہو اور ہمیں ایسے جنگل میں جہاں نہ کوئی آدمی ہے نہ اور کچھ (کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہو؟) اسماعیل کی والدہ نے یہ چند مرتبہ کہا مگر ابراہیم علیہ السلام نے ان کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا اسماعیل کی والدہ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! ہاجرہ نے کہا تو اب اللہ بھی ہم کو برباد نہیں کرے گا پھر وہ واپس چلی آئیں اور ابرہیم چلے گئے حتیٰ کہ وہ ثنیہ کے پاس پہنچے، جہاں سے وہ لوگ انہیں دیکھ نہ سکتے تھے، تو انہوں نے اپنا منہ کعبہ کی طرف کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ (اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک (خالی) میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں) اور اسماعیل کی والدہ انہیں دودھ پلاتی تھیں اور اس مشکیزہ کا پانی پیتی تھیں حتیٰ کہ جب وہ پانی ختم ہو گیا تو انہیں اور ان کے بچہ کو (سخت) پیاس لگی وہ اس بچہ کو دیکھنے لگیں کہ وہ مارے پیاس کے تڑپ رہا ہے یا فرمایا کہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے وہ اس منظر کو دیکھنے کی تاب نہ لا کر چلیں اور انہوں نے اپنے قریب جو اس جگہ کے متصل تھا کوہ صفا کو دیکھا پس وہ اس پر چڑھ کر کھڑی ہوئیں اور وادی کی طرف منہ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی نظر آتا ہے یا نہیں؟ تو ان کو کوئی نظر نہ آیا (جس سے پانی مانگیں) پھر وہ صفا سے اتریں جب وہ نشیب میں پہنچیں تو اپنا دامن اٹھا کے ایسے دوڑیں جیسے کوئی سخت مصیبت زدہ آدمی دوڑتا ہے حتیٰ کہ اس نشیب سے گزر گئیں پھر وہ کوہ مروہ پر آ کر کھڑی ہوئیں اور ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی نظر آتا ہے یا نہیں تو انہیں کوئی نظر نہ آیا اسی طرح انہوں نے سات مرتبہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی لئے لوگ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں جب وہ آخری دفعہ کوہ مروہ پر چڑھیں تو انہوں نے ایک آواز سنی خود ہی کہنے لگیں ذرا ٹھہر کر سننا چاہیے تو انہوں نے کان لگایا تو پھر بھی آواز سنی خود ہی کہنے لگیں (اے شخص) تو نے آواز تو سنا دی کاش کہ تیرے پاس فریاد رسی بھی ہو، یکا یک ایک فرشتہ کو مقام زمزم میں دیکھا اس فرشتہ نے اپنی ایڑی ماری یا فرمایا کہ اپنا پر مارا حتیٰ کہ پانی نکل آیا ہاجرہ اسے حوض کی شکل میں بنا کر روکنے لگیں اور ادھر ادھر کرنے لگیں اور چلو بھر بھر کے اپنی مشک میں ڈالنے لگیں ان کے چلو بھرنے کے بعد پانی زمین سے ابلنے لگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو (روکتی نہ

بلکہ) چھوڑ دیتیں یا فرمایا چلو بھر بھر کے نہ ڈالتیں تو زمزم ایک جاری رہنے والا چشمہ ہوتا پھر فرمایا کہ انہوں نے پانی پیا اور بچہ کو پلایا پھر ان سے فرشتہ نے کہا کہ تم اپنی ہلاکت کا اندیشہ نہ کرو کیونکہ یہاں بیت اللہ ہے جسے یہ لڑکا اور اس کے والد تعمیر کریں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہلاک و برباد نہیں کرتا (اس وقت) بیت اللہ زمین سے ٹیلہ کی طرح اونچا تھا سیلاب آتے تھے تو اس کے دائیں بائیں کٹ جاتے تھے ہاجرہ اسی طرح رہتی رہیں یہاں تک کہ چند لوگ قبیلہ بنو جرہم کے ان کی طرف سے گزرے یا یہ فرمایا کہ بنو جرہم کے کچھ لوگ کدا کے راستہ سے لوٹتے ہوئے آرہے تھے تو وہ مکہ کے نشیب میں اترے انہوں نے کچھ پرندوں کو چکر لگاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا بیشک یہ پرندے پانی پر چکر لگا رہے ہیں (حالانکہ) ہمارا زمانہ اس وادی میں گزرا تو اس میں پانی نہ تھا انہوں نے ایک یا دو آدمیوں کو بھیجا تو انہوں نے پانی کو دیکھ لیا، واپس آکر انہوں نے سب کو پانی ملنے کی اطلاع دی وہ لوگ ادھر آئے جبکہ اسماعیل کی والدہ پانی کے پاس بیٹھی تھیں تو ان لوگوں نے کہا کیا تم اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے پاس قیام کریں انہوں نے کہا اجازت ہے مگر پانی پر کوئی حق نہ ہوگا انہوں نے شرط منظور کر لی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسماعیل کی والدہ نے اسے غنیمت سمجھا وہ انسانوں سے انس رکھتی تھیں تو وہ لوگ مقیم ہو گئے اور اپنے اہل و عیال کو بھی پیغام بھیج کر وہاں بلا لیا انہوں نے بھی وہیں قیام کیا حتیٰ کہ ان کے پاس چند خاندان آباد ہو گئے اور اب اسماعیل بچہ سے بڑے ہو گئے اور انہوں نے بنو جرہم سے عربی سیکھ لی۔ اسماعیل جب جوان ہوئے تو انہیں بڑے بھلے معلوم ہوئے جب اسماعیل بالغ ہوئے تو انہوں نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا اور اسماعیل کی والدہ وفات پا گئیں ابراہیم اپنے چھوڑے ہوؤں کو دیکھنے کے لئے اسماعیل کے نکاح کے بعد تشریف لائے تو اسماعیل کو نہ پایا ان کی بیوی سے معلوم کیا تو اس نے کہا کہ وہ ہمارے لئے رزق تلاش کرنے گئے ہیں پھر ابراہیم علیہ السلام نے اس سے بسر اوقات اور حالت معلوم کی تو اس عورت نے کہا ہماری بری حالت ہے اور ہم بڑی تنگی اور پریشانی میں مبتلا ہیں (گویا) انہوں نے ابراہیم سے شکوہ کیا ابراہیم نے کہا کہ جب تمہارے شوہر آجائیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدیل کر دیں جب اسماعیل واپس آئے تو گویا انہوں نے اپنے والد کی تشریف آوری کے آثار پائے تو کہا کیا تمہارے پاس کوئی آدمی آیا تھا؟ بیوی نے کہا ہاں! ایسا ایسا ایک بوڑھا شخص آیا تھا اس نے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتا دیا اور اس نے ہماری بسر اوقات کے متعلق دریافت کیا تو میں نے بتا دیا کہ ہم تکلیف اور سختی میں ہیں اسماعیل نے کہا کیا انہوں نے کچھ پیغام دیا ہے؟ کہا ہاں! مجھ کو حکم دیا تھا کہ تمہیں ان کا سلام پہنچا دوں اور وہ کہتے تھے تم اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دو اسماعیل نے کہا وہ میرے والد تھے اور انہوں نے مجھے تم کو جدا کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا تم اپنے گھر چلی جاؤ اور اس کو طلاق دے دی اور بنو جرہم کی کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا کچھ مدت کے بعد ابراہیم پھر آئے تو اسماعیل کو نہ پایا ان کی بیوی کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا وہ ہمارے لئے رزق تلاش کرنے گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اور ان کی بسر اوقات معلوم کی اس نے کہا ہم اچھی حالت اور فراخی میں ہیں اور اللہ کی

تعریف کی ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تمہاری غذا کیا ہے؟ انہوں نے کہا گوشت ابراہیم نے پوچھا تمہارے پینے کی کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا پانی، ابراہیم نے دعا کی اے اللہ! ان کے لئے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس وقت وہاں غلہ نہ ہوتا تھا اگر غلہ ہوتا تو اس میں بھی ان کے لئے دعا کرتے آپ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص مکہ کے سوا کسی اور جگہ گوشت اور پانی پر گزارہ نہیں کرسکتا صرف گوشت اور پانی مزاج کے موافق نہیں آ سکتا ابراہیم نے کہا جب تمہارے شوہر آ جائیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور انہیں میری طرف سے یہ حکم دینا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ باقی رکھیں جب اسماعیل آئے تو پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی آدمی آیا تھا؟ بیوی نے کہا ہاں! ایک بزرگ خوبصورت پاکیزہ سیرت آئے تھے اور ان کی تعریف کی تو انہوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتا دیا پھر مجھ سے ہماری بسراوقات کے متعلق پوچھا تو میں نے بتایا کہ ہم بڑی اچھی حالت میں ہیں اسماعیل نے کہا کہ تمہیں وہ کوئی حکم دے گئے ہیں انہوں نے کہا کہ وہ آپ کو سلام کہہ گئے ہیں اور حکم دے گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ باقی رکھیں اسماعیل نے کہا وہ میرے والد تھے اور چوکھٹ سے تم مراد ہو گویا انہوں نے مجھے یہ حکم دیا کہ تمہیں اپنی زوجیت میں باقی رکھوں پھر ابراہیم کچھ مدت کے بعد پھر آئے اور اسماعیل کو زمزم کے قریب ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے ہوئے اپنے تیر بناتے پایا جب اسماعیل نے انہیں دیکھا تو ان کی طرف بڑھے اور دونوں نے ایسا معاملہ کیا جیسے والد لڑکے سے اور لڑکا والد سے کرتا ہے ابراہیم نے کہا اے اسماعیل! اللہ نے مجھے ایک کام کا حکم دیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اس حکم کے مطابق عمل کیجئے ابراہیم بولے کیا تم میرا ہاتھ بٹاؤ گے؟ اسماعیل نے کہا ہاں! میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں گا۔ ابراہیم نے کہا کہ اللہ نے مجھے یہاں بیت اللہ بنانے کا حکم دیا ہے اور آپ نے اس اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کے گرداگرد ان دونوں نے کعبہ کی دیواریں بلند کیں اسماعیل پتھر لاتے تھے اور ابراہیم تعمیر کرتے تھے حتیٰ کہ جب دیوار بلند ہوئی تو اسماعیل ایک پتھر کو اٹھا لائے اور اسے ابراہیم کے لئے رکھ دیا ابراہیم اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے اور اسماعیل انہیں پتھر دیتے تھے اور دونوں یہ دعا کرتے رہے کہ اے پروردگار! ہم سے (یہ کام) قبول فرما بیشک تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے پھر دونوں تعمیر کرنے لگے اور کعبہ کے گرد گھوم کر یہ کہتے جاتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ کام) قبول فرما بیشک تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۳۶۴)

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ إِلَى اللَّهِ قَالَتْ رَضِيتُ بِاللَّهِ قَالَ فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ

أَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَأَتَتِ الْمَرْوَةَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ أَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ تَعْنِي الصَّبِيَّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتْ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا حَتّٰى أَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ أَغِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَإِذَا جِبْرِيلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقِبِهِ هٰكَذَا وَغَمَزَ عَقِبَهُ عَلَى الْأَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَاءُ فَدَهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنْ الْمَاءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا قَالَ فَمَرَّ نَاسٌ مِنْ جُرْهُمَ بِبَطْنِ الْوَادِي فَإِذَا هُمْ بِطَيْرٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا ذَاكَ وَقَالُوا مَا يَكُونُ الطَّيْرُ إِلَّا عَلٰى مَاءٍ فَبَعَثُوا رَسُولَهُمْ فَنَظَرَ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ فَأَتَاهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ فَأَتَوْا إِلَيْهَا فَقَالُوا يَا أُمَّ إِسْمَاعِيلَ أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَكُونَ مَعَكِ أَوْ نَسْكُنَ مَعَكِ فَبَلَغَ ابْنُهَا فَنَكَحَ فِيهِمُ امْرَأَةً قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي قَالَ فَجَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيدُ قَالَ قُولِي لَهُ إِذَا جَاءَ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ أَنْتِ ذَاكِ فَاذْهَبِي إِلٰى أَهْلِكِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي قَالَ فَجَاءَ فَقَالَ أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيدُ فَقَالَتْ أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ فَقَالَ وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي فَجَاءَ فَوَافَقَ إِسْمَاعِيلَ مِنْ وَرَاءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلًا لَهُ فَقَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا قَالَ أَطِعْ رَبَّكَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ قَالَ إِذَنْ أَفْعَلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيمُ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ قَالَ حَتّٰى ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ وَضَعُفَ الشَّيْخُ عَنْ نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلٰى حَجَرِ الْمَقَامِ فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾۔ ...... جب ابراہیم اور ان کی بیوی کے درمیان شکررنجی ہوگئی تو اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر نکلے اوران کے پاس ایک مشکیزہ میں پانی تھا پس اسماعیل کی والدہ اس کا پانی پیتی رہیں اوران کا دودھ اپنے بچہ کے لئے جوش مار رہا تھا حتیٰ کہ وہ مکہ پہنچ گئیں ابراہیم نے انہیں ایک درخت کے نیچے بٹھا دیا پھر ابراہیم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ چلے تو اسماعیل کی والدہ ان کے پیچھے دوڑیں حتیٰ کہ جب وہ مقام کدا میں پہنچے تو اسماعیل کی والدہ نے انہیں پیچھے سے آواز دی کہ اے ابراہیم! ہمیں کس کے سہارے چھوڑا ہے؟ ابراہیم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے۔ اسماعیل کی والدہ نے کہا میں اللہ

(کی نگرانی) پر رضا مند ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر وہ واپس چلی گئیں اور اپنے مشکیزہ کا پانی پیتی رہیں اور ان کا دودھ اپنے بچہ کے لئے ٹپک رہا تھا حتیٰ کہ پانی ختم ہوگیا تو اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ کاش میں جا کر (ادھر ادھر) دیکھتی شاید مجھے کوئی دکھائی دے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ گئیں اور کوہ صفا پر چڑھ گئیں اور انہوں نے ادھر ادھر دیکھا خوب دیکھا کہ کوئی شخص نظر آ جائے لیکن کوئی شخص نظر نہیں آیا پھر جب وہ نشیب میں پہنچیں تو دوڑنے لگیں اور کوہ مروہ پر آ گئیں اسی طرح انہوں نے چند چکر لگائے پھر کہنے لگیں کاش میں جا کر اپنے بچہ کو دیکھوں کہ کیا حال ہے جا کر دیکھا تو اسماعیل کو اپنی سابقہ حالت میں پایا گویا ان کی جان نکل رہی ہے پھر ان کے دل کو قرار نہ آیا تو کہنے لگیں کہ کاش میں جا کر (ادھر ادھر) دیکھوں شاید کوئی مل جائے چنانچہ وہ چلی گئیں اور کوہ صفا پر چڑھ گئیں (ادھر ادھر) دیکھا اور خوب دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا حتیٰ کہ ایسے ہی انہوں نے پورے سات چکر لگائے پھر کہنے لگیں کاش میں جا کر اپنے بچہ کو دیکھوں کہ کس حال میں ہے تو یکا یک ایک آواز آئی تو کہنے لگیں فریاد رسی کر اگر تیرے پاس بھلائی ہے تو اچانک جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر جبرائیل علیہ السلام نے اپنی ایڑی زمین پر ماری یا زمین کو اپنی ایڑی سے دبایا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (فورا) پانی پھوٹ پڑا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ متحیر ہوگئیں اور گڑھا کھودنے لگیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتیں تو پانی زیادہ ہو جاتا ابن عباس نے کہا کہ وہ یہ پانی پیتیں اور ان کے دودھ کی دھاریں ان کے بچہ کے لئے بہتی رہتیں۔ ابن عباس نے کہا کچھ لوگ قبیلہ جرہم کے وسط وادی سے گزرے تو انہوں نے پرندے دیکھے تو انہیں تعجب ہونے لگا اور کہنے لگے کہ یہ پرندے تو صرف پانی پر ہوتے ہیں سو انہوں نے اپنا ایک آدمی بھیجا اس نے جا کر دیکھا تو وہاں پانی پایا اس نے آ کر سب لوگوں کو بتایا لہٰذا وہ لوگ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کیا تم ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے ساتھ قیام کریں؟ ان کا بچہ (اسماعیل) جب بالغ ہوا تو اسی قبیلہ کی ایک عورت سے نکاح ہوگیا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ابراہیم علیہ السلام کے دل میں آیا اور انہوں نے اپنی بیوی سے کہا میں اپنے چھوڑے ہوؤں کے حال سے واقف ہونا چاہتا ہوں ابن عباس کہتے ہیں ابراہیم آئے اور آ کر سلام کہا پھر پوچھا اسماعیل علیہ السلام کہاں ہیں؟ اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے کہا وہ شکار کے لیے گئے ہیں۔ ابراہیم نے کہا جب وہ آ جائیں تو ان سے کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدیل کر دو جب وہ آئے اور ان کی بیوی نے انہیں (سب واقعہ بتایا) اسماعیل نے کہا کہ چوکھٹ سے مراد تم ہو لہٰذا تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پھر ابراہیم کے دل میں آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں اپنے چھوڑے ہوؤں کے حال سے واقف ہونا چاہتا ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابراہیم آئے اور پوچھا کہ اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے کہا شکار کو گئے ہیں اور آپ ٹھہرتے کیوں نہیں؟ کہ کچھ کھائیں پئیں ابراہیم نے کہا تم کیا کھاتے اور پیتے ہو؟ انہوں نے کہا ہمارا کھانا گوشت اور پینا پانی ہے ابراہیم نے دعا کی کہ اے اللہ ان کے کھانے پینے میں برکت عطا فرما ابن عباس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (مکہ میں کھانے پینے میں) ابراہیم کی دعا کی

وجہ سے برکت ہے ابن عباس نے کہا پھر (چند روز بعد) ابراہیم کے دل میں آیا اور انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں اپنے چھوڑے ہوؤں کو دیکھنا چاہتا ہوں وہ آئے تو اسماعیل کو زمزم کے پیچھے اپنے تیروں کو درست کرتے ہوئے پایا پس ابراہیم نے کہا کہ اے اسمعیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کا ایک گھر بناؤں اسماعیل نے کہا پھر اللہ کے حکم کی تکمیل کیجئے۔ ابراہیم نے کہا کہ اس نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم اس کام میں میری مدد کرو۔ اسماعیل نے کہا میں حاضر ہوں یا جو بھی فرمایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر دونوں کھڑے ہو گئے۔ ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے اور اسماعیل انہیں پتھر دیتے تھے اور دونوں کہہ رہے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ کام) قبول فرما بیشک تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے حتیٰ کہ دیواریں اتنی بلند ہو گئیں کہ ابراہیم اپنے بڑھاپے کی وجہ سے پتھر اٹھانے سے عاجز ہو گئے سو وہ مقام (ابراہیم) کے پتھر پر کھڑے ہو گئے اسماعیل انہیں پتھر دینے لگے اور کہتے تھے ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾۔ (صحیح بخاری: ۳۳۶۵)

(۱۰۳٤٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ جَاءَ بِإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَهَاجَرَ فَوَضَعَهَا بِمَكَّةَ فِي مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ثُمَّ جَاءَتْ مِنَ الْمَرْوَةِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ وَقَدْ نَبَعَتِ الْعَيْنُ فَجَعَلَتْ تَفْحَصُ الْعَيْنَ بِيَدِهَا هٰكَذَا حَتَّى اجْتَمَعَ الْمَاءُ مِنْ شَقَّةٍ ثُمَّ تَأْخُذُ بِقَدَحِهَا فِي سِقَائِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَتْهَا لَكَانَتْ عَيْنًا سَائِحَةً تَجْرِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ۲۲۸۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور ہاجر علیہا السلام کو لے کر آئے اور ان کو مکہ میں زمزم کے مقام پر ٹھہرایا، ......، پھر جب وہ ہاجرہ مروہ سے اسماعیل کے پاس گئیں، تو چشمہ ابل رہا تھا، وہ اپنے ہاتھ سے اس طرح کر کے چشمہ کی جگہ پر زمین کھودنے لگ گئیں، یہاں تک کہ اس گڑھے میں پانی جمع ہو گیا اور وہ پیالے کی مدد سے اپنے مشکیزے میں ڈالنے لگ گئیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ اس کو چھوڑ دیتیں تو وہ قیامت تک بہنے والا چشمہ ہوتا۔''

(۱۰۳٤٥)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، ثَنَا أَيُّوبُ قَالَ: أُنْبِئْتُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَجَاءَ الْمَلَكُ بِهَا حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَضَرَبَ بِعَقِبِهِ فَفَارَتْ عَيْنًا فَعَجِلَتِ الْإِنْسَانَةُ، فَجَعَلَتْ تَقْدَحُ فِي

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: پھر فرشتہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کو لے کر آیا، یہاں تک کہ جب زمزم والی جگہ پر پہنچا تو وہاں اپنی ایڑھی ماری، پس اس جگہ سے چشمہ ابل پڑا، اب اس خاتون نے پیالے کی مدد سے پانی کو اپنے مشکیزے میں ڈالنا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ

(۱۰۳٤٤) تخريج: حديث صحيح، وانظر الحديث السابق

(۱۰۳٤٥) تخريج: انظر الحديثين السابقين

شَنَّتِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ لَوْلَا أَنَّهَا عَجِلَتْ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِيْنًا۔)) (مسند احمد: ٣٣٩٠)

ام اسماعیل پر رحم کرے، اگر انھوں نے جلدی نہ کی ہوتی تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔‘‘

**فوائد:** ……زمزم جاری چشمہ ہوتا، یعنی روئے زمین پر بہنے والا واضح اور ظاہری چشمہ ہوتا، ابن جوزی نے کہا: زمزم کا ظہور محض اللہ تعالیٰ کی نعمت تھی، اس میں کسی عامل کے عمل کا کوئی دخل نہیں تھا، جب سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے اس کو پابند کرنا چاہا تو بیچ میں بشر کی محنت آگھسی، سو وہ پابند ہوگیا۔ (فتح الباری: ٦/٤٠٢)

(١٠٣٤٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَمْ تَرَيْ إِلٰى قَوْمِكِ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ؟، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ۔)) قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ ذَالِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا أُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ إِسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِرَادَةَ أَنْ يَسْتَوْعِبَ النَّاسُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ كُلِّهِ مِنْ وَرَاءِ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٣٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ’’کیا تم اپنی قوم کی طرف نہیں دیکھتی، جب انھوں نے کعبہ کی تعمیر کی تو اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کم کر دیا؟‘‘ سیدہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو کیا آپ اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر نہیں کر دیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر تیری قوم نے کفر کو نیا نیا نہ چھوڑا ہوتا (تو میں اس طرح کر دیتا)۔‘‘ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے حطیم کی طرف والے کعبہ کے دو کونوں کا استلام اس بنا پر نہیں کیا کہ اس طرف سے کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں تھا اور آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ لوگ بیت اللہ کا پوری طرح طواف کریں اور ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے پیچھے سے چکر کاٹیں۔

**فوائد:** …… جب قریشیوں نے کعبہ کی تعمیر کی تو وہ بیت اللہ کی شمالی جانب قواعدِ ابراہیم کا لحاظ نہ کر سکے اور ایک جزو کو خالی چھوڑ دیا، اسی کو حِجْر کہتے ہیں۔

(١٠٣٤٦) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البخاري: ١٥٨٥، ومسلم: ١٣٣٣ (انظر: ٢٤٨٢٧)

ویسے حِجْر کے معنی ہیں وہ جگہ جس کے اردگرد دیوار بنائی گئی ہو، اس جگہ کو حطیم بھی کہتے ہیں، حطیم کے معنی ہیں: جدا کیا گیا، کیونکہ اس حصے کو بیت اللہ سے جدا کیا گیا، بیت اللہ کی دیوار سے پانچ یا چھ یا سات ہاتھ تک بیت اللہ کا حصہ ہے، سارا حطیم بیت اللہ کا حصہ نہیں ہے، کیونکہ دیوار بناتے وقت کچھ بیرونی جگہ بھی شامل کر دی گئی، جو آدمی پانچ چھ ہاتھ کے احاطے کے اندر اندر نماز پڑھے، وہ یوں سمجھے کہ اس نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی، اسی طرح طواف کرنے والے کا چکر حطیم کے باہر سے ہونا چاہیے۔

(۱۰۳۴۷)۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷛، قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ؟ قَالَ: ((اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: ((اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی۔)) قَالَ: قُلْتُ: کَمْ بَیْنَہُمَا؟ قَالَ: ((اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَیْنَمَا اَدْرَکَتْکَ الصَّلَاۃُ فَصَلِّ فَہُوَ مَسْجِدٌ۔)) (مسند احمد: ۲۱۷۱۸)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی مسجد سب سے پہلے تعمیر کی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجدِ حرام۔'' میں نے کہا: پھر کون سی بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد اقصی۔'' میں نے کہا: ان دو کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس برس۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں بھی نماز تجھے پالے تو وہیں نماز ادا کر لے، پس وہی مسجد ہوگی۔''

**فوائد**: ......معروف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسجدِ حرام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصی تعمیر کی ہے، لیکن ان دو نبیوں کے درمیان ایک ہزار سال سے زیادہ فاصلہ ہے، جبکہ اس حدیث میں چالیس برس فاصلہ بیان کیا گیا ہے؟

حافظ ابن حجر نے مختلف اقوال پیش کر کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے، ہم تلخیص کے ساتھ اس جواب کا ذکر کرتے ہیں: نہ ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے کعبہ کی تعمیر کی اور نہ سلیمان علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے مسجد اقصی کی تعمیر کی، ہمیں ایک ایسی روایت ملی ہے، جس کے مطابق آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے کعبہ کی تعمیر کی، پھر ان کی اولاد زمین میں پھیل گئی اور ممکن ہے کہ کسی نے بیت المقدس تعمیر کیا ہو، جبکہ بعض کا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ داود علیہ السلام سے پہلے کسی اللہ کے ولی نے مسجد اقصی کی تعمیر کی ہو، پھر داود علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے اس میں توسیع کی ہو اور بعض کی رائے یہ ہے کہ آدم علیہ السلام یا فرشتوں یا سام بن نوح یا یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصی کی بنیاد رکھی اور سلیمان علیہ السلام نے اس کی تکمیل کی، ابن ہشام کی روایت کے مطابق آدم علیہ السلام نے دونوں مسجدوں کی بنیاد رکھی، پھر نوح علیہ السلام کے طوفان میں بیت اللہ کو اٹھا لیا گیا اور ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ اس کی تعمیر کی۔ (فتح الباری: ۶/ ۴۰۸، ۴۰۹) اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام سے پہلے مسجد حرام اور مسجد اقصی کی تعمیر کی گئی، بوجوہ ان کے آثار کمزور پڑ گئے، پھر ان دو نبیوں نے ان کی تعمیرِ نو کی اور ان ہی کی طرف یہ مسجدیں منسوب ہونے لگیں۔

(۱۰۳۴۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۶۶، ۳۴۲۵، ومسلم: ۵۲۰ (انظر: ۲۱۳۹۰)

(١٠٣٤٨)۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، أُمِّ مَنْصُوْرٍ قَالَتْ: اَخْبَرَتْنِيْ اِمْرَاَةٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ وَلَدَتْ عَامَّةَ اَهْلِ دَارِنَا: اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِلَى عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ وَ قَالَ مَرَّةً (يَعْنِي الرَّاوِيَ عَنْ صَفِيَّةَ): اَنَّهَا سَاَلَتْ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ: لِمَ دَعَاكَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِيْ: ((كُنْتُ رَاَيْتُ قَرْنَيِ الْكَبْشِ حِيْنَ دَخَلْتُ الْبَيْتَ فَنَسِيْتُ اَنْ آمُرَكَ تُخَمِّرُهُمَا فَخَمِّرْهُمَا، فَاِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يَشْغَلُ الْمُصَلِّيَ۔)) قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ تَزَلْ قَرْنَا الْكَبْشِ فِي الْبَيْتِ حَتّٰى اِحْتَرَقَ الْبَيْتُ فَاحْتَرَقَا۔ (مسند احمد: ١٦٧٥٤)

ام منصور کہتی ہیں: بنو سلیم کی ایک خاتون، ہمارے گھر کی عام اولاد اسی سے تھی، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، ایک روایت میں ہے: انھوں نے سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو کیوں بلایا تھا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”میں نے بیت اللہ کے اندر دنبے کے سینگ دیکھے اور تجھے یہ حکم دینا بھول گیا کہ تو ان کو ڈھانپ دے، پس اب ان کو ڈھانپ دے، کیونکہ مناسب نہیں ہے کہ بیت اللہ میں ایسی چیز ہو، جو نمازی کو مشغول کر دے۔“ امام سفیان نے کہا: دنبے کے وہ دونوں سینگ بیت اللہ میں موجود رہے، یہاں تک کہ جب بیت اللہ کو آگ لگ گئی تھی تو وہ بھی جل گئے تھے۔

**فوائد:**...... اسماعیل علیہ السلام کے فدیے میں جو مینڈھا لایا گیا تھا، یہ اس کے دو سینگ تھے، جو کعبہ کے اندر محفوظ تھے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صِفَتِهِ وَمِيْلَادِ اِسْحَاقَ وَ وَفَاةِ سَارَةَ ثُمَّ وَفَاتِهِ

## ابراہیم علیہ السلام کا حلیہ مبارک، اسحاق کی پیدائش، سیدہ سارہ علیہا السلام کی اور پھر ابراہیم علیہ السلام کی وفات کا بیان

(١٠٣٤٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ، وَ مُوْسَى، وَاِبْرَاهِيْمَ، فَاَمَّا عِيْسَى فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ، وَ اَمَّا مُوْسَى جَسِيْمٌ۔))، قَالُوْا لَهُ: فَاِبْرَاهِيْمُ؟ قَالَ: ((اُنْظُرُوْا اِلَى صَاحِبِكُمْ۔)) يَعْنِيْ نَفْسَهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٩٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں عیسی علیہ السلام، موسی علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، عیسی علیہ السلام کا رنگ سرخ اور بال گھنگریالے تھے اور وہ چوڑے سینے والے تھے، حضرت موسی علیہ السلام دراز قد تھے۔“ لوگوں نے کہا: اور ابراہیم علیہ السلام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی ساتھی کو دیکھ لو۔“ آپ ﷺ کی مراد آپ کا اپنا وجود تھا۔

(١٠٣٤٨) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٠٣٠ (انظر: ١٦٦٣٧)

(١٠٣٤٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٣٨ (انظر: ٢٦٩٧)

(۱۰۳۵۰)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَنَظَرْتُ اِلَى اِبْرَاهِيْمَ، فَلَا نَظُرُ اِلَى اِرْبٍ مِنْ آرَابِهِ اِلَّا نَظَرْتُ اِلَيْهِ مِنِّي كَاَنَّهُ صَاحِبُكُمْ۔)) (مسند احمد: ۳۵٤٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، پس میں ان کے جس عضو کو دیکھتا، اس کو اپنے اندر بھی دیکھ لیتا، گویا کہ ابراہیم علیہ السلام تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) کی طرح ہی ہیں۔

**فوائد**:...... ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ کی شکل وصورت ملتی جلتی تھی۔

## بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ لُوْطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ آوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾

## اللہ کے نبی لوط علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ آوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾ کا بیان

(۱۰۳۵۱)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْكَرِيْمَ بْنَ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ، وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَالَبِثَ يُوْسُفُ، ثُمَّ جَاءَنِيَ الدَّاعِي لَاَجَبْتُهُ اِذْ جَاءَ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: ﴿ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ﴾ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى لُوْطٍ اِنْ كَانَ لَيَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ: ﴿لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ آوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾ وَ مَابَعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا فِيْ ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ۔)) (مسند احمد: ۸۳۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن خلیل الرحمن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں جیل میں اتنا عرصہ ٹھہرتا، جتنا کہ یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے اور پھر میرے پاس بلانے والا آتا تو میں فوراً اس کی بات قبول کرتا، لیکن یوسف علیہ السلام نے کہا: ''تو لوٹ جا اپنے آقا کی طرف اور اس سے ان عورتوں کے بارے میں پوچھ، جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے، بیشک میرا ربّ ان کے مکر کو جاننے والا ہے۔'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''اللہ لوط علیہ السلام پر رحم کرے، انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ''کاش کہ مجھ میں تمہارا مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا۔'' (سورۂ ہود: ۸۰) ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی بھیجا، اس کو اس کی قوم کے انبوہ کثیر میں بھیجا۔

---

(۱۰۳۵۰) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابويعلى: ۲۷۲۰ (انظر: ۳۵٤٦)

(۱۰۳۵۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۳۷۵، ومسلم: ص ۱۸٤۰ (انظر: ۸۳۹۲)

**فوائد:** ...... کریم بن کریم...... کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں ہستیاں معزز و مکرم بزرگ تھیں۔ یوسف کا ذکر کرکے آپ ﷺ اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ان کے صبر اور کشادہ دلی کی تعریف کر رہے ہیں۔

قوت سے مراد اپنے دست و بازو اور اپنے وسائل کی قوت یا اولاد کی قوت مراد ہے اور رکن شدید (مضبوط آسرا) سے مراد خاندان، قبیلہ یا اسی قسم کا مضبوط آسرا مراد ہے، یعنی وہ نہایت بے بسی کے عالم میں آرزو کر رہے ہیں کہ کاش! میرے اپنے پاس کوئی قوت ہوتی یا کسی خاندان اور قبیلے کی پناہ اور مدد مجھے حاصل ہوتی تو آج مجھے مہمانوں کی وجہ سے یہ ذلت و رسوائی نہ ہوتی، بلکہ میں ان بدقماشوں سے نمٹ لیتا اور مہمانوں کی حفاظت کر لیتا، لوط علیہ السلام کی یہ آرزو، اللہ تعالیٰ پر توکل کے منافی نہیں ہے، بلکہ ظاہری اسباب کے مطابق ہے اور توکل علی اللہ کا صحیح مفہوم بھی یہی ہے کہ پہلے تمام ظاہری اسباب وسائل بروئے کار لائے جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کیا جائے۔

لوط علیہ السلام کی مذکورہ بالا کا سیاق و سباق درج ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ. وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ. قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ. قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ. قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ. فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ. مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ.﴾ ...... ''اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط کے پاس آئے، وہ ان کی وجہ سے مغموم ہوا اور ان سے دل تنگ ہوا اور اس نے کہا یہ بہت سخت دن ہے۔ اور اس کی قوم (کے لوگ) اس کی طرف بے اختیار دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے اور وہ پہلے سے برے کام کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں، یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں، تو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو، کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں؟ انھوں نے کہا بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں اور بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے ہم کیا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا کاش! واقعی میرے پاس تمھارے مقابلہ کی کچھ طاقت ہوتی، یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لیتا۔ انھوں نے کہا اے لوط! بے شک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں، یہ ہرگز تجھ تک نہیں پہنچ پائیں گے، سو اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصے میں لے کر چل نکل اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس پر وہی مصیبت آنے والی ہے جو ان پر آئے گی۔ بے شک ان کے وعدے کا وقت صبح ہے، کیا صبح واقعی قریب نہیں۔ پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس کے اوپر والے حصے کو اس کا نیچا کر دیا اور ان پر تہ بہ تہ کھنگر کے پتھر برسائے۔ جو تیرے رب کے ہاں سے نشان لگائے ہوئے تھے اور وہ ان ظالموں سے ہرگز کچھ دور نہیں۔'' (سورۂ ہود: ۷۷تا۸۲)

(۱۰۳۵۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلُوْطٍ إِنَّهُ أَوٰى إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ۔)) (مسند احمد: ۸۲۶۲)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام کو بخش دے، بیشک انہوں نے کسی زبردست کا آسرا پکڑنے کی خواہش کرتے تھے۔''

## أَبْوَابُ ذِكْرِ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ وَعَلٰى نَبِيِّنَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾

## اللہ تعالیٰ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾ کا بیان

## بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ إِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهِ

## اللہ کے نبی اسماعیل علیہ السلام اور ان کی فضیلت کا بیان

(۱۰۳۵۳)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ وَهُمْ يَتَنَاضَلُوْنَ فِي السُّوْقِ، فَقَالَ: ((ارْمُوْا يَا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، ارْمُوْا وَأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ لِأَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ)) فَأَمْسَكُوْا أَيْدِيَهُمْ، فَقَالَ: ((ارْمُوْا۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نَرْمِيْ وَأَنْتَ مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ؟ قَالَ: ((ارْمُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۶۶۴۳)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس گئے اور وہ بازار میں تیراندازی کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اولادِ اسماعیل! تم تیر اندازی کو، کیونکہ تمہارا باپ بھی تیر انداز تھا اور میں بنوفلاں کے ساتھ ہوں۔'' آپ ﷺ کی مراد ایک فریق تھا، یہ سن کر دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لیے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم تیر اندازی کرو (کیوں رک گئے ہو؟)'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کیسے تیر اندازی کریں، جبکہ آپ بنوفلاں کے ساتھ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو تیر اندازی کرو، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔''

**فوائد:**...... اسماعیل علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے اور یہی ذبیح تھے، تفصیل کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (۸۷۳۴)

## بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ إِسْحٰقَ ثُمَّ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

## اللہ کے نبی اسحاق علیہ السلام اور پھر یعقوب علیہ السلام کے ذکر کا بیان

(۱۰۳۵۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۱۰۳۵۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۳۵۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۹۹، ۳۵۰۷ (انظر: ۱٦٥۲۸)

(۱۰۳۵٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۳۹۰، ٤٦۸۸ (انظر: ۵۷۱۲)

قَالَ: ((اَلْكَرِيْمُ بْنُ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ۔)) (مسند احمد: ۵۷۱۲)

نے فرمایا: ''کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھے۔''

**فوائد:** ......اس حدیثِ مبارکہ میں چار انبیائے کرام کی تعریف کی گئی ہے۔

کریم کے معانی معزز، شریف، مہربان، پاکیزہ، باوقار، درگذر کرنے والا، وسیع الظرف، عالی ظرف، عمدہ، قابل قدر، قیمتی، سخی اور فیاض کے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ یہ چاروں ہستیاں معزز و مکرم بزرگ تھیں۔

## بَابُ ذِكْرِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

### یوسف علیہ السلام کا ذکر

(۱۰۳۵۵)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْكَرِيْمَ بْنَ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَالَبِثَ يُوْسُفُ، ثُمَّ جَاءَنِيْ الدَّاعِيْ لَأَجَبْتُهُ، إِذْ جَاءَهُ الرَّسُوْلُ ﷺ فَقَالَ: ﴿ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ﴾۔)) (مسند احمد: ۸۳۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں جیل میں اتنا عرصہ ٹھہرتا، جتنا کہ یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے اور پھر میرے پاس بلانے والا آتا تو میں فوراً اس کی بات قبول کرتا، جب کہ قاصد یوسف علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: ''تو لوٹ جا اپنے آقا کی طرف اور اس سے ان عورتوں کے بارے میں پوچھ، جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے، بیشک میرا ربّ ان کے مکر کو جاننے والا ہے۔''

**فوائد:** ...... سابقہ حدیث دیکھیں۔

(۱۰۳۵۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيَ يُوْسُفُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ شَطْرَ الْحُسْنِ۔)) (مسند احمد: ۱۴۰۹۶)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوسف علیہ السلام کو نصف حسن دیا گیا۔''

---

(۱۰۳۵۵) تخریج: صحیح، أخرجه ابن حبان: ۶۲۰۷، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۳۳۰ (انظر: ۸۳۹۲)

(۱۰۳۵۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۲ (انظر: ۱۴۰۵۰)

**فوائد:**...... حضرت یوسف علیہ السلام بہت زیادہ حسین تھے۔

## بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ اَيُّوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
## اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام کا ذکر

(۱۰۳۵۷)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُرْسِلَ عَلٰى اَيُّوْبَ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَلْتَقِطُ، فَقَالَ: اَلَمْ أُغْنِكَ يَا اَيُّوْبُ! قَالَ: يَارَبِّ! وَ مَنْ يَشْبَعُ مِنْ رَحْمَتِكَ (اَوْ قَالَ:) مِنْ فَضْلِكَ۔)) (مسند احمد: ۸۰۲۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایوب علیہ السلام پر سونے کی ٹڈیاں گرائی گئیں، انھوں نے ان کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ نے کہا: اے ایوب کیا میں نے تجھے کوغنی نہیں کر دیا؟ انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! بھلا کون تیری رحمت یا تیرے فضل سے سیر ہو سکتا ہے۔''

(۱۰۳۵۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا اَيُّوْبُ! اَ لَمْ اَكُنْ اُغْنِيْكَ عَمَّا تَرٰى؟ قَالَ: بَلٰى، يَا رَبِّ! وَلٰكِنْ لَا غِنَىً بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ۔)) (مسند احمد: ۸۱٤٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایوب ننگے ہو کر غسل کر رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں ان پر گر پڑیں، انھوں نے ان کو اپنے کپڑے میں جمع کرنا شروع کر دیا، ربّ تعالیٰ نے آواز دی: اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس چیز سے غنی نہیں کر دیا، جو تو دیکھ رہا ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، اے میرے ربّ! لیکن تیری برکتوں سے مجھے کوئی غنیٰ نہیں۔''

**فوائد:**...... ایوب علیہ السلام نے اس سونے کو اللہ تعالیٰ کی برکت سمجھ کر اکٹھا کرنا شروع کر دیا، نہ کہ مال سمجھ کر۔ معلوم ہوا کہ جب آدمی اکیلا ہو، اس وقت ننگا ہو کر نہا سکتا ہے، کیونکہ نہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو ڈانٹا اور نہ نبی کریم ﷺ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد مزید کوئی وضاحت کی۔

## بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
## اللہ کے نبی یونس علیہ السلام کا ذکر

(۱۰۳۵۹)۔ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: مَا يَنْبَغِيْ

ابو عالیہ کہتے ہیں: تمہارے نبی کے چچازاد نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کہا: کسی بندے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں،

(۱۰۳۵۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۹، ۳۳۹۱ (انظر: ۸۰۳۸)
(۱۰۳۵۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول
(۱۰۳۵۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳٤۱۳، ۷۵۳۹ (انظر: ۳۱۷۹)

لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ: اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَ نَسَبَهُ اِلٰى اِبِيْهِ۔)) (مسند احمد: ٣١٧٩)

آپ ﷺ نے ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا۔''

(١٠٣٦٠)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَقُوْلَ: اِنِّيْ خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى نَسَبَهُ اِلٰى اَبِيْهِ اَصَابَ ذَنْبًا ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ۔)) (مسند احمد: ٣٢٥٢)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں، آپ ﷺ نے ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا، انھوں نے گناہ کیا، لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو منتخب کر لیا۔''

(١٠٣٦١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ اَنْ يَقُوْلَ: اِنِّيْ خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى۔)) قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ١٧٥٧)

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی نبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ یہ کہے: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔''

**فوائد:** ...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ ...... ''یہ رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ٢٥٣) اس آیت کا مطلب ہوا کہ بعض انبیاء و رسل کو بعض پر زیادہ فضیلت عطا کی گئی۔

ان احادیثِ مبارکہ کا مقصود یہ ہے کہ کوئی نبی اور کوئی شخص از راہِ افتخار یا تنقیص یہ نہ کہے کہ وہ یونس علیہ السلام سے بہتر اور افضل ہے، اگر یونس علیہ السلام سے اعلی نبی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے یا کسی اور دینی فائدے کے لیے اپنی فضیلت کی بات بیان کرے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوگا، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((انا سید ولد آدم ولا فخر۔)) ...... ''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں، لیکن اس پر فخر نہیں ہے۔''

(١٠٣٦٢)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لِعَبْدٍ)) بَدَلَ ((نَبِيٍّ))۔ (مسند احمد: ٩٢٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ..........، اس حدیث میں ''نبی'' کے الفاظ کے بجائے ''بندے'' کا لفظ ہے۔

---

(١٠٣٦٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٣٦١) تخريج: أخرجه (انظر: )

(١٠٣٦٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤١٦، ٤٦٣١ (انظر: ٩٢٥٥)

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ دَعْوَةِ ذِيْ النُّوْنِ يَعْنِيْ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَجِّهِ

## مچھلی والے یعنی یونس عَلَیْہِ السَّلَام کی دعا اور ان کے حج کا ذکر

(۱۰۳۶۳)۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِيْ وَالِدِيْ مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدٍ قَالَ: مَرَرْتُ بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِيْ الْمَسْجِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَمَلَا عَيْنَيْهِ مِنِّيْ ثُمَّ لَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَاَتَيْتُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هَلْ حَدَثَ فِيْ الْاِسْلَامِ شَيْءٌ؟ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: لَا، وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، اِلَّا اِنِّيْ مَرَرْتُ بِعُثْمَانَ آنِفًا فِيْ الْمَسْجِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَمَلَا عَيْنَيْهِ مِنِّيْ ثُمَّ لَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، قَالَ: فَاَرْسَلَ عُمَرُ اِلَى عُثْمَانَ فَدَعَاهُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ اَنْ لَا تَكُوْنَ رَدَدْتَ عَلَى اَخِيْكَ السَّلَامَ؟ قَالَ عُثْمَانُ: مَا فَعَلْتُ، قَالَ سَعْدٌ: قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: حَتّٰى حَلَفَ وَحَلَفْتُ، قَالَ: ثُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ ذَكَرَ فَقَالَ: بَلٰى وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ، اِنَّكَ مَرَرْتَ بِيْ آنِفًا وَاَنَا اُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا وَاللّٰهِ! مَا ذَكَرْتُهَا قَطُّ اِلَّا تَغَشّٰى بَصَرِيْ وَقَلْبِيْ غِشَاوَةٌ، قَالَ: قَالَ سَعْدٌ: فَاَنَا اُنَبِّئُكَ بِهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ لَنَا اَوَّلَ دَعْوَةٍ ثُمَّ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَشَغَلَهُ حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاتَّبَعْتُهُ فَلَمَّا اَشْفَقْتُ اَنْ يَسْبِقَنِيْ

سیدنا سعد عَلَیْہِ السَّلَام سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، جبکہ وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اور میں نے ان کو سلام کہا، لیکن انھوں نے آنکھ بھر کر مجھے دیکھا اور میرے سلام کا جواب نہیں دیا، پس میں امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! کیا اسلام میں کوئی چیز نئی ظاہر ہوگئی ہے؟ دو دفعہ کہا، انھوں نے کہا: جی نہیں، بھلا بات کون سی ہے؟ میں نے کہا: جی کوئی بات نہیں، بس اتنا ضرور ہوا ہے کہ میں ابھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، ان کو سلام کہا، انھوں نے آنکھ بھر کر مجھے دیکھا، لیکن میرے سلام کا کوئی جواب نہیں دیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کہا: کس چیز نے تم کو اپنے بھائی کے سلام کا جواب دینے سے روک دیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں، ایسے ہوا ہے، یہاں تک کہ انھوں نے بھی قسم اٹھا دی اور میں نے بھی قسم کھا لی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جی کیوں نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں، ابھی تم میرے پاس سے گزرے تھے اور میں اپنے دل میں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث یاد کر رہا تھا، نہیں، اللہ کی قسم، میں جب بھی اس حدیث کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں اور دل پر ایک پردہ چڑھ جاتا ہے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی تم کو ایک بات بتلاتا ہوں، ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بات بتلانا چاہی کہ پہلی دعا، پھر ایک بدّو آپ ﷺ کے پاس

(۱۰۳۶۳) تخریج: اسناده حسن، أخرجه مختصرا الترمذی: ۳۵۰۵ (انظر: ۱٤٦۲)

اِلـى مَنْزِلِهِ ضَرَبْتُ بِقَدَمِي الْاَرْضَ فَالْتَفَتَ اِلَـيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـقَالَ: ((مَنْ هٰذَا اَبُوْ اِسْـحَاقَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَـالَ: ((فَـمَـهْ!)) قَـالَ: قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ! اِلَّا اَنَّكَ ذَكَـرْتَ لَـنَـا اَوَّلَ دَعْـوَـةٍ ثُمَّ جَاءَ هٰذَا الْاَعْـرَابِـيُّ فَشَـغَلَكَ، قَالَ: ((نَعَمْ، دَعْوَةُ ذِي الـنُّوْنِ اِذْ هُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ فَـاِنَّـهُ لَـمْ يَـدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ رَبَّهُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ١٤٦٢)

آ گیا اور اس نے آپ ﷺ کو مصروف کر دیا، جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا، جب مجھے یہ شبہ ہوا کہ آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف مجھ سے آگے نکل جائیں گے، تو میں نے اپنا پاؤں زمین پر مارا، پس رسول اللہ ﷺ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا: ''یہ کون ہے؟ ابو اسحاق ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہے؟'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! کوئی بات نہیں، بس آپ ﷺ نے ذکر کیا تھا کہ پہلی دعا، پھر یہ بدّو آ گیا اور اس نے آپ کو مصروف کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، وہ مچھلی والے کی دعا ہے، جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے تو انھوں نے یہ دعا کی تھی: ﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْـتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (نہیں ہے کوئی معبودِ برحق، مگر تو ہی، تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں سے ہوں)۔ جو مسلمان جس چیز کے لیے ان الفاظ کے ساتھ اپنے ربّ کو پکارے گا، اللہ تعالیٰ اس کی پکار قبول کرے گا۔''

(١٠٣٦٤)۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَـمَّـا مَرَّ بِثَنِيَّةِ هَرْشَاءَ حِيْنَ حَـجَّ، قَـالَ: ((اَيُّ ثَـنِـيَّةٍ هٰـذِهِ؟)) قَالُوْا: ثَنِيَّةُ هَـرْشَـاءَ، قَالَ: ((كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ، عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ، خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ (قَالَ: يَعْنِيْ لِيْفًا) وَ هُوَ يُلَبِّيْ۔)) (مسند احمد: ١٨٥٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفرِ حج کے دوران ہرشاء گھاٹی کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون سی گھاٹی ہے۔'' لوگوں نے کہا: یہ ہرشاء کی گھاٹی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا میں یونس بن متی کو دیکھ رہا ہوں، وہ سرخ اور پر گوشت اونٹنی پر سوار ہیں، انھوں نے اون کا جبہ پہنا ہوا ہے، ان کی اونٹنی کی لگام کھجور کے پتوں کی ہے اور وہ تلبیہ کہہ رہے ہیں۔''

**فوائد:** ...... یونس علیہ السلام کو مذکورہ ہیئت میں کیسے بیان کیا گیا؟ دو صورتیں ممکن ہیں: (۱) جس طرح وہ دنیوی زندگی میں عبادت کرتے، حج کرتے اور تلبیہ کہتے تھے، تمثیلی طور پر ان کو اسی شکل میں آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا یا (۲) آپ ﷺ نے ان کو اپنے خواب میں اسی طرح دیکھا تھا۔ واللہ اعلم

(١٠٣٦٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٦ (انظر: ١٨٥٤)

# اَبْوَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

## اللہ کے نبی موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے ذکر کے ابواب

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى وَ شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ

## اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت اور بیچ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا بیان

(۱۰۳۶۵)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اِسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِيْ اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ، وَ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَ الَّذِي اصْطَفَى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ فَلَطَمَ عَيْنَ الْيَهُوْدِيِّ، فَأَتَى الْيَهُوْدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْبَرَ بِذٰلِكَ، فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَأَلَهُ فَاعْتَرَفَ بِذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَأَجِدُ مُوْسٰى مُمْسِكًا بِجَانِبِ الْعَرْشِ، فَمَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ أَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۷۵۷۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا، مسلمان نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جہانوں پر منتخب کیا، یہودی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو جہانوں پر منتخب کیا، یہ بات سن کر مسلمان کو غصہ آیا اور اس نے یہودی کی آنکھ پر تھپڑ دے مارا، یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جھگڑے کی تفصیل بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان سے پوچھا، اس نے اعتراف کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے موسی پر ترجیح نہ دو، پس بیشک لوگ قیامت کے دن بیہوش ہوں گے، سب سے پہلے مجھے افاقہ ہوگا، پس میں موسیٰ علیہ السلام کو اس حال میں پاؤں گا کہ وہ عرش کے پہلو کے ساتھ کھڑے ہوں گے، پس میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بھی بیہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ان کو افاقہ ہو گیا یا اللہ تعالیٰ نے ان کو مستثنیٰ رکھا۔''

**فوائد:** ...... صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَلَا أَدْرِيْ أَحُوْسِبَ بِصَعْقَةِ يَوْمِ الطُّوْرِ أَوْ أَفَاقَ قَبْلِيْ)) ...... ''پس میں یہ نہیں جانتا کہ کیا موسیٰ علیہ السلام کی طور والے دن بیہوشی کو کافی سمجھ لیا گیا یا وہ بیہوش تو ہوئے، لیکن ان کو مجھ سے پہلے افاقہ ہو گیا۔''

(۱۰۳۶۶)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۹۵۷)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم انبیائے کرام کے مابین ترجیح نہ دیا کرو۔''

---

(۱۰۳۶۵) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۴۱۱، ۶۵۱۷، ومسلم: ۲۳۷۳ (انظر: ۷۵۸۶)

(۱۰۳۶۶) تخریج: أخرجه البخاري: ۶۹۱۶، ومسلم: ۲۳۷۴ (انظر: )

**فوائد**: ...... آپ ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ تمام انبیاء ورسل کا ادب کیا جائے اوراس انداز میں بعض کی برتری بیان نہ کی جائے کہ جس سے دوسرے کی تنقیص اور سوئے ادب والا معاملہ لازم آ رہا ہو، لیکن اس حدیث مبارکہ کا یہ مطلب نہیں کہ بعض انبیاء، بعض سے افضل نہیں ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾...... ''یہ رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۵۳)

(۱۰۳۶۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ قَسْمًا، قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: اِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَاعَدُوَّ اللّٰهِ! اَمَا لَاُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَا قُلْتَ، قَالَ: فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَاحْمَرَّ وَجْهُهُ، قَالَ: ((ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسٰى فَقَدْ أُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔)) (مسند احمد: ۳۶۰۸)

سیدنا عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن مال تقسیم کیا، ایک انصاری نے کہا: اس تقسیم سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی نہیں ہے، میں نے کہا: اے اللہ کے دشمن! میں ضرور ضرور رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر دوں گا، پھر جب آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی گئی تو آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، ان کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی تھی، لیکن انھوں نے پھر بھی صبر کیا۔''

**فوائد**: ...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا۔﴾...... ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ نے اسے اس سے پاک ثابت کر دیا جو انھوں نے کہا تھا اور وہ اللہ کے ہاں بہت مرتبے والا تھا۔'' (سورۂ احزاب: ۶۹)

نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی قوم کی اذیتوں پر بڑا صبر کیا۔

(۱۰۳۶۸)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، مِنْ حَدِيْثِ الْاِسْرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، فَقِيْلَ: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ فَقِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ،

سیدنا انس بن مالک ؓ اسراء والی حدیث بیان کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے کھولنے کا مطالبہ کیا، پس کہا گیا: تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: جبریل ہوں، پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا: محمد ﷺ ہیں، پھر کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا جا چکا

---

(۱۰۳۶۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۳۳۵، ۶۰۵۹، ومسلم: ۱۰۶۲ (انظر: ۳۶۰۸)
(۱۰۳۶۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۲ (انظر: ۱۲۵۰۵)

فَفَتَحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، مَرْحَبَ وَدَعَا بِخَيْرٍ (وَفِيهِ أَيْضًا) أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيَّ مَا أَوْحَى، وَفَرَضَ عَلَيَّ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَمْسِينَ صَلَاةً، قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ قَالَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلٰوةً فِي كِلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَئِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فَقُلْتُ: أَيْ رَبِّ! خَفِّفْ عَنْ أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى، فَقَالَ: مَافَعَلْتَ؟ قُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْسًا، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي وَبَيْنَ مُوسٰى وَيَحُطَّ عَنِّي خَمْسًا، حَتّٰى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هِيَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَتِلْكَ خَمْسُونَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً، فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوسٰى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ

ہے؟ انھوں نے کہا: جی ان کی طرف طرف پیغام بھیجا گیا ہے، پس اس نے ہمارے لیے دروازہ کھول دیا، اچانک میں نے حضرت موسی علیہ السلام کو دیکھا، انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی، ..........، پس اللہ تعالیٰ نے میری طرف جو وحی کرنی تھی، وہ اس نے کی اور مجھ پر ایک دن میں پچاس نمازیں فرض کیں، واپسی پر جب میں حضرت موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انھوں نے مجھے کہا: آپ اپنے ربّ کی طرف لوٹ جائیں اور تخفیف کا سوال کریں، آپ کی امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکتی، جبکہ میں بنو اسرائیل کو آزما چکا ہو، پس میں اپنے ربّ کی طرف لوٹا اور کہا: اے میرے ربّ! میری امت پر تخفیف کیجئے، پس اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں، لیکن پھر جب میں موسی علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انھوں نے پوچھا: کیا کر کے آئے ہیں؟ میں نے کہا: جی پانچ نمازیں کم کر دی ہیں، انھوں نے کہا: آپ کی امت (۴۵) نمازوں کے عمل کی طاقت نہیں رکھتی، لہٰذا لوٹ جائیں اور اپنے رب سے امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، پس میں اپنے ربّ اور موسی علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا اور اللہ تعالیٰ پانچ پانچ نمازیں کم کرتے رہے، یہاں تک کہ اس نے کہا: اے محمد! ایک دن رات میں پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کا ثواب دس گنا ملے گا، اس لیے گویا یہ پچاس نمازیں ہیں، کیونکہ جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو عملاً سرانجام نہیں دیا تو یہ بھی اس کے لیے نیکی ہے، اور جس نے برائی کا ارادہ کیا، لیکن عملاً اس کا ارتکاب نہیں کیا تو اس کے لیے کوئی برائی نہیں لکھی جائے گی، اور جس نے اس کا ارتکاب کر لیا تو اس کے لیے ایک برائی لکھی جائے گی، پس میں نیچے اترا اور موسی علیہ السلام کے پاس پہنچا اور ان کو ساری تفصیل بتائی، انھوں نے کہا: آپ اپنے ربّ کی طرف پھر

ذٰلِكَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَقَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّىْ حَتّٰى لَقَدِ اسْتَحْيَيْتُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۵۳۳)

لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، کیونکہ تیری امت اس عمل کی بھی طاقت نہیں رکھتی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اتنی بار اپنے ربّ کے پاس جا چکا ہوں کہ اب مجھے شرم آتی ہے۔''

**فوائد:** ...... موسیٰ علیہ السلام لوگوں کا عملی تجربہ کر چکے تھے، اس لیے انھوں نے نمازیں کم کروانے کا مشورہ دیا۔

(۱۰۳۶۹)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَيْنِ، وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، إِذْ رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ، فَقُلْتُ: هٰذِهِ أُمَّتِيْ؟ فَقِيْلَ: هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهُ، وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ، ثُمَّ قِيْلَ: انْظُرْ إِلٰى هٰذَا الْجَانِبِ الْآخَرِ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ، فَقِيْلَ: هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ۔)) فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوا النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا قَطُّ، وَذَكَرُوْا أَشْيَاءَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ تَخُوْضُوْنَ فِيْهِ؟)) فَأَخْبَرُوْهُ بِمَقَالَتِهِمْ، فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَكْتَوُوْنَ، وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ، وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔)) فَقَامَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَشْعَرِيُّ رضی اللہ عنہ،

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر امتیں پیش کی گئیں، پس میں نے کسی نبی کے ساتھ ایک جماعت، کسی کے ساتھ ایک فرد، کسی کے ساتھ دو افراد اور کسی کے ساتھ کوئی آدمی نہیں دیکھا، اچانک مجھے ایک بڑا لشکر دکھایا گیا، میں نے کہا: یہ میری امت ہے؟ جواب دیا گیا: یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے، اب آپ افق کی طرف دیکھیں، اُدھر ایک بڑا لشکر موجود تھا، پھر مجھ سے کہا گیا: اب آپ اس طرف دیکھیں، اُدھر بھی بڑا لشکر موجود تھا، پھر مجھے کہا گیا: یہ آپ کی امت ہے اور اس کے ساتھ ستر ہزار افراد ایسے ہیں، جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔'' صحابہ نے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا: ممکن ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں، جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے، کسی نے کہا: ایسے لگتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے، جو اسلام میں پیدا ہوئے اور انھوں نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا، دوسرے صحابہ نے مزید آراء کا ذکر بھی کیا، اتنے میں نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا: ''تم کس چیز کے بارے میں غور و خوض کر رہے تھے؟'' انھوں نے آپ ﷺ کو اپنی باتوں کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والے لوگ وہ ہیں جو نہ داغ لگواتے ہیں، نہ دم کرواتے ہیں، نہ برا شگون

(۱۰۳۶۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۵۴۱، ومسلم: ۲۲۰ (انظر: ۲۴۴۸)

فَقَالَ: اَنَا مِنْهُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اَنْتَ مِنْهُمْ۔)) ثُمَّ قَامَ الْآخَرُ فَقَالَ: اَنَا مِنْهُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۴۸)

لیتے ہیں اور وہ صرف اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔'' سیدنا عکاشہ بن محصن اشعری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان میں سے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے۔'' پھر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی ان میں سے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔''

**فوائد:** ......توکل کا مطلب ہے جائز اسباب و وسائل استعمال کر کے اپنے مقصود تک پہنچنے کی کوشش کی جائے اور اصل بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کیا جائے، کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت شامل حال نہیں ہوگی، اسباب و وسائل بھی کچھ نہیں کر سکتے۔

لیکن توکل کی انتہائی شکل یہ ہے کہ اسباب بھی استعمال نہ کیے جائیں اور معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے جائے، بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والوں کا توکل اسی قسم کا ہوگا، زخم اور بیماری کے بارے میں ان کا نظریہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ یہ بیماریاں لگائی ہیں اور وہی شفا دے گا، وہ بیچ میں دوا کا سبب استعمال نہیں کریں گے، توکل کی یہ قسم مشکل ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صِفَةِ نَبِیِّ اللّٰهِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السلام وَحَجِّهِ وَ صَوْمِهِ

## اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام کی تخلیقی صفات اور ان کے حج اور روزے کا بیان

(۱۰۳۷۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِوَادِی الْاَزْرَقِ (یَعْنِیْ حِیْنَ حَجَّ) فَقَالَ: ((اَیُّ وَادٍ هٰذَا؟)) قَالُوْا: هٰذَا وَادِی الْاَزْرَقُ، فَقَالَ: ((كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ، وَ هُوَ هَابِطٌ مِنَ الثَّنِیَّةِ، وَلَهُ جُؤَارٌ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِالتَّلْبِیَةِ۔)) حَتّٰی اَتٰی عَلٰی ثَنِیَّةِ هَرْشَاءَ فَقَالَ: ((اَیُّ ثَنِیَّةٍ هٰذِهِ؟)) قَالُوْا: ثَنِیَّةُ هَرْشَاءَ، قَالَ: ((كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی عَلٰی نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَیْهِ جُبَّةٌ مِنْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفرِ حج کے دوران وادیٔ ازرق سے گزرے تو پوچھا: ''یہ وادی کون سی ہے؟'' لوگوں نے کہا: یہ وادیٔ ازرق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں، وہ گھاٹی سے اتر رہے ہیں اور وہ بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ چلتے گئے، یہاں تک کہ ہرشاء گھاٹی کے پاس سے گزرے اور آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون سی گھاٹی ہے۔'' لوگوں نے کہا: یہ ہرشاء کی گھاٹی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''گویا میں یونس بن متی کو دیکھ رہا ہوں، وہ سرخ اور پر گوشت اونٹنی پر سوار ہیں، انھوں نے اون کا جبہ

(۱۰۳۷۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۶ (انظر: ۱۸۵۴)

صُوْفٍ، خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ (قَالَ هُشَيْمٌ: يَعْنِي لِيْفًا) وَ هُوَ يُلَبِّي۔)) (مسند احمد: ۱۸۵٤)

پہنا ہوا ہے، ان کی اونٹنی کی لگام کھجور کے پتوں کی ہے اور وہ تلبیہ کہہ رہے ہیں۔''

**فوائد:** ......موسی علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کو مذکورہ ہیئت میں کیسے بیان کیا گیا؟ دوصورتیں ممکن ہیں: (۱) جس طرح وہ دنیوی زندگی میں عبادت کرتے، حج کرتے اور تلبیہ کہتے تھے، تمثیلی طور پر ان کو اسی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا یا (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے خواب میں اسی طرح دیکھا تھا۔ واللہ اعلم

(۱۰۳۷۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ مُوْسٰى بْنَ عِمْرَانَ رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيْسٰى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَرْبُوْعُ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبْطَ الرَّأْسِ، (وَلَهُ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى) وَرَأَيْتُ مُوْسٰى أَسْحَمَ آدَمَ كَثِيْرَ الشَّعْرِ، (قَالَ: حسن) اَلشَّعْرَةُ شَدِيْدُ الْخَلْقِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۹۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس رات مجھے اسراء کرایا گیا، میں نے موسی بن عمران علیہ السلام کو دیکھا، وہ دراز قد آدمی تھے، ان کے بال ہلکے گھنگریالے تھے، ایسے لگ رہا تھے، جیسے وہ شنوءہ قبیلے کے فرد تھے، پھر میں نے عیسی بن مریم علیہ السلام کو دیکھا، وہ معتدل قد کے تھے، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل تھا، ان کے بال سیدھے تھے، ایک روایت میں ہے: میں نے موسی علیہ السلام کو دیکھا، ، وہ سیاہی نما گندمی رنگ کے اور گھنے بالوں والے تھے۔'' حسن راوی نے کہا: ان کے بال سخت تھے۔

(۱۰۳۷۲)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ، فَإِذَا مُوْسٰى رَجُلٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْأَةَ۔)) (مسند احمد: ۱٤٦٤۳)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر انبیاء پیش کیے گئے، موسی علیہ السلام معتدل وجود کے آدمی تھے، وہ شنوءۃ قبیلے کے لوگوں کی طرح لگ رہے تھے۔''

(۱۰۳۷۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَى الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَ؟)) قَالُوْا: هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ، هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ فِيْهِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تم کس مناسبت سے اس دن کا روزہ رکھتے ہو؟'' انھوں نے کہا: یہ بڑا اچھا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دن بنو اسرائیل کو ان کے

---

(۱۰۳۷۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۳۹، ومسلم: ۱۶۵ (انظر: ۲۱۹۷)
(۱۰۳۷۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۶۷ (انظر: ۱٤۵۸۹)
(۱۰۳۷۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۰۰٤، ومسلم: ۱۱۳۰ (انظر: )

مِنْ عَدُوِّهِمْ، قَالَ: فَصَامَهُ مُوْسٰى، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا أَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ۔)) فَصَامَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ بِصَوْمِهِ۔ (مسند احمد: ٢٦٤٤)

دشمنوں سے نجات دلائی تھی، اس مناسبت سے موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہاری بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حقدار ہوں۔'' آپ ﷺ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔''

''میں تمہاری بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حقدار ہوں۔'' یعنی موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا: ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ...... ''پس تو ان کی ہدایت کی پیروی کر۔'' اس سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ کا مطلوب موسیٰ علیہ السلام کی موافقت تھی، نہ کہ یہودیوں کی۔

اس سے یہ اشکال ختم ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ یہودیوں کی مخالفت پسند کرتے تھے، نہ کہ موافقت، شروع شروع میں آپ ﷺ ان کی تالیفِ قلبی کے لیے ان کی موافقت پسند کرتے تھے، لیکن جب آپ ﷺ نے دیکھا یہ اہل کتاب تو کفر پر مصرّ ہیں اور تالیفِ قلبی سے متاثر نہیں ہو رہے تو آپ ﷺ نے ان کی موافقت چھوڑ دی اور ان کی مخالفت کی طرف مائل ہو گئے، اسی لیے آخر میں آپ ﷺ نے نو محرم کا روزہ رکھنے کا عزم کیا تھا۔

## بَابُ قِصَّتِهِ مَعَ الْحَجَرِ
## موسیٰ علیہ السلام کا پتھر کے ساتھ واقعہ

(١٠٣٧٤)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانُوْا يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً (وَفِيْ رِوَايَةٍ: يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى سَوْأَةِ بَعْضٍ) وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْهُ الْحَيَاءُ وَالسِّتْرُ، وَكَانَ يَتَسَتَّرُ إِذَا اغْتَسَلَ فَطَعَنُوْا فِيْهِ بِعَوْرَةٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَقَالُوْا: وَاللّٰهِ! مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ) قَالَ: فَبَيْنَمَا نَبِيُّ اللّٰهِ يَغْتَسِلُ يَوْمًا وَضَعَ ثِيَابَهُ عَلٰى صَخْرَةٍ فَانْطَلَقَتِ الصَّخْرَةُ بِثِيَابِهِ، فَاتَّبَعَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بنو اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ وہ ننگے غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہوں کو دیکھتے تھے، جبکہ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام اس چیز سے حیا اور شرم محسوس کرتے تھے، اس لیے وہ پردہ کر کے غسل کرتے تھے، لیکن بنو اسرائیل نے اس وجہ سے ان پر ان کی شرمگاہ کے بارے میں طعن کیا، ایک روایت میں ہے: انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! موسیٰ کو ہمارے ساتھ غسل کرنے سے روکنے والی چیز یہ ہے کہ ان کے خصیتین پھولے ہوئے ہیں، پس ایک دن اللہ کے نبی نہا رہے تھے اور اپنے کپڑے ایک چٹان پر رکھ دیئے، لیکن ہوا یوں کہ وہ چٹان کپڑوں سمیت چل پڑی، موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے ہو لیے،

(١٠٣٧٤)۔ تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٠٤، ٤٧٩٩ (انظر: ٩٠٩١)

ثَوْبِیْ یَاحَجَرُ! حَتّٰی اِنْتَهٰی بِهٖ اِلٰی مَلَاٍ مِنْ بَنِیْ اِسْرَئِیْلَ وَ تَوَسَّطَهُمْ فَقَامَتْ (اَیْ: اَلصَّخْرَةُ) وَ اَخَذَ نَبِیُّ اللّٰهِ ثِیَابَهُ فَنَظَرُوْا فَاِذَا اَحْسَنُ النَّاسِ خَلْقًا وَ اَعْدَلُهُمْ صُوْرَةً، فَقَالَتْ بَنُوْ اِسْرَئِیْلَ: قَاتَلَ اللّٰهُ اَفَّاكِی بَنِی اِسْرَئِیْلَ فَكَانَتْ بَرَاءَتَهُ الَّتِیْ بَرَّأَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا۔)) (مسند احمد: ۹۰۸۰)

اپنی لاٹھی ماری اور یہ آواز دی: اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر! میرے کپڑے، لیکن اتنے میں وہ پتھر بنو اسرائیل کے ایک گروہ کے پاس پہنچ گیا اور ان کے درمیان جا کر کھڑا ہو گیا، اللہ کے نبی نے اپنے کپڑے لے کر پہن لیے، جب انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو آپ ﷺ کو سب سے خوبصورت تخلیق والا اور سب سے معتدل صورت والا پایا، اس کے بعد بنو اسرائیل نے کہا: اللہ تعالیٰ بنو اسرائیل کے تہمت لگانے والے افراد کو ہلاک کرے، پس یہی وہ براءت تھی کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بری کیا تھا۔''

(۱۰۳۷۵)۔ (وَفِیْ رِوَایَةٍ) فَاَخَذَ ثَوْبَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا، فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: وَ اللّٰهِ! اِنَّ بِالْحَجَرِ نَدَبًا سِتَّةً اَوْ سَبْعَةً ضَرَبَ مُوْسٰی بِالْحَجَرِ۔ (مسند احمد: ۸۱۵۸)

ایک روایت میں ہے: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لیے اور پتھر کو مارنا شروع کر دیا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے پتھر پر چھ سات نشان تھے۔

(۱۰۳۷۶)۔ (وَمِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ: قَالَ لِیْ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ: مِنْ اَیْنَ اَقْبَلْتَ؟ قُلْتُ: مِنَ الشَّامِ، قَالَ: فَقَالَ لِیْ: هَلْ رَاَیْتَ حَجَرَ مُوْسٰی؟ قُلْتُ: وَ مَا حَجَرُ مُوْسٰی؟ قَالَ: اِنَّ بَنِیْ اِسْرَئِیْلَ قَالُوْا لِمُوْسٰی قَوْلًا تَحْتَ ثِیَابِهٖ فِیْ مَذَاكِیْرِهٖ قَالَ: فَوَضَعَ ثِیَابَهُ عَلٰی صَخْرَةٍ وَ هُوَ یَغْتَسِلُ قَالَ: فَسَعَتْ ثِیَابُهُ قَالَ: فَتَبِعَهَا فِیْ اَثَرِهَا وَ هُوَ یَقُوْلُ: یَاحَجَرُ! اَلْقِ ثِیَابِیْ، حَتّٰی اَتَتْ بِهٖ عَلٰی بَنِیْ اِسْرَئِیْلَ فَرَاَوْا سَوِیًّا حَسَنَ الْخَلْقِ فَلَجَبَهُ ثَلَاثَ لَجَبَاتٍ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ

(دوسری سند) عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: جی شام سے، انھوں نے کہا: کیا تم نے موسیٰ علیہ السلام کا پتھر دیکھا ہے؟ میں نے کہا: موسیٰ علیہ السلام کے پتھر سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے خصیتین کے معیوب ہونے کے بارے میں کوئی بات کی، ایک دن وہ ایک چٹان پر کپڑے رکھ کر نہانے لگے، لیکن ہوا یوں کہ وہ چٹان ان کے کپڑوں سمیت دوڑ پڑی، وہ اس کے پیچھے دوڑے اور کہا: اے پتھر! میرے کپڑے پھینک دے، لیکن وہ پتھر بنو اسرئیل کے پاس پہنچ گیا، پس انھوں نے دیکھا کہ وہ بالکل ٹھیک اور خوبصورت تخلیق والے ہیں، پھر موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پتھر کو اپنی لاٹھی سے تین

(۱۰۳۷۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۸، ومسلم: ۳۳۹ (انظر: ۸۱۷۳)

(۱۰۳۷۶) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِیَدِهِ لَوْ كُنْتُ نَظَرْتُ لَرَاَیْتُ لَجَبَاتِ مُوْسٰی فِیْهِ۔ (مسند احمد: ۸۲۸٤)

ضربیں لگائیں۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! اگر میں اس پتھر کو پا لیتا تو اس میں موسیٰ علیہ السلام کی ضربوں کے نشانات دیکھ لیتا۔

**فوائد:** ..... اس میں موسیٰ علیہ السلام کے دو معجزوں کا بیان ہے: پتھر کا ان کے کپڑے لے کر دوڑ جانا اور پتھر پر ان کی ضرب کے نشان لگنا۔

موسیٰ علیہ السلام نہایت باحیا ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے اپنے جسم کو ننگا نہ ہونے دیتے تھے، لیکن لوگوں نے یہ بات گھڑ لی کہ ان کی شرم گاہ میں فلاں بیماری ہے، یہ اس وجہ سے ہر وقت پردہ کر کے رکھتے ہیں، حالات کا تقاضا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس الزام اور شبہے سے پاک ثابت کیا جائے، پس یہ واقعہ پیش آیا۔

## بَابُ ذِكْرِ هَلَاكِ فِرْعَوْنَ وَجُنُوْدِهِ وَدَسِّ جِبْرِیْلَ علیہ السلام الطِّیْنَ فِیْ فِیْهِ

## فرعون اور اس کے لشکروں کی ہلاکت اور جبریل علیہ السلام کا اس کے منہ میں مٹی ٹھونسنے کا بیان

(۱۰۳۷۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا قَالَ فِرْعَوْنُ: آمَنْتُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ آمَنَتْ بِهٖ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ، قَالَ: قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ: یَامُحَمَّدُ! لَوْ رَاَیْتَنِیْ وَقَدْ اَخَذْتُ حَالًا مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَدَسَّیْتُهُ فِیْ فِیْهِ مَخَافَةَ اَنْ تَنَالَهُ الرَّحْمَةُ۔)) (مسند احمد: ۲۸۲۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب فرعون نے غرق ہوتے وقت کہا: میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، مگر وہی کہ جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے، جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا: اے محمد! کاش آپ مجھے اس وقت دیکھتے جب میں نے سمندر کی کالی مٹی لے کر فرعون کے منہ ٹھونس رہا تھا، اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کی رحمت اس کو پا لے۔''

(۱۰۳۷۸)۔ (وَمِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: رَفَعَهُ اَحَدُهُمَا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ جِبْرِیْلَ كَانَ یَدُسُّ فِیْ فَمِ فِرْعَوْنَ الطِّیْنَ مَخَافَةَ اَنْ یَقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ۳۱۵٤)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جبریل علیہ السلام فرعون کے منہ میں مٹی ٹھونس رہا تھا، اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دے۔''

---

(۱۰۳۷۷) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه الترمذی: ۳۱۰۷ (انظر: ۲۸۲۰)

(۱۰۳۷۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

**فوائد:** ...... برے لوگوں کا انجام بھی برا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا اصل قانون یہ ہے کہ جو آدمی جس انداز میں زندگی گزارتا ہے، اسی انداز میں اس کو موت آتی ہے۔ سجدوں میں ان لوگوں کی روحیں پرواز کر گئیں جو اپنے زندگی میں کثرت سے سجدے کرنے کے عادی تھے اور برائی کی حالت میں ان لوگوں کو موت کا پیغام قبول کرنا پڑا جو برائیوں کے دلدادہ تھے۔

فرعون کی زندگی بغاوت اور سرکشی کی سنگین مثالوں سے بھری ہوئی تھی، اس لیے اسی کے مطابق ہی اس کا خاتمہ ہونا تھا۔

حدیث نمبر (۸۶۳۳) میں اس کی مزید تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

## بَابُ قِصَّةِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ اِذْ ﴿ قَالُوْا يَا مُوْسَى اجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ ﴾

## موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرئیل کے ساتھ قصہ جب انھوں نے کہا: ''اے موسیٰ ہمارا بھی ایک معبود بنا دے، جیسے ان کے معبود ہیں''

(۱۰۳۷۹)۔ عَنْ اَبِيْ وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ ؓ، اَنَّهُمْ خَرَجُوْا عَنْ مَكَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى حُنَيْنٍ قَالَ: وَكَانَ لِلْكُفَّارِ سِدْرَةٌ يَعْكِفُوْنَ عِنْدَهَا وَيُعَلِّقُوْنَ بِهَا اَسْلِحَتَهُمْ، يُقَالُ لَهَا: ذَاتُ اَنْوَاطٍ، قَالَ: فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ خَضْرَاءَ عَظِيْمَةٍ، قَالَ: فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُلْتُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى: ﴿اجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾ اِنَّهَا لَسُنَنٌ، لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُنَّةً سُنَّةً۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۴۲)

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ مکرمہ سے حنین کی طرف نکلے، راستے میں کافروں کا بیری کا ایک درخت تھا، وہ اس کے مجاور بنتے اور اس کے ساتھ اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے، اس کو ذات انواط کہا جاتا تھا، راوی کہتے ہیں: پس جب ہم ایک سرسبز اور بڑی بیری کے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے ایک ذات انواط بنا دو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے تو وہی بات کر دی ہے، جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی، انھوں نے کہا: ''تو ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دے، جیسے ان کے معبود ہیں، بیشک تم جاہل قوم ہو۔'' یہ بنی اسرائیل کے طریقے تھے، تم ایک ایک کر کے پہلے والے لوگوں کے سب طریقوں کو اختیار کر لو گے۔''

**فوائد:** ...... پوری آیت یوں ہے: ﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۔﴾ ...... ''اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار اتارا تو وہ ایسے لوگوں پر آئے جو اپنے کچھ بتوں پر جمے بیٹھے تھے، کہنے لگے اے موسیٰ! ہمارے لیے کوئی معبود بنا دے، جیسے ان کے کچھ معبود ہیں؟ اس نے کہا بیشک تم ایسے لوگ ہو جو نادانی کرتے ہو۔'' (سورۂ اعراف: ۱۳۸)

(۱۰۳۷۹) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الترمذي: ۲۱۸۰ (انظر: ۲۱۸۹۷)

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا: یہ بنی اسرائیل کا شوق بت پرستی کا عالم تھا کہ اتنی ساری اللہ کی قدرت کی نشانیاں دیکھ چکنے کے بعد دریا پار اترتے ہی بت پرستوں کے ایک گروہ کو اپنے بتوں کے آس پاس اعتکاف میں بیٹھے دیکھتے ہی موسیٰ سے کہنے لگے کہ ہمارے لئے بھی کوئی ایسی چیز مقرر کر دیجئے تا کہ ہم بھی اس کی عبادت کریں، جیسے کہ ان کے معبود ہیں۔ یہ کافر لوگ کنعانی تھے، ایک قول کے مطابق لخم قبیلہ کے تھے، یہ گائے کی شکل بنا کر اس کی پوجا کر رہے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسکے جواب میں فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال سے بالکل ناواقف ہو، تم نہیں جانتے کہ اللہ شریک و مثیل سے پاک اور بلند تر ہے۔ یہ لوگ جس کام میں مبتلا ہیں وہ تباہ کن ہے اور ان کا عمل باطل ہے۔

## بَابُ قِصَّةِ عِبَادَتِهِمُ الْعِجْلَ فِيْ غَيْبَةِ كَلِيْمِ اللّٰهِ عَنْهُمْ وَإِلْقَائِهِ أَلْوَاحَ التَّوْرَاةِ عِنْدَ مَا عَايَنَ ذٰلِكَ فَانْكَسَرَتْ

## کلیم اللہ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کا بچھڑے کی عبادت شروع کر دینا اور اس چیز کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کا تورات کی تختیوں کو پھینک دینا اور ان کا ٹوٹ جانا

(۱۰۳۸۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَخْبَرَ مُوْسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهُ فِي الْعِجْلِ فَلَمْ يُلْقِ الْأَلْوَاحَ، فَلَمَّا عَايَنَ مَاصَنَعُوْا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ۔)) (مسند احمد: ۲٤٤٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اطلاع دینا، مشاہدہ کرنے کی طرح نہیں ہے، بیشک جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا کہ اس کی قوم نے بچھڑے کے معاملے میں یہ رویہ اختیار کر لیا ہے، تو انھوں نے تختیاں نہیں پھینکی، لیکن جب انھوں نے خود مشاہدہ کیا تو ان کو پھینک دیا اور وہ ٹوٹ گئیں۔''

**فوائد:** ...... جب موسیٰ علیہ السلام چالیس راتوں کے لیے کوہِ طور پر گئے اور اللہ تعالیٰ سے تورات وصول کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وہیں بتلا دیا تھا کہ ان کی قوم بچھڑے کو معبود بنا چکی ہے، آپ علیہ السلام نے یہ بات سن لی اور تورات کی تختیاں اٹھائے رکھیں، لیکن جب آ کر وہی منظر دیکھا تو کیفیت کچھ اور تھی۔

موسیٰ علیہ السلام کی واپسی پر جو کچھ ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس انداز میں بیان کیا: ﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰى إِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيْهِ يَجُرُّهٗ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔﴾ ...... ''اور جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی بری جانشینی کی؟ کیا اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کر لی اور جلدی سے تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے، ہارون علیہ السلام نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے!

(۱۰۳۸۰) تخریج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ۲/ ۳۲۱، وابن حبان: ٦۲۱۳ (انظر: ۲٤٤٧)

ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں، اب تم مجھ پر دشمنوں کو مت ہنساؤ اور مجھ کو ان ظالموں کے ساتھ مت شمار کرو۔'' (سورۂ اعراف: ۱۵۰)

ہر انسان طبعی طور پر سننے اور دیکھنے میں فرق محسوس کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مزید اطمینانِ قلب کے لیے اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کیا کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ جو تعجب اور حیرانی دیکھ کر ہوتی ہے، وہ سن کر نہیں ہو سکتی۔ اور جو یقین وایقان دیکھ کر حاصل ہوتا ہے وہ صرف سن کا نہیں ہوتا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ جُبْنِ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ وَ خَوْفِهِمْ مِنْ قِتَالِ الْجَبَّارِيْنَ

## بنواسرائیل کی بزدلی اور جبار قوم کے ساتھ لڑنے سے ان کے خوف کا بیان

(۱۰۳۸۱)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى بَدْرٍ، خَرَجَ فَاسْتَشَارَ النَّاسَ، فَاَشَارَ عَلَيْهِ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ، ثُمَّ اسْتَشَارَهُمْ فَاَشَارَ عَلَيْهِ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، فَسَكَتَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: اِنَّمَا يُرِيْدُكُمْ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ لَانَكُوْنَ كَمَا قَالَتْ بَنُوْا اِسْرَئِيْلَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿اذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ﴾ وَ لٰكِنْ وَاللّٰهِ لَوْ ضَرَبْتَ اَكْبَادَ الْاِبِلِ حَتّٰى تَبْلُغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَكُنَّا مَعَكَ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۴۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہونے لگے تو باہر تشریف لائے اور لوگوں سے مشورہ کیا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک مشورہ دیا، پھر آپ ﷺ نے مشورہ طلب کیا، اس بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رائے دی، لیکن آپ ﷺ خاموش رہے، اتنے میں ایک انصاری کھڑا ہوا اور اس نے کہا: انصاریو! حضور ﷺ تم سے مخاطب ہیں، پس انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! ہم اس طرح نہیں ہوں گے، جیسا کہ بنواسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا: ''تو جا اور تیرا ربّ جائے اور تم دونوں جا کر لڑو، ہم تو یہیں بیٹھنے والے ہیں۔'' اللہ کی قسم ہے، اے اللہ کے رسول! اگر آپ اونٹوں کے جگروں پر مارتے ہوئے سفر کرتے جائیں، یہاں تک کہ برک الغماد تک پہنچ جائیں تو ہم آپ کے ساتھ ہی رہیں گے۔

**فوائد:**...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ. قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ. قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ. قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ. قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَا

(۱۰۳۸۱) تخریج: أخرجه مطولا و مختصرا مسلم: ۲۸۷٤ (انظر: ۱۲۰۲۲)

تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔﴾ ...... ''اے میری قوم! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اس نے تمھارے لیے لکھ دی ہے اور اپنی پیٹھوں پر نہ پھر جاؤ، ورنہ خسارہ اٹھانے والے ہو کر لوٹو گے۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک اس میں ایک بہت زبردست قوم ہے اور بے شک ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے، یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائیں، پس اگر وہ اس سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہونے والے ہیں۔ دو آدمیوں نے کہا، جو ان لوگوں میں سے تھے جو ڈرتے تھے، ان دونوں پر اللہ نے انعام کیا تھا، تم ان پر دروازے میں داخل ہو جاؤ، پھر جب تم اس میں داخل ہو گئے تو یقیناً تم غالب ہو اور اللہ ہی پر پس بھروسا کرو، اگر تم مومن ہو۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک ہم ہرگز اس میں کبھی داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہیں، سو تو اور تیرا رب جاؤ، پس دونوں لڑو، بے شک ہم یہیں بیٹھنے والے ہیں۔ اس نے کہا اے میرے رب! بے شک میں اپنی جان اور اپنے بھائی کے سوا کسی چیز کا مالک نہیں، سو تو ہمارے درمیان اور ان نافرمان لوگوں کے درمیان علیحدگی کر دے۔ فرمایا پھر بے شک وہ ان پر چالیس سال حرام کر دی گئی ہے، زمین میں سر مارتے پھریں گے، پس تو ان نافرمان لوگوں پر غم نہ کر۔'' (سورۂ مائدہ: ۲۱ ۔ ۲۶)

بنی اسرائیل کے مورثِ اعلیٰ یعقوب علیہ السلام کا مسکن بیت المقدس تھا، لیکن یوسف علیہ السلام کے امارت مصر کے زمانے میں یہ لوگ مصر جا کر آباد ہو گئے تھے اور پھر تب سے مصر ہی میں رہے، جب تک کہ موسیٰ علیہ السلام انہیں راتوں رات فرعون سے چھپ کر مصر سے نکال نہیں لے گئے، اس وقت بیت المقدس پر عمالقہ کی حکمرانی تھی، جو ایک بہادر قوم تھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے پھر بیت المقدس جا کر آباد ہونے کا عزم کیا تو اس کے لیے وہاں قابض عمالقہ سے جہاد ضروری تھا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس ارضِ مقدسہ میں داخل ہونے کا حکم دیا اور نصرتِ الٰہی کی بشارت بھی سنائی، لیکن اس کے باوجود بنی اسرائیل عمالقہ سے لڑنے پر آمادہ نہ ہوئے اور پہلے مرحلے میں ہی ہمت ہار بیٹھے اور جہاد سے دست بردار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کی کوئی پرواہ نہ کی اور بدترین بزدلی، سوئے ادبی اور تمرد وسرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ اے موسیٰ! تو اور تیرا ربّ جا کر لڑو۔ اس کے برعکس جب جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا تو انھوں نے قلتِ تعداد اور قلتِ وسائل کے باوجود جہاد میں حصہ لینے کا بھرپور عزم کا اظہار کیا۔

''برک الغماد'' ایک مقام کا نام ہے، ایک قول کے مطابق یہ مکہ مکرمہ سے آگے پانچ دنوں کی مسافت پر ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مقام مدینہ منورہ سے تقریباً پندرہ دنوں کی مسافت پر پڑتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ہجر کے اُس پار یا حبشہ میں ایک شہر کا نام ہے۔

## بَابُ قِصَّتِهِ مَعَ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
### موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کے ساتھ واقعہ

(۱۰۳۸۲)۔ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے اور

(۱۰۳۸۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۸، ۷۴۷۸، ومسلم: ۲۳۸۰ (انظر: ۲۱۱۰۹)

وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ الْقُرْقُسَانِيُّ، قَالَ الْوَلِيْدُ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ وَ قَالَ مُحَمَّدٌ: ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ تَمَارٰى هُوَ وَ الْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِيْ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ خَضِرٌ إِذْ مَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، فَنَادَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّيْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَ صَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهِ، فَهَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَيْنَا مُوْسٰى علیہ السلام فِيْ مَلَإٍ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ، إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَأَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى إِلَيْهِ خَضِرٌ، فَسَأَلَ مُوْسٰى علیہ السلام السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهِ، وَ جَعَلَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَهُ الْحُوْتَ آيَةً، فَقِيْلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ، وَ كَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ۔)) (مسند احمد: ٢١٤٢٦)

حُر بن قیس فزاری کے درمیان یہ مباحثہ ہونے لگا کہ وہ موسی علیہ السلام کا وہ صاحب کون تھا کہ انھوں نے جس سے ملاقات کرنے کے لیے راستے کا سوال کیا تھا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: وہ خضر علیہ السلام تھے، اتنے میں وہاں سے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، سیدنا ابن عباس نے ان کو بلایا اور کہا: میرا اور میرے اس دوست کی اس موضوع پر بحث ہو رہی ہے کہ موسی علیہ السلام کا وہ صاحب کون تھا کہ جس سے ملاقات کرنے کے لیے راستہ کا انھوں نے سوال کیا تھا، تو کیا تم نے رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ آپ ﷺ اس کی بات بیان کر رہے ہوں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے سنا: ''موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک گروہ میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے موسی! کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں، جو آپ سے زیادہ علم والا ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ خضر ہے، موسی علیہ السلام نے ان کی ملاقات کا راستہ دریافت کیا، جواباً اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو ان کے لیے بطور نشانی قرار دیا اور ان سے کہا گیا: جب تو مچھلی کو گم پائے تو لوٹ آنا، پھر ان دونوں کا وہی قصہ پیش آیا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔''

(١٠٣٨٣)۔ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عُثْمَانَ، عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو يَعْنِيْ ابْنَ دِيْنَارٍ، عَنْ

سعید بن جبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: نوف شامی کا خیال ہے کہ جس موسی کی خضر سے ملاقات ہوئی تھی، وہ بنی اسرائیل والے موسی نہیں ہیں،

(١٠٣٨٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١٢٢، ٣٢٧٨، ٣٤٠١، ومسلم: ٢٣٨٠ (انظر: ٢١١١٤)

سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: اِنَّ نَوْفًا الشَّامِيَّ يَزْعَمُ اَوْ يَقُوْلُ: لَيْسَ مُوْسٰى صَاحِبُ خَضِرٍ مُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، قَالَ: كَذَبَ نَوْفٌ عَدُوُّ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ خَطِيْبًا فَقَالُوْا لَهُ: مَنْ اَعْلَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: اَنَا، فَاَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِلَيْهِ اِنَّ لِيْ عَبْدًا اَعْلَمَ مِنْكَ، قَالَ: رَبِّ فَاَرِنِيْهِ؟ قَالَ: قِيْلَ تَاْخُذُ حُوْتًا فَتَجْعَلُهُ فِيْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَهُ فَهُوَ ثَمَّ، قَالَ: فَاَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ فِيْ مِكْتَلٍ وَ جَعَلَ هُوَ وَ صَاحِبُهُ يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ حَتّٰى اَتَيَا الصَّخْرَةَ رَقَدَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ اضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِي الْمِكْتَلِ فَوَقَعَ فِي الْبَحْرِ، فَحَبَسَ اللّٰهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ الْمَاءُ فَاسْتَيْقَظَ مُوْسٰى فَقَالَ: ﴿لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ وَ لَمْ يُصِبِ النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ الَّذِيْ اَمَرَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فَقَالَ: ﴿اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَ مَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطَانُ﴾ ﴿فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ فَجَعَلَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا ﴿وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ قَالَ: اَمْسَكَ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلُ الطَّاقِ فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَ كَانَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ عَجَبًا حَتّٰى انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِذَا

انھوں نے کہا: اللہ کے دشمن نوف نے جھوٹ بولا ہے، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک موسی علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، لوگوں نے ان سے پوچھا: لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے؟ انھوں نے کہا: میں ہوں، اُدھر سے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کر دی کہ میرا ایک بندا تجھ سے زیادہ علم والا ہے، انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! تو پھر وہ مجھے دکھاؤ، ان سے کہا گیا کہ تم ایک مچھلی پکڑو اور اس کو ایک ٹوکرے میں ڈالو، جہاں تم اس کو گم پاؤ گے، تو وہ وہاں ہو گا، پس انھوں نے مچھلی پکڑی اور اس کو ایک ٹوکرے میں رکھا اور انھوں نے اور ان کے ایک ساتھی نے ساحل کی طرف چلنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ ایک چٹان کے پاس پہنچ گئے، موسی علیہ السلام وہاں سو گئے، مچھلی نے ٹوکرے میں حرکت کی اور سمندر میں کود گئی، اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے داخل ہونے والی جگہ کا پانی روک لیا (اور یوں ایک غار سی نظر آنے لگی)، جب پانی مضطرب ہوا تو موسی علیہ السلام بیدار ہو گئے (اور کہیں آگے جا کر اپنے نوجوان سے) کہا: ''لا ہمارا کھانا دے، ہمیں تو اپنے اس سفر سے تھکاوٹ اٹھانی پڑی۔'' موسی علیہ السلام نے اس مقام سے آگے گزر کر تھکاوٹ محسوس کی، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا، آگے سے ''اس نوجوان نے جواب دیا کہ کیا آپ نے دیکھا بھی؟ جب کہ ہم چٹان پر ٹیک لگا کر آرام کر رہے تھے، وہیں میں مچھلی بھول گیا تھا، دراصل شیطان نے مجھے بھلا دیا۔'' ''چنانچہ وہیں سے وہ اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈتے ہوئے واپس لوٹے۔'' پس انھوں نے اپنے قدموں کے نشانات کو ڈھونڈنا شروع کر دیا، ''اور اس مچھلی نے انوکھے طریقہ سے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا۔'' اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کا

رَجُلٌ مُسَجًّى عَلَيْهِ ثَوْبٌ، فَسَلَّمَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: وَ أَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ، قَالَ: أَنَا مُوْسٰى، قَالَ: مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، ﴿أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ قَالَ: يَا مُوْسٰى! إِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَا تَعْلَمُهُ، وَ أَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ، فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ سَفِيْنَةٌ فَعَرَفُوْا الْخَضِرَ فَحُمِلَ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمْ يُعْجِبْهُ، وَ نَظَرَ فِي السَّفِيْنَةِ فَأَخَذَ الْقَدُوْمَ يُرِيْدُ أَنْ يَكْسِرَ مِنْهَا لَوْحًا، فَقَالَ: حُمِلْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ وَ تُرِيْدُ أَنْ تَخْرُقَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا ﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ: إِنِّيْ نَسِيْتُ، وَ جَاءَ عُصْفُوْرٌ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ قَالَ الْخَضِرُ: مَا يُنْقِصُ عِلْمِيْ وَ لَا عِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَّا كَمَا يُنْقِصُ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ﴿فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا﴾ فَرَأٰى غُلَامًا فَأَخَذَ رَأْسَهُ فَانْتَزَعَهُ فَقَالَ: ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا، قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ: سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: وَ هٰذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُوْلٰى، قَالَ: فَانْطَلَقَا فَإِذَا جِدَارٌ يُرِيْدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ، أَرَانَا سُفْيَانُ بِيَدِهِ فَرَفَعَ يَدَهُ

چلاؤ روک لیا اور وہ جگہ طاق کی طرح نظر آنے لگی، یہ مچھلی کے لیے انوکھا اور موسی علیہ السلام کے لیے عجیب کام تھا، بہرحال وہ دونوں بالآخر اس چٹان تک پہنچ گئے، مطلوبہ مقام پر پہنچ کر انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی ہے، اس نے کپڑا ڈھانپا ہوا ہے، موسی علیہ السلام نے اس کو سلام کہا، اس نے آگے سے کہا: تیری علاقے میں سلام کیسے آ گیا؟ انھوں نے کہا: میں موسی ہوں، خضر علیہ السلام نے کہا: بنو اسرائیل کا موسی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، ''میں آپ کی تابعداری کروں کہ آپ مجھے اس نیک علم کو سکھا دیں۔'' خضر علیہ السلام نے کہا: اے موسی! بیشک مجھے اللہ کی طرف سے ایسا علم دیا گیا ہے کہ تم اس کو نہیں جانتے اور تم کو اسی کی طرف سے ایسا علم دیا گیا ہے کہ میں اس کی معرفت نہیں رکھتا، پھر وہ دونوں ساحل پر چل پڑے (اور خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام پر پابندی لگا دی کہ انھوں نے اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کرنا)، وہاں سے ایک کشتی گزری، انھوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیے، اس لیے ان کو بغیر کسی اجرت کے سوار کر لیا گیا، لیکن اس چیز نے ان کو تعجب میں ڈالا، پھر خضر علیہ السلام نے کشتی کو دیکھا اور کلہاڑا لے کر اس کی ایک تختی کو توڑنا چاہا، موسی علیہ السلام نے کہا: ان لوگوں نے ہمیں اجرت کے بغیر سوار کر لیا اور اب تم اس کشتی کو توڑ کر سب سواروں کو غرق کرنا چاہتے ہو؟ ''انھوں نے کہا: میں نے تو پہلے ہی تجھ سے کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔'' موسی علیہ السلام نے کہا: بیشک میں بھول گیا تھا، پھر ایک پرندہ آیا اور اس نے سمندر سے اپنی چونچ بھری، خضر علیہ السلام نے اس کو دیکھ کر کہا: اے موسی! میرے اور تیرے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں اتنی کمی کی ہے، جتنی کہ اس پرندے نے اس سمندر میں کی ہے، ''پھر وہ دونوں چلے، یہاں تک کہ وہ دونوں ایک گاؤں والوں کے پاس

هٰـكَـذَا رَفْعًا فَوَضَعَ رَاحَتَيْهِ فَرَفَعَهُمَا لِبَطْنِ كَفَّيْهِ رَفْعًا فَقَالَ: ﴿لَوْ شِئْتَ لَا تَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَ بَيْنِكَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَتِ الْاُوْلٰى نِسْيَانًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوْ كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِ۔)) (مسند احمد: ٢١٤٣١)

آ کر ان سے کھانا طلب کیا، لیکن انھوں نے ان کی مہمان داری سے صاف انکار کر دیا۔'' نیز خضر علیہ السلام نے وہاں ایک لڑکا دیکھا اور اس کو پکڑ کر اس کا سر اکھاڑ دیا، موسی علیہ السلام نے کہا: ''کیا تو نے ایک پاک جان کو بغیر کسی جان کے عوض مار ڈالا، بیشک تو نے تو بڑی ناپسندیدہ حرکت کی، انھوں نے کہا: کیا میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ رہ کر ہرگز صبر نہیں کر سکتے۔'' عمرو نے اپنی روایت میں کہا: یہ پہلے کام سے زیادہ سخت کام تھا، پھر وہ دونوں چل پڑے، جب خضر علیہ السلام نے دیوار کو گرتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے اس کو سیدھا کر دیا، سفیان راوی نے اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کو اس طرح بلند کیا، پھر اپنی ہتھیلیوں کو رکھا اور پھر ان کو ہتھیلیوں کی اندرونی سمت کی طرف سے بلند کیا، موسی علیہ السلام نے کہا: ''اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے لیتے، اس نے کہا: بس یہ جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: پہلی بار تو موسی علیہ السلام بھول گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ موسی علیہ السلام پر رحم کرے، کاش وہ صبر کرتے تاکہ وہ ہم پر اپنے مزید معاملات بیان کرتے۔''

**فوائد:**...... مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سورۂ کہف مع التفسیر، خضر کون تھے؟ دیکھیں: حدیث نمبر (۱۰۳۹۵)

## بَابُ الْخَسْفِ بِقَارُوْنَ وَ قِصَّةِ نَبِيِّ اللّٰهِ مُوْسٰى مَعَهُ

## قارون کا دھنسنا اور موسی علیہ السلام کا اس کے ساتھ قصہ

(١٠٣٨٤)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بَيْنَ بُرْدَيْنِ مُخْتَالًا خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ١١٣٧٣)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک آدمی دو چادریں زیبِ تن کر کے تکبر سے چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔''

(١٠٣٨٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البزار: ٢٩٥٢ (انظر: ١١٣٥٣)

(۱۰۳۸۵)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: حَدَّثَنِی الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ خَلِیْلِی اَبُوْ الْقَاسِمِ ﷺ قَالَ: ((بَیْنَمَا رَجُلٌ مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ یَتَبَخْتَرُ بَیْنَ بُرْدَیْنِ فَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ، فَاَمَرَ الْاَرْضَ فَبَلَعَتْهُ، فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ اِنَّهُ لَیَتَجَلْجَلُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)) (مسند احمد: ۱۰٤۵۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے صادق و مصدوق خلیل ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے والے لوگوں میں ایک آدمی تھا، وہ دو چادریں زیب تن کر کے اترا کے چل رہا تھا، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوا اور اس نے زمین کو حکم دیا، پس وہ اس کو نگل گئی، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ قیامت کے دن تک دھنستا رہے گا۔''

**فوائد:**...... قارون، موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ درج بالا احادیث میں جس شخص کا ذکر ہے، اس سے مراد قارون ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ قَارُوْنَ کَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَیْهِمْ وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْکُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ۔ وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ۔ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ اَوَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَکَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَکْثَرُ جَمْعًا وَلَا یُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ۔ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَکُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ۔ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا کَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِیْنَ۔ وَاَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَکَانَهٗ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُوْنَ وَیْکَاَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَیْکَاَنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ۔ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔﴾...... ''بے شک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا، پس اس نے ان پر سرکشی کی اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے کہ بلا شبہ ان کی چابیاں یقیناً ایک طاقتور جماعت پر بھاری ہوتی تھیں۔ جب اس کی قوم نے اس سے کہا مت پھول، بے شک اللہ پھولنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اور جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے اس میں آخرت کا گھر تلاش کر اور دنیا سے اپنا حصہ مت بھول اور احسان کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد مت ڈھونڈ، بے شک اللہ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اس نے کہا مجھے تو یہ ایک علم کی بنا پر دیا گیا ہے، جو میرے پاس ہے۔ اور کیا اس نے نہیں جانا کہ بے شک اللہ اس سے پہلے کئی نسلیں ہلاک

(۱۰۳۸۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۷۸۹، ومسلم: ۲۰۸۸ (انظر: ۱۰٤۵۵)

کر چکا ہے جو اس سے زیادہ طاقتور اور زیادہ جماعت والی تھیں اور مجرموں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا۔ پس وہ اپنی قوم کے سامنے اپنی زینت میں نکلا۔ ان لوگوں نے کہا جو دنیا کی زندگی چاہتے تھے، اے کاش! ہمارے لیے اس جیسا ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے، بلاشبہ وہ یقیناً بہت بڑے نصیب والا ہے۔ اور ان لوگوں نے کہا جنھیں علم دیا گیا تھا، افسوس تم پر! اللہ کا ثواب اس شخص کے لیے کہیں بہتر ہے جو ایمان لایا اور اس نے اچھا عمل کیا اور یہ چیز نہیں دی جاتی مگر انھی کو جو صبر کرنے والے ہیں۔ تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا، پھر نہ اس کے لیے کوئی جماعت تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ اپنا بچاؤ کرنے والوں سے تھا۔ اور جن لوگوں نے کل اس کے مرتبے کی تمنا کی تھی انھوں نے اس حال میں صبح کی کہ کہہ رہے تھے افسوس! اب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے، اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ نے ہم پر احسان کیا تو وہ ضرور ہمیں دھنسا دیتا، افسوس! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ کافر فلاح نہیں پاتے۔ یہ آخری گھر، ہم اسے ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو نہ زمین میں کسی طرح اونچا ہونے کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ کسی فساد کا اور اچھا انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔'' (سورۂ قصص: ۷۴۔ ۸۳)

انسان کے اندر جو صلاحیت پائی جاتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، لہٰذا محسنِ حقیقی اور منعمِ حقیقی سے کبھی بھی غفلت نہیں برتنی چاہیے، وگرنہ اللہ تعالیٰ کے کیے گئے احسان وبالِ جان بن جاتے ہیں، اس ضمن میں سب سے زیادہ سبق آموز مثال قارون کی ہے، کتنے خزانوں کا مالک تھا، لیکن اس کے مال و دولت نے اس کو کفایت نہ کیا، بلکہ اس کے لیے زمین میں دھنس جان کا سبب بن گیا۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ ذَمِّ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ

## قارون، فرعون اور ہامان کی مذمت کا بیان

(۱۰۳۸۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَ بُرْهَانًا وَ نَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُوْرٌ وَ لَا بُرْهَانٌ، وَ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ، وَ فِرْعَوْنَ، وَ هَامَانَ، وَ أُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ۔)) (مسند احمد: ٦٥٧٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''جس نے اس نماز کی محافظت کی تو یہ اس کے لیے قیامت کے دن نور، دلیل اور نجات ہو گی اور جس نے اس کی محافظت نہیں کی، یہ اس کے حق میں نور ہو گی نہ دلیل اور ایسا شخص قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔''

(١٠٣٨٦) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الدارمي: ٢/ ٣٠١، وابن حبان: ١٤٦٧ (انظر: ٦٥٧٦)

**فوائد**: ......فرعون بادشاہت کی وجہ سے، قارون مال و دولت کی وجہ سے، ہامان وزارت کی وجہ سے اور ابی بن خلف تجارت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے دور رہے۔ کون سی وجہ ہے کہ بے نماز کو نماز کی ادائیگی کا وقت نہیں ملتا؟ غور کر لے۔

## بَابُ ذِكْرِ قِصَّتِهِ مَعَ مَلَكِ الْمَوْتِ وَ وَفَاتِهِ وَ مَكَانِ قَبْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

## موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کے ساتھ قصہ، نیز ان کی وفات اور قبر کا بیان

(۱۰۳۸۷)۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَدْ كَانَ مَلَكُ الْمَوْتِ يَأْتِي النَّاسَ عِيَانًا، قَالَ: فَأَتٰى مُوْسٰى فَلَطَمَهُ فَفَقَأَ عَيْنَهُ، فَأَتٰى رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ، فَقَالَ: يَا رَبِّ! عَبْدُكَ مُوْسٰى فَقَأَ عَيْنِي، وَلَوْلَا كَرَامَتُهُ عَلَيْكَ لَعَنُفْتُ بِهِ، (وَ قَالَ يُوْنُسُ: لَشَقَقْتُ عَلَيْهِ) فَقَالَ لَهُ: اذْهَبْ إِلٰى عَبْدِي فَقُلْ لَهُ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى جِلْدِ أَوْ مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ وَارَتْ يَدُهُ سَنَةٌ، فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ: مَا بَعْدَ هٰذَا؟ قَالَ: الْمَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، قَالَ: فَشَمَّهُ شَمَّةً فَقَبَضَ رُوْحَهُ قَالَ يُوْنُسُ: فَرَدَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَيْنَهُ وَكَانَ يَأْتِي النَّاسَ خُفْيَةً۔)) (مسند احمد: ۱۰۹۱۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ملک الموت (موت والا فرشتہ) لوگوں کے پاس آتا تھا اور وہ اس کو دیکھتے تھے، اسی طرح وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا لیکن انھوں نے اسے تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی، فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ گیا اور کہا: اے میرے ربّ! تیرے بندے موسیٰ نے (طمانچہ مار کر) میری آنکھ پھوڑ دی، اگر تو نے اسے معزز نہ بنایا ہوتا تو میں بھی اس پر سختی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: تو میرے بندے کے پاس واپس جا اور اس سے کہہ کہ وہ بیل کی کمر پر ہاتھ رکھے، جتنے بال ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے، اتنے سال تم زندہ رہو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے (فرشتے کی یہ بات سن کر) کہا: اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟ جواب ملا: پھر تجھے موت آئے گی۔ انھوں نے کہا: تو پھر ابھی سہی، پھر انھیں ایک بو سونگھائی اور ان کی روح قبض کر لی۔ یونس راوی نے کہا: پس اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو آنکھ عطا کر دی، اس کے بعد فرشتہ لوگوں کے پاس مخفی انداز میں آنے لگ گیا۔''

(۱۰۳۸۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: ((أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلٰى مُوْسٰى فَلَمَّا

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ملک الموت کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا، پس جب وہ ان کے پاس آیا تو

---

(۱۰۳۸۷) تخریج: صحیح، قاله الالبانی فی الصحیحة، قال الالبانی: والطرق عن ابی هریرة ثلاثة: الأولي: عن طاوس عن أبي هريرة: فأخرجه الشيخان وغيرهما، الثانية: عن همام عنه: فأخرجاه أيضا وغيرهما، والسياق لمسلم، وهو أتم، الثالثة: عن عمار بن أبي عمار: فأخرجه أحمد، وابن جرير الطبري في "التاريخ" ١/ ٢٢٤.

(۱۰۳۸۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الأول

جَاءَهُ صَكَّهُ فَفَقَأَ عَيْنَهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ، فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِيْ إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ، قَالَ: فَرَدَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ! ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ الْمَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ تَحْتَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ۔)) (مسند احمد: ٧٦٣٤)

انھوں نے اس کو تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی، پس وہ اپنے ربّ کی طرف لوٹ گیا اور کہا: تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے، جس کا موت کا ارادہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کی آنکھ واپس لوٹا دی اور اس سے کہا: تو اس کی طرف لوٹ جا اور اس کو کہہ کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی کمر پر رکھے، جتنے بال ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے، اتنے سال زندگی مل جائے گی، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے ربّ! پھر کیا ہوگا؟ اس نے کہا: پھر موت ہو گی، انھوں نے کہا: تو پھر ابھی سہی، پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ اس کو پاک زمین سے ایک پتھر کی پھینک تک قریب کر دے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں وہاں ہوتا تو تمھیں سرخ ٹیلے کے نیچے راستے کی ایک طرف ان کی قبر دکھاتا۔''

(١٠٣٨٩)۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَرَأَيْتُهُ قَائِمًا يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهِ۔)) زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: (عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ) (مسند احمد: ١٢٥٣٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے سیر کرائی گئی، اس رات کو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا اور میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔'' ایک روایت میں یہ زائد بات ہے: ''یہ قبر سرخ ٹیلے کے پاس تھی۔''

**فوائد:** ......سوال یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے موت والے فرشتے کو تھپڑ کیوں مارا؟ اس کے دو جوابات ہیں:
(۱) موسیٰ علیہ السلام کو یہ علم نہ ہو سکا کہ وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کا قاصد تھا، جو ان کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تھا، انھوں نے سمجھا کہ یہ کوئی عام آدمی ہے، جو ان کو قتل کرنا چاہتا ہے، اس لیے انھوں نے اپنا دفاع کرتے ہوئے یہ اقدام کیا۔
(۲) اللہ تعالیٰ نے فرشتے کا امتحان لینے کے لیے موسیٰ علیہ السلام کو اجازت دی تھی کہ وہ اس کو تھپڑ ماریں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کو پرکھنے کے لیے جو چاہتے ہیں کرتے رہتے ہیں۔ (دیکھئے شرح نووی صحیح مسلم: ۲/ ۲۶۷)

موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کے قرب کا سوال اس بنا پر کیا کہ وہ شرف والی جگہ تھی، انبیائے کرام وغیرہ کا مدفن ہونے کی وجہ سے افضل ہو گی، جبکہ بعض علما کا خیال ہے کہ انھوں نے بیت المقدس کا سوال نہیں کیا، کیونکہ ان کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ فتنہ وفساد میں پڑ جائیں۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ دفن ہونے کے لیے فضیلت وعظمت والے

(١٠٣٨٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٧٥ (انظر: ١٢٥٠٤)

مقام کا تعین کرنا چاہیے اور نیکوکار لوگوں کے قبرستان کے قریب دفن ہونا چاہیے۔ (دیکھئے شرح نووی صحیح مسلم: ۲/ ۲۶۷)

## بَابُ ذِكْرِ نُبُوَّةِ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَ قِيَامِهِ بِأَعْبَاءِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ بَعْدَ وَفَاةِ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَ مُعْجِزَتِهِ

## یوشع بن نون علیہ السلام کی نبوت اور موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کا بنی اسرائیل کی ذمہ داریاں ادا کرنے اور ان کے معجزے کا بیان

(۱۰۳۹۰)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ عَلٰى بَشَرٍ إِلَّا لِيُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ لَيَالِيَ سَارَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔)) (مسند احمد: ۸۲۹۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج کو کسی بشر کے لیے نہیں روکا گیا، ماسوائے یوشع بن نون علیہ السلام کے، یہ ان دنوں کی بات ہے، جب وہ بیت المقدس کی طرف جا رہے تھے۔''

**فوائد:** ......سورج اللہ تعالیٰ کے نظام کے مطابق صدہا صدیوں سے اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے، اس کی آمد و رفت میں ایک لمحہ کا فرق نہیں آیا، صرف یوشع بن نون کے لیے سورج کو روک لیا گیا تھا، جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا، یقیناً اس سے جہاد کی برکت و اہمیت واضح ہوتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یوشع علیہ السلام نے بیت المقدس کو فتح کیا، نہ کہ موسی علیہ السلام نے، سورج کو بیت المقدس کی فتح کے موقع پر روکا گیا تھا، نہ کہ اریحا کی فتح کے موقع پر۔

(۱۰۳۹۱)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ عَلٰى بَشَرٍ إِلَّا لِيُوْشَعَ لَيَالِيَ سَارَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتَّبِعْنِيْ رَجُلٌ قَدْ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ، وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا، وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلَا آخَرُ قَدْ بَنٰى بُنْيَانًا، وَلَمَّا يَرْفَعْ سَقْفَهَا، وَلَا آخَرُ قَدِ اشْتَرٰى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ مُنْتَظِرٌ وِلَادَهَا۔) قَالَ فَغَزَا، فَأَدْنٰي لِلْقَرْيَةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سورج کسی بشر کے لیے کبھی بھی نہیں روکا گیا، سوائے یوشع بن نون کے، یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ بیت المقدس کی طرف جا رہے تھے، ایک روایت میں ہے: انبیاء میں سے ایک نبی نے جہاد کیا، اس نے اپنی قوم سے کہا: وہ آدمی میرے ساتھ نہ آئے جو کسی عورت کی شرمگاہ کا مالک بن چکا ہے (یعنی اس نے نکاح کر لیا ہے) اور رخصتی کرنا چاہتا ہے، لیکن ابھی تک نہیں کی، وہ آدمی بھی (میرے لشکر میں شریک) نہ ہو، جس نے کوئی گھر بنانا شروع کیا ہے، لیکن ابھی

---

(۱۰۳۹۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری، أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۱۰۶۹ (انظر: ۸۳۱۵)

(۱۰۳۹۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۲۴، ۵۱۵۷، و مسلم: ۱۷۴۷ (انظر: ۸۲۳۸)

حِيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَلَقِيَ الْعَدُوَّ عِنْدَ غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ)، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: اَنْتِ مَأْمُوْرَةٌ، وَاَنَا مَأْمُوْرٌ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيَّ شَيْئًا، فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ، حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَغَنِمُوْا الْغَنَائِمَ، قَالَ: فَجَمَعُوْا مَا غَنِمُوْا، فَاَقْبَلَتِ النَّارُ لِتَاْكُلَهُ، فَاَبَتْ اَنْ تَطْعَمَهُ، وَكَانُوْا إِذَا غَنِمُوْا الْغَنِيْمَةَ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهَا النَّارَ فَاَكَلَتْهَا، فَقَالَ: فِيْكُمْ غُلُوْلٌ، فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَبَايَعُوْهُ، فَلَصِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْتُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ، فَبَايَعَتْهُ۔ قَالَ: فَلَصِقَتْ بِيَدِ رَجُلَيْنِ اَوْثَلَاثَةٍ يَدُهُ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ اَنْتُمْ غَلَلْتُمْ۔ قَالَ: اَجَلْ! قَدْ غَلَلْنَا صُوْرَةَ وَجْهِ بَقَرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: فَاَخْرَجُوْا لَهُ مِثْلَ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَوَضَعُوْهُ فِي الْمَالِ وَهُوَ بِالصَّعِيْدِ، فَاَقْبَلَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهُ، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا، ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى رَاٰى ضُعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا۔ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: اِنَّ اللّٰهَ اَطْعَمَنَا الْغَنَائِمَ رَحْمَةً بِنَا وَتَخْفِيْفًا لِمَا عَلِمَ مِنْ ضُعْفِنَا۔)) (مسند احمد: ۸۲۲۱)

تک چھت نہیں ڈالی اور جو آدمی بکریاں یا ایسے حاملہ جانور خرید چکا ہے، کہ جن کے بچوں کی ولادت کا اسے انتظار ہے، وہ بھی ہمارے ساتھ نہ آئے۔ (یہ اعلان کرنے کے بعد) وہ غزوہ کے لیے روانہ ہو گیا، جب وہ ایک گاؤں کے پاس پہنچے تو نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا، یا قریب تھا۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ کہ غروبِ آفتاب سے پہلے دشمنوں سے مقابلہ ہوا)۔ اس وقت اس نبی نے سورج سے کہا: تو بھی (اللہ تعالیٰ کا) مامور ہے اور میں بھی (اسی کا) مامور ہوں۔ اے اللہ! تو اس سورج کو میرے لیے کچھ دیر تک روک لے۔ پس اسے روک دیا گیا، (وہ جہاد میں مگن رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی اور کافی غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ اس لشکر والوں نے (اس وقت کے شرعی قانون کے مطابق) غنیمتوں کا مال جمع کیا، اسے کھانے کے لیے آگ آئی، لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کا اصول یہ تھا کہ جب وہ غنیمت کا مال حاصل کرتے تو اللہ تعالیٰ آگ بھیجتا جو اسے کھا جاتی۔ اس نبی نے (آگ کے نہ کھانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے) کہا: تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے، لہٰذا ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی میری بیعت کرے۔ انھوں نے بیعت کی۔ بیعت کے دوران ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ چپک گیا۔ اس وقت انھوں نے کہا: تم میں خیانت ہے۔ اب تیرے قبیلے کا ہر آدمی میری بیعت کرے گا (تا کہ مجرم کا پتہ چل سکے)، انھوں نے بیعت شروع کی، بالآخر دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ چپک گئے۔ نبی نے کہا: تم میں خیانت ہے، تم نے خیانت کی ہے۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، ہم نے گائے کے چہرے کی مانند بنی ہوئی سونے کی ایک مورتی کی خیانت کی ہے۔ پھر وہ گائے کے چہرے کی طرح کی بنی ہوئی چیز لے کر آئے اور اسے زمین پر مالِ غنیمت میں رکھ

دیا، پھر آگ متوجہ ہوئی اور مالِ غنیمت کھا گئی۔ ہم (امتِ محمد ﷺ) سے پہلے کسی کے لیے بھی مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ہم ضعیف اور بے بس ہیں تو غنیموں کو ہمارے لیے حلال قرار دیا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ رحم کرتے ہوئے اور ہماری کمزوری کی بنا پر ہمارے ساتھ تخفیف کرتے ہوئے ہمیں غنیمت کا مال کھانے کی اجازت دے دی۔''

**فوائد:** ...... نبی کریم ﷺ سے قبل کسی امت کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا، یہ امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"بُضْع امرأة": حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: اس لفظ کا اطلاق شرمگاہ، شادی اور جماع پر ہوتا ہے، اس حدیث میں یہ تینوں معانی مراد لینا مناسب ہے، اور اس کا اطلاق مہر اور طلاق پر بھی ہوتا ہے۔

"ولما یبنِ بھا": یعنی ابھی وہ خاوند اس پر داخل نہیں ہوا، اس ترکیب میں "لمّا" لانے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اسے ایسا ہونے کی توقع ہے۔

"خـلِفات": یہ "خلِفة" کی جمع ہے، اس کا معنی حاملہ اونٹنی ہے۔ اونٹنی کے علاوہ دوسرے جانوروں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔

اس حدیث کی شرح:......

۱۔ مہلب نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کے فتنے کی وجہ سے انسان کا نفس بے صبری و بے قراری کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس میں دنیا میں طویل عمر پانے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ جس آدمی نے کسی عورت سے نکاح کر لیا ہو، لیکن ابھی رخصتی یا جماع وغیرہ نہ ہوا ہو اور اسے سفرِ جہاد میں نکلنا پڑ جائے، تو اس کے دل میں یہی خیال رہے گا کہ اسے جلدی واپس چلے جانا چاہیے، اس طرح سے شیطان اس کے دل کو یوں مشغول کر دے گا، کہ وہ اپنے سفر کے مقصد سے غافل ہو جائے گا۔

۲۔ ابن منیر نے کہا: عام لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ادائیگیٔ حج کو شادی پر مقدم کرتے ہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ حج سے پاکدامنی کا حصول ہوتا ہے، اس حدیث سے ایسے لوگوں کا ردّ ہوتا ہے، بہتر یہ ہے کہ شادی کو حج پر ترجیح دی جائے، کیونکہ اسی میں پاکدامنی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں اس چیز کو جہاد پر ترجیح دی گئی۔

میں (البانی) کہتا ہوں کہ اس موضوع پر درج ذیل دو احادیث مروی ہے:

أ: ((الحج قبل التزويج۔)) ......''حج، شادی سے پہلے ہے۔''

اس کی سند میں دو راوی غیاث بن ابراہیم اور میسرہ بن عبد ربہ کذاب ہیں۔

ب: ((من تزوج قبل ان يحج، فقد بدأ بالمعصية۔)) ......''جس نے حج سے پہلے شادی کی، اس نے معصیت سے ابتدا کی۔''

اس کی سند میں محمد بن ایوب ''يروي الموضوعات''، اس کا باپ ''ليس بشيء'' اور احمد بن جمہور ''متهم بالوضع'' ہے۔

مزید تفصیل (سلسلة الاحاديث الضعيفة: ۲۲۱، ۲۲۲) میں دیکھی جا سکتی ہے۔(صحيحه: ۲۰۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت پر احسان کرتے ہوئے مال غنیمت بھی حلال کر دیا اور ساری زمین کو جائے نماز قرار دیا اور مجبوری کے وقت ہر حالت میں نماز پڑھنے کی گنجائش دی، مثلا پیدل چلتے ہوئے یا سوار ہو کر۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ دُخُوْلِ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ وَقُوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهُمْ: ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾

## بنی اسرائیل کا بیت المقدس میں داخل ہونے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ کا بیان

(۱۰۳۹۲)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قِيْلَ لِبَنِيْ اِسْرَئِيْلَ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَغْفِرْلَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوا الْبَابَ يَزْحَفُوْنَ عَلٰى اَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا: حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ۔)) (مسند احمد: ۸۲۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرئیل سے کہا گیا: ''تم دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور زبان سے ''حِطَّة'' کہو، ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے۔'' لیکن انھوں نے اس بات کو بدل ڈالا اور دروازے سے سرینوں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے اور زبان سے ''حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ'' (گندم بالی میں) کہتے ہوئے داخل ہوئے۔''

(۱۰۳۹۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَادْخُلُوْا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ قَالَ: دَخَلُوْا زَحْفًا ﴿وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ قَالَ: بَدَّلُوْا فَقَالُوْا: حِنْطَةٌ فِيْ

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل سے کہا کہ ''دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ'' لیکن وہ سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے، اور ان کو حکم دیا کہ ''حِطَّة'' کہو، لیکن انھوں نے اس حکم کو بدل ڈالا اور کہا: ''حِنْطَةٌ

(۱۰۳۹۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳٤۰۳، ٤٦٤۱، ومسلم: ۳۰۱٥ (انظر: ۸۲۳۰)

(۱۰۳۹۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

شَعْرَةٍ۔ (مسند احمد: ۸۰۹۵) فِیْ شَعْرَۃٍ“ (گندم بالی میں)۔“

**فوائد:** ...... ”حِطَّة“ کا معنی ہے: ہمارے گناہ معاف کر دے، یعنی بنی اسرائیل کو استغفار کرنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

بنی اسرائیلی کی سرتابی و سرکشی کی یہ صورتحال تھی کہ وہ لوگ احکام الٰہی کا تمسخر و استہزا کرتے تھے، دراصل جب کوئی قوم اخلاق و کردار کے لحاظ سے زوال پذیر ہو جائے تو اس کا معاملہ احکام الٰہیہ کے ساتھ اسی طرح کا ہو جاتا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا: بنی اسرائیل چالیس برسوں کے بعد یوشع علیہ السلام کے ساتھ میدان تیہ سے نکلے اور جمعہ کی شام کو بیت المقدس کو فتح کر لیا، ان ہی کے لیے سورج کو کچھ دیر کے لیے روکا گیا تھا، جب انھوں نے اس کو فتح کر لیا تو ان کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے شہر کے دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا کی، ان کا علاقہ ان کو لوٹا دیا اور ان کو میدانِ تیہ اور گمراہی سے بچایا۔

لیکن ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بے قدری کی اور گویا اس کے حکم کے ساتھ مذاق کیا۔

## بَابُ ذِكْرِ الْخَضِرِ وَإِلْيَاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

### خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کا ذکر

(۱۰۳۹۴)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، ثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يُسَمَّ خَضِرًا إِلَّا لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ خَضْرَاءَ)) اَلْفَرْوَةُ: اَلْحَشِيْشُ الْأَبْيَضُ وَمَا يُشْبِهُهُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَظُنُّ هٰذَا تَفْسِيْرًا مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ۔ (مسند احمد: ۸۲۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خضر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب وہ خشک زمین، جس پر کوئی سبزہ نہ ہوتا، پر بیٹھتے تھے تو وہ سرسبز ہو کر ہلنے لگتی تھی۔“ راوی کہتا ہے: ”فَرْوَة“ سے مراد سفید گھاس اور اس سے ملتی جلتی چیزیں ہیں، عبد اللہ راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ عبد الرزاق نے یہ تفسیر بیان کی ہے۔

(۱۰۳۹۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْخَضِرِ: ((إِنَّمَا سُمِّيَ خَضِرًا أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَحْتَهُ خَضْرَاءُ۔)) (مسند احمد: ۸۰۹۸)

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خضر کے نام کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ خشک زمین، جس پر کوئی سبزہ نہ ہوتا، پر بیٹھتے تو وہ ان کے نیچے سبز ہو جاتی تھی۔“

---

(۱۰۳۹۴) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۴۰۲ (انظر: ۸۲۲۸)

(۱۰۳۹۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

**فوائد**: ...... خضر کو تین طرح سے پڑھا گیا ہے: خَضِر ، خِضْر ، خِضَر۔

یہ لقب ہے، وہب بن عقبہ نے کہا کہ خضر کا نام بلیاء بن ملکان تھا۔

خضر علیہ السلام کی حیات اور نبوت کے بارے میں اختلاف ہے، موت و حیات میں سے کسی ایک چیز کو ثابت کرنے کے لیے ہر فریق نے دور دور کی دلیلیں پیش کی ہیں، ہمارا نظریہ یہ ہے کہ یہ عوام سے متعلقہ موضوع نہیں ہے اور اس سے خاموشی اختیار کرنی چاہیے، بہر حال یہ بات قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہے کہ انبیاء و رسل کا مرتبہ صوفیاء اور اولیاء سے زیادہ ہوتا ہے، صرف ایک گزارش کرتے ہیں:

## خضر علیہ السلام کی حیات:

اس معاملے میں اصل قانون تو موت ہی ہے، جب تک کسی خاص دلیل کی روشنی میں زندگی کو ثابت نہ کر دیا جائے اور قرآن و حدیث میں کوئی ایسی خاص دلیل نہیں ہے جو آج تک خضر علیہ السلام کی حیات پر دلالت کرے، جبکہ درج ذیل تین دلائل سے ان کی موت کا اشارہ ملتا ہے:

۱۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔﴾ ...... ''اور ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہمیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ فوت ہو گئے تو کیا وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے۔''

(سورۂ انبیاء: ۳۴)

جب کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کہا کہ چلو ایک دن اس نے مر ہی جانا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا کہ موت تو ہر انسان کو آنی ہے، کوئی بھی اس اصول سے مستثنی نہیں ہے، یہاں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ یہ آیت خضر علیہ السلام کو بھی شامل ہے۔

۲۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔﴾ ...... ''جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے، پھر پوچھا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔'' (سورۂ آل عمران: ۸۱)

خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی، بہر حال وہ اس معاہدے اور میثاق میں داخل ہیں، اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک زندہ تھے تو ان کا شرف اسی میں تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اس معاہدے کی پاسداری کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے، لیکن صورتحال یہ ہے کہ کسی دلیل سے ان کی آمد کا علم نہیں ہوتا۔

آیت میں انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لینے کا ذکر ہے اس لیے خضر علیہ السلام اگر نبی تسلیم کیے جائیں تو پھر وہ اس آیت میں

مذکور میثاق میں سے داخل ہوں گے ورنہ نہیں۔ اور پہلی بات راجح ہے۔ (عبداللہ رفیق)

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ۔)) ...... نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہمیں نمازِ عشا پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ''کیا خیال ہے تمہارا اس رات کے بارے، (ذرا غور کرو کہ آج) جو زمین کی پشت پر موجود ہے، وہ سو برس تک باقی نہیں رہے گا۔'' (صحیح بخاری: ۶۰۱، صحیح مسلم: ۲۵۳۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: وكذالك وقع بالاستقراء فكان آخر من ضبط أمره ممن كان موجودا حينئذ أبو الطفيل عامر بن واثلة، وقد أجمع أهل الحديث على انه كان آخر الصحابة موتا، وغاية ما قيل فيه انه بقي الى سنة عشر ومائة وهي رأس مائة سنة من مقالة النبي ﷺ والله اعلم۔...... اور تحقیقی طور پر اسی طرح واقع ہوا، پس آخری صحابی جس کے حالات قلم بند کیے اور جو اس وقت موجود تھا، وہ سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہے، اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے، زیادہ سے زیادہ یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ یہ تو ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے، (نہ کہ پہلی صدی کے آخر میں) تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو سو سال اسی کی وفات پر ہی پورے ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔
(فتح الباری: ۲/ ۹۵)

حافظ ابن حجر نے یہ بھی کہا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔ (فتح الباری: ۱/ ۲۸۲)

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا تعلق انسانوں سے ہے، اگر آپ ﷺ کے زمانے میں خضر علیہ السلام کا زندہ ہونا فرض کر لیں تو وہ اس حدیث کا مصداق بنیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابن جوزی نے کہا: یہ احادیثِ صحیحہ، خضر علیہ السلام کی حیات کے دعوی کو جڑ سے کاٹ دیتی ہیں۔

### خضر علیہ السلام کی نبوت:

حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں خضر علیہ السلام کی نبوت اور موت کے بارے میں گفتگو کی ہے، انھوں نے ان کی نبوت کے بارے میں کہا: خضر علیہ السلام کا موسی علیہ السلام کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (سورۂ کہف) میں ذکر کی ہے، یہ واقعہ کئی وجوہات سے خضر کی نبوت پر دلالت کرتا ہے، بعض وجوہات یہ ہیں:

۱۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ ...... ''تو ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنے ہاں سے ایک رحمت عطا کی اور اسے اپنے پاس سے ایک علم سکھایا تھا۔'' (سورۂ کہف: ۶۵)

۲۔ موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے یہ کہنا: ﴿هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا۔ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا۔ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا۔ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا۔﴾ ...... ''موسیٰ نے اس سے کہا کیا میں تیرے پیچھے چلوں؟ اس (شرط) پر کہ تجھے جو کچھ سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ بھلائی مجھے سکھا دے۔ اس نے کہا بے شک تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔ اس نے کہا اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھے ضرور صبر کرنے والا پائے گا اور میں تیرے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ کہا پھر اگر تو میرے پیچھے چلا ہے تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں مت پوچھنا، یہاں تک کہ میں خود تیرے لیے اس کا کچھ ذکر کروں۔'' (سورۂ کہف: ٦٦ تا ٧٠)

اگر خضر علیہ السلام صرف ولی ہوتے تو موسیٰ علیہ السلام ان کو اس انداز میں خطاب نہ کرتے اور نہ وہ اس انداز میں جواب دیتے، دیکھیں موسیٰ علیہ السلام اُن سے اُن کی صحبت کا سوال کر رہے ہیں، تاکہ وہ اُن سے وہ چیز حاصل کر لیں، جو اللہ تعالیٰ نے صرف اُن کو عطا کی ہے۔ اگر خضر علیہ السلام نبی نہ ہوتے تو وہ تو سرے سے معصوم ہی نہ تھے، جبکہ موسیٰ علیہ السلام عظیم پیغمبر تھے اور معصوم تھے، سو آپ علیہ السلام کو ان سے کیا رغبت ہوئی تھی۔

۳۔ خضر علیہ السلام نے لڑکے کو قتل کیا تھا، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی صورت میں ہو سکتا ہے، یہ ان کی نبوت پر مستقل دلیل اور ان کی عصمت پر واضح برہان ہے، کیونکہ ولی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی خیال کی روشنی میں کسی کو قتل کر دے۔ پھر خضر علیہ السلام کا یہ وجہ بیان کرنا کہ اس لڑکے نے بڑے ہو کر کافر بننا تھا اور اپنے والدین کو بھی کفر پر آمادہ کرنا تھا۔ ابن جوزی نے ان ہی وجوہات کی روشنی میں خضر علیہ السلام کی نبوت ثابت کی ہے۔

۴۔ جب خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے اپنے افعال کی وضاحت کی تو کہا: ﴿رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي﴾ ...... ''تیرے رب کی طرف سے رحمت کے لیے اور میں نے یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا'' (سورۂ کہف: ۸۲) یعنی یہ افعال میرے نفس کی اختراع نہیں، بلکہ مجھے ان کے بارے میں حکم دیا گیا اور میری طرف وحی کی گئی۔

۵۔ حدیث نمبر (۱۰۳۹۴، ۱۰۳۹۵) کے مطابق نبی کریم ﷺ نے خضر علیہ السلام کی جو خصوصیت بیان کی ہے، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کا معجزہ تھا۔

ان وجوہات سے پتہ چلتا ہے کہ خضر علیہ السلام نبی تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## الیاس علیہ السلام:

تبویب میں الیاس علیہ السلام کا ذکر موجود ہے، لیکن باب کے اندر ان سے متعلقہ کوئی حدیث نہیں ہے، البتہ قرآن مجید میں ان کا ذکر ملتا ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ۔ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ۔ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ۔ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ۔ إِلَّا عِبَادَ

اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ۔ سَلٰمٌ عَلٰى اِلْ يَاسِيْنَ۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔﴾...... ''اور بلاشبہ الیاس یقیناً رسولوں میں سے تھا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور بنانے والوں میں سے سب سے بہتر کو چھوڑ دیتے ہو؟ اللہ کو، جو تمھارا رب ہے اور تمھارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔ تو انھوں نے اسے جھٹلا دیا، سو یقیناً وہ ضرور حاضر کیے جانے والے ہیں۔ مگر اللہ کے وہ بندے جو چنے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں اس کے لیے یہ بات چھوڑ دی۔ کہ سلام ہو الیاسین پر۔ بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔'' (سورۂ صافات: ۱۲۳۔ ۱۳۱)

الیاس علیہ السلام، ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک اسرائیلی نبی تھے، یہ جس علاقے میں بھیجے گئے تھے، اس کا نام بعلبک تھا، بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ کا نام سامرہ تھا، جو فلسطین کا مغربی وسطی علاقہ ہے، یہاں کے لوگ بعل نامی بت کے پجاری تھے۔

## بَابُ عَدَدِ مَنْ جَاوَزَ النَّهْرَ مَعَ طَالُوْتَ
## طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کر جانے والوں کی تعداد کا بیان

(۱۰۳۹۶)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ عِدَّةَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانُوْا يَوْمَ بَدْرٍ عَلٰى عِدَّةِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ يَوْمَ جَالُوْتَ، ثَلَاثُ مَائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهْرَ، قَالَ: وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ النَّهْرَ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۵٤)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ بدر والے دن صحابہ کرام کی تعداد اتنی تھی، جتنی جالوت والے دن طالوت کے ساتھیوں کی تھی، یعنی تین سو اور چودہ پندرہ افراد تھے،، جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا اور نہر سے گزر جانے والے صرف مومن تھے۔

**فوائد**:...... موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد بنی اسرائیل کے مطالبے پر طالوت کو بادشاہ بنایا گیا، لیکن بنی اسرائیل نے اپنی عادت کے مطابق ان کی بادشاہت پر اعتراض کرنا شروع کر دیا، دوسرے پارے کے آخر میں اسی بادشاہ کا ذکر ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِهِ وَقِرَاءَتِهِ وَحُسْنِ صُوْتِهِ
## داود علیہ السلام کی فضیلت، قراءت اور ان کی آواز کی خوبصورتی کا بیان

(۱۰۳۹۷)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خُفِّفَ عَلٰى دَاوُدَ علیہ السلام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''داود علیہ السلام پر تلاوت کو آسان کر دیا گیا تھا، وہ اپنی سواری

---

(۱۰۳۹٦) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۹۵۸، ۳۹۵۹ (انظر: ۱۸۵۵۵)

(۱۰۳۹۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۷۳، ۳٤۱۷ (انظر: ۸۱٦۰)

الـقَرَاءَةُ، وَ كَـانَ يَـأْمُرُ بِدَابَّتِهِ فَتُسْرَجُ، وَ كَـانَ يَـقْـرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَابَّتُهُ، وَ كَـانَ لَا يَـأْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.)) (مسند احمد: ۸۱۴۵)

کے بارے میں حکم دیتے، پس اس پر زین کسی جاتی، لیکن اس عمل سے پہلے وہ زبور کی تلاوت مکمل کر لیتے تھے اور وہ صرف اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔''

**فوائد:** ......اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کے لیے وقت کو مختصر کر دیتے ہیں، یعنی ایسی خاص توفیق سے نوازتے ہیں کہ وہ تھوڑے وقت میں بڑا عمل کر لیتے ہیں۔ باقاعدگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اس برکت کو محسوس کرتے ہیں، نبی کی تو شان ہی نرالی ہوتی ہے۔

پہلے یہ حدیثِ مبارکہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوشع علیہ السلام کی نماز عصر کی خاطر سورج کو روک لیا تھا، وہ جو چاہتا ہے، کر دیتا ہے، کون سا اس نے کسی کو جواب دینا ہے۔

واقعۂ معراج پر غور کریں، اللہ تعالیٰ نے زمان و مکاں کو مختصر کر دیا۔

(۱۰۳۹۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ صَوْتَ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ وَ هُوَ يَقْرَأُ فَقَالَ: ((لَقَدْ أُوْتِيَ اَبُوْ مُوْسٰى مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ.)) (مسند احمد: ۲۵۸۵۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی آواز سنی، جبکہ وہ تلاوت کر رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو موسی کو تو آلِ داود کی بانسریاں عطا کر دی گئی ہیں۔''

(۱۰۳۹۹)۔ عَـنْ اَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ يَقْرَءُ فَقَالَ: ((لَـقَـدْ أُعْـطِـيَ هٰـذَا مِنْ مَـزَامِيْـرِ آلِ دَاوُدَ النَّبِيِّ علیہ السلام (وَفِيْ لَفْظٍ) لَقَدْ أُعْطِيَ اَبُوْ مُوْسٰى مَزَامِيْرَ دَاوُدَ.)) (مسند احمد: ۸۸۰۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا اور فرمایا: ''اس کو آلِ داود کی بانسریاں عطا کر دی گئی ہیں۔'' ایک روایت میں ہے: ''ابو موسی کو داود علیہ السلام کی بانسریاں دے دی گئی ہیں۔''

**فوائد:** ......بانسری سے مراد خوبصورت آواز ہے اور آل داود سے مراد خود داود علیہ السلام ہیں۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری جن کا نام عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہما بھی خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

---

(۱۰۳۹۸) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی: ۲/ ۱۸۱ (انظر: ۲۵۳۴۳)

(۱۰۳۹۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی: ۲/ ۱۸۰، وابن ماجه: ۱۳۴۱ (انظر: ۸۸۲۰)

## بَـابُ مَاجَاءَ فِيْ صَوْمِهِ وَ صَلَاتِهِ

## داود عَلَیْہِ السَّلَام کے روزے اور نماز کا بیان

(۱۰۴۰۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَ اَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَهُ وَ يَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَ يَنَامُ سُدُسَهُ، وَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَ يُفْطِرُ يَوْمًا۔)) (مسند احمد: ٦٤٩١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ روزے داود عَلَیْہِ السَّلَام کے روزے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب داود عَلَیْہِ السَّلَام کی نماز ہے، وہ رات کا نصف حصہ سوتے، پھر ایک تہائی رات قیام کرتے اور پھر باقی چھٹا حصہ سو جاتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔“

## بَـابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَ كَيْفِيَّتِهِ وَ مُدَّةِ عُمْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

## داود عَلَیْہِ السَّلَام کی وفات، وفات کی کیفیت اور ان کی عمر کا بیان

(۱۰۴۰۱)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ دَاوُدُ النَّبِيُّ فِيْهِ غَيْرَةٌ شَدِيْدَةٌ، وَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اُغْلِقَتِ الْاَبْوَابُ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلٰى اَهْلِهِ اَحَدٌ حَتّٰى يَرْجِعَ، قَالَ: فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَ غُلِّقَتِ الدَّارُ فَاَقْبَلَتْ اِمْرَاَتُهُ تَطَّلِعُ اِلَى الدَّارِ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ وَسْطَ الدَّارِ، فَقَالَت لِمَنْ فِي الْبَيْتِ: مِنْ اَيْنَ دَخَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الدَّارَ وَالدَّارُ مُغْلَقَةٌ؟ وَاللّٰهِ لَتُفْتَضَحَنَّ بِدَاوُدَ فَجَاءَ دَاوُدُ، فَاِذَا الرَّجُلُ قَائِمٌ وَسْطَ الدَّارِ، فَقَالَ لَهُ دَاوُدُ: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: اَنَا الَّذِيْ لَا اَهَابُ الْمُلُوْكَ وَ لَا يَمْتَنِعُ مِنِّيْ شَيْءٌ، فَقَالَ دَاوُدُ: اَنْتَ وَاللّٰهِ! مَلَكُ الْمَوْتِ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے نبی داود عَلَیْہِ السَّلَام شدید غیرت سے متصف تھے، جب وہ گھر سے باہر جاتے تو دروازے بند کر دیئے جاتے اور ان کے گھر والوں کے پاس کوئی نہ آ سکتا، یہاں تک کہ وہ واپس تشریف لے آتے، ایک دن روٹین کے مطابق وہ باہر چلے گئے اور گھر کو بند کر دیا گیا، لیکن جب ان کی بیوی گھر کی طرف متوجہ ہوئی تو انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی گھر کے درمیان میں کھڑا ہے، انھوں نے اس شخص کے بارے میں کہا: یہ آدمی گھر میں کیسے داخل ہوا، جبکہ گھر بند تھا؟ اللہ کی قسم! ہمیں داود کے ساتھ رسوا ہونا پڑے گا، اتنے میں داود عَلَیْہِ السَّلَام آ گئے، جب انھوں نے گھر کے بیچ میں ایک آدمی کو دیکھا تو انھوں نے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں وہ ہوں، جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا، بلکہ کوئی چیز مجھ سے بچ نہیں سکتی، داود عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا:

(۱۰۴۰۰) تخريج: أخرجه البخارى: ۱۱۳۱، ۳۴۲۰، ومسلم: ۱۱۵۹ (انظر: ٦٤٩١)

(۱۰۴۰۱) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، فان المطلب بن عبد الله لم يسمع من ابى هريرة (انظر: ۹۴۳۲)

فَمَرْحَبًا بِاَمْرِ اللّٰهِ، فَرُمِلَ دَاوُدُ مَكَانَهُ حَيْثُ قُبِضَتْ رُوْحُهُ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ شَأْنِهِ وَطَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، فَقَالَ سُلَيْمَانُ لِلطَّيْرِ: اَظِلِّيْ عَلٰى دَاوُدَ، فَاَظَلَّتْ عَلَيْهِ الطَّيْرُ حَتّٰى اَظْلَمَتْ عَلَيْهِمَا الْاَرْضُ، فَقَالَ لَهَا سُلَيْمَانُ: اقْبِضِيْ جَنَاحًا جَنَاحًا۔)) قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: يُرِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ فَعَلَتِ الطَّيْرُ، وَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، وَ غَلَبَتْ عَلَيْهِ يَوْمَئِذٍ الْمَضْرَجِيَّةُ۔ (مسند احمد: ۹۴۲۲)

اللہ کی قسم! تو تو ملک الموت ہے، اللہ کے حکم کو مرحبا، داود علیہ السلام نے اس جگہ پر دفن ہونا تھا، جہاں ان کی روح قبض ہوئی، اُدھر جب فرشتہ اپنے کام سے فارغ ہوا تو سورج طلوع ہو گیا، سلیمان علیہ السلام نے پرندوں سے کہا: داود پر سایہ کرو، پس پرندوں نے ان پر سایہ کیا، یہاں تک کہ زمین نے ان دونوں پر اندھیرا کر دیا، سلیمان علیہ السلام نے کہا: ایک ایک پر بند کرو۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دکھایا کہ پرندوں نے کیسے کیا، ساتھ ہی آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک بند کیا، اس دن لمبے پروں والے شکرے ان پر غالب آ گئے۔

**فوائد:** ......لفظ ''الْمَضْرَجِيَّةُ'' لکھنا، یہ کاتب کی غلطی ہے، یہ لفظ دراصل یوں ہے: ''الْمَضْرَحِيَّةُ''، ہم نے اصل لفظ کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب قرضے والی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَوَّلَ مَنْ جَحَدَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، اَوْ اَوَّلُ مَنْ جَحَدَ آدَمُ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ آدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاَخْرَجَ مِنْهُ مَا هُوَ مِنْ ذَرَارِيٍّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَجَعَلَ يَعْرِضُ ذُرِّيَّتَهُ عَلَيْهِ فَرَاٰى فِيْهِمْ رَجُلًا يَزْهَرُ، فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا ابْنُكَ دَاوُدُ، قَالَ: اَيْ رَبِّ! كَمْ عُمْرُهُ؟ قَالَ: سِتُّوْنَ عَامًا، قَالَ: رَبِّ! زِدْ فِيْ عُمْرِهِ، قَالَ: لَا، اِلَّا اَزِيْدُهُ مِنْ عُمْرِكَ، وَكَانَ عُمْرُ آدَمَ اَلْفَ عَامٍ فَزَادَهُ اَرْبَعِيْنَ عَامًا، فَكَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ كِتَابًا وَ اَشْهَدَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةَ، فَلَمَّا احْتُضِرَ آدَمُ وَاَتَتْهُ الْمَلَائِكَةُ لِتَقْبِضَهُ قَالَ: اِنَّهُ قَدْ بَقِيَ مِنْ عُمْرِيْ اَرْبَعُوْنَ عَامًا، فَقِيْلَ: اِنَّكَ قَدْ وَهَبْتَهَا لِاِبْنِكَ دَاوُدَ، قَالَ: مَا فَعَلْتُ وَ اَبْرَزَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَ شَهِدَتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) فَاَتَمَّهَا لِدَاوُدَ مِائَةَ سَنَةٍ وَاَتَمَّهَا لِآدَمَ عُمْرَهُ اَلْفَ سَنَةٍ۔)) ...... ''بیشک سب سے پہلے نکار کرنے والے آدم علیہ السلام ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی پیٹھ کو چھو کر اس سے ان کی قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کو نکالا اور اس اولاد کو ان پر پیش کیا، انھوں نے اس میں ایک خوش نما اور تابناک آدمی دیکھا اور کہا: اے میرے ربّ! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ تیرا بیٹا داود ہے، انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! اس کی عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: ساٹھ سال، انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! اس کی عمر میں اضافہ کر دے، اللہ تعالیٰ نے کہا: نہیں، الا یہ کہ تیری عمر سے اضافہ کیا جائے۔ آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی، انھوں نے اپنی عمر میں سے داود کی عمر میں چالیس سال اضافہ کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو لکھ لیا اور فرشتوں کو گواہ بنا لیا، جب آدم علیہ السلام کی

وفات کا وقت آیا اور ان کی روح قبض کرنے کے لیے فرشتے ان کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: ابھی تک میری عمر کے تو چالیس سال باقی ہیں، ان سے کہا گیا کہ آپ نے وہ چالیس سال تو اپنے بیٹے داود کو ہبہ کر دیئے تھے، آدم علیہ السلام نے کہا: میں نے تو ایسے نہیں کیا تھا، اُدھر اللہ تعالیٰ نے کتاب کو ظاہر کر دیا اور فرشتوں نے گواہی دے دی، لیکن پھر داود علیہ السلام کی عمر بھی سو سال پوری کر دی اور آدم علیہ السلام کی ایک ہزار پوری کر دی۔''

(مسند طیالسی: ۲۶۹۲، مسند ابو یعلی: ۲۷۱۰، مسند احمد: ۲۲۷۰)

## بَابُ ذِكْرِ نَبِيِّ اللّٰهِ سُلَيْمَانَ وَ عِظَمِ مُلْكِهِ

## اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام اور ان کی بادشاہت کے عظیم ہونے کا بیان

(۱۰۴۰۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، سَاَلَ اللّٰهَ ثَلَاثًا فَاَعْطَاهُ ثِنْتَيْنِ، وَ نَحْنُ نَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ لَهُ الثَّالِثَةُ فَسَاَلَهُ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ، وَ سَاَلَهُ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ، وَ سَاَلَهُ اَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلَاةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ خَرَجَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ فَنَحْنُ نَرْجُوْ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ اَعْطَاهُ اِيَّاهُ۔)) (مسند احمد: ۶۶۴۴)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا، اس نے دو چیزیں عطا کر دیں اور ہم تیسری کے بارے میں بھی امید رکھتے ہیں، انھوں نے یہ سوال کیا کہ ان کا حکم اور فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلے کے موافق ہو، پس اس نے ان کو یہ چیز عطا کر دی، انھوں نے ایسی بادشاہت کا سوال کیا، جو ان کے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو، پس اس نے ان کو یہ چیز بھی دے دی اور انھوں نے تیسرا سوال یہ کیا کہ جو آدمی اپنے گھر سے صرف نماز ادا کرنے کے لیے نکلے اور اس مسجد میں آئے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح صاف ہو جائے، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا، پس ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ چیز بھی عطا کر دی ہو گی۔''

(۱۰۴۰۳)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ، فَاَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهُ وَاَرَدْتُ اَنْ اَرْبِطَهُ اِلٰى جَنْبِ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شیطان نے گزشتہ رات میری نماز کو کاٹنے کے لیے مجھ پر حملہ کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے قدرت دی اور میں نے اس کو دھکا دیا، پھر میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں، تا کہ تم سارے صبح

(۱۰۴۰۲) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابن ماجه: ۳۳۷۷ (انظر: ۶۶۴۴)

(۱۰۴۰۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۶۱، ۳۴۲۳، ومسلم: ۵۴۱ (انظر: ۷۹۶۹)

حَتّٰی تُصْبِحُوْا فَتَنْظُرُوْا اِلَیْهِ کُلُّکُمْ اَجْمَعُوْنَ۔)) قَالَ: ((فَذَکَرْتُ دَعْوَةَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِیْ، قَالَ: فَرَدَّهُ خَاسِئًا۔)) (مسند احمد: ٧٩٥٦)

کے وقت اس کو دیکھ سکو، لیکن پھر مجھے اپنی بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی: اے میرے ربّ! مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما کہ جو میرے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو، پس اس کو ناکام و نامراد لوٹا دیا۔''

**فوائد:** ......سلیمان علیہ السلام کو اپنے باپ داود علیہ السلام سے نبوت اور بادشاہت وراثت میں ملی، سلیمان علیہ السلام انفرادی خصوصیت وفضیلت کے مالک تھے، وہ پوری تاریخ انسانیت میں اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ ان کی حکمرانی صرف انسانوں پر ہی نہیں تھی، بلکہ جنات، حیوانات اور چرند پرند حتی کہ ہوا تک ان کے ماتحت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نمل میں (١٦ تا ٤٤) اور سورۂ ص میں (٣٠ تا ٤٠) میں بہت خوبصورت انداز میں سلیمان علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ شَیْءٍ مِنْ حِکْمَةٍ فِی الْقَضَایَا
## فیصلوں میں سلیمان علیہ السلام کی حکمت کا بیان

(١٠٤٠٤)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَیْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَانِ لَهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَاَخَذَ اَحَدَ الْاِبْنَیْنِ فَتَحَاکَمَا اِلٰی دَاوُدَ، فَقَضٰی بِهِ لِلْکُبْرٰی، فَخَرَجَتَا فَدَعَاهُمَا سُلَیْمَانُ هَاتُوْا السِّکِّیْنَ اَشُقُّهُ بَیْنَهُمَا، فَقَالَتِ الصُّغْرٰی: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا لَا تَشُقُّهُ، فَقَضٰی بِهِ لِلصُّغْرٰی)) قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ: وَاللّٰهِ! اِنْ عَلِمْنَا مَا السِّکِّیْنُ اِلَّا یَوْمَئِذٍ وَ مَا کُنَّا نَقُوْلُ اِلَّا الْمُدْیَةَ۔)) (مسند احمد: ٨٢٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو عورتیں تھیں، دونوں کے ساتھ ایک ایک بیٹا تھا، ایک بھیڑیا آیا اور ایک بیٹا لے گیا، پس دونوں فیصلہ کر لے داود علیہ السلام کے پاس آئیں، انھوں نے بڑی کے حق میں اس بچے کا فیصلہ کر دیا، پھر وہ دونوں چلی گئیں، سلیمان علیہ السلام نے ان کو بلایا اور کہا: چھری لے آؤ، تاکہ میں اس بچے کو ان دونوں خواتین میں تقسیم کر دوں، یہ بات سن کر چھوٹی خاتون نے کہا: اللہ تم پر رحم کرے، یہ اسی بڑی کا بیٹا ہے، اس کو چیرا مت دو، اس خاتون کی یہ بات سن کر سلیمان علیہ السلام نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اس دن ہمیں پتہ چلا کہ چھری کو ''سِکِّیْن'' بھی کہتے ہیں، ہم تو اس کو ''مُدْیَة'' ہی کہتے تھے۔

**فوائد:** ...... سبحان اللہ! کیا دانائی تھی سلیمان علیہ السلام کی۔

(١٠٤٠٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٤٢٧، ٦٧٦٩، ومسلم: ١٧٢٠ (انظر: ٨٢٨٠)

اس مقام پر یہ سوال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ داود علیہ السلام نے بڑی خاتون کے حق میں فیصلہ کیوں کیا اور سلیمان علیہ السلام نے اس کو تبدیل کیوں کر دیا؟ کیونکہ داود علیہ السلام نے کچھ قرائن اور اسباب کی بنا پر بڑی خاتون کے حق میں فیصلہ کیا ہوگا اور اسی کو ظن غالب کی روشنی میں حق سمجھا ہوگا، لیکن ان کی شریعت کی روشنی میں سلیمان علیہ السلام کے لیے از سرِ نو فیصلہ کرنے کی گنجائش موجود ہوگی، اس لیے آپ علیہ السلام نے ایک عمدہ حیلہ استعمال کیا اور معاملے کی حقیقت واضح ہوگئی۔

درج ذیل حدیث پر غور کریں:

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کی آواز سنی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ فَأَقْضِي لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا۔)) ...... ''میں تو محض ایک انسان ہوں اور میرے پاس مقدمہ آتا ہے، ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دوسرے سے زیادہ بلیغ ہو اور میں یہ گمان کر کے فیصلہ کر دوں کہ وہ سچا ہے، پس جس شخص کے لئے میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہوگا، اب اس کی مرضی ہے کہ وہ اس کو لے لے، یا چھوڑ دے۔'' (صحیح بخاری: ۲۲۷۸، صحیح مسلم: ۳۲۳۱)

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ممکن ہے کہ اصل صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہ جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری شواہد و قرائن کا اعتبار کرنا ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَثْرَةِ نِسَائِهِ وَ سَرَارِيْهِ

## سلیمان کی بیویوں اور لونڈیوں کی کثرت کا بیان

(۱۰۴۰۵)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ: وَ نَسِيَ أَنْ يَقُوْلَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَأَطَافَ بِهِنَّ قَالَ: فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا وَاحِدَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَ كَانَ دَرَكًا لِحَاجَتِهِ، (وَفِيْ لَفْظٍ) لَوْ أَنَّهُ كَانَ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَوَلَدَتْ كُلُّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلیمان بن داود علیہ السلام نے کہا: آج رات میں سو خواتین کے پاس جاؤں گا، ان میں سے ہر ایک ایک لڑکا جنم دے گی اور وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا، وہ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے، پس سب خواتین کے پاس گئے اور حق زوجیت ادا کیا، لیکن صرف ایک خاتون کا بچہ پیدا ہوا اور وہ بھی ادھورا تھا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر انھوں نے ان شاء اللہ کہا ہوتا تو ان کی قسم بھی نہ ٹوٹتی اور ان کی حاجت بھی پوری ہو جاتی، ایک روایت میں ہے: اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو ہر خاتون نے

(۱۰۴۰۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۲۴۲، ومسلم: ۱۶۵۴ (انظر: ۷۷۱۵)

امْرَاَۃٍ مِنْہُنَّ غُلَامًا یَضْرِبُ بِالسَّیْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۷۷۰۱)

لڑکا پیدا کرتا تھا، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار سے جہاد کرتا۔''

**فوائد:**...... سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت ہر اعتبار سے بے مثال تھی۔

## بَابُ قِصَّةِ الْعُزَيْرِ وَمَا جَاءَ فِيْ ذٰلِكَ

## عزیر علیہ السلام کے قصے اور اس معاملے کی روایت کا بیان

(۱۰۴۰٦)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((نَزَلَ نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ تَحْتَ شَجَرَۃٍ فَلَدَغَتْہُ نَمْلَۃٌ فَاَمَرَ بِجَہَازِہِ فَاُخْرِجَ مِنْ تَحْتِہَا ثُمَّ اَمَرَبِہَا فَاُحْرِقَتْ بِالنَّارِ، فَاَوْحَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیْہِ فَہَلَّا نَمْلَۃً وَاحِدَۃً۔)) (مسند احمد: ۹۸۰۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء میں ایک نبی ایک درخت کے نیچے اترے، ایک چیونٹی نے ان کو ڈسا، پس انھوں نے سامان کو ہٹانے اور نیچے سے چیونٹیوں کو نکالنے اور ان کو جلانے کا حکم دیا، سو ان کو جلا دیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ ایک چیونٹی کو کیوں نہیں جلایا تھا۔''

**فوائد:** ...... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور امام حسن بصری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث میں مذکور نبی سے مراد عزیر علیہ السلام ہیں، اسی وجہ سے اس حدیث کو اس باب میں ذکر کیا گیا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں کہا: عزیر علیہ السلام، بنی اسرائیل کے نبی تھے، داود، سلیمان، زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کے زمانوں کے بیچ میں ان کا زمانہ بنتا ہے۔

ممکن ہے کہ اس نبی کی شریعت میں آگ کا عذاب دینا جائز ہو، تبھی اللہ تعالیٰ نے جلانے پر نہیں، دوسری چیونٹیاں جلانے پر تنبیہ کی، نبی کریم ﷺ نے آگ کا عذاب دینے سے منع فرما دیا ہے۔

## اَبْوَابُ ذِکْرِ اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ زَکَرِیَّا وَ یَحْیٰ وَ عِیْسٰی وَ اُمِّہٖ مَرْیَمَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ

## اللہ تعالیٰ کے نبیوں زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ اور اس کی ماں سیدہ مریم علیہم السلام کے ذکر کے ابواب

(۱۰۴۰۷)۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((کَانَ زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ نَجَّارًا۔)) (مسند احمد: ۹۲۴٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔''

**فوائد:** ...... زکریا علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کمائی کرتے تھے، ممکن ہے کہ آپ ﷺ کا مقصد بڑھئی کا پیشہ اختیار کرنے کی یا مطلق کمائی کرنے کی ترغیب دلانا ہو۔

---

(۱۰۴۰٦) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۱۹، ومسلم: ۲۲۴۱ (انظر: ۹۸۰۱)

(۱۰۴۰۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۷۹ (انظر: ۹۲۵۷)

(۱۰۴۰۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ وُلْدِ آدَمَ اِلَّا قَدْ اَخْطَاَ اَوْ هَمَّ بِخَطِيْئَةٍ لَيْسَ يَحْيَ بْنُ زَكَرِيَّا، وَ مَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) (مسند احمد: ۲۲۹۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اولادِ آدم میں سے کوئی بھی نہیں ہے، مگر اس نے خطا کی ہے، یا پھر خطا کا ارادہ کیا ہے، ما سوائے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ یہ کہے: میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں۔''

**فوائد**:...... اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان خوبصورت الفاظ کے ساتھ یحییٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا:

يٰـيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا۔ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا۔ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ ......'' اے یحییٰ! کتاب کو قوت سے پکڑ اور ہم نے اسے بچپن ہی میں فیصلہ کرنا عطا فرمایا۔ اور اپنی طرف سے شفقت اور پاکیزگی (عطا کی) اور وہ بہت بچنے والا تھا۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا اور وہ سرکش، نافرمان نہ تھا۔ اور سلام اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن فوت ہوگا اور جس دن زندہ ہو کر اٹھایا جائے گا۔ (سورۂ مریم: ۱۲ تا ۱۵)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کہا: بمطابق بشارت الٰہی زکریا علیہ السلام کے ہاں یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تورات سکھا دی جو ان میں پڑھی جاتی تھی اور جس کے احکام نیک لوگ اور انبیاء دوسروں کو بتلاتے تھے، اس وقت ان کی عمر بچپن کی ہی تھی، اسی لئے اپنی اس انوکھی نعمت کا بھی ذکر کیا کہ بچہ بھی دیا اور اسے آسمانی کتاب کا عالم بھی بچپن سے ہی کر دیا اور حکم دے دیا کہ حرص اجتہاد، کوشش اور قوت کے ساتھ کتاب اللہ سیکھ لے۔ ساتھ ہی ہم نے اسے اسی کم عمری میں فہم و علم، قوت و عزم، دانائی اور حلم عطا کر دیا، نیکیوں کی طرف بچپن سے ہی جھک گئے اور کوشش و خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت اور مخلوق کی خدمت میں لگ گئے، بچے آپ سے کھیلنے کو کہتے تھے، مگر یہ جواب دیتے تھے کہ ہم کھیل کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ یحییٰ علیہ السلام کا وجود زکریا علیہ السلام کے لئے ہماری رحمت کا کرشمہ تھا، جس پر بجز ہمارے اور کوئی قادر نہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، انھوں نے کہا: واللہ! میں نہیں جانتا کہ حنان کا مطلب کیا ہے۔ لغت میں محبت، شفقت، رحمت وغیرہ کے معنی میں یہ آتا ہے، بظاہر یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے اسے بچپن سے ہی حکم دیا اور اسے شفقت و محبت اور پاکیزگی عطا فرمائی۔ یحییٰ علیہ السلام ہر میل کچیل، ہر گناہ اور معصیت سے بچے ہوئے تھے۔ صرف نیک اعمال آپ کی عمر کا خلاصہ تھا، آپ گناہوں سے اور اللہ کی نافرمانیوں سے یکسو تھے، ساتھ ہی ماں باپ کے فرمابردار اطاعت گزار اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے، کبھی کسی بات میں ماں باپ کی مخالفت نہیں کی، کبھی

---

(۱۰۴۰۸) تخریج: اسناده ضعیف، علی بن زید بن جدعان ضعیف، ویوسف بن مهران لین الحدیث، أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۱/ ۵۶۲، وابویعلی: ۲۵۴۴، والحاكم: ۲/ ۵۹۱ (انظر: ۲۲۹۴)

ان کے فرمان سے باہر نہیں ہوئے، کبھی ان کی روک کے بعد کسی کام کو نہیں کیا، کوئی سرکشی کوئی نافرمانی کی خُو آپ میں نہ تھی۔ ان اوصاف جمیلہ اور خصائل حمیدہ کے بدلے تینوں حالتوں میں آپ کو اللہ کی طرف سے امن وامان اور سلامتی ملی۔ یعنی پیدائش والے دن موت والے دن اور حشر والے دن۔ یہی تینوں مقامات گھبراہٹ کے ہیں اور انجان ہیں۔ انسان ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی ایک نئی دنیا دیکھتا ہے، جواس کی آج تک کی دنیا سے عظیم الشان اور بالکل مختلف ہوتی ہے، موت والے دن اس مخلوق سے واسطہ پڑتا ہے، جس سے حیات میں کبھی بھی واسطہ نہیں پڑا، انھیں کبھی نہ دیکھا۔ محشر والے دن بھی علی ہذا القیاس اپنے تئیں ایک بہت بڑے مجمع میں جو بالکل نئی چیز ہے، دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ پس ان تینوں وقتوں میں اللہ کی طرف سے یحییٰ علیہ السلام کو سلامتی ملی۔ امام قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ نے گناہ بھی کبھی نہیں کیا۔

## بَابُ وَصِيَّةِ نَبِيِّ اللّٰهِ يَحْيٰى لِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ

## اللہ کے نبی یحییٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو کی گئی وصیت کا بیان

(۱۰۴۰۹)۔ عَنِ الْحَارِثِ الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَمَرَ يَحْيَ بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ اَنْ يَعْمَلَ بِهِنَّ، وَ اَنْ يَاْمُرَ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ اَنْ يَعْمَلُوْا بِهِنَّ فَكَادَ اَنْ يُبْطِيءَ، فَقَالَ لَهُ عِيْسٰى: اِنَّكَ قَدْ اُمِرْتَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ اَنْ تَعْمَلَ بِهِنَّ وَ اَنْ تَاْمُرَ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ اَنْ يَعْمَلُوْا بِهِنَّ، فَاِمَّا اَنْ تُبَلِّغَهُنَّ وَ اِمَّا اُبَلِّغَهُنَّ؟ فَقَالَ لَهُ: يَا اَخِيْ! اِنِّيْ اَخْشٰى اِنْ سَبَقْتَنِيْ اَنْ اُعَذَّبَ اَوْ يُخْسَفَ بِيْ، قَالَ: فَجَمَعَ يَحْيٰى بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ حَتّٰى اِمْتَلَا الْمَسْجِدُ وَ قَعَدَ عَلَى الشُّرَفِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَمَرَنِيْ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ اَنْ اَعْمَلَ بِهِنَّ وَآمُرَكُمْ اَنْ تَعْمَلُوْا بِهِنَّ، اَوَّلُهُنَّ اَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ

سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، انھوں نے لوگوں کو بتانے میں دیر کی، عیسی علیہ السلام نے ان سے کہا: آپ کو پانچ کلمات کے بارے میں حکم دیا گیا تھا کہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، اب آپ ان کو بتلائیں یا میں بتلا دیتا ہوں، انھوں نے کہا: اے میرے بھائی! اگر آپ مجھ سے پہلے بتلا دیں تو مجھے یہ ڈر ہو گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے عذاب دیا جائے یا مجھے دھنسا دیا جائے۔ پس یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا، یہاں تک کہ مسجد بھر گئی، پھر وہ اونچی جگہ پر بیٹھے، پس انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ کلمات کا حکم دیا ہے کہ خود بھی ان پر عمل کروں اور تم کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دوں، پہلا حکم یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، پس بیشک مشرک کی مثال اس آدمی کی

(۱۰۴۰۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۲۸۶۳، ۲۸۶۴ (انظر: ۱۷۱۷۰)

اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِوَرَقٍ أَوْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَعْمَلُ وَ يُؤَدِّيْ عَمَلَهُ إِلَى غَيْرِ سَيِّدِهِ فَأَيُّكُمْ يَسُرُّهُ أَنْ يَكُوْنَ عَبْدُهُ كَذٰلِكَ؟ وَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ فَاعْبُدُوْهُ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَ آمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَنْصِبُ وَجْهَهُ بِوَجْهِ عَبْدِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا، وَ آمُرُكُمْ بِالصِّيَامِ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ مَعَهُ صُرَّةٌ مِنْ مِسْكٍ فِيْ عِصَابَةٍ كُلُّهُمْ يَجِدُ رِيْحَ الْمِسْكِ، وَ إِنَّ خَلُوْفَ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ، وَ آمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَسَرَهُ الْعَدُوُّ فَشَدُّوْا يَدَيْهِ إِلَى عُنُقِهِ وَ قَرَّبُوْهُ لِيَضْرِبُوْا عُنُقَهُ، فَقَالَ: هَلْ لَكُمْ أَنْ أَفْتَدِيَ نَفْسِيْ مِنْكُمْ؟ فَجَعَلَ يَفْتَدِيْ نَفْسَهُ مِنْهُمْ بِالْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ حَتّٰى فَكَّ نَفْسَهُ، وَ آمُرُكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَ إِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعَدُوُّ سِرَاعًا فِيْ أَثَرِهَا فَأَتٰى حِصْنًا حَصِيْنًا فَتَحَصَّنَ فِيْهِ، وَ إِنَّ الْعَبْدَ أَحْصَنُ مَا يَكُوْنُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِذَا كَانَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) قَالَ: و قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ، اَللّٰهُ أَمَرَنِيْ بِهِنَّ، بِالْجَمَاعَةِ وَ السَّمْعِ وَ الطَّاعَةِ، وَ الْهِجْرَةِ، وَ الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ

طرح ہے، جس نے اپنے خالص مال چاندی یا سونے کے عوض غلام خریدا، لیکن ہوا یوں کہ وہ غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے لیے کام کرنے لگا، اب تم میں سے کس کو یہ بات خوش کرے گی کہ اس کا غلام اس قسم کا ہو، اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تم کو رزق دیا ہے، پس تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور میں تم کو نماز کا حکم دیتا ہوں، پس بیشک اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ بندے کے چہرے کی خاطر اس وقت تک متوجہ کیے رکھتے ہیں، جب تک وہ اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہو، اس لیے جب نماز پڑھو تو اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہوا کرو، اور میں تمہیں روزوں کا حکم دیتا ہوں، ان کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس کے پاس کستوری کی تھیلی ہو اور سارے لوگ کستوری کی خوشبو محسوس کر رہے ہوں، روزے دار کے منہ کی بدلی ہوئی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے، اور میں تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہوں، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس کو اس کے دشمن نے قید کر کے اس کے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ دیا ہو اور اس کی گردن کاٹنے کے لیے اس کو قریب کرے اور وہ آگے سے کہے: اگر میں اپنے نفس کے عوض اتنا فدیہ دے دوں تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گے؟ پھر اس نے کم مقدار اور زیادہ مقدار فدیہ دینا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اپنے آپ کو بچا لیا، اور میں تم کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں، اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے، جس کا دشمن جلدی کرتے ہوئے اس کا تعاقب کر رہا ہو، لیکن وہ مضبوط قلعے میں پہنچ کر قلعہ بند ہو گیا، اور بیشک بندہ شیطان سے سب سے زیادہ حفاظت میں اس وقت ہوتا ہے، جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہوتا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا

اِلٰـی اَنْ یَرْجِعَ، وَ مَنْ دَعَا بِدَعْوَۃِ الْجَاھِلِیَّۃِ فَھُـوَ مِنْ جُثَاءِ جَھَنَّمَ، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! وَ اِنْ صَـامَ وَ صَـلّٰـی؟ قَـالَ: وَ اِنْ صَـامَ وَ صَـلّٰـی وَ زَعَـمَ اَنَّـہُ مُسْـلِـمٌ، فَـادْعُـوْا الْـمُسْـلِـمِیْـنَ بِـمَـا سَـمَّـاھُمُ الْمُسْلِمِیْنَ الْـمُـؤْمِـنِیْنَ عِبَادَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۰۲)

ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا حکم دیا ہے، (وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:) جماعت، امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا، ہجرت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، پس جو آدمی ایک بالشت کے بقدر جماعت سے نکل گیا، اس نے واپس پلٹنے تک اپنی گردن سے اسلام کا معاہدہ اتار پھینکا اور جس نے جاہلیت کی پکار پکاری، وہ جہنم کی جماعت میں سے ہوگا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ روزے بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ روزہ بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے اور یہ گمان بھی کرے کہ وہ مسلمان ہے، پس مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے رکھے ہوئے نام سے پکارو، یعنی مسلمان، مؤمن، اللہ تعالیٰ کے بندے۔''

## بَـابُ ذِکْرِ نَبِیِّ اللّٰہِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَبْدِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اُمِّہٖ مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ

### اللہ کے نبی، بندے اور رسول عیسی بن مریم علیہ السلام اور ان کی ماں سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام کا ذکر

(۱۰۴۱۰)۔ عَـنْ اَبِـیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَـا مِنْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ اِلَّا نَـخَسَـہُ الشَّیْـطَانُ فَیَسْتَھِلُّ صَارِخًا مِنْ نَـخْسَۃِ الشَّیْطَانِ اِلَّا ابْنَ مَرْیَـمَ وَاُمَّہُ۔)) قَالَ اَبُـوْھُـرَیْرَۃَ: اِقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِكَ وَذُرِّیَّتَھَـا مِـنَ الشَّیْـطَـانِ الـرَّجِیْمِ۔﴾ (مسند احمد: ۷۱۸۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی بچہ جو پیدا ہوتا ہے، مگر شیطان اس کو چوکا لگاتا ہے، وہ شیطان کے اس چوکے کی وجہ سے چیختا ہے، ما سوائے ابن مریم اور اس کی ماں کے۔'' سیدنا ابو ہریرہ علیہ السلام نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو قرآن کا یہ حصہ پڑھ لو: ''بیشک میں اس کو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں، شیطان مردود سے۔''

**فوائد:** ..... حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں مزید تفصیل اگلے ابواب میں آرہی ہے۔

## بَابُ مَاجَاءَ فِیْ فَضْلِ مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ

### سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام کی فضیلت کا بیان

(۱۰۴۱۱)۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱۰۴۱۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۳۱، ومسلم: ۲۳۶۶ (انظر: ۷۱۸۲)

(۱۰۴۱۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۳۲، ومسلم: ۲۴۳۰ (انظر: ٦٤٠)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا بِنْتُ عِـمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ۔)) (مسند احمد: ٦٤٠)

''سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام اپنے زمانے کی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے عہد کی خواتین میں سب سے بہتر تھیں۔''

**فوائد:** ......اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم علیہا السلام اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ایسی خصوصیات عطا کیں کہ جو دوسری خواتین کا مقدر نہ بن سکیں، سیدہ مریم علیہا السلام کو طاہر بنایا، مخصوص امور کے لیے ان کا انتخاب کیا، جبریل علیہ السلام نے ان سے کلام کیا، ان کے اندر روح پھونکی، وہ خاوند کے بغیر ایک عظیم پیغمبر کی ماں بن گئیں، ان کے بچے نے بچپنے میں کلام کیا اور اپنی ماں کی پاکدامنی کی شہادت دی، سیدہ مریم نے اپنے ربّ کے کلمات اور کتب کی تصدیق کی اور وہ عبادت گزاروں میں تھی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، کون ہے سیدہ خدیجہ، جب لوگ محمد ﷺ کے ساتھ کفر کر رہے تھے، اس وقت سیدہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں، جب تکبر کرنے والے آپ ﷺ سے رک رہے تھے، تب سیدہ نے آپ ﷺ کی تصدیق کی، جب لوگ آپ ﷺ پر بخل کر رہے تھے، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ پر سخاوت کی، جب آپ ﷺ پر اجنبیت طاری تھی، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ سے انس کیا، جب آپ ﷺ سیدنا جبریل علیہ السلام کی پہلی آمد پر پریشان ہوئے، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ کے خصائل حمیدہ کا ذکر کر کے آپ ﷺ کو تسلی دی اور آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

(١٠٤١٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَطَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ خُطُوْطٍ، قَالَ: ((تَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ؟)) فَقَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ اِمْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ۔)) (مسند احمد: ٢٦٦٨)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچے، پھر پوچھا: ''کیا تم ان لکیروں کے بارے میں جانتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت والی خواتین میں سب سے افضل یہ چار ہیں: خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران۔''

**فوائد:** ......موسی علیہ السلام کا فرعون کے محل میں دفاع کرنے والی سیدہ آسیہ علیہا السلام ہی تھیں، اس خاتون کی عظمت کو سلام، جس نے فرعون کے گھر میں رہ کر اپنے آپ کو جنت کا مستحق ثابت کر لیا، مندرجہ ذیل روایت پر غور کریں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اِنَّ فِرْعَوْنَ اَوْتَدَ لِامْرَاَتِهِ اَرْبَعَةَ اَوْتَادٍ فِي يَدَيْهَا وَرِجْلَيْهَا، فَكَانُوْا اِذَا تَفَرَّقُوْا عَنْهَا ظَلَّلَتْهَا الْمَلَائِكَةُ، فَقَالَتْ: ﴿رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ

(١٠٤١٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطيالسي: ٢٧١٠، والطبراني: ٢١٦٨ (انظر: ٢٦٦٨)

وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾، فَكَشَفَ لَهَا عَنْ بَيْتِهَا فِي الْجَنَّةِ۔ ......فرعون نے اپنی بیوی کے دو ہاتھوں اور دو پاؤں میں چار میخیں گاڑ دیں۔ جب وہ (فرعونی) اس سے جدا ہوتے تھے تو فرشتے اس پر سایہ کر لیتے تھے، اس بیوی نے کہا: ''اے میرے ربّ! اپنے ہاں میرے لیے جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی چھٹکارا نصیب فرما۔'' سو اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس کے گھر سے پردہ ہٹا کر (اسے اس کا گھر دکھا دیا)۔'' (مسند ابو یعلی: ۴/۱۵۲۱، ۱۵۲۲، صحیحہ: ۲۵۰۸)

اللہ کے بندوں پر آزمائشیں ضرور آتی ہیں، لیکن ان آزمائشوں پر صبر کرنے کی وجہ سے انہیں جو رحمتِ الٰہی نصیب ہوتی ہے، وہ ان مصائب سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔

سیدہ خدیجہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب معروف ہیں اور سیدہ مریم علیہا السلام کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔

(۱۰۴۱۳)۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ اِبْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ فَاطِمَةُ اِبْنَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ آسِيَةُ اِمْرَاَةُ فِرْعَوْنَ۔)) (مسند احمد: ۱۲۴۱۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہانوں کی عورتوں میں یہ خواتین تجھے کافی ہیں: مریم بنتِ عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ) اور فرعون کی بیوی آسیہ۔''

(۱۰۴۱۴)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَائِهِمْ اِلَّا مَا كَانَ لِمَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۶۴۱)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار اور فاطمہ جنتی خواتین کی سردار ہوں گی، ما سوائے مریم بنت عمران کے۔''

## بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ نَبِيِّ اللّٰهِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

## اللہ کے نبی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی فضیلت کا بیان

(۱۰۴۱۵)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((كُلُّ بَنِی آدَمَ يَطْعُنُ الشَّيْطَانُ بِاِصْبَعِهِ فِی جَنْبِهِ حِيْنَ يُوْلَدُ اِلَّا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو آدم کے ہر بچے کو پیدائش کے وقت شیطان اپنی انگلی سے چوکا لگاتا ہے، ما سوائے عیسی بن مریم کے، شیطان چوکا

(۱۰۴۱۳) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الترمذى: ۳۸۷۸ (انظر: ۱۲۳۹۱)

(۱۰۴۱۴) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۱۱۶۹، والنسائى فى "الكبرى": ۸۵۱۴ (انظر: ۱۱۶۱۸)

(۱۰۴۱۵) تخريج: أخرجه البخارى: ۳۲۸۶ (انظر: ۱۰۷۷۳)

عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ ذَهَبَ یَطْعُنُ فَطَعَنَ فِیْ الْحِجَابِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۷۸۳)

لگانے کے لیے گیا تو تھا، لیکن پردے میں چوکا لگا کر واپس آ گیا۔''

**فوائد:** ...... پردے سے مراد وہ جھلی ہے، جس میں بچہ رحمِ مادر میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اور بوقتِ ولادت بچہ کے ساتھ نکلتی ہے۔

شیطان یہ چوکا لگا کر بچے پر اپنے تسلّط کا آغاز کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے عیسی علیہ السلام اور ان کی ماں کی اس سے حفاظت کی، یہ ان کی ماں کی دعا کی برکت تھی، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۴۱۰)

(۱۰٤۱٦)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ فِیْ الْاُوْلٰی وَ الْآخِرَةِ۔)) قَالُوْا: کَیْفَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلْاَنْبِیَاءُ اِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ، وَ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی، وَدِیْنُهُمْ وَاحِدٌ، فَلَیْسَ بَیْنَنَا نَبِیٌّ۔)) (مسند احمد: ۸۲۳۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دنیا و آخرت میں عیسی بن مریم علیہ السلام کا سب سے زیادہ قریبی ہوں۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انبیائے کرام علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے، پس میرے اور عیسی علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔''

**فوائد:** ...... علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں، جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف ہوں، آپ ﷺ نے دین کے اصول کو باپ سے اور دین کی فروعات کو ماؤں سے تشبیہ دی، یعنی انبیاء و رسل کے ادیان کے اصول یکساں تھے، البتہ شریعت کی فروعات مختلف ہوتی تھیں۔

اگرچہ عیسی علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مابین تقریبا چھ صدیوں کا فاصلہ ہے، لیکن ان دو ہستیوں کے درمیان کوئی اور نبی نہیں آیا، اس اعتبار سے آپ ﷺ عیسی علیہ السلام کے قریب تر ہیں۔

(۱۰٤۱۷)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اِنْ طَالَ بِیْ عُمَرٌ اَنْ اَلْقٰی عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِنْ عَجِلَ لِیْ مَوْتٌ فَمَنْ لَقِیَهُ مِنْکُمْ فَلْیُقْرِئْهُ مِنِّی السَّلَامَ۔)) (مسند احمد: ۷۹۵۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں امید کرتا ہوں، اگر میری عمر لمبی ہوئی تو میں عیسی بن مریم علیہ السلام سے ملاقات کر لوں گا اور اگر میری موت جلدی آ گئی تو تم میں سے جو آدمی ان کو ملے، ان کو میرا سلام کہہ دے۔''

**فوائد:** ...... تمام مسلمان یہ حدیث ذہن نشین کریں اور اپنی نسل کو اس کی تعلیم دیں، تاکہ جس کے زمانے میں حضرت عیسی علیہ السلام کا ظہور ہو وہ ان کو آپ ﷺ کا سلام پہنچائے۔

---

(۱۰٤۱٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳٦۵ (انظر: ۸۲٤۸)

(۱۰٤۱۷) تخریج: اسناده صحیح علی شرطهما (انظر: ۷۹۷۰)

## بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صِفَتِهِ وَ شَمَائِلِهِ وَ نُزُوْلِهِ آخِرَ الزَّمَانِ وَ حُكْمِهِ وَ مُدَّةِ مَكْثِهِ فِی الْاَرْضِ وَ حَجِّهِ وَ فَنَاءِ كُلِّ مِلَّةٍ غَیْرِ الْاِسْلَامِ وَ وَفَاتِهِ

## عیسی کی تخلیقی صفات، عادات، آخری زمانے میں ان کے نازل ہونے، انصاف کرنے، زمین میں ٹھہرنے کی مدت، حج کرنے، اسلام کے علاوہ ہر مذہب کے فنا ہو جانے اور ان کی وفات کا بیان

(١٠٤١٨)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْاَنْبِیَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی وَدِیْنُهُمْ وَاحِدٌ، وَاَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ لِاَنَّهُ لَمْ یَكُنْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُ نَبِیٌّ، وَاِنَّهُ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ رَجُلًا مَرْبُوْعًا اِلَی الْحُمْرَةِ وَ الْبَیَاضِ عَلَیْهِ ثَوْبَانِ مُمَصَّرَانِ كَاَنَّ رَاْسَهُ یَقْطُرُ وَ اِنْ لَمْ یُصِبْهُ بَلَلٌ، فَیَدُقُّ الصَّلِیْبَ، وَ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ، وَ یَضَعُ الْجِزْیَةَ، وَ یَدْعُو النَّاسَ اِلَی الْاِسْلَامِ، فَیُهْلِكُ اللّٰهُ فِیْ زَمَنِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ، وَ یُهْلِكُ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ، وَ تَقَعُ الْاَمَنَةُ عَلَی الْاَرْضِ حَتّٰی تَرْتَعَ الْاَسْوَدُ مَعَ الْاِبِلِ، وَ النِّمَارُ مَعَ الْبَقَرِ، وَ الذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ، وَ یَلْعَبَ الصِّبْیَانُ بِالْحَیَّاتِ لَا تَضُرُّهُمْ، فَیَمْكُثُ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ثُمَّ یُتَوَفّٰی وَ یُصَلِّی عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ (زَادَ فِیْ رِوَایَةٍ) وَ یَدْفِنُوْنَهُ۔)) (مسند احمد: ٩٢٥٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیائے کرام علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے، میں دنیا و آخرت میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا سب سے زیادہ قریبی ہوں، میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، بیشک وہ نازل ہونے والے ہیں، پس ان کو پہچان لینا، وہ معتدل قد کے آدمی ہیں، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل ہے، ان پر ہلکی زردی کے دو کپڑے ہوں گے، ایسے محسوس ہوگا جیسے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہو، حالانکہ نمی (پانی) لگا نہیں ہوگا، (یعنی وہ انتہائی نظیف اور چمک دار رنگ کے نظر آ رہے ہوں گے)، پس وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کے اُس عہد میں اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کو ختم کر دے گا، اللہ تعالیٰ ان کے ہی زمانے میں مسیح دجال کو ہلاک کرے گا، زمین پر اتنا امن و امان واقع ہوگا کہ سانپ اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہیں دیں گے، عیسی علیہ السلام زمین میں چالیس سال قیام کریں گے، پھر وہ فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کر کے ان کو دفن کریں گے۔''

**فوائد:** عیسی علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے پہلے آنے والے آخری پیغمبر تھے، اہل سنت والجماعت کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ عیسی علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے، قیامت کے قریب وہ آسمان سے اتریں گے، اس کے بعد وفات پائیں

(١٠٤١٨) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابو داود: ٤٣٢٤ (انظر: ٩٢٧٠)

گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔ حضرت عیسی علیہ السلام امام مہدی کے زمانے میں نازل ہوں گے اور سات سال تک ٹھہریں گے، ان کے دور میں امن وامان اور مال و دولت کی فراوانی ہوگی، جہاں تک انسانیت ہوگی، وہاں تک اسلام ہو گا، دوسرے تمام ادیان ختم ہو جائیں گے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا. بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا. وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا.﴾ ...... ''حالانکہ نہ انھوں نے (عیسی علیہ السلام) کو قتل کیا اور نہ اسے سولی پر چڑھایا اور لیکن ان کے لیے اس (مسیح) کا شبیہ بنا دیا گیا اور بے شک وہ لوگ جنھوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے، یقیناً اس کے متعلق بڑے شک میں ہیں، انھیں اس کے متعلق گمان کی پیروی کے سوا کچھ علم نہیں اور انھوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب میں کوئی نہیں مگر اس کی موت سے پہلے اس پر ضرور ایمان لائے گا اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔ (سورۂ نساء: ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹)

اس روایت میں ان کے چالیس سال ٹھہرنے کا ذکر ہے، شارح ابوداود نے حافظ ابن کثیر کے حوالے یہ تطبیق پیش کی ہے کہ اس سے مراد عیسی علیہ السلام کی کل عمر ہے، اور مشہور بھی یہی ہے کہ جب ان کو آسمان پر اٹھایا گیا تو ان کی عمر تینتیس برس تھی۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۹۸۷) واللہ اعلم

جزیہ ختم کر دینے کا معنی یہ ہے کہ دنیا پر ایک دین ہوگا، کوئی غیر مسلم بچے گا ہی نہیں کہ جو ذمی ہونے کی صورت میں جزیہ دے۔

ان کے زمانے میں امن اتنا عام ہو جائے گا کہ نقصان پہنچانے والے جانور بھی کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

(۱۰۴۱۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((يُوْشِكُ اَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا (وَ فِي لَفْظٍ حَكَمًا عَادِلًا وَ إِمَامًا مُقْسِطًا) يَكْسِرُ الصَّلِيْبَ، وَ يَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ، وَ يَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَ يَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ۔)) (مسند احمد: ۷۲۶۷)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہے کہ عیسی بن مریم علیہ السلام منصف فیصل بن کر تمہارے اندر نازل ہوں، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور مال اس قدر پھیل جائے گا کہ کوئی بھی اس کو قبول نہیں کرے گا۔''

کتبِ احادیث میں عیسی علیہ السلام کے نزول، نزول کے وقت اور ان کے عہد کی خصوصیات کی کافی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

---

(۱۰۴۱۹) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۰۴۲۰)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ، وَيَمْحُوْ الصَّلِيْبَ، وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلَاةُ، وَيُعْطِي الْمَالَ حَتّٰى لَا يُقْبَلَ، وَيَضَعُ الْخَرَاجَ، وَيَنْزِلُ الرَّوْحَاءَ فَيَحُجُّ مِنْهَا أَوْ يَعْتَمِرُ أَوْ يَجْمَعُهُمَا۔)) قَالَ: وَتَلَا أَبُوْهُرَيْرَةَ: ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ فَزَعَمَ حَنْظَلَةُ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ: يُؤْمِنُ بِهِ قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى فَلَا أَدْرِيْ هٰذَا كُلُّهُ حَدِيْثُ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ شَيْءٌ قَالَهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ۔ (مسند احمد: ۷۸۹۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹا دیں گے، نماز کو باجماعت ادا کیا جائے گا، لوگوں کو اس قدر مال دیں گے کہ کوئی بھی کسی سے قبول نہ کرے گا، وہ خراج کو ختم کر دیں گے اور عیسی علیہ السلام روحاء پر اتریں گے اور وہاں سے حج یا عمرہ یا دونوں ادا کریں گے۔'' پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیات تلاوت کیں: ''اورنہیں ہے اہل کتاب میں سے کوئی بھی، مگر وہ اس کی موت سے قبل اس پر ایمان لائے گا۔'' ''اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔''

(۱۰۴۲۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيُثَنِّيَنَّهُمَا۔)) (مسند احمد: ۷۲۷۱)

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! ابن مریم ضرور روحاء کے راستے سے تلبیہ پکاریں گے، وہ حج یا عمرہ یا دونوں کی ادائیگی کے لیے آ رہے ہوں گے۔''

**فوائد:**...... عیسی علیہ السلام کے بارے میں مزید ایک حدیث:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُوْلُ أَمِيْرُهُمُ الْمَهْدِيُّ: تَعَالَ صَلِّ بِنَا، فَيَقُوْلُ: لَا، إِنَّ بَعْضَهُمْ أَمِيْرُ بَعْضٍ، تَكْرِمَةُ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ۔)) ...... ''جب عیسی بن مریم (علیہ السلام) اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر مہدی انھیں کہیں گے: آئیں اور نماز پڑھائیں۔ وہ کہیں گے: نہیں، تم ہی ایک دوسرے کے امام و امیر ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت و تکریم ہے۔'' (أخرجه الحارث بن أبي أسامة في "مسنده"، واصل الحديث في "صحيح مسلم": ۱/ ۹۵، الصحيحة: ۲۲۳۶)

---

(۱۰۴۲۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ۷۹۰۳)

(۱۰۴۲۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۲۵۲ (انظر: ۷۲۷۳)

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اصل حدیث صحیح مسلم میں ہے، جو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری سند کے ساتھ مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔)) قَالَ: ((فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ علیہ السلام فَیَقُوْلُ اَمِیْرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَیَقُوْلُ: لَا، اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ اَمِیْرٌ، تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ۔)) ......''میری امت کا ایک گروہ روزِ قیامت تک حق پر غالب رہے گا۔'' پھر فرمایا: ''عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، مسلمانوں کے امیر ان کو کہیں گے: آئیں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔ وہ جواب دیں گے: نہیں، تم خود ایک دوسرے کے امام ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت ہوگی۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ امیر امام مہدی ہوں گے۔ وباللہ التوفیق۔ (صحیحہ: ۲۲۳۶)

# كِتَابُ قِصَصِ الْمَاضِيْنَ مِنْ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ وَ غَيْرِهِمْ اِلَى آخِرِ الْفَتْرَةِ وَ ذِكْرِ اَيَّامِ الْعَرَبِ وَ جَاهِلِيَّتِهِمْ

# گزر جانے والے بنی اسرائیل وغیرہ کے فترہ کے آخر تک کے قصوں اور عربوں اور ان کی جاہلیت کے زمانے کا بیان

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ الْقَصَّاصِيْنَ
## قصہ گو لوگوں کا بیان

(۱۰۴۲۲)۔ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ الْمَسْجِدَ فَإِذَا كَعْبٌ يَقُصُّ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: كَعْبٌ يَقُصُّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ، اَوْ مَاْمُوْرٌ، اَوْ مُخْتَالٌ۔)) قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ كَعْبًا فَمَا رُؤِيَ يَقُصُّ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۱۸۲۱۴)

عبد الجبار خولانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک صحابی مسجد میں داخل ہوا، جبکہ سیدنا کعب وعظ کر رہے تھے، اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: سیدنا کعب رضی اللہ عنہ وعظ کر رہے ہیں، اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قصے بیان نہیں کرتا مگر امیر، یا مامور، یا متکبر۔'' جب یہ بات سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو اس کے بعد ان کو وعظ کرتے ہوئے نہیں پایا گیا۔

(۱۰۴۲۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُصُّ عَلَى النَّاسِ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَاْمُوْرٌ اَوْ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو قصے بیان نہیں کرتا، مگر امیر، یا مامور، یا ریاکار۔''

(۱۰۴۲۲) تخریج: حسن لغيره (انظر: ۱۸۰۵۰)

(۱۰۴۲۳) تخریج: صحیح، أخرجه ابن ماجه: ۳۷۵۳ (انظر: ٦٦٦١)

مُرَاءٍ۔)) (مسند احمد: ٦٦٦١)

(١٠٤٢٤)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَقُصُّ عَلَى النَّاسِ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَأْمُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ (وَ فِيْ لَفْظٍ) لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَأْمُوْرٌ اَوْ مُتَكَلِّفٌ۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٩٤)

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے قصہ گوئی نہیں کرتا، مگر امیر یا مامور یا متکبر، ایک روایت میں ہے: وعظ نہیں کرتا مگر امیر یا مامور یا تکلف کرنے والا۔''

اس جگہ قصہ گوئی سے مراد وعظ ونصیحت کرنا ہے۔ اسی لیے وعظ ونصیحت کرنے والے کو ''قاصٌ'' کہتے ہیں۔

**فوائد:** ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مذہب، حکومت کی ذمہ داری ہے، جیسے نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں دیکھا گیا، ان زمانوں میں خطیب، امام، مفتی، قاضی اور والی کا تقرر یا اس کی معزولی حاکم وقت کی طرف سے ہوتی تھی۔ جہاں حکومت یہ ذمہ داری ادا نہیں کرے گی، وہاں متعصب فرقہ وارانہ ماحول ہوگا اور اسلام کے محاسن منظرِ عام پر نہیں آسکیں گے۔

تکبر اور تکلف کرنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو امیر کے حکم کے بغیر تقاریر شروع کر دیتا ہے، اس کا مقصد ریاکاری یا تکبر یا ریاست کا حصول ہوتا ہے، اگر اس کا مقصد اسلام کی تبلیغ ہو تو وہ حاکم سے اجازت لے۔

(١٠٤٢٥)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُقَصُّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ لَا اَبِيْ بَكْرٍ، وَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ قَصَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ، اِسْتَأْذَنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ، اَنْ يَقُصَّ عَلَى النَّاسِ قَائِمًا فَاَذِنَ لَهُ عُمَرُ۔ (مسند احمد: ١٥٨٠٦)

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانوں میں قصے بیان نہیں کیے جاتے تھے، سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے یہ کام کیا، انھوں نے پہلے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے لوگوں پر کھڑے ہو کر قصے بیان کرنے کے لیے اجازت طلب کی، پس انھوں نے ان کو اجازت دے دی۔

(١٠٤٢٦)۔ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ كُرْدُوْسَ بْنَ قَيْسٍ، وَ كَانَ قَاصَّ الْعَامَّةِ

کردوس بن قیس، جو کہ کوفہ میں عام لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے والے تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اصحابِ بدر میں سے ایک صحابی نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

(١٠٤٢٤) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٣٨٨٤)

(١٠٤٢٥) تخريج: اسناده ضعيف من اجل بقية بن الوليد الحمصي، فهو مدلس تدليس التسوية، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٦٥٦ (انظر: ١٥٧١٥)

(١٠٤٢٦) تخريج: اسناده ضعيف، لجهالة كردوس بن قيس، أخرجه الدارمي: ٢/ ٣١٩ (انظر: ١٥٩٠٠)

بِالْكُوْفَةِ قَالَ: اَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَاَنْ اَقْعُدَ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمَجْلِسِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَ رِقَابٍ۔)) قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ: اَيُّ مَجْلِسٍ تَعْنِيْ؟ قَالَ: كَانَ قَاصًّا۔ (مسند احمد: ١٥٩٩٥)

فرمایا: ''اس قسم کی مجلس میں بیٹھنا مجھے چار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔'' امام شعبہ کہتے ہیں: میں نے کہا: آپ ﷺ کی مراد کون سی مجلس ہے؟ اس نے کہا: وعظ ونصیحت والی مجلس۔

(١٠٤٢٦)۔ قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ، سَمِعْتُ مُصْعَبَ بنِ الزُّبَيْرِيَّ قَالَ: جَاءَ اَبُوْ طَلْحَةَ الْقَاصُّ عَلٰى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فَقَالَ: يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! اِنَّ قَوْمًا قَدْ نَهَوْنِيْ اَنْ اَقُصَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ وَ عَلٰى اَزْوَاجِهِ فَقَالَ مَالِكٌ: حَدِّثْ بِهِ وَ قُصَّ بِهِ۔ (مسند احمد: ١٦٧٠٥)

مصعب زبیری کہتے ہیں: قصہ گو ابوطلحہ نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے پوچھا: اے ابو عبد اللہ! بعض لوگوں نے مجھے یہ حدیث بیان کرنے سے منع کیا ہے: اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام پر رحمت بھیجے، بیشک تو تعریف کیا ہوا اور بزرگی والا ہے اور محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر اور آپ ﷺ کی بیویوں پر؟ امام مالک نے کہا: تو اس حدیث کو بیان کر۔

**فوائد:** ...... مؤطا امام مالک (١/ ١٦٥) میں مرفوع حدیث یوں ہے:

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((قُوْلُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔)) ...... ''تم اس طرح کہو: اے اللہ! تو رحمت بھیج محمد ﷺ پر، آپ کی بیویوں اور اولاد پر، جیسا کہ تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، اور تو برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی بیویوں اور اولاد پر، جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بیشک تو تعریف کیا گیا اور بزرگی والا ہے۔'' (صحیح بخاری: ٣٣٦٩، صحیح مسلم: ٤٠٧، واللفظ للامام مالك)

(١٠٤٢٨)۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَاصٍّ يَقُصُّ فَاَمْسَكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُصَّ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے، وہ قصہ گوئی کر رہا تھا، لیکن آپ ﷺ کو دیکھ کر رک گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قصہ

(١٠٤٢٧) تخريج: هٰذا الاثر مقطوع (انظر: ١٦٥٨٨

(١٠٤٢٨) تخريج: اسناده ضعيف من اجل ابى الجعد، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٨٠١٣ (انظر: ٢٢٢٥٤)

فَلَانْ اَقْعُدَ غُدْوَةً اِلٰی اَنْ تُشْرِقَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَ رِقَابٍ، وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَ رِقَابٍ۔)) (مسند احمد: ۲۲۶۰۹)

گوئی کرو، اگر میں نماز فجر سے طلوع آفتاب تک ایسی مجلس میں بیٹھوں تو یہ مجھے چار گردنیں آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوگا، اگر میں عصر سے غروبِ آفتاب تک بیٹھوں تو یہ عمل بھی مجھے چار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہوگا۔''

## بَابُ مَاجَاءَ فِی الرِّوَایَةِ وَ التَّحْدِیْثِ عَنْ اَخْبَارِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
## بنی اسرائیل کی روایات بیان کرنے کا بیان

(۱۰۴۲۹)۔ عَنْ اَبِیْ نَمْلَةَ الْاَنْصَارِیِّ ‌رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی اللہ علیہ وسلم : ((اِذَا حَدَّثَكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوْهُمْ، وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ، وَ قُوْلُوْا: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ، فَاِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكَذِّبُوْهُمْ، وَ اِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوْهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۵۷)

سیدنا ابو نملہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اہل کتاب تم سے بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب، بلکہ کہو: ہم اللہ تعالی، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، پس اگر ان کی بات حق ہوگی تو تم نے اس کی تکذیب نہیں کی اور اگر وہ باطل ہوگی تو تم نے اس کی تصدیق نہیں کی۔''

**فوائد:** ...... چونکہ تورات اور انجیل میں تحریف ہو چکی ہے اور یہود و نصاری کے مذہبی ادب میں کوئی ایسا ضابطہ باقی نہیں رہا، جس کے ذریعے یہ معلوم کیا جا سکے کہ ان آسمانی کتابوں کا فلاں حصہ حقیقت کے مطابق ہے اور فلاں حصہ مخالف، تحقیق کے وقت اصل متن (ٹیکسٹ) کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور ان کتابوں کی زبان ہی سرے سے مفقود ہو گئی ہے، اس لیے بنی اسرائیل کی روایات سن لینے پر اکتفا کرنا چاہیے، نہ ان کی تصدیق کی جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ جھوٹ ہوں اور نہ ان کی تکذیب کی جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ صحیح ہوں۔

ہاں اسلام میں تورات اور انجیل کی جس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ وہ حقیقت کے مطابق ہے یا وہ تحریف شدہ ہے، اس کا معاملہ اور ہے۔

(۱۰۴۳۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ‌رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی اللہ علیہ وسلم : ((لَا تَسْاَلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَیْءٍ فَاِنَّهُمْ لَنْ یَهْدُوْكُمْ وَ قَدْ ضَلُّوْا، فَاِنَّكُمْ اِمَّا اَنْ تُصَدِّقُوْا بِبَاطِلٍ اَوْ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا کرو، کیونکہ وہ تمہاری رہنمائی نہیں کریں گے، وہ تو خود گمراہ ہو چکے ہیں، اس طرح تم یا تو باطل کی تصدیق کرو گے یا حق کی

---

(۱۰۴۲۹) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابوداود: ۳۶۴۴ (انظر: ۱۷۲۲۵)

(۱۰۴۳۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، لضعف مجالد بن سعید، أخرجه البزار: ۱۲۴، وابویعلی: ۲۱۳۵، والبیهقی: ۲/ ۱۰ (انظر: ۱۴۶۳۱)

تُكَذِّبُوْا بِحَقٍّ ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِيْ.)) (مسند احمد: ١٤٦٨٥)

تکذیب، پس بیشک شان یہ ہے کہ اگر موسی علیہ السلام بھی تمہارے ما بین زندہ ہو جائیں تو ان کے لیے کوئی چیز حلال نہیں ہوگی، مگر یہ کہ وہ میری پیروی کریں۔''

(١٠٤٣١)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُنَا عَامَّةَ لَيْلِهِ عَنْ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: يُحَدِّثُنَا عَنْ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ حَتّٰى يُصْبِحَ) لَا يَقُوْمُ إِلَّا إِلَى عُظْمِ صَلَاةٍ۔ (مسند احمد: ٢٠١٦٣)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں رات کا اکثر حصہ بنو اسرائیل کے بارے میں (روایات) بیان کرتے رہتے، صرف فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔

**فوائد:** ...... بنو اسرائیل کی تاریخ میں کئی سبق آموز واقعات کا تذکرہ ملتا ہے، جیسا کہ ایک مثال ذیل میں دی گئی ہے، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق بھی بنتے رہے اور اس کے عذابوں کے حقدار بھی ٹھہرتے رہے، ان کے بعض احکام امتِ مسلمہ کے حق میں باقی ہیں اور بعض ختم ہو چکے ہیں۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((حَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ ، فَإِنَّهُ كَانَتْ فِيْهِمُ الْأَعَاجِيْبُ.)) ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ ، قَالَ: ((خَرَجَتْ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَتّٰى أَتَوْا مَقْبَرَةً لَهُمْ مِنْ مَقَابِرِهِمْ ، فَقَالُوْا: لَوْ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ ، وَدَعَوْنَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُخْرِجَ لَنَا رَجُلًا مِمَّنْ قَدْ مَاتَ نَسْأَلُهُ عَنِ الْمَوْتِ ، قَالَ: فَفَعَلُوْا ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ أَطْلَعَ رَجُلٌ رَأْسَهُ مِنْ قَبْرٍ مِنْ تِلْكَ الْمَقَابِرِ ، خِلَاسِيٌّ ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُوْدِ فَقَالَ: يَا هٰؤُلَاءِ مَا أَرَدْتُمْ إِلَيَّ؟ فَقَدْ مُتُّ مُنْذُ مِئَةِ سَنَةٍ ، فَمَا سَكَنَتْ عَنِّيْ حَرَارَةُ الْمَوْتِ حَتّٰى كَانَ الْآنَ ، فَادْعُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لِيْ يُعِيْدُنِيْ كَمَا كُنْتُ.)) ...... ''بنی اسرائیل سے (ان کی روایات) بیان کر سکتے ہو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ان میں کچھ انوکھے امور بھی پائے جاتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے خود فرمایا: ''بنی اسرائیل کا ایک گروہ نکلا، وہ اپنے ایک قبرستان کے پاس سے گزرا، وہ کہنے لگے: اگر ہم دو رکعت نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے کسی مردہ کو (زندہ کر کے اسے اس کی قبر) سے نکالے، تاکہ ہم اس سے موت کے بارے میں دریافت کر سکیں۔ پس انھوں نے ایسے ہی کیا، وہ اس طرح کر رہے تھے کہ ایک گندمی رنگ کے آدمی نے قبر سے اپنا سر نکالا، اس کی پیشانی پر سجدوں کا نشان تھا، اس نے کہا: اوئے! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں آج سے سو سال پہلے مرا تھا، لیکن ابھی تک موت کی حرارت ختم نہیں ہوئی، اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اسی حالت میں لوٹا دے، جس میں میں تھا۔''

(ابن ابی شیبة: ٩/ ٦٢، مسند بزار: ١/ ١٠٨/ ١٩٢، صحیحه: ٢٩٢٦)

(١٠٤٣١) تخريج: حديث صحيح لكن من حديث عبد الله بن عمرو، أخرجه البزار: ٣٥٩٦، والطبراني في "الكبير": ١٨/ ٥١٠ (انظر: ١٩٩٢١)

اس حدیث کا اصل موضوع فکر آخرت ہے، کہ سو سال تک موت کی حرارت ختم نہیں ہوئی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنو اسرائیل سے ان کی روایات لی جا سکتی ہے، لیکن نہ ان کی تصدیق کی جائے اور نہ تکذیب۔

## بَابُ ذِکْرِ مَاشِطَۃَ ابْنَۃِ فِرْعَوْنَ وَ مَنْ تَکَلَّمَ فِی الْمَھْدِ

## ماشطہ بنت فرعون اور گہوارے میں کلام کرنے والوں کا بیان

(۱۰۴۳۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَمَّا کَانَتِ اللَّیْلَۃُ الَّتِیْ أُسْرِیَ بِیْ فِیْھَا اَتَتْ عَلَیَّ رَائِحَۃٌ طَیِّبَۃٌ فَقُلْتُ: یَاجِبْرِیْلُ! مَاھٰذِہِ الرَّائِحَۃُ الطَّیِّبَۃُ؟)) فَقَالَ: ھٰذِہِ رَائِحَۃُ مَاشِطَۃَ ابْنَۃِ فِرْعَوْنَ وَ اَوْلَادِھَا، قَالَ: قُلْتُ: ((وَ مَا شَاْنُھَا؟)) قَالَ: بَیْنَا ھِیَ تُمَشِّطُ ابْنَۃَ فِرْعَوْنَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ سَقَطَتِ الْمِدْرٰی مِنْ یَدَیْھَا فَقَالَتْ: بِسْمِ اللّٰہِ، فَقَالَتْ لَھَا ابْنَۃُ فِرْعَوْنَ: اَبِیْ؟ قَالَتْ: لَا وَلٰکِنْ رَبِّیْ وَ رَبُّ اَبِیْکِ اللّٰہُ، قَالَتْ: اُخْبِرُہُ بِذٰلِکَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ فَاَخْبَرَتْہُ فَدَعَاھَا فَقَالَ: یَافُلَانَۃُ! وَ اِنَّ لَکَ رَبًّا غَیْرِیْ، قَالَتْ: نَعَمْ، رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰہُ، (وَ فِیْ رِوَایَۃٍ: رَبِّیْ وَ رَبُّکَ مَنْ فِی السَّمَاءِ) فَاَمَرَ بِبَقَرَۃٍ مِنْ نُحَاسٍ فَاُحْمِیَتْ ثُمَّ اَمَرَ بِھَا اَنْ تُلْقٰی ھِیَ وَ اَوْلَادُھَا فِیْھَا، قَالَتْ لَہُ: اِنَّ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃً، قَالَ: وَ مَا حَاجَتُکِ؟ قَالَتْ: اُحِبُّ اَنْ تَجْمَعَ عِظَامِیْ وَ عِظَامَ وَلَدِیْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَ تُدْفِنُنَا، قَالَ: ذٰلِکَ لَکِ عَلَیْنَا مِنَ الْحَقِّ، قَالَ: فَاَمَرَ بِاَوْلَادِھَا فَاُلْقُوْا بَیْنَ یَدَیْھَا وَاحِدًا وَاحِدًا اِلٰی اَنِ انْتَھٰی ذٰلِکَ اِلٰی

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسراء والی رات کی بات ہے، مجھے بڑی پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی، میں نے کہا: اے جبریل! یہ پاکیزہ خوشبو کیسی ہے؟ اس نے کہا: یہ ماشطہ بنت فرعون اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے، میں نے کہا: اس کا واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ایک دن وہ فرعون کی کسی بیٹی کی کنگھی کر رہی تھی، اچانک ہی جب کنگھی اس کے ہاتھ سے گری تو نے کہا: بسم اللہ، فرعون کی بیٹی نے کہا: بسم اللہ میں اللہ سے مراد میرا باپ ہے؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ اس سے مراد میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے، ایک روایت میں ہے: اس سے مراد میرا اور تیرا وہ ربّ ہے، جو آسمانوں میں ہے۔ اس نے کہا: کیا میں اپنے باپ فرعون کو یہ بات بتا دوں؟ اس نے کہا: جی بالکل، پس اس نے اس کو بتا دی، اس نے اپنی اس مسلمان بیٹی کو بلایا اور کہا: اے فلانہ! کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی ربّ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، بلکہ میرا ربّ بھی ہے اور تیرا بھی اور وہ اللہ ہے، ایک روایت میں ہے: میرا اور تیرا ربّ وہ جو آسمانوں میں ہے، پس فرعون نے تانبے کی گائے کی شبیہ تیار کروائی، اس کو گرم کیا گیا، پھر اس نے حکم دیا کہ اس کو اور اس کی اولاد کو اس گائے میں ڈال دیا جائے۔ ماشطہ نے کہا: تیرے ذمے میری ایک ضرورت ہے، اس نے کہا: تیری ضرورت کیا ہے؟ اس نے کہا: میں پسند کرتی ہوں کہ تو میری ہڈیاں اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک کپڑے میں جمع کروا کر

(۱۰۴۳۲) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجہ الطبرانی: ۱۲۲۸۰، وابن حبان: ۲۹۰۳ (انظر: ۲۸۲۱)

صَبِیٌّ لَهَا مُرْضَعٍ وَ كَأَنَّهَا تَقَاعَسَتْ مِنْ اَجْلِهِ، فَقَالَ: فَقَالَ: يَا أُمَّهْ! اِقْتَحِمِيْ فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَاقْتَحَمَتْ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَكَلَّمَ اَرْبَعَةٌ صِغَارٍ، عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَ صَاحِبُ جُرَيْجٍ، وَ شَاهِدُ يُوْسُفَ، وَ ابْنُ مَاشِطَةَ ابْنَةِ فِرْعَوْنَ۔ (مسند احمد: ۲۸۲۱)

ہمیں دفنا دے۔ اس نے کہا: یہ تیرا ہم پر حق ہے، پس فرعون نے حکم دیا اور ماشطہ کی اولاد کو ماں کے سامنے ایک ایک کر کے گائے میں ڈالا گیا، یہاں تک کہ شیر خوار بچے کی باری آ گئی، اب کی بار وہ اس بچے کی وجہ سے پیچھے ہٹی، لیکن اس بچے نے کہا: اے میری ماں! تو گھس جا، پس بیشک دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے، پس وہ گھس گئی۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: چار چھوٹے بچوں نے کلام کیا ہے: عیسی بن مریم علیہ السلام، صاحبِ جریج، یوسف علیہ السلام کا گواہ اور ماشطہ بنت فرعون کا بیٹا۔

**فوائد:** ......عیسی بن مریم علیہ السلام کی معجزانہ ولادت کے بعد جب لوگوں نے سیدہ مریم علیہا السلام کے بارے تہمت زدہ باتیں کیں، اس وقت عیسی علیہ السلام نے کلام کیا تھا، سورۂ مریم کے اوائل میں یہ واقعہ موجود ہے۔

صاحبِ جریج کا ذکر حدیث نمبر (۱۰۴۳۴) میں آرہا ہے۔

یوسف علیہ السلام کے گواہ کا واقعہ یہ ہے:

یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے یوسف علیہ السلام کو برائی کی دعوت دی تھی، یوسف علیہ السلام پاکدامن رہنے کے لیے باہر دوڑے اور کیا دیکھا کہ دروازے پر عزیز مصر موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْءًا اِلَّا اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔﴾ ......''اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے اس کی قمیص پیچھے سے پھاڑ دی اور دونوں نے اس کے خاوند کو دروازے کے پاس پایا، اس عورت نے کہا کیا جزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا، سوائے اس کے کہ اسے قید کیا جائے، یا دردناک سزا ہو۔ اس (یوسف) نے کہا اسی نے مجھے میرے نفس سے پھسلایا ہے اور اس عورت کے گھر والوں سے ایک گواہ نے گواہی دی اگر اس کی قمیص آگے سے پھاڑی گئی ہو تو عورت نے سچ کہا اور یہ جھوٹوں سے ہے۔'' (سورۂ یوسف: ۲۵، ۲۶)

حافظ ابن کثیر نے کہا: یوسف اپنے آپ کو بچانے کے لیے وہاں سے دروازے کی طرف دوڑے اور یہ عورت آپ کو پکڑنے کے ارادے سے آپ کے پیچھے بھاگی، پیچھے سے کرتا اس کے ہاتھ میں آ گیا، اس نے زور سے اپنی طرف گھسیٹا، جس سے یوسف علیہ السلام پیچھے کی طرف گر جانے کے قریب ہو گئے، لیکن پھر آپ نے آگے کو زور لگا کر دوڑ جاری رکھی، اس میں کرتا پیچھے سے بالکل بری طرح پھٹ گیا اور دونوں دروازے پر پہنچ گئے، دیکھتے ہیں کہ عورت کا خاوند موجود

ہے، اسے دیکھتے ہی اس نے چال چلی اور فوراً ہی سارا الزام یوسف علیہ السلام کے سرتھوپ دیا اور اپنی پاک دامنی بلکہ عصمت اور مظلومیت جتانے لگی، سوکھا سامنہ بنا کر اپنے خاوند سے اپنی بپتا اور پھر پاکیزگی بیان کرتے ہوئے کہتی ہے: فرمایئے حضور جو آپ کی بیوی سے بدکاری کا ارادہ رکھے اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟ قید سخت یا بری مار سے کم تو ہرگز کوئی سزا اس جرم کی نہیں ہو سکتی۔ اب جب کہ یوسف علیہ السلام نے اپنی آبرو کو خطرے میں دیکھا اور خیانت کی بدترین تہمت لگتی دیکھی تو اپنے اوپر سے الزام ہٹانے اور صاف اور سچی حقیقت کے ظاہر کر دینے کے لیے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہی میرے پیچھے پڑی تھیں، میرے بھاگنے پر مجھے پکڑ رہی تھی، یہاں تک کہ میرا کرتا بھی پھاڑ دیا۔ اس عورت کے قبیلے سے ایک گواہ نے گواہی دی اور مع ثبوت و دلیل ان سے کہا کہ پھٹے ہوئے پیرہن کو دکھلو، اگر وہ سامنے کے رخ سے پھٹا ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا ہے، اس نے اسے اپنی طرف لانا چاہا اس نے اسے دھکے دیئے، روکا منع کیا ہٹایا، اس میں سامنے سے کرتا پھٹ گیا تو واقع قصوروار مرد ہے اور عورت جو اپنی بے گناہی بیان کرتی ہے وہ سچی ہے، فی الواقع اس صورت میں وہ سچی ہے۔ اور اگر اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا پاؤ تو عورت کے جھوٹ اور مرد کے سچ ہونے میں شبہ نہیں۔ ظاہر ہے کہ عورت اس پر مائل تھی، یہ اس سے بھاگا، وہ دوڑی، پکڑا، کرتا ہاتھ میں آ گیا، اس نے اپنی طرف گھسیٹا، اس نے اپنی جانب کھینچا، وہ پیچھے کی طرف سے پھٹ گیا۔ کہتے ہیں یہ گواہ بڑا آدمی تھا، جس کے منہ پر داڑھی تھی، یہ عزیز مصر کا خاص آدمی تھا اور پوری عمر کا مرد تھا۔ اور زلیخا کے چچا کا لڑکا تھا، زلیخا بادشاہ وقت ریان بن ولید کی بھانجی تھی۔ لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا دودھ پیتا گہوارے میں جھولتا بچہ تھا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ شیر خوار بچہ تھا۔

## بَـابُ ذِكْرِ قِصَّةِ اَصْحَابِ الْاُخْدُوْدِ وَ فِيْهَا مَنْ تَكَلَّمَ فِيْ الْمَهْدِ اَيْضًا

## کھائی والوں کے قصے اور بچے میں گہوارے میں کلام کرنے والے کا بیان

(۱۰۴۳۳)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی، عَنْ صُهَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَ كَانَ لَهُ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ السَّاحِرُ، قَالَ لِلْمَلِكِ: اِنِّیْ قَدْ كَبِرَتْ سِنِّیْ وَ حَضَرَ اَجَلِیْ فَادْفَعْ اِلَیَّ خَادِمًا فَلَاُعَلِّمُهُ السِّحْرَ، فَدَفَعَ اِلَيْهِ غُلَامًا فَكَانَ يُعَلِّمُهُ السِّحْرَ، وَ كَانَ بَيْنَ السَّاحِرِ وَ بَيْنَ الْمَلِكِ رَاهِبٌ فَاَتَى الْغُلَامُ عَلٰی

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا، اس کا ایک جادوگر تھا، جب وہ جادوگر بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا: میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں اور میری موت کا وقت آ چکا ہے، لہٰذا مجھے کوئی خادم دو، تاکہ میں اس کو جادو کا علم سکھا سکوں، پس اس نے اس کو ایک لڑکا دے دیا اور وہ اس کو جادو کی تعلیم دینے لگا، جادوگر اور بادشاہ کے درمیان ایک پادری تھا، ایک دن وہ بچہ اس پادری کے پاس چلا گیا اور اس کا کلام سنا، اس کا طرز و طریقہ اور کلام

(۱۰۴۳۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۰۰۵ (انظر: ۲۳۹۳۱)

الرَّاهِبِ، فَسَمِعَ مِنْ كَلَامِهِ فَأَعْجَبَهُ نَحْوُهُ وَ كَلَامُهُ، فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ وَ قَالَ: مَا حَبَسَكَ؟ وَ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ ضَرَبُوهُ وَ قَالُوا: مَا حَبَسَكَ؟ فَشَكَى ذٰلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ، فَقَالَ: إِذَا أَرَادَ السَّاحِرُ أَنْ يَضْرِبَكَ فَقُلْ حَبَسَنِيْ أَهْلِيْ، وَ إِذَا أَرَادَ أَهْلُكَ أَنْ يَضْرِبُوْكَ فَقُلْ: حَبَسَنِيْ السَّاحِرُ، وَ قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أَتَى ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى دَابَّةٍ فَظِيْعَةٍ عَظِيْمَةٍ، وَ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ أَنْ يَجُوْزُوْا، فَقَالَ: الْيَوْمَ أَعْلَمُ أَمْرَ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ أَمْ أَمْرَ السَّاحِرِ، فَأَخَذَ حَجَرًا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ وَ أَرْضٰى لَكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّابَّةَ حَتّٰى يَجُوْزَ النَّاسُ، وَ رَمَاهَا فَقَتَلَهَا، وَ مَشَى النَّاسُ، فَأَخْبَرَ الرَّاهِبَ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ! أَنْتَ أَفْضَلُ مِنِّيْ وَ إِنَّكَ سَتُبْتَلٰى، فَإِنِ ابْتُلِيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ، فَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَ سَائِرَ الْأَدْوَاءِ، وَ يَشْفِيْهِمْ، وَ كَانَ يَجْلِسُ لِلْمَلِكِ جَلِيْسٌ فَعَمِيَ فَسَمِعَ بِهِ فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ، فَقَالَ: اشْفِنِيْ وَ لَكَ مَا هَاهُنَا أَجْمَعُ، فَقَالَ: مَا أَشْفِيْ أَنَا أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِيْ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَإِنْ أَنْتَ آمَنْتَ بِهِ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ، فَآمَنَ فَدَعَا اللّٰهَ لَهُ فَشَفَاهُ، ثُمَّ أَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ مِنْهُ نَحْوَ مَا كَانَ يَجْلِسُ، فَقَالَ لَهُ

اس کو پسند آیا، جب وہ پادری کی وجہ سے لیٹ ہو جاتا اور پھر جادوگر کے پاس پہنچتا تو وہ اس کی پٹائی کرتا اور کہتا: کس چیز نے تجھے روکے رکھا؟ اسی طرح جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچتا تو وہ بھی اس کی پٹائی کرتے اور کہتے: کس چیز نے تجھے روکے رکھا؟ جب اس نے پادری سے یہ شکایت کی تو اس نے کہا: جب جادوگر تجھے سزا دینا چاہے تو یہ کہہ دینا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب گھر والے سزا دینے لگیں تو کہنا کہ جادوگر نے روک لیا تھا، پس یہی روٹین جاری رہی، ایک دن اس کا گزر ایک بہت بڑے جانور کے پاس سے ہوا، اس جانور نے لوگوں کو روک رکھا تھا، وہ اس سے آگے گزر جانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، اس لڑکے نے کہا: آج مجھے پتہ چل جائے گا کہ پادری کا معاملہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا جادوگر کا معاملہ، پس اس نے پتھر لیا اور کہا: اے اللہ! اگر جادوگر کی بہ نسبت پادری کا معاملہ تیرے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے تو اس جانور کو اس پتھر سے قتل کر دے، تاکہ لوگ گزر سکیں، پھر اس نے وہ پتھر پھینکا اور اس نے تو واقعی جانور کو قتل کر دیا اور لوگ گزر گئے، پھر جب اس لڑکے نے پادری کو اس واقعہ کی خبر دی تو اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! تو تو مجھ سے افضل ہے اور عنقریب تجھے آزمایا جائے گا، لیکن اگر تجھ پر آزمائش آ پڑی تو میرا کسی کو نہ بتلانا، پس یہ لڑکا پیدائشی اندھوں اور باقی بیماریوں کا علاج کرنے لگا اور ان کو شفا ہونے لگی۔ ایک دن ہوا یوں کہ بادشاہ کا ایک ہم نشیں اندھا ہوگیا، جب اس نے اس لڑکے کے بارے میں سنا تو وہ بہت زیادہ تحائف لے کر آیا اور اس نے کہا: تو مجھے شفا دے دے اور یہ سب کچھ تیرا ہوگا، اس نے کہا: میں تو شفا نہیں دیتا، بلکہ اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے، اگر تو اس اللہ پر ایمان لے آئے تو میں اس سے دعا کروں

الْمَلِكُ: يَا فُلَانُ! مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ فَقَالَ: رَبِّيْ، فَقَالَ: أَنَا؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ، قَالَ: لَكَ رَبٌّ غَيْرِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّهُ عَلَى الْغُلَامِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ! قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ أَنْ تُبْرِئَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَهٰذِهِ الْأَدْوَاءَ، قَالَ: مَا أَشْفِيْ أَنَا أَحَدًا، مَا يَشْفِيْ غَيْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: أَنَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَوَلَكَ رَبٌّ غَيْرِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ، فَأَخَذَهُ أَيْضًا بِالْعَذَابِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ، فَأُتِيَ بِالرَّاهِبِ فَقَالَ: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى، فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِيْ مَفْرِقِ رَأْسِهِ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ وَقَالَ لِلْأَعْمٰى: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِيْ مَفْرِقِ رَأْسِهِ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ عَلَى الْأَرْضِ، وَقَالَ لِلْغُلَامِ: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَأَبٰى فَبَعَثَ بِهِ مَعَ نَفَرٍ إِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: إِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ وَإِلَّا فَدَهْدِهُوْهُ مِنْ فَوْقِهِ فَذَهَبُوْا بِهِ فَلَمَّا عَلَوْا بِهِ الْجَبَلَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَدَهْدَهُوْا أَجْمَعُوْنَ، وَجَاءَ الْغُلَامُ يَتَلَمَّسُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى الْمَلِكِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، فَبَعَثَهُ مَعَ نَفَرٍ فِيْ قُرْقُوْرٍ فَقَالَ: إِذَا لَجَجْتُمْ بِهِ الْبَحْرَ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ وَإِلَّا فَغَرِّقُوْهُ،

گا اور وہ تجھے شفا دے دے گا، پس وہ آدمی ایمان لے آئے اور اس لڑکے نے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس نے اس کو شفا دے دی، پھر وہ ہم نشیں بادشاہ کے پاس آیا اور سابقہ روٹین کے مطابق بیٹھنے لگا، بادشاہ نے اس سے پوچھا: ''اے فلاں! کس نے تیری نظر لوٹائی ہے؟ اس نے کہا: میرے ربّ نے، بادشاہ نے کہا: میں نے؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ میرے اور تیرے ربّ اللہ نے، اس نے کہا: کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی ربّ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پس بادشاہ نے اس شخص کو سزا دینا شروع کر دی، یہاں تک کہ اس نے اس لڑکے کے بارے میں بتلا دیا، پس اس بادشاہ نے اس کو بلا بھیجا اور کہا: اے میرے بیٹے! تیرا جادو تو اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ تو اندھوں، پھل بہریوں اور ان بیماریوں کا علاج کرنے لگ گیا ہے، اس نے کہا: میں نے کسی کو شفا نہیں دی، صرف اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے، بادشاہ نے کہا: یعنی میں، اس لڑکے نے کہا: نہیں، بادشاہ نے کہا: کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی ربّ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، وہ میرا ربّ بھی ہے اور تیرا بھی اور وہ اللہ ہے، بادشاہ نے اس کو سزا دینا شروع کر دی، یہاں تک کہ اس لڑکے نے پادری کے بارے میں بتلا دیا، پس اس پادری کو لایا گیا، بادشاہ نے اس سے کہا: اپنے دین سے پلٹ جا، لیکن اس نے انکار کیا، پس اس کے سر کی مانگ یعنی سر کے وسط میں آری رکھ کر چلائی گئی، یہاں تک کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے گر پڑے، پھر بادشاہ نے سابق اندھے سے کہا: تو اپنے دین سے مرتد ہو جا، لیکن اس نے بھی انکار کیا، پس اس کے سر کے وسط میں بھی آری رکھ کر چلائی گئی اور اس کے وجود کے دو ٹکڑے زمین پر گر پڑے، پھر بادشاہ نے لڑکے سے کہا: تو اپنے دین سے پلٹ جا، لیکن اس نے انکار کر دیا، پس بادشاہ نے اس کو چند افراد کے

فَلَجَّجُوْا بِهِ الْبَحْرَ فَقَالَ الْغُلَامُ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ! فَغَرِقُوْا اَجْمَعُوْنَ وَ جَاءَ الْغُلَامُ يَتَلَمَّسُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى الْمَلِكِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ قَالَ لِلْمَلِكِ: اِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِيْ حَتّٰى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ، فَاِنْ اَنْتَ فَعَلْتَ مَا آمُرُكَ بِهِ قَتَلْتَنِيْ وَ اِلَّا فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ قَتْلِيْ، قَالَ: وَ مَا هُوَ؟ قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ ثُمَّ تَصْلُبُنِيْ عَلَى جِزْعٍ فَتَاْخُذُ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِيْ ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ، فَاَنْتَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِيْ، فَفَعَلَ وَ وَضَعَ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ قَوْسِهِ ثُمَّ رَمٰى فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ، فَوَقَعَ السَّهْمُ فِيْ صُدْغِهِ فَوَضَعَ الْغُلَامُ يَدَهُ عَلٰى مَوْضِعِ السَّهْمِ، وَ مَاتَ فَقَالَ النَّاسُ: آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، فَقِيْلَ لِلْمَلِكِ: اَرَاَيْتَ مَاكُنْتَ تَحْذَرُ فَقَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ، قَدْ آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، فَاَمَرَ بِاَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدِّدَتْ فِيْهَا الْاَخَادِيْدُ وَ اُضْرِمَتْ فِيْهَا النِّيْرَانُ، وَ قَالَ: مَنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ فَدَعُوْهُ وَ اِلَّا فَاَقْحِمُوْهُ فِيْهَا قَالَ: فَكَانُوْا يَتَعَادَوْنَ فِيْهَا، وَ يَتَدَافَعُوْنَ، فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ بِابْنٍ لَهَا تُرْضِعُهُ فَكَاَنَّهَا تَقَاعَسَتْ اَنْ تَقَعَ فِي النَّارِ، فَقَالَ الصَّبِيُّ: يَا اُمَّهْ! اصْبِرِيْ فَاِنَّكِ عَلٰى حَقٍّ۔)) (مسند احمد: ۲۴۴۲۸)

ساتھ ایک مخصوص پہاڑ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ جب تم لوگ اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ تو اس سے پوچھنا، اگر یہ اپنے دین سے پلٹ آئے تو ٹھیک، وگرنہ اس کو وہاں سے لڑھکا دینا، پس وہ اس کو لے گئے اور جب پہاڑ پر چڑھنے لگے تو اس لڑکے نے یہ دعا کی: اے اللہ! تو جس چیز کے ساتھ چاہے، مجھے کفایت کر، پس پہاڑ پر زلزلہ طاری ہو گیا اور وہ سارے کے سارے لڑھک پڑے (اور مر گئے)، وہ لڑکا تلاش کرتے کرتے دوبارہ بادشاہ کے پاس پہنچ گیا، اس نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کا کیا بنا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے کفایت کیا ہے، پھر بادشاہ نے اس کو ایک جماعت کے ساتھ ایک بڑی کشتی میں بھیجا اور کہا: جب تم سمندر میں گھس جاؤ تو اس سے پوچھنا، اگر یہ اپنے دین سے باز آ جائے تو ٹھیک، وگرنہ اس کو غرق کر دینا، پس جب وہ سمندر میں گھسے تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ! تو جس چیز کے ساتھ چاہتا ہے، مجھے اس کے ساتھ ان سے کفایت کر، پس وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اور وہ لڑکا تلاش کرتے کرتے بادشاہ کے پاس پہنچ گیا، اس نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کا کیا بنا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے کفایت کیا ہے، پھر اس بچے نے بادشاہ سے کہا: تو اس وقت تک مجھے قتل نہیں کر سکتا، جب تک میرے حکم پر عمل نہیں کرے گا، اگر تو نے میرے حکم پر عمل کیا تو تب مجھے قتل کر سکے گا، وگرنہ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا، بادشاہ نے کہا: وہ کون سا حکم ہے؟ اس نے کہا: تو لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر، پھر مجھے ایک تنے پر سولی چڑھا، پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکال اور کہہ: ''بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ'' (اللہ کے نام کے ساتھ، جو اس لڑکے کا ربّ ہے)، اگر تو یہ طریقہ اپنائے گا تو مجھے قتل کر لے گا، پس اس بادشاہ نے ایسے ہی کیا اور تیر کو کمان پر رکھا اور کہا:

"بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ"، پس وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی پر لگا، اس نے اپنا ہاتھ تیر والی جگہ پر رکھا اور فوت ہو گیا، لوگوں نے یہ منظر دیکھ کر کہا: ہم اس لڑکے کے ربّ پر ایمان لائے ہیں، کسی نے بادشاہ سے کہا: کیا تجھے پتہ چل گیا ہے کہ جس چیز سے تو ڈرتا تھا، اللہ کی قسم! تو اسی چیز میں پھنس گیا ہے، سارے لوگ مؤمن ہو گئے ہیں، پس بادشاہ نے سزا دینے کے لیے حکم دیا کہ جہاں سے گلیاں شروع ہوتی ہیں، وہاں کھائیاں کھودی جائیں اور پھر ان میں آگ جلائی جائے، پھر اس نے کہا: جو آدمی اپنے اِس دین سے مرتد ہو جائے، اس کو چھوڑ دو، وگرنہ اُس کو اِس آگ میں دھکیل دو، پس وہ دوڑ کر آتے اور دھکم دھکا ہو کر آگ میں گھس جاتے، یہاں تک ایک خاتون اپنے شیر خوار بچے کو لے کر آئی اور یوں لگ رہا تھا کہ وہ آگ میں گھسنے سے پیچھے ہٹنا چاہتی ہے، لیکن اس بچے نے کہا: اے میری ماں! صبر کر، بیشک تو حق پر ہے۔"

**فوائد:** ...... غور کریں کہ اہل حق پر کیسی کیسی آزمائشیں آ سکتی ہیں، بسا اوقات اللہ تعالیٰ معجزاتی طور پر تائید و نصرت کرتا ہے اور بسا اوقات حق والوں کو تکلیفیں سہنا پڑتی ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو سورۂ بروج کی تفسیر میں ذکر ہے، اسی سورت کے شروع میں ان خندقوں اور کھائیوں والوں کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

## بَابُ ذِكْرِ قِصَّةِ جُرَيْجٍ اَحَدِ عُبَّادِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَ فِيْهِ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ اَيْضًا

## بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار شخص جریج کے قصے کا ذکر اور اس میں میں گہوارے میں کلام کرنے والوں کا بھی بیان ہے

(۱۰۴۳٤)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ، وَ كَانَ مِنْ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ رَجُلٌ عَابِدٌ يُقَالُ لَهُ: جُرَيْجٌ فَابْتَنٰى

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گہوارے میں صرف تین بچوں نے کلام کیا ہے، (۱) عیسی بن مریم، (۲) بنو اسرائیل میں جریج نامی ایک عبادت گزار آدمی تھا، اس نے گرجا گھر بنایا اور اس میں عبادت کی،

(۱۰۴۳٤) تخريج: أخرجه البخاری ۳٤۳٦، ومسلم: ۲۵۵۰ (انظر: ۸۰۷۱)

صَوْمَعَةً وَتَعَبَّدَ فِيهَا، قَالَ: فَذَكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَوْمًا عِبَادَةَ جُرَيْجٍ فَقَالَتْ بَغِيٌّ مِنْهُمْ: لَئِنْ شِئْتُمْ لَأُصِيبَنَّهُ، قَالُوا: قَدْ شِئْنَا، قَالَ: فَأَتَتْهُ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا فَأَمْكَنَتْ نَفْسَهَا مِنْ رَاعٍ كَانَ يُؤْوِي غَنَمَهُ إِلَى أَصْلِ صَوْمَعَةِ جُرَيْجٍ فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالُوا: مِمَّنْ؟ قَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوهُ فَشَتَمُوهُ وَضَرَبُوهُ وَهَدَمُوا صَوْمَعَتَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: إِنَّكَ زَنَيْتَ بِهَذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ غُلَامًا، قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالُوا: هَا هُوَ ذَا؟ قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْغُلَامِ فَطَعَنَهُ بِإِصْبَعِهِ وَقَالَ: بِاللَّهِ يَا غُلَامُ! مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: أَنَا ابْنُ الرَّاعِي، فَوَثَبُوا إِلَى جُرَيْجٍ فَجَعَلُوا يُقَبِّلُونَهُ وَقَالُوا: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ، ابْنُوهَا مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ، قَالَ: وَبَيْنَمَا امْرَأَةٌ فِي حِجْرِهَا ابْنٌ تُرْضِعُهُ إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ فَقَالَتْ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هَذَا، قَالَ: فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، قَالَ: ثُمَّ عَادَ إِلَى ثَدْيِهَا يَمُصُّهُ، (قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَحْكِي عَلَى صَنِيعِ الصَّبِيِّ وَوَضَعَ إِصْبَعَهُ فِي فَمِهِ فَجَعَلَ يَمُصُّهَا) ثُمَّ مَرَّ بِأَمَةٍ تُضْرَبُ فَقَالَتْ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهَا، قَالَ:

ایک دن بنو اسرائیل نے جریج کی عبادت کا ذکر کیا، لیکن ان کی ایک زانیہ عورت نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں اس کو آزمائش میں ڈالتی ہوں؟ انھوں نے کہا: ہم یہ چاہتے ہیں، پس وہ خاتون آئی، اس کے درپے ہوئی، لیکن جب اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، تو اس نے اس چرواہے کو اپنے ساتھ زنا کرنے کا موقع دیا، جو اپنی بکریوں کو جریج کے گرجا گھر کے ساتھ بٹھاتا تھا، پس وہ حاملہ ہوگئی، پھر جب اس نے بچہ جنم دیا اور لوگوں نے اس سے پوچھا کہ یہ بچہ کس سے ہے تو اس بدکار خاتون نے کہا: یہ جریج کا ہے، (یعنی جریج نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا)، پس لوگ جریج کے پاس آئے، اس کو نیچے اتار کر برا بھلا کہا، اس کی پٹائی کی اور اس کا گرجا گھر گرا دیا، اس نے پوچھا: تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: تو نے فلاں زانیہ عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور اب اس نے بچہ بھی جنم دیا ہے، جریج نے کہا: وہ بچہ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: وہ یہ ہے، پس جریج کھڑے ہوئے، نماز پڑھی اور دعا کی، پھر اس بچے کی طرف آئے، اس کو اپنی انگلی ماری اور کہا: اللہ کی قسم! اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: میں چرواہے کا بیٹا ہوں، یہ سن کر لوگ جریج پر ٹوٹ پڑے اور اس کے بوسے لینے لگے اور کہنے لگے کہ ہم سونے سے تیرا گرجا گھر بنائیں گے، لیکن اس نے کہا: مجھے سونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تم اس کو پہلے کی طرح مٹی سے بنا دو۔ (۳) ایک خاتون اپنی گودی میں ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ اس کے پاس سے حسن و جمال والا ایک سوار گزرا، اس خاتون نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح کا بنا دے، بچے نے ماں کا پستان چھوڑ دیا اور سوار کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے اللہ! مجھے اس کی طرح کا نہ بنانا، پھر وہ پستان کو چوسنے لگ گیا۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

فَتَـرَكَ ثَـدْيَهَـا وَ اَقْبَـلَ عَـلَى الْاَمَةِ، فَقَالَ: اَللّٰهُـمَّ اجْـعَلْنِيْ مِثْلَهَا، قَالَ: فَذٰلِكَ حِيْنَ تَـرَاجَـعَـا الْـحَـدِيْـثَ فَـقَـالَت: حَلْقَى مَرَّ الـرَّاكِـبُ ذُوْ الشَّـارَةِ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِبْنِيْ مِثْلَهُ فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ وَ مَرَّ بِهٰذِهِ الْاَمَةِ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ اِبْنِيْ مِثْلَهَا فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا، قَالَ: يَا اَمَّتَـاهْ! اِنَّ الـرَّاكِـبَ ذُوْالشَّـارَةِ جَبَّـارٌ مِنَ الْـجَبَابِرَةِ، وَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَمَةَ يَقُوْلُوْنَ زَنَتْ وَ لَـمْ تَزْنِ وَ سَرَقَتْ وَ لَمْ تَسْرِقْ وَ هِيَ تَقُوْلُ: حَسْبِيَ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ۸۰۵۷)

کہا: گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، جب آپ ﷺ نے بچے کے کیے کو بیان کیا اور اپنی انگلی کو منہ میں ڈال کر چوسا۔ اتنے میں اسی خاتون کے پاس سے ایک ایسی لونڈی کو گزارا گیا، جس کی پٹائی کی جا رہی تھی، اس خاتون نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح کا نہ بنانا، بچے نے اس کا پستان چھوڑا اور لونڈی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے اللہ! مجھے اسی کی طرح کا بنانا، پھر جب انھوں نے بات کو دوہرایا تو اس خاتون نے اپنے بیٹے سے کہا: میں سر منڈی، حسن و جمال والا سوار گزرا اور میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح کا بنا دے تو تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس کی طرح کا نہ بنانا، پھر جب اس لونڈی کو گزارا گیا اور میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح کا نہ بنانا تو تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس کی طرح کا بنانا، اب کی بار اس بچے نے کہا: اے میری ماں! وہ حسن و جمال والا سوار سرکشوں میں سے ایک سرکش تھا اور یہ لونڈی، لوگ کہتے تھے: اس نے زنا کیا ہے، جبکہ اس نے زنا نہیں کیا تھا، لوگ کہتے تھے کہ اس نے چوری کی ہے، جبکہ اس نے چوری نہیں کی تھی، اور وہ کہہ رہی تھی: اللہ مجھے کافی ہے۔''

(۱۰۴۳۵)۔ (وَعَـنْـهُ مِـنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((لَـمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيْسَـى بْـنُ مَـرْيَـمَ عَلَيْـهِ السَّلَامُ، وَ صَبِـيٌّ كَـانَ فِـيْ زَمَـانِ جُـرَيْجٍ وَ صَبِـيٌّ آخَـرُ، ...... فَـذَكَـرَ الْحَدِيْثَ، قَالَ: ((وَ اَمَّا جُرَيْجٌ فَكَانَ رَجُلًا عَابِدًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَئِيْلَ وَ كَـانَتْ لَهُ اُمٌّ وَ كَانَ يَوْمًا يُصَلِّيْ اِذَا اشْتَاقَتْ اِلَيْـهِ اُمُّـهُ فَـقَـالَت: يَاجُرَيْجُ! فَقَالَ:يَا رَبِّ!

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گہوارے میں صرف تین بچوں نے کلام کیا ہے: (۱) عیسی بن مریم علیہ السلام، (۲) جریج کے زمانے کا ایک بچہ اور (۳) ایک اور بچہ، ..........، پھر باقی حدیث ذکر کی، اس میں کچھ تفصیل یوں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''جریج بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار آدمی تھا، اس کی ماں بھی حیات تھی، ایک دن وہ نماز پڑھ رہا تھا، جبکہ اُدھر ماں کو اپنے بیٹے کا اشتیاق پیدا ہوا اور اس نے کہا: اے جریج! اس نے نماز کے اندر ہی کہا: اے میرے ربّ! اب نماز بہتر ہے

(۱۰۴۳۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

الصَّلَاةُ خَيْرٌ أَمْ أُمِّيْ آتِيْهَا، ثُمَّ صَلّٰى؟ وَ دَعَتْهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ دَعَتْهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَ صَلّٰى، فَاشْتَدَّ عَلٰى أُمِّهِ و قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ أَرِجْرَيْجًا الْمُوْمِسَاتِ! ثُمَّ صَعِدَ صَوْمَعَةً لَهُ وَ كَانَتْ زَانِيَةٌ مِنْ بَنِيْ اسرائيل......)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۸۰۵۸)

یا اپنی ماں کے پاس چلا جاؤں؟ پھر اس نے نماز جاری رکھی، ماں نے دوبارہ آواز دی، اس نے پھر اسی طرح کیا، ماں نے سہ بارہ آواز دی، اس نے پھر اسی طرح کیا اور نماز جاری رکھی، یہ چیز ماں پر بڑی گراں گزری، چنانچہ اس نے کہا: اے اللہ! زانی عورتوں سے جریج کا واسطہ پڑے، پھر وہ اپنے گرجا گھر کی طرف چڑھا اور بنی اسرائیل کی زانی عورت، ............'' پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح کی روایت ذکر کی۔

(۱۰۴۳٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ فِيْ بَنِيْ إِسْرَئِيْلَ تَاجِرًا، وَ كَانَ يَنْقُصُ مَرَّةً وَ يَزِيْدُ أُخْرٰى قَالَ: مَا فِيْ هٰذِهِ التِّجَارَةِ خَيْرٌ أَلْتَمِسُ تِجَارَةً هِيَ خَيْرٌ مِنْ هٰذِهِ، فَبَنٰى صَوْمَعَةً وَ تَرَهَّبَ فِيْهَا، وَ كَانَ يُقَالُ لَهُ: جُرَيْجٌ......)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ (مسند احمد: ۹٦۰۱)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل کا ایک آدمی تاجر تھا، کبھی اس کا مال کم ہو جاتا اور کبھی زیادہ، بالآخر اس نے کہا: اس تجارت میں کوئی خیر نہیں ہے، میں اس سے بہتر کوئی اور تجارت تلاش کرتا ہوں، پس اس نے ایک گرجا گھر بنایا اور رہبانیت اختیار کر کے اس میں بیٹھ گیا، اس کو جریج کہا جاتا تھا، ............''

## بَابُ ذِكْرِ قِصَّةِ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ آوَوْا إِلَى الْغَارِ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ
## ان تین افراد کا قصہ، جنھوں نے غار میں پناہ لی اور وہ غار ان پر بند ہو گئی

(۱۰۴۳۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَكُوْنَ مِثْلَ صَاحِبِ فَرَقِ الْأَرُزِّ فَلْيَكُنْ مِثْلَهُ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَا صَاحِبُ فَرَقِ الْأَرُزِّ؟ قَالَ: ((خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فَغَيَّمَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ فَدَخَلُوْا غَارًا فَجَائَتْ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو آدمی ایک فرق چاول والے آدمی کی طرح ہونے کی طاقت رکھتا ہے، پس چاہیے کہ وہ اس کی طرح ہو جائے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک فرق چاول والے آدمی کا کیا قصہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد سفر پر نکلے، آسمان ابر آلود ہو گیا، اس لیے وہ ایک غار میں داخل

(۱۰۴۳٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۴۳۷) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "من استطاع منكم ان يكون مثل صاحب فرق الارز فليكن مثله"، وهذا اسناد ضعيف، لضعف عمر بن حمزة العمري، أخرجه بنحوه البخاري: ۲۲۱۵، ۲۳۳۳، ۳۴٦۵، ۵۹۷۴، ومسلم: ۲۷۴۳، وليس في روايات الشيخين ذكر الجملة الضعيفة ولا في اسانيدهما عمر بن حمزة العمري (انظر: ۵۹۷۳)

صَخْرَةٌ مِنْ اَعْلَى الْجَبَلِ حَتّٰى طَبَّقَتِ الْبَابَ عَلَيْهِمْ فَعَالَجُوْهَا فَلَمْ يَسْتَطِيْعُوْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَقَدْ وَقَعْتُمْ فِيْ أَمْرٍ عَظِيْمٍ فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ بِأَحْسَنِ مَا عَمِلَ لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْ يُنْجِيَنَا مِنْ هٰذَا (فَقَالَ أَحَدُهُمْ:) اَللّٰهُمَّ أَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ أَحْلُبُ حِلَابَهُمَا فَأَجِيْئُهُمَا وَقَدْ نَامَا، فَكُنْتُ أَبِيْتُ قَائِمًا وَحِلَابُهُمَا عَلٰى يَدِيْ أَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِأَحَدٍ قَبْلَهُمَا أَوْ أَنْ أُوْقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَصِبْيَتِيْ يَتَضَاغَوْنَ حَوْلِيْ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ إِنَّمَا فَعَلْتُهُ مِنْ خَشْيَتِكَ فَافْرُجْ عَنَّا، قَالَ: فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، قَالَ: وَقَالَ الثَّانِيْ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَتْ لِيْ اِبْنَةُ عَمٍّ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِمَّا خَلَقْتَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهَا، فَسُمْتُهَا نَفْسَهَا فَقَالَتْ: لَا، وَاللّٰهِ! دُوْنَ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَجَمَعْتُهَا وَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا حَتّٰى إِذَا جَلَسْتُ مِنْهَا مَجْلِسَ الرَّجُلِ، فَقَالَتْ: اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَقُمْتُ عَنْهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّمَا فَعَلْتُهُ مِنْ خَشْيَتِكَ فَافْرُجْ عَنَّا، قَالَ: فَزَالَتِ الصَّخْرَةُ حَتّٰى بَدَتِ السَّمَاءُ، وَقَالَ الثَّالِثُ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّيْ كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقٍ مِنْ أَرُزٍّ، فَلَمَّا أَمْسٰى عَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَأَبٰى أَنْ يَأْخُذَهُ وَذَهَبَ وَتَرَكَنِيْ، فَتَحَرَّجْتُ مِنْهُ وَثَمَّرْتُهُ لَهُ

ہو گئے، لیکن ہوا یوں کہ پہاڑ کے اوپر والے حصے سے ایک چٹان گری اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا، انھوں نے اس کو ہٹانے کی کوشش تو کی، لیکن یہ ان کے بس کا کام نہیں تھا، پھر بعض افراد نے بعض سے کہا: تم بڑی مصیبت میں پڑ گئے ہو، اب ہر آدمی سب سے بہترین عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس مصیبت سے نجات دے، پس ان میں ایک نے کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے والدین بڑی عمر کے ہو گئے تھے، میں ان کے لیے دودھ دوہ کر ان کو پلاتا تھا، ایک دن جب میں ان کا دودھ لے کر آیا تو وہ سو چکے تھے، میں نے ان کے انتظار میں کھڑے ہو کر رات گزار دی، جبکہ ان کا دودھ اٹھایا ہوا تھا، میں اس چیز کو ناپسند کرتا تھا کہ ان سے پہلے کسی کو پلاؤں یا ان کو جگاؤں اور حال یہ تھا کہ میرے بچے بھوک کی وجہ سے میرے ارد گرد چلاتے رہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری خشیت کی وجہ سے کیا تو اس چٹان کو ہم سے ہٹا دے، پس اس کا یہ کہنا تھا کہ چٹان کچھ حد تک سرک گئی، دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی، وہ تیری مخلوق میں مجھے سب سے پیاری لگتی تھی، میں نے اس سے اس کے نفس کا سودا کرنے کی کوشش کی، لیکن اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! سو دیناروں سے کم پر کچھ نہیں ہوگا، پس جب میں نے یہ مقدار جمع کر کے اس کو دی اور اس سے برائی کرنے کے لیے خاوند کی طرح بیٹھ گیا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر جا اور اس مہر کو حق کے بغیر نہ توڑ، پس یہ سننا تھا کہ میں اس سے کھڑا ہو گیا، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری خشیت کی وجہ سے کیا ہے تو اس چٹان کو ہم سے دور کر دے، پس چٹان تھوڑی سی مزید سرک گئی اور ان کو آسمان نظر آنے لگا، اب تیسرے فرد

وَأَصْلَحْتُهُ حَتَّى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَلَقِيَنِيْ بَعْدَ حِيْنٍ، فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهِ وَأَعْطِنِيْ أَجْرِيْ وَلَا تَظْلِمْنِيْ، فَقُلْتُ: انْطَلِقْ اِلَى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَخُذْهَا، فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ وَلَاتَسْخَرْ بِيْ، فَقُلْتُ: اِنِّيْ لَسْتُ أَسْخَرُ بِكَ، فَانْطَلَقَ فَاسْتَاقَ ذٰلِكَ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ إِنَّمَا فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ خَشْيَةً مِنْكَ فَافْرُجْ عَنَّا، فَتَدَحْرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۵۹۷۳)

نے کہا: اے اللہ! بیشک تو جانتا ہے کہ میں ایک فرق چاول کے عوض ایک مزدور رکھا، جب شام ہوئی تو میں نے اس پر اس کا حق پیش کیا، لیکن اس نے کسی وجہ سے اپنا حق وصول کرنے سے انکار کر دیا اور مجھے چھوڑ کر چل دیا، پس میں نے اس سے حرج محسوس کیا اور اس کے اس سرمائے کو ثمر آور بنایا اور اس کی اصلاح کی، یہاں تک کہ میں نے اس سے گائیں اور ان کا چرواہا خرید لیا، جب وہ کچھ عرصے کے بعد ملا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر جا اور میری مزدوری مجھے دے دے اور مجھ پر ظلم نہ کر، میں نے کہا: ان گائیوں اور چرواہے کی طرف جا اور ان کو لے جا، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ سے ڈر اور میرے ساتھ مذاق تو نہ کر، میں نے کہا: بیشک میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا، پس وہ چلا اور ان کو ہانک کر لے گیا، پس اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری خوشنودی تلاش کرنے کے لیے یہ کام کیا تھا تو اس چٹان کو ہم سے ہٹا دے، پس چٹان لڑھک گئی اور وہ باہر نکل کر چلنے لگے۔''

(۱۰۴۳۸)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الرَّقِيْمَ فَقَالَ: ((إِنَّ ثَلَاثَةً كَانُوْا فِيْ كَهْفٍ فَوَقَعَ الْجَبَلُ عَلَى بَابِ الْكَهْفِ فَأَوْصَدَ عَلَيْهِمْ، قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: تَذَاكَرُوْا، أَيُّكُمْ عَمِلَ حَسَنَةً لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِرَحْمَتِهِ يَرْحَمُنَا! فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً، كَانَ لِيْ أُجَرَاءُ يَعْمَلُوْنَ، فَجَاءَ عُمَّالٌ لِيْ، فَاسْتَأْجَرْتُ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ بِأَجْرٍ مَعْلُوْمٍ فَجَاءَنِيْ رَجُلٌ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَطَ النَّهَارِ فَاسْتَأْجَرْتُهُ بِشَطْرِ أَصْحَابِهِ، فَعَمِلَ فِي

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غار والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک غار میں تین آدمیوں نے پناہ لی، پہاڑ کا کچھ حصہ غار کے دروازہ پر گرا اور اس کا راستہ بند کر دیا۔ ایک نے کہا: یاد کرو، تم میں سے کس نے نیک عمل کیا ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سبب ہم پر رحم کر دے۔ ایک آدمی نے کہا: میں نے ایک دفعہ ایک نیکی کی تھی، (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) میرے کچھ مزدور کام کرتے تھے، میرے عمال میرے پاس آئے، میں نے ہر ایک کو معین مزدوری دی۔ ایک دن ایک آدمی نصف النہار کے وقت میرے پاس آیا، میں نے اسے مزدوری پر تو لگا دیا، لیکن (نصف دن) کی وجہ سے دوسرے مزدوروں کی مزدوری کے نصف کے

(۱۰۴۳۸) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ۳۱۷۸، والطبرانی فی "الدعاء": ۱۹۱ (انظر: ۱۸۴۱۷)

بَـقِيَّةِ نَهَـارِهِ كَـمَا عَمِلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فِي نَهَـارِهِ كُـلِّـهِ فَـرَأَيْتُ عَلَيَّ فِي الذِّمَامِ أَنْ لَا أَنْـقُـصَـهُ مِمَّا اسْتَأْجَرْتُ بِهِ أَصْحَابَهُ، لِمَا جَهِـدَ فِي عَمَلِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَتُعْطِي هٰـذَا مِثْـلَ مَـا أَعْـطَيْتَـنِـيْ، وَلَمْ يَعْمَلْ إِلَّا نِـصْفَ نَهَـارٍ، فَـقُـلْـتُ: يَـا عَبْدَ اللّٰـهِ! لَمْ أَبْـخَسْكَ شَيْـئًـا مِـنْ شَرْطِكَ وَإِنَّمَـا هُوَ مَـالِـيْ، أَحْكُمُ فِيهِ مَا شِئْتُ۔ قَالَ: فَغَضِبَ وَذَهَـبَ وَتَـرَكَ أَجْرَهُ۔ قَالَ: فَوَضَعْتُ حَقَّهُ فِي جَانِبٍ مِنَ الْبَيْتِ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ مَرَّتْ بِـي بَعْدَ ذٰلِكَ بَقَرٌ، فَاشْتَرَيْتُ بِهِ فَصِيْلَةً مِنَ الْبَـقَرِ فَبَلَغَتْ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَمَرَّ بِي بَعْدَ حِيْنٍ شَيْـخًـا ضَـعِيْـفًـا لَا أَعْـرِفُهُ، فَقَالَ: إِنَّ لِيْ عِنْدَكَ حَقًّا، فَذَكَّرَنِيْهِ حَتّٰى عَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: إِيَّـاكَ أَبْـغِـي، هٰـذَا حَـقُّكَ فَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ جَـمِيْـعَهَا! فَقَالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! لَا تَسْخَرْ بِي! إِن لَّـمْ تَصَدَّقْ عَلَيَّ فَأَعْطِنِيْ حَقِّي، قُلْتُ: وَالـلّٰـهِ! لَا أَسْخَرُبِكَ، إِنَّهَا لَحَقُّكَ، مَا لِيْ مِـنْهَـا شَيْءٌ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ جَمِيْعًا۔ اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُـنْـتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا! قَـالَ: فَـانْـصَـدَعَ الْـجَبَلُ حَتّٰى رَأَوْا مِنْـهُ وَأَبْـصَـرُوْا۔ قَـالَ الْآخَرُ: قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَـرَّةً كَـانَ لِـي فَـضْـلٌ، فَأَصَابَتِ النَّاسَ شِـدَّةٌ، فَـجَـاءَتْنِـي امْـرَأَةٌ تَطْلُبُ مِنِّي مَـعْـرُوْفًـا، قَـالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا هُوَ دُوْنَ نَـفْسِكِ! فَـأَبَـتْ عَـلَـيَّ فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ

بقدر دینے کا طے کیا، لیکن اس نے اس نصف دن میں اتنا کام کیا، جو دوسروں نے پورے دن میں کیا تھا، اس لیے میں نے اپنی ذمہ داری سمجھی کہ اسے اس کے ساتھیوں کی طرح پوری اجرت دوں، کیونکہ اس نے اپنا کام کرنے میں پوری محنت کی ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے (اعتراض کرتے ہوئے) کہا: کیا تو اس کو وہی اجرت دے رہا ہے جو مجھے دی، حالانکہ اس نے نصف دن کام کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کے بندے! جو کچھ تجھ سے تیرے بارے میں طے ہوا تھا، اس میں میں نے کوئی کمی نہیں کی، یہ میرا مال ہے، میں جیسے چاہوں اس کے بارے میں فیصلہ کرسکتا ہوں۔ (میری اس بات سے) اسے غصہ آیا اور وہ اجرت چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے گھر کے ایک کونے میں اس کا حق رکھ دیا، پھر ایک دن میرے پاس سے گائے گزری، میں نے اس کی اجرت والے مال سے دودھ چھڑایا ہوا گائے کا بچہ خرید لیا، (اس کی نسل بڑھتی رہی اور) گائیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ ایک دن وہی مزدور میرے پاس سے گزرا، وہ بوڑھا اور کمزور ہو چکا تھا، اس لئے میں نے اسے نہیں پہچانا۔ اس نے کہا: میرا حق تیرے پاس ہے، جب اس نے مجھے یاد کرایا تو بات میری سمجھ میں آ گئی۔ میں نے کہا: میں تو تیری ہی تلاش میں تھا، میں نے اس پر (ساری گائیں) پیش کرتے ہوئے کہا: یہ تیرا حق ہے۔ اس نے کہا: او اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق تو نہ کر، اگر میرے ساتھ ہمدردی نہیں کرسکتا تو میرا حق تو مجھے دے دے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا، یہ تیرا ہی حق ہے، اس میں کوئی چیز میری نہیں ہے، سو میں نے وہ سارا مال اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیری ذات کے لئے کی ہے تو اس سے ہمارے لئے گنجائش پیدا کر۔ (اس دعا کی وجہ سے)

فَذَكَّرَتْنِي بِاللّٰهِ، فَأَبَيْتُ عَلَيْهَا وَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ مَاهُوَ دُوْنَ نَفْسِكِ! فَأَبَتْ عَلَيَّ وَذَهَبَتْ، وَذَكَرَتْ لِزَوْجِهَا، فَقَالَ لَهَا: أَعْطِيْهِ نَفْسَكِ! وَاَغْنِيْ عِيَالَكِ فَرَجَعَتْ اِلَيَّ فَنَاشَدَتْنِيْ بِاللّٰهِ فَأَبَيْتُ عَلَيْهَا وَقُلْتُ. وَاللّٰهِ!مَاهُوَدُوْنَ نَفْسِكِ! فَلَمَّا رَأَتْ ذَالِكَ أَسْلَمَتْ إِلَيَّ نَفْسَهَا، فَلَمَّا تَكَشَّفْتُهَا وَهَمَمْتُ بِهَا، اِرْتَعَدَتْ مِنْ تَحْتِي فَقُلْتُ: مَاشَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ! فَقُلْتُ لَهَا: خِفْتِهِ فِي الشِّدَّةِ، وَلَمْ أَخَفْهُ فِي الرَّخَاءِ! فَتَرَكْتُهَا وَأَعْطَيْتُهَا مَا يَحُقُّ عَلَيَّ بِمَا تَكَشَّفْتُهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ، فَافْرُجْ عَنَّاقَالَ: فَانْصَدَعَ حَتّٰى عَرَفُوْا وَتَبَيَّنَ لَهُمْ۔ قَالَ الْآخَرُ: عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ، وَكَانَ لِي غَنَمٌ فَكُنْتُ أُطْعِمُ أَبَوَيَّ وَأَسْقِيْهِمَا، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰى غَنَمِيْ قَالَ: فَأَصَابَنِي يَوْمُ غَيْثٍ حَبَسَنِيْ فَلَمْ أَبْرَحْ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَأَتَيْتُ أَهْلِيْ، وَأَخَذْتُ مَحْلَبِيْ، فَحَلَبْتُ غَنَمِيْ قَائِمَةً فَمَضَيْتُ إِلٰى أَبَوَيَّ، فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَشَقَّ عَلَيَّ أَنْ أُوْقِظَهُمَا، وَشَقَّ أَنْ أَتْرُكَ غَنَمِيْ، فَمَا بَرِحْتُ جَالِسًا، وَمَحْلَبِي عَلٰى يَدِي حَتّٰى أَيْقَظَهُمَا الصُّبْحُ، فَسَقَيْتُهُمَا، اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا! قَالَ النُّعْمَانُ: لَكَأَنِّي أَسْمَعُ هٰذِهِ مِنْ رَسُوْلِ

پھر اتنا ہٹ (یا پھٹ) گیا کہ باہر کا ماحول انھیں نظر آنے لگ گیا۔ دوسرے نے کہا: میں نے بھی ایک دفعہ ایک نیکی کی تھی۔ (تفصیل یہ ہے کہ) میرے پاس زائد از ضرورت مال تھا، لوگ شدت میں مبتلا ہو گئے، ایک عورت میرے پاس کچھ مال طلب کرنے کے لئے آئی۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! تیری شرمگاہ کے علاوہ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس نے (ایسا کرنے سے) انکار کر دیا اور وہ چلی گئی، پھر وہ لوٹ آئی اور مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا، لیکن میں انکار پر تلا رہا اور کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تیری شرمگاہ کے علاوہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اس نے میرے مطالبے کا انکار دیا اور چلی گئی۔ اس نے یہ بات اپنے خاوند کو بتلائی تو اس نے کہا: تو اسے اپنا نفس دے دے (یعنی اسے زنا کرنے دے) اور (کچھ لے کر) اپنے بچوں کی ضرورت پورا کر۔ وہ آئی اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی، لیکن میں نے (پہلے کی طرح) انکار ہی کیا اور کہا: پہلے اپنا نفس فروخت کرنا ہوگا (یعنی اپنی عزت لٹانی ہوگی)۔ جب اس نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔ جب میں نے اسے ننگا کیا اور بدکاری کا ارادہ کرلیا تو اس پر میرے نیچے کپکپی طاری ہوگئی۔ میں نے اسے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میں جہانوں کے پالنہار اللہ سے ڈر رہی ہوں۔ میں نے اسے کہا: تو تنگدستی کے باوجود اس سے ڈرتی ہے اور میں تو خوشحالی میں بھی نہیں ڈرتا۔ پس میں نے اسے چھوڑ دیا اور اسے ننگا کرنے کے جرم میں جو کچھ مجھ پر عائد ہوتا تھا، میں نے اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیری ذات کے لئے کی تھی تو آج اس (چٹان) کو ہٹا دے۔ (اس دعا کی وجہ سے) وہ مزید ہٹ گئی، حتی کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے لگ گئے۔ تیسرے نے کہا: میں نے بھی ایک نیکی کی

اللّٰهِ ﷺ ـ قَالَ الْجَبَلُ: طَاقْ، فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا .)) (مسند احمد: ١٨٦٠٧)

تھی۔ (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) میرے والدین بوڑھے تھے اور میرے پاس بکریاں تھیں۔ میں اپنے والدین کو کھانا کھلاتا اور دودھ پلاتا تھا اور پھر اپنی بکریوں کی طرف لوٹ جاتا تھا۔ ایک دن بارش نے مجھے (وقت پر) لوٹنے سے روک لیا، وہیں شام ہوگئی۔ جب میں گھر پہنچا، برتن لیا، بکریوں کا دودھ دوہا اور اپنے والدین کے پاس لے کر گیا، لیکن وہ (میرے پہنچنے سے پہلے) سو چکے تھے۔ ایک طرف ان کو بیدار کرنا مجھ پر گراں گزر رہا تھا اور دوسری طرف بکریوں کو (یوں ہی بے حفاظت چھوڑ آنا) پریشان کر رہا تھا۔ بہرحال میں برتن تھامے ان کے انتظار میں بیٹھا رہا، حتی کہ وہ صبح کو بیدار ہوئے اور میں نے ان کو دودھ پلایا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیرے لئے کی تھی تو (اس چٹان کو) ہٹا دے۔ سیدنا نعمان کہتے ہیں: گویا کہ میں یہ الفاظ اب بھی رسول اللہ ﷺ سے سن رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس (پتھر کو غار کے دہانے سے) ہٹا دیئے اور وہ نکل گئے۔''

**فوائد:** ......معلوم ہوا کہ نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کرنا جائز ہے، تاہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی ذات کا وسیلہ پکڑنا ایک بدعی عمل ہے، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اور یہ خیر القرون کے تعامل کے خلاف ہے۔

جائز وسیلہ کی تین صورتیں ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی اور صفاتِ علیا کا وسیلہ پکڑنا، (۲) اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کرنا اور (۳) نیک لوگوں سے دعا کروانا۔

ان تین کے علاوہ وسیلہ کی مزید صورتیں بدعت کے زمرے میں آتی ہیں۔

یہ حدیثِ مبارکہ کئی فوائد پر مشتمل ہے، مثلا: والدین کی خدمت کو ہر دوسرے رشتہ دار اور دوستوں پر ترجیح دینا، اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گناہ سے رک جانے کا فضیلت والا عمل ہونا، مزدوروں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا اور کسی کا حق رہ جانے کی صورت میں اسے بہترین طریقے سے ادا کرنا، انبیائے کرام کے معجزات کی طرح اولیاء کی کرامات کا برحق ہونا، اخلاص اور خشوع وخضوع اور الحاح وزاری سے کی گئی دعا کا قبول ہونا، مشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنا۔

## بَابُ ذِكْرِ قِصَّةِ الْكِفْلِ وَذِي الْكِفْلِ
## کفل اور ذی الکفل کے قصے کا بیان

(۱۰۴۳۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مِرَارٍ وَلٰكِنْ قَدْ سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّيْنَ دِيْنَارًا عَلٰى أَنْ يَطَأَهَا، فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ أَرْعَدَتْ وَبَكَتْ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيْكِ أَ أَكْرَهْتُكِ؟ قَالَتْ: لَا وَلٰكِنْ هٰذَا عَمَلٌ لَمْ أَعْمَلْهُ قَطُّ، وَإِنَّمَا حَمَلَنِيْ عَلَيْهِ الْحَاجَةُ، قَالَ: فَتَفْعَلِيْنَ هٰذَا وَلَمْ تَفْعَلِيْهِ قَطُّ، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: اذْهَبِيْ فَالدَّنَانِيْرُ لَكِ، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا يَعْصِي اللّٰهَ الْكِفْلُ أَبَدًا، فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَأَصْبَحَ مَكْتُوْبًا عَلٰى بَابِهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لِلْكِفْلِ۔)) (مسند احمد: ٤٧٤٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی، اگر میں نے آپ ﷺ سے ایک بار، یا دو بار، یہاں تک کہ انھوں سات بار کا ذکر کیا، بلکہ میں نے اس سے بھی زیادہ دفعہ سنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کفل کا تعلق بنو اسرائیل سے تھا، وہ کسی گناہ سے نہیں بچتا تھا، ایک دن ایک خاتون اس کے پاس آئی، اس نے اس کو اس شرط پر ساٹھ دینار دیئے کہ وہ اس سے زنا کرے گا، پس جب وہ اس خاتون سے خاوند کی طرح بیٹھ گیا تو اس پر کپکپی طاری ہوگئی اور وہ رونے لگ گئی، اس نے کہا: تو کیوں رو رہی ہے، کیا میں نے تجھے مجبور کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، دراصل بات یہ ہے کہ میں نے یہ جرم کبھی بھی نہیں کیا تھا، بس آج حاجت نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے، اس نے کہا: تو اب یہ جرم کر رہی ہے، جبکہ اس سے پہلے تو نے کبھی ایسے نہیں کیا، پھر وہ اس سے ہٹ گیا اور کہا: تو چلی جا اور یہ دینار بھی تیرے ہیں، پھر اس نے کہا: اللہ کی قسم! اب کفل کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا، پھر وہ اسی رات کو مر گیا، صبح کے وقت اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے کفل کو بخش دیا ہے۔''

**فوائد**:...... کفل اور ذوالکفل دو الگ الگ نام ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورۂ انبیاء اور سورہ ص میں انبیائے کرام کے ساتھ ذوالکفل کا ذکر کیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی نبی تھا، بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ذوالکفل کوئی نیک اور انصاف پرست حکمران تھا، نبی نہیں تھا۔

کفل کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ یہ کوئی گنہگار آدمی تھا، پھر اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر لی، مذکورہ بالا ضعیف حدیث میں اسی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۱۰۴۳۹) تخریج: اسناده ضعیف، سعد مولی طلحة، لایعرف الا بحدیث واحد، وهو حدیث الکفل، قاله ابو حاتم، أخرجه الترمذی: ۲۴۹۶ (انظر: ٤٧٤٧)

## بَابُ ذِكْرِ قِصَّةِ الْمَلِكَيْنِ اللَّذَيْنَ تَخَلَّيَا عَنِ الدُّنْيَا وَزُخْرُفِهَا

## ان دو بادشاہوں کا قصہ، جو دنیا اور اس کی سجاوٹ سے کنارہ کش ہو گئے

(١٠٤٤٠)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانَ فِيْ مَمْلَكَتِهِ فَتَفَكَّرَ فَعَلِمَ أَنَّ ذٰلِكَ مُنْقَطِعٌ عَنْهُ وَأَنَّ مَا هُوَ فِيهِ قَدْ شَغَلَهُ عَنْ عِبَادَةِ رَبِّهِ فَتَسَرَّبَ فَانْسَابَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنْ قَصْرِهِ فَأَصْبَحَ فِيْ مَمْلَكَةِ غَيْرِهِ، وَأَتَى سَاحِلَ الْبَحْرِ وَكَانَ بِهِ يَضْرِبُ اللَّبِنَ بِالْأَجْرِ فَيَأْكُلُ وَيَتَصَدَّقُ بِالْفَضْلِ، فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى رَقِيَ أَمْرُهُ إِلٰى مَلِكِهِمْ وَعِبَادَتُهُ وَفَضْلُهُ، فَأَرْسَلَ مَلِكُهُمْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهُ فَأَبٰى أَنْ يَأْتِيَهُ، فَأَعَادَ ثُمَّ أَعَادَ إِلَيْهِ فَأَبٰى أَنْ يَأْتِيَهُ وَقَالَ: مَا لَهُ وَمَا لِيْ؟ قَالَ: فَرَكِبَ الْمَلَكُ فَلَمَّا رَآهُ الرَّجُلُ وَلّٰى هَارِبًا، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ الْمَلِكُ رَكَضَ فِيْ أَثَرِهِ فَلَمْ يُدْرِكْهُ، قَالَ: فَنَادَاهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنِّيْ بَأْسٌ، فَأَقَامَ حَتّٰى أَدْرَكَهُ فَقَالَ لَهُ: مَنْ أَنْتَ رَحِمَكَ اللّٰهُ؟ قَالَ: أَنَا فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ صَاحِبِ مُلْكِ كَذَا وَكَذَا، تَفَكَّرْتُ فِيْ أَمْرِيْ فَعَلِمْتُ أَنَّ مَا أَنَا فِيهِ مُنْقَطِعٌ، فَإِنَّهُ شَغَلَنِيْ عَنْ عِبَادَةِ رَبِّيْ فَتَرَكْتُهُ وَجِئْتُ هٰهُنَا أَعْبُدُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: مَا أَنْتَ بِأَحْوَجَ إِلٰى مَا صَنَعْتَ مِنِّيْ، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ فَسَيَّبَهَا ثُمَّ نَزَلَ عَنْ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: تم سے پہلے ایک آدمی اپنی مملکت میں موجود تھا، اس نے سوچا اور پھر جان لیا کہ یہ سارا کچھ اس سے منقطع ہونے والا ہے اور اس مملکت نے مجھے اپنے ربّ کی عبادت سے روک رکھا ہے، پھر وہ گھسا (یعنی گھر میں الگ تھلگ ہو گیا) اور ایک رات کو اپنے محل سے نکلا اور بے روک چلتا رہا، یہاں تک کہ صبح کے وقت کسی اور کی سلطنت میں پہنچ گیا، پھر وہ سمندر کے ساحل پر آیا، وہاں اجرت پر اینٹیں بناتا، اس طرح رزق حاصل کرتا اور زائد مال کا صدقہ کر دیتا، اس کا معاملہ اسی طرح رہا، یہاں تک کہ بادشاہ کو اس کے معاملے، عبادت اور فضیلت کا پتہ چل گیا، بادشاہ نے اس کو اپنے پاس آنے کا پیغام بھیجا، لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا، اس نے دوبارہ پیغام بھیجا، لیکن اس نے اس بار بھی انکار کر دیا اور اس نے کہا: اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے؟ پھر ایک دن بادشاہ سوار ہوا اور اس کے پاس پہنچ گیا، لیکن جب اس نے بادشاہ کو دیکھا تو اس نے بھاگنا شروع کر دیا، جب بادشاہ نے اس کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے بھی سواری کو ایڑ لگائی، لیکن وہ اس کو نہ پا سکا، بالآخر بادشاہ نے کہا: اد اللہ کے بندے! میری طرف سے تجھ پر کوئی حرج نہیں ہوگا، پس وہ کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ اس نے اس کو پا لیا اور کہا: اللہ تجھ پر رحم کرے، تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں فلاں بن فلاں اور فلاں بادشاہت والا ہوں، میں نے اپنے معاملے میں غور کیا اور یہ جان لیا کہ جو کچھ میرے آس پاس ہے، یہ ختم ہونے والا ہے، لیکن

(١٠٤٤٠) تخريج: اسناده ضعيف، يزيد بن هارون سمع من المسعودي بعد الاختلاط، وعبد الرحمن بن عبد الله لم يسمع من ابيه الا شيئا يسيرا، أخرجه ابويعلى: ٥٠٥١ (انظر: ٤٣١٢)

دَابَّتِهِ فَسَيَّبَهَا ثُمَّ تَبِعَهُ فَكَانَا جَمِيْعًا يَعْبُدَانِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَدَعَوَا اللّٰهَ أَنْ يُمِيْتَهُمَا جَمِيْعًا، قَالَ: فَمَاتَا، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: لَوْ كُنْتُ بِرُمَيْلَةِ مِصْرَ لَأَرَيْتُكُمْ قُبُوْرَهُمَا بِالنَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٣١٢)

اس نے مجھے اپنے ربّ کی عبادت سے مشغول کر رکھا ہے، اس لیے میں اُس چیز کو چھوڑ کر یہاں آ گیا اور اب اپنے ربّ کی عبادت کر رہا ہوں، یہ سن کر بادشاہ نے کہا: جو کچھ تو نے کیا ہے، اس معاملے میں تو مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہے، پھر وہ آدمی اپنی سواری سے اترا اور اس کو چھوڑ دیا اور وہ بادشاہ بھی اپنی سواری سے اترا اور اس کو چھوڑ دیا اور اس آدمی کی پیروی کرنے لگا، پس وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور ان دونوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ ان کو اکٹھا فوت کرے، پس پھر وہ وفات پا گئے۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں مصر کے رُمیلہ میدان میں ہوتا تو تم کو ان دونوں کی قبریں ان صفات سے پہچان کر دکھاتا، جو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو بیان کی تھیں۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَرَبِ الْعَارِبَةِ وَالْمُسْتَعْرِبَةِ وَإِلٰى مَنْ يَنْتَسِبُوْنَ وَذِكْرِ قَحْطَانَ وَقِصَّةِ سَبَا

### عاربہ اور مستعربہ عربوں اور ان کے منسوب الیہ کا بیان اور قحطان کا ذکر اور سبا کا قصہ

عاربہ: خالص عرب

مستعربہ: وہ غیر عرب جو عربوں میں شامل ہو کر خود کو عرب سمجھنے لگے۔

(١٠٤٤١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ سَبَأٍ مَا هُوَ أَرَجُلٌ أَمِ امْرَأَةٌ أَمْ أَرْضٌ؟ فَقَالَ: ((بَلْ هُوَ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً فَسَكَنَ الْيَمَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ، وَبِالشَّامِ مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ، فَأَمَّا الْيَمَانِيُّوْنَ فَمَذْحِجٌ وَكِنْدَةُ وَالْأَزْدُ، وَالْأَشْعَرِيُّوْنَ وَأَنْمَارٌ، وَحِمْيَرُ عَرَبًا كُلُّهَا، وَأَمَّا الشَّامِيَّةُ فَلَخْمٌ وَجُذَامٌ وَعَامِلَةُ وَغَسَّانُ۔)) (مسند احمد: ٢٨٩٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سبا کے بارے میں سوال کیا کہ وہ مرد تھا یا عورت یا زمین کا نام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مرد تھا، اس کے دس بچے تھے، ان میں چھ یمن میں اور چار شام میں آباد ہوئے، پس یمنی یہ ہیں: مذحج، کندہ، ازد، اشعری، انمار اور حمیر، یہ سارے کے سارے عرب تھے اور شامی یہ ہیں: لخم، جذام، عاملہ اور غسان۔''

**فوائد:** ……دس بچے ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ دس آدمی سبا کی نسل میں سے ہیں، کوئی اس کا بیٹا ہے، کوئی پوتا اور پڑپوتا وغیرہ۔

(١٠٤٤١) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٢٣ (انظر: ٢٨٩٨)

(۱۰۴۴۲)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُقَاتِلُ بِمُقْبِلِ قَوْمِيْ مُدْبِرَهُمْ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ، فَقَاتِلْ بِمُقْبِلِ قَوْمِكَ مُدْبِرَهُمْ۔)) فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِيْ فَقَالَ: ((لَا تُقَاتِلْهُمْ حَتّٰى تَدْعُوَهُمْ اِلَى الْإِسْلَامِ۔)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ سَبَأً، أَوَادٍ هُوَ أَوْ جَبَلٌ، مَا هُوَ؟ قَالَ ﷺ: ((لَا بَلْ هُوَ رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ وُلِدَ لَهُ عَشَرَةٌ، فَتَيَامَنَ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ أَرْبَعَةٌ، تَيَامَنَ الْأَزْدُ وَالْأَشْعَرِيُّوْنَ وَحِمْيَرٌ وَكِنْدَةُ وَمَذْحِجٌ وَأَنْمَارٌ الَّذِيْنَ يُقَالُ لَهُمْ بَجِيْلَةُ وَخَثْعَمُ، وَتَشَاءَمَ لَخْمٌ وَجُذَامٌ وَعَامِلَةُ وَغَسَّانُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۳۰۶)

سیدنا عروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم کے مسلمان ہونے والے افراد کو لے کر اس کے اسلام قبول نہ کرنے والے افراد سے جہاد کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی بالکل، تو اپنی قوم کے مسلمانوں کو لے کر اپنی قوم کے کافروں سے لڑائی کر۔'' پھر جب میں جانے لگا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: ''تو نے اس وقت تک ان سے قتال نہیں کرنا، جب تک ان کو اسلام کی دعوت نہ دے دے۔'' پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سبأ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، یہ وادی کا نام ہے یا کوئی پہاڑ ہے؟ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ یہ تو ایک آدمی تھا، اس کے دس بچے پیدا ہوئے، ان میں سے چھ یمن میں اور چار شام میں بسے، یمن میں آباد ہونے والے ازد، اشعری، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار ہیں، مؤخر الذکر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بجیلہ اور خثعم بھی ان میں سے ہیں، اور شام میں آباد ہونے والے لخم، جذام، عاملہ اور غسان ہیں۔''

(۱۰۴۴۳)۔ عَنْ ذِيْ مِخْمَرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ هٰذَا الْأَمْرُ فِيْ حِمْيَرَ فَنَزَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُمْ فَجَعَلَهُ فِيْ قُرَيْشٍ وَ سَ یَ عُ وْ دُ إِلَ یْ هِـمْ۔)) وَكَذَا كَانَ فِيْ كِتَابِ أَبِيْ مُقَطَّعٌ وَحَيْثُ حَدَّثَنَا بِهِ تَكَلَّمَ عَلَى الْإِسْتَوَاءِ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۵۲)

سیدنا ذومخمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (خلافت وملوکیت والا) معاملہ حمیر قبیلے میں تھا، اللہ تعالیٰ نے ان سے سلب کر کے قریش کے سپرد کر دیا، عنقریب یہ معاملہ ان ہی کی طرف لوٹ جائے گا۔'' عبد اللہ راوی کہتے ہیں: میرے باپ کی کتاب میں آخری الفاظ مقطّعات شکل میں تھے، البتہ انھوں نے ہم کو بیان کرتے وقت ان کو برابر ہی پڑھا تھا، (جیسے باقی حدیث پڑھی)۔

**فوائد:**...... حدیث میں مذکورہ حروفِ مقطعات (وَ سَ یَ عُ وْ دُ إِلَ یْ هِـمْ) سے مراد ''وَسَيَعُوْدُ اِلَيْهِمْ'' ہے۔

---

(۱۰۴۴۲) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۸/ ۸۳۴ (انظر: ۰۰۰/ ۸۸)

(۱۰۴۴۳) تخریج: اسناده جیّد، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۴۲۲۷ (انظر: ۱۶۸۲۷)

حمیر یمن میں آباد ہونے والے عرب تھے، جیسا کہ مذکورہ بالا روایات سے پتہ چل رہا ہے، مشہور یہ ہے کہ یہ قحطان سے ہیں، ارطاۃ بن منذر تابعی نے کہا: قحطانی لوگ امام مہدی کے بعد نمودار ہوں گے اور امام مہدی کی سیرت اختیار کریں گے، درج ذیل حدیث میں مذکورہ بالا حدیث کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔)) ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسا نہ ہو کہ ایک قحطانی آدمی نکلے اور اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے (یعنی حکومت کرے گا)۔'' (صحیح بخاری: ۳۲۵۶، صحیح مسلم: ۵۱۸۲)

قریشی تقریبا ابتدائی چھ صدیوں تک حکومت کرتے رہے، بالآخر دین سے انحراف کرنے کی وجہ سے تاتاریوں نے ان کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ تُبَّعٍ مَلِكُ الْيَمَنِ وَقِصَّتُهُ مَعَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ

## یمن کے بادشاہ تبع کا ذکر اور اہل مدینہ کے ساتھ اس کے قصے کا بیان

(۱۰۴۴۴)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَسُبُّوْا تُبَّعًا فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ أَسْلَمَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۶۸)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تبع کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔''

**فوائد:** ......اس تبع کا نام تبان اسعد ابو کرب تھا، یمن کے بادشاہ کو تبع کہتے تھے، جیسے حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی اور مصر کے بادشاہ کو فرعون کہتے تھے۔

## بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ وَخُرُوْجِ وَلَايَةِ الْبَيْتِ مِنْهُمْ إِلٰى قُصَيِّ بْنِ كِلَابٍ وَخَبَرِ عُمَرِو بْنِ لُحَيٍّ وَعِبَادَةِ الْأَصْنَامِ

## خزاعہ کا قصہ، بیت اللہ کی ولایت کا ان سے نکل کر قصی بن کلاب کو ملنا، عمرو بن لحیی کی خبر اور بتوں کی عبادت کا بیان

(۱۰۴۴۵)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَعَبَدَ الْأَصْنَامَ أَبُوْ خُزَاعَةَ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ وَإِنِّيْ رَأَيْتُهُ يَجُرُّ أَمْعَائَهُ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۴۲۵۸)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے اونٹنیوں کو غیر اللہ کی منت ماننے کی وجہ سے آزاد چھوڑنے والا اور بتوں کی عبادت کرنے والا عمرو بن عامر ہے، یہ خزاعہ قبیلے کا باپ ہے، میں نے اسے دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا۔''

---

(۱۰۴۴۴) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۲۲۸۸۰)

(۱۰۴۴۵) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۴۲۵۸)

(١٠٤٤٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ (اَلْخُزَاعِيَّ) يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّائِبَةَ وَبَحَرَ الْبَحِيْرَةَ۔)) (مسند احمد: ٨٧٧٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا، وہ آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا، وہ پہلا شخص ہے، جس نے اونٹنیوں کو غیر اللہ کی منت ماننے کی وجہ سے آزاد چھوڑا اور اونٹنیوں کے کان کاٹ کر ان کو چھوڑا۔''

**فوائد:** ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔﴾ ...... ''اللہ نے نہ کوئی کان پھٹی اونٹنی مقرر فرمائی ہے اور نہ کوئی سانڈ چھٹی ہوئی اور نہ کوئی اوپر تلے بچے دینے والی مادہ اور نہ کوئی بچوں کا باپ اونٹ اور لیکن وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان کے اکثر نہیں سمجھتے۔'' (سورۂ مائدہ: ١٠٣)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

صحیح بخاری میں ہے: سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بحیرہ اس جانور کو کہتے ہیں، جس کے بطن کا دودھ وہ لوگ اپنے بتوں کے نام کر دیتے تھے، اسے کوئی دوہتا نہ تھا، سائبہ ان جانوروں کو کہتے تھے، جنہیں وہ اپنے معبود باطل کے نام پر چھوڑ دیتے تھے، سواری اور بوجھ سے آزاد کر دیتے تھے، وصیلہ وہ اونٹنی ہے، جس کے پلوٹھے دو بچے اوپر تلے کے مادہ ہوں، ان دونوں کے درمیان کوئی نر اونٹ پیدا نہ ہوا ہو، اسے بھی وہ اپنے بتوں کے نام وقف کر دیتے تھے۔ حام اس نر اونٹ کو کہتے تھے جس کی نسل سے کئی بچے ہو گئے ہوں، پھر اسے بھی اپنے بزرگوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور کسی کام میں نہ لیتے تھے۔

## اَبْوَابُ ذِكْرِ جَمَاعَةٍ مَشْهُوْرِيْنَ كَانُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ
## دورِ جاہلیت کے مشہور لوگوں کے ذکر کے ابواب

### بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حَاتِمِ نِ الطَّائِيِّ
### حاتم طائی کا ذکر

(١٠٤٤٧)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِيْ كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيَفْعَلُ كَذَا، قَالَ: ((اِنَّ أَبَاكَ أَرَادَ شَيْئًا

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا، مہمان نوازی کرتا تھا اور دیگر کوئی امور سر انجام دیتا تھا، آپ ﷺ

(١٠٤٤٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٥٢١، ٤٦٢٣، ومسلم: ٢٨٥٦ (انظر: ٨٧٨٧)

(١٠٤٤٧) تخريج: حسن، أخرجه ابوداود الطيالسي: ١٠٣٣، وابن حبان: ٣٣٢، والطبراني في "الكبير": ١٧/ ٢٤٧ (انظر: ١٩٣٧٤)

فَأَدْرَكَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۵۹۱) نے فرمایا: ''تیرے باپ نے جس چیز کا ارادہ کیا، اس کو پالیا۔''

**فوائد:** ...... حاتم کی سخاوت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضامندی نہیں تھا، بلکہ شہرت طلبی تھا، اور وہ پورا ہو چکا ہے، ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں رائیگاں اور قابل مذمت ہوتا ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُدْعَانَ
## عبد اللہ بن جدعان کا ذکر

(۱۰۴۴۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِبْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمَسَاكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: ((لَا، يَاعَائِشَةُ! إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۱۲۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابن جدعان دورِ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مساکین کو کھانا کھلاتا تھا، آیا یہ نیکیاں اس کے لئے نفع مند ثابت ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، عائشہ! اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا تھا: اے میرے رب! روزِ قیامت میرے گناہوں کو بخش دینا۔''

**فوائد:** ...... ابن جدعان کی صلہ رحمی اور سخاوت وغیرہ اس کو فائدہ نہیں دے گی، کیونکہ وہ کافر تھا، اس کے یہ دعا نہ کرنے سے مقصود یہ ہے کہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تھا، اس لیے اس کے عمل ضائع ہو گئے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ إِمْرَؤُ الْقَيْسِ بْنِ حَجْرٍ اَلشَّاعِرِ الْمَشْهُوْرِ
## مشہور شاعر امرؤ القیس بن حجر کا ذکر

(۱۰۴۴۹)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِمْرَؤُ الْقَيْسِ صَاحِبُ لِوَاءِ الشُّعَرَاءِ اِلَى النَّارِ۔)) (مسند احمد: ۷۱۲۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امرؤ القیس جہنم کی طرف شعراء کا جھنڈا اٹھانے والا ہو گا۔''

**فوائد:** ...... امرؤ القیس بن حُجر بن حارث کندی دورِ جاہلیت کا مشہور شاعر تھا، یہ وہ پہلا شخص تھا، جس نے قصیدے ترتیب دیئے۔

اس نے قابل مذمت امور پر مشتمل اشعار ایجاد کیے، بعد والے شعراء اور مشرکین نے اس کی پیروی کی، لہٰذا جیسے وہ دنیا میں ان لوگوں کا قائد تھا، اسی طرح آخرت میں قائد ہو گا، لیکن قیادت جہنم کی طرف کرے گا۔

---

(۱۰۴۴۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۴ (انظر: ۲۴۶۲۱)

(۱۰۴۴۹) تخریج: اسناده ضعیف، ابو الجهم الواسطی لایعرف الا بهذا الحدیث، وقال ابوزرعة: واهی الحدیث، أخرجه (انظر: )

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ وَشَيْءٍ مِنْ شِعْرِهِ

## امیہ بن ابی صلت اور اس کے چند اشعار کا

(۱۰۴۵۰)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((اَشْعَرُ بَيْتٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَصْدَقُ بَيْتٍ) قَالَتْهُ الْعَرَبُ: (أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ) وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ۔)) (مسند احمد: ۹۰۷۲)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌ﷺ نے منبر پر فرمایا: ''عربوں کا کہا ہوا سب سے سچا شعر یہ ہے: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ (خبردار! اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے) اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت مسلمان ہو جاتا۔''

(۱۰۴۵۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَنْشَدَهُ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، قَالَ: فَأَنْشَدَهُ مِائَةَ قَافِيَةٍ، قَالَ: فَلَمْ أُنْشِدْهُ شَيْئًا إِلَّا قَالَ: ((إِيْهِ، إِيْهِ۔)) حَتّٰى إِذَا اسْتَفْرَغْتُ مِنْ مِائَةِ قَافِيَةٍ قَالَ: ((كَادَ أَنْ يُسْلِمَ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۹۳)

سیدنا شرید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌ﷺ نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ امیہ بن ابی صلت کے شعر پڑھے، پس میں نے سو قافیے پڑھ دیئے، میں جب بھی آپ ‌ﷺ کو اس کا کوئی کلام سناتا تو آپ ‌ﷺ فرماتے: ''اور سناؤ، اور سناؤ۔'' یہاں تک کہ جب میں سو قافیوں سے فارغ ہو گیا، آپ ‌ﷺ نے فرمایا: ''قریب تھا کہ امیہ مسلمان ہو جاتا۔''

**فوائد:** ...... امیہ بن ابی صلت نے اتنے عمدہ اشعار کہے کہ نبی کریم ‌ﷺ نے بھی اشعار پسند کیے، لیکن اس شخص کو اسلام نصیب نہ ہو سکا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

## زید بن عمرو بن نفیل کا ذکر

(۱۰۴۵۲)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ، وَ ذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْوَحْيُ، فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُفْرَةً فِيْهَا لَحْمٌ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ‌ﷺ، زید بن عمرو بن نفیل کو بلدح کے زیریں مقام پر ملے، یہ آپ ‌ﷺ پر نزولِ وحی سے پہلے کی بات ہے، آپ ‌ﷺ نے اس کو ایک تھیلا پیش کیا، اس میں گوشت تھا، لیکن اس نے اس سے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا: بیشک میں وہ چیز نہیں کھاتا جو تم اپنے تھانوں پر ذبح کرتے ہو، میں صرف وہ چیز

---

(۱۰۴۵۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۵٦ (انظر: ۹۰۸۳)

(۱۰۴۵۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۵۵ (انظر: ۱۹٤٦٤)

(۱۰۴۵۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۸۲٦ ، ٥٤٩٩ (انظر: ٦۱۱۰)

مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَا آكُلُ مَا تَذْبَحُوْنَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَحَدَّثَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۶۱۱۰)

کھاتا ہوں، جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔

**فوائد:** ...... زید بن عمرو بن نفیل، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چچازاد تھے، انھوں نے بتوں کی عبادت کو ترک کر دیا تھا اور مشرکوں کے دین سے الگ تھلگ ہو گئے تھے اور صرف اس جانور کا گوشت کھاتے تھے، جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں: میں زید بن عمرو کو ملی، وہ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اور کہہ رہے تھے: اے قریشیو! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں زید کی جان ہے! تم میں سے کوئی آدمی دینِ ابراہیمی کا پیروکار نہیں ہے، ما سوائے میرے، پھر وہ کہتے: اے اللہ! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ کون سا چہرہ تجھے سب سے پسند ہے تو میں اس کے ذریعے تیری عبادت کرتا۔ ...... یہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے اور کہتے: ابراہیم علیہ السلام کا معبود میرا معبود ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا دین میرا دین ہے، یہ بچیوں کو زندہ درگور نہیں کرتے تھے، بلکہ جب کوئی آدمی اپنی بچی کو قتل کرنا چاہتا تو یہ اس کو کہتے: اس کو قتل نہ کر، بلکہ مجھے دے دے، میں اس کی کفالت کروں گا، پھر جب یہ بالغ ہو جائے گی تو مجھ سے لے لینا یا میرے پاس چھوڑ دینا، جیسے تیری مرضی ہوگی۔

ایک بار یہ اہل کتاب میں دینِ ابراہیمی تلاش کرنے کے لیے شام کی طرف نکلے، مختلف لوگوں سے سوال کرنے کے لیے موصل اور جزیرہ کا گشت کیا، پھر شام کی طرف واپس پلٹے اور بلقاء کی سرزمین میں ایک گرجا گھر میں ایک پادری کے پاس آئے، لوگوں کا خیال تھا کہ یہ پادری نصرانیت کا مکمل علم رکھتا تھا، انھوں نے اُس سے ابراہیم علیہ السلام کے دینِ حنیف کے بارے میں پوچھا، اس نے کہا: تو ایسے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے کہ آج کوئی بھی اس پر پابند نہیں ہے، اس دین کا علم مٹ چکا ہے اور اس کی معرفت رکھنے والے فوت ہو چکے ہیں، ہاں اب ایک نبی کے ظہور کا وقت ہو چکا ہے، زید بن عمرو یہودیت اور نصرانیت کی طلب میں نکلے تھے، لیکن ان دو ادیان کی کوئی چیز ان کو پسند نہ آئی، پھر وہ وہاں سے نکلے اور مکہ مکرمہ پہنچنے کے لیے جلدی کی، لیکن جو لخم کے علاقے سے گزرے تو ان لوگوں نے ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا، ورقہ بن نوفل نے ان کا مرثیہ پڑھتے ہوئے کہا:

رَشَدْتَ وَأَنْعَمْتَ ابْنَ عَمْرٍو وَإِنَّمَا تَجَنَّبْتَ تَنُّوْرًا مِنَ النَّارِ حَامِيَا

بِدِيْنِكَ رَبًّا لَيْسَ رَبٌّ كَمِثْلِهِ وَتَرْكِكَ أَوْثَانَ الطَّوَاغِيْ كَمَا هِيَا

''اے ابن عمرو! تو ہدایت پا گیا اور تو نے بہت اچھا کیا اور تو بچ گیا دہکتی ہوئی آگ کے تنور سے ایسے ربّ کو

لائقِ عبادت سمجھ کر کہ جس کی طرح کا کوئی ربّ نہیں ہے اور بتوں کو ان کی حالت پر چھوڑ کر۔''
(ملخص از البداية والنهاية لابن كثير)

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَرْقَةَ بْنِ نَوفَلِ بْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَ رضی اللہ عنہا

## زوجۂ رسول سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد ورقہ بن نوفل کا ذکر

(١٠٤٥٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ خَدِيْجَةَ سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَرْقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ فَقَالَ: ((قَدْ رَأَيْتُهُ فِي الْمَنَامِ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ ثِيَابُ بَيَاضٍ فَأَحْسِبُهُ لَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثِيَابُ بَيَاضٍ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٧١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس کو خواب میں دیکھا ہے، اس نے سفید کپڑے زیبِ تن کیے ہوئے تھے، میرا خیال ہے کہ اگر وہ جہنمی ہوتا تو اس پر سفید کپڑے نہ ہوتے۔''

**فوائد:** …… ورقہ بن نوفل، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے، یہ بھی زید بن عمرو کی طرح فطرت پر برقرار تھے، لیکن انھوں نے نصرانیت کو پسند کر کے قبول کر لیا اور مختلف پادریوں کو ملے، انھوں نے اسی مذہب کی روشنی میں نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی کے بعد آپ ﷺ کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کی۔

(١٠٤٥٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، أخرجه عبد الرزاق: ٩٧٠٩ (انظر: ٢٤٣٦٧)

# كِتَابُ سِيْرَةِ أَوَّلِ النَّبِيِّينَ وَخَاتَمِ الْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ

# اول النبیین اور خاتم المرسلین ہمارے نبی محمد بن عبد اللہ ﷺ کی سیرت کی کتاب

ذِكْرُ أَيَّامِهِ وَغَزَوَاتِهِ وَسَرَايَاهُ وَالْوُفُوْدِ اِلَيْهِ وَفَضَائِلِهِ اِلٰى أَنْ لَحِقَ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى۔

آپ کے زمانے، غزوات، سرایا، آپ ﷺ کی طرف آنے والے وفود اور آپ ﷺ کے فضائل کا ذکر، یہاں تک کہ آپ ﷺ رفیقِ اعلی سے جا ملے

وَهُوَ ثَلَاثَةُ أَقْسَامٍ اَلْقِسْمُ الْأَوَّلُ مِنْ إِبْتِدَاءِ نَسَبِهِ الشَّرِيْفِ وَمَوْلِدِهِ اِلٰى هِجْرَتِهِ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

اس کی کل تین اقسام ہیں، قسم اول: آپ ﷺ کے نسب شریف اور ولادت باسعادت سے لے کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت تک۔

## بَابُ ذِكْرِ نَسَبِهِ الشَّرِيْفِ وَطَيِّبِ أَصْلِهِ الْمُنِيْفِ

## آپ ﷺ کے نسب شریف اور آپ ﷺ کی عظیم اصل کے پاکیزہ ہونے کا ذکر

(١٠٤٥٤)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِصْطَفٰى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيْمَ إِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ كِنَانَةَ وَ اصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اولادِ ابراہیم سے اسماعیل کو، بنو اسماعیل سے کنانہ کو، بنو کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو منتخب فرمایا۔''

---

(١٠٤٥٤) تخریج: حدیث صحیح دون قوله: "اصطفى من ولد ابراهيم اسماعيل"، أخرجه مسلم: ٢٢٧٦ دون لفظة: "اصطفى من ولد ابراهيم اسماعيل" (انظر: ١٦٩٨٧)

كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ۔))
(مسند احمد: ١٧١١٢)

**فوائد:** ...... شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب بلحاظ جنس عجمیوں سے افضل ہیں، پھر عربوں میں قریشی، قریشیوں میں بنی ہاشم اور بنو ہاشم میں سب سے زیادہ فضیلت محمد ﷺ ہیں، بلکہ آپ ﷺ پوری انسانیت میں سب سے زیادہ فضیلت پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر اعتبار سے آپ ﷺ کو برتری اور فضیلت عطا کی، اس حدیث میں آپ ﷺ کے نسب کی فضیلت کا بیان ہے۔

(١٠٤٥٥)۔ عَنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ: أَتَى نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: إِنَّا لَنَسْمَعُ مِنْ قَوْمِكَ حَتَّى يَقُوْلَ الْقَائِلُ مِنْهُمْ: إِنَّمَا مِثْلُ مُحَمَّدٍ مِثْلُ نَخْلَةٍ نَبَتَتْ فِيْ كِبَاءٍ، قَالَ حُسَيْنٌ: اَلْكِبَاءُ اَلْكِنَاسَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ أَنَا؟)) قَالُوْا: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔)) قَالَ: فَمَا سَمِعْنَاهُ قَطُّ يَنْتَمِيْ قَبْلَهَا ((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ خَلْقَهُ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ خَلْقِهِ، ثُمَّ فَرَّقَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ الْفِرْقَتَيْنِ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَأَنَا خَيْرُكُمْ بَيْتًا وَخَيْرُكُمْ نَفْسًا))۔ (مسند احمد: ١٧٦٥٨)

سیدنا عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ انصاری لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: ہم آپ کی قوم کی باتیں سنتے ہیں، وہ تو آپ کے بارے میں یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ محمد (ﷺ) کی مثال شہد کی مکھی کی سی ہے، جو جھاڑو سے اکٹھا ہونے والے کوڑے سے پیدا ہوتی ہے، حسین راوی نے کہا: ''کِبَاء'' سے مراد جھاڑو سے اکٹھا ہونے والا کوڑا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! میں کون ہوں؟'' انھوں نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔'' اس سے پہلے ہم نے آپ ﷺ کو اپنا نسب بیان کرتے ہوئے نہیں سنا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق (جن وانس) کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق (یعنی انسانوں) میں سے بنایا، پھر انسانیت کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین حصے میں رکھا، پھر اس کو قبیلوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر اس کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین گھر والا قرار دیا، پس میں تم میں گھر کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور نفس کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔''

---

(١٠٤٥٥) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٦٥٧، وابن ابي شيبة: ١١/ ٤٣٠ (انظر: ١٧٥١٧)

**فوائد:** ...... جب لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے حسب ونسب پر طعن کرتے ہوئے کہا کہ ''محمد (ﷺ) کی مثال شہد کی مکھی کی سی ہے......'' تو جواباً آپ ﷺ نے فخریہ انداز میں اپنا نسب بیان کیا کہ بنی آدم میں سب سے زیادہ شرف وعظمت والا نسب آپ ﷺ کے نصیبے میں آیا۔

آپ ﷺ نے جن احادیث میں آباء واجداد کی وجہ سے فخر کرنے سے منع فرمایا، اس سے مراد وہ انداز ہے، جو ضرورت کے بغیر ہو اور جس کا نتیجہ تکبر اور دوسرے مسلمان کی تحقیر ہو۔

(۱۰۴۵٦)۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ هَيْضَمٍ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ وَفْدٍ لَا يَرَوْنَ أَنِّيْ أَفْضَلُهُمْ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نَزْعُمُ أَنَّكُمْ مِنَّا، قَالَ: ((نَحْنُ بَنُوْ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ لَا نَقْفُوْا أُمَّنَا وَلَانَنْتَفِيْ مِنْ أَبِيْنَا۔)) قَالَ: فَكَانَ الْأَشْعَثُ يَقُوْلُ: لَا أُوْتٰى بِرَجُلٍ نَفٰى قُرَيْشًا مِنَ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ إِلَّا جَلَدْتُهُ الْحَدَّ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۸۲)

سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس وفد کے لوگوں کا خیال نہ تھا کہ میں ان میں افضل ہوں، اس لیے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا یہ خیال ہے کہ آپ لوگ ہم میں سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم بنونضر بن کنانہ ہیں، ہم نہ اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ اپنے باپ کی نفی کرتے ہے۔'' اشعث کہتے تھے: اگر میرے پاس کوئی ایسا بندہ لایا گیا جس نے قریش کی نضر بن کنانہ سے نفی کی تو میں اس کو حد لگانے کے لیے کوڑے لگاؤں گا۔

**فوائد:** ......اس باب کی پہلی حدیث کو سامنے رکھ کر نبی کریم ﷺ کے نسب پر غور کریں:

محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَی بن کِلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوَی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نضر بن کِنانہ بن خزیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ عدنان بالاتفاق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں، لیکن اِن دونوں کے درمیان کتنی پشتیں ہیں اور ان کے نام کیا کیا ہیں، اس بارے بڑا اختلاف ہے۔

آپ قبیلۂ قریش سے تعلق رکھتے تھے، جو پورے عرب میں سب سے معزز قبیلہ تھا، قریش دراصل فہر بن مالک یا نضر بن کنانہ کا لقب تھا، بعد میں اس کی اولاد اسی نسبت سے مشہور ہوئی۔

اس حدیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے اپنے قبیلے کی ایک صفت بیان کی ہے۔

---

(۱۰۴۵٦) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۲٦۱۲ (انظر: ۲۱۸۳۹)

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَعْضِ فَضَائِلِهِ ﷺ وَأَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

## نبی کریم کے بعض فضائل اور اس چیز کا بیان کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں

(۱۰۴۵۷)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((إِنِّيْ عِبْدُ اللّٰهِ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيْلِ ذٰلِكَ، دَعْوَةِ أَبِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةِ عِيْسٰى قَوْمَهُ وَرُؤْيَا أُمِّيَ الَّتِيْ رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ، وَكَذٰلِكَ تَرٰى أُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۹۵)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ ہوں، جس کو ام الکتاب میں اس وقت خاتم النّبیین لکھ دیا گیا تھا، جب آدم علیہ السلام ابھی تک اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے، اور میں عنقریب تم کو اس کی تأویل کے بارے میں بتلاؤں گا، میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسی علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں، میری ماں نے خواب دیکھا تھا کہ اس سے ایک ایسا نور نکلا، جس نے اس کے لیے شام کے محلات روشن کر دیئے اور نبیوں کی مائیں اسی طرح کے خواب دیکھتی رہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں۔“

**فوائد:** ...... حدیثِ مبارکہ کے شروع والے حصے میں تقدیر کا مسئلہ بیان کیا گیا کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل آپ ﷺ کی ان صفات کا فیصلہ ہو چکا تھا۔

ابراہیم علیہ السلام نے آپ ﷺ کے حق میں ان الفاظ میں دعا کی: ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾...... ”اے ہمارے رب! اور ان میں انھی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انھیں کتاب وحکمت سکھائے اور انھیں پاک کرے، بے شک تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“ (سورۂ بقرہ: ۱۲۹)

عیسی علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو بشارت دی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَإِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْ إِسْرَاءِيْلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾...... ”اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! بلاشبہ میں تمھاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تورات کی صورت میں ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں، جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آیا تو انھوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔“ (سورۂ صف: ٦)

---

(۱۰۴۵۷) تخریج: صحیح لغیره دون قوله: "وكذالك ترى امهات النبيين صلوات الله عليهم"، وهذا اسناد ضعيف، بين سعيد بن سويد و العرباض بن سارية عبدُ الاعلى بن هلال السلمي ضعيف، أخرجه الحاكم ۲/ ٦۰۰، والبزار: ۲۳٦٥ (انظر: ۱۷۱٦۳)

(١٠٤٥٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَتٰى كُنْتَ (وَفِيْ لَفْظٍ: جُعِلْتَ) نَبِيًّا؟ قَالَ: ((وَآدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٨٧٢)

سیدنا میسرہ فجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کب نبی بنایا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس وقت نبی بنا دیا گیا تھا کہ ابھی تک آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔''

**فوائد:** ...... یہ تقدیر کا مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے آپ ﷺ کی نبوت کا فیصلہ لکھا جا چکا تھا۔

(١٠٤٥٩)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَإِنِّيْ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔)) (مسند احمد: ٢٣٧٥٠)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں ستائیس کذاب اور جھوٹے ہوں گے، ان میں سے چار خواتین ہوں گی، جبکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔''

**فوائد:** ...... بعض روایات میں تیس جھوٹے مدعیان نبوت کا ذکر ہے۔

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آیا ہے نہ آئے گا اور ایسا دعوی کرنے والا جھوٹا، کذاب اور دجال قرار پائے گا۔

ذہن نشین رہے کہ اس حدیث سے وہ مدعیانِ نبوت مراد نہیں جنھوں نے مطلق طور پر نبوت کا دعوی کیا، کیونکہ ایسے لوگ تو بہت زیادہ ہیں۔ احادیث میں جن ستائیس یا تیس کذابوں کا ذکر ہے، ان سے مراد وہ کم بخت ہیں، جن کو اس دعوی کی وجہ سے شان وشوکت ملی اور ان کو اپنی نبوت پر واقعی شبہ ہونے لگا، پھر لوگوں کی معقول تعداد بھی ان کے ساتھ ہو گئی۔ جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کا مسئلہ ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جن دجالوں نے نبوت کا دعوت کیا، ان میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہندی ہے، جس نے ہند پر برطانوی استعمار کے عہد میں یہ دعوی کیا تھا کہ وہ امام مہدی ہے، پھر اس نے اپنے آپ کو عیسی علیہ السلام باور کرایا اور بالآخر نبوت کا دعوی کر دیا، قرآن وسنت کا علم نہ رکھنے والے کئی جاہلوں نے اس کی پیروی کی۔ ہند اور شام کے ایسے باشندوں سے میری ملاقات ہوئی، جو اس کی نبوت کے قائل تھے۔ میرے اور ان کے مابین کئی مناظرے اور بحث مباحثے ہوئے، ان میں سے ایک تحریری مناظرہ بھی تھا۔ ان مناظروں میں ان کا دعوی تھا کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ

(١٠٤٥٨) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٨٣٤، والحاكم: ٢/ ٦٠٨ (انظر: ٢٠٥٩٦)
(١٠٤٥٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٣٠٢٦، والبزار: ٢٨٨٨ (انظر: ٢٣٣٥٨)

نبی کریم ﷺ کے بعد کئی انبیاء آئیں گے، ان میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ شروع شروع میں انھوں نے ورغلانا اور پھسلانا چاہا اور مناظرہ کے اصل موضوع سے صرف نظر کرنا چاہا۔ لیکن میں نے ان کے حیلوں بہانوں کا انکار کیا اور اصل موضوع پر ڈٹا رہا۔ پس وہ بری ہزیمت سے دوچار ہوئے اور حاضرین مجلس کو پتہ چل گیا کہ یہ باطل پرست قوم ہے۔

ان کے کچھ دوسرے عقائد بھی باطل اور اجماعِ امت کے مخالف ہیں، بطورِ مثال: جسمانی بعث کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ جنت وجہنم کا تعلق روح سے ہے، نہ کہ جسم سے۔ کافروں کو دیا جائے والا عذاب بالآخر منقطع ہو جائے گا۔ جنوں کا کوئی وجود نہیں ہے اور جن جنوں کا قرآن مجید میں ذکر ہے، وہ حقیقت میں انسانوں کی ایک جماعت ہے۔

جب یہ لوگ قرآن کی کوئی آیت اپنے عقائد کے مخالف پاتے ہیں تو باطنیہ اور قرامطہ جیسے باطل فرقوں کی طرح اس کی غیر مقبول اور قابل انکار تاویل کرتے ہیں۔ اسی لیے انگریز مسلمانوں کے خلاف ان کی تائید ونصرت کرتے تھے۔ مرزا قادیانی کہتا تھا کہ مسلمانوں پر انگریزوں سے جنگ کرنا حرام ہے۔ میں نے ان پر ردّ کرنے کے لیے کئی کتابیں تالیف کیں اور ان میں یہ وضاحت کی کہ یہ فرقہ جماعۃ المسلمین سے خارج ہے۔ ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (صحیحہ: ۱۶۸۳)

(۱۰٤٦۰)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۰۰۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے، میں وہ پہلا شخص ہوں گا کہ جس سے قیامت کے روز ے زمین پھٹے گی اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے اور میں بروز قیامت سب سے پہلا سفارشی ہوں گا اور مجھے اس پر بھی فخر نہیں ہے۔''

**فوائد:** ...... آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اور اپنی امت کو بتلاتے ہوئے اپنے خصائلِ حمیدہ کا ذکر کیا، تواضع کا اظہار کرنے کے لیے الفاظ میں بھی فخر کی نفی کر دی۔

شفاعتِ عظمی، نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، یہ وہ سفارش ہے کہ جس کی بنا پر اللہ کی مخلوق میں حساب کتاب شروع ہو گا۔

(۱۰٤٦۱)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا فَخْرَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۵۷٦)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہو گا تو میں انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا اور میں سفارش کرنے والا ہوں گا، جبکہ مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔''

**فوائد:** ...... جب انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے پاس آئیں گے، تو آپ ﷺ ان کی طرف سے بات کریں گے،

(۱۰٤٦۰) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٤٣٠٨ (انظر: ۱۰۹۸۷)

(۱۰٤٦۱) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي باثر الحديث: ٣٦١٣ (انظر: ۲۱۲٥٦)

حدیث نمبر (۱۰۳۲۲) سے اس حدیث کی وضاحت ہوگی۔

## بَابُ ذِكْرِ بَعْضِ أَسْمَائِهِ الشَّرِيْفَةِ وَأَنَّهُ أَوَّلُ النَّبِيِّيْنَ وَآخِرُهُمْ وَأَفْضَلُهُمْ

## آپ ﷺ کے بعض اسمائے شریفہ اور آپ ﷺ کے انبیاء کے اول، آخر اور افضل ہونے کا بیان

(۱۰٤٦۲)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ لِيْ أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ، وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٥٤)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میرے کچھ نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں، لوگوں کا میرے قدم پر حشر ہوگا، میں ماحی ہوں، یعنی میرے ذریعے کفر کو مٹایا جائے گا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے، جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوتا۔''

**فوائد:**...... مُحَمَّد: وہ شخصیت جس کی تعریف کی گئی ہو۔

اَحْمَد: اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ حمد وثنا بیان کرنے والا۔

اَلْحَاشِر: جس کے قدم پر لوگوں کا حشر ہوگا، یعنی آپ ﷺ کی نبوت کے بعد لوگ حشر میں جائیں گے، کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں، یعنی آپ ﷺ کی نبوت کے بعد قیامت آئے گی، پہلے نہیں آسکتی۔

اَلْمَاحِي: اس کا لفظی معنی مٹانے والا اور اثر زائل کرنے والا ہے، مراد وہ ہستی جس کے ذریعے زمین کے ان خطوں سے کفر کو مٹا دیا جائے گا، جہاں تک آپ ﷺ کا دین پہنچے گا اور بالآخر عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت سارا کفر مٹ جائے گا۔

اَلْعَاقِب: لفظی معنی سب کے اخیر میں آنے والا ہے، مراد آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ہے۔

(۱۰٤٦۳)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سَمّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَفْسَهُ أَسْمَاءً، مِنْهَا مَا حَفِظْنَا، فَقَالَ: ((أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفّٰى وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (وَقَالَ يَزِيْدُ: وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الْمَلْحَمَةِ)۔)) (مسند احمد: ١٩٨٥٠)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے اپنے کچھ نام بیان کیے، ان میں سے بعض ہم نے یاد کر لیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد، احمد، مقفّی، حاشر اور نبی رحمت ہوں، یزید راوی نے کہا: اور میں نبی توبہ اور نبی ملحمہ ہوں۔''

---

(١٠٤٦٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٨٩٦، ومسلم: ٢٣٥٤ (انظر: ١٦٧٣٤)

(١٠٤٦٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٥٥ (انظر: ١٩٦٢١)

**فوائد:** ...... اَلْمُقَفِّی: لفظی معنی یہ ہے: جس کو کسی کے پیچھے چلایا گیا ہو، مراد وہ ہستی جس کو انبیاء ورسل کے آخر میں لاکر آئندہ کے لیے نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ یہ نامِ مبارک "اَلْعَاقِب" کے ہم معنی ہے۔

نَبِیُّ الرَّحْمَة: وہ نبی جو رحمت سے متصف ہو کر اور رحمت کو پھیلانے کے لیے تشریف لایا۔

نَبِیُّ التَّوْبَةِ: وہ نبی جو اس پیغام کے ساتھ آیا کہ ہر نادم کی توبہ قبول ہوگی۔

نَبِیُّ الْمَلْحَمَة: وہ نبی جس کو قتال کے ساتھ مبعوث کیا گیا۔

(۱۰٤٦٤)۔ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ بَیْنَمَا أَنَا أَمْشِیْ فِیْ طَرِیْقِ الْمَدِیْنَةِ اِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَمْشِیْ فَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: ((أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَنَبِیُّ الرَّحْمَةِ وَنَبِیُّ التَّوْبَةِ وَالْحَاشِرُ وَالْمُقَفِّی وَنَبِیُّ الْمَلَاحِمِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۸۳۸)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مدینہ کے کسی راستے پر چل رہا تھا، اتفاق سے نبی کریم ﷺ بھی وہاں چل رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں نبی رحمت، نبی توبہ، حاشر، مُقَفّی اور نبی ملاحم ہوں۔"

**فوائد:** ...... مزید بھی نبی کریم ﷺ کے صفاتی نام ثابت ہیں، جیسے رحیم، رسول اللہ، نبی اللہ، مدثر، مزمل، خلیل۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنی کی طرح آپ ﷺ کے ننانوے اسمائے گرامی مرتب کر دینا بے حقیقت بات ہے، آپ ﷺ کی شان میں غلو کرتے ہوئے بعض نام ترتیب دیئے گئے، جیسے طٰہٰ، یٰسٓ، حٰم۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ایسے الفاظ ہیں کہ ہم جن کے معانی تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔

قرآن وحدیث میں نبی کریم ﷺ کے جن اسمائے گرامی قدر کا ذکر ہے، ان ہی پر اکتفا کرنا چاہیے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ذِکْرِ مَوْلِدِہٖ ﷺ

## نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا بیان

(۱۰٤٦٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وُلِدَ النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَاسْتُنْبِیَٔ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ، وَتُوُفِّیَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ، وَخَرَجَ مُهَاجِرًا مِنْ مَکَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ، وَقَدِمَ الْمَدِیْنَةَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ، وَرَفَعَ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ۔ (مسند احمد: ۲۵۰٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سوموار کے دن پیدا ہوئے، سوموار کے دن نبوت ملی اور سوموار کو ہی وفات پائی، آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے سوموار کو نکلے اور سوموار کو ہی مدینہ منورہ پہنچے اور آپ ﷺ نے سوموار کے دن ہی حجرِ اسود کو اٹھایا تھا۔"

---

(۱۰٤٦٤) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه الترمذی فی "الشمائل": ۳٦۰، والبزار: ۲۸۸۷ (انظر: ۲۳٤٤٥)

(۱۰٤٦٥) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لهیعة، أخرجه الطبرانی ۱۲۸۹٤، والبیهقی فی "دلائل النبوة": ۷/ ۲۳۳ (انظر: ۲۵۰٦)

**فوائد**:...... نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کو ہوئی، یہ متفق علیہ حقیقت ہے، البتہ قمری مہینے کی تاریخ کے بارے میں اختلاف ہے، کئی اقوال مذکور ہیں، ان میں دو اقوال درج ذیل ہیں:

۱...... ربیع الاول کی (۹) تاریخ

ابن عبد البر نے نقل کیا کہ مؤرخین نے اسی قول کو صحیح قرار دیا، محمد بن موسی خوارزمی کے نزدیک یہی قطعی اور یقینی قول ہے، ابن حزم نے اسی کو ترجیح دی اور ابو خطاب بن دحیہ نے اپنی کتاب "التنویر فی مولد البشیر النذیر" میں اسی رائے کو اختیار کیا۔

۲...... ربیع الاول کی (۱۲) تاریخ

یہ ابن اسحاق کی رائے ہے۔

پہلا قول ہی راجح ہے اور یہ وہی سال تھا، جس میں ابرہہ نے مکے پر حملہ کیا تھا، جس کو "عام الفیل" کہتے ہیں، اس روز اپریل (571ء) کی (22) تاریخ تھی۔

(١٠٤٦٦)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! مَا كَانَ أَوَّلُ بَدْءِ أَمْرِكَ؟ قَالَ: ((دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبُشْرٰى عِيْسٰى، وَرَأَتْ أُمِّيْ نُورًا أَضَاءَتْ مِنْهَا قُصُوْرُ الشَّامِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦١٦)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کے معاملے کی ابتدا کیا تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسی علیہ السلام کی بشارت اور میری ماں نے ایک نور دیکھا، جس نے شام کے محلات روشن کر دیئے۔

**فوائد**:...... ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۴۵۷)

(١٠٤٦٧)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، قَالَ: وُلِدْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ فَنَحْنُ لِدَانِ وُلِدْنَا مَوْلِدًا وَاحِدًا۔ (مسند احمد: ١٨٠٥٠)

سیدنا قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے، ہماری ولادت کا زمانہ ایک ہی ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ رَضَاعِهِ ﷺ وَمَرَاضِعِهِ وَحَوَاضِنِهِ

## نبی کریم ﷺ کی رضاعت اور آپ ﷺ کو دودھ پلانے والیوں اور دائیوں کا ذکر

(١٠٤٦٨)۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلْمَةَ عَنْ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ زوجۂ رسول سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

(١٠٤٦٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطيالسي: ١١٤٠، والطبراني في "الكبير": ٧٧٢٩ (انظر: ٢٢٢٦١)

(١٠٤٦٧) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٨/ ٨٧٢، والحاكم: ٢/ ٦٠٣ (انظر: ١٧٨٩١)

(١٠٤٦٨) تخريج: صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٠٥٦ (انظر: ٢٦٤٩٣)

أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَ تْ أُمُّ حَبِيْبَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ فِيْ أُخْتِيْ؟ قَالَ: ((فَاَصْنَعُ بِهَا مَاذَا؟)) قَالَتْ: تَزَوَّجُهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ؟)) فَقَالَتْ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَاَحَقُّ مَنْ شَرِكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ أُخْتِيْ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ)) فَقَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَتْ تَحِلُّ لِيْ لَمَا تَزَوَّجْتُهَا قَدْ أَرْضَعَتْنِيْ وَاَبَاهَا ثُوَيْبَةُ مَوْلَاةُ بَنِيْ هَاشِمٍ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ أَخَوَاتِكُنَّ وَلَا بَنَاتِكُنَّ۔)) (مسند احمد: ٢٧٠٢٦)

آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میری بہن کی رغبت رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کو کیا کروں؟'' انھوں نے کہا: آپ ان سے شادی کر لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ چاہتی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، پہلے میں کون سی اکیلی ہوں اور اس خیر میں میرے ساتھ شریک ہونے کی سب سے زیادہ حقدار میری بہن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔'' انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے درّہ بنت ام سلمہ کو منگنی کا پیغام بھیجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میرے لیے حلال ہوتی تو پھر بھی میں نے اس سے شادی نہیں کرنی تھی، کیونکہ مجھے اور اس کو بنو ہاشم کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا ہے، لہٰذا اپنی بہنیں اور بیٹیاں مجھ پر پیش نہ کرو۔''

**فوائد:** ...... آپ ﷺ کی والدہ کے بعد سب سے پہلے ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

## بَابُ ذِكْرِ رَضَاعِهِ ﷺ مِنْ حَلِيْمَةَ السَّعْدِيَّةِ وَمَا ظَهَرَ عَلَيْهِ مِنْ آيَاتِ النُّبُوَّةِ

## نبی کریم کا حلیمہ سعدیہ کا دودھ پینے اور آپ ﷺ پر نبوت کی نشانیاں ظاہر ہونے کا بیان

(١٠٤٦٩)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ نِ السُّلَمِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: كَيْفَ كَانَ أَوَّلُ شَأْنِكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((كَانَتْ حَاضِنَتِيْ مِنْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ كَعْبٍ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَابْنٌ لَهَا فِيْ بَهْمٍ لَنَا وَلَمْ نَأْخُذْ مَعَنَا زَادًا، فَقُلْتُ: يَا أَخِيْ! اذْهَبْ فَأْتِنَا بِزَادٍ مِنْ عِنْدِ أُمِّنَا، فَانْطَلَقَ اَخِيْ

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے معاملے کی ابتدا کیسے ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری دائی کا تعلق بنو سعد بن کعب سے تھا، میں اور اس کا بیٹا بکریاں چرانے کے لیے باہر گئے اور اپنے ساتھ زاد لے کر نہیں گئے، میں نے کہا: اے میرے بھائی! تو جا اور ہماری ماں سے زاد لے آ، پس وہ چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہر گیا،

(١٠٤٦٩) تخريج: اسناده ضعيف، بقية بن الوليد يدلس تدليس التسوية، وقد عنعن، أخرجه الدارمي: ١٣، والحاكم: ٢/ ٦١٦ (انظر: ١٧٦٤٨)

وَمَكَثْتُ عِنْدَ الْبُهْمِ فَأَقْبَلَ طَيْرَانِ أَبْيَضَانِ كَأَنَّهُمَا نَسْرَانِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ: فَأَقْبَلَا يَبْتَدِرَانِي فَأَخَذَانِي فَبَطَحَانِي إِلَى الْقَفَا فَشَقَّا بَطْنِي ثُمَّ اسْتَخْرَجَا قَلْبِي، فَشَقَّاهُ، فَأَخْرَجَا مِنْهُ عَلَقَتَيْنِ سَوْدَاوَيْنِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اِئْتِنِي بِمَاءِ ثَلْجٍ فَغَسَلَا بِهِ جَوْفِي، ثُمَّ قَالَ: اِئْتِنِي بِمَاءِ بَرَدٍ فَغَسَلَا بِهِ قَلْبِي، ثُمَّ قَالَ: ائْتِنِي بِالسَّكِينَةِ فَذَرَّاهَا فِي قَلْبِي، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: حُصْهُ، فَحَاصَهُ وَخَتَمَ عَلَيْهِ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، (وَقَالَ حَيْوَةُ فِي حَدِيثِهِ: حِصْهُ، فَحَاصَهُ وَاخْتِمْ عَلَيْهِ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ) فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اجْعَلْهُ فِي كِفَّةٍ وَاجْعَلْ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِهِ فِي كِفَّةٍ، فَإِذَا أَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْأَلْفِ فَوْقِي أُشْفِقُ أَنْ يَخِرَّ عَلَيَّ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: لَوْ أَنَّ أُمَّتَهُ وُزِنَتْ بِهِ لَمَالَ بِهِمْ، ثُمَّ انْطَلَقَا وَتَرَكَانِي، وَفَرِقْتُ فَرَقًا شَدِيدًا، ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى أُمِّي أَخْبَرْتُهَا بِالَّذِي لَقِيتُهُ فَأَشْفَقَتْ عَلَيَّ أَنْ يَكُونَ أُلْبِسَ بِي قَالَتْ: أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ فَرَحَلَتْ بَعِيرًا لَهَا فَجَعَلَتْنِي (وَقَالَ يَزِيدُ: فَحَمَلَتْنِي) عَلَى الرَّحْلِ وَرَكِبَتْ خَلْفِي حَتَّى بَلَغْنَا إِلَى أُمِّي، فَقَالَتْ: أَوَ أَدَّيْتُ أَمَانَتِي وَذِمَّتِي؟ وَحَدَّثَتْهَا بِالَّذِي لَقِيتُ فَلَمْ يَرُعْهَا ذٰلِكَ فَقَالَتْ: إِنِّي رَأَيْتُ خَرَجَ مِنِّي نُورٌ أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُورُ

میں نے دیکھا کہ گدھ کی طرح کے سفید رنگ کے دو پرندے آئے، (دراصل وہ دو فرشتے تھے)، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی ہے؟ پھر وہ میری طرف لپکے، مجھے پکڑا اور گدی کے بل مجھ کو لٹا دیا، پھر انھوں نے میرا پیٹ چاک کیا، اس میں سے میرا دل نکالا، پھر اس کو چیرا دیا اور اس میں سے کالے رنگ کے خون کے دو لوتھڑے نکال دیئے، پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: برف کا پانی لے آ، پس انھوں نے میرا پیٹ دھویا، پھر ایک نے کہا: اولوں کا پانی لے آ، پس انھوں نے میرا دل دھویا، پھر ایک نے کہا: اب سکینت لے آ، پس انھوں نے اس کو میرے دل میں چھڑک دیا، پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اب اس کو سلائی کر دے، پس اس نے اس کو سلائی کر دیا اور اس پر نبوت کی مہر لگا دی، ایک روایت میں ہے: ایک فرشتے نے کہا: تو اس کو سلائی کر دے، پس اس نے سلائی کر دیا، پھر اس نے کہا: اب اس پر نبوت کی مہر لگا دے، اس کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا: اس کو ایک پلڑے میں رکھ اور دوسرے پلڑے اس کی امت کے ایک ہزار آدمی رکھ، (میں اتنا بھاری ثابت ہوا کہ) میں نے ان ہزار افراد کو اپنے اوپر اس طرح دیکھا کہ مجھے ڈر لگ رہا تھا کہ کوئی مجھ پر گر نہ جائے، پھر ایک فرشتے نے کہا: اگر اس ہستی کا اس کی پوری امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یہ بھاری ثابت ہو گی، پھر وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے، میں بہت زیادہ ڈرا اور گھبرا گیا، پھر میں اپنی ماں کی طرف گیا اور جو کچھ دیکھا، اس کو بتلایا، وہ بھی میرے بارے میں ڈرنے لگی کہ مجھ پر کوئی معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے، اس نے کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتی ہوں، پھر اس نے اونٹ تیار کیا، مجھے پالان پر سوار کیا اور خود میرے پیچھے سوار ہو گئی، یہاں کہ ہم میری ماں کے پاس

الشَّامِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۹۸)

پہنچ گئے، اس دائی نے کہا: میں نے اپنی امانت اور ذمہ داری ادا کر دی ہے، پھر جب میری ماں کو سارا واقعہ بیان کیا تو ان کو کوئی گھبراہٹ نہیں ہوئی، بلکہ انھوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا، جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔''

**فوائد:** ......حلیمہ خود بنتِ ابی ذویب عبداللہ بن حارث تھیں، ان کے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزی تھا، یہ دونوں قبیلہ سعد بن بکر بن ہوازن سے تعلق رکھتے تھے۔ جب تک آپ ﷺ ان کے گھر موجود رہے، ان کا گھر برکتوں سے مالا مال رہا، آپ ﷺ کو تقریباً چار سال تک ان کے گھر رکھا گیا تھا۔

(۱۰٤۷۰)۔ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَأَتَاهُ آتٍ فَأَخَذَهُ فَشَقَّ بَطْنَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَرَمٰى بِهَا وَقَالَ: هٰذِهِ نَصِيْبُ الشَّيْطَانِ مِنْكَ، ثُمَّ غَسَلَهُ فِيْ طَشْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ، فَأَقْبَلَ الصِّبْيَانُ إِلٰى ظِئْرِهِ: قُتِلَ مُحَمَّدٌ قُتِلَ مُحَمَّدٌ، فَاسْتَقْبَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدِ انْتَقَعَ لَوْنُهُ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ كُنَّا نَرٰى أَثَرَ الْمَخِيْطِ فِيْ صَدْرِهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۲٤٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ ایک آنے والا آیا، اس نے آپ ﷺ کا پیٹ مبارک چاک کیا اور اس سے خون کا لوتھڑا نکال کر پھینک دیا اور کہا: یہ آپ سے شیطان کا حصہ تھا، پھر اس نے اس کو سونے کے تھال میں موجود زمزم کے پانی سے دھویا، بچے آپ ﷺ کی دایہ کے پاس گئے اور کہا: محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا گیا ہے، محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا گیا ہے، پس جب وہ رسول اللہ ﷺ کو لینے آئی تو آپ ﷺ کا رنگ بدلا ہوا تھا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم آپ ﷺ کے سینے میں سلائی کا نشان دیکھتے تھے۔

**فوائد:** ......خون کا یہ لوتھڑا من جملہ ان اجزاء میں سے تھا، جن کے ذریعے انسانی تخلیق کی تکمیل ہوتی ہے، پھر آپ ﷺ کے جسدِ اطہر سے اس لوتھڑے کو نکال دینا، یہ آپ ﷺ کی رفعت کی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو کسی بڑے منصب کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔

اگر آپ ﷺ اس لوتھڑے کے بغیر پیدا ہوتے اور پیدائشی طور پر اس سے سالم ہوتے تو اس سے لوگوں کو آپ ﷺ کی حقیقت کا اندازہ نہ ہو سکتا، سو اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اس کرامت کا اظہار کیا، تاکہ آپ ﷺ کے ظاہر کی طرح آپ ﷺ کے باطن کا کمال بھی ثابت ہو جائے۔

---

(۱۰٤۷۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۷۵۱۷، ومسلم: ۱٦۲ (انظر: ۱۲۲۲۱)

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَرْعَى الْغَنَمَ فِيْ صِغْرِهِ وَحِفْظِ اللّٰهِ لَهُ وَحِيَاطَتِهِ وَصِيَانَتِهِ مِنْ أَقْذَارِ الْجَاهِلِيَّةِ

## نبی کریم کا بچپنے میں بکریاں چرانا، اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کی حفاظت کرنا اور آپ کو جاہلیت کی گندگیوں سے بچانا

(١٠٤٧١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَجْتَنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ)) قَالَ: قُلْنَا: وَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ رَعَاهَا۔)) (مسند احمد: ١٤٥٥١)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اراک پودے کا پھل چن رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کالے رنگ والا چنو، پس بیشک وہ بڑا اچھا ہوتا ہے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھی بکریاں چراتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، بلکہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔''

(١٠٤٧٢)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِفْتَخَرَ أَهْلُ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ أَهْلِ الْإِبِلِ، وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ أَهْلِ الْغَنَمِ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَرْعٰى غَنَمًا عَلٰى أَهْلِهِ، وَبُعِثْتُ أَنَا وَأَنَا أَرْعٰى غَنَمًا لِأَهْلِيْ بِجَيَادٍ۔)) (مسند احمد: ١١٩٤٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اونٹوں اور بکریوں کے مالکوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دوسرے پر فخر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فخر اور تکبر اونٹوں کے مالکوں میں ہے اور سکینت اور وقار بکریوں کے مالکوں میں ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تو وہ اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتے تھے اور جب مجھے مبعوث کیا گیا تو جیاد مقام پر اپنے گھر والوں کی بکریاں چراتا تھا۔''

**فوائد:** ......اس حدیث میں انبیائے کرام کی سادگی و بے ریائی کا بیان ہے۔ حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں: ''ائمۂ دین کا خیال ہے کہ انبیائے کرام کے بکریاں چرانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عاجزی و انکساری پیدا ہو جائے اور ان کے دل خلوت کے عادی بن جائیں اور ان کے لیے بکریوں کی تدبیر و انتظام سے لوگوں کی باگ ڈور سنبھالنا آسان ہو جائے، جبکہ امام کرمانی، امام خطابی سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: امام بخاری یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے لیے دنیا کے پجاریوں اور عیش و عشرت میں مست لوگوں کا انتخاب نہیں کیا، بلکہ ایسے لوگوں کو اس نعمت سے نوازا جو تواضع کرنے والے ہوں، جیسے بکریوں کے چرواہے اور پیشہ ور لوگ۔ (فتح الباری)

(١٠٤٧١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٠٦، ومسلم: ٢٠٥٠ (انظر: ١٤٤٩٧)

(١٠٤٧٢) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه البزار: ٢٣٧٠ (انظر: ١١٩١٨)

## بَابُ شَقِّ صَدْرِهِ الشَّرِيفِ لِلْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ وَهُوَ ابْنُ عَشَرَ سِنِيْنَ وَاَشْهُرٍ

## دس برس اور چند ماہ کی عمر میں آپ ﷺ کے سینۂ مبارک کا دوبارہ چاک کیا جانا

(۱۰۴۷۳)۔ عَنْ أَبَا هُرَيْرَةَ ؓ كَانَ جَرِيْئًا عَلَى أَنْ يَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَشْيَاءٍ لَا يَسْأَلُهُ عَنْهَا غَيْرُهُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَوَّلُ مَا رَأَيْتَ فِي أَمْرِ النُّبُوَّةِ؟ فَاسْتَوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَقَالَ: ((لَقَدْ سَأَلْتَ، أَبَا هُرَيْرَةَ! إِنِّيْ لَفِيْ صَحْرَاءَ ابْنُ عَشَرَ سِنِيْنَ وَأَشْهُرٍ وَإِذَا بِكَلَامٍ فَوْقَ رَأْسِيْ وَإِذَا رَجُلٌ يَقُوْلُ لِرَجُلٍ: أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاسْتَقْبَلَانِيْ بِوُجُوْهٍ لَمْ أَرَهَا لِخَلْقٍ قَطُّ وَأَرْوَاحٍ لَمْ أَجِدْهَا مِنْ خَلْقٍ قَطُّ، وَثِيَابٍ لَمْ أَرَهَا عَلٰى أَحَدٍ قَطُّ، فَأَقْبَلَا إِلَيَّ يَمْشِيَانِ حَتّٰى أَخَذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِعَضُدِيْ لَا أَجِدُ لِأَحَدِهِمَا مَسًّا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَضْجِعْهُ فَأَضْجَعَانِيْ بِلَا قَصْرٍ وَلَا هَصْرٍ وَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: افْلِقْ صَدْرَهُ فَهَوٰى أَحَدُهُمَا إِلَى صَدْرِيْ فَفَلَقَهَا فِيْمَا أَرٰى بِلَا دَمٍ وَلَا وَجَعٍ، فَقَالَ لَهُ: وَأَخْرِجِ الْغِلَّ وَالْحَسَدَ، فَأَخْرَجَ شَيْئًا كَهَيْئَةِ الْعَلَقَةِ ثُمَّ نَبَذَهَا فَطَرَحَهَا، فَقَالَ لَهُ: أَدْخِلِ الرَّأْفَةَ وَالرَّحْمَةَ، فَإِذَا مِثْلُ الَّذِيْ أَخْرَجَ يُشْبِهُ الْفِضَّةَ، ثُمَّ هَزَّ إِبْهَامَ رِجْلِي الْيُمْنٰى،

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے امور کے بارے میں سوالات کرنے میں دلیر تھے، کہ کوئی اور اتنے سوالات نہیں کرتا تھا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نبوت کے معاملے میں سب سے پہلی کون سی چیز دیکھی؟ آپ ﷺ برابر ہو کر بیٹھے اور پھر فرمایا: ”ابو ہریرہ! تو نے سوال کیا ہے، میں صحراء میں تھا، میری عمر دس برس اور کچھ ماہ تھی، میں نے اپنے سر کے اوپر سے کلام سنا، پس وہ ایک آدمی تھا، جو دوسرے آدمی سے یہ کہہ رہا تھا؟ کیا یہ وہی ہے؟ دوسرے نے کہا: جی ہاں، پھر وہ اپنے چہروں کے ساتھ میرے سامنے آئے، میں نے اس قسم کی مخلوق نہیں دیکھی تھی، وہ ایسی روحیں تھیں کہ میں نے کبھی بھی ایسی روحیں نہیں دیکھی تھیں، ان پر ایسے کپڑے تھے کہ میں نے ان کی طرح کے کپڑے نہیں دیکھے، وہ چل کر میری طرف متوجہ ہوئے، یہاں تک کہ ہر ایک نے میرا بازو پکڑ لیا، میں نے ان کا چھونا تک محسوس نہیں کیا، پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس کو لٹا دے، پس انھوں نے کسی قسم کے قہر اور زبردستی کے بغیر مجھے لٹا دیا، پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ان کے سینے کو چاک کرو، پس ایک میرے سینے کی طرف جھکا اور میرے خیال کے مطابق اس کو چاک کر دیا، نہ خون نکلا اور نہ کوئی تکلیف ہوئی، پھر دوسرے فرشتے نے کہا: کینہ اور حسد نکال دے، پس اس نے خون کا لوتھڑا سا نکالا اور اس کو پھینک دیا، پھر اس نے کہا: دل میں رأفت و رحمت ڈال دے، جو چیز انھوں نے نکالی تھی،

(۱۰۴۷۳) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن معاذ مجهول، وكذالك ابو معاذ، وأما ابنه معاذ بن محمد فقد روى عنه جمع، وذكره ابن حبان في "الثقات"، أخرجه ابن حبان: ۷۱۵۵، والحاكم: ۳/ ۵۱۰ (انظر: ۲۱۲۶۱)

فَقَالَ: أُغْدُ وَاسْلَمْ، فَرَجَعْتُ بِهِمَا أَغْدُوْ رِقَّةً عَلَى الصَّغِيْرِ وَرَحْمَةً لِلْكَبِيْرِ.)) (مسند احمد: ٢١٥٨١)

وہ چاندی کے مشابہ تھی، پھر اس نے میرے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلایا اور کہا: چلو اور سلامت رہو، پس میں ان دونوں کے ساتھ اس حال میں لوٹا کہ چھوٹے پر نرمی کر رہا تھا اور بڑے پر رحمت۔''

**فوائد:**......دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۴۷۰)

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذِكْرِ زَوَاجِهِ ﷺ بِالسَّيِّدَةِ الْمَصُوْنَةِ خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رضی اللہ عنہا

## پاک دامن سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی شادی کا بیان

(١٠٤٧٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ خَدِيْجَةَ وَكَانَ أَبُوْهَا يَرْغَبُ عَنْ أَنْ يُزَوِّجَهُ فَصَنَعَتْ طَعَامًا وَشَرَابًا فَدَعَتْ أَبَاهَا وَزُمَرًا مِنْ قُرَيْشٍ فَطَعِمُوْا وَشَرِبُوْا حَتّٰى ثَمِلُوْا، فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ لِأَبِيْهَا: إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَخْطُبُنِيْ فَزَوِّجْنِيْ إِيَّاهُ، فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ، فَخَلَّقَتْهُ وَأَلْبَسَتْهُ حُلَّةً وَكَذٰلِكَ كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ بِالْآبَاءِ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ سُكْرُهُ نَظَرَ فَإِذَا هُوَ مُخَلَّقٌ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ، فَقَالَ: مَا شَأْنِيْ! مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: زَوَّجْتَنِيْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: أُزَوِّجُ يَتِيْمَ أَبِيْ طَالِبٍ! لَا، لَعَمْرِيْ! فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: أَمَا تَسْتَحِيْ؟ تُرِيْدُ أَنْ تُسَفِّهَ نَفْسَكَ عِنْدَ قُرَيْشٍ! تُخْبِرُ النَّاسَ أَنَّكَ كُنْتَ سَكْرَانَ؟ فَلَمْ تَزَلْ بِهِ حَتّٰى رَضِيَ۔ (مسند احمد: ٢٨٥٠)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا، ان کا باپ ان کی آپ ﷺ سے شادی کرنے کی رغبت نہیں کرتا تھا، پس سیدہ نے کھانا پینا تیار کیا اور اپنے باپ اور قریشیوں کے ایک گروہ کو دعوت دی، پس انھوں نے کھانا کھایا اور مشروب پیا، یہاں تک کہ ان کو نشہ آ گیا، پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا: بیشک محمد بن عبداللہ ﷺ نے مجھے منگنی کا پیغام بھیجا ہے، لہٰذا آپ ان سے میری شادی کر دیں، پس اس نے نشے کی حالت میں شادی کر دی، سیدہ نے اپنے باپ کو خلوق خوشبو لگائی اور اس کو ایک پوشاک بھی پہنا دی، وہ لوگ جاہلیت میں دلہن کے باپ کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے، جب اس کا نشہ ختم ہوا تو اس نے دیکھا کہ اس نے خلوق خوشبو لگائی ہوئی ہے اور ایک پوشاک زیب تن کی ہوئی ہے، اس نے کہا: میری کیا صورتحال ہے، یہ کیا ہے؟ سیدہ نے کہا: آپ نے محمد بن عبد اللہ ﷺ سے میری شادی کر دی ہے، اس نے کہا: میں ابو طالب کے یتیم سے شادی کروں، نہیں، میری عمر کی قسم! نہیں، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ کو شرم نہیں آتی؟ اب قریشیوں کے ہاں اپنے

(١٠٤٧٤) تخريج: اسناده ضعيف، فقد شكّ حماد بن سلمة في وصله، ثم ان حماد بن سلمة قد دلسه، أخرجه الطبراني: ١٢٨٣٨ (انظر: ٢٨٥٠)

آپ کو بیوقوف ثابت کرنا چاہتے ہو، تم لوگوں کو یہ بتلانا چاہتے ہو کہ تم نشے کی حالت میں تھے؟ پس وہ اس کے ساتھ چمٹی رہیں، یہاں تک کہ وہ راضی ہو گیا۔

**فوائد:** ......آپ ﷺ کی سب سے پہلی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں، یہ نسب کے لحاظ سے قُصَی میں آپ ﷺ کے ساتھ مل جاتی ہیں، ذیل میں مذکورہ دونوں ناموں پر غور کریں اور محمد ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نسبی رشتے کا اندازہ لگائیں۔

محمد ﷺ بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب

خديجة رضی اللہ عنہا بنت خويلد بن اسد بن عبد العزى بن قصی بن کلاب

اس وقت نبی کریم ﷺ کی عمر (۲۵) برس اور سیدہ کی عمر (۴۰) برس تھی، شادی کی پیش کش سیدہ کی طرف سے کی گئی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ ﷺ کے شرفِ زوجیت سے نوازا اور ایسی سعادت عطا فرمائی کہ پہلوں اور پچھلوں سب کے لیے باعث رشک ٹھہریں۔

## بَابٌ فِيْ ذِكْرِ تَجْدِيْدِ قُرَيْشٍ بِنَاءَ الْكَعْبَةِ قَبْلَ الْبَعْثِ بِخَمْسِ سِنِيْنَ وَاخْتِلَافِهِمْ فِيْ رَفْعِ الْحَجَرِ وَتَحْكِيْمِهِ ﷺ فِيْ رَفْعِهِ وَتَسْمِيَتِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالْأَمِيْنِ

### قریشیوں کا نبوت سے پانچ سال قبل کعبہ کی عمارت کی تجدید کرنا، حجرِ اسود کو اٹھانے میں ان کا اختلاف کرنا اور پھر آپ ﷺ کو اس معاملے کا حاکم بنانا اور دورِ جاہلیت میں آپ ﷺ کو امین کا لقب ملنا

(۱۰۴۷۵)۔ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ وَذَكَرَ بِنَاءَ الْكَعْبَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ: فَهَدَمَتْهَا قُرَيْشٌ وَجَعَلُوْا يَبْنُوْنَهَا بِحِجَارَةِ الْوَادِي تَحْمِلُهَا قُرَيْشٌ عَلَى رِقَابِهَا فَرَفَعُوْهَا فِي السَّمَاءِ عِشْرِيْنَ ذِرَاعًا، فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَحْمِلُ حِجَارَةً مِنْ أَجْيَادٍ وَعَلَيْهِ نَمِرَةٌ فَضَاقَتْ عَلَيْهِ النَّمِرَةُ فَذَهَبَ يَضَعُ النَّمِرَةَ عَلَى عَاتِقِهِ فَيُرٰى عَوْرَتُهُ مِنْ صِغَرِ النَّمِرَةِ، فَنُوْدِيَ يَا مُحَمَّدُ! خَمِّرْ عَوْرَتَكَ، (وَفِي

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ جاہلیت میں کعبہ کی تعمیر کا ذکر کر رہے تھے، انھوں نے کہا: قریش نے کعبہ کو گرایا اور پھر اس کو وادی کے پتھروں سے بنانا شروع کیا، وہ اپنی گردنوں پر پتھر اٹھا کر لاتے، انھوں نے عمارت کو بیس ہاتھ بلند کیا، نبی کریم ﷺ بھی اجیاد سے پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے، آپ ﷺ نے ایک دھاری دار چادر باندھی ہوئی تھی، وہ چادر تنگ تھی، جب آپ ﷺ نے اس کو اپنے کندھے پر رکھنا چاہا تو اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے پردے کے مقامات نظر آنے لگے، کسی نے آواز دی: اے محمد! اپنی شرمگاہ پر

(۱۰۴۷۵) تخريج: اسناده قوی، أخرجه عبد الرزاق: ۹۱۰۶ (انظر: ۲۱۸۰۰)

رِاوِیَۃٍ: فَنُوْدِیَ لَا تَکْشِفْ عَوْرَتَکَ فَأَلْقَی الْحَجَرَ وَلَبِسَ ثَوْبَہُ) فَلَمْ یُرَ عُرْیَانًا بَعْدَ ذٰلِکَ۔ (مسند احمد: ۲۴۲۱۰)

پردہ کرو، ایک روایت میں ہے: پس آپ کو آواز دی گئی: اپنی شرمگاہ کو ننگا نہ کرو، پس آپ ﷺ نے پتھر پھینک دیا اور چادر باندھ لی، اس کے بعد آپ ﷺ کو ننگی حالت میں نہیں دیکھا گیا۔

(۱۰۴۷۶)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ سَمِعْتُ جَابِرًا یُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَنْقِلُ مَعَھُمْ حِجَارَۃَ الْکَعْبَۃِ وَعَلَیْہِ إِزَارٌ، فَقَالَ لَہُ الْعَبَّاسُ عَمُّہُ: یَا ابْنَ أَخِی لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَکَ فَجَعَلْتَہُ عَلٰی مَنْکِبَیْکَ دُوْنَ الْحِجَارَۃِ، قَالَ: فَحَلَّہُ فَجَعَلَہُ عَلَی مَنْکِبَیْہِ فَسَقَطَ مَغْشِیًّا عَلَیْہِ فَمَا رُؤِیَ بَعْدَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ عُرْیَانًا۔ (مسند احمد: ۱۴۳۸۴)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ کعبہ کے پتھر اٹھا کر لا رہے تھے، آپ ﷺ نے تہبند باندھا ہوا تھا، آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بھتیجے! اگر تم اپنا ازار کھول کر اس کو اپنے کندھے پر پتھروں کے نیچے رکھ لو تو اچھا ہوگا، پس آپ ﷺ نے جونہی ازار کھول کر اپنے کندھے پر رکھا تو آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اس کے بعد آپ ﷺ کو ننگا نہیں دیکھا گیا۔

**فوائد:**...... یہ نبی کریم ﷺ کے مزاج میں نبوت سے پہلے پائی جانے والی شرم کے خلاف فطرت تھی۔

(۱۰۴۷۷)۔ عَنْ مُجَاھِدٍ عَنْ مُوْلَاہُ یَعْنِی السَّائِبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّہُ حَدَّثَہُ أَنَّہُ کَانَ فِیْمَنْ یَبْنِی الْکَعْبَۃَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ، قَالَ: وَلِی حَجَرٌ أَنَا نَحَتُّہُ بِیَدَیَّ أَعْبُدُہُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی، فَأَجِیْئُ بِاللَّبَنِ الْخَاثِرِ الَّذِیْ أَنْفَسُہُ عَلٰی نَفْسِیْ فَأَصُبُّہُ عَلَیْہِ فَیَجِیْئُ الْکَلْبُ فَیَلْحَسُہُ ثُمَّ یَشْغَرُ فَیَبُوْلُ، فَبَنَیْنَا حَتّٰی بَلَغْنَا مَوْضِعَ الْحَجَرِ وَمَا یَرَی الْحَجَرَ أَحَدٌ، فَإِذَا ھُوَ وَسْطَ حِجَارَتِنَا مِثْلَ رَأْسِ الرَّجُلِ یَکَادُ یَتَرَاءٰ ی مِنْہُ وَجْہُ الرَّجُلِ فَقَالَ بَطْنٌ مِنْ قُرَیْشٍ: نَحْنُ نَضَعُہُ، وَقَالَ آخَرُوْنَ: نَحْنُ نَضَعُہُ، فَقَالُوْا: اجْعَلُوْا

سیدنا سائب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی دورِ جاہلیت میں کعبہ کو تعمیر کرنے والوں میں تھے، وہ کہتے ہیں: میرا ایک پتھر تھا، میں اپنے ہاتھوں سے اس کو تراشتا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتا تھا، میں اپنے نفس پر جس جمے ہوئے دودھ کا بخل کرتا تھا، وہ لا کر اس بت پر بہا دیتا تھا، پھر کتا آ کر اس کو چاٹتا اور پھر ایک ٹانگ اٹھا کر اس پر پیشاب کر دیتا۔ پس جب ہم بیت اللہ کی تعمیر کے دوران حجرِ اسود کے مقام تک پہنچے اور کوئی آدمی حجرِ اسود کو نہیں دیکھ رہا تھا، جبکہ وہ پتھروں کے درمیان میں آدمی کے سر کی طرح پڑا ہوا تھا اور (اتنا چمکدار تھا کہ) اس میں آدمی کا چہرہ نظر آ جاتا تھا، قریش کے ایک بطن (چھوٹے قبیلے) نے کہا: ہم اس پتھر کو اپنی جگہ پر نصب کریں گے، دوسرے لوگوں نے کہا: ہم رکھیں گے،

(۱۰۴۷۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۶۴، ومسلم: ۳۴۰ (انظر: ۱۴۳۳۲)

(۱۰۴۷۷) تخریج: اسناده صحیح (انظر: ۱۵۵۰۴)

بَيْنَكُمْ حَكَمًا، فَقَالُوْا: اَوَّلُ رَجُلٍ يَطْلُعُ مِنَ الْفَجِّ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوْا: أَتَاكُمُ الْأَمِيْنُ، فَقَالُوْا لَهُ: فَوَضَعَهُ فِيْ ثَوْبٍ ثُمَّ دَعَا بُطُوْنَهُمْ فَأَخَذُوْا بِنَوَاحِيْهِ مَعَهُ فَوَضَعَهُ هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مسند احمد: ١٥٥٨٩)

پھر انھوں نے کہا: تم آپس میں ایک آدمی کو بطورِ فیصل منتخب کر لو، پھر انھوں نے کہا: جو پہلا اس کھلے راستے کی طرف سے آئے گا، وہ فیصلہ کرے گا، اتنے میں وہاں سے نبی کریم ﷺ نمودار ہوئے، سب نے کہا: امین آگیا، لوگوں نے آپ ﷺ کو تفصیل بتائی، آپ ﷺ نے اس پتھر کو ایک کپڑے میں رکھا اور پھر ان کے قبیلوں کو بلایا، انھوں نے اس کپڑے کے کونے پکڑ کر اس کو اٹھایا اور پھر آپ ﷺ نے اس کو اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔

**فوائد:** ......بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ نے ہر قبیلہ کے سردار کو طلب کیا اور پھر ہر سردار کو کپڑا اتھمایا۔

ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر قبیلہ کپڑے کو ایک طرف سے پکڑ لے اور پھر سب مل کر اٹھالو۔'' پس انھوں نے ایسے ہی کیا، پھر جب انھوں نے پتھر کو اس کی جگہ کے قریب پہنچا دیا تو آپ ﷺ نے اس کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔

یہ آپ ﷺ کی امانت و دیانت اور حکمت و دانائی تھی۔

(١٠٤٧٨)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مِيْنَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: حَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ عَائِشَةُ (أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِشِرْكٍ أَوْ بِجَاهِلِيَّةٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ، وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ، بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا، وَزِدْتُ فِيْهَا مِنَ الْحَجَرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ، فَإِنَّ قُرَيْشًا اِقْتَصَرَتْهَا حِيْنَ بَنَتِ الْكَعْبَةَ۔)) (مسند احمد: ٢٥٩٧٧)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری خالہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر تمہاری قوم کا شرک یا جاہلیت کا زمانہ قریب قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرا دیتا، دروازے کو زمین سے ملا دیتا اور دو دروازے بناتا، ایک مشرقی اور ایک مغربی اور حطیم کی طرف سے چھ ہاتھ اس میں اضافہ کر دیتا، کیونکہ قریش نے جب اس کی تعمیر کی تھی تو انھوں نے اس کو کم کر دیا تھا۔''

**فوائد:** ......قریشیوں نے صرف مشرقی دروازہ نصب کیا تھا اور وہ بھی زمین کی سطح سے اونچا تھا، اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ہر کوئی بیت اللہ میں داخل نہ ہو سکے، بلکہ وہ خود جس کو چاہتے داخل کرتے اور جس کو چاہتے روک لیتے۔

(١٠٤٧٨) تخریج: أخرجه مسلم: ١٣٣٣ (انظر: ٢٥٤٦٣)

جب سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ پر کنٹرول حاصل کر لیا تو انھوں نے آپ ﷺ کی اس خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے حطیم کو عمارت میں شامل کر کے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کی اور دو دروازے نصب کیے، ایک مشرقی اور دوسرا مغربی، ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے نکل جاتے۔

پھر جب حجاج بن یوسف نے سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو اس نے بنوامیہ کے موجودہ خلیفہ عبد الملک بن مروان کی طرف لکھا کہ ابن زبیر نے یہ تبدیلی اپنی رائے کی روشنی میں کی تھی، اس لیے عبد الملک نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی عمارت کو سابق شکل میں تبدیل کر دیا جائے اور ایسے ہی ہوا۔

پھر خلیفہ مہدی یا اس کے باپ خلیفہ منصور نے اپنی عہد خلافت میں امام مالک رحمہ اللہ سے مشورہ کیا کہ ہم کعبہ کی عمارت کو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر نو کی شکل دینا چاہتے ہیں، لیکن امام مالک رحمہ اللہ نے حکیمانہ جواب دیتے ہوئے کہا: میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اس عمارت کو کھلونا بنالیں، پس انھوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور آج تک خانہ کعبہ کا وہی ڈیزائن موجود ہے۔

مزید دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۳۴۶)

(۱۰٤۷۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ ثُمَّ جَعَلْتُهَا عَلٰى أُسِّ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ قُرَيْشًا يَوْمَ بَنَتْهَا اسْتَقْصَرَتْ وَلَجَعَلْتُ لَهَا خَلْفًا، وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ: خِلْفًا۔)) (مسند احمد: ۲٤۸۰۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہاری قوم کا کفر کا زمانہ قریب قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرا کر اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر تعمیر کرتا، قریش نے جب اس کی تعمیر کی تھی تو انھوں نے اس کو کم کر دیا تھا اور میں اس کا پیچھے سے بھی ایک دروازہ رکھ دیتا۔''

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَاتِ الدَّالَّةِ عَلٰى نُبُوَّتِهِ وَالتَّبْشِيْرِ بِمَبْعَثِهِ ﷺ وَصِفَتِهِ فِي التَّوْرَاةِ

## نبی کریم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والی علامتیں اور آپ ﷺ کی بعثت کی بشارت اور تورات میں آپ ﷺ کی بیان کردہ صفات

### (محمد رسول اللہ ﷺ سابقہ کتب میں)

(۱۰٤۸۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ (وَفِيْ

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں، وہ بعثت سے پہلے یا بعثت والی راتوں کو مجھ کو سلام کہتا تھا، میں اب بھی

(۱۰٤۷۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۵۸۵، ومسلم: ۱۳۳۳ (انظر: ۲٤۲۹۷)

(۱۰٤۸۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۷۷ (انظر: ۲۰۸۲۸)

رِوَايَةٍ: لَيَالِيَ بُعِثْتُ) إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ.)) اس کو پہچانتا ہوں۔''

(مسند احمد: ٢١١١٣)

**فوائد:** ......اس میں نبی کریم ﷺ کے معجزہ کا بیان ہے، نیز معلوم ہوا کہ جمادات میں بھی تمیز اور شناخت کا شعور موجود ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ ......''اور بے شک ان سے کچھ پتھر یقیناً وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں'' (سورۂ بقرہ: ٧٤)

(١٠٤٨١)ـ عَنْ أَبِيْ صَخْرٍ الْعُقَيْلِيِّ حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِنَ الْأَعْرَابِ قَالَ: جَلَبْتُ جَلُوْبَةً إِلَى الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ بَيْعَتِيْ قُلْتُ: لَأَلْقَيَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَأَسْمَعَنَّ مِنْهُ، قَالَ: فَتَلَقَّانِيْ بَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُوْنَ فَتَبِعْتُهُمْ فِيْ أَقْفَائِهِمْ حَتّٰى أَتَوْا عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ نَاشِرًا التَّوْرَاةَ يَقْرَؤُهَا، يُعَزِّيْ بِهَا نَفْسَهُ عَلَى ابْنٍ لَهُ فِي الْمَوْتِ كَأَحْسَنِ الْفِتْيَانِ وَأَجْمَلِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُنْشِدُكَ بِالَّذِيْ أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ هَلْ تَجِدُ فِيْ كِتَابِكَ ذَا صِفَتِيْ وَمَخْرَجِيْ؟)) فَقَالَ بِرَأْسِهِ هٰكَذَا أَيْ لَا، فَقَالَ ابْنُهُ: إِنِّيْ وَالَّذِيْ أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ أَنَا لَنَجِدُ فِيْ كِتَابِنَا صِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((أَقِيْمُوا الْيَهُوْدَ عَنْ أَخِيْكُمْ.)) ثُمَّ وَلِيَ كَفْنَهُ وَحَنَطَهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِ. (مسند احمد: ٢٣٨٨٨)

ایک بدّو سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: میں نبی کریم ﷺ حیاتِ مبارکہ میں کچھ سامانِ تجارت مدینہ منورہ میں لے کر آیا، جب میں اپنی تجارت سے فارغ ہوا تو میں نے کہا: میں اس آدمی کو ضرور ملوں گا اور اس کی باتیں سنوں گا، پس جب وہ (نبی ﷺ) مجھے ملے تو وہ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان چل رہے تھے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا، یہاں تک کہ وہ ایک یہودی آدمی کے پاس پہنچ گئے، وہ تورات کھول کر پڑھ رہا تھا اور اپنے نفس کو تسلی دے رہا تھا، کیونکہ اس کا انتہائی خوبصورت نوجوان بیٹا قریب المرگ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی سے فرمایا: ''میں تجھ کو تورات کو نازل کرنے والی ذات کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا تو اپنی کتاب میں میری صفات اور جائے خروج کا ذکر پاتا ہے؟'' اس نے سر سے نہیں کا اشارہ کیا، لیکن اس کے نوجوان بیٹے نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے تورات کو نازل کیا، ہم اپنی کتاب میں آپ کی صفات اور جائے خروج کا ذکر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب ان یہودیوں کو اپنے بھائی کے پاس سے کھڑا کر دو۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے کفن کا انتظام و انصرام کیا اور اس کو خوشبو لگائی اور اس نماز جنازہ ادا کی۔

---

(١٠٤٨١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابی صخر العقيلی (انظر: ٢٣٤٩٢)

**فوائد:** ......سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ: ((أَسْلِمْ۔)) فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: ((اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ۔)) ......''ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتا ہے، وہ بیمار ہو گیا، آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا: ''تو مسلمان ہو جا۔'' اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، جو کہ اس کے پاس موجود تھا، اُس نے کہا: تو ابو القاسم ﷺ کی اطاعت کر، پس وہ مسلمان ہو گیا، پھر نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے نکلے اور فرمایا: ''ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جس نے اس کو آگ سے نجات دلائی ہے۔'' (صحیح بخاری: ۱۳۶۸)

(۱۰۴۸۲)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي التَّوْرَاةِ، فَقَالَ: أَجَلْ، وَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِصِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ وَأَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَسْتَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ، قَالَ يُونُسُ: وَلَا صَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ حَتّٰى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا، قَالَ يُونُسُ: غُلْفِي۔ (مسند احمد: ٦٦٢٢)

عطاء بن یسار کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے کہا: تم مجھے تورات میں بیان شدہ رسول اللہ ﷺ کی صفات بتلاؤ، انھوں نے کہا: جی ٹھیک ہے، اللہ کی قسم! جیسے آپ ﷺ کی صفات قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں، ایسے ہی تورات میں بیان کی گئیں ہیں، جیسا کہ تورات میں ہے: اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور اُمی لوگوں کے لیے ذریعۂ حفاظت بنا کر بھیجا، تو میرا بندہ اور رسول ہے، میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے، نہ تو بدخلق ہے، نہ سخت مزاج ہے، نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والا ہے اور نہ برائی کا بدلہ برائی کی صورت میں دیتا ہے، بلکہ معاف کر دیتا ہے اور بخش دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس نبی کو اس وقت تک فوت نہیں کرے گا، جب تلک اس کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہیں کر دے گا اور وہ اس طرح کہ لوگ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیں، پس وہ اس کے ذریعے اندھی آنکھوں کو، بہرے کانوں کو اور بند دلوں کو کھول دے گا۔''

**فوائد:** ......رسول اللہ ﷺ ان تمام صفات سے بدرجۂ اتم واکمل متصف تھے۔

(۱۰۴۸۲) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٢٥ (انظر: ٦٦٢٢)

(۱۰٤۸۳)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَنَحْنُ فِي غَزْوَةِ رُوْدِسَ يُقَالُ لَهُ:اِبْنُ عَبْسٍ، قَالَ: كُنْتُ أَسُوْقُ لآلٍ لَنَا بَقَرَةً، قَالَ: فَسَمِعْتُ مِنْ جَوْفِهَا يَا آلَ ذَرِيحٍ، قَوْلٌ فَصِيحٌ، رَجُلٌ يَصِيحُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، قَالَ: فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ۔ (مسند احمد: ۱٦۸۱۵)

مجاہد کہتے ہیں: جاہلیت کو پانے والے ایک شیخ نے ہم کو بیان کیا، جبکہ ہم غزوۂ رودِس میں تھے، اس شیخ کو ابن عبس کہتے تھے، اس نے کہا: میں اپنی آل کی ایک گائے کو ہانک رہا تھا کہ میں نے اس کے پیٹ یہ آواز سنی: اے آل ذریح! فصاحت والا کلام ہے، ایک آدمی لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آواز لگا رہا ہے، پھر جب ہم مکہ میں آئے تو نبی کریم ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ مکہ میں نبوت کا اعلان کر چکے تھے۔

(۱۰٤۸٤)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ فَأَخَذَهَا فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ فَأَقْعَى الذِّئْبُ عَلٰى ذَنَبِهِ قَالَ: أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ! تَنْزِعُ عَنِّيْ رِزْقًا سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيَّ؟ فَقَالَ: يَا عَجَبِيْ! ذِئْبٌ مُقْعٍ عَلٰى ذَنَبِهِ يُكَلِّمُنِيْ كَلَامَ الْإِنْسِ، فَقَالَ الذِّئْبُ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ مُحَمَّدٌ ﷺ بِيَثْرِبَ يُخْبِرُ النَّاسَ بِأَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ، قَالَ: فَأَقْبَلَ الرَّاعِيْ يَسُوْقُ غَنَمَهُ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ فَزَوَاهَا اِلٰى زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا، ثُمَّ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنُوْدِيَ اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لِلرَّاعِيْ: ((أَخْبِرْهُمْ)) فَأَخْبَرَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَدَقَ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ،

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک بھیڑیئے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اس کو پکڑ لیا، لیکن چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھین لی، وہ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا اور اس نے کہا: کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا، تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے، جو اللہ تعالیٰ مجھے عطا کیا ہے؟ اس نے کہا: بڑا تعجب ہے، اپنی دم پر بیٹھا ہوا یہ بھیڑیا انسان کی طرح مجھ سے کلام کرتا ہے، اتنے میں بھیڑیئے نے پھر کہا: کیا میں تجھے اس سے زیادہ تعجب والی بات بتاؤں؟ محمد ﷺ یثرب میں ظاہر ہو چکے ہیں اور لوگوں کو ماضی کی خبریں بتلاتے ہیں، چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانکنا شروع کیا، یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہوا اور مدینہ کے ایک کونے میں ان کو جمع کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سارے ماجرے کی آپ ﷺ کو خبر دی، پس آپ ﷺ نے حکم دیا اور ''اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ'' کی آواز لگائی گئی، جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور چرواہے سے فرمایا: ''ان لوگوں کو وہ بات بتلاؤ۔'' پس اس نے ان کو یہ بات بتلائی، پھر

---

(۱۰٤۸۳) تخريج: هذا الاثر اسناده ضعيف، تفرد به عبيدالله بن ابی زياد وهو ممن لا يحتمل تفرده (انظر: ۱٦٦۹۵)

(۱۰٤۸٤) تخريج: رجاله ثقات رجال الصحيح، أخرجه الترمذی: ۲۱۸۱ (انظر: ۱۱۷۹۲)

وَيُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاكُ نَعْلِهِ وَيُخْبِرُهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ۔)) (مسند احمد: ١١٨١٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سچ کہہ رہا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسا نہیں ہوگا کہ درندے لوگوں سے باتیں کریں گے، آدمی کے کوڑے کا کنارہ اور جوتے کا تسمہ اس سے کلام کرے گا اور بندے کی ران اس کو وہ کچھ بتلائے گی، جو اس کے اہل نے اس کے بعد کیا ہوگا۔''

(١٠٤٨٥)۔ عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا اَعْرَابِيٌّ فِيْ بَعْضِ نَوَاحِي الْمَدِيْنَةِ فِيْ غَنَمٍ لَهُ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ (فَذَكَرَ نَحْوَ الطَّرِيْقِ الْأُوْلٰى وَفِيْهِ: أَنَّ الذِّئْبَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ) رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّخْلَتَيْنِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُحَدِّثُ النَّاسَ عَنْ نَبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَمَا يَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَ: فَنَعَقَ الْأَعْرَابِيُّ بِغَنَمِهِ حَتّٰى أَلْجَأَهَا إِلٰى بَعْضِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ مَشٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى ضَرَبَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((أَيْنَ الْأَعْرَابِيُّ صَاحِبُ الْغَنَمِ؟)) فَقَامَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((حَدِّثِ النَّاسَ بِمَا سَمِعْتَ وَمَا رَأَيْتَ ......۔" الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ١١٨٦٣)

(دوسری سند) ایک بدّو مدینہ منورہ کے کسی کونے میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کیا اور ایک بکری پکڑ کر لے گیا، ............، اس بھیڑیے نے اس بدّو سے کہا: کھجوروں کے مابین اور دو حرّوں کے درمیان اللہ کا رسول موجود ہے، وہ لوگوں کو گزر جانے والی اور اگلے زمانے کی باتیں بتلاتا ہے، پس بدّو نے اپنی بکریوں کو آواز دی اور مدینہ میں کسی مقام پر ان کو چھوڑا اور خود نبی کریم ﷺ کی طرف چلا گیا اور آپ ﷺ کے دروازے پر دستک دی، جب آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: ''وہ بکریوں والا بدّو کہاں ہے؟'' وہ بدّو کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''جو کچھ تو نے سنا ہے اور دیکھا ہے، وہ لوگوں کو بیان کر، ............''

(١٠٤٨٦)۔ (عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ فِيْ غُنَيْمَةٍ لَهُ يَهُشُّ عَلَيْهَا فِيْ بَيْدَاءِ ذِي الْحُلَيْفَةِ إِذْ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَانْتَزَعَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ فَجَهْجَأَهُ

(تیسری سند) بنو اسلم قبیلے کا ایک آدمی ذو الحلیفہ میں بیداء مقام پر اپنی بکریوں کو ہانک رہا تھا، اچانک ایک بھیریے نے حملہ کیا اور ایک بکری لے گیا، لیکن اس بندے نے اس کو ڈانٹا، چلّایا اور اس کو پتھر مارا اور اس سے اپنی بکری بچا لی، پھر وہ

(١٠٤٨٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب (انظر: ١١٨٤١)
(١٠٤٨٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الثاني

الرَّجُلُ فَرَمَاهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى اسْتَنْقَذَ مِنْهُ شَاتَهُ، ثُمَّ إِنَّ الذِّئْبَ أَقْبَلَ حَتّٰى أَقْعٰى مُسْتَذْفِرًا بِذَنَبِهِ مُقَابِلَ الرَّجُلِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ۔ (مسند احمد: ۱۱۸٦٦)

بھیڑیا اپنی دم کو ٹانگوں کے درمیان کر کے اس آدمی کے سامنے بیٹھ گیا، ...........۔آگے وہی روایت ذکر کی۔

**فوائد:** ...... نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے سابقہ مذہبی ادب میں آپ ﷺ کا واضح تذکرہ ملتا ہے۔اس ضمن میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ ﷺ کا بڑا خوبصورت تذکرہ موجود ہے، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۱۷۴۳)، نیز درج ذیل مضمون کا توجہ کے ساتھ مطالعہ کریں:

## محمد رسول اللہ ﷺ سابقہ کتب میں:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! انبیا کی تعداد کتنی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی تھے، ان میں رسولوں کی تعداد (۳۱۵) تھی، جم غفیر ہے۔'' (مسند احمد: ۵/ ۲٦۵)

ان (۳۱۵) رسولوں میں درج ذیل پانچ اولوا العزم پیغمبر تھے:

نوح، ابراہیم، موسی، عیسی اور محمد علیہم السلام۔

پھر محمد ﷺ کو سید الاولین والآخرین قرار دیا گیا، آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے پہلے اور آخری رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے پیغام رساؤں اور قاصدوں کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا، وہ نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گیا۔

یہودیوں کی تورات، عیسائیوں کی انجیل اور ہندوؤں کی ویدوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں پیشین گوئیاں کی گئی ہیں، ان کا تذکرہ کیا گیا ہے، یہ پیشین گوئیاں واضح، دوٹوک اور اظہر من الشمس ہیں۔ بہر حال دنیا نے ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج دریافت نہیں کیا۔

## قرآن مجید کی شہادت:

اس سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ مذہبی معاملات میں ہمارا سارا اعتماد قرآن و حدیث پر ہے، ہماری شریعت میں جن اسرائیلی روایات کے صدق یا کذب پر مشتمل ہونے کا پتہ نہ چل رہا ہو، سرے سے ان کی تصدیق یا تکذیب کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما دیا ہے کہ تورات و انجیل میں نبی کریم ﷺ کی آمد کی پیشینگوئیاں اور آپ اور آپ کے صحابہ کی صفات کا تذکرہ موجود ہے، اس لیے یہ تسلیم کرنا ضروری ہو گا کہ ان دو کتب میں یہ تذکرے موجود تھے، لیکن تورات یا انجیل کے کسی نسخے کو دیکھ کر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ وہی جملے یا الفاظ ہیں جو موسی علیہ السلام یا

عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے۔ اس بحث سے ہمارے دو مقاصد ہیں:

۱۔ اہل کتاب پر ان کی الہامی کتب کے ذریعے ان پر حق واضح کیا جائے۔

۲۔ اگر چہ اہل اسلام کے لیے قرآن و حدیث ہی کافی ہیں، لیکن طبعی طور پر اس امر سے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اغیار کا مذہبی ادب بھی ہمارے نبی اور دین کو برحق تسلیم کر رہا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ﴾ (سورۂ اعراف: ۱۵۶) یعنی: ''جولوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔''

قرآن مجید کی اس شہادت سے معلوم ہوا کہ تورات وانجیل میں آپ ﷺ کا تذکرہ موجود تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ (سورۂ صف: ۵)

یعنی: ''اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے (میری قوم)، نبی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں جنکا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ انکے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔''

اس آیتِ مبارکہ میں عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کی خوشخبری سنائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۲۸)

یعنی: ''اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے یقیناً تو غلبے والا اور حکمت والا ہے۔''

ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے کعبہ کی تعمیر کرتے وقت یہ دعا کی تھی، جو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی شکل میں چھبیس صدیوں کے بعد پوری کی۔

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ ہوں، جس کو ام الکتاب میں اس وقت خاتم النبین لکھ دیا گیا تھا، جب آدم علیہ السلام ابھی تک اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے، اور میں

عنقریب تم کو اس کی تأویل کے بارے میں بتلاؤں گا، میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسی علیہ السلام کی بشارت ـ''

ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۴۵۷)۔

## سابقہ مذہبی کتب میں تذکرۂ محمدی

سابقہ کتب میں آپ ﷺ کے نام اور ان کے معانی:

نراشنس: محمد مامح: محمد متر پیا: رحم والا، ہمدردی والا، استوت اریتا: م ددگار، تمام قوموں کو یکجا کرنے والا

فارقلیط: احمد یا محمد۔

حیران کن بات یہ ہے کہ عیسائی، یہودی اور ہندو نبی آخر الزمان، اسلام اور اہل اسلام کے دشمن ہیں، انھوں نے جان بوجھ کر اپنی اپنی کتابوں میں تحریفیں کیں، لیکن اس کے باوجود ان کی کتب میں ایسی عبارات موجود ہیں، جن کا واضح طور پر مصداق محمد ﷺ ٹھہرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی میں ورقہ بن نوفل، نجاشی اور ہرقل جیسے عظیم لوگوں نے ان حقائق کا اعتراف کر لیا تھا۔

## صحف آدم میں:

آدم علیہ السلام کو صحیفے عطا کیے گئے، ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مخاطب ہو کر کہا: اے آدم! جو شخص میرے اس گو (خانہ کعبہ) کی زیارت سے مشرف ہوگا، اسے میری زیارت ہوگی ......... حتی کہ سلسلہ تیرے فرزند ارجمند تک پہنچے گا، جو تیری اولاد میں افضل ہوگا، اس کا نام نامی محمد ہوگا، حسن و جمال میں بدر کامل ہوگا۔ (نقوش: رسول نمبر، محمد طفیل، ج 9، ش 130، ص: 33، ایڈیشن: 1984ء، ادارہ فروغ اردو لاہور)

## تورات میں

تورات تاریخ یہودیت کے پہلے تین ادوار میں ہی ضیاع اور آتش زنی کا شکار ہو چکی تھی، ......... بہرحال یہ ایک الہامی کتاب ہے، ہم اپنے موضوع سے متعلقہ چند ایک اقتباسات نقل کریں گے، تاکہ آپ ﷺ کی شان میں اضافہ ہو جائے۔

تورات سِفر التثنیہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام سے کہا: آپ بنی اسرائیل سے کہہ دیجئے کہ میں ان کے لیے آخری زمانہ میں آپ کی ہی طرح کا ایک نبی بھیجوں گا، جو ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے ہوگا اور میں اپنے کلام کو اس کی زبان پر جاری کروں گا۔

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی نے کہا: اور یہ بات معلوم ہے کہ موسی علیہ السلام کے بعد ہر نبی بنی اسرائیل میں سے ہوا اور ان میں آخری نبی عیسی علیہ السلام ہوئے اور ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے محمد ﷺ نبی ہوئے، اس لیے کہ وہ اسماعیل کی اولاد میں سے تھے اور اسماعیل، اسحاق کے بھائی تھے۔ اگر یہ بشارت بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے کسی نبی کے بارے میں ہوتی تو ان کے بھائیوں کا ذکر بے معنی ہوتا۔ (الصادق الامین: ص ۹۲)

سِفر التثنیہ میں ہے: اور رب سینا سے آیا، اوران کے لیے ساعیر سے چمکا اور جبل فاران سے آتا ہوا جلوہ افروز ہوا اوراس کے ساتھ دس ہزار پاکباز لوگ آئے اور اس کے دائیں ہاتھ سے ان کے لیے شریعت کی آگ ظاہر ہوئی۔ (سفر التثنیہ: باب۳۲،عربی ترجمہ،مطبوعہ:۱۸۴۴)

## ہندو کتابوں میں

ہندو دھرم، جس کی بنیاد ۱۵۰۰ ق م رکھی گئی، ہمارے برصغیر ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کا مشہور اور قدیم مذہب ہے۔ ہندوستان میں اسی دھرم کو ماننے والوں کی اکثریت ہے۔

ہندو دھرم کی سب سے مشہور اور اولین کتاب وید ہے، وید چار ہیں، جو بالترتیب یہ ہیں: رگ وید، یجر وید، سام وید، اتھر وید۔

نراشنس کا ذکر چاروں ویدوں میں ہے، لیکن سب سے تفصیلی ذکر اتھر وید میں ہے، لہٰذا سب سے پہلے اسی کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔

اس کتاب میں اس موضوع پر کل چودہ منتر ہیں، جو اتھر وید، کانڈ (۲۰)، سوکت (۱۲۷)، منتر (۱) تا (۱۴) پر مشتمل ہیں۔ (ہم بعض منتروں کا ذکر کریں گے)

منتر (۱): لوگو! احترام سے سنو، نراشنس کی تعریف کی جائے گی، ہم اس مہاجر یا امن کے علمبردار کو ساٹھ ہزار نوے دشمنوں کے درمیان محفوظ رکھیں گے۔

ابن اکبر اعظمی نے کہا: "نراشنس" سنسکرت زبان کا لفظ ہے، یہ دو الفاظ سے مرکب ہے، ایک لفظ ''نر'' ہے، جس کے معانی انسان کے ہیں اور دوسرا لفظ ''اشنس'' ہے، جس کے معانی ہیں: وہ شخص جس کی کثرت سے تعریف کی جائے۔ اس طرح "نراشنس" کا بعینہ وہی معنی ہوا جو عربی میں لفظ ''محمد'' کا ہے۔

ساٹھ ہزار نوے دشمن، اس تعداد کا تعین نہایت بار یکی کے ساتھ کیا گیا، یہ نہایت عظیم اور حیرتناک پیشین گوئی ہے، شارحین اس کا مصداق ڈھونڈنے اور محمد ﷺ پر اس کو چسپاں کرنے کے سلسلے میں حیران و پریشان ہیں۔........ان دشمنوں سے مراد مردان جنگی ہیں، جو تلوار لے کر آپ ﷺ کے مقابل آئے، یا جنھوں نے خفیہ طور پر آپ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ تفصیل یہ ہے: قریش اور ان کے حلفا بنو غطفان اور ان کے شرکاء کی کل تعداد دس ہزار تھی، جو جنگ خندق میں اکٹھے تھے اور دوسری جنگوں میں چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی شکل میں، یہود کے مختلف قبائل کے مردان جنگی کی تعداد دس ہزار تھی، جو خیبر میں تقریباً یکجائی طور سے لڑے اور باقی جنگوں میں متفرق طور پر۔ رومی جنھوں نے مدینہ پر دھاوا بول کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہی اور جن سے مقابلہ کے لیے آپ ﷺ تبوک تشریف لے گئے، ان کی کل تعداد چالیس ہزار تھی۔ منافقین، جنھوں نے تبوک میں ساتھ دینے سے معذرت کر لی، (۸۰) تھے، اور تبوک میں جانے والے (۱۲) یا (۱۳) تھے، انھوں نے واپسی پر آپ ﷺ کو قتل کرنے کا اقدام کیا، لیکن ناکام رہے اور ان میں

سے دو تین متذبذب تھے اور انھوں نے توبہ کر لی تھی۔ اس طرح سے یہ کل ساٹھ ہزار نوے دشمن تھے۔

منتر (۲) اس کی سواری اونٹ ہو گا اور اس کی بارہ بیویاں ہوں گی، اس کا درجہ اتنا بلند اور اس کی سواری اتنی تیز ہو گی کہ وہ آسمان کو چھوئے گی اور پھر اتر آئے گی۔

منتر (۴) تبلیغ کر اے احمد، تبلیغ کر جیسے چڑیاں پکے ہوئے پھل والے درخت پر چہچہاتی ہیں۔ تیری زبان اور تیرے دونوں ہونٹ قینچی کے دونوں پھلوں کی طرح چلتے ہیں۔

اس منتر میں ریبھ نام کا انسان مخاطب ہے، یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے، جس کا بعینہ وہی معنی ہے جو عربی میں احمد ہے، یعنی کثرت سے یا سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے والا۔

منتر (۵) حمد کرنے والے اپنی حمدوں کے ساتھ یا نمازی اپنی نمازوں کے ساتھ طاقتور سانڈ کی طرح جنگ میں جاتے ہیں اور ان کی اولاد اپنے گھروں میں یوں مامون رہتی ہے، جیسے گائے اپنے ٹھکانوں میں۔

منتر (۶) اے احمد! اس کلام کو مضبوطی سے پکڑ کہ یہ گایوں اور مالوں کی اساس ہے اور اسے متقیوں تک پہنچا، جیسے بہادر نشانے پر تیر مارتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: محمد ﷺ ہندو کتابوں میں، اعداد وترتیب: امیر حمزہ)

## انجیل میں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بارے میں انجیل میں یہ لکھا ہوا تھا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ فِي الْإِنْجِيْلِ: لا فَظٌّ وَلا غَلِيْظٌ وَلا سَخَّابٌ بِالْاَسْوَاقِ وَلا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، بَلْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ۔

یعنی: آپ بدخلق تھے نہ سخت دل' آپ بازاروں میں شور کرنے والے تھے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے' بلکہ آپ معاف کرتے اور درگزر فرماتے تھے۔

انجیل میں درج ذیل مقامات میں محمد ﷺ کی آمد کے متعلق صاف اشارات موجود ہیں۔

متی: باب ۲۱، آیت ۳۳ تا ۴۶۔ یوحنا: باب ۱، آیت ۱۹ تا ۲۱۔ یوحنا: باب ۱۴، آیت ۱۵ تا ۱۷، و آیت ۲۵ تا ۳۰۔ یوحنا: باب ۱۵، آیت ۲۵، ۲۶۔ یوحنا: باب ۱۶، آیت ۷ تا ۱۵۔

اب تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

وہ پیشن گوئیاں درج ذیل ہیں جو ''انجیل یوحنا'' میں مسلسل باب ۱۴ سے ۱۶ تک منقول ہوئی ہیں:

''اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے، یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کو سکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے نہ جانتی ہے تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہے۔'' (۱۴:۱۶، ۱۷)

''میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا،

وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ تم سب تمہیں یاد دلائے گا۔'' (۱۴: ۲۵، ۲۶)

''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔'' (۱۴: ۳۰)

''لیکن جب وہ مددگار آئے جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا، یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے، تو وہ میری گواہی دے گا۔'' (۱۵: ۲۶)

''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیجوں گا۔'' (۱۷: ۷)

ابو الاعلی مودودی انجیل کے تغیرات اور تحریفات کی چند وجوہات بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: انجیل یوحنا کی مذکورہ بالا عبارات میں عیسی علیہ السلام اپنے بعد ایک آنے والے کی خبر دے رہے ہیں، جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ وہ ''دنیا کا سردار'' (سرورِ عالم) ہوگا۔ ''ابد تک رہے گا''، ''سچائی کی تمام راہیں دکھائے گا'' اور خود ان کی یعنی عیسی علیہ السلام کی ''گواہی دے گا''۔ یوحنا کی ان عبارتوں میں ''روح القدس'' اور ''سچائی کی روح'' وغیرہ کے الفاظ شامل کر کے مدعا کو خبط کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، مگر اس کے باوجود ان سب عبارتوں کو اگر غور سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس آنے والے کی خبر دی گئی ہے، وہ کوئی روح نہیں، بلکہ کوئی انسان اور خاص شخص ہے، جس کی تعلیم عالمگیر، ہمہ گیر اور قیامت تک باقی رہنے والی ہوگی۔ اس شخص خاص کے لیے اردو ترجمے میں مددگار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔
(تفہیم القرآن: ۵/ ۴۶۲ تا ۴۶۴)

سیدہ آمنہ بی بی کو (محمد ﷺ کا احمد) نام رکھنے کی بشارت فرشتے کی معرفت ایسے ہی ملی تھی، جیسے کہ فرشتے کی بشارت سے ہاجرہ بی بی نے اسماعیل کا نام (پیدائش: ۱۱/ ۱۶) اور مریم نے یسوع کا نام (لوقا: 1 باب، ۳۰ درس) رکھا تھا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي اِخْبَارِ الْكُهَّانِ بِظُهُوْرِ بِعْثَتِهِ ﷺ
## کاہنوں کا آپ ﷺ کی بعثت کے ظہور کے بارے میں خبر دینا

(۱۰٤۸۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: اِنَّ أَوَّلَ خَبَرٍ قَدِمَ عَلَيْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً كَانَ لَهَا تَابِعٌ قَالَ: فَأَتَاهَا فِيْ صُوْرَةِ طَيْرٍ فَوَقَعَ عَلَى جِذْعٍ لَّهُمْ، قَالَ: فَقَالَتْ: أَلَا تَنْزِلُ فَنُخْبِرُكَ وَتُخْبِرُنَا؟ قَالَ: اِنَّهُ قَدْ خَرَجَ رَجُلٌ بِمَكَّةَ حَرَّمَ عَلَيْنَا الزِّنَا وَمَنَعَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بیشک پہلی خبر جو ہمیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں موصول ہوئی، وہ یہ تھی کہ ایک عورت کا پیروکار جن تھا، ایک دن وہ پرندے کی صورت میں آیا اور ان کے تنے پر بیٹھ گیا، اس خاتون نے کہا: کیا تو نیچے نہیں آتا، تاکہ ہم تجھے باتیں بتلائیں اور تو ہمیں بتلائے؟ لیکن اس نے کہا: مکہ مکرمہ میں ایک آدمی ظاہر ہو چکا

(۱۰٤۸۷) تخريج: اسناده ضعيف، تفرد به عبد الله بن محمد بن عقيل عن جابر، وهو يعتبر به فى المتابعات والشواهد، أخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ۷٦۹ (انظر: ۱٤۸۳۵)

مِنَ الْفِرَارِ۔ (مسند احمد: ۱٤۸۹٦)

ہے، اس نے ہم پر زنا کو حرام قرار دیا ہے اور جہاد میں لڑائی کے وقت بھاگ جانے سے بھی روک دیا ہے۔

**فوائد:** ......لیکن یہ بات درست ہے کہ جن، بندوں کے تابع ہو جاتے ہیں اور پھر ان کو مختلف واقعات سے باخبر رکھتے ہیں۔ نجومیوں اور کاہنوں کا بھی اس قسم کا سلسلہ ہوتا ہے۔

## بَابٌ فِي بَدْأُ الْوَحْيِ وكَيْفَ كَانَ يَأْتِيهِ وَرُؤْيَتِهِ ﷺ لِجِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

## وحی کی ابتداء، آپ ﷺ کی طرف نزولِ وحی کی کیفیت اور آپ ﷺ کا جبریل علیہ السلام کو دیکھنا

(۱۰٤۸۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِخَدِيْجَةَ: إِنِّيْ أَرٰى ضَوْءًا وَأَسْمَعُ صَوْتًا وَإِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يَكُوْنَ بِيْ جُنُنٌ، قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ يَاابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ! ثُمَّ أَتَتْ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنْ يَكُ صَادِقًا فَإِنَّ هٰذَا نَامُوْسٌ مِثْلُ نَامُوْسِ مُوْسٰى، فَإِنْ بُعِثَ وَأَنَا حَيٌّ فَسَأُعَزِّزُهُ وَأَنْصُرُهُ وَأُوْمِنُ بِهِ۔ (مسند احمد: ۲۸٤٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''بیشک میں روشنی دیکھتا ہوں، آواز سنتا ہوں اور میں ڈرتا ہوں کہ مجھے کوئی جنون لاحق ہو گیا ہے۔'' آگے سے سیدہ نے کہا: اے عبداللہ کے بیٹے! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اس طرح نہیں کرے گا، پھر وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور اس کو ساری بات بتلائی، اس نے کہا: اگر آپ سچے ہیں تو یہ موسیٰ علیہ السلام کے ناموس کی طرح کا ناموس ہے، اگر آپ کو میری زندگی میں مبعوث کیا گیا تو میں آپ کو تقویت پہنچاؤں گا اور آپ ﷺ کی تائید کروں گا اور آپ ﷺ پر ایمان لاؤں گا۔''

(۱۰٤۸۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِىءَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ، وَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَأْتِيْ غَارَ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ لِخَدِيْجَةَ فَتُزَوِّدُهُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی کی ابتداء نیند میں سچے خوابوں کی صورت میں ہوئی، آپ ﷺ جو خواب بھی دیکھتے، وہ صبح کے پھٹنے کی طرح پورا ہو جاتا، پھر آپ ﷺ خلوت کو پسند کرنے لگے اور غارِ حرا میں جا کر چند راتیں عبادت کرتے اور ان دنوں کا توشہ لے جاتے، پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور اتنے دنوں کے لیے پھر زاد لے جاتے، یہاں تک کہ ایک دن اچانک

(۱۰٤۸۸) تخریج: اسنادہ علی شرط مسلم الا انہ اختلف فی وصلہ وارسالہ (انظر: ۲۸٤٦)

(۱۰٤۸۹) تخریج: أخرجہ البخاری: ٤۹٥٦، ٦۹۸۲، ومسلم: ۱٦۰، وقولہ: "حتی حزن رسول اللہ ﷺ فیما بلغنا حزنا، ... الخ۔" انما ھو من بلاغات الزھری (انظر: ۲٥۹٥۹)

لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجَأَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَائَهُ الْمَلَكُ فِيْهِ فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِىءٍ، فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِىءٍ، فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ: اِقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِىءٍ، فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْد، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ قَالَ: فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ، حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ: زَمِّلُوْنِيْ، فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، فَقَالَ: يَا خَدِيْجَةُ! مَا لِيْ؟ فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ، قَالَ: وَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ، فَقَالَتْ لَهُ: كَلَّا أَبْشِرْ، فَوَاللّٰهِ! لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ، ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخِيْ أَبِيْهَا وَكَانَ امْرَءً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ، فَكَتَبَ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: أَيِ ابْنَ عَمِّ! اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ، فَقَالَ

آپ ﷺ کے پاس حق آ گیا اور آپ ﷺ غارِ حرا میں ہی تھے، فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: پڑھئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں پڑھنے والا نہیں ہوں، چنانچہ اس نے مجھے پکڑ کر اس قدر دبایا کہ مجھے مشقت محسوس ہوئی، پھر اس نے مجھے چھوڑا اور کہا: پڑھو، میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہے، اس نے پھر مجھے پکڑ لیا اور دبایا، حتی کہ مجھے مشقت محسوس ہوئی، پھر اس نے مجھے چھوڑا اور پھر کہا: پڑھیں، میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں، اس نے مجھے پکڑ کر تیسری دفعہ دبایا اور مجھے مشقت محسوس ہوئی، پھر اس نے کہا: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ...... مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ پھر آپ ﷺ گھر کو لوٹے، جبکہ آپ ﷺ کے کندھوں کا گوشت کانپ رہا تھا، آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور فرمایا: ''مجھے کپڑا اوڑھاؤ۔'' پس انھوں نے کپڑا اوڑھا دیا، یہاں تک آپ ﷺ کی گھبراہٹ ختم ہوگئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا؟'' پھر آپ ﷺ نے سیدہ کو سارا واقعہ سنا دیا اور فرمایا: ''میں اپنے بارے میں ڈر رہا ہوں۔'' لیکن سیدہ نے کہا: ہرگز نہیں، آپ خوش رہیں، پس اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور امورِ حق میں مدد کرتے ہیں، پھر سیدہ آپ ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی، وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچے کا بیٹا تھا، جاہلیت میں عیسائیت کو اختیار کر چکا تھا، چونکہ یہ عربی زبان لکھ سکتا تھا، اس لیے انجیل کو عربی زبان میں لکھتا تھا، یہ بزرگ آدمی تھا اور اب نابینا ہو چکا تھا، سیدہ نے اس سے کہا: اے میرے چچے کے بیٹے! اپنے بھتیجے کی بات سنو، ورقہ نے کہا: بھتیجے! تو کیا دیکھ رہا ہے؟ رسول

وَرَقَةُ: ابْنَ أَخِي مَا تَرٰى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا رَأٰى، فَقَالَ وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا أَكُوْنَ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ؟)) فَقَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا، ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ، وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتّٰى حَزِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُؤُوْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ، فَكُلَّمَا أَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيُسْكِنُ ذٰلِكَ جَأْشَهُ وَتَقَرُّ نَفْسُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَيَرْجِعُ، فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ وَفَتَرَ الْوَحْيُ غَدَا لِمِثْلِ ذٰلِكَ، فَإِذَا أَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٦٤٨٦)

اللہ ﷺ نے ساری تفصیل بیان کی، ورقہ نے کہا: یہ تو وہی ناموس ہے، جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا، کاش میں اس وقت مضبوط ہوتا، جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟'' ورقہ نے کہا: جی ہاں، جو چیز آپ لائے ہیں، جو آدمی بھی ایسی لے کر آیا ہے، اس سے دشمنی کی گئی ہے اور اگر آپ کے اُس وقت نے مجھے پا لیا تو میں آپ کی خوب مدد کروں گا، لیکن جلد ہی ورقہ وفات پا گیا اور وحی رک گئی، اب آپ ﷺ غمگین تھے، بلکہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ کا غم اس قدر بڑھ گیا تھا کہ آپ ﷺ نے کئی بار چاہا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے گر پڑیں، جب بھی آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تاکہ اپنے آپ کو وہاں سے گرا دیں تو جبریل علیہ السلام سامنے آتے اور کہتے: اے محمد! بیشک آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، اس سے آپ ﷺ کے دل کا اضطراب کم ہو جاتا اور نفس مطمئن ہو جاتا، پس آپ ﷺ لوٹ آتے، جب پھر مدت طول پکڑتی اور وحی رکی رہتی تو آپ ﷺ پھر اسی طرح کرتے اور جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاتے تو جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے لیے ظاہر ہوتا اور پہلے والی بات دوہراتا۔

**فوائد**: ......صبح کے پھٹنے سے مراد یہ ہے وہ خواب آپ ﷺ کو بیداری میں واضح طور پر پورا ہوتا ہوا نظر آتا، خوابوں کا سلسلہ فرشتے اور وحی کے لیے تمہید ہوتا ہے، اس سلسلے کی وجہ سے بشری قوتیں وحی کا بار برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے مکارم اور خصائل کا ذکر کر کے آپ ﷺ کو تسلی دینا، اس سے معلوم ہوا کہ مکارمِ اخلاق اور خصائل خیریہ برے انجام سے سلامتی کا سبب ہوتے ہیں۔

وحی کا نزول نبی کریم ﷺ کو انسانیت میں سب سے بڑا منصب عطا کرنے کے لیے تھا، لیکن آپ ﷺ کے کندھوں کے گوشت کا کانپنا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے مطالبے پر آپ ﷺ کو کپڑا اوڑھا دینا، پھر

آپ ﷺ کا فرمانا کہ ''خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا؟ میں اپنے بارے میں ڈر رہا ہوں۔'' پھر جب کچھ عرصہ تک وحی رکی رہی تو آپ ﷺ کا حدیث کے آخری حصے میں بیان کی گئی کیفیت میں مبتلا ہو جانا۔

ان امور میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے، جس کی وجہ سے احادیثِ مبارکہ یا ان کے ثقہ راویوں پر اعتراض کیا جا سکے، اسی قسم کی کیفیتوں کو ہلکا کرنے کے لیے آپ ﷺ کو غارِ حراء میں جانے کی توفیق بخشی گئی اور آپ ﷺ کے لیے خوابوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ دراصل ابتداء میں بارِ نبوت کو برداشت کرنا بشری قوتوں کے لیے خاصا مشکل مرحلہ ہوتا ہے، بعد میں تو آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کی تاخیر کی وجہ سے پریشان ہو جاتے تھے، جبکہ یہ ہمارا اندازہ ہے، حقیقت میں انبیاء و رسل ہی بہتر جانتے ہیں کہ وصولِ نبوت کا بوجھ کیسا ہوتا ہے، سخت سردی میں نزول وحی کے وقت آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگتا تھا، جبکہ آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ جب وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے تو اس وقت آپ ﷺ کو بڑی سختی اور شدت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ صحابۂ کرام نے آپ ﷺ سے اس شدت کی کیفیت کا سوال نہیں کیا، دیکھیں جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تجلی کی وجہ سے پہاڑ کو ریزہ ریزہ ہوتے ہوئے دیکھا تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑے، جبکہ چند لمحے پہلے وہی اللہ تعالیٰ کے دیدار کا اصرار کر رہے تھے۔

آخر میں آپ ﷺ کا جو اضطراب بیان کیا گیا ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب کچھ عرصہ وحی کا سلسلہ رکا رہا تو آپ ﷺ کو یہ خدشہ ہونے لگا کہ کہیں ایسے تو نہیں ہوا کہ آپ ﷺ سے کوئی ایسا فعل یا سبب سرزد ہو گیا ہو، جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو سزا مل رہی ہو، یا یہ کیفیت اس غم کی وجہ سے تھی، جو وحی کی تاخیر کی وجہ سے آپ ﷺ پر طاری ہو گیا، جبکہ آپ ﷺ کو یہ اطلاع تو نہیں دی گئی تھی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کو بندوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔

غور کریں کہ نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں ورقہ بن نوفل کی حیثیت کیا تھی، لیکن وہ آپ ﷺ کو تسلی دلا رہا ہے، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انبیاء کے ساتھ ایسے ہی ہوتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کے جو احساسات بیان کیے گئے ہیں، ان کو آپ ﷺ کا طبعی تقاضا سمجھا جائے، جب آپ ﷺ نے بارِ نبوت اٹھا لیا اور اپنے منصب تک پوری رسائی حاصل کر لی تو پھر آپ ﷺ اس قابل ہو گئے کہ وحی کی مختلف مجلسوں میں پورا قرآن مجید وصول کر سکیں، قرآن مجید کے علاوہ وحی کی دوسری اقسام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پیغامات موصول کر سکیں، جنت وجہنم کے مناظر دیکھ سکیں، اسراء و معراج کی صورت میں آسمانوں کی سیر کر سکیں، جہنم میں پتھر گرنے اور آسمان کے دروازے کھلنے کی آواز سن سکیں، قبروں میں عذاب میں مبتلا لوگوں کے عذاب کی کیفیت دیکھ سکیں، کثرتِ عبادت میں اپنی جسمانی غذا کو محسوس کر سکیں، علی ہذا القیاس۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(١٠٤٩٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ، وَكَانَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا، فَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ۔ (مسند احمد: ٢٢٤٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا تو آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تی، پھر مکہ مکرمہ میں تیرہ برس اور مدینہ منورہ میں دس برس ٹھہرے اور آپ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(١٠٤٩١)۔ عَنْهُ اَيْضًا قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، سَبْعَ سِنِيْنَ يَرَى الضَّوْءَ وَيَسْمَعُ الصَّوْتَ، وَثَمَانِيَ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشَرَ سِنِيْنَ۔ (مسند احمد: ٢٥٢٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں پندرہ برس ٹھہرے، ان میں سات سال تک تو روشنی دیکھتے اور آواز سنتے تھے اور آٹھ سالوں میں وحی نازل ہوتی رہی اور آپ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال تک مقیم رہے۔

**فوائد:** ......مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ نے تیرہ برس گزارے، لیکن اس روایت میں پندرہ سالوں کا ذکر ہے، دراصل اس میں نبوت کے مقدمات کو بھی شامل کیا گیا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا روشنی کو دیکھنا اور آواز کو سننے کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔

(١٠٤٩٢)۔ عَنْ عَمَّارٍ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَمْ اَتٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ؟ قَالَ: مَا كُنْتُ أُرٰى مِثْلَكَ فِيْ قَوْمِهِ يَخْفٰى عَلَيْكَ ذٰلِكَ، قَالَ: قُلْتُ: اِنِّي سَأَلْتُ فَاخْتُلِفَ عَلَيَّ، فَاَحْبَبْتُ أَنْ أَعْلَمَ قَوْلَكَ فِيْهِ، قَالَ: اَتَحْسِبُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمْسِكْ أَرْبَعِيْنَ بُعِثَ لَهَا، وَخَمْسَ عَشْرَةَ، أَقَامَ بِمَكَّةَ يَأْمَنُ وَيَخَافُ، وَعَشْرًا مُهَاجِرًا بِالْمَدِيْنَةِ۔ (مسند احمد: ٢٦٤٠)

مولائے بنی ہاشم عمار سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت کتنی عمر تھی؟ انھوں نے کہا: میرا خیال نہیں تھا کہ تیرے جیسا آدمی، جو آپ ﷺ کی قوم میں رہا اور تجھ پر یہ چیز مخفی ہے، میں نے کہا: میں نے پوچھا تو ہے، لیکن مجھ پر اختلاف کیا گیا ہے، اس لیے میں نے چاہا کہ اس بارے میں تیرے قول کا علم ہو جائے، انھوں نے کہا: کیا تو شمار کر سکتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: جمع کر، چالیس برس کی عمر میں آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا، پھر آپ مکہ مکرمہ میں پندرہ سال رہے، اس دور میں امن بھی تھا اور خوف بھی، پھر جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے تو وہاں دس سال قیام کیا۔

---

(١٠٤٩٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاری، أخرجه الترمذی: ٣٦٢٢(انظر: ٢٢٤٢)

(١٠٤٩١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٥٣(انظر: ٢٥٢٣)

(١٠٤٩٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٥٣ (انظر: ٢٦٤٠)

(١٠٤٩٣)۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: يَا أَبَا حَمْزَةَ سِنَّ أَيِّ الرِّجَالِ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذْ بُعِثَ؟ قَالَ: ابْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، قَالَ: ثُمَّ كَانَ مَاذَا؟ قَالَ: كَانَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، فَتَمَّتْ لَهُ سِتُّونَ سَنَةً ثُمَّ قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ، قَالَ: سِنُّ أَيِّ الرِّجَالِ هُوَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: كَأَشَبِّ الرِّجَالِ وَأَحْسَنِهِ وَأَجْمَلِهِ وَأَلْحَمِهِ، قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! هَلْ غَزَوْتَ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، غَزَوْتُ مَعَهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ۔ (مسند احمد: ١٢٥٥٧)

علاء بن زیاد عدوی سے مروی ہے کہ اس نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوحمزہ! جب آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر کتنی تھی؟ انھوں نے کہا: چالیس برس، اس نے کہا: پھر کیا ہوا؟ انھوں نے کہا: پھر آپ ﷺ مکہ میں بھی دس برس ٹھہرے اور مدینہ میں بھی دس سال، اس طرح آپ ﷺ کی ساٹھ برس عمر پوری ہو گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی، اس نے کہا: ان دنوں میں آپ ﷺ کیسی عمر کے آدمی لگتے تھے؟ انھوں نے کہا: جیسے سب سے بھرپور نوجوان ہوں، سب سے زیادہ حسین و جمیل اور پر گوشت۔ اس نے کہا: اے ابوحمزہ! کیا تم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں غزوۂ حنین کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔

**فوائد:** ......مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کے قیام کی مدت میں اختلاف ہے، اس مدت کی وجہ سے آپ ﷺ کی عمر میں بھی اختلاف پڑ جاتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: امام مسلم نے اس باب میں کل تین روایات ذکر کی ہیں:

۱۔ آپ ﷺ ساٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے (اور مکہ میں دس برس قیام کیا)۔

۲۔ آپ ﷺ کی عمر پینسٹھ برس تھی (اور مکہ میں پندرہ سال قیام کیا)۔

۳۔ آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی (اور مکہ میں تیرہ سال قیام کیا)۔

آخری روایت زیادہ صحیح اور مشہور ہے، امام مسلم نے اس روایت کو سیدہ عائشہ، سیدنا انس اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بیان کیا۔ علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ صحیح ترین روایت تریسٹھ برس عمر والی ہے، انھوں نے باقی روایات کی توجیہ کی ہے، ساٹھ برس والی روایت کے بارے میں کہا کہ اس میں دہائیوں کا اعتبار کیا اور اکائیوں کو چھوڑ دیا (اور عرب ایسا کرتے رہتے ہیں)، اسی طرح پینسٹھ برس والی روایت کی بھی توجیہ کی جائے گی۔

یہ بات بھی اتفاقی ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام کیا اور نبوت سے پہلے آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تھی، اختلاف صرف مکہ میں قیام کی مدت میں ہے، راجح اور صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ برس قیام کیا، اس طرح آپ ﷺ کی عمر مبارک (۶۳) برس بنتی ہے۔

(١٠٤٩٣) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٣١٩٤ (انظر: ١٢٥٢٩)

(۱۰۴۹۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاوَرْتُ بِحِرَاءَ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ نَزَلْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ بَطْنَ الْوَادِيْ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِيْ وَخَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا، ثُمَّ نُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا، ثُمَّ نُوْدِيْتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَإِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْهَوَاءِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِذَا هُوَ قَاعِدٌ عَلَى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ) فَأَخَذَتْنِيْ وَجْفَةٌ شَدِيْدَةٌ فَأَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُوْنِيْ، فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً ا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ (مسند احمد: ۱۴۳۳۸)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے غارِ حراء میں ایک ماہ تک مجاورت اختیار کی، جب میں نے یہ مدت پوری کی اور وہاں سے اتر کر وادی کی ہموار جگہ پر آیا تو مجھے آواز دی گئی، میں نے اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا، لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی، اتنے میں پھر مجھے آواز دی گئی، میں نے پھر اسی طرح دیکھا، لیکن کسی کو نہ دیکھ سکا، پھر مجھے آواز دی گئی، پس اب کی بار جب میں نے سر اٹھایا تو وہ فرشتہ فضا میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا، ایک روایت میں ہے: وہ آسمان اور زمین کے مابین تخت پر بیٹھا ہوا تھا، اس سے مجھ پر شدید کپکپی طاری ہو گئی، میں خدیجہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے کمبل اوڑھاؤ، پس انھوں نے مجھے کمبل اوڑھا دیا اور مجھ پر پانی ڈالا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ”اے کمبل اوڑھنے والے، کھڑا ہو جا، پس ڈرا اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر۔“

**فوائد:** ...... جمہور اہل علم کے نزدیک پہلی وحی ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ والی آیات ہی ہیں، سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے مراد دوسری وحی ہے، جو فترۂ وحی کے بعد نازل ہوئی تھی، اس حدیث کے درج ذیل سیاق پر غور کریں:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فترۂ وحی کے بارے میں بیان کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((بَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ ..... إِلٰى قَوْلِهِ ..... وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ۔ ..... ”ایک مرتبہ میں چلا جا رہا تھا کہ ناگہاں آسمان کی طرف سے مجھے آواز سنائی دی، میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ جو فرشتہ میرے پاس غار حراء میں آیا تھا وہ آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے، میں گھبرا گیا اور گھر آتے ہی کہا کہ مجھے کپڑوں سے لپیٹ دو، چنانچہ گھر والوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ اس کے بعد وحی پے در پے اور کثرت سے

(۱۰۴۹۴) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۹۲۲، ومسلم: ۱۶۱ (انظر: ۱۴۲۸۷)

نازل ہونے لگی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) حافظ ابن کثیر نے کہا کہ یہی سیاق محفوظ ہے، اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کوئی وحی آئی تھی۔

(۱۰٤۹٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَلَى بِرْذَوْنٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ طَرَفُهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((رَأَيْتِهِ؟ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) (مسند احمد: ۲٥٦٦۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر نبی کریم کے پاس آئے، انھوں نے پگڑی باندھی ہوئی تھی اور اس کا کنارہ ان کے کندھوں کے درمیان تھا، جب میں نے ان کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے دیکھ لیا ہے اس کو؟ یہ جبریل علیہ السلام تھے۔''

(۱۰٤۹٦)۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِيْ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُنَاجِيْ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَزَعَمَ أَبُوْسَلَمَةَ أَنَّهُ تَجَنَّبَ أَنْ يَدْنُوَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَخَوُّفًا أَنْ يَسْمَعَ حَدِيْثَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تُسَلِّمَ إِذْ مَرَرْتَ بِي الْبَارِحَةَ؟)) قَالَ: رَأَيْتُكَ تُنَاجِيْ رَجُلًا فَخَشِيْتُ أَنْ تَكْرَهَ أَنْ أَدْنُوَ مِنْكُمَا، قَالَ: ((وَهَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَذٰلِكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلَوْ سَلَّمْتَ لَرَدَّ السَّلَامَ)) وَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ غَيْرِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهُ حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ۔ (مسند احمد: ١٦٣٢٠)

سیدنا ابوسلمہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ جبریل علیہ السلام سے سرگوشی کر رہے تھے، اس آدمی نے آپ ﷺ کے قریب ہونے سے اجتناب کیا، اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ ﷺ کی بات سن لے، جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا: ''جب تو گزشتہ رات ہمارے پاس سے گزرا تھا تو تجھے کس چیز نے سلام کرنے سے روک دیا تھا؟'' اس نے کہا: جی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ایک آدمی سے سرگوشی کر رہے تھے، اس لیے میں اس چیز سے ڈر گیا کہ ممکن ہے کہ آپ میرے قریب آنے کو ناپسند کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے کہ وہ آدمی کون تھا؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبریل علیہ السلام تھے، اگر تو ان کو سلام کہتا تو وہ تیرے سلام کا جواب دیتے۔'' راوی کہتا ہے: میں نے غیر ابوسلمہ سے سنا کہ وہ سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ تھا۔

---

(۱۰٤۹٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن عمر العمرى، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۲۳/ ۸٥ (انظر: ۲٥١٥٤)

(۱۰٤۹٦) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١٦٢١٩)

(۱۰۴۹۷)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ تُحِسُّ بِالْوَحْيِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ، أَسْمَعُ صَلَاصِلَ، ثُمَّ اَسْكُتُ عِنْدَ ذٰلِكَ، فَمَا مِنْ مَرَّةٍ يُوْحٰى اِلَيَّ اِلَّا ظَنَنْتُ أَنَّ نَفْسِيْ تَفِيْضُ۔)) (مسند احمد: ۷۰۷۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وحی کو محسوس کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، جب میں گونج دار آوازیں سنتا ہوں، تو اسی وقت خاموش ہو جاتا ہوں، جب بھی میری طرف وحی کی جاتی ہے تو مجھے یوں لگتا ہے کہ میرا نفس نکلنے والا ہے۔''

(۱۰۴۹۸)۔ عَنْ عَلِيٍّ أَوْ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُنَا فَيُذَكِّرُنَا بِأَيَّامِ اللّٰهِ حَتّٰى نَعْرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ وَكَأَنَّهُ نَذِيْرُ قَوْمٍ يُصَبِّحُهُمُ الْأَمْرُ غُدْوَةً، وَكَانَ اِذَا كَانَ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِجِبْرِيْلَ لَمْ يَتَبَسَّمْ ضَاحِكًا حَتّٰى يَرْتَفِعَ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۴۳۷)

سیدنا علی یا سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم سے مخاطب ہوتے اور (سابقہ امتوں پر) اللہ تعالیٰ کے انعامات اور واقعات کے ساتھ نصیحت کرتے، تو ہم اس چیز کو آپ ﷺ کے (خوف سے بدلے ہوئے) چہرے سے پہچان لیتے تھے، ایسے لگتا تھا کہ آپ اپنی قوم کو ڈرا رہے ہیں اور بس اگلے روز کی صبح کو عذاب آ جائے گا، اور جب آپ ﷺ جبریل علیہ السلام سے نئی نئی ملاقات کرتے تھے تو اس وقت تک نہیں مسکراتے تھے، جب تک وہ چلے نہیں جاتے تھے۔

**فوائد:** ......فرشتے کا ادب کرتے ہوئے اور وحی کی شدت محسوس کرتے ہوئے آپ ﷺ اس وقت مسکراتے نہیں تھے۔

(۱۰۴۹۹)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: كَانَ اِذَا نَزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ الْوَحْيُ يُسْمَعُ عِنْدَ وَجْهِهِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ۔ (مسند احمد: ۲۲۳)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ کے چہرے کے قریب شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز سنائی دیتی تھی۔

(۱۰۵۰۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اِنْ كَانَ لَيَنْزِلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ ثُمَّ تَفِيْضُ جَبْهَتُهُ عَرَقًا۔ (مسند احمد: ۲۴۸۱۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: سردی والی صبح کو رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی، لیکن پھر بھی آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا تھا۔

(۱۰۴۹۷) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، وعمرو بن الوليد مجهول (انظر: ۷۰۷۱)
(۱۰۴۹۸) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابويعلى: ۶۷۷، والطبراني في "الاوسط": ۲۶۵۵ (انظر: ۱۴۳۷)
(۱۰۴۹۹) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة يونس بن سليم، أخرجه الترمذي: ۳۱۷۳ (انظر: ۲۲۳)
(۱۰۵۰۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۳۳۳ (انظر: ۲۴۳۰۹)

**فوائد:** ......نزول وحی کے وقت آپ ﷺ پر دباؤ پڑتا تھا، جیسا کہ اگلی حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے، مزید دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۴۸۹)

(۱۰۵۰۱)۔ عَنْهَا اَيْضًا اَنَّهَا قَالَتْ: اِنْ كَانَ لَيُوْحٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَتَضْرِبُ بِجِرَانِهَا۔ (مسند احمد: ۲۵۳۸۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی اور آپ اپنی سواری پر ہوتے تو وہ اپنی گردن کو زمین پر پھیلا دیتی تھی۔

**فوائد:** ...... جب آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو نزولِ وحی کی وجہ سے اس پر بھی بوجھ پڑتا، وہ اس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے اپنی گردن کو زمین پر پھیلا دیتی۔

(۱۰۵۰۲)۔ عَنْها اَيْضًا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا كَانَ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِجِبْرِيْلَ يُدَارِسُهُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔ (مسند احمد: ۲۵٤۹۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی جبریل علیہ السلام سے نئی نئی ملاقات ہوتی اور وہ آپ سے قرآن مجید کا دور کرتے تو آپ چھوڑی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ مال کی سخاوت کرنے والے ہوتے تھے۔

(۱۰۵۰۳)۔ عَنْهَا اَيْضًا اِنَّ الْحٰرِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ قَالَ: ((أَحْيَانًا يَأْتِيْنِيْ مَلَكٌ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّ عَلَيَّ، ثُمَّ يُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ، وَأَحْيَانًا يَأْتِيْنِيْ مَلَكٌ فِيْ مِثْلِ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَأَعِيْ مَا يَقُوْلُ۔)) (مسند احمد: ۲۵۷٦٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کبھی کبھی تو فرشتہ اس طرح آتا ہے کہ گھنٹی کی گونج کی سی آواز آتی ہے، یہ کیفیت مجھ پر بڑی گراں گزرتی ہے، لیکن جب وہ مجھ سے جدا ہوتا ہے تو میں اس وحی کو یاد کر چکا ہوتا ہوں اور بسا اوقات فرشتہ مرد کی صورت میں آتا ہے، پھر جو کچھ وہ کہتا ہے، میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔''

## بَابُ ذِكْرِ أَوَّلِ مَنْ آمَنَ بِهِ ﷺ قَبْلَ إِظْهَارِ الدَّعْوَةِ
## دعوت کے ظہور سے پہلے پہل نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں کا ذکر

(۱۰۵۰٤)۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ، أَنَا شُعْبَةُ

سیدنا یزید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: سب

(۱۰۵۰۱) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ۲/ ۵۰۵، والبيهقي في "دلائل النبوة": ۷/ ۵۳ (انظر: ۲٤۸٦۸)

(۱۰۵۰۲) تخريج: حديث ضعيف بهذه السياقة، النعمان بن راشد ضعيف سيىء الحفظ، أخرجه النسائي: ٤/ ۱۲۵ (انظر: ۲٤۹۸۵)

(۱۰۵۰۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۱۵، ومسلم: ۲۳۳۳ (انظر: ۲۵۲۵۲)

(۱۰۵۰٤) تخريج: اسناده ضعيف، أخرجه الطيالسي: ٦۷۸، والنسائي في "الكبرى": ۸۳۹۱م، والطبراني في "الكبير": ۵۰۰۲ (انظر: ۱۹۲۸٤)

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى (وَفِيْ لَفْظٍ) أَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ، قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيْمَ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ وَقَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ ؓ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) وَقَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ ؓ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۹۴۹۹)

سے پہلے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی یا اسلام قبول کیا، وہ سیدنا علی ؓ ہیں، عمرو راوی کہتے ہیں: جب میں نے یہ بات ابراہیم راوی کو بتلائی تو انھوں نے اس بات کا انکار کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے مسلمان ہونے والے سیدنا ابو بکر ؓ ہیں۔

(۱۰۵۰۵)۔ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَيَاسِ بْنِ عَفِيْفِ الْكِنْدِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: كُنْتُ اِمْرَءًا تَاجِرًا فَقَدِمْتُ الْحَجَّ فَأَتَيْتُ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لِأَبْتَاعَ مِنْهُ بَعْضَ التِّجَارَةِ، وَكَانَ اِمْرَءًا تَاجِرًا، فَوَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَعِنْدَهُ بِمِنًى اِذْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ خِبَاءٍ قَرِيْبٍ مِنْهُ فَنَظَرَ اِلَى الشَّمْسِ فَلَمَّا رَآهَا مَالَتْ يَعْنِيْ قَامَ يُصَلِّيْ۔ قَالَ: ثُمَّ خَرَجَتِ امْرَأَةٌ مِنْ ذٰلِكَ الْخَبَاءِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَامَتْ خَلْفَهُ تُصَلِّيْ، ثُمَّ خَرَجَ غُلَامٌ حِيْنَ رَاهَقَ الْحُلُمَ مِنْ ذٰلِكَ الْخِبَاءِ فَقَامَ مَعَهُ يُصَلِّيْ، قَالَ: فَقُلْتُ لِلْعَبَّاسِ: مَنْ هٰذَا يَا عَبَّاسُ؟ قَالَ: هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ أَخِيْ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ: هٰذَا إِمْرَأَتُهُ

سیدنا عفیف کندی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں تاجر تھا، میں حج کے موقع پر آیا اور کچھ سامانِ تجارت خریدنے کے لیے سیدنا عباس بن عبد المطلب ؓ کو ملا، وہ بھی تاجر تھے، اللہ کی قسم ہے، میں اس کے پاس منٰی میں تھا کہ ایک آدمی قریبی خیمہ سے نکلا اور اس نے سورج کو دیکھا، جب اس نے خیال کیا کہ سورج ڈھل چکا ہے تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، پھر اسی خیمے سے ایک خاتون نکلی اور وہ اس مرد کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر اسی خیمہ سے قریب البلوغت ایک لڑکا نکلا اور نماز ادا کرنے کے لیے اس مرد کے ساتھ کھڑا ہو گیا، میں نے عباس سے کہا: اے عباس! یہ کون آدمی ہے؟ انھوں نے کہا: یہ محمد بن عبد اللہ (ﷺ) ہے، میں نے کہا: یہ خاتون کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے، میں نے کہا: یہ لڑکا کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کا چچا زاد علی بن ابی طالب ہے۔ میں نے کہا: یہ کر کیا رہا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ نماز پڑھ کر رہا ہے اور اس کا دعوی ہے کہ یہ نبی ہے،

(۱۰۵۰۵) تخریج: اسناده ضعيف جدا، يحيٰى بن الاشعث فى عداد المجهولين، واسماعيل بن اياس، قال البخاري: فى حديثه نظر، وابوه اياس بن عفيف، قال البخاري: فيه نظر، أخرجه الحاكم: ۳/ ۱۸۳، والطبراني: ۱۸/ ۱۸۱، والحاكم: ۳/ ۱۸۳ (انظر: ۱۷۸۷)

خَدِيْجَةُ ابْنَةُ خُوَيْلِدٍ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰذَا الْفَتٰى؟ قَالَ: هٰذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبِ بْنِ عَمِّهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: فَمَا هٰذَا الَّذِيْ يَصْنَعُ؟ قَالَ: يُصَلِّيْ وَهُوَ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَلَمْ يَتْبَعْهُ عَلٰى أَمْرِهِ إِلَّا امْرَأَتُهُ وَابْنُ عَمِّهِ هٰذَا الْفَتٰى، وَهُوَ يَزْعَمُ أَنَّهُ يُفْتَحُ عَلَيْهِ كُنُوْزُ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ، قَالَ: فَكَانَ عَفِيْفٌ (وَهُوَ ابْنُ عَمِّ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ) يَقُوْلُ: (وَأَسْلَمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ) لَوْ كَانَ اللّٰهُ رَزَقَنِي الْإِسْلَامَ يَوْمَئِذٍ فَأَكُوْنُ ثَالِثًا مَعَ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ۔ (مسند احمد: ۱۷۸۷)

لیکن ابھی تک اس معاملے میں اس کی پیروی کرنے والے اس کی بیوی اور اس کا یہ چچا زاد لڑکا ہے، اس کا خیال ہے کہ وہ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو فتح کرے گا۔ یہ عفیف، اشعث بن قیس کا چچا زاد تھا، بعد ازاں یہ مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے اسلام میں حسن پیدا ہو گیا تھا، بعد میں وہ کہا کرتے تھے: کاش اللہ تعالیٰ نے اس وقت مجھے اسلام عنایت کیا ہوتا اور میں ابن ابی طالب کے ساتھ تیسرا بندہ مسلمان ہوتا۔

(۱۰۵۰۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ خَدِيْجَةَ عَلِيٌّ، وَقَالَ مَرَّةً: أَسْلَمَ۔ (مسند احمد: ۳۵۴۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی یا اسلام قبول کیا۔

(۱۰۵۰۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَأُمُّهُ سُمَيَّةُ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ وَالْمِقْدَادُ، فَأَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِعَمِّهِ أَبِيْ طَالِبٍ وَأَمَّا أَبُوْبَكْرٍ فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْمِهِ، وَأَمَّا سَائِرُهُمْ فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَأَلْبَسُوْهُمْ أَدْرَاعَ الْحَدِيْدِ وَصَهَرُوْهُمْ فِي الشَّمْسِ فَمَا مِنْهُمْ إِنْسَانٌ إِلَّا وَقَدْ وَاتَاهُمْ عَلٰى مَا أَرَادُوْا إِلَّا بِلَالٌ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سب سے پہلے سات افراد نے اسلام کا اظہار کیا، رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر، سیدنا عمار بن یاسر، ان کی ماں سیدہ سمیہ، سیدنا صہیب، سیدنا بلال اور سیدنا مقداد رضی اللہ عنہم اجمعین، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے چچا ابو طالب کے ذریعے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم کے ذریعے تحفظ دیا، باقی سارے افراد کو مشرکوں نے پکڑ لیا اور ان کو آہنی لباس پہنا دیئے اور دھوپ میں کھڑا کر کے ان کو عذاب دیا، ہر آدمی ان کے ارادے کے مطابق ان کی موافقت کر جاتا، ما سوائے

---

(۱۰۵۰۷) تخریج: اسناده ضعیف، ابو بلج یقبل حدیثه فیما لا ینفرد به، أخرجه الطیالسی فی "مسنده": ۲۷۵۳ (انظر: ۳۵۴۲)

(۱۰۵۰۸) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۱۵۰ (انظر: ۳۸۳۲)

فَإِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللّٰهِ، وَهَانَ عَلٰى قَوْمِهِ فَأَعْطَوْهُ الْوِلْدَانَ، وَأَخَذُوْا يَطُوْفُوْنَ بِهٖ شِعَابَ مَكَّةَ وَهُوَ يَقُوْلُ: أَحَدٌ أَحَدٌ۔ (مسند احمد: ۳۸۳۲)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے نفس کو حقیر سمجھ لیا تھا، اُدھر ان کی قوم نے بھی ان کو کم اہمیت سمجھ کر بچوں کو پکڑا یا وہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو لے کر مکہ کی گھاٹیوں میں چکر لگاتے، لیکن سیدنا بلال یہ کہہ رہے ہوتے: اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے۔

(۱۰۵۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ؟ قَالَ: ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) وَمَعَهُ أَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((اِرْجِعْ إِلٰى قَوْمِكَ حَتّٰى يُمَكِّنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ۔)) قَالَ: وَكَانَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ يَقُوْلُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَرُبُعُ الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ۱۷۱۵۳)

سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس دین پر آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آزاد اور ایک غلام۔'' اس وقت سیدنا ابو بکر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ تھے، پھر آپ ﷺ نے عمرو بن عبسہ سے فرمایا: ''تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو قوی کر دے۔'' سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: میں نے اپنے آپ کو اسلام کا چوتھائی حصہ دیکھا تھا۔

(۱۰۵۱۰)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ وَهُوَ يُصَلِّيْ نَحْوَ الرُّكْنِ قَبْلَ أَنْ يَصْدَعَ بِمَا يُؤْمَرُ وَالْمُشْرِكُوْنَ يَسْتَمِعُوْنَ: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ (مسند احمد: ۲۷۴۹۵)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ﷺ تلاوت کر رہے ہوتے اور حجر اسود کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے، ابھی تک آپ ﷺ نے اس چیز کا اعلان نہیں کیا تھا، جس کا آپ کو حکم دیا جاتا تھا، اور مشرک یہ آیت سنتے تھے: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾۔

**فوائد:** ...... جب نبی کریم ﷺ نے دعوت و تبلیغ شروع کی تو کئی خوش قسمت لوگوں نے اسے لبیک کر قبول کیا اور آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ ان میں سب سے پہلا نام سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے، وہ آپ ﷺ کی بیوی ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے بلند اخلاق اور اعلی کردار کو سب سے اچھی طرح جانتی تھیں۔

اِدھر سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات اترتے ہی آپ ﷺ نے اپنے جگر دوست سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے

---

(۱۰۵۰۹) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۷۰۲۸)

(۱۰۵۱۰) تخریج: اسناده ضعیف، یحیی بن اسحاق وان کان من قدماء اصحاب ابن لھیعة، الا ابن لھیعة انفرد به، وھو ممن لا یحتمل تفرده، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۴/ ۲۳۱ (انظر: ۲۶۹۵۵)

اور انھیں اپنی نبوت و رسالت سے آگاہ کرتے ہوئے ایمان لانے کی دعوت دی، انھوں نے بے کھٹک ایمان قبول کیا اور فوراً تصدیق کرتے ہوئے حق کی شہادت دی۔ پہلے پہل ایمان لانے والوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، جو نبی کریم ﷺ کے زیر کفالت تھے، اسی طرح پہلے سعادت مندوں میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، جن کو آپ ﷺ نے متبنی بنا رکھا تھا۔

اس کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تبلیغ میں سرگرم ہو گئے اور حق رسالت ادا کرنے میں نبی کریم ﷺ کا دایاں بازو بن گئے اور ان کے ذریعے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جیسے لوگ مشرف باسلام ہونے لگے۔

## بَابُ فِي أَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ بِإِظْهَارِ الدَّعْوَةِ وَالصَّدْعِ بِهَا وَمَا لَاقَاهُ مِنْ إِيْذَاءِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ لَهُ وَتَعْذِيْبِهِمِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِمَّنْ أَسْلَمُوْا مَعَهُ

## اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کو دعوت کا اظہار و اعلان کرنے کا حکم دینا اور کفارِ قریش کا آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان ہونے والے کمزوروں کو ایذا دینا

(۱۰۵۱۱)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا فَعَمَّ وَخَصَّ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: جَعَلَ يَدْعُوْ بُطُوْنَ قُرَيْشٍ بَطْنًا بَطْنًا) فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا مَعْشَرَ بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا مَعْشَرَ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا مَعْشَرَ بَنِيْ هَاشِمٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ! أَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّيْ وَاللّٰهِ! مَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا۔)) (مسند احمد: ۸۷۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بلایا، عام آواز بھی دی اور خاص ندا بھی، ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے قریش کے ایک ایک خاندان کو خاص کر کے پکارا اور فرمایا: ''اے قریش کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو، اے بنو کعب بن لوی کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو، اے بنو عبد مناف کی جماعت! اپنے نفسوں کو آگ سے بچا لو، اے بنو ہاشم کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو، اے بنو عبد المطلب! اپنے نفسوں کو آگ سے بچا لو، اے فاطمہ بنت محمد! اپنے نفس کو آگ سے بچا لے، پس اللہ کی قسم! بیشک میں اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، ما سوائے اس کے کہ تمہاری قرابتداری ہے، اس کو میں تر رکھوں گا۔''

(۱۰۵۱۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۷۵۳، ۴۷۷۱، ومسلم: ۲۰۴، ۲۰۶ (انظر: ۸۷۲۶)

**فوائد:** ......آپ ﷺ کا اپنے قرابتداروں کو اسلام کی دعوت دینا، یہ معاملہ تو واضح ہے اور آپ ﷺ نے ایک ایک قبیلے کو متوجہ کر کے یہ دعوت پیش کی، لیکن اس نقطے پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جو رشتہ دار آپ ﷺ پر ایمان نہیں لا رہے تھے، آپ ﷺ نے صلہ رحمی کرتے ہوئے ان کی رشتہ داری کا حق ادا کیا، لیکن آج ہم سب مسلمان ہونے کے باوجود صلہ رحمی کے بجائے قطع رحمی میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۱۰۵۱۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّفَا، فَصَعِدَ عَلَيْهِ ثُمَّ نَادٰى يَا صَبَاحَاهْ! فَاجْتَمَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ بَيْنَ رَجُلٍ يَجِيْءُ وَبَيْنَ رَجُلٍ يَبْعَثُ رَسُوْلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَابَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! يَابَنِيْ فِهْرٍ!، يَابَنِيْ لُؤَيٍّ! أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِسَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ تُرِيْدُ أَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ صَدَّقْتُمُوْنِيْ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ، فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ! أَمَا دَعَوْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَتَبَّ﴾۔ (مسند احمد: ۲۸۰۱)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔'' تو نبی کریم ﷺ صفا پہاڑی پر تشریف لائے اور اس پر چڑھ کر یہ آواز دی: ''يَا صَبَاحَاهْ!'' پس لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے، کوئی خود آ گیا اور کسی نے اپنا قاصد بھیج دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنوعبدالمطلب! اے بنوفہر! اے بنولؤی! اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک لشکر ہے، وہ تم پر شبخون مارنا چاہتا ہے، تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر میں تم کو سخت عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔'' یہ سن کر ابولہب نے کہا: بقیہ دن تجھ پر ہلاکت پڑتی رہے، کیا تو نے ہمیں اس مقصد کے لیے بلایا تھا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''ابو لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا۔''

**فوائد:** ...... نبی کریم ﷺ کی سچائی مجرب تھی، لیکن جب آپ ﷺ نے ان بھلے کی بات کی تو ان کی ہٹ دھری ان پر غالب آ گئی۔

ابولہب اور اس کی بیوی، دونوں بدنصیب تھے، سورۂ لہب میں ان کی ہلاکت بیان کی گئی ہے۔

ابولہب، نبی کریم ﷺ کا بدترین دشمن تھا، ہر وقت ایذاء دہی تکلیف رسائی اور نقصان پہنچانے کے درپے رہا کرتا تھا، اگلا باب ملاحظہ فرمائیں۔

دنیا میں اس بد بخت کی ہلاکت یوں ہوئی کہ جنگ بدر کے چند روز بعد یہ عدسیہ بیماری میں مبتلا ہوا، جس میں طاعون کی طرح گلٹی سی نکلتی ہے، اسی میں اس کو موت واقع ہو گئی، تین دن تک اس کی لاش یوں ہی پڑی رہی، حتی کہ سخت

---

(۱۰۵۱۲) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٤٩٧١، ومسلم: ٢٠٨ (انظر: ٢٨٠١)

بدبودار ہوگئی، بالآخر اس کے لڑکوں نے بیماری کے پھیلنے اور عار کے خوف سے اس کے جسم پر دور سے ہی پتھر اور مٹی ڈال کر اسے دفنا دیا۔

(۱۰۵۱۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَابَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ، يَاصَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! وَ يَافَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰه! اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ، لَاأُغْنِيْ عَنْكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، سَلَانِيْ مِنْ مَالِيْ مَاشِئْتُمَا۔)) (مسند احمد: ۹۷۹۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو، اے صفیہ! اللہ کے رسول کی پھوپھی! اے فاطمہ بنت محمد! اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ سے آزاد کروا لو، میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تم سے کچھ بھی کفایت نہیں کر سکوں گا، البتہ میرے مال سے جو چاہو سوال کر سکتی ہو۔''

**فوائد:** ...... آپ ﷺ سیدہ صفیہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دنیوی ضروریات پوری کرنے کے لیے تیار ہیں، لیکن آخرت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

## أَبْوَابُ ذِكْرِ مَنْ تَوَلَّوْا اِيْذَائَهُ ﷺ بَعْدَ اِظْهَارِ الدَّعْوَةِ

## دعوت کے اظہار کے بعد نبی کریم ﷺ کی تکلیف کے درپے ہونے والوں کا ذکر

### بَابُ أَنَّ مَنْ تَوَلّٰى كِبْرَ اِيْذَائِهِ عَمُّهُ اَبُوْ لَهَبٍ

### اس چیز کا بیان کہ آپ ﷺ کو بڑی ایذا پہنچانے والا آپ ﷺ کا چچا ابولہب تھا

(۱۰۵۱٤)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبَّادٍ الدِّيْلِيِّ وَكَانَ جَاهِلِيًّا أَسْلَمَ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَصُرَ عَيْنِيْ بِسُوْقِ ذِي الْمَجَازِ يَقُوْلُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا۔)) وَيَدْخُلُ فِيْ فِجَاجِهَا وَالنَّاسُ مُتَقَصِّفُوْنَ عَلَيْهِ، فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَقُوْلُ شَيْئًا وَهُوَ لَا يَسْكُتُ، يَقُوْلُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا۔)) اِلَّا أَنَّ

سیدنا ربیعہ بن عباد دیلی رضی اللہ عنہ، ان کا تعلق دورِ جاہلیت سے تھا، پھر یہ مسلمان ہو گئے تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، میری آنکھ نے آپ ﷺ کو ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''اے لوگو! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔'' پھر آپ اس بازار کی گلیوں میں داخل ہو جاتے، جبکہ لوگوں نے آپ ﷺ پر ہجوم کیا ہوا تھا، میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ کچھ کہہ رہا ہو، لیکن آپ ﷺ خاموش نہیں ہو رہے تھے، آپ ﷺ کہتے جا رہے تھے: ''اے لوگو! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(۱۰۵۱۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۲۷، ومسلم: ۲۰٦ (انظر: ۹۷۹۳)
(۱۰۵۱٤) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۱٦۰۲۳)

وَرَائَــه رَجُلًا أَحْـوَلَ وَضِـيءَ الْـوَجْـهِ ذَا غَـدِيْـرَتَيْـنِ يَـقُـوْلُ: أَنَّـهُ صَابِيءٌ كَاذِبٌ، فَـقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُـوَ يَـذْكُـرُ الـنُّبُوَّةَ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا الَّذِيْ يُـكَـذِّبُهُ؟ قَالُوْا: عَمُّهُ أَبُوْ لَهَبٍ، قُلْتُ: اِنَّكَ كُـنْـتَ يَوْمَئِذٍ صَغِيْرًا؟ قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! اِنِّيْ يَوْمَئِذٍ لَأَعْقِلُ۔ (مسند احمد: ١٦١١٩)

کہہ دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔'' البتہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ایک آدمی تھا، وہ بھینگی آنکھ والا، خوبصورت چہرے والا اور دو چٹیوں والا تھا، وہ یہ کہہ رہا تھا: یہ بے دین اور جھوٹا شخص ہے، میں نے کہا: یہ آدمی کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ محمد بن عبد اللہ (ﷺ) ہیں اور یہ نبوت کا اعلان کر رہے ہیں، میں نے کہا: یہ ان کو جھٹلانے والا کون ہے؟ میں نے کہا: یہ ان کا چچا ابولہب ہے، مین نے کہا: تو ان دنوں کم سن تھا؟ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! بیشک میں اس دن عقل والا تھا۔

(١٠٥١٥)۔ (عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: اِنِّيْ لَـمَـعَ أَبِـيْ رَجُـلٌ شَـابٌّ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتْبَعُ الْقَبَائِلَ، وَوَرَائَهُ رَجُلٌ أَحْوَلُ وَضِيْـءٌ ذُوْجُـمَّةٍ، يَـقِفُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـلَـى الْـقَبِيْلَةِ وَيَقُوْلُ: ((يَا بَنِيْ فُلَانٍ! اِنِّيْ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ اِلَيْكُمْ آمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْـرِكُـوْا بِهٖ شَيْئًا وَأَنْ تُصَدِّقُوْنِيْ حَتّٰى أُنْـفِـذَ عَـنِ الـلّٰـهِ مَا بَعَثَنِيْ بِهٖ۔)) فَاِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِـنْ مَقَالَتِهٖ قَالَ الْآخَرُ مِنْ خَـلْـفِـهٖ: يَـا بَـنِيْ فُلَانٍ! اِنَّ هٰذَا يُرِيْدُكُمْ أَنْ تَسْـلُـخُوْا اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَحُلَفَاءَ كُمْ مِنَ الْـحَـيِّ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ أُقَيْشٍ اِلٰى مَا جَاءَ بِهٖ مِـنَ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالَةِ فَـلَا تَسْمَعُوْا لَهُ وَلَا تَتَّبِـعُـوْهُ، فَقُلْتُ لِأَبِيْ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: عَمُّهُ أَبُوْ لَهَبٍ۔ (مسند احمد: ١٦١٢١)

(دوسری سند) سیدنا ربیعہ بن عباد دیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نوجوان آدمی تھا اور اپنے باپ کے ساتھ چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا تھا، آپ ﷺ قبیلوں کے پاس جاتے، جبکہ آپ ﷺ کے پیچھے بھینگی آنکھ والا خوبصورت آدمی تھا، اس کی مونڈھوں تک لٹکی ہوئی زلفیں تھیں، اللہ کے رسول ہر قبیلہ کے پاس رک کر فرماتے: ''اے بنی فلاں! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میری تصدیق کرو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام پہنچا دوں، جس کے ساتھ اس نے مجھے مبعوث کیا ہے۔'' جب رسول اللہ ﷺ اپنی بات سے فارغ ہوتے تو آپ ﷺ کے پیچھے والا بندہ یہ کہنا شروع کر دیتا: اے بنو فلاں! اس شخص کا ارادہ یہ ہے کہ تم لات وعزی اور اپنے حلیفوں بنو مالک بن اُقیش کو چھوڑ کر اس بدعت وضلالت کو اپنا لو، جو یہ لے کر آیا ہے، لہٰذا نہ اس کی بات سنو اور نہ اس کی پیروی کرو، میں نے اپنے باپ سے کہا: یہ شخص کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب ہے۔

(١٠٥١٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٥١٦)۔ (عَنْهُ اَيْضًا مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ بِمِنًى فِيْ مَنَازِلِهِمْ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ۔ الخ الحديث، كَمَا تَقَدَّمَ۔ (مسند احمد: ١٦١٢٠)

(تیسری سند) سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے منٰی میں لوگوں کے پاس ان کی رہائش گاہوں میں جاتے اور کہتے: اے لوگو!............۔ پھر سابقہ روایت ذکر کی۔

(١٠٥١٧)۔ (عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ رَابِعٍ) أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا لَهَبٍ بِعُكَاظٍ وَهُوَ يَتْبَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ هٰذَا قَدْ غَوٰى، فَلَا يُغْوِيَنَّكُمْ عَنْ آلِهَةِ آبَائِكُمْ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفِرُّ مِنْهُ وَهُوَ عَلٰى أَثَرِهِ وَنَحْنُ نَتْبَعُهُ وَنَحْنُ غِلْمَانٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ اِلَيْهِ أَحْوَلَ ذَا غَدِيْرَتَيْنِ أَبْيَضَ النَّاسِ وَأَجْمَلَهُمْ۔ (مسند احمد: ١٦١١٦)

(چوتھی سند) سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ابولہب کو عکاظ میں دیکھا، جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا پیچھا کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے لوگو! یہ شخص خود بھی گمراہ ہو گیا ہے اور تم کو بھی اپنے آباء کے معبودوں سے گمراہ کرنا چاہتا ہے، رسول اللہ ﷺ اس سے آگے کو بھاگ جاتے، لیکن وہ آپ ﷺ کے پیچھے پہنچ جاتا، ہم لڑکے بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتے، گویا کہ میں اب بھی ابولہب کی طرف دیکھ رہا ہوں، وہ بھینگی آنکھ اور دو چٹیوں والا تھا اور لوگوں سے سب سے زیادہ سفید رنگ والا اور سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔

**فوائد:** ......ابولہب نبی کریم ﷺ کا چچا تھا، اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب اور کنیت ابوعتبہ تھی، اس کے چہرے کی خوبصورتی اور چمک دمک کی وجہ سے اسے ابولہب یعنی شعلے والا کہا جاتا تھا۔

## وَمِنْهُمْ اَبُوْ جَهْلٍ
## اور ان میں ایک ابوجہل تھا

(١٠٥١٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ: لَئِنْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَآتِيَنَّهُ حَتّٰى أَطَأَ عَلٰى عُنُقِهِ، قَالَ: فَقَالَ: ((لَوْ فَعَلَ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عِيَانًا، وَلَوْأَنَّ الْيَهُوْدَ تَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَمَاتُوْا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوجہل نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن کو روند دوں گا، آپ ﷺ نے اس کی اس بات پر فرمایا: ''اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اس کو لوگوں کے سامنے پکڑ لیتے، اگر یہودیوں نے موت کی تمنا کی ہوتی تو وہ

---

(١٠٥١٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٥١٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٥١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٩٥٨ (انظر: ٢٢٢٥)

وَرَأَوْا مَقَاعِدَهُمْ فِي النَّارِ وَلَوْ خَرَجَ الَّذِيْنَ يُبَاهِلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَرَجَعُوْا لَا يَجِدُوْنَ مَالًا وَلَا أَهْلًا۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۵)

واقعی مر جاتے اور جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتے اور اگر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مباہلہ کرنے والے نکلتے تو وہ اس حال میں لوٹتے کہ ان کا مال ہوتا اور نہ اہل وعیال۔''

**فوائد:** ......ابوجہل کا مزید ذکر اگلی حدیث میں ہے۔

یہودیوں کا موت کی تمنا کرنا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ۔﴾ ......''کہہ دے اگر آخرت کا گھر اللہ کے ہاں سب لوگوں کو چھوڑ کر خاص تمھارے ہی لیے ہے تو موت کی آرزو کرو، اگر تم سچے ہو۔ اور وہ ہرگز اس کی آرزو کبھی نہیں کریں گے، اس کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۹۴، ۹۵)

اور مباہلہ کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔﴾ ......''پھر جو شخص تجھ سے اس کے بارے میں جھگڑا کرے، اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آ چکا تو کہہ دے آؤ! ہم اپنے بیٹوں اور تمھارے بیٹوں کو بلا لیں اور اپنی عورتوں اور تمھاری عورتوں کو بھی اور اپنے آپ کو اور تمھیں بھی، پھر گڑ گڑا کر دعا کریں، پس جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔'' (سورۂ آل عمران: ۶۱)

یہ آیت مباہلہ کہلاتی ہے، مباہلہ کا معنی یہ ہے: دو فریق کا ایک دوسرے پر لعنت یعنی بددعا کرنا، مطلب یہ ہے کہ جب دو فریقوں میں سے کسی معاملے کے حق یا باطل ہونے میں اختلاف ونزاع ہو اور دلائل سے وہ ختم ہوتا نظر نہ آتا ہو تو دونوں بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا کریں کہ یا اللہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے، اس پر لعنت فرما۔

(۱۰۵۱۹)۔ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ: هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ قَالَ: فَقِيْلَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى يَمِيْنًا يَحْلِفُ بِهَا لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَأَطَأَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهِ أَوْ لَأُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ، قَالَ: فَأَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ زَعَمَ لِيَطَأَ عَلٰى رَقَبَتِهِ، قَالَ: فَمَا فَجَأَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوجہل نے کہا: کیا تمہارے مابین محمد (ﷺ) سجدہ کرتا ہے؟ کسی نے کہا: ہاں، اس نے کہا: لات اور عزی کی قسم! اب اگر میں نے اس کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن روند دوں گا یا اس کے چہرے کو مٹی میں لت پت کر دوں گا، پس اُدھر رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے آئے، اِدھر سے آپ ﷺ کی گردن کو روندنے کے لیے ابوجہل بھی چل پڑا، لیکن اچانک اس نے ایڑھیوں کے بل ہٹنا شروع کر دیا اور اپنے ہاتھوں کے

(۱۰۵۱۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۹۷ (انظر: ۸۸۳۱)

يَـنْـكُـصُ عَـلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِيْ بِيَدَيْهِ، قَالَ: فَالُوْا لَهُ: مَا لَكَ؟ قَالَ: إِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَأَجْنِحَةً، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَـوْ دَنَـا مِنِّيْ لَخَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُـضْـوًا عُضْوًا۔)) قَالَ فَأُنْزِلَ لَا أَدْرِي فِي حَـدِيـثِ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ أَوْ شَيْءٍ بَلَغَهُ ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى﴾ ﴿أَرَأَيْتَ الَّـذِي يَـنْهٰى عَبْدًا إِذَا صَلّٰى أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَـلَـى الْهُـدٰى أَوْ أَمَـرَ بِـالتَّقْوٰى أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى﴾ يَـعْنِي أَبَا جَهْلٍ ﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِـأَنَّ الـلّٰـهَ يَـرٰى كَلَّا لَـئِـنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِـالـنَّـاصِيَةِ نَـاصِيَةٍ كَـاذِبَةٍ خَـاطِـئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ﴾ قَـالَ يَدْعُو قَوْمَهُ ﴿سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ قَالَ يَعْنِي الْمَلَائِكَةَ ﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾(مسند احمد: ٨٨١٧)

ذریعے اپنا بچاؤ کر رہا تھا، لوگوں نے اس سے پوچھا: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میرے اور آپ (ﷺ) کے درمیان آگ کی ایک خندق اور ہولنا کی اور پَر تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ایک ایک عضو کو اچک لیتے۔'' پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ''سچ مچ انسان تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔'' ''بھلا تو نے اسے بھی دیکھا جو بندے کو روکتا ہے، جبکہ وہ نماز ادا کرتا ہے، بھلا بتلا تو سہی اگر وہ ہدایت پر ہو، یا پرہیز گاری کا حکم دیتا ہو، بھلا دیکھو اگر یہ جھٹلاتا ہو اور منہ پھیرتا ہو تو۔'' اس سے ابوجہل مراد ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''کیا اس نے نہیں جانا کہ اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھ رہا ہے، یقیناً اگر یہ باز نہ رہا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے، ایسی پیشانی جو جھوٹی خطا کار ہے، یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے۔'' یعنی وہ اپنی قوم کو بلائے، ''ہم بھی دوزخ کے پیادوں کو بلا لیں گے۔'' یعنی فرشتوں کو، ''خبردار! اس کا کہنا نہ مان اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۔'' راوی کہتا ہے: مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ ان آیات کا ذکر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تھا، یا کسی اور سند سے اس کا علم ہوا تھا۔

(١٠٥٢٠)۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ رضی اللہ عنہ عَـنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

**فوائد:** ......ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام تھا۔

## وَمِنْهُمْ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ

## اور ان میں ایک عقبہ بن ابی معیط تھا

(١٠٥٢١)۔ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ قَـالَ: بَيْنَمَا رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَـاجِـدٌ وَحَـوْلَهُ نَاسٌ مِنْ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدے کی حالت میں تھے، جبکہ آپ ﷺ کے اردگرد قریشی لوگ

(١٠٥٢٠) تخريج: انظر الحديث رقم: (١٠٥١٨)

(١٠٥٢١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٨٥٤، ومسلم: ١٧٩٤ (انظر: ٣٧٢٢)

قُرَيْشٍ إِذْ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُوْرٍ فَقَذَفَهُ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ، أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِيْ مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ (أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُّ) قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوْا فِيْ بِئْرٍ غَيْرَ أَنَّ أُمَيَّةَ (أَوْ أُبَيًّا) اِنْقَطَعَتْ أَوْصَالُهُ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ۔ (مسند احمد: ۳۷۲۲)

بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں عقبہ بن ابی معیط ذبح شدہ اونٹنی کی بچہ دانی لے کر آیا اور رسول اللہ ﷺ کی کمر پر پھینک دی، آپ ﷺ نے اپنا سر نہ اٹھایا، اتنے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور ان کو آپ ﷺ کی کمر سے ہٹایا اور یہ کام کرنے والوں کے لیے بد دعا کی، اُدھر آپ ﷺ نے ان الفاظ میں اِن پر دعا کی: ''اے اللہ! قریشیوں کے سرداروں ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابو معیط اور امیہ بن خلف (یا ابی بن خلف) کی گرفت فرما۔'' پس میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ بدر والے دن ان کو قتل کیا گیا اور پھر کنویں میں ڈال دیا گیا، ماسوائے امیہ یا ابی کے، اس کے جوڑ اکھڑ گئے تھے، اس لیے اس کو کنویں میں نہیں ڈالا گیا۔''

حدیث میں اس جگہ ''سَلَا جزور'' کے الفاظ ہیں ''نسلا'' کا معنی وہ جھلی (بچہ دانی) ہے جس کے اندر بچہ لیٹا ہوتا ہے اور مادہ کے رحم سے بچے کی ولادت کے بعد باہر آتی ہے۔ جزور: مادہ اور نر دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ بلکہ ہر ذبح کیے جانے والے جانور پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ بخاری کی ایک روایت (۵۲۰) میں یہ الفاظ ہیں یعمرانی مرثہا ودمہا وسلاہا یعنی اس کے گوبر، خون اور بچہ دانی کو لائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوجھڑی بھی ساتھ لا کر آپ پر پھینکی گئی۔ (عبداللہ رفیق)

**فوائد:** ...... صحیح بخاری کی بعض روایات (۵۲۰) میں ہے: جب انھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ یہ کاروائی کی تو وہ ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے، ...... جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس مواد کو آپ ﷺ سے ہٹایا تو وہ ان پر متوجہ ہوئیں اور ان کو برا بھلا کہا اور جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ان پر بد دعا کی، جب انھوں نے آپ ﷺ کی بد دعا سنی تو وہ خاموش ہو گئے اور وہ ڈر گئے۔

''امیہ بن خلف (یا ابی بن خلف)'' یہ امیہ بن خلف ہی تھا، جو غزوۂ بدر میں قتل ہوا، اس کا بھائی ابی بن خلف تو غزوۂ احد میں قتل ہوا تھا۔ آپ ﷺ کی بد دعا پوری ہوئی اور ان سب سرداروں کو غزوۂ بدر میں واصل جہنم ہونا پڑا۔

(۱۰۵۲۲)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: ثَنَا خَلَفٌ ثَنَا إِسْرَائِيْلُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: عَمْرَو بْنَ هِشَامٍ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَزَادَ: وَعُمَارَةَ بْنَ الْوَلِيْدِ۔ (مسند احمد: ۳۷۲۳)

(دوسری سند) اس طریق میں راوی نے کہا: عمرو بن ہشام اور امیہ بن خلف اور عمارہ بن ولید کا نام زائد ذکر کیا۔

---

(۱۰۵۲۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

**فوائد:** ......اس روایت کو اکثر پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ عقبہ بن ابی معیط کو قید کر کے عرق الظبیہ مقام پر قتل کیا گیا اور امیہ بن خلف کو کنویں میں نہیں پھینکا گیا، جیسا کہ پچھلی روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔

(۱۰۵۲۳)۔ عَنْهُ اَيْضًا قَالَ: اسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ فَدَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ سَبْعَةٍ فِيهِمْ أَبُوْجَهْلٍ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى عَلٰى بَدْرٍ وَقَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا۔ (مسند احمد: ۳۷۷۵)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قریش کے سات افراد پر بد دعا کی، ان میں ابو جہل، امیہ بن خلف، شیبہ بن ربیعہ اور عقبہ بن ابی معیط شامل تھے، پس تحقیق میں نے ان سب افراد کو دیکھا کہ ان کو بدر کے کنویں میں پچھاڑ دیا گیا، چونکہ وہ سخت گرمی والا دن تھا، اس لیے سورج کی وجہ سے بھی ان میں کچھ تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔

(۱۰۵۲٤)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَخْبِرْنِيْ بِاَشَدِّ شَيْئًا صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَوٰى ثَوْبَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيْدًا، فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ [غافر: ۲۸] (مسند احمد: ٦٩٠٨)

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا: تم مجھے یہ بتلاؤ کہ سب سے بڑی ایذا کون سی ہے، جو مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہنچائی؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کعبہ کے صحن میں نماز ادا کر رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط وہاں آیا، اس نے آپ ﷺ کے کندھے کو پکڑا اور آپ ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اس کو بل دیئے اور سختی سے آپ ﷺ کا گلا دبایا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے، انھوں نے اس بد بخت کا کندھا پکڑا اور اس کو رسول اللہ ﷺ سے ہٹایا اور کہا: ''کیا تم اس شخص کو قتل کرتے ہو، جو یہ کہتا ہے کہ اس کا ربّ اللہ ہے اور وہ تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے پاس واضح نشانیاں لایا ہے۔''

(۱۰۵۲۵)۔ عَنْ ((يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ کون سی سخت تکلیف

(۱۰۵۲۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹٦۰، ومسلم: ۱۷۹٤ (انظر: ۳۷۷۵)
(۱۰۵۲٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٨١٥ (انظر: ٦٩٠٨)
(۱۰۵۲۵) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار، واشار البخاري الى رواية ابن اسحاق هذه عقب الحديث ۳۸٥٦ (انظر: ۷۰۳٦)

بْـنِ الْعَاصِ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا اَكْثَرَ مَا رَأَيْتَ قُـرَيْشًا أَصَابَتْ مِنْ رَسُوْلِ ﷺ فِيْمَا كَانَتْ تُـظْهِـرُ مِـنْ عَـدَاوَتِـهِ؟ قَالَ حَضَرْتُهُمْ وَقَدِ اجْتَمَعَ أَشْرَافُهُمْ يَوْمًا فِي الْحِجْرِ، فَذَكَرُوْا رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـقَـالُـوْا: مَـارَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَبَـرْنَـا عَـلَيْـهِ مِـنْ هٰذَا الرَّجُلِ قَطُّ، سَفَّهَ أَحْلَامَـنَـا وَشَتَـمَ آبَائَنَا وَعَابَ دِيْنَنَا وَفَرَّقَ جَـمَـاعَـتَـنَـا وَسَبَّ آلِهَتَنَا، لَقَدْ صَبَرْنَا مِنْهُ عَـلَـى أَمْرٍ عَظِيْمٍ أَوْ كَمَا قَالُوْا، قَالَ: فَبَيْنَمَا هُـمْ كَـذٰلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ يَمْشِيْ حَتَّى اسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ مَرَّ بِهِمْ طَـائِـفًـا بِـالْبَيْتِ، فَلَمَّا أَنْ مَرَّ بِهِمْ غَمَزُوْهُ بِبَـعْـضِ مَـا يَقُوْلُ، قَالَ: فَعَرَفْتُ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ ثُمَّ مَضٰى فَلَمَّا مَرَّ بِهِمُ الثَّانِيَةَ غَمَزُوْهُ بِمِثْلِهَا فَعَرَفْتُ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ، ثُمَّ مَضٰى ثُـمَّ مَـرَّ بِهِمُ الثَّالِثَةَ فَغَمَزُوْهُ بِمِثْلِهَا، فَقَالَ: ((تَسْـمَـعُـوْنَ يَـا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَمَا وَالَّذِيْ نَـفْـسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ)) فَـاَخَـذَتِ الْقَوْمَ كَلِمَتُهُ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا كَـأَنَّمَا عَلٰى رَأْسِهِ طَائِرٌ وَاقِعٌ، حَتّٰى إِنَّ أَشَدَّهُمْ فِيْهِ وَصَاةً قَبْلَ ذٰلِكَ لَيَرْفَؤُهُ بِأَحْسَنِ مَـايَجِدُ مِنَ الْقَوْلِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَقُوْلُ: انْصَرِفْ يَـا أَبَـا الْقَاسِمِ! انْصَرِفْ رَاشِدًا، فَوَاللّٰهِ! مَا كُـنْـتَ جَهُـوْلًا، قَـالَ: فَـانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰـى إِذَا كَـانَ الْـغَدُ اجْتَمَعُوْا فِي الْـحِـجْـرِ وَأَنَا مَعَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ:

ہے، جو قریشیوں نے اپنی دشمنی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو پہنچائی ہو؟ انھوں نے کہا: میں خود ایک دفعہ موجود تھا، اشرافِ قریش حطیم میں جمع تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا اور کہا: ہم نے اس شخص (محمد ﷺ) پر جتنا صبر کر لیا ہے، اتنا صبر تو کبھی بھی نہیں کیا تھا، اس نے ہمارے عقلاء کو بیوقوف بنادیا ہے، ہمارے آباء کو گالیاں دی ہیں، ہمارے دین کو معیوب قرار دیا ہے، ہماری جماعت میں تفریق ڈال دی ہے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا ہے، بس ہم نے بہت بڑی چیز پر صبر کیا ہوا ہے، وہ یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے، آپ ﷺ چلتے ہوئے آگے بڑھے، حجرِ اسود کا استلام کیا اور پھر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے، جب آپ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو انھوں آپ ﷺ کی بعض باتوں کی وجہ سے (آپ ﷺ کا استہزاء کرتے ہوئے) آپس میں آنکھوں اور ابروؤں سے اشارے کیے، میں نے اس چیز کو آپ ﷺ کے چہرے میں محسوس کیا (یعنی آپ ﷺ ان کی ان باتوں کو بھانپ گئے اور آپ ﷺ کے چہرے پر غصے کے آثار نظر آنے لگے)، بہرحال آپ ﷺ آگے چلے گئے، جب دوسری بار گزرے تو پھر انھوں نے آنکھوں سے اشارے کیے، میں نے آپ ﷺ کے چہرے کو دیکھ کر اس چیز کو پہچان لیا، پھر جب آپ ﷺ تیسری دفعہ گزرے اور انھوں نے آنکھوں سے اشارے کیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریشیوں کی جماعت! سن لو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! میں ہلاکت کو لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔'' اس کلمے نے ان لوگوں پر اس قدر اثر کیا کہ ان میں سے ہر بندہ یوں خاموش ہو گیا، جیسے کے اس کے سر پر پرندہ بیٹھ گیا ہو،

ذَكَرْتُمْ مَا بَلَغَ مِنْكُمْ وَمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُ، حَتّٰى إِذَا بَادَءَكُمْ بِمَا تَكْرَهُوْنَ تَرَكْتُمُوْهُ فَبَيْنَمَا هُمْ فِيْ ذٰلِكَ إِذْ طَلَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَثَبُوْا إِلَيْهِ وَثْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَأَحَاطُوْا بِهِ يَقُوْلُوْنَ لَهُ: أَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا كَمَا كَانَ يَبْلُغُهُمْ عَنْهُ مِنْ عَيْبِ آلِهَتِهِمْ وَدِيْنِهِمْ، قَالَ: فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ أَنَا الَّذِيْ أَقُوْلُ ذٰلِكَ۔)) قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ أَخَذَ بِمَجْمَعِ رِدَائِهِ، قَالَ: وَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ دُوْنَهُ، يَقُوْلُ وَهُوَ يَبْكِيْ: ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ ثُمَّ انْصَرَفُوْا عَنْهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَأَشَدُّ مَا رَأَيْتُ قُرَيْشًا بَلَغَتْ مِنْهُ قَطُّ۔ (مسند احمد: ۷۰۳٦)

یہاں تک کہ ان میں جو آدمی اس سے پہلے وصیت کرنے میں سب سے سخت تھا، وہ بہترین الفاظ میں آپ ﷺ کی مدح کرنے لگا اور کہنے لگا: اے ابو القاسم! آپ آگے چلیں، آپ، آگے چلیں، اس حال میں کہ آپ ہدایت یافتہ ہیں، اللہ کی قسم! آپ جاہل نہیں ہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے آگے چل دیئے، جب اگلا دن آیا اور یہ لوگ حطیم میں جمع ہوئے، جبکہ میں بھی ان کے ساتھ تھا، تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: تم نے پہلے تو ان امور کا ذکر کیا جو تم کو اس (محمد ﷺ) سے اور اس کو تم سے پہنچے ہیں، پھر جب اس نے تمہارے سامنے آکر ان ہی چیزوں کا تذکرہ کیا، جن کو تم ناپسند کر رہے تھے تو تم نے اس کو چھوڑ دیا، پس وہ اسی قسم کی باتوں میں مگن تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہاں پہنچ گئے، اب کی بار تو وہ یک مشت ہو کر آپ ﷺ کی طرف کود پڑے اور آپ ﷺ کو گھیر لیا اور کہا: تو وہی ہے جو ہمارے معبودوں اور دین کے معیوب ہونے کی اس قسم کی باتیں کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، میں ہی ہوں ایسی باتیں کرنے والا۔'' پھر میں نے ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا، اس نے آپ ﷺ کی چادر کو پکڑا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور انھوں نے کہا: ''کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو، جو یہ کہتا ہے کہ اس کا ربّ اللہ ہے۔'' پھر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے، یہ سب سے سخت ایذا تھی، جو قریشیوں نے آپ ﷺ کو پہنچائی، میں نے اس قسم کی تکلیف کبھی نہیں دیکھی تھی۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَعْذِيْبِهِمِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَضَرْبِهِمْ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَسَبِّهِ
## مشرکوں کا کمزور مسلمانوں کو تکلیف دینا اور نبی کریم ﷺ کو مارنا اور برا بھلا کہنا

(۱۰۵۲٦)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ:

سالم بن ابی جعد سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

(۱۰۵۲٦) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، سلم بن ابی الجعد لم يدرك عثمان بن عفان، وفی الباب ما يشهد لقوله "اصبر اللهم اغفر لآل ياسر"، أخرجه ابن سعد: ۳/ ۲٤۸ (انظر: ٤۳۹)

دَعَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيهِمْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ) ثُمَّ قَالَ: فَقَالَ عُثْمَانُ: أَلَا أُحَدِّثُكُمَا عَنْهُ يَعْنِي عَمَّارًا، أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ آخِذًا بِيَدِيْ نَتَمَشّٰى فِي الْبَطْحَاءِ حَتّٰى أَتٰى عَلٰى أَبِيْهِ وَأُمِّهِ وَعَلَيْهِ يُعَذَّبُوْنَ، فَقَالَ أَبُوْ عَمَّارٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلدَّهْرُ هٰكَذَا؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اصْبِرْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اِغْفِرْ لِآلِ يَاسِرٍ وَقَدْ فَعَلْتُ۔)) (مسند احمد: ٤٣٩)

نے رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کو بلایا، ان میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے، ........، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تم کو عمار کے بارے میں بتلاؤں، میں آپ ﷺ کے ساتھ وادیٔ بطحاء میں چلتے ہوئے آ رہا تھا، جبکہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا جب آپ ﷺ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے باپ (سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ) اور ماں (سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا) کے پاس سے گزرے، جبکہ ان کو عذاب دیا جا رہا تھا، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے والد نے کہا: اے اللہ کے رسول! زمانہ اس طرح بھی ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''صبر کر۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! آلِ یاسر کو بخش دے اور تحقیق میں نے کر دیا ہے۔''

**فوائد:** ......آخری جملے ''اور تحقیق میں نے کر دیا ہے۔'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول کی اور ان کو بخش دیا۔

سیدنا عمار کے والد مکرم کا نام یاسر اور والدہ ماجدہ کا نام سمیہ بنت خیاط تھا، دنیا کی یہ اذیتیں جس قدر تکلیف دہ تھیں، اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے بہترین صلہ دیا اور چند دنوں کی آزمائشوں کے عوض ہمیشہ کی زندگی کو پرسکون بنا دیا۔

(١٠٥٢٧)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يُصْرَفُ عَنْهُ شَتْمُ قُرَيْشٍ، كَيْفَ يَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَشْتُمُوْنَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ۔)) (مسند احمد: ٧٣٢٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگوں کو تعجب نہیں ہوتا کہ قریش کے گالی گلوچ کو مجھ سے کیسے دفع کر دیا جاتا ہے، وہ مُذَمَّم پر لعنت کرتے ہیں، وہ تو مُذَمَّم کو برا بھلا کہتے ہیں، میں تو محمد ہوں۔''

**فوائد:** ......قریشی کفار چونکہ نبی کریم ﷺ کو سخت ناپسند کرتے تھے، اس لیے وہ لوگ آپ ﷺ کا وہ نام ہی ذکر نہیں کرتے تھے، جس سے آپ ﷺ کی مدح لازم آتی تھی، لیکن جب اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے دوسرا نام لیتے تھے، تو وہ سرے سے آپ کا نام ہی نہیں ہوتا تھا۔

(١٠٥٢٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام ایک

(١٠٥٢٧) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٥٣٣ (انظر: ٧٣٣١)

(١٠٥٢٨) تخریج: اسناده قوی علی شرط مسلم، أخرجه ابن ماجه: ٤٠٢٨ (انظر: ١٢١١٣)

جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنًا قَدْ خُضِبَ بِالدِّمَاءِ ضَرَبَهُ بَعْضُ أَهْلِ مَكَّةَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: مَا لَكَ؟ قَالَ: فَقَالَ لَهُ: ((فَعَلَ بِي هٰؤُلَاءِ وَفَعَلُوْا)) قَالَ: فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: أَتُحِبُّ أَنْ أُرِيَكَ آيَةً؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَنَظَرَ إِلَى شَجَرَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْوَادِيْ فَقَالَ: ادْعُ بِتِلْكَ الشَّجَرَةِ، فَدَعَاهَا فَجَاءَتْ تَمْشِيْ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ، فَأَمَرَهَا فَرَجَعَتْ إِلٰى مَكَانِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَسْبِيْ.)) (مسند احمد: ١٢١٣٦)

دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، جبکہ آپ ﷺ غمزدہ ہو کر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ پر خون لگا ہوا تھا، کیونکہ بعض اہل مکہ نے آپ ﷺ کو مارا تھا، جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں نے میرے ساتھ یہ کاراوئی کی ہے۔'' جبریل علیہ السلام نے کہا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نشانی دکھاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انھوں نے وادی سے پرے ایک درخت کو دیکھا اور آپ ﷺ سے کہا: اس درخت کو بلاؤ، پس آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور وہ چلتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: اب اس کو حکم دیں کہ یہ لوٹ جائے، پس آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا اور وہ اپنی جگہ لوٹ گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کافی ہے۔''

**فوائد:** ......سیدنا جبریل علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ اس معجزہ کے ذریعے آپ ﷺ کو حوصلہ ہو جائے گا اور آپ ﷺ کا غم کم ہو جائے گا، اسی لیے آپ ﷺ نے یہ معجزہ دیکھنے کے بعد فرمایا: ''مجھے کافی ہے۔''

(١٠٥٢٩)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ زِيَادٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحٰرِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ مَرَّ وَصَاحِبٌ لَهُ بِأَيْمَنَ وَفِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ حَلُّوْا أُزُرَهُمْ فَجَعَلُوْهَا مَخَارِيْقَ يَجْتَلِدُوْنَ بِهَا وَهُمْ عُرَاةٌ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَلَمَّا مَرَرْنَا بِهِمْ قَالُوْا إِنَّ هٰؤُلَاءِ قِسِّيْسُوْنَ فَدَعُوْهُمْ، ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَبْصَرُوْهُ تَبَدَّدُوْا فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَبًا حَتّٰى دَخَلَ، وَكُنْتُ أَنَا

سیدنا عبداللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اور اس کا ایک دوست سیدنا ایمن رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہاں قریشیوں کے چند لوگوں نے اپنے ازار اتارے ہوئے تھے اور ان کو بٹ کر وہ ایک دوسرے کو مار رہے تھے، جبکہ وہ ننگے تھے، جب ہم لوگ اُن کے پاس سے گزرے تو انھوں نے ہمارے بارے میں کہا: یہ پادری لوگ ہیں، چھوڑو ان کو، پھر اچانک رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے آئے، جب انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ تتر بتر ہو گئے، آپ ﷺ غصے کی حالت میں واپس آ گئے اور گھر میں داخل ہو کر فرمایا، جبکہ میں

(١٠٥٢٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابويعلى: ١٥٤٠، والبيهقى فى "شعب الايمان": ٧٧٦٣ (انظر: ١٧٧١١)

وَرَاءَ الْحُجْرَةِ، فَسَمِعْتُهُ فَيَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، لَا مِنَ اللّٰهِ اسْتَحْيَوْا وَلَا مِنْ رَسُوْلِهِ اسْتَتَرُوْا۔)) وَأُمُّ أَيْمَنَ عِنْدَهُ تَقُوْلُ: اسْتَغْفِرْ لَهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَبِلَأْيٍ مَا اسْتَغْفَرَ لَهُمْ۔ (مسند احمد: ١٧٨٦٣)

حجرے کے پیچھے سے سن رہا تھا: ''سبحان اللہ! نہ ان لوگوں کو اللہ سے شرم آئی اور نہ ان لوگوں نے اس کے رسول سے پردہ کیا۔'' سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس تھیں، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کے لیے بخشش طلب کرو، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پس آپ ﷺ نے مشقت اور تاخیر کے بعد ان کے لیے مغفرت طلب کی۔

**فوائد:** ......سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکت تھا، یہ حبشن تھیں اور آپ ﷺ کے والد کی لونڈی تھیں، یہ آپ ﷺ کو گود کھلایا کرتی تھیں، انھوں نے آپ ﷺ کا دورِ نبوت پایا، آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لائیں، سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے شادی کی تھی، ان ہی سے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے، سیدہ ام ایمن آپ ﷺ کی وفات کے پانچ چھ ماہ بعد فوت ہوگئیں، روایت میں مذکور صحابی سیدنا ایمن رضی اللہ عنہ ان ہی کا بیٹا تھا، یہ غزوۂ حنین میں شہید ہو گئے تھے۔

(١٠٥٣٠)۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: قَالَ خَبَّابُ بْنُ الْأَرَتِّ: كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ أَعْمَلُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ، فَاجْتَمَعَتْ لِيْ عَلَيْهِ دَرَاهِمُ، فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: لَا أَقْضِيَنَّكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ ﷺ حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ، قَالَ: فَإِذَا بُعِثْتُ كَانَ لِيْ مَالٌ وَوَلَدٌ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنِّيْ إِذَا مِتُّ ثُمَّ بُعِثْتُ وَلِيَ ثَمَّ مَالٌ وَ وَلَدٌ فَأُعْطِيْكَ) قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَ وَلَدًا﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿فَرْدًا﴾ [مريم: ٧٧۔ ٨٠] (مسند احمد: ٢١٣٨٢)

مسروق سے مروی ہے کہ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مکہ میں لوہار تھا، میں نے عاص بن وائل کا کام کیا اور میرے کچھ درہم اس پر جمع ہوگئے، ایک دن میں ان کا تقاضا کرنے کے لیے اس کے پاس آیا، لیکن اس نے کہا: میں تجھے اس وقت تک یہ درہم نہیں دوں گا، جب تک تو محمد (ﷺ) کے ساتھ کفر نہیں کرے گا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہیں کروں گا، یہاں تک کہ ایسا نہیں ہو جاتا کہ تو مر جائے اور پھر تجھے اٹھا دیا جائے، اس نے آگے سے کہا: جب مجھے دوبارہ اٹھایا جائے گا تو میرے لیے مال اور اولاد ہوگی، ایک روایت میں ہے: اس نے کہا: پس بیشک جب میں مر جاؤں گا اور پھر مجھے اٹھایا جائے گا تو وہاں میرا مال ہوگا اور میری اولاد ہوگی، اُس وقت میں تجھے یہ قرض چکا دوں گا، سیدنا خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے اس کی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''کیا تو نے اسے بھی دیکھا جس نے ہماری

(١٠٥٣٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٩١، ٢٢٧٥، ٤٧٣٣، ومسلم: ٢٧٩٥ (انظر: ٢١٠٦٨)

آیتوں کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے تو مال و اولاد ضرور ہی دی جائے گی، کیا وہ غیب پر مطلع ہے یا اللہ کا کوئی وعدہ لے چکا ہے؟ ہرگز نہیں، یہ جو بھی کہہ رہا ہے ہم اسے ضرور لکھ لیں گے اور اس کے لیے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے، یہ جن چیزوں کو کہہ رہا ہے، اسے ہم اس کے بعد لے لیں گے اور یہ تو بالکل اکیلا ہی ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔'' (سورۂ مریم: ۷۷تا۸۰)

**فوائد:**...... عمرو بن عاص کا یہ جواب طنز اور استہزاء پر مشتمل تھا۔

ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ عمرو بن عاص یہ جو دعوی کر رہا ہے، کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہاں بھی اس کے پاس مال اور اولاد ہوگی؟ یا اللہ سے اس کا کوئی عہد ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے، یہ صرف آیاتِ الٰہی کا استہزاء و تمسخر ہے، یہ جس مال و اولاد کی بات کر رہا ہے، اس کے وارث تو ہم ہیں، یعنی مرنے کے ساتھ ان سے اس کا تعلق ختم ہو جائے گا اور ہماری بارگاہ میں یہ اکیلا آئے گا، نہ مال ساتھ ہوگا نہ اولاد اور نہ کوئی جتھہ، البتہ عذاب ہوگا، جو اس کے لیے اور ان جیسے لوگوں کے لیے ہم بڑھاتے رہیں گے۔

(۱۰۵۳۱)۔ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ مُتَوَسِّدًا بُرْدَةً لَهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَنَا وَاسْتَنْصِرْهُ، قَالَ: فَاحْمَرَّ لَوْنُهُ أَوْتَغَيَّرَ، فَقَالَ: ((لَقَدْ كَانَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ حُفْرَةٌ وَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ مَا يَصْرِفُهُ عَنْ دِيْنِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَادُوْنَ عَظْمٍ مِنْ لَحْمٍ أَوْعَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ عَنْ دِيْنِهِ، وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مَا بَيْنَ صُنْعَاءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَايَخْشٰى إِلَّا اللّٰهَ تَعَالٰى وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَعْجَلُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۳۷۱)

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، جبکہ آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کو تکیہ بنا کر تشریف فرما تھے اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور اس سے مدد طلب کریں، یہ بات سن کر آپ ﷺ کا رنگ سرخ ہوگیا یا بدل گیا (راوی کو الفاظ کے متعلق شک ہے) اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ تم سے پہلے تھے، ان کو گڑھے میں دبایا جاتا، پھر آری لا کر ان کے سر کو چیر دیا جاتا تھا، لیکن یہ تکلیف بھی ان کو اللہ تعالیٰ کے دین سے دور نہ کر سکی اور اسی طرح لوہے کی کنگھیوں سے لوگوں کی ہڈیوں سے گوشت اور پٹھوں کو نوچ لیا جاتا تھا، لیکن یہ آزمائش بھی ان کو دین سے نہ پھیر سکی، سنو، اللہ تعالیٰ ضرور ضرور اس دین کو اس طرح مکمل کرے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک چلے گا اور وہ

(۱۰۵۳۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۸۵۲ (انظر: ۲۱۰۵۷)

صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اور اپنی بکریوں کے بارے میں بھیڑیے سے ڈرے گا، لیکن تم جلدی کرتے ہو۔''

**فوائد:** ......اللہ اکبر! کتنی قابل غور بات ہے کہ اتنی تکالیف اور آزمائشوں کے باوجود آپ ﷺ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ رہے ہیں کہ تم لوگ جلد بازی سے کام لے رہے ہو، تمہیں چاہیے کہ تم صبر کرو۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَعَنُّتِ قُرَيْشٍ فِيْ طَلَبِ الْآيَاتِ وَاِصْرَارِهِمْ عَلَى الْعِنَادِ وَتَأَمُّرِهِمْ عَلٰى قَتْلِ سَيِّدِ الْعِبَادِ ﷺ

## نشانیاں طلب کرنے پر قریشیوں کا حد سے زیادہ مطالبہ کرنا، ہٹ دھرمی پر اصرار کرنا اور لوگوں کے سردار کو قتل کرنے کے لیے ان کا مشورہ کرنا

(۱۰۵۳۲)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ النَّبِيَّ ﷺ آيَةً فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ﴾ (مسند احمد:۱۲۷۱۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک نشانی کا سوال کیا، جواباً چاند پھٹ گیا، یہ واقعہ مکہ میں دو بار پیش آیا، پس اللہ تعالیٰ نے کہا: ''قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا، یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آ رہا جادو ہے۔'' (سورۂ قمر:۱،۲)

**فوائد:** ......کئی آیات میں یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ قیامت قریب ہے اور دنیا ختم ہونے والی ہے، جیسے سورۂ قمر کی پہلی آیت میں کہا جا رہا ہے۔

اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے معجزہ طلب کیا جس پر دو مرتبہ چاند شق ہو گیا جس کا ذکر ان دونوں آیتوں میں ہے، لیکن ایمان لانے کے بجائے ان کا جواب یہ تھا کہ ان آنکھوں پر جادو ہو گیا ہے، یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے اور کافی احادیث میں اس واقعہ کا ذکر اور تفصیل موجود ہے۔

(۱۰۵۳۳)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً عَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ وَفِرْقَةً عَلٰى هٰذَا الْجَبَلِ، فَقَالُوْا: سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ،

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد نبوی میں چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا، ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر نظر آ رہا تھا، کافروں نے کہا: محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا، لیکن بعض لوگوں نے کہا: اگر ہم پر جادو کر دیا ہے تو

(۱۰۵۳۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۶۳۷، ۴۸۶۷، ومسلم: ۲۸۰۲ (انظر: ۱۲۶۸۸)

(۱۰۵۳۳) تخريج: اسناده ضعيف، حصين بن عبد الرحمن لم يسمع هذا الحديث من محمد بن جبير بن مطعم، بينهما جبير بن محمد بن جبير وهو مجهول، أخرجه الترمذي: ۳۲۸۹ (انظر: ۱۶۷۵۰)

فَقَالُوْا: اِنْ كَانَ سَحَرَنَا فَإِنَّهُ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ۔ (مسند احمد: ١٦٨٧١)

اس کو اتنی طاقت تو نہیں ہے کہ سب لوگوں پر جادو کر دے۔

(١٠٥٣٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ قُرَيْشٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أدْعُ لَنَا رَبَّكَ أَنْ يَجْعَلَ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا وَنُؤْمِنُ بِكَ، قَالَ: ((وَتَفْعَلُوْنَ)) قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ: فَدَعَا فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: اِنَّ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: اِنْ شِئْتَ أَصْبَحَ لَهُمُ الصَّفَا ذَهَبًا فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ عَذَّبْتُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ، وَاِنْ شِئْتَ فَتَحْتُ لَهُمْ أَبْوَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ، قَالَ: ((بَلِ التَّوْبَةُ وَالرَّحْمَةُ۔)) (مسند احمد: ٢١٦٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریشیوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ اپنے ربّ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے صفا پہاڑی کو سونا بنا دے، ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم واقعی ایسے کرو گے؟“ انھوں نے کہا: ہاں، پس جب آپ ﷺ نے دعا کی تو جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: بیشک آپ کے ربّ نے آپ کو سلام کہا اور فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو صفا پہاڑی ان کے لیے سونا بن جائے گی، لیکن جس نے اس علامت کے بعد کفر کیا، اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ ویسا عذاب جہانوں میں کسی کو نہیں دیا اور اگر تم چاہتے ہو تو ان کے لیے توبہ اور رحمت کے دروازے کھلے رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”توبہ اور رحمت کا دروازہ ٹھیک ہے۔“

**فوائد:** ......توبہ اور رحمت میں زیادہ وسعت اور گنجائش ہے۔

(١٠٥٣٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اجْتَمَعُوْا فِي الْحِجْرِ فَتَعَاقَدُوْا بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةِ الْأُخْرٰى وَنَائِلَةَ وَإِسَافٍ، لَوْ قَدْ رَأَيْنَا مُحَمَّدًا لَقَدْ قُمْنَا اِلَيْهِ قِيَامَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَلَمْ نُفَارِقْهُ حَتّٰى نَقْتُلَهُ، فَاَقْبَلَتِ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ تَبْكِيْ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: هٰؤُلَاءِ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ تَعَاقَدُوْا عَلَيْكَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریشی سردار حطیم میں جمع ہوئے اور اپنے بتوں لات، عزی، مناۃ، نائلہ اور اساف کی قسمیں اٹھا کر آپس میں معاہدہ کیا کہ اگر انھوں نے محمد (ﷺ) کو دیکھا تو وہ آپ پر یکبارگی حملہ کر دیں گے اور آپ کو قتل کیے بغیر آپ سے جدا نہیں ہوں گے، جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس چیز کا علم ہوا تو وہ روتی ہوئی آئیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر کہا: یہ سردارانِ قریش یہ معاہدہ کر چکے ہیں کہ اگر انھوں نے آپ کو دیکھا تو آپ پر حملہ کر دیں

(١٠٥٣٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه الطبراني: ١٢٧٣٦، والبيهقي: ٢/ ٢٧٢ (انظر: ٢١٦٦)

(١٠٥٣٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ١/ ١٦٣، وابن حبان: ٦٥٠٢ (انظر: ٢٧٦٢)

لَوْ قَدْ رَأَوْكَ لَقَدْ قَامُوْا اِلَيْكَ فَقَتَلُوْكَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا قَدْ عَرَفَ نَصِيْبَهُ مِنْ دَمِكَ، فَقَالَ: ((يَا بُنَيَّةُ! أَرِيْنِيْ وَضُوْءً)) فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا: هَا هُوَ ذَا، وَخَفَضُوْا أَبْصَارَهُمْ وَسَقَطَتْ أَذْقَانُهُمْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ، وَعَقَرُوْا فِيْ مَجَالِسِهِمْ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اِلَيْهِ بَصَرًا، وَلَمْ يَقُمْ اِلَيْهِ رَجُلٌ، فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى قَامَ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ فَأَخَذَ قَبْضَةً مِنَ التُّرَابِ، فَقَالَ: ((شَاهَتِ الْوُجُوْهُ۔)) ثُمَّ حَصَبَهُمْ بِهَا فَمَا أَصَابَ رَجُلًا مِنْهُمْ مِنْ ذٰلِكَ الْحَصٰى حَصَاةٌ اِلَّا قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ كَافِرًا۔ (مسند احمد: ۲۷٦۲)

گے اور آپ کو قتل کر دیں گے، ان میں سے ہر آدمی آپ کے خون میں سے اپنے حصے کو پہچان چکا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری پیاری بیٹی! وضو کا پانی لاؤ۔'' پس آپ ﷺ نے وضو کیا، پھر مسجد حرام میں ان کے پاس گئے، جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہا: اوہ، یہ وہ آ گیا ہے، پھر انھوں نے اپنی نگاہیں پست کر لیں، ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں سے جا لگیں اور وہ دہشت زدہ ہوکر بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے، نہ ان کو آپ ﷺ کی طرف دیکھنے کی جرأت ہوئی اور نہ کوئی آپ ﷺ کی طرف اٹھ سکا، پس رسول اللہ ﷺ ان کی طرف آئے، یہاں تک کہ ان کے سروں پر کھڑے ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے مٹی کی مٹھی بھری اور فرمایا: ''چہرے قبیح ہو گئے۔'' پھر آپ ﷺ نے وہ مٹھی ان کی طرف پھینک دی، پس جس آدمی کو ان کنکریوں میں سے کوئی کنکری لگی، وہ بدر کے دن کفر کی حالت میں قتل ہو گیا۔

## بَابٌ فِيْ تَخْصِيْصِهِ ﷺ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِدَعْوَةٍ لِيُرِيَهُمْ بَعْضَ الْآيَاتِ الدَّالَّةِ عَلٰى نُبُوَّتِهِ رَحْمَةً بِهِمْ لِأَنَّهُمْ أَقْرَبُ النَّاسِ اِلَيْهِ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُ

نبی کریم ﷺ کا بنو عبد المطلب کو خاص طور پر دعوت دینا، تا کہ آپ ﷺ ان کو اپنی نبوت پر دلالت کرنے والی کوئی نشانی دکھا سکیں، یہ دراصل آپ ﷺ کی ان کے ساتھ رحمت تھی، کیونکہ وہ آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار تھے، لیکن انھوں نے آپ ﷺ کی بات قبول نہیں کی

(۱۰۵۳٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فِيْهِمْ رَهْطٌ كُلُّهُمْ يَأْكُلُ الْجَذْعَةَ وَيَشْرَبُ الْفَرَقَ، قَالَ: فَصَنَعَ لَهُمْ مُدًّا مِنْ طَعَامٍ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، قَالَ: وَبَقِيَ الطَّعَامُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ، ثُمَّ دَعَا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد المطلب کو جمع کیا یا ان کو دعوت دی، ان میں ایسے افراد بھی تھے کہ وہ (بسیار خوری کی وجہ سے) اچھا خاصہ جانور کھا جاتے تھے اور ایک فَرَق پانی پی جاتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے ان کے لیے صرف ایک مُد کا کھانا تیار کیا، پس انھوں نے کھایا، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے، لیکن کھانا اُسی طرح باقی بچا پڑا تھا، یوں

(۱۰۵۳٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ربيعة بن ناجذ (انظر: ۱۳۷۱)

بِغُمَرٍ فَشَرِبُوْا حَتّٰی رَوُوْا وَبَقِيَ الشَّرَابُ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ أَوْ لَمْ يُشْرَبْ، فَقَالَ: ((يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! إِنِّيْ بُعِثْتُ لَكُمْ خَاصَّةً، وَإِلَى النَّاسِ بِعَامَّةٍ، وَقَدْ رَأَيْتُمْ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ مَا رَأَيْتُمْ فَأَيُّكُمْ يُبَايِعُنِيْ عَلٰى أَنْ يَكُوْنَ أَخِيْ وَصَاحِبِيْ؟)) قَالَ: فَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ أَحَدٌ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، قَالَ: فَقَالَ: ((اجْلِسْ)) قَالَ: ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ أَقُوْمُ إِلَيْهِ، فَيَقُوْلُ لِيْ: ((اجْلِسْ)) حَتّٰى كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلٰى يَدِيْ۔ (مسند احمد: ۱۳۷۱)

لگتا تھا کہ کسی نے اس کو چھوا تک نہیں ہے، پھر آپ ﷺ نے ایک چھوٹا پیالہ منگوایا اور سب نے اتنا مشروب پیا کہ وہ سیراب ہو گئے، لیکن وہ مشروب اس طرح باقی بچا پڑا تھا کہ گویا کہ اس کو چھوا ہی نہیں گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنو عبد المطلب! مجھے تمہاری طرف خاص طور پر اور لوگوں کی طرف عام طور پر مبعوث کیا گیا ہے اور تم نے یہ نشانی بھی دیکھ لی ہے، اب تم میں سے کون ہے جو میرا بھائی اور ساتھی بننے کے لیے میری بیعت کرے؟'' جواباً کوئی بھی کھڑا نہ ہوا، صرف میں (علی) کھڑا ہوا، جبکہ میں لوگوں سے سب سے کم سن تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جا۔'' آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ دعوت پیش کی، لیکن صرف میں ہی کھڑا ہوتا اور آپ ﷺ فرما دیتے کہ ''تو بیٹھ جا۔'' تیسری بار آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مار کر مجھ سے بیعت لی۔

**فوائد**: ..... ''فَرَق'' ایک پیمانہ ہے، جس میں سولہ رطل چیز آ جاتی ہے، یعنی یہ تین حجازی صاع کے برابر ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے قرابتداروں کو تبلیغ کرنے کا مخصوص اہتمام کیا تھا، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۱۰۵۱۱) والا باب۔
موجودہ وزن کے حساب سے تقریباً سوا چھ کلو۔

## بَابُ فِيْ تَكْسِيْرِهِ ﷺ الْأَصْنَامَ الَّتِيْ كَانَتْ لِقُرَيْشٍ عَلَى الْكَعْبَةِ مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اِنْتِصَارًا لِلْحَقِّ وَإِزْهَاقًا لِلْبَاطِلِ

## نبی کریم ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو لے کر کعبہ کے اوپر موجود قریشیوں کے بت توڑنا تاکہ حق کی تائید و نصرف ہو جائے اور باطل نیست و نابود ہو جائے

(۱۰۵۳۷)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى أَتَيْنَا الْكَعْبَةَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اجْلِسْ)) وَصَعِدَ عَلٰى

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور نبی کریم ﷺ چلے، یہاں تک کہ ہم کعبہ کے پاس پہنچے، پس آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''بیٹھ جا۔'' آپ ﷺ میرے کندھے پر

(۱۰۵۳۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، نعیم بن حکیم وثقہ العجلی وابن حبان، وقال النسائی: لیس بالقوی، وقال ابن سعد: لم یکن بذاك، واختلف قول ابن معین فیہ، وابو مریم الثقفی مجھول، أخرجہ ابن ابی شیبۃ: ۱۴/ ۴۸۸، والبزار: ۷۶۹، وابویعلی: ۲۹۲، والحاکم: ۲/ ۳۶۶ (انظر: ۶۴۴)

مَنْكِبَيَّ فَذَهَبْتُ لِأَنْهَضَ بِهِ فَرَأَى مِنِّي ضَعْفًا فَنَزَلَ وَجَلَسَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((اِصْعَدْ عَلٰى مَنْكِبَيَّ)) قَالَ: فَصَعِدْتُ عَلٰى مَنْكِبِهِ، قَالَ: فَنَهَضَ بِيْ، قَالَ: فَإِنَّهُ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنِّي لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ أُفُقَ السَّمَاءِ حَتّٰى صَعِدْتُ عَلَى الْبَيْتِ وَعَلَيْهِ تِمْثَالُ صُفْرٍ أَوْنُحَاسٍ، فَجَعَلْتُ أُزَاوِلُهُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ حَتّٰى إِذَا اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْذِفْ بِهِ.)) فَقَذَفْتُ بِهِ، فَتَكَسَّرَ كَمَا تَتَكَسَّرُ الْقَوَارِيْرُ، ثُمَّ نَزَلْتُ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَبِقُ حَتّٰى تَوَارَيْنَا بِالْبُيُوْتِ خَشْيَةَ أَنْ يَلْقَانَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ. (مسند احمد: ٦٤٤)

چڑھے، پھر میں نے اٹھنا چاہا، لیکن جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ میں کمزور ہوں تو آپ ﷺ میرے کندھے سے نیچے اتر گئے اور خود بیٹھ کر فرمانے لگے: ''علی! میرے کندھے پر چڑھ جا۔'' پس میں آپ ﷺ کے کندھے پر چڑھا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے، مجھے یوں لگا کہ اگر میں چاہتا تو آسمان کے افق کو چھو لیتا، پس میں بیت اللہ کی عمارت پر چڑھ گیا، اس پر پیتل یا تانبے کا بنا ہوا مجسمہ تھا، میں نے اس کے دائیں، بائیں، سامنے اور پیچھے سے کوشش کی، یہاں تک کہ میں نے اس کو گرانے کی قدرت پا لی، اُدھر سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھینک دے اس کو۔'' پس میں نے اس کو پھینکا اور وہ اس طرح ٹوٹا جیسے شیشے ٹوٹتے ہیں، پھر میں وہاں سے اترا اور میں اور رسول اللہ ﷺ تیز تیز چلنے لگے، یہاں تک کہ ہم گھروں کے ساتھ چھپ گئے، ہمیں یہ ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی بندے سے ملاقات ہو جائے (اور ہمارا یہ راز فاش ہو جائے)۔

(١٠٥٣٨)۔ عَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ عَلَى الْكَعْبَةِ أَصْنَامٌ فَذَهَبْتُ لِأَحْمِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ أَسْتَطِعْ، فَحَمَلَنِيْ فَجَعَلْتُ أَقْطَعُهَا وَلَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ السَّمَاءَ. (مسند احمد: ١٣٠٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کعبہ پر بت تھے، پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اٹھانا چاہا تو مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی، پھر آپ ﷺ نے مجھے اٹھایا اور میں نے ان کو توڑ دیا، اگر میں چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا۔

**فوائد:** ...... بتوں کو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر گرایا تھا، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّوْنَ نُصُبًا فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِي يَدِهِ وَجَعَلَ يَقُوْلُ: ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾...... رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، جبکہ بیت اللہ کے آس پاس تین سو ساٹھ بت تھے، آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکڑی سے انھیں کچوکے دے رہے تھے اور یہی آیت پڑھتے تھے: ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾..... اور کہہ دے حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے والا تھا۔'' [سورۂ اسراء: ٨١] (صحیح بخاری: ٢٢٩٨)

---

(١٠٥٣٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابى مريم الثقفى، وضعف نعيم بن حكيم، وانظر الحديث السابق (انظر: ١٣٠٢)

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ هِجْرَةِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى الْحَبْشَةِ فِرَارًا بِدِيْنِهِمْ مِنَ الْفِتْنَةِ وَهِيَ أَوَّلُ هِجْرَةٍ فِي الْإِسْلَامِ

## بعض صحابہ کا اپنے دین کو فتنے سے بچانے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کر جانا اور اس سفر کا اسلام کی پہلی ہجرت ہونا

(۱۰۵۳۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى النَّجَاشِيْ وَنَحْنُ نَحْوٌ مِنْ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا، فِيهِمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَجَعْفَرٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُرْفُطَةَ، وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ، وَأَبُوْ مُوْسٰى فَأَتَوُا النَّجَاشِيَّ، وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَعُمَارَةَ بْنَ الْوَلِيْدِ بِهَدِيَّةٍ، فَلَمَّا دَخَلَا عَلَى النَّجَاشِيِّ سَجَدَا لَهُ، ثُمَّ ابْتَدَرَاهُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَا لَهُ: اِنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِيْ عَمِّنَا نَزَلُوْا أَرْضَكَ وَرَغِبُوا عَنَّا وَعَنْ مِلَّتِنَا، قَالَ: فَأَيْنَ هُمْ؟ قَالُوْا: هُمْ فِيْ أَرْضِكَ فَابْعَثْ اِلَيْهِمْ، فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: أَنَا خَطِيْبُكُمُ الْيَوْمَ، فَاتَّبَعُوْهُ، فَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْجُدْ، فَقَالُوْا لَهُ: مَا لَكَ؟ لَا تَسْجُدُ لِلْمَلِكِ! قَالَ: اِنَّا لَا نَسْجُدُ اِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: وَمَا ذٰلِكَ؟ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ اِلَيْنَا رَسُوْلَهُ ﷺ وَأَمَرَنَا أَنْ لَا نَسْجُدَ لِأَحَدٍ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَمَرَنَا

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نجاشی کی طرف بھیج دیا، ہم تقریباً اسی افراد تھے، ان میں سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا جعفر، سیدنا عبداللہ بن عرفطہ، سیدنا عثمان بن مظعون اور سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہم اجمعین شامل تھے، پس یہ لوگ نجاشی کی مملکت میں پہنچ گئے، اُدھر قریش نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو تحائف کے ساتھ روانہ کر دیا، جب یہ دو افراد نجاشی کے پاس پہنچے تو انھوں نے اس کو سجدہ کیا اور پھر جلدی جلدی ایک اس کی دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھ گیا، پھر ان دونوں نے کہا: ہمارے چچے کے بیٹوں کا ایک گروہ آپ کے علاقے میں آیا ہوا ہے، انھوں نے ہم سے اور ہمارے دین سے بے رغبتی اختیار کر رکھی ہے۔ بادشاہ نے کہا: وہ اس وقت کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا: وہ آپ کے علاقے میں ہیں، آپ ان کو پیغام بھیجیں، پس اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: آج میں تمہاری طرف سے خطاب کروں گا، سب نے ان کی بات مان لی، پس انھوں نے نجاشی کو سلام کہا اور سجدہ نہیں کیا، لوگوں نے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے، تو بادشاہ کو سجدہ نہیں کر رہا؟ انھوں نے کہا: ہم صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں، اس نے کہا: کیا معاملہ ہے؟ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ

---

(۱۰۵۳۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، حدیج بن معاویۃ، قال ابن معین: لیس بشیء، وقال ابو حاتم: محلہ الصدق، ولیس مثل اخویہ، فی بعض حدیثہ ضعف، وقال ابن حبان: منکر الحدیث کثیر الوھم علی قلۃ روایتہ، أخرجہ الطیالسی: ۳۴٦، والبیھقی فی "الدلائل": ۲/ ۲۹۸ (انظر: ۴۴۰۰)

بِـالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: فَـإِنَّهُـمْ يُـخَـالِفُوْنَكَ فِيْ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ، قَـالَ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَأُمِّهِ؟ قَـالُـوْا: نَـقُوْلُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، هُوَ كَـلِـمَةُ الـلّٰـهِ وَرُوْحُهُ، اَلْقَاهَا اِلَى الْعَذْرَاءِ الْبَتُـوْلِ الَّتِـىْ لَـمْ يَمَسَّهَا بَشَرٌ وَلَمْ يَفْرِضْهَا وَلَـدٌ، قَـالَ: فَـرَفَعَ عُوْدًا مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ قَـالَ: يَـا مَـعْشَـرَ الْـحَبَشَةِ وَالْـقِسِّيْسِيْـنَ وَالـرُّهْبَـانِ، وَاللّٰهِ! مَا يَزِيْدُوْنَ عَلَى الَّذِيْ نَـقُـوْلُ فِيْـهِ مَـا يَسْـوِيْ هٰـذَا، مَرْحَبًا بِكُمْ وَبِـمَـنْ جِـئْتُمْ مِنْ عِنْدِهِ، اَشْهَدُ اَنَّهُ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ، فَإِنَّهُ الَّذِيْ نَجِدُ فِي الْاِنْجِيْلِ، وَاِنَّهُ الـرَّسُـوْلُ الَّـذِيْ بَشَّرَ بِهٖ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ، اَنْـزِلُـوْا حَيْثُ شِئْتُمْ، وَاللّٰهِ! لَوْ لَا مَا أَنَا فِيْهِ مِـنَ الْـمُـلْكِ لَأَتَيْتُـهُ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا أَحْمِلُ نَـعْـلَيْـهِ وَأُوَضِّـئُـهُ، وَأَمَرَ بِهَدِيَّةِ الْآخَرِيْنَ فَـرُدَّتْ اِلَيْهِـمَـا، ثُـمَّ تَـعَـجَّلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْــعُــوْدٍ حَتّٰــى أَدْرَكَ بَــدْرًا، وَزَعَـمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِسْتَـغْـفَـرَ لَـهُ حِيْنَ بَلَغَهُ مَوْتُهُ۔

(مسند احمد: ٤٤٠٠)

نے ہماری طرف اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں، نیز ہمیں نماز اور زکوۃ کا بھی حکم دیا ہے، عمرو بن عاص نے کہا: بادشاہ سلامت! یہ لوگ عیسی بن مریم کے معاملے میں آپ کے مخالف ہیں، پس بادشاہ نے کہا: تم لوگ عیسی بن مریم اور ان کی ماں کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہو؟ صحابہ نے کہا: ہم ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، اس نے ان کو کنواری بتول کی طرف ڈالا، جس کنواری کو نہ کسی بشر نے چھوا اور جس پر (عیسی علیہ السلام سے پہلے) کسی بچے کا نشان نہیں تھا۔ یہ تبصرہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور کہا: اے حبشیو! پادریو اور راہبو! اللہ کی قسم ہے، جو کچھ ہم کہتے ہیں، ان مسلمانوں نے اس سے اس لکڑی کے برابر بھی ہمارے نظریے سے زیادہ بات نہیں کی ہے، اے مسلمانو! خوش آمدید تم کو اور اس کو جس کے پاس سے تم آئے ہو، میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ واقعی اللہ کا رسول ہے، بلکہ یہ وہی ہے، جس کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں اور یہ وہی رسول ہے کہ جس کی بشارت عیسی بن مریم علیہ السلام نے دی تھی، میرے ملک میں جہاں چاہو، رہ سکتے ہو، اللہ کی قسم! اگر میں اس بادشاہت میں مبتلا نہ ہوتا تو میں آپ ﷺ کے پاس پہنچتا اور آپ ﷺ کے جوتے اٹھاتا اور آپ ﷺ کو وضو کرواتا، پھر نجاشی نے حکم دیا کہ قریشیوں کے تحائف ان کو واپس کر دیئے جائیں، پھر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آئے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، نیز انھوں نے کہا کہ جب آپ ﷺ کو نجاشی کی وفات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے بخشش طلب کی۔

**فوائد**: ...... بتول ایسی خاتون کو کہتے ہیں جو مردوں سے الگ تھلگ رہنے والی ہو اور جس کو مردوں کے ساتھ

کوئی رغبت اور شہوت نہ ہو۔

بالآخر نبی کریم ﷺ نے ۵ نبوی میں مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی تھی، حبشہ کا انتخاب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حبشہ کا بادشاہ نجاشی انصاف پسند حکمران تھا، اس ہدایت کے مطابق بارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی، ان کے سردار سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی بیوی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ ﷺ بھی شریکِ ہجرت تھیں، یہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے بعد پہلا گھرانہ تھا، جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کی تھی۔

جب مسلمانوں پر قریش کی سختیاں اور بڑھ گئیں اور نجاشی نے مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک والا رویہ اختیار کیا تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا، چنانچہ اب کی بار (۸۲ یا ۸۳) مردوں اور (۱۸) عورتوں نے ہجرت کی، قریشیوں نے اس دفعہ بھی اپنی چالیں چلیں، جیسا کہ اگلی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے، لیکن ناکام رہے۔

(۱۰۵٤۰)۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ هِشَامِ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ابْنَةِ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلْنَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ جَاوَرْنَا بِهَا خَيْرَ جَارِ النَّجَاشِيِّ، أَمِنَّا عَلٰى دِيْنِنَا وَعَبَدْنَا اللّٰهَ لَا نُؤْذٰى وَلَا نَسْمَعُ شَيْئًا نَكْرَهُهُ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا، اِئْتَمَرُوْا أَنْ يَبْعَثُوْا اِلَى النَّجَاشِيِّ فِيْنَا رَجُلَيْنِ جَلْدَيْنِ، وَاَنْ يُهْدُوْا لِلنَّجَاشِيِّ هَدَايَا مِمَّا يُسْتَطْرَفُ مِنْ مَتَاعِ مَكَّةَ، وَكَانَ مِنْ أَعْجَبِ مَا يَأْتِيْهِ مِنْهَا اِلَيْهِ الْأَدَمُ، فَجَمَعُوْا لَهُ اَدَمًا كَثِيْرًا، وَلَمْ يَتْرُكُوْا مِنْ بَطَارِقَتِهِ بِطْرِيْقًا اِلَّا أَهْدَوْا لَهُ هَدِيَّةً، ثُمَّ بَعَثُوْا بِذٰلِكَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَبِيْعَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُوْمِيِّ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ، وَاَمَرُوْهُمَا أَمْرَهُمْ، وَقَالُوْا لَهُمَا: ادْفَعُوْا اِلٰى كُلِّ

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم حبشہ کی سرزمین میں اترے اور نجاشی کو بہترین پڑوسی پایا، ہم اپنے دین پر پرامن ہو گئے اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، ہمیں نہ کوئی تکلیف دی جاتی تھی اور نہ ہم کوئی ناپسند بات سنتے تھے، جب قریشیوں کو اس چیز کا علم ہوا تو انھوں نے مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ دو قوی افراد کو نجاشی کے پاس بھیجا جائے اور نجاشی کے لیے ایسے تحائف کا انتخاب کیا جائے، جن کو مکہ کا عمدہ مال سمجھا جاتا ہے اور مکہ سے سب سے پسندیدہ چیز سالن تھی، لہٰذا انھوں بڑی مقدار میں سالن جمع کیا اور انھوں نے حبشہ کے ہر بڑے پادری کے لیے تحفہ ارسال کرنے کا فیصلہ کیا، پھر انھوں عبد اللہ بن ابی ربیعہ مخزومی اور عمرو بن عاص بن وائل سہمی کو تحائف دے کر بھیجا اور ان کو ساری باتیں سمجھا دیں، انھوں نے اِن دو افراد سے کہا: نجاشی سے بات کرنے سے پہلے ہر بڑے پادری کو اس کا حصہ دو اور پھر نجاشی کے سامنے اس کے تحائف پیش کر دو اور اس سے مطالبہ کرو کہ وہ ان افراد کو تمہارے سپرد کر دے اور اس کو پہلے بات کرنے کا موقع ہی

(۱۰۵٤۰) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البيهقى فى "دلائل النبوة": ۲/ ۳۰۱ (انظر: ۱۷٤۰)

بِطْرِيْقٍ هَدِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمُوْا النَّجَاشِيَّ فِيهِمْ، ثُمَّ قَدِّمُوْا لِلنَّجَاشِيِّ هَدَايَاهُ، ثُمَّ سَلُوْهُ أَنْ يُسْلِمَهُمْ إِلَيْكُمْ قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَهُمْ، قَالَتْ: فَخَرَجْنَا فَقَدِمْنَا عَلَى النَّجَاشِيِّ، وَنَحْنُ عِنْدَهُ بِخَيْرِ دَارٍ وَعِنْدَ خَيْرِ جَارٍ، فَلَمْ يَبْقَ مِنْ بَطَارِقَتِهِ بِطْرِيْقٌ إِلَّا دَفَعَا إِلَيْهِ هَدِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَا النَّجَاشِيَّ، ثُمَّ قَالَا لِكُلِّ بِطْرِيْقٍ مِنْهُمْ: إِنَّهُ قَدْ صَبَأَ إِلَى بَلَدِ الْمَلِكِ مِنَّا غِلْمَانٌ سُفَهَاءُ، وَفَارَقُوْا دِيْنَ قَوْمِهِمْ وَلَمْ يَدْخُلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَجَاؤُوْا بِدِيْنٍ مُبْتَدَعٍ لَا نَعْرِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتُمْ، وَقَدْ بَعَثَنَا إِلَى الْمَلِكِ فِيْهِمْ أَشْرَافُ قَوْمِهِمْ لِيَرُدَّهُمْ إِلَيْهِمْ، فَإِذَا كَلَّمْنَا الْمَلِكَ فِيْهِمْ فَتُشِيْرُوْا عَلَيْهِ بِأَنْ يُسْلِمَهُمْ إِلَيْنَا وَلَا يُكَلِّمُهُمْ، فَإِنَّ قَوْمَهُمْ أَعْلَى بِهِمْ عَيْنًا وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوْا عَلَيْهِمْ، فَقَالُوْا لَهُمَا: نَعَمْ، ثُمَّ إِنَّهُمَا قَرَّبَا هَدَايَا هُمْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فَقَبِلَهَا مِنْهُمَا، ثُمَّ كَلَّمَاهُ فَقَالَا لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ! إِنَّهُ قَدْ صَبَأَ إِلَى بَلَدِكَ مِنَّا غِلْمَانٌ سُفَهَاءُ، فَارَقُوْا دِيْنَ قَوْمِهِمْ وَلَمْ يَدْخُلُوْا فِيْ دِيْنِكَ وَجَاءُوْا بِدِيْنٍ مُبْتَدَعٍ لَا نَعْرِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ، وَقَدْ بَعَثَنَا إِلَيْكَ فِيْهِمْ أَشْرَافُ قَوْمِهِمْ حَتّٰى آبَاؤُهُمْ وَأَعْمَامِهِمْ وَعَشَائِرِهِمْ لِتَرُدَّهُمْ إِلَيْهِمْ فَهُمْ أَعْلَى بِهِمْ عَيْنًا وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوْا عَلَيْهِمْ وَعَاتَبُوْهُمْ فِيْهِ، قَالَتْ: وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ

نہ دو۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم لوگ نکلے، نجاشی کے پاس پہنچے اور ہم اس کے پاس بہترین گھر میں اور بہترین پڑوسی کے پڑوس میں تھے۔ اتنے میں اِدھر سے قریشیوں کا وفد پہنچ گیا، انھوں نے نجاشی سے بات کرنے سے پہلے کوئی بڑا پادری نہیں چھوڑا، مگر اس کو اس کا تحفہ پیش کیا، پھر انھوں نے ہر بڑے پادری سے کہا: ہماری قوم کے کچھ بیوقوف لڑکے بے دین ہو کر نجاشی بادشاہ کے ملک میں پہنچ گئے ہیں، انھوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور وہ تمہارے دین میں داخل نہیں ہوئے، بلکہ انھوں نے ایک نیا دین گھڑ لیا ہے، اس دین کو ہم جانتے ہیں نہ تم جانتے ہو، ہماری قوم کے اشراف نے ہمیں اس بادشاہ کی طرف بھیجا ہے، تاکہ وہ ان کو واپس کر دے، لہٰذا جب ہم بادشاہ سے بات کریں تو تم نے یہی مشورہ دینا ہے کہ وہ ان کو ہمارے سپرد کر دیں اور بادشاہ کو پہلے بات کرنے کا موقع ہی نہیں دینا، پس بیشک ان لوگوں کی قوم کے لوگ ہی بہترین انداز میں اس چیز کو دیکھ سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ وہ ان کی کس چیز کو معیوب سمجھتے ہیں، پادریوں نے کہا: بالکل ٹھیک ہے، بعد ازاں قریشیوں کے ان دو قاصدوں نے نجاشی کو تحائف پیش کیے اور اس نے ان سے قبول کیے، پھر انھوں نے بات کی اور کہا: اے بادشاہ! ہمارے کچھ بیوقوف لڑکے بے دین ہو کر آپ کے ملک میں پہنچ گئے ہیں، انھوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور انھوں نے تم لوگوں کا دین بھی اختیار نہیں کیا، بلکہ انھوں نے ایک نیا دین ایجاد کر لیا ہے، نہ ہم اس کو جانتے ہیں اور نہ تم، ان کی قوم کے اشراف، یہاں تک کہ ان کے آباء، چچوں اور قبیلوں کے دوسرے افراد نے ہمیں آپ کی طرف بھیجا ہے، تاکہ آپ ان کو ہماری طرف لوٹا دیں، ہم ہی بہترین انداز میں اس چیز کو دیکھ سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ وہ ان کی کس

أَبْغَضَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَبِيْعَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مِنْ أَنْ يَسْمَعَ النَّجَاشِيُّ كَلَامَهُمْ، فَقَالَتْ بَطَارِقَتُهُ حَوْلَهُ: صَدَقُوْا أَيُّهَا الْمَلِكُ! قَوْمُهُمْ أَعْلٰى بِهِمْ عَيْنًا وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوْا عَلَيْهِمْ، فَأَسْلِمْهُمْ إِلَيْهِمَا فَلْيَرُدَّاهُمْ إِلٰى بِلَادِهِمْ وَقَوْمِهِمْ، قَالَ: فَغَضِبَ النَّجَاشِيُّ، ثُمَّ قَالَ: لَاهَا اللّٰهِ! أَيْمُ اللّٰهِ! إِذًا لَا أُسْلِمُهُمْ إِلَيْهِمَا وَلَا أَكَادُ قَوْمًا جَاوَرُوْنِي وَنَزَلُوْا بِلَادِي، اِخْتَارُوْنِي عَلٰى مَنْ سِوَايَ حَتّٰى أَدْعُوَهُمْ فَأَسْأَلَهُمْ مَايَقُوْلُ هٰذَانِ فِيْ أَمْرِهِمْ، فَإِنْ كَانُوْا كَمَا يَقُوْلُوْنَ أَسْلَمْتُهُمْ إِلَيْهِمَا وَرَدَدْتُهُمْ إِلٰى قَوْمِهِمْ، وَإِنْ كَانُوْا عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مَنَعْتُهُمْ مِنْهُمَا وَأَحْسَنْتُ جِوَارَهُمْ مَا جَاوَرُوْنِي، قَالَتْ: ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَاهُمْ، فَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُوْلُهُ اجْتَمَعُوْا، ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَاتَقُوْلُوْنَ لِلرَّجُلِ إِذَا جِئْتُمُوْهُ؟ قَالُوْا: نَقُوْلُ وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْنَا، وَمَا أَمَرَنَا بِهِ نَبِيُّنَا ﷺ كَائِنٌ فِيْ ذٰلِكَ مَاهُوَ كَائِنٌ، فَلَمَّا جَاءُوْهُ وَقَدْ دَعَا النَّجَاشِيُّ أَسَاقِفَتَهُ فَنَشَرُوْا مَصَاحِفَهُمْ حَوْلَهُ سَأَلَهُمْ فَقَالَ: مَا هٰذَا الدِّيْنُ الَّذِيْ فَارَقْتُمْ فِيْهِ قَوْمَكُمْ وَلَمْ تَدْخُلُوْا فِيْ دِيْنِيْ وَلَا فِيْ دِيْنِ أَحَدٍ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَمِ؟ قَالَتْ: فَكَانَ الَّذِيْ كَلَّمَهُ جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ! كُنَّا قَوْمًا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ، نَعْبُدُ

چیز کو معیوب سمجھتے ہیں اور کس چیز کی وجہ سے ان کی ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں، عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ بات یہ تھی کہ نجاشی اُن صحابہ کی بات سنے، اتنے میں اس کے ارد گرد والے پادریوں نے کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں، ان کی ہی بہتر انداز میں اس چیز کو دیکھ سکتی ہے اور جان سکتی ہے کہ یہ ان کی کس چیز کو معیوب سمجھتے ہیں، لہٰذا آپ اِن لوگوں کو ان کے سپرد کر دیں تاکہ یہ دو افراد اِن کو اپنے وطن اور قوم کی طرف واپس لے جائیں، یہ بات سن کر نجاشی غضبناک ہو گیا اور اس نے کہا: مخلوق کے خالق کی قسم! اللہ کی قسم! میں اِن کو اُن کے سپرد نہیں کروں گا اور قریب نہیں ہے کہ اس معاملے میں میرے ساتھ کوئی مکر کیا جائے، اِن لوگوں نے میرا پڑوس اختیار کیا ہے، میرے ملک میں آئے ہیں اور مجھے دوسرے بادشاہوں پر ترجیح دی ہے، لہٰذا میں ان کو بلا کر اس بارے میں ان سے پوچھوں گا کہ یہ دو آدمی کیا کہتے ہیں، اگر تو معاملہ ایسے ہی ہوا، جیسے یہ کہہ رہے ہیں تو میں اِن کے سپرد کر دوں گا اور اُن کو اُن کی قوم کی طرف لوٹا دوں گا، لیکن اگر کوئی اور معاملہ ہوا تو اُن کو روک لوں گا اور انھوں نے جو پڑوس اختیار کیا ہے، میں اس کو اچھا ثابت کروں گا۔ پھر نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی طرف پیغام بھیجا اور ان کو بلایا، جب اس کا قاصد آیا تو وہ جمع ہو گئے، پھر ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: جب تم اس آدمی کے پاس جاؤ گے تو کیا کہو گے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم وہی کچھ کہیں گے جو ہمیں علم ہے اور جو کچھ ہمارے نبی نے ہمیں حکم دیا ہے، اس کی وجہ سے جو کچھ ہونا ہے، وہ ہو جائے (ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں)، جب وہ صحابہ اس کے پاس پہنچ گئے اور اس نجاشی نے پادریوں کو بلایا، وہ اس کے ارد گرد مصاحف

الْأَصْنَامَ، وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ، وَنَأْتِي الْفَوَاحِشَ، وَنَقْطَعُ الْأَرْحَامَ، وَنُسِيءُ الْجِوَارَ، يَأْكُلُ الْقَوِيُّ مِنَّا الضَّعِيفَ، فَكُنَّا عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْنَا رَسُوْلًا مِنَّا، نَعْرِفُ نَسَبَهُ وَصِدْقَهُ، وَأَمَانَتَهُ وَعِفَافَهُ، فَدَعَانَا إِلَى اللّٰهِ لِنُوَحِّدَهُ وَنَعْبُدَهُ وَنَخْلَعَ مَا كُنَّا نَحْنُ نَعْبُدُ وَآبَاؤُنَا مِنْ دُوْنِهِ مِنَ الْحِجَارَةِ وَالْأَوْثَانِ، وَأَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِيْثِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ وَحُسْنِ الْجِوَارِ وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالدِّمَاءِ، وَنَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ وَأَكْلِ مَالِ الْيَتِيْمِ وَقَذْفِ الْمُحْصَنَةِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَأَمَرَنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ، قَالَ: فَعَدَّدَ عَلَيْهِ أُمُوْرَ الْإِسْلَامِ، فَصَدَّقْنَاهُ وَآمَنَّا بِهِ وَاتَّبَعْنَاهُ عَلٰى مَا جَاءَ بِهِ وَعَبَدْنَا اللّٰهَ وَحْدَهُ فَلَمْ نُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، وَحَرَّمْنَا مَا حَرَّمَ عَلَيْنَا وَأَحْلَلْنَا مَا أَحَلَّ لَنَا، فَعَدَا عَلَيْنَا قَوْمُنَا فَعَذَّبُوْنَا وَفَتَنُوْنَا عَنْ دِيْنِنَا لِيَرُدُّوْنَا إِلٰى عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ، وَأَنْ نَسْتَحِلَّ مَا كُنَّا نَسْتَحِلُّ مِنَ الْخَبَائِثِ، فَلَمَّا قَهَرُوْنَا وَظَلَمُوْنَا وَشَقُّوْا عَلَيْنَا وَحَالُوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ دِيْنِنَا خَرَجْنَا إِلٰى بَلَدِكَ وَاخْتَرْنَاكَ عَلٰى مَنْ سِوَاكَ وَرَغِبْنَا فِيْ جِوَارِكَ وَرَجَوْنَا أَنْ لَا نُظْلَمَ عِنْدَكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ!، قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ النَّجَاشِيُّ: هَلْ مَعَكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ عَنِ اللّٰهِ

کھول کر بیٹھ گئے، نجاشی نے کہا: اس دین کی کیا حقیقت ہے کہ جس کی بنا پر تم اپنی قوم سے الگ ہو گئے ہو اور میرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے، بلکہ تم نے موجودہ امتوں میں سے کسی امت کے دین کو نہیں اپنایا؟ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بات کی اور کہا: اے بادشاہ! ہم جاہل قوم تھے، بتوں کی پرستش کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، برے کام کرتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے، پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے اور ہمارا قوی آدمی ضعیف کو کھا رہا تھا، ہمارے یہی حالات تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول مبعوث فرمایا، ہم اس کے نسب، صدق، امانت اور پاکدامنی کو جانتے تھے، اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی کہ اس کو ایک تسلیم کریں، اس کی عبادت کریں اور ان پتھروں اور بتوں سے باز آ جائیں کہ جن کی ہم اور ہمارے آباء عبادت کرتے تھے، نیز اس نبی نے ہمیں سچی بات، ادائے امانت، صلہ رحمی اور بہترین پڑوس اختیار کرنے کا اور حرام کاموں سے اور قتل سے رکنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے ہمیں برے امور، جھوٹ بات، یتیم کا مال کھانے سے اور پاکدامن خاتون پر تہمت لگانے سے منع کیا، نیز آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، جو کہ یکتا و یگانہ ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، نماز اور زکاۃ ادا کریں اور روزے رکھیں، اس طرح سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے سامنے امورِ اسلام کا ذکر کیا اور پھر کہا: پس ہم نے اس رسول کی تصدیق کی، اس کے ساتھ ایمان لائے، آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی پیروی کی، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، جس چیز کو آپ ﷺ نے ہم پر حرام قرار دیا، ہم نے اس کو حرام سمجھا اور جس چیز کو آپ ﷺ نے ہمارے لیے حلال

شَيْءٌ؟ قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ: جَعْفَرٌ: نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ النَّجَاشِيُّ: فَاقْرَأْهُ عَلَيَّ! فَقَرَأَ عَلَيْهِ صَدْرًا مِنْ ﴿كٓهٰيٰعٓصٓ﴾ قَالَتْ: فَبَكَى وَاللّٰهِ! النَّجَاشِيُّ حَتّٰى أَخْضَلَ لِحْيَتَهُ، وَبَكَتْ اَسَاقِفَتُهُ حَتّٰى اَخْضَلُوْا مَصَاحِفَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا مَا تَلاهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ النَّجَاشِيُّ: اِنَّ هٰذَا وَاللّٰهِ! وَالَّذِيْ جَاءَ بِهٖ مُوْسٰى لَيَخْرُجُ مِنْ مِشْكَاةٍ وَاحِدَةٍ، اِنْطَلِقَا فَوَاللّٰهِ! لَا اُسْلِمُهُمْ اِلَيْكُمْ أَبَدًا وَلَا أَكَادُ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: وَاللّٰهِ! لَأُنَبِّئَنَّهُمْ غَدًا عَيْبَهُمْ عِنْدَهُمْ، ثُمَّ أَسْتَأْصِلُ بِهٖ خَضْرَاءَ هُمْ، قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ رَبِيْعَةَ: وَكَانَ أَتْقَى الرَّجُلَيْنِ فِيْنَا: لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لَهُمْ أَرْحَامًا وَإِنْ كَانُوْا قَدْ خَالَفُوْنَا، قَالَ: وَاللّٰهِ! لَأُخْبِرَنَّهُ أَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَبْدٌ، قَالَتْ: غَدَا عَلَيْهِ الْغَدَ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْمَلِكُ: اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ قَوْلًا عَظِيْمًا فَأَرْسِلْ اِلَيْهِمْ فَاسْأَلْهُمْ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ فِيْهِ، قَالَتْ: فَأَرْسَلَ اِلَيْهِمْ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ، قَالَتْ: وَلَمْ يَنْزِلْ بِنَا مِثْلُهُ، فَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَاذَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسٰى اِذَا سَأَلَكُمْ عَنْهُ؟ قَالُوْا: نَقُوْلُ وَاللّٰهِ! فِيْهِ مَا قَالَ اللّٰهُ وَمَا جَاءَ بِهٖ نَبِيُّنَا ﷺ كَائِنًا فِيْ ذٰلِكَ مَا هُوَ كَائِنٌ، فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالَ لَهُمْ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ؟

قرار دیا، ہم نے اس کو حلال سمجھا۔ ان وجوہات کی بنا پر ہماری قوم نے ہم پر زیادتی کی، ہمیں ایذا پہنچائی، ہمارے دین کے بارے میں ہمیں فتنے میں ڈالا تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بجائے بتوں کی عبادت کی طرف لے جائیں اور ان خبیث چیزوں کو حلال سمجھیں، جن کو ہم جاہلیت میں حلال سمجھتے تھے، پھر جب ان لوگوں نے ہم پر سختی کی، ہم پر ظلم کیا، ہمیں مشقت میں ڈالا اور ہمارے اور ہمارے دین کے مابین حائل ہونا چاہا تو ہم آپ کے ملک کی طرف آ گئے، آپ کو دوسروں پر ترجیح دی، ہمیں آپ کے پڑوس میں رہنے کی ترغیب ہوئی اور ہمیں امید تھی کہ اے بادشاہ سلامت! آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا، نجاشی نے یہ تقریر سن کر کہا: تمہارے نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیز لائے ہیں، کیا اس کا کوئی حصہ تیرے پاس ہے؟ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، نجاشی نے کہا: تو پھر اس کی تلاوت کر کے مجھے سناؤ، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کے ابتدائی حصے کی تلاوت کی، اللہ کی قسم! نجاشی نے رونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی اور پادریوں نے بھی یہ تلاوت سن کر رونا شروع کر دیا، حتی کہ ان کے سامنے پڑے ہوئے مصاحف تر ہو گئے، پھر نجاشی نے کہا: اللہ کی قسم! بیشک اس کلام کا اور موسی علیہ السلام کے لائے ہوئے کلام کا سرچشمہ ایک ہے، تم دونوں چلے جاؤ یہاں سے، اللہ کی قسم! میں ان لوگوں کو کبھی بھی تمہارے سپرد نہیں کروں گا اور یہ نہیں ہوسکتا کہ اس معاملے میں میرے ساتھ کوئی مکر کیا جائے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب ہم اس کے پاس سے نکلے تو عمرو بن عاص نے کہا: اللہ کی قسم! کل میں نجاشی اور اس کے ماتحت لوگوں کو اِن کا ایک عیب بتاؤں گا اور اس کے ذریعے ان کی اصل کو جڑ سے مٹا دوں گا۔ عبد اللہ بن ابی ربیعہ، جو کہ ان دو

فَقَالَ لَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: نَقُولُ فِيهِ الَّذِي جَاءَ بِهِ نَبِيُّنَا ﷺ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ وَرُوحُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُولِ، قَالَتْ: فَضَرَبَ النَّجَاشِيُّ بِيَدِهِ إِلَى الْأَرْضِ فَأَخَذَ مِنْهَا عُودًا ثُمَّ قَالَ: مَا عَدَا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ مَا قُلْتَ هٰذَا الْعُودَ، فَتَنَاخَرَتْ بَطَارِقَتُهُ حَوْلَهُ حِينَ قَالَ مَا قَالَ، فَقَالَ: وَإِنْ نَخَرْتُمْ وَاللّٰهِ! اذْهَبُوا فَأَنْتُمْ سُيُومٌ بِأَرْضِي وَالسُّيُومُ الْآمِنُونَ) مَنْ سَبَّكُمْ غُرِّمَ ثُمَّ مَنْ سَبَّكُمْ غُرِّمَ فَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي دَبْرًا ذَهَبًا وَأَنِّي آذَيْتُ رَجُلًا مِنْكُمْ، (وَالدَّبْرُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ: اَلْجَبَلُ) رُدُّوا عَلَيْهِمَا هَدَايَاهُمَا فَلَا حَاجَةَ لَنَا بِهَا، فَوَاللّٰهِ! مَا أَخَذَ اللّٰهُ مِنِّي الرِّشْوَةَ حِينَ رَدَّ عَلَيَّ مُلْكِي فَآخُذُ الرِّشْوَةَ فِيهِ، وَمَا أَطَاعَ النَّاسَ فِيَّ فَأُطِيعَهُمْ فِيهِ، قَالَتْ: فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ مَقْبُوحَيْنِ مَرْدُودًا عَلَيْهِمَا مَا جَاءَا بِهِ، وَأَقَمْنَا عِنْدَهُ بِخَيْرِ دَارٍ مَعَ خَيْرِ جَارٍ، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! إِنَّا عَلَى ذٰلِكَ إِذْ نَزَلَ بِهِ يَعْنِي مَنْ يُنَازِعُهُ فِي مُلْكِهِ، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! مَا عَلِمْنَا حُزْنًا قَطُّ كَانَ أَشَدَّ مِنْ حُزْنٍ حَزِنَّاهُ عِنْدَ ذٰلِكَ تَخَوُّفًا أَنْ يَظْهَرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّجَاشِيِّ فَيَأْتِيَ رَجُلٌ لَا يَعْرِفُ مِنْ حَقِّنَا مَا كَانَ النَّجَاشِيُّ يَعْرِفُ مِنْهُ، قَالَتْ: وَسَارَ النَّجَاشِيُّ وَبَيْنَهُمَا عُرْضُ النِّيلِ، قَالَتْ: فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَجُلٌ

افراد میں اچھا تھا، نے اس سے کہا: اس طرح نہ کر، آخر یہ ہمارے ہی رشتہ دار ہیں، اگرچہ ہماری مخالفت کر رہے ہیں، لیکن عمرو بن عاص نے کہا: اللہ کی قسم! میں ان کو ضرور ضرور بتاؤں گا کہ یہ لوگ عیسی بن مریم کو بندہ کہتے ہیں، پس وہ دوسرے دن بادشاہ کے پاس گیا اور کہا: اے بادشاہ سلامت! یہ لوگ عیسی بن مریم کے بارے میں بڑی عجیب بات کرتے ہیں، پس آپ ان کو دوبارہ بلائیں اور اس بارے میں ان سے پوچھیں، پس اس نے اس بات کی تحقیق کرنے کے لیے ان کو بلا بھیجا، یہ ہمارے حق میں سب سے بڑی مصیبت تھی، پس صحابہ جمع ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: جب وہ تم سے سوال کرے گا تو تم حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں کیا کہو گے؟ بعض نے جواب دیتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! ہم وہی کچھ کہیں گے، جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اور ہمارے نبی کی لائی ہوئی شریعت نے کہا ہے، جس چیز نے ہونا ہے، وہ ہو جائے، جب وہ داخل ہوئے تو نجاشی نے کہا: تم لوگ عیسی بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں، جو ہمارے نبی نے ہمیں تعلیم دی ہے، ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے، رسول، روح اور کلمہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو کنواری مریم بتول کی طرف ڈالا، یہ سن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا، وہاں سے ایک لکڑی اٹھائی اور کہا: تو نے عیسی بن مریم کے بارے میں جو کچھ کہا، ان کی حیثیت اس لکڑی کے بقدر بھی اس سے زیادہ نہیں ہے، نجاشی کا یہ تبصرہ سن کر پادریوں نے (غصے کے ساتھ) باتیں کی، لیکن نجاشی نے کہا: بیشک تم غصے سے باتیں کرو، اللہ کی قسم! صحابہ! تم جاؤ، تم میری زمین میں امن والے ہو، جس نے تم کو برا بھلا کہا، اس کو چٹی پڑے گی، پھر جس نے

يَخْرُجُ حَتّٰى يَحْضُرَ وَقْعَةَ الْقَوْمِ، يَأْتِينَا بِالْخَبَرِ؟ قَالَتْ: فَقَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ: أَنَا، قَالَتْ: وَكَانَ مِنْ أَحْدَثِ الْقَوْمِ سِنًّا، قَالَتْ: فَنَفَخُوْا لَهُ قِرْبَةً فَجَعَلَهَا فِيْ صَدْرِهِ ثُمَّ سَبَحَ عَلَيْهَا حَتّٰى خَرَجَ إِلٰى نَاحِيَةِ النِّيْلِ الَّتِيْ بِهَا مُلْتَقَى الْقَوْمِ، ثُمَّ انْطَلَقَ حَتّٰى حَضَرَهُمْ، قَالَتْ: وَدَعَوْنَا اللّٰهَ لِلنَّجَاشِيِّ بِالظُّهُوْرِ عَلٰى عَدُوِّهِ وَالتَّمْكِيْنِ لَهُ فِيْ بِلَادِهِ، وَاسْتَوْسَقَ عَلَيْهِ أَمْرُ الْحَبَشَةِ، فَكُنَّا عِنْدَهُ فِيْ خَيْرِ مَنْزِلٍ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ بِمَكَّةَ۔(مسند احمد: ۱۷٤۰)

تم کو گالی گلوچ کیا، اس کو چٹی پڑے گی، مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تم میں سے کسی بندے کو تکلیف دوں اور مجھے پہاڑ کے برابر سونا دیا جائے، حبشہ کی زبان میں پہاڑ کو دَبَر کہتے ہیں، پھر نجاشی نے کہا: قریش کے ان دو افراد کے تحائف ان کو واپس کر دو، ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اللہ کی قسم! جب اللہ تعالیٰ نے میری بادشاہت مجھے عطا کی تھی تو اس نے مجھ سے رشوت نہیں لی تھی، تو پھر میں اس معاملے میں رشوت کیوں لوں، لوگوں نے جب تک میری اطاعت کی، میں بھی ان کی اطاعت کروں گا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اب یہ دو قریشی بدنما اور معیوب ہو کر وہاں سے نکلے، ان کے لائے ہوئے ہدیے ان کو واپس کر دیئے گئے اور ہم نجاشی کے علاقے میں اس طرح رہے، جیسے ہم بہترین پڑوسی کے پاس بہترین گھر میں ہیں۔ سیدہ کہتی ہیں: ہم وہیں مقیم تھے کہ نجاشی سے ایسے لوگوں نے مقابلہ کرنا شروع کر دیا جو اس سے یہ بادشاہت چھیننا چاہتے تھے، اللہ کی قسم! اس وقت جو شدید غم ہمیں لاحق ہوا تھا، ہم نہیں جانتے کہ اس سے بڑا بھی غم ہوتا ہے، ہمیں یہ ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نجاشی پر ایسا بادشاہ غالب آ جائے کہ جس کو ہمارے حق کی اس طرح معرفت نہ ہو، جیسے نجاشی کو تھی، نجاشی بھی مقابلے کے لیے چل پڑا، جبکہ دونوں کے درمیان نیل حائل تھا، یہ صورت حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا: کون آدمی ہے، جو لوگوں کے میدان جنگ کی طرف جائے اور ہمیں صورتحال سے آگاہ کرے؟ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جاتا ہوں، اس جماعت میں نئی عمر والے یہی تھے، بہرحال لوگوں نے ایک مشکیزے میں ہوا بھر کر اس کو ان کے سینے میں ڈالا اور انھوں نے اس پر تیرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ نیل کی اس طرف نکل گئے، جہاں دونوں لشکروں کا مقابلہ

ہونا تھا، پس وہ چلتے گئے، یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے۔ سیدہ کہتی ہیں: ہم نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ نجاشی اپنے دشمن پر غالب آجائے اور اللہ تعالیٰ اسی کو اس کے علاقے میں برقرار رکھے اور یوں ہی ہوا کہ حبشیوں کا معاملہ نجاشی سے متفق ہو گیا، اس طرح ہم اس کے پاس بہترین انداز میں رہے، یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آ گئے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِی اِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَسَبَبِہٖ
## سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام اور اس کے سبب کا بیان

(۱۰۵٤۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ: ((اَللّٰھُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ ھٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ إِلَیْكَ بِأَبِیْ جَھْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔)) فَکَانَ أَحَبُّھُمَا إِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔ (مسند احمد: ٥٦٩٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! ابوجہل اور عمر بن خطاب میں جو آدمی تجھے زیادہ محبوب ہے، اس کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔“ پس سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب تھے۔

**فوائد:** ...... نبی کریم ﷺ کی یہ دعا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی اور پھر واقعی ان کے ذریعے اسلام کو غلبہ ملا۔

(۱۰۵٤۲)۔ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: خَرَجْتُ أَتَعَرَّضُ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَبْلَ أَنْ أُسْلِمَ، فَوَجَدْتُہُ قَدْ سَبَقَنِیْ إِلَی الْمَسْجِدِ، فَقُمْتُ خَلْفَہُ فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَۃَ الْحَاقَّۃِ فَجَعَلْتُ أَعْجَبُ مِنْ تَأْلِیْفِ الْقُرْآنِ قَالَ: فَقُلْتُ: ھٰذَا وَاللّٰہِ! شَاعِرٌ کَمَا قَالَتْ قُرَیْشٌ، قَالَ: فَقَرَأَ ﴿إِنَّہُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ وَمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَا تُؤْمِنُوْنَ﴾ قَالَ: قُلْتُ: کَاھِنٌ، قَالَ:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں قبولیتِ اسلام سے قبل رسول اللہ ﷺ کے درپے ہوتا تھا، ایک دن میں نے آپ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ گئے، میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے سورۂ حاقہ کی تلاوت شروع کی، مجھے قرآن مجید کی تالیف و ترتیب سے بڑا تعجب ہونے لگا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو قریش کے کہنے کے مطابق شاعر لگتا ہے، میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کر دی: ﴿إِنَّہُ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ وَمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ

---

(۱۰۵٤۱) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی، أخرجہ الترمذی: ۳٦۸۱ (انظر: ٥٦٩٦)

(۱۰۵٤۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ، شریح بن عبید لم یُدرك عمر (انظر: ۱۰۷)

﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ، تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيْلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ، فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ﴾ الخ السورة، قَالَ: فَوَقَعَ الْإِسْلَامُ فِيْ قَلْبِيْ كُلَّ مَوْقِعٍ۔ (مسند احمد: ۱۰۷)

قَلِيْلًا مَا تُؤْمِنُوْنَ﴾ ...... ''بیشک یہ عزت والے قاصد کی بات ہے، یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے، مگر کم ہی تم ایمان لاتے ہو۔'' میں نے کہا: یہ نبی تو نجومی ہے، پھر آپ ﷺ نے ان آیات کی تلاوت کی: ﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ، تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيْلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ، فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ﴾ ...... ''اور نہ یہ قرآن کسی کاہن اور نجومی کا قول ہے، افسوس بہت کم نصیحت لے رہے ہو، یہ تو رب العالمین کا اتارا ہوا ہے، اور اگر یہ ہم پر کوئی بھی بات بنا لیتا تو البتہ ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے، اور پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے، پھر تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والے نہ ہوتے، یقیناً یہ قرآن پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے، ہمیں پوری طرح معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اس کے جھٹلانے والے ہیں، بیشک یہ جھٹلانا کافروں پر حسرت ہے، اور بے شک وشبہ یہ یقینی حق ہے، پس تو اپنے ربّ عظیم کی پاکی بیان کر۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: (پس قرآن کا یہ حصہ سننا تھا کہ) اسلام میرے دل میں گھر کر گیا۔

**فوائد:** ...... سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے تین ہی دن بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے، یہ اسلام لانے سے پہلے جس قدر مسلمانوں کے خلاف سخت گیر تھے، اتنا ہی ان کی وجہ سے عزتِ اسلام میں اضافہ ہوا، تقریبا ۶ یا ۷ سنہ نبوت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو قبولیتِ اسلام کا شرف حاصل ہوا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَحَالُفِ كِنَانَةَ وَقُرَيْشٍ عَلَى بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ وَحَصْرِهِمْ اِيَّاهُمْ فِيْ شِعْبِ أَبِيْ طَالِبٍ

بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کی مخالفت میں بنو کنانہ اور قریش کا ان امور پر باہمی معاہدہ کہ وہ ان سے نکاح کا معاملہ کریں گے نہ خرید وفروخت کا، نیز اُن کا اِن کو شعبِ ابی طالب میں محصور کر دینا

(۱۰۵۴۳)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَسُوْلُ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۰۵۴۳) تخریج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاری: ۳۰۵۸، ومسلم: ۱۳۵۱، ٤٤٠ (انظر: ۲۱۷٦٦)

اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ يَعْنِي الْمُحَصَّبَ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ، وَذٰلِكَ أَنَّ بَنِيْ كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ وَلَا يُؤْوُوْهُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((لَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَلَا الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِيْ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۰۹)

نے (حجۃ الوداع) کے موقع پر فرمایا: ''ہم کل ان شاء اللہ بنوکنانہ کی وادی یعنی وادیٔ محصب میں اتریں گے، یہاں قریش نے کفر پر قسم اٹھائی تھی اور اس مقام پر بنوکنانہ نے قریش کے ساتھ مل کر بنو ہاشم کی مخالفت میں یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ ان سے نکاح والا معاملہ کریں گے نہ خرید وفروخت والا اور نہ ان کو جگہ دیں گے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں بنتا۔'' امام زہری کہتے ہیں: خیف وادی کو کہتے ہیں۔

**فوائد:** …… جب آپ ﷺ نے تیرہ ذوالحجہ کو جمروں کو کنکریاں مارنے سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف واپس پلٹنا تھا تو خیف وادی میں پڑاؤ ڈالنے کا عزم کیا، اس وادی کو مُحَصَّب، ابطح اور بطحاء بھی کہتے ہیں۔

**فوائد:** …… وادیٔ خیف میں نبی کریم ﷺ کا پڑاؤ ڈالنا محض اتفاقا نہیں تھا، بلکہ آپ ﷺ نے بالارادہ یہ قیام کیا، جیسا کہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے (زاد المعاد) میں کہا: نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اس مقام پر اسلام کے شعائر کا اظہار کیا جائے، جہاں کافروں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے کفر کے شعائر کا اظہار کیا تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ کفر وشرک کے مقامات پر توحید کے شعائر کا قیام عمل میں لاتے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مسجدِ طائف، لات وعزی کے مقام پر تعمیر کی جائے۔

رہا مسئلہ صحیح مسلم کی اس روایت کا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وادیٔ ابطح (وادیٔ محصب) میں اترنا سنت نہیں ہے اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس پڑاؤ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

محققین نے ان روایات کے دو جوابات دیے ہیں: (۱) مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے، (۲) سرے سے ان دو میں کوئی تضاد اور تناقض نہیں ہے، کیونکہ نفی کرنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ اس مقام پر اترنا حج کے مناسک میں سے نہیں ہے کہ اس کو ترک کرنے کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم آئے اور ثابت کرنے والوں نے چاہا ہے کہ تمام افعال میں آپ ﷺ کی پیروی کی جائے، وہ بھی اس چیز کو لازم نہیں قرار دیتے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَرَضِ أَبِيْ طَالِبٍ وَوَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ وَمَا وَرَدَ فِيْهِ

## ابو طالب کی بیماری، وفات، دفن اور اس سے متعلقہ روایات کا بیان

(۱۰۵۴۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرِضَ أَبُوْ طَالِبٍ فَأَتَتْهُ قُرَيْشٌ وَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابو طالب بیمار ہو گیا اور قریشی اس کے پاس آئے اور نبی کریم ﷺ بھی اس

(۱۰۵۴۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، یحیی بن عمارہ فی عداد المجهولین، أخرجه الترمذی: ۳۲۳۲ (انظر: ۲۰۰۸)

يَعُوْدُهُ وَعِنْدَ رَأْسِهِ مَقْعَدُ رَجُلٍ، فَقَامَ أَبُوْ جَهْلٍ فَقَعَدَ فِيْهِ فَقَالُوْا: إِنَّ ابْنَ أَخِيْكَ يَقَعُ فِيْ آلِهَتِنَا، قَالَ: مَا شَأْنُ قَوْمِكَ يَشْكُوْنَكَ! قَالَ: ((يَاعَمِّ! أُرِيْدُهُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ، تَدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّي الْعَجَمُ إِلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ۔)) قَالَ: مَاهِيَ؟ قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) فَقَامُوْا فَقَالُوْا: أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلٰهًا وَاحِدًا، قَالَ وَنَزَلَ ﴿صٓ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ﴾ فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ أَبِيْ: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ وَحَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ثَنَا عِبَادٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَقَالَ أَبِيْ: قَالَ الْأَشْجَعِيُّ: يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۰۸)

کی تیمار داری کرنے کے لیے پہنچ گئے، اس کے سر کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی گنجائش تھی، اتنے میں ابو جہل کھڑا ہوا اور اس جگہ پر بیٹھ گیا، لوگوں نے آپ ﷺ کا شکوہ کرتے ہوئے کہا: ابو طالب! تیرا یہ بھتیجا ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے، ابو طالب نے کہا: آپ کی قوم آپ کی شکایت کر رہی ہے، کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے چچا جان! میں ان سے ایسا کلمہ پڑھوانا چاہتا ہوں کہ جس کے ذریعے عرب ان کے ماتحت ہو جائیں گے اور عجم ان کو جزیہ ادا کریں گے۔'' اس نے کہا: وہ کلمہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔'' یہ سن کر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: کیا اس نے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے؟ پھر یہ قرآن نازل ہوا: ''ص! اس نصیحت والے قرآن کی قسم! بلکہ کفار غرور و مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں، ہم نے ان سے پہلے بھی بہت سی امتوں کو تباہ کر ڈالا، انھوں نے ہر چند چیخ و پکار کی، لیکن وہ وقت چھٹکارے کا نہ تھا، اور کافروں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان ہی میں سے ایک انہیں ڈرانے والا آ گیا اور کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر بہت جھوٹا ہے، کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا ہے، واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔'' (سورۂ ص: ۱ تا ۵)

**فوائد:** ......ابو طالب کی وفات رجب یا رمضان ۱۰ نبوت میں ہوئی تھی۔

(۱۰۵۴۵)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمِّهِ: ((قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ: لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزْعُ، لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہہ دو، میں قیامت کے روز اس کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دوں گا۔'' انھوں نے کہا: اگر قریشی مجھے عار دلاتے ہوئے یہ نہ کہتے کہ بے صبری نے ابو طالب کو یہ کلمہ پڑھنے پر آمادہ کیا ہے تو میں یہ کلمہ ادا کر کے تیری آنکھ کو ٹھنڈا کر دیتا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی اتاری:

---

(۱۰۵٤٥) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵ (انظر: ۹٦۱۰)

اَحْبَبْتَ﴾ اَلْآیَۃَ۔ (مسند احمد: ۹۶۰۸)

''بیشک تو اس کو ہدایت نہیں دیتا، جس کو تو پسند کرتا ہے۔''

(۱۰۵۴۶)۔ عَنْ أَبِی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّیَ أَبُوْ طَالِبٍ أَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلْتُ: اِنَّ عَمَّکَ الشَّیْخَ قَدْ مَاتَ، قَالَ: ((اِذْھَبْ فَوَارِہِ، ثُمَّ لَا تُحْدِثْ شَیْئًا حَتّٰی تَأْتِیَنِیْ۔)) قَالَ: فَوَارَیْتُہُ ثُمَّ اَتَیْتُہُ، قَالَ: ((اِذْھَبْ فَاغْتَسِلْ، ثُمَّ لَا تُحْدِثْ شَیْئًا حَتّٰی تَأْتِیَنِیْ۔)) قَالَ: فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ آتَیْتُہُ، قَالَ: فَدَعَا لِیْ بِدَعْوَاتٍ مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ بِھَا حُمْرَ النَّعَمِ وَسُوْدَھَا، قَالَ: وَکَانَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ اِذَا اِغْتَسَلَ مَیِّتًا اِغْتَسَلَ۔ (مسند احمد: ۱۰۷۴)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہے: جب ابو طالب فوت ہوا تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ کا بوڑھا چچا مر گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو جا کر اس کو دفنا دے اور پھر کوئی کام کیے بغیر میرے پاس آجانا۔'' پس میں نے اس کو دفن کیا اور پھر آپ ﷺ کے پاس آ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو جا اور غسل کر اور پھر کوئی کام کیے بغیر میرے پاس پہنچ جا۔'' پس میں غسل کر کے آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، پھر آپ ﷺ نے میرے حق میں ایسی ایسی دعائیں کیں کہ مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ ان کی بجائے مجھے سرخ اور سیاہ اونٹ مل جائیں، اس کے بعد جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ میت کو غسل دیتے تو اس سے خود غسل کرتے تھے۔

(۱۰۵۴۷)۔ (مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنْ نَاجِیَۃَ بْنِ کَعْبٍ یُحَدِّثُ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہُ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اَبَا طَالِبٍ مَاتَ، فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِذْھَبْ فَوَارِہِ۔)) فَقَالَ: اِنَّہُ مَاتَ مُشْرِکًا، فَقَالَ: ((اِذْھَبْ فَوَارِہِ۔)) فَلَمَّا وَارَیْتُہُ رَجَعْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ لِیْ: ((اِغْتَسِلْ۔)) (مسند احمد: ۷۵۹)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ابو طالب مر گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جاؤ اور اس کو دفن کرو۔'' انھوں نے کہا: وہ تو شرک کی حالت میں مرا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جاؤ اور اس کو دفن کرو۔'' پس میں نے اس کو دفن کیا، پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''غسل کرلو۔''

(۱۰۵۴۸)۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ذُکِرَ عِنْدَہُ عَمُّہُ أَبُوْطَالِبٍ فَقَالَ: ((لَعَلَّہُ تَنْفَعُہُ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، فَیُجْعَلُ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ یَبْلُغُ کَعْبَیْہِ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ بروز قیامت ابو طالب کو میری سفارش سے فائدہ ہو اور اس کو جہنم کی ٹخنوں تک آنے والی

---

(۱۰۵۴۶) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی، أخرجہ النسائی: ۱/ ۱۱۰ (انظر: ۱۰۷۴)

(۱۰۵۴۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۱۰۵۴۸) تخریج: أخرجہ البخاری: ۳۸۸۵، ۶۵۶۴، ومسلم: ۲۱۰ (انظر: ۱۱۴۷۰)

يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ۔)) (مسند احمد: ١١٤٩٠)

آگ میں ڈالا جائے، جس سے اس کا دماغ کھولے گا۔‘‘

(١٠٥٤٩)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَمُّكَ أَبُوْطَالِبٍ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَنْفَعُكَ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ لَوْلَا أَنَا كَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ١٧٦٣)

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا چچا ابو طالب آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کو فائدہ پہنچاتا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اسی وجہ سے وہ ٹخنوں تک پہنچنے والی آگ میں ہوگا، اگر میں نہ ہوتا تو وہ آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔‘‘

**فوائد:** ......شریعت کا عام قانون یہی ہے کہ روزِ قیامت کسی کافر کے حق میں کوئی سفارش قبول نہیں ہوگی، یہ نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے کہ ابو طالب کے حق میں ان کی سفارش قبول ہوگی، جس کی وجہ سے سخت عذاب کی بجائے ہلکا عذاب ہو جائے گا۔

(١٠٥٥٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُوْطَالِبٍ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ نَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٣٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جہنمی لوگوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا، اس کو آگ کے دو جوتے پہنا دیے جائیں گے، جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔‘‘

**فوائد:** ...... جب نبی کریم ﷺ کی عمر آٹھ برس، دو مہینے اور دس دن ہوئی، آپ کے دادا عبدالمطلب انتقال کر گئے، ان کے بعد آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے آپ ﷺ کی کفالت کا بیڑا اٹھا لیا، یہ آپ ﷺ کے والد کے سگے بھائی تھے، انھوں نے آپ ﷺ سے خاص اور عرصۂ دراز کے لیے رحمت و شفقت برتی، آپ ﷺ زمانۂ اعلانِ نبوت یعنی چالیس سال کی عمر تک ان کے زیرِ سایہ رہے، پھر جب آپ ﷺ نے نبوت و رسالت کا اعلان کیا تو ابوطالب آپ ﷺ کے ایسے محافظ، بازو اور قلعہ ثابت ہوئے کہ مکہ کے بڑوں اور بیوقوفوں کے حملوں سے بچاؤ کے لیے اسلامی دعوت نے اس کے ہاں پناہ لیے رکھی، لیکن وہ خود اپنے باپ دادا کی ملت پر قائم رہے، اس لیے پورے طور پر کامیاب نہ ہو سکے، نبوت کے ابتدائی دس برسوں تک آپ ﷺ کو اپنے چچا کا تعاون حاصل رہا، ابو طالب کی وفات سنہ ۱۰ نبوی میں ہوئی۔

ابو طالب کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اسی سال میں وفات پا گئیں تھیں، اس طرح یہ آپ ﷺ کے لیے عام الحزن (غم کا سال) ثابت ہوا اور ان کے بعد آپ ﷺ پر مصائب کا تانتا بندھ گیا۔

(١٠٥٤٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٠٨، ٦٥٧٢، ومسلم: ٢٠٩، ٣٥٩ (انظر: ١٧٦٣)

(١٠٥٥٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٢ (انظر: ٢٦٣٦)

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَارِيْخِ وَفَاةِ خَدِيْجَةَ وَزَوَاجِهِ ﷺ بِعَائِشَةَ وَسَوْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ

## سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وفات اور آپ ﷺ کا سیدہ عائشہ اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہما سے شادی کرنا

(۱۰۵۵۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَفَّى خَدِيْجَةَ، قَبْلَ مَخْرَجِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِسَنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ وَأَنَا بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ۔ (مسند احمد: ۲٦۹۲۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے دو یا تین سال پہلے مجھ سے نکاح کیا تھا، اس وقت میری عمر سات برس تھی، یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے دنوں کی بات ہے۔

**فوائد:** ......سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دورِ جاہلیت میں طاہرہ کہا جاتا تھا، راجح قول کے مطابق سیدہ نے ماہِ رمضان ۱۰ نبوی میں وفات پائی، انھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ پچیس برس گزارے اور اس طرح عرصۂ دراز تک یہ عظیم خاتون نبی کریم ﷺ کا سہارا بنی رہی۔

(۱۰۵۵۲)۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ وَيَحْيٰى قَالَ: لَمَّا هَلَكَتْ خَدِيْجَةُ جَاءَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ، اِمْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَزَوَّجُ؟ قَالَ: ((مَنْ؟)) قَالَتْ: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا، قَالَ: ((فَمَنِ الْبِكْرُ؟)) قَالَتْ: اِبْنَةُ أَحَبِّ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ: ((وَمَنْ ثَيِّبٌ؟)) قَالَتْ: سَوْدَةُ ابْنَةُ زَمْعَةَ، قَدْ آمَنَتْ بِكَ وَاتَّبَعَتْكَ عَلٰى مَا تَقُوْلُ، قَالَ: ((اذْهَبِيْ فَاذْكُرِيْهِمَا عَلَيَّ۔)) فَدَخَلَتْ بَيْتَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ: يَا أُمَّ رُوْمَانَ! مَاذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، قَالَتْ: وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ،

ابو سلمہ اور یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کس سے؟'' انھوں نے کہا: اگر آپ کنواری کو چاہتے ہیں تو وہ بھی مل سکتی ہے اور اگر بیوہ چاہتے ہے تو وہ بھی مل سکتی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کنواری کون ہے؟'' انھوں نے کہا: آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے محبوب ترین شخص کی بیٹی ہے، عائشہ بنت ابی بکر ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''بیوہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: سودہ بنت زمعہ، وہ آپ کے ساتھ ایمان لائی ہے اور آپ کے فرمان کے مطابق آپ کی پیروی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، تم جاؤ اور دونوں کو میرے بارے میں یہ پیغام دو۔'' پس سیدہ خولہ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئی

---

(۱۰۵۵۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه البخاری: ۳۸۹٤، ۵۱۳۳، ۵۱۳٤، ومسلم: ۱٤۲۲ (انظر: ۲٦۳۹۷)

(۱۰۵۵۲) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۳/ ۵۷، وأخرجه مختصرا ابوداود: ٤۹۳۷ (انظر: ۲۵۷٦۹)

قَالَتِ: انْتَظِرِي أَبَابَكْرٍ حَتّٰى يَأْتِيَ فَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَتْ: يَا أَبَابَكْرٍ مَاذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَ: وَهَلْ تَصْلُحُ لَهُ إِنَّمَا هِيَ ابْنَةُ أَخِيْهِ، فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، قَالَ: ((ارْجِعِيْ إِلَيْهِ فَقُوْلِيْ لَهُ: أَنَا أَخُوْكَ وَأَنْتَ أَخِيْ فِي الْإِسْلَامِ، وَابْنَتُكَ تَصْلُحُ لِيْ.)) فَرَجَعَتْ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ لَهُ، قَالَ: انْتَظِرِيْ وَخَرَجَ، قَالَتْ أُمُّ رُوْمَانَ: إِنَّ مُطْعِمَ بْنَ عَدِيٍّ قَدْ كَانَ ذَكَرَهَا عَلَى ابْنِهِ فَوَاللّٰهِ! مَا وَعَدَ وَعْدًا قَطُّ فَأَخْلَفَهُ لِأَبِيْ بَكْرٍ، فَدَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَلَى مُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ وَعِنْدَهُ امْرَأَتُهُ أُمُّ الْفَتٰى، فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أَبِيْ قُحَافَةَ! لَعَلَّكَ مُصْبٍ صَاحِبَنَا مُدْخِلُهُ فِيْ دِيْنِكَ الَّذِيْ أَنْتَ عَلَيْهِ إِنْ تَزَوَّجَ إِلَيْكَ؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلْمُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ: أَقَوْلَ هٰذِهِ تَقُوْلُ، قَالَ: إِنَّهَا تَقُوْلُ ذٰلِكَ، فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ وَقَدْ أَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ فِيْ نَفْسِهِ مِنْ عِدَتِهِ الَّتِيْ وَعَدَهُ فَرَجَعَ، فَقَالَ: ادْعِيْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَتْهُ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ، وَعَائِشَةُ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ، ثُمَّ خَرَجَتْ فَدَخَلَتْ عَلَى سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ فَقَالَتْ: مَاذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ! قَالَتْ: وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ:

اور کہا: اے ام رومان! اللہ تعالیٰ نے کیا خیر و برکت تمہارے گھر میں داخل کر دی ہے! اس نے کہا: وہ کیا، سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، میں عائشہ کے لیے آپ ﷺ کی منگنی کا پیغام لے کر آئی ہوں، اس نے کہا: ابو بکر کے آنے کا انتظار کر، اتنے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے، سیدہ خولہ نے کہا: اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر کیا خیر و برکت نازل کر دی ہے! انھوں نے کہا: وہ کیا، اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، میں عائشہ کے لیے آپ ﷺ کی منگنی کا پیغام لے کر آئی ہوں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ عائشہ آپ ﷺ کے لیے جائز ہے، یہ آپ ﷺ کی بھتیجی ہے، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹیں اور آپ ﷺ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو لوٹ جا اور ان کو کہہ: میں تیرا اور تو میرا اسلامی بھائی ہے اور تیری بیٹی میرے لیے جائز ہے۔'' پس وہ لوٹی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتلائی، اب کی بار انھوں نے کہا: تو پھر تو انتظار کر، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نکل پڑے، اُدھر سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے یہ تفصیل بتائی کہ مطعم بن عدی نے عائشہ کے لیے اپنے بیٹے کا ذکر کیا تھا، پس اللہ کی قسم ہے کہ کبھی ایسے نہیں ہوا کہ وہ وعدہ کرے اور پھر ابو بکر کے لیے اس کی پاسداری نہ کرے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مطعم بن عدی کے پاس پہنچ گئے، اس کی بیوی ام الفتی اس کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی، اس کی بیوی نے کہا: اے ابن ابی قحافہ! اگر ہمارا بندہ تیری طرف شادی کر لے تو ممکن ہوگا کہ تو اس کو بے دین بنا کر اپنے دین میں داخل کر دے، یہ سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطعم بن عدی سے کہا: کیا یہی بات ہے جو یہ کر رہی ہے؟ اس نے کہا: بس یہ تو یہی بات کہتی ہے، (سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ مطعم اپنی بیوی

أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْطُبُكَ عَلَيْهِ، قَالَتْ: وَدِدْتُ، اُدْخُلِيْ اِلٰى أَبِيْ فَاذْكُرِيْ ذَاكِ لَهُ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ اَدْرَكَهُ السِّنُّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ الْحَجِّ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فَحَيَّتْهُ بِتَحِيَّةِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟ فَقَالَتْ: خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ، قَالَ: فَمَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ اَخْطُبُ عَلَيْهِ سَوْدَةَ، قَالَ: كُفْءٌ كَرِيْمٌ، مَاذَا تَقُوْلُ صَاحِبَتُكِ؟ قَالَتْ: تُحِبُّ ذَاكَ، قَالَ: ادْعُهَا اِلَيَّ فَدَعَيْتُهَا قَالَ: أَيْ بُنَيَّةُ! اِنَّ هٰذِهِ تَزْعَمُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَرْسَلَ يَخْطُبُكِ، وَهُوَ كُفْءٌ كَرِيْمٌ، أَ تُحِبِّيْنَ أَنْ أُزَوِّجَكِ بِهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ادْعِيْهِ لِيْ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِ فَزَوَّجَهَا اِيَّاهُ، فَجَاءَ هَا أَخُوْهَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ مِنَ الْحَجِّ فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ رَأْسِهِ التُّرَابَ، فَقَالَ بَعْدَ أَنْ أَسْلَمَ: لَعَمْرُكَ! اِنِّيْ لَسَفِيْهٌ يَوْمَ أَحْثِيْ فِيْ رَأْسِيَ التُّرَابَ اَنْ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِيْ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فِي السُّنْحِ، قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ بَيْتَنَا وَاجْتَمَعَ اِلَيْهِ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَنِسَاءٌ، فَجَاءَتْنِيْ أُمِّيْ وَاِنِّيْ لَفِيْ أُرْجُوْحَةٍ بَيْنَ عَذْقَيْنِ تَرْجَحُ بِيْ، فَاَنْزَلَتْنِيْ مِنَ الْأُرْجُوْحَةِ وَلِيَ جُمَيْمَةٌ

سے اتفاق کر رہا ہے) لہٰذا وہ اس کے پاس سے نکل پڑے اور ان کے دل میں اس شخص کے وعدے کے بارے میں جو بات تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کو ختم کر دیا، پس ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے اور خولہ سے کہا: تو رسول اللہ ﷺ کو بلا، پس اس نے آپ ﷺ کو بلایا اور انھوں نے آپ ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر دیا، اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ برس تھی، پھر سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا وہاں سے نکلی اور سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیا خیر و برکت نازل کر دی ہے! اس نے کہا: وہ کیسے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تجھے منگنی کا پیغام دینے کے لیے مجھے بھیجا ہے، انھوں نے کہا: میں تو یہ چاہتی ہوں، لیکن تو میرے ابو کے پاس جا اور ان سے اس چیز کا ذکر وہ عمر رسیدہ بزرگ تھے اور ادھیڑ عمری کی وجہ سے حج سے پیچھے رہ گئے تھے، پس وہ ان کے پاس گئی اور ان کو جاہلیت والا اسلام کہا، اس نے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: میں خولہ بنت حکیم ہوں، اس نے کہا: تو کیسے آئی ہے؟ اس نے کہا: محمد بن عبد اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، میں سودہ کے لیے آپ ﷺ کی منگنی کا پیغام لے کر آئی ہوں، اس نے کہا: یہ تو بڑا بہترین کفو ہے، لیکن تیری سہیلی سودہ خود کیا چاہتی ہے؟ اس نے کہا: وہ تو اس چیز کو پسند کر رہی ہے، اس نے کہا: اس کو میری طرف بلا، پس میں اس کو بلا لائی، اس نے کہا: اے میری پیاری بیٹی! یہ خولہ بتا رہی ہے کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ نے منگنی کے لیے تجھے پیغام بھیجا ہے، یہ بڑا بہترین کفو ہے، تو کیا تو یہ پسند کرے گی کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تیری شادی کر دوں؟ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: خولہ رسول اللہ ﷺ کو بلا کر لے آ، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور اس نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی

فَفَرَقَتْهَا وَمَسَحَتْ وَجْهِي بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ أَقْبَلَتْ تَقُودُنِي حَتَّى وَقَفَتْ بِي عِنْدَ الْبَابِ وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ مِنْ نَفْسِي، ثُمَّ دَخَلَتْ بِي فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ جَالِسٌ عِنْدَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِنَا، وَعِنْدَهُ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَجْلَسَتْنِي فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ قَالَتْ: هٰؤُلَاءِ أَهْلُكَ فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهِمْ وَبَارَكَ لَهُمْ فِيكَ، فَوَثَبَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَخَرَجُوا، وَبَنَى بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِنَا مَا نُحِرَتْ عَلَيَّ جَزُورٌ وَلَا ذُبِحَتْ عَلَيَّ شَاةٌ حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيْنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ بِجَفْنَةٍ كَانَ يُرْسِلُ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ إِذَا دَارَ إِلَى نِسَائِهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ۔ (مسند احمد: ٢٦٢٨٨)

آپ ﷺ سے شادی کر دی، جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے واپس آیا اور اسے اس شادی کا علم ہوا تو اس نے اپنے سر پر مٹی پھینکنا شروع کر دی، لیکن اس نے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد کہا تھا: تیری عمر کی قسم! جس دن میں نے رسول اللہ ﷺ اور سودہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی وجہ سے اپنے سر پر مٹی ڈالی تھی، اس دن میں بیوقوف تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پس ہم لوگ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور سُنُخ مقام پر بنو حارث بن خزرج کے ہاں اترے، پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ ہمارے گھر میں داخل ہوئے اور انصاریوں کے خواتین و حضرات آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے، میری ماں میرے پاس آئی، جبکہ میں کھجور کے دو درختوں کے درمیان بندھے ہوئے پنگھوڑے میں تھی، انھوں نے مجھے پنگھوڑے سے اتارا، میرے سر کے بال کندھوں تک تھے، انھوں نے ان میں کنگھی کی اور میرے چہرے کو پانی سے دھویا اور پھر وہ مجھے چلاتی ہوئی آگے بڑھیں، یہاں تک کہ دروازے پر کھڑی ہو گئیں، مجھے سانس چڑھا ہوا تھا، پھر جب میرا سانس تھما تو وہ مجھے لے کر گھر میں داخل ہوئیں وہاں رسول اللہ ﷺ چارپائی پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پاس انصاری خواتین و حضرات بھی موجود تھے، میری ماں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بٹھا کر کہا: یہ تیرے اہل ہیں، اللہ تعالیٰ ان میں تیری لیے اور تجھ میں ان کے لیے برکت نازل فرمائے، پھر خواتین و حضرات اٹھے اور گھر سے باہر چلے گئے، وہیں ہمارے گھر رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ خلوت اختیار کی، میری شادی پر نہ اونٹ ذبح کیے گئے اور نہ بکریاں، سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف کھانے کا ایک برتن بھیجا تھا، عام طور پر جب آپ ﷺ

شادی کے موقع پر اپنی بیوی سے خلوت اختیار کرتے تھے تو وہ یہ کھانا بھیجا کرتے تھے، اس وقت میری عمر نو برس تھی۔

**فوائد:** ...... حکمت و دانائی والے لوگوں کی کتنی خوبصورت باتوں کا تذکرہ ہے۔

## بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَهِيَ أَوَّلُ نَفْسٍ آمَنَتْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَتْهُ

## ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی تصدیق کی

(۱۰۵۵۳)۔ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: اَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ مَعَهَا فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّيْ، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ۔ (مسند احمد: ۷۱۵٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خدیجہ ایک برتن میں سالن یا کھانا یا مشروب لے کر آ رہی ہیں، جب وہ آپ کے پاس پہنچیں تو ان کو ان کے ربّ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہنا اور ان کو جنت میں یاقوت والے موتیوں کے ایسے گھر کی خوشخبری سنانا کہ اس میں شور وغل ہوگا نہ تعب و تکان۔''

(۱۰۵۵٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۸)

سیدنا عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ کو ایسے گھر کی خوشخبری سناؤں جو یاقوت والے موتیوں سے بنا ہوا ہے اور اس میں شور وغل ہے نہ تعب و تکان۔''

(۱۰۵۵۵)۔ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ يَعْنِيْ اِبْنَ أَبِيْ خَالِدٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَكَانَ رَسُوْلُ

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے صحابیٔ رسول سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی تھی؟ انھوں

---

(۱۰۵۵۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۸۲۰، ۷٤۹۷، ومسلم: ۲٤۳۲ (انظر: ۷۱۵٦)

(۱۰۵۵٤) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الحاكم: ۳/ ۱۸۵، وابويعلى: ٦۷۹۷، وابن حبان: ۷۰۰۵ (انظر: ۱۷۵۸)

(۱۰۵۵۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۷۹۲، ومسلم: ۲٤۳۳ (انظر: ۱۹۱٤۳)

اللّٰهِ ﷺ بَشَّـرَ خَدِيْجَةَ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِـى الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَـصَـبَ ، قَـالَ يَـعْلٰـى: وَقَـالَ مَـرَّةً: لَاصَخَبَ أَوْ لَالَغْوَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ۔ (مسند احمد: ١٩٣٥٦)

نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے ان کو جنت میں یاقوت کے موتیوں سے بنے ہوئے ایک گھر کی خوشخبری دی تھی، اس گھر میں شور ہوگا نہ تھکاوٹ، ایک روایت میں ہے: اس میں شور یا لغو بات نہیں ہوگی اور نہ تھکاوٹ۔

**فوائد:** ......سیدہ خدیجہ کے جنت والے گھر کی صفات بھی بیان کر دی گئی ہیں۔

(١٠٥٥٦)۔ عَنْ عَـائِشَةَ قَـالَتْ: مَا غِرْتُ عَـلـى اِمْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ ، وَلَقَدْ هَـلَـكَـتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ ، لِـمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّـرَهَـا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ فِي الْجَنَّةِ ، وَإِنْ كَـانَ لَيَـذْبَـحُ الشَّـاةَ ، ثُمَّ يُهْدِيْ فِيْ خُلَّتِهَا مِنْهَا۔ (مسند احمد: ٢٤٨١٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کسی عورت پر اتنی غیرت نہیں کی، جتنی مجھے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی، حالانکہ وہ آپ ﷺ کی میرے ساتھ شادی کرنے سے تین سال پہلے وفات پا گئی تھیں، اس غیرت کی وجہ یہ تھی کہ میں آپ ﷺ کو کثرت سے ان کا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی اور ربّ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ آپ ﷺ ان کو جنت میں یاقوت والے موتیوں کے گھر کی خوشخبری دیں اور آپ ﷺ جب بکری ذبح کرتے تھے تو اس میں کچھ حصہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ارسال کرتے تھے۔

**فوائد:** ...... نبی کریم کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہنے والی، گھبراہٹوں میں آپ ﷺ کا سہارا بننے والی اور آپ ﷺ پر اپنا سرمایا لٹا دینے والی آپ کی وفادار بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کی قدر کی اور انھیں جنت میں گھر کی بشارت سنوا دی۔

(١٠٥٥٧)۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ قَـالَ: خَطَّ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ فِـى الْأَرْضِ أَرْبَـعَةَ خُـطُوْطٍ ، قَالَ: تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُـوْلُـهُ أَعْـلَـمُ ، فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْـضَـلُ نِسَـاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچے، پھر پوچھا: ''کیا تم ان لکیروں کے بارے میں جانتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت والی خواتین میں سب سے افضل یہ چار ہیں: خدیجہ

---

(١٠٥٥٦) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٠٠٤، ٧٤٨٤، ومسلم: ٢٤٣٥ (انظر: ٢٤٣١٠)

(١٠٥٥٧) تخريج: اسناده صحيح ، أخرجه ابويعلى: ٢٧٢٢، والحاكم: ٣/ ١٨٥، وابن حبان: ٧٠١٠، والطبرانی: ١١٩٢٨ (انظر: ٢٦٦٨)

خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ؑ۔)) (مسند احمد: ٢٦٦٨)

بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران۔''

**فوائد**: ……سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، کون ہے سیدہ خدیجہ، جب لوگ محمد ﷺ کے ساتھ کفر کر رہے تھے، اس وقت سیدہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں، جب تکبر کرنے والے آپ ﷺ سے رک رہے تھے، تب سیدہ نے آپ ﷺ کی تصدیق کی، جب لوگ آپ ﷺ پر بخل کر رہے تھے، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ پر سخاوت کی، جب آپ ﷺ پر اجنبیت طاری تھی، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ سے انس کیا، جب آپ ﷺ سیدنا جبریل علیہ السلام کی پہلی آمد پر پریشان ہوئے، اس وقت سیدہ نے آپ ﷺ کے خصائل حمیدہ کا ذکر کر کے آپ ﷺ کو تسلی دی اور آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

(١٠٥٥٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ۔ (مسند احمد: ١٢٤١٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی۔

**فوائد**: ……اس حدیث کا متن یہ ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔)) ……''جہانوں کی خواتین میں چار عورتیں تجھے کافی ہیں: مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد ﷺ اور آسیہ، جو کہ فرعون کی بیوی تھیں۔''

کیا عظمت ہے ان چار عظیم خواتین کی، سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔)) ……''مردوں میں تو بہت زیادہ نے کمال حاصل کیا، لیکن خواتین میں صرف سیدہ مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ علیہما السلام درجۂ کمال تک پہنچ سکیں، اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت باقی خواتین پر اس طرح ہے، جیسے ثرید کی باقی کھانوں پر ہے۔'' (صحیح بخاری: ۴۹۹۸، صحیح مسلم: ۴۴۵۹)

(١٠٥٥٩)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ۔)) (مسند احمد: ٦٤٠)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیدہ مریم بنت عمران علیہا السلام اپنے زمانے کی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے عہد کی خواتین میں سب سے بہتر تھیں۔''

---

(١٠٥٥٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الترمذي: ٣٨٧٨ (انظر: ١٢٣٩١)

(١٠٥٥٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٣٢، ٣٨١٥، ومسلم: ٢٤٣٠ (انظر: ٦٤٠)

(١٠٥٦٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا ذَكَرَ خَدِيْجَةَ أَثْنٰى عَلَيْهَا مَا أَحْسَنَ الثَّنَاءَ، قَالَتْ: فَغِرْتُ يَوْمًا فَقُلْتُ: مَا أَكْثَرَ مَا تَذْكُرُهَا حَمْرَاءَ الشِّدْقِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا خَيْرًا مِنْهَا، قَالَ: ((مَا أَبْدَلَنِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْهَا، قَدْ آمَنَتْ بِيْ إِذْ كَفَرَ بِيَ النَّاسُ، وَصَدَّقَتْنِيْ إِذْ كَذَّبَنِي النَّاسُ، وَوَاسَتْنِيْ بِمَالِهَا إِذْ حَرَمَنِيَ النَّاسُ، وَرَزَقَنِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَدَهَا إِذْ حَرَمَنِيْ أَوْلَادَ النِّسَاءِ۔)) (مسند احمد: ٢٥٣٧٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے تو ان کی تعریف کرتے اور بہت اچھی تعریف کرتے، ایک دن مجھے بڑی غیرت آئی اور میں نے کہا: آپ اس سرخ باچھ والی بڑھیا کا اس قدر زیادہ تذکرہ کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا بہترین متبادل عطا کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر متبادل نہیں دیا، خدیجہ تو وہ تھی جو اس وقت ایمان لائی، جو لوگ میرے ساتھ کفر کر رہے تھے، اس نے اس وقت میری تصدیق کی، جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے، اس نے اپنے مال کے ساتھ اس وقت میری ہمدردی کی، جب لوگ مجھے محروم کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اس وقت اولاد عطا کی، جب وہ مجھے عورتوں کی اولاد سے محروم کر رہا تھا۔''

(١٠٥٦١)۔ (عَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمًا خَدِيْجَةَ فَأَطْنَبَ فِي الثَّنَاءِ عَلَيْهَا، فَأَدْرَكَنِيْ مَا يُدْرِكُ النِّسَاءَ مِنَ الْغَيْرَةِ، فَقُلْتُ: لَقَدْ أَعْقَبَكَ اللّٰهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حمراءَ الشِّدْقَيْنِ، قَالَتْ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَغَيُّرًا لَمْ أَرَهُ تَغَيَّرَ عِنْدَ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا عِنْدَ نُزُوْلِ الْوَحْيِ وَعِنْدَ الْمَخِيْلَةِ حَتّٰى يَعْلَمَ رَحْمَةٌ أَوْ عَذَابٌ۔ (مسند احمد: ٢٥٧٢٥)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا اور کافی دیر تک ان کی تعریف کی، مجھ پر وہی غیرت غالب آ گئی، جو عورتوں پر غالب آ جاتی ہے اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو قریش کی اس سرخ باچھوں والی بڑھیا کا متبادل تو دے دیا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ کا چہرہ اس قدر بدلا کہ میں نے کبھی بھی آپ ﷺ کو اس انداز میں نہیں دیکھا تھا، ما سوائے نزولِ وحی کے وقت یا بادل کے نمودار ہوتے وقت، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو پتہ چل جاتا کہ وہ رحمت ہے یا عذاب۔

**فوائد:** ......سیدہ عائشہ کی ''سرخ باچھوں'' سے مراد یہ ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو گئی تھیں، یہاں تک کہ ان کے دانت گر گئے تھے اور اس وجہ سے منہ میں سفیدی ختم ہو گئی تھی اور بس مسوڑھوں کی سرخی باقی رہ گئی تھی، جواباً نبی مہربان ﷺ نے سیدہ خدیجہ کو بے مثال ام المؤمنین قرار دیتے ہوئے ان کے خصائلِ حمیدہ کا ذکر کیا، آپ ﷺ کا

(١٠٥٦٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٤٣٧ (انظر: ٢٤٨٦٤)

(١٠٥٦١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

معیارسیدہ کے عظیم کارنامے تھے۔

علمائے کرام نے اس موقع پر ایک بڑی خوبصورت بات کی ہے اور وہ یہ کہ خواتین کے ساتھ ان کی جلن اور غیرت کے معاملے میں نرمی برتی گئی ہے، کیونکہ عام خواتین کی یہ فطرت ہے، ان کی برداشت اور عدم برداشت کا کوئی کلیہ ضابطہ نہیں ہے، ان کا مزاج بڑی سے بڑی نیکیوں کو نظر انداز کر دیتا اور بڑی سے بڑی برائیوں کو معاف کر دیتا ہے، صبح کو ایک خاتون کی تعریف کر رہی ہوں گی اور شام کو اسی کے خلاف محاذ آرا ہوں گی، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں ڈانٹا۔

بادل کے نمودار ہوتے وقت آپ ﷺ کی پریشانی کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں عذاب ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ. تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ.﴾ ''پھر جب انھوں نے عذاب کو بصورت بادل دیکھا اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے تو کہنے لگے، یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے، (نہیں) بلکہ دراصل یہ ابر وہ (عذاب) ہے، جس کی تم جلدی کر رہے تھے، ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ وہ اپنے ربّ کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر دے گا، پس وہ اس طرح ہو گئے کہ صرف ان کے گھر نظر آ رہے تھے، ہم مجرم قوم کو ایسا ہی بدلہ چکھاتے ہیں۔'' (سورۂ احقاف: ۲۴، ۲۵)

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذَهَابِهِ ﷺ اِلَى الطَّائِفِ لَمَّا اشْتَدَّ عَلَيْهِ اِيْذَاءُ قُرَيْشٍ بَعْدَ مَوْتِ عَمِّهِ أَبِيْ طَالِبٍ مُسْتَنْجِدًا وَرَدِّهِمْ عَلَيْهِ أَسْوَأَ رَدٍّ

## آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات کے بعد قریش کا آپ کو سخت ایذا پہنچانا اور آپ ﷺ کا مدد طلب کرنے کے لیے طائف کی طرف جانا، لیکن ان کا بہت بری طرح آپ ﷺ کو ردّ کر دیا

(۱۰۵٦۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدٍ الْعَدْوَانِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَشْرِقِ ثَقِيْفٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى قَوْسٍ أَوْ عَصًا حِيْنَ أَتَاهُمْ يَبْتَغِيْ عِنْدَهُمُ النَّصْرَ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ حَتّٰى خَتَمَهَا، قَالَ: فَوَعَيْتُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ

سیدنا خالد عدوانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بنو ثقیف کی مشرقی جانب میں دیکھا، جبکہ آپ ﷺ کمان یا لاٹھی پر ٹیک لگا کر کھڑے تھے اور ان سے مدد طلب کرنے کے لیے آئے تھے، میں نے آپ ﷺ کو ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ والی سورت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس سورت کو مکمل کیا، میں

---

(۱۰۵٦۲) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن بن خالد العدواني، وتفرد به عبد الله بن عبد الرحمن الطائفي، وهو ضعيف يعتبر به في الشواهد والمتابعات، ولم يتابعه احد هنا، أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ۳/ ۱۳۸، وابن خزيمة: ۱۷۷۸، والطبراني في "الكبير": ٤١٢٦ (انظر: ۱۸۹۵۸)

وَأَنَا مُشْرِكٌ، ثُمَّ قَرَأْتُهَا فِي الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَدَعَتْنِي ثَقِيفٌ فَقَالُوْا: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَقَرَأْتُهَا عَلَيْهِمْ، فَقَالَ مَنْ مَعَهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ: نَحْنُ أَعْلَمُ بِصَاحِبِنَا، لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ مَا يَقُوْلُ حَقًّا لَتَبِعْنَاهُ۔ (مسند احمد: ١٩١٦٦)

نے دورِ جاہلیت میں شرک کی حالت میں بھی یہ سورت یاد کی تھی، اور پھر مشرف باسلام ہو کر بھی اس کی تعلیم حاصل کی تھی، بنو ثقیف نے مجھے بلایا اور کہا: تو نے اس آدمی کو کیا پڑھتے ہوئے سنا ہے؟ میں نے جواباً ان کو سورۂ طارق سنائی، لیکن ان کے پاس موجود قریشی لوگوں نے کہا: ہم اپنے صاحب (محمد ﷺ) کو زیادہ جانتے ہیں، اگر ہمیں یہ علم ہو جاتا کہ اس کی بات حق ہے تو ہم ضرور اس کی پیروی کرتے۔

**فوائد:** ......ثقیف کا تعلق ہوازن قبیلہ سے تھا اور یہ بنو ثقیف قبیلے کا بڑا باپ تھا، اس قبیلے کا مسکن طائف تھا، جب قریشیوں نے ابو طالب کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو سخت اذیتیں پہنچائیں تو آپ ﷺ طائف کی طرف روانہ ہو گئے، وہاں جا کر آپ ﷺ ایک ایک سردار کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک سے گفتگو کی اور اس کام میں دس دن گزار دیے، لیکن کسی نے آپ ﷺ کی بات نہ مانی، بلکہ یہ کہا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور اپنے بچوں، اوباشوں اور غلاموں کو شہ دے دی، چنانچہ جب آپ ﷺ نے واپسی کا قصد فرمایا تو انھوں نے آپ ﷺ کے دونوں جانب لائن لگا کر گالیاں دینی اور بدزبانی کرنی شروع کی، پھر پتھر برسانے لگے، جس سے آپ ﷺ کی ایڑیاں اور پاؤں زخمی ہو گئے اور جوتے خون سے تر ہو گئے، اس سفر میں آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، وہ آپ کو بچاتے رہے اور ان کے سر پر بھی کئی زخم آ گئے اور سفاکی کا یہ سلسلہ یہاں تک جاری رہا کہ آپ ﷺ کو عتبہ اور شیبہ فرزندانِ ربیعہ کے ایک باغ میں پناہ لینا پڑی، باقی اگلی حدیث کے فوائد میں۔

(١٠٥٦٣)۔ عَنْ جُنْدُبٍ الْبَجَلِيِّ قَالَ: أَصَابَ إِصْبَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَيْءٍ (وَقَالَ جَعْفَرٌ أَحَدُ الرُّوَاةِ: حَجَرٌ) فَدَمِيَتْ فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ، وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ۔)) (مسند احمد: ١٩٠٠٤)

سیدنا جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی انگلی کسی چیز اور ایک راوی کی روایت کے مطابق پتھر لگنے سے خون آلود ہو گئی، آپ ﷺ نے اس انگلی سے فرمایا: ''تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوئی ہے اور اللہ کے راستے میں اس تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔''

**فوائد:** ......درج ذیل حدیث میں سفرِ طائف کا ذکر ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: هَلْ أَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ قَالَ: ((لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا

(١٠٥٦٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٠٢، ومسلم: ١٧٩٦ (انظر: ١٨٧٩٧)

مَهْمُومٌ عَلٰى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ۔)) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔)) ...... کیا یوم احد سے بھی سخت دن آپ پر آیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہاری قوم کی جو جو تکلیفیں اٹھائی ہیں وہ اٹھائی ہیں اور سب سے زیادہ تکلیف جو میں نے اٹھائی وہ عقبہ کے دن تھی، جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری خواہش کو پورا نہیں کیا، پھر میں رنجیدہ ہو کر سیدھا چلا ابھی میں ہوش میں نہ آیا تھا کہ قرن الثعالب میں پہنچا، میں نے اپنا سر اٹھایا تو بادل کے ایک ٹکڑے کو اپنے اوپر سایہ فگن پایا، میں نے جو دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ سے آپ کی قوم کی گفتگو اور ان کا جواب سن لیا ہے، اب پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ایسے کافروں کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کہا، پھر کہا: اے محمد! یہ سب کچھ آپ کی مرضی ہے اگر آپ چاہیں تو میں أَخْشَبَيْن کو ان کافروں پر لا کر رکھ دوں۔'' لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ بالکل شرک نہ کریں گے۔'' (صحیح بخاری: ۳۲۳۱، صحیح مسلم: ۳۳۵۲)

أَخْشَبَيْن سے مراد مکہ کے دو پہاڑ ہیں: ابو قبیس اور اس کے سامنے والا قعیقعان۔

## اَبْوَابُ قِصَّةِ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
## رسول اللہ ﷺ کی اسراء اور معراج کے قصے کے ابواب

اسراء و معراج نبی کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے، اہل ایمان کو یہی زیب دیتا ہے کہ اس معجزہ سے متعلقہ جتنی احادیث صحیحہ منقول ہیں، وہ ان کو تسلیم کریں، یہ معجزہ مکی دور میں آپ ﷺ کے جسد اطہر اور روحِ مقدس سمیت پیش آیا، اسرا سے مراد راتوں رات نبی کریم ﷺ کا مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور معراج سے مراد بیت المقدس سے عالم بالا میں تشریف لے جانا ہے، مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک چالیس دنوں کا سفر ہے۔ اسراء و معراج کا واقعہ پانچ سن نبوی یا ستائیس رجب دس سن نبوی یا سترہ رمضان بارہ سن نبوی یا محرم یا سترہ ربیع الأول تیرہ سن نبوی کو پیش آیا۔

ہمارے ہاں واقعۂ اسرا و معراج کی مناسبت سے ہر سال ستائیس رجب کی رات کو مخصوص انداز میں گزارا جاتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کوئی حتمی بات نہیں کہ یہ معجزہ ستائیس رجب کو ہی عطا کیا گیا تھا، جیسا کہ مذکورہ بالا تاریخوں سے پتہ چل رہا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اس مناسبت سے کوئی مخصوص عمل کرنا بدعت کے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ جس

پاک ہستی نے یہ معجزہ وصول کیا، اس نے اس دن کوئی مخصوص عمل پیش نہیں کیا، اب اس واقعہ سے متعلقہ طویل احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## بَابُ مَا وَرَدَ فِیْ ذٰلِكَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رضی اللہ عنہما

## اس موضوع سے متعلقہ سیدنا انس بن مالک اور سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما کی روایات کا بیان

(۱۰۵٦٤)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: ثَنَا هَمَّامُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ یُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَالِكَ بْنَ صَعْصَعَةَ، أَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَیْلَةِ أُسْرِیَ بِهٖ قَالَ: ((بَیْنَا أَنَا فِی الْحَطِیْمِ (وَرُبَمَا قَالَ قَتَادَةُ: فِی الْحِجْرِ) مُضْطَجِعٌ إِذْ أَتَانِیْ آتٍ فَجَعَلَ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ: الْأَوْسَطُ بَیْنَ الثَّلَاثَةِ، قَالَ: فَأَتَانِیْ فَقَدَّ (وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ یَقُوْلُ: فَشَقَّ) مَا بَیْنَ هٰذِهٖ إِلٰی هٰذِهٖ، (قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ إِلٰی جَنْبِیْ: مَا یَعْنِیْ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ إِلٰی شِعْرَتِهٖ، وَقَدْ سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: مِنْ قُصَّتِهٖ إِلٰی شِعْرَتِهٖ) قَالَ: فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِیْ فَأُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ إِیْمَانًا وَحِكْمَةً فَغُسِلَ قَلْبِیْ، ثُمَّ حُشِیَ ثُمَّ أُعِیْدَ، ثُمَّ أُتِیْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْیَضَ (قَالَ: فَقَالَ الْجَارُوْدُ: هُوَ الْبُرَاقُ؟ یَا أَبَا حَمْزَةَ! قَالَ: نَعَمْ) یَقَعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصٰی طَرْفِهٖ، قَالَ: فَحُمِلْتُ عَلَیْهِ، فَانْطَلَقَ بِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَتّٰی أَتٰی بِیَ السَّمَاءَ الدُّنْیَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِیْلَ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ان کو اسراء والی رات کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا، میرے پاس ایک آنے والا یعنی جبریل رضی اللہ عنہ آیا اور اس نے اپنے ساتھی سے کہا: ان تینوں میں درمیان میں لیٹے ہوئے (محمد ﷺ) ہیں، پس وہ میرے پاس آیا اور اس جگہ سے اس جگہ تک لمبائی میں چاک کر دیا، قتادہ کہتے ہیں: میں نے اپنے پہلو میں بیٹھنے والے جارود سے پوچھا: اس سے آپ ﷺ کی مراد کیا تھی؟ انھوں نے کہا: ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان والی پست جگہ سے لے کر شرمگاہ کے بال اگنے والی جگہ تک پیٹ کو چاک کر دیا، پھر میرا دل نکالا گیا، ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سونے کا تھال میرے پاس لایا گیا، پھر میرے دل کو دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا اور پھر اصل حالت میں لوٹا دیا گیا، بعد ازاں میرے پاس ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا، وہ خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا لگ رہا تھا۔ جارود راوی نے کہا: اے ابوحمزہ! یہ جانور براق تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں، اس جانور کا قدم اس کی منتہائے نگاہ تک جاتا تھا، میں (محمد ﷺ) کو اس پر سوار کر لیا گیا اور حضرت جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چل پڑے، یہاں تک کہ مجھے آسمانِ دنیا تک لے آئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ

(۱۰۵٦٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۰۷، ۳۳۹۳، ۳۴۳۰، ۳۸۸۷، ومسلم: ۱٦٤ (انظر: ۱۷۸۳۵)

قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَقَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيهَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: هٰذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ! فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتٰى إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، قَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا يَحْيٰى وَعِيسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ، فَقَالَ: هٰذَا يَحْيٰى وَعِيسٰى، فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، قَالَ: فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، قَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: هٰذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ وَقَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:

ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: آپ کو مرحبا، آپ ﷺ کا آنا بہترین آمد ہے، پس آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا، جب میں اس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آدم علیہ السلام تشریف فرما ہیں، جبریل نے کہا: یہ آپ کے باپ آدم ہیں، ان کو سلام کہو، میں نے ان پر سلام کہا، انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو مرحبا، پھر جبریل آگے بڑھے اور دوسرے آسمان تک پہنچ گئے، وہاں دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: اور تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: مرحبا، یہ بہترین آمد ہے، پھر دروازہ کھول دیا گیا اور جب میں اس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو خالہ زاد یحییٰ اور عیسی علیہما السلام تشریف فرما ہیں، جبریل نے کہا: یہ یحییٰ اور عیسی ہیں، ان کو سلام کہو، پس میں سلام کہا اور انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر وہ مجھے لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس کہا گیا: آپ کو مرحبا، آپ کا آنا بہترین آمد ہے، پھر دروازہ کھول دیا گیا اور جب میں اس سے گزرا تو کیا دیکھا وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھے، جبریل نے کہا: یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، آپ ان کو سلام کریں، پس میں نے ان کو سلام کہا اور انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر وہ آگے کو بڑھے، یہاں

مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قَالَ: نَعَمْ، فَقِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ قَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ قَالَ: فَإِذَا إِدْرِيْسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: هٰذَا إِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ! قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قَالَ: ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، قَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هٰرُوْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: هٰذَا هٰرُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ! قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قَالَ: ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ! فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قَالَ: فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى، قِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي ثُمَّ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ

تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچ گئے اور کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: میں جبریل ہوں، کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا گیا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس کہا گیا: مرحبا، ان کا آنا بہترین آمد ہے، پس دروازہ کھول دیا گیا، پھر جب میں داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ ادریس علیہ السلام تشریف فرما ہیں، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس ہیں، آپ ان کو سلام کریں، پس میں نے ان کو سلام کہا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا اور پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا۔ بعد ازاں جبریل علیہ السلام پانچویں آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے، اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: خوش آمدید، ان کا آنا بہترین آمد ہے، پس دروازہ کھول دیا، جب میں اس سے آگے گزرا تو دیکھا کہ ہارون علیہ السلام تشریف فرما ہیں، جبریل نے کہا: یہ ہارون ہیں، آپ ان کو سلام کہیں، پس میں نے سلام کہا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا، پھر انھوں نے کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا، پھر انھوں نے چڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچ گئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: خوش آمدید، ان کا آنا بہترین آمد ہے، پس دروازہ کھول دیا گیا، جب میں اس سے داخل ہوا تو دیکھا موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ موسیٰ ہیں، آپ ان کو سلام کہیں، پس میں نے ان کو سلام کہا اور انھوں

أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّا يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي، قَالَ: ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ السَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، قَالَ: فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: هٰذَا إِبْرَاهِيْمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قَالَ: ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، فَقَالَ: هٰذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، قَالَ: وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ، نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ، قَالَ: ثُمَّ رُفِعَ إِلَى الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ، (قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى الْبَيْتَ الْمَعْمُوْرَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى حَدِيْثِ أَنَسٍ) قَالَ: ثُمَّ أُتِيْتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، قَالَ: فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، قَالَ: هٰذِهِ الْفِطْرَةُ، أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ، قَالَ: ثُمَّ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: فَرَجَعْتُ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ،

نے میرے سلام کا جواب دیا اور پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا، جب میں ان سے آگے بڑھا تو انھوں نے رونا شروع کر دیا، ان سے کہا گیا: تم کیوں رو رہے ہو؟ انھوں نے کہا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ ایک آدمی میرے بعد مبعوث کیا گیا، لیکن میری امت کی بہ نسبت اس کی امت کی اکثریت جنت میں داخل ہوگی، پھر وہ آگے کو بڑھے اور ساتویں آسمان تک پہنچ گئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل، کہا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: مرحبا، یہ بہترین آنا آئے، پس دروازہ کھول دیا گیا، جب میں اس سے آگے گزرا تو دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما ہیں، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، آپ ان کو سلام کہیں، پس میں نے ان کو سلام کہا اور انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو مرحبا، پھر میرے لیے سدرۃ المنتہی کو بلند کیا گیا، اس کا پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح اور اس کے پتے ہاتھوں کے کانوں کی طرح تھے، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ سدرۃ المنتہی ہے، وہاں چار نہریں تھیں، دو نہریں مخفی تھیں اور دو ظاہری، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ دو باطنی نہریں جنت میں جا رہی ہیں اور یہ دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں، پھر میرے لیے بیت معمور کو بلند کیا گیا۔ امام حسن بصری نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیت معمور کو دیکھا، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر وہ دوبارہ نہیں آ سکتے، پھر راوی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف لوٹے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا، ایک دودھ کا اور

فَقَالَ: بِمَاذَا أُمِرْتَ؟ قِيْلَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً، وَإِنِّيْ قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: بِأَرْبَعِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ أَرْبَعِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّيْ قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا أُخَرَ، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ لِيْ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِثَلَاثِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ لِثَلَاثِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّيْ قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمَعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا أُخَرَ، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ لِيْ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: بِعِشْرِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ الْعِشْرِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّيْ قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ

ایک برتن شہد کا لایا گیا، میں نے دودھ پکڑ لیا، اس نے کہا: یہ فطرت ہے، آپ اور آپ کی امت فطرت پر ہیں، پھر مجھ پر ایک دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، لیکن جب میں لوٹا اور موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انھوں نے کہا: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ایک دن میں پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، انھوں نے کہا: بیشک تیری امت پچاس نمازیں ادا نہیں کرسکتی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور میں بنی بنو اسرائیل کے ساتھ بڑی سخت مشق کی ہے، لہٰذا آپ اپنے ربّ کی طرف لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، پس میں لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں، پھر جب میں لوٹا اور موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انھوں نے کہا: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ایک دن میں چالیس نمازیں ادا کرنے کا حکم ملا ہے، انھوں نے کہا: بیشک آپ کی امت ایک دن میں چالیس نمازیں ادا نہیں کرسکتی، جبکہ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور میں نے بنی اسرائیل کے ساتھ معاملات کو بڑی سختی سے نمٹایا ہے، لہٰذا آپ اپنے ربّ کی طرف لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، سو میں لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے مزید دس نمازیں کم کر دیں، پھر میں موسی علیہ السلام کی طرف لوٹا اور انھوں نے کہا: آپ کو کس عمل کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ایک دن میں تیس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، انھوں نے کہا: بیشک آپ کی امت ایک دن میں تیس نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو پرکھ چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ بڑی سختی سے معاملات انجام دیئے ہیں، لہٰذا آپ لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، پس میں لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے

التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ ، فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ لِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَإِنِّي قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ ، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ ، فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ ، وَإِنِّي قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ ، قَالَ: قُلْتُ: قَدْ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَلٰكِنْ أَرْضَى وَأُسَلِّمُ ، فَلَمَّا نَفَذْتُ نَادَى مُنَادٍ قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي۔))

(مسند احمد: ۱۷۹۸۹)

مزید دس نمازیں کم کر دیں، لیکن پھر جب میں موسی علیہ السلام کے پاس لوٹا تو انھوں نے وہی سوال کیا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے، میں نے کہا: جی ایک دن میں بیس نمازوں کا، انھوں نے پھر وہی بات کہی کہ آپ کی امت ایک دن میں بیس نمازیں ادانہیں کرسکتی، جبکہ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور میں نے بنو اسرائیل کے ساتھ بڑی سخت مشق کی ہے، لہٰذا اپنے ربّ کی طرف لوجاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کرو، پس میں لوٹ گیا اور مجھے ایک دن میں دس نمازوں کا حکم دیا گیا، لیکن جب میں حضرت موسی علیہ السلام کی طرف لوٹا اور انھوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے تو میں نے کہا: جی ایک دن میں دس نمازوں کا، انھوں نے اب کی بار پھر کہا: بیشک آپ کی امت ایک دن میں دس نمازیں ادانہیں کرسکتی، جبکہ میں آپ سے پہلے لوگوں کی جانچ پڑتال کر چکا ہوں اور میں نے بنو اسرائیل بڑی سختی کے ساتھ آزمایا ہے، لہٰذا تو اپنے ربّ کی طرف لوٹ جا اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کر، پس میں پھر لوٹ گیا اور مجھے ایک دن میں پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا، میں حضرت موسی علیہ السلام کی طرف لوٹا اور انھوں نے پوچھا: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا؟ میں نے کہا: مجھے ایک دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے، انھوں نے پھر کہا: بیشک آپ کی امت ایک دن میں پانچ نمازیں ادانہیں کرسکتی اور میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور میں نے بنو اسرائیل کے ساتھ بڑی سختی کے ساتھ مشق کی ہے، لہٰذا آپ اپنے ربّ کی طرف لوٹیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، اب کی بار میں نے کہا: میں نے اپنے ربّ سے اتنی بار سوال کرلیا ہے کہ میں اس سے شرماتا ہوں، اب میں اسی پر راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں، پس جب میں آگے کو گزرا

تو آواز دینے والے نے آواز لگائی: تحقیق میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا ہے اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کی ہے۔''

(١٠٥٦٥)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ دِعَامَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ الْكَعْبَةِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَقُوْلُ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ: (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔) قَالَ: ثُمَّ رُفِعَ لَنَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوْا مِنْهُ لَمْ يَعُوْدُوْا فِيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَى سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ( فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ) قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدِ اخْتَلَفْتُ إِلٰى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ، لَا، وَلٰكِنْ أَرْضٰى وَأُسَلِّمُ، قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ نُوْدِيْتُ: أَنِّي قَدْ خَفَّفْتُ عَلٰى عِبَادِيْ وَأَمْضَيْتُ فَرَائِضِيْ وَجَعَلْتُ لِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا۔)) (مسند احمد: ١٧٩٩٠)

(دوسری سند) سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں کعبہ کے پاس سونے اور بیدار ہونے کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ کسی بات کرنے والے کی یہ آواز سنی: ان تینوں میں سے ایک ہے، ......، پھر میرے لیے بیتِ معمور کو بلند کیا گیا، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جب وہ نکل جاتے ہیں تو آخر تک دوبارہ نہیں آسکتے، پھر میرے لیے سدرۃ المنتہی کو بلند کیا گیا، اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے، ......، میں نے کہا: میں اپنے ربّ کے پاس اتنی بار جا چکا ہوں کہ اب مجھے شرم آتی ہے، اب میں نہیں جاؤں گا، بلکہ میں راضی ہوتا ہے اور تسلیم کرتا ہوں، پھر جب میں موسی علیہ السلام سے آگے کو گزرا تو مجھے یہ آواز دی گئی: بیشک میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کر دی ہے اور اپنا فریضہ نافذ کر دیا ہے اور ہر نیکی کا دس گناہ اجر وثواب کر دیا ہے۔''

(١٠٥٦٦)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: ثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، قَالَ: ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ

(تیسری سند) سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں بیت اللہ میں سونے اور جاگنے کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ تین میں ایک آدمی دو افراد کے درمیان متوجہ ہوا، پھر میرے پاس سونے کا ایک تھال لایا گیا، وہ حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا، پس اس فرشتے نے میرے

(١٠٥٦٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(١٠٥٦٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

السَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ أَقْبَلَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، فَأُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَلَأُهُ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا، فَشَقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِي الْبَطْنِ، فَغُسِلَ الْقَلْبُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ مُلِيءَ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا، ثُمَّ أُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قِيْلَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ))

(مسند احمد: ۱۷۹۸۷)

گلے سے پیٹ کے نیچے والے نرم مقام تک کے حصے کو چاک کر دیا، میرے دل کو زمزم کے پانی کے ساتھ دھو کر اس میں حکمت اور ایمان کو بھر دیا گیا، پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا، وہ خچر سے چھوٹا تھا اور گدھے سے بڑا تھا، پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چل پڑے، ہم آسمانِ دنیا تک جا پہنچے، کہا گیا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، کہا گیا: تیری ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں، کہا گیا: کیا ان کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، کہا گیا: ان کو خوش آمدید، ان کا آنا بہترین آمد ہے، ............۔''

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہما

### سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث کا بیان

(۱۰۵۶۷) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيءٍ حِكْمَةً وَإِيْمَانًا، فَأَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ، فَلَمَّا جَاءَ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَافْتَتَحَ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، مَعِيَ مُحَمَّدٌ، قَالَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَفُتِحَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر کی چھت کو کھولا گیا، جبکہ میں مکہ میں تھا، جبریل اترے، انھوں نے میرا سینہ چاک کیا، اس کو زمزم کے پانی سے دھویا، پھر سونے کا ایک تھال لے کر آئے، وہ حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا، اس کو میرے سینے میں بہا دیا اور پھر اس کو بند کر دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئے، جب آسمانِ دنیا کے پاس پہنچے تو دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پہرے دار نے کہا: یہ کون آیا ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں، اس نے کہا: کیا تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں، اس نے کہا: کیا ان کو پیغام

---

(۱۰۵٦۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳٤۹، ومسلم: ۱٦۳ (انظر: ۲۱۲۸۸)

فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ تَبَسَّمَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهِ بَكٰى، قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ، قَالَ: قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا آدَمُ وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ الْيَمِينِ هُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكٰى، قَالَ: ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيْلُ حَتّٰى جَاوَزَ السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا: افْتَحْ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ لَهُ، (قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَلَمْ يَثْبُتْ لِي كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قَالَ أَنَسٌ:) فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِإِدْرِيسَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا إِدْرِيسُ، قَالَ: ثُمَّ مررت بموسى، فقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا مُوْسٰى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ

بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، جب ہم آسمان دنیا سے اوپر کو چڑھے تو دیکھا کہ ایک آدمی ہے، اس کے دائیں طرف بھی کچھ وجود ہیں اور بائیں طرف بھی، وہ دائیں طرف دیکھ کر مسکراتا ہے اور بائیں طرف دیکھ کر روتا ہے، اس نے مجھے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو مرحبا، میں نے جبریل سے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور یہ ان کے دائیں بائیں جو وجود نظر آ رہے ہیں، یہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے جہنمی ہیں، اسی وجہ سے یہ دائیں طرف والوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں اور بائیں طرف والوں کو دیکھ کر روتے ہیں، پھر جبریل مجھے لے کر آگے کو بڑھے اور دوسرے آسمان تک جا پہنچے اور پہرے دار سے کہا: دروازہ کھولو، اس نے آگے سے وہی باتیں کیں، جو آسمان دنیا والے پہرے دار نے کہی تھیں۔'' انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر انھوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے آسمانوں میں آدم، ادریس، موسی، عیسی اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا، لیکن یہ بات مجھے یاد نہ رہ سکی کہ ان کی منزلیں کیسی تھیں، (یعنی کون کس آسمان میں تھا) البتہ اتنا یاد ہے کہ آپ ﷺ نے آدم علیہ السلام کو آسمانِ دنیا میں اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان میں پایا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''جب جبریل علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ، حضرت ادریس کے پاس سے گزرے تو انھوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بھائی کو مرحبا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے کہا: یہ کون ہے؟ جبریل نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں، پھر میں موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انھوں نے مجھے کہا: صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ موسی علیہ السلام ہیں پھر میں عیسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا،

الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ ، قَالَ: ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيْمَ ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، (قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِيْ اِبْنُ حَزْمٍ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُوْلَان: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ عَرَجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ بِمُسْتَوى أَسْمَعُ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ ، قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَرَضَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلٰى أُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً ، قَالَ: فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى أَمُرَّ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَقَالَ: مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً ، فَقَالَ لِيْ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: رَاجِعْ رَبَّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ ، قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فَوَضَعَ شَطْرَهَا ، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ ، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ ، قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ ، فَقُلْتُ: قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى أَتٰى بِيْ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى ، قَالَ: فَغَشِيَهَا

انھوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بھائی کو مرحبا، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انھوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔'' ابن حزم نے کہا: سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہم نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ مجھے لے کر آگے کو بڑھے، یہاں تک کہ میں ایسی سطح پر چڑھ گیا کہ مجھے قلمیں چلنے کی آواز سنائی دی۔'' سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، پس میں ان کے ساتھ واپس آیا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انھوں نے مجھ سے پوچھا: آپ کے ربّ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے کہا: آپ اپنے ربّ سے رجوع کریں، کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھی، پس میں نے اپنے ربّ سے مراجعہ کیا اور اس نے نصف نمازیں کم کر دیں، میں دوبارہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا اور ان کو صورتحال سے آگاہ کیا، انھوں نے کہا: آپ اپنے ربّ کے پاس واپس جائیں، آپ کی امت یہ عمل نہیں کر سکتی، پس میں پھر اپنے ربّ کے پاس گیا، اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ پانچ ہیں اور یہ پچاس ہیں، میرے ہاں قول تبدیل نہیں ہوتا، پس میں موسیٰ علیہ السلام کے طرف لوٹا، انھوں نے پھر کہا کہ آپ ابھی تک اپنے ربّ سے مراجعہ کریں، لیکن میں نے کہا: اب تو میں اپنے ربّ تعالیٰ سے شرماتا ہوں، پھر جبریل مجھے لے کر سدرۃ المنتہی کی طرف گیا، اس پر کئی رنگ تھے اور میں نہیں جانتا کہ وہ کون کون سے تھے، پھر مجھے جنت میں داخل

اَلْـوَانٌ مَـا أَدْرِیْ مَـاهِیَ، قَالَ: ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْـجَنَّةَ فَـإِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ.)) (مسند احمد: ٢١٦١٢)

کیا گیا، اس میں دیکھا کہ لولؤ موتیوں کے قبے تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی۔''

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مِنْ مُسْنَدِهِ

### اس موضوع سے متعلقہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اپنی مُسنَد کا بیان

(١٠٥٦٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُتِيْتُ بِـالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَـضُ طَـوِيْـلٌ فَـوْقَ الْحِمَـارِ وَدُوْنَ الْـبَغْـلِ، يَـضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰی طَرْفِهِ، قَـالَ: فَـرَكِبْتُـهُ حَتّٰی أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَـالَ: فَـرَبَـطْتُـهُ بِـالْـحَـلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْـهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَـاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِخْتَـرْتَ الْـفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَی السَّمَاءِ، فَـاسْتَـفْتَـحَ جِبْـرِيْلُ۔ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْـرِيْـلُ۔ قِيْـلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْـلَ: وَقَـدْ بُـعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَـفُتِـحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ، فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِـي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَی السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ۔ فَـاسْتَـفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْـتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْـهِ۔ فَـفُتِـحَ لَـنَـا، فَـإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس براق لایا گیا، وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا سفید رنگ کا لمبا جانور تھا، وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ جاتی تھی۔ میں اُس پر سوار ہوا، (اور چل پڑا) حتیٰ کہ بیت المقدس میں پہنچ گیا، میں نے اُس کو اُس کڑے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ دوسرے انبیاء بھی باندھتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب میں وہاں سے نکلا تو حضرت جبریل علیہ السلام شراب کا اور دودھ کا ایک ایک برتن لائے، میں نے دودھ کا انتخاب کیا۔ جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے۔ پھر ہمیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ (جب ہم وہاں پہنچے تو) جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ پھر کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا: (جی ہاں) انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی۔ پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پوچھا گیا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ فرشتوں نے پوچھا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔

(١٠٥٦٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٢ (انظر: ١٢٥٠٥)

عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا، فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ۔ ثُمَّ عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ۔ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ ﷺ، إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ۔ فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيْسَ، فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ۔ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ۔ فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِهَارُوْنَ ﷺ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى ﷺ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ

فرشتوں نے کہا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: (جی ہاں!)ان کو بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو دیکھا، اُن دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی۔ پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا، جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔فرشتوں نے پوچھا: کون؟اس نے کہا: جبریل۔ فرشتوں نے پوچھا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ۔ کہا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟جبریل نے کہا :جی ہاں! انہیں بلایا گیا ہے۔سو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، وہاں میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا،(ان کی خوبصورتی سے معلوم ہوتا تھا کہ) نصف حسن ان کو عطا کیا گیا ہے۔اُنہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف اٹھایا گیا، جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا: جی ہاں! اُن کو بلایا گیا ہے، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے ادریس کا مقام و مرتبہ بلند کیا۔پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا، اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا: کون؟ اس نے کہا: میں جبریل ہوں۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے جواب دیا: جی ہاں! انہیں بلایا گیا ہے، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ہارون ﷺ کو دیکھا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی

جِبْرِيْلُ۔ فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ مُسْنِداً ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَيَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَايَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ۔ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ، قَالَ:فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَاغَشِيَ، تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَا أَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ:مَافَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِيْنَ صَلَاةً۔ قَالَ: ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ۔ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ۔ فَقُلْتُ: يَارَبِّ! خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِي، فَحَطَّ عَنِّي خَمْساً فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْساً۔ قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ۔ قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ

دعا کی۔ پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور چھٹے آسمان پر دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! پس ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے وہاں موسیٰ ﷺ کو دیکھا۔ اُنہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور دروازہ کھولنے کے لیے کہا گیا۔ پوچھا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں! ان کو بلایا گیا ہے۔ سو دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے ابراہیم ﷺ کو دیکھا۔ وہ بیتِ معمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ (بیتِ معمور کی کیفیت یہ ہے کہ) ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی۔ پھر جبریل مجھے سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى کے پاس لے گئے، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے اور اُس کا پھل مٹکوں کی مانند۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی چیز سے اسے ڈھانکا گیا تو (اس کی کیفیت یوں) بدل گئی کہ اللہ کی مخلوق میں کوئی بھی اس کا حسن بیان نہیں کرسکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی اور ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں اُتر کر موسیٰ ﷺ کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا: تیرے رب نے تیری امت پر کیا کچھ فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے ربّ کے پاس جاؤ اور تخفیف کا سوال کرو، تیری امت (کے افراد) میں اتنی استطاعت نہیں ہے، میں نے بنی اسرائیل کو آزما لیا ہے اور اُن کا تجربہ کر چکا ہوں، آپ ﷺ نے کہا: پس میں اپنے

يَعْمَلْهَا، كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْراً، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ يُكْتَبْ شَيْئاً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً۔ قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: اِرْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۵۳۳)

پروردگار کی طرف واپس چلا گیا اور کہا: اے میرے رب! میری امت کے لیے (نمازوں والے حکم میں) تخفیف کیجیے۔ پس اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی۔ پھر میں موسیٰ کی طرف لوٹا اور ان کو بتلایا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دی گئی ہیں، انہوں نے کہا: تیری امت کو اتنی طاقت بھی نہیں ہو گی، اس لیے اپنے رب کے پاس جاؤ اور اس سے (مزید) کمی کا سوال کرو۔ آپ نے فرمایا: میں اسی طرح اپنے پروردگار اور موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں، ہر نماز (کے عوض) دس نمازوں کا ثواب ہے، (اس طریقے سے یہ) پچاس نمازیں ہوں گئیں اور (مزید سنو کہ) جس نے نیکی کا قصد کیا اور (عملاً) نہیں کی تو اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر اُس نے وہ نیکی عملاً کر لی تو اُس کے لیے دس گنا ثواب لکھ دیا جائے گا اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور عملاً اُس کا ارتکاب نہیں کیا، تو اُس (کے حق میں کوئی گناہ) نہیں لکھا جائے گا، اور اگر اُس نے عملاً برائی کا ارتکاب کر لیا تو (پھر) اُس کے لیے ایک برائی لکھ دی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نیچے اترا اور موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور اُن کو (ساری صورتحال کی) خبر دی۔ انہوں نے پھر کہا: اپنے پرودگار کی طرف لوٹ جاؤ اور اُس سے مزید تخفیف کا سوال کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا: میں اپنے پروردگار کی طرف (بار بار) لوٹ چکا ہوں۔ اب تو میں اپنے ربّ سے شرماتا ہوں۔''

## بَابُ اِنْكَارِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيُمَانِ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ بِبَيْتِ الْمَقْدَسِ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ

### سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا اس چیز کا انکار کرنا کہ نبی کریم ﷺ نے اسراء والی رات کو بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے

(۱۰۵۶۹)۔ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: أَتَيْتُ

سیدنا زِرّ بن حبیش سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں

(۱۰۵۶۹) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذي: ۳۱۴۷ (انظر: ۲۳۲۸۵)

عَلٰی حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ وَهُوَ یُحَدِّثُ عَنْ لَیْلَةِ أُسْرِیَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَهُوَ یَقُوْلُ: ((فَانْطَلَقْتُ أَوِ انْطَلَقْنَا فَلَقِیْنَا حَتّٰی أَتَیْنَا عَلَی بَیْتِ الْمَقْدَسِ۔)) فَلَمْ یَدْخُلَاهُ، قَالَ: قُلْتُ: بَلْ دَخَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَتَئِذٍ وَصَلّٰی فِیْهِ، قَالَ: مَا اسْمُكَ؟یا اَصْلَعُ! فَإِنِّیْ أَعْرِفُ وَجْهَكَ وَلَا أَدْرِیْ مَااسْمُكَ، قَالَ: قُلْتُ: أَنَا زِرُّ بْنُ حُبَیْشٍ، قَالَ: فَمَا عِلْمُكَ بِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْهِ لَیْلَتَئِذٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: اَلْقُرْآنُ یُخْبِرُنِیْ بِذٰلِكَ، قَالَ: مَنْ تَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فَلَجَ اقْرَأْ! قَالَ: فَقَرَأْتُ ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ قَالَ: فَلَمْ أَجِدْهُ صَلّٰی فِیْهِ، قَالَ: یَا اَصْلَعُ! هَلْ تَجِدُ صَلّٰی فِیْهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَتَئِذٍ، لَوْ صَلّٰی فِیْهِ لَكُتِبَ عَلَیْكُمْ صَلَاةٌ فِیْهِ كَمَا كُتِبَ عَلَیْكُمْ صَلَاةٌ فِی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ، وَاللّٰهِ! مَا زَایَلَا الْبُرَاقَ حَتّٰی فُتِحَتْ لَهُمَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَرَأَیَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَوَعْدَ الْآخِرَةِ أَجْمَعَ، ثُمَّ عَادَا عَوْدَهُمَا عَلٰی بَدْئِهِمَا، قَالَ: ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰی رَأَیْتُ نَوَاجِذَهُ، قَالَ: وَیُحَدِّثُوْنَ أَنَّهُ رَبَطَهُ لِئَلَّا یَفِرَّ مِنْهُ، وَإِنَّمَا سَخَّرَهُ لَهُ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ، قَالَ: قُلْتُ: اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! أَیُّ دَابَّةٍ الْبُرَاقُ؟ قَالَ: دَابَّةٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ هٰكَذَا خَطْوُهُ مَدُّ الْبَصَرِ۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، جبکہ وہ اسراء والی رات کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پس میں چلا یا ہم چلے، اور اسی طرح چلنے پر برقرار رہے، یہاں تک کہ ہم بیت المقدس کے پاس پہنچ گئے۔'' پھر نبی کریم ﷺ اور جبریل علیہ السلام اس میں داخل نہیں ہوئے، میں (زرّ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ اس رات بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے اور اس میں نماز بھی پڑھی تھی، انھوں نے کہا: او گنجے! تیرا نام کیا ہے؟ میں تجھے چہرے سے تو پہچانتا ہوں، لیکن تیرے نام کو نہیں جانتا۔ میں نے کہا: میں زرّ بن حبیش ہوں، انھوں نے کہا: تجھے کیسے علم ہوا کہ آپ ﷺ نے اس رات کو وہاں نماز پڑھی تھی؟ میں نے کہا: قرآن مجید نے مجھے یہ خبر دی ہے، انھوں نے کہا: جس نے قرآن کے ساتھ بات کرے وہ تو غالب آ جاتا ہے، اچھا دلیل کی تلاوت کرو، میں نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ....﴾ انھوں نے کہا: اس آیت میں تو اس قسم کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی ہے، او گنجے! کیا اس آیت میں تجھے ایسی کوئی چیز نظر آتی ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی ہو؟ میں نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ دونوں ہستیاں براق سے ہٹی ہی نہیں کہ ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ان دونوں نے جنت، جہنم اور آخرت کے تمام وعدے دیکھے، اور پھر وہ وہاں لوٹ آئے، جہاں سے انھوں نے سفر شروع کیا تھا، پھر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اتنے ہنسے کہ میں نے ان کی داڑھیں دیکھ لیں۔ پھر انھوں نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے براق کو اس لیے باندھا تھا کہ وہ بھاگ نہ جائے، حالانکہ مخفی اور ظاہری چیزوں کو جاننے والی ذات نے

(مسند احمد: ٢٣٦٧٤)

آپ ﷺ کے لیے اس براق کو مسخر کیا تھا۔ میں نے کہا: اے ابوعبد اللہ! کون سا جانور براق ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ اس طرح کا سفید رنگ کا لمبا سا جانور ہوتا ہے اور اس کا قدم منتہائے نگاہ تک جاتا ہے۔

**فوائد**: ......ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے ابتدائی الفاظ "فَلَقِيْنَا" کی درست صورت یہ ہے "فَبَقِيْنَا"، کیونکہ دوسرے طریق میں "فَلَمْ نُزَايِلْ ظَهْرَه" کے الفاظ ہیں، ہم نے درست الفاظ کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

(١٠٥٧٠)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ يَضَعُ حَافِرَهُ مُنْتَهٰى طَرَفِهِ، فَلَمْ نُزَايِلْ ظَهْرَهُ أَنَا وَجِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدَسِ فَفُتِحَتْ لَنَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَرَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، (قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: وَلَمْ يُصَلِّ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ، قَالَ زِرٌّ: فَقُلْتُ لَهُ: بَلٰى قَدْ صَلّٰى، قَالَ حُذَيْفَةُ: مَااسْمُكَ؟ يَا أَصْلَعُ! فَإِنِّيْ أَعْرِفُ وَجْهَكَ وَلَا أَعْرِفُ إِسْمَكَ، فَقُلْتُ: أَنَا زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ، قَالَ: وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهُ قَدْ صَلّٰى؟ قَالَ: فَقَالَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ قَالَ: فَهَلْ تَجِدُهُ صَلّٰى؟ لَوْ صَلّٰى لَصَلَّيْتُمْ فِيْهِ كَمَا تُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، قَالَ زِرٌّ:

(دوسری سند) سیدنا زِرّ بن حبیش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس براق کو لایا گیا، یہ سفید رنگ کا لمبا سا جانور تھا، اپنے منتہائے نگاہ تک اپنا قدم رکھتا تھا، میں اور جبریل اس کی کمر سے جدا نہ ہوئے، یہاں تک کہ میں بیت المقدس آیا اور پھر ہمارے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ہم نے جنت اور جہنم کو دیکھا۔'' سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اور آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز نہیں پڑھی، جبکہ سیدنا زِرّ رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: او گنجے! تیرا نام کیا ہے، میں تجھے چہرے سے تو پہچانتا ہوں، البتہ تیرے نام کی پہچان نہیں ہے، میں نے کہا: میں زِرّ بن حبیش ہوں، انھوں نے کہا: تجھے کیسے پتہ چلا کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ انھوں نے کہا: تو اس آیت میں کوئی ایسی چیز پاتا ہے، جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے؟ اگر آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی ہوتی تو تم کو بھی وہاں نماز

(١٠٥٧٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

وَرَبَطَ الدَّابَّةَ بِالْحَلْقَةِ الَّتِیْ یَرْبِطُ بِھَا الْأَنْبِیَاءُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ، قَالَ حُذَیْفَةُ: أَوَکَانَ یَخَافُ أَنْ تَذْھَبَ مِنْهُ وَقَدْ آتَاهُ اللّٰهُ بِھَا۔ (مسند احمد: ۲۳۷۷۱)

ادا کرنا پڑتی، جیسا کہ تم مسجدِ حرام میں نماز پڑھتے ہو، سیدنا زِرّ نے کہا: اور آپ ﷺ نے اپنی سواری کو اس کنڈے کے ساتھ باندھا تھا، جس کے ساتھ انبیائے کرام علیہم السلام باندھتے تھے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ ﷺ کو یہ ڈر تھا کہ وہ بھاگ جائے گا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کو دیا تھا۔

**فوائد:** ...... چونکہ دوسرے صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھائی تھی، اس لیے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نفی کو ان کے علم نہ ہونے پر محمول کریں گے، فقہی قانون یہ ہے کہ مثبت کو منفی پر مقدم کیا جائے۔

## بَابُ مَنْ رَوٰی أَنَّهُ ﷺ صَلّٰی فِیْ بَیْتِ الْمَقْدَسِ لَیْلَةَ الْأَسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ بِالنَّبِیِّیْنَ أَجْمَعِیْنَ عَلَیْھِمُ الصَّلَاةُ وَأَتَمُّ التَّسْلِیْمِ

### اسراء و معراج والی رات کو نبی کریم ﷺ کا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو نماز بیت المقدس میں نماز پڑھانا، یہ روایت کرنے والوں کا بیان

(۱۰۵۷۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَیْلَةَ أُسْرِیَ بِنَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ فَسَمِعَ مِنْ جَانِبِھَا وَجْسًا قَالَ: ((یَاجِبْرِیْلُ! مَاھٰذَا؟)) قَالَ: ھٰذَا بِلَالٌ الْمُؤَذِّنُ، فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ جَاءَ إِلَی النَّاسِ: ((قَدْ أَفْلَحَ بِلَالٌ، رَأَیْتُ لَهُ کَذَا وَکَذَا۔)) قَالَ: فَلَقِیَهُ مُوْسٰی ﷺ فَرَحَّبَ بِهِ وَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الْأُمِّیِّ، قَالَ: فَقَالَ: وَھُوَ رَجُلٌ آدَمُ طَوِیْلٌ سَبْطٌ شَعَرُهُ مَعَ أُذُنَیْهِ أَوْ فَوْقَھُمَا، فَقَالَ: ((مَنْ ھٰذَا؟ یَاجِبْرِیْلُ!)) قَالَ: ھٰذَا مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ، قَالَ: فَمَضٰی فَلَقِیَهُ عِیْسٰی فَرَحَّبَ بِهِ وَقَالَ: ((مَنْ ھٰذَا؟ یَاجِبْرِیْلُ!)) قَالَ: ھٰذَا عِیْسٰی، قَالَ: فَمَضٰی

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس رات کو نبی کریم ﷺ کو اسراء کرایا گیا، آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے اس کی ایک طرف سے ہلکی سی آواز سنی، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے جبریل! یہ آواز کون سی ہے؟ انھوں نے کہا: یہ بلال مؤذن ہے، پھر جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق بلال کامیاب ہو گیا ہے، میں نے اس کے لیے یہ کچھ دیکھا ہے۔'' اُدھر سفرِ معراج میں موسیٰ علیہ السلام آپ کو ملے اور اُمّی نبی کو مرحبا کہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ گندمی رنگ کے دراز قد آدمی تھے، ان کے بال سیدھے تھے اور کانوں تک یا کانوں سے اوپر تک آ رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے جبریل! یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر آپ آگے چلے اور عیسیٰ علیہ السلام آپ کو ملے اور مرحبا کہا، آپ ﷺ

(۱۰۵۷۱) تخریج: اسناده ضعیف، قابوس مختلف فیه، وقد ورد فی معنی ھذا الحدیث احادیث عن انس وغیره من الصحابة (انظر: ۲۳۲٤)

فَلَقِيَهُ شَيْخٌ جَلِيْلٌ مَهِيْبٌ فَرَحَّبَ بِهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَكُلُّهُمْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ، قَالَ: ((مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟)) قَالَ: هٰذَا أَبُوْكَ إِبْرَاهِيْمُ، قَالَ: فَنَظَرَ فِي النَّارِ فَإِذَا قَوْمٌ يَأْكُلُوْنَ الْجِيَفَ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟)) قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَرَاٰى رَجُلًا أَحْمَرَ أَزْرَقَ جَعْدًا شَعِثًا إِذَا رَأَيْتَهُ، قَالَ: ((مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟)) قَالَ: هٰذَا عَاقِرُ النَّاقَةِ، قَالَ: فَلَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ الْأَقْصٰى قَامَ يُصَلِّيْ، فَالْتَفَتَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا النَّبِيُّوْنَ أَجْمَعُوْنَ يُصَلُّوْنَ مَعَهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ جِيْءَ بِقَدَحَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ الْيَمِيْنِ وَالْآخَرُ عَنِ الشِّمَالِ فِيْ أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ عَسَلٌ، فَأَخَذَ اللَّبَنَ فَشَرِبَ مِنْهُ، فَقَالَ الَّذِيْ كَانَ مَعَهُ الْقَدَحُ: أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ۔ (مسند احمد: ۲۳۲٤)

نے فرمایا: ''اے جبریل! یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ عیسی علیہ السلام ہیں، پھر آگے چلے اور ایک بزرگ آپ ﷺ کو ملے، وہ بڑے جلال اور ہیبت والے تھے، انھوں نے بھی آپ ﷺ کو مرحبا کہا اور آپ کو سلام کہا، بلکہ تمام نے آپ ﷺ کو سلام کہا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے جبریل! یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں، پھر جب آپ ﷺ نے آگ میں دیکھا تو کچھ لوگوں کو مردہ لاشیں کھاتے ہوئے پایا اور پوچھا: ''اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انھوں نے کہا: یہ وہ لو ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے، یعنی ان کی غیبت کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے ایک اور شخص دیکھا، وہ سرخ رنگ کا تھا، اس کی آنکھیں نیلی تھیں، وہ کوتاہ قد تھا اور اس کے بال پراگندہ تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''جبریل! یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا ہے۔ جب آپ ﷺ مسجد اقصی میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے، پس جب متوجہ ہوئے اور پھر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ سارے کے سارے انبیائے کرام آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس دو پیالے لائے گئے، ایک دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد تھا، پس آپ ﷺ نے دودھ لے کر اس کو پی لیا، جس فرشتے کے پاس پیالہ تھا، اس نے کہا: تو نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔

**فوائد:** ......لیکن اس معنی میں دوسری احادیث صحیحہ ثابت ہیں۔

## بَابُ فِيْ ذِكْرِ مَنْ رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَآخَرِيْنَ مِنَ الْكُفَّارِ وَالْمُذْنِبِيْنَ وَصِفَةِ بَعْضِهِمْ

### ان فرشتوں، نبیوں، کافروں، گنہگاروں اور بعض کی صفات کا بیان، جن کو نبی کریم ﷺ نے اسراء و معراج والی رات کو دیکھا

(۱۰۵۷۲)۔ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي حَجَّاجٌ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ (يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى۔)) وَنَسَبَهُ إِلٰى أَبِيْهِ قَالَ: وَذَكَرَ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ وَأَنَّهُ رَأٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ آدَمَ طُوَالًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَذَكَرَ أَنَّهُ رَأٰى عِيْسٰى مَرْبُوْعًا إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ جَعْدًا وَذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى الدَّجَّالَ وَمَالِكًا خَازِنَ النَّارِ۔ (مسند احمد: ۳۱۷۹)

ابو عالیہ کہتے ہیں: تمہارے نبی کے چچا زاد (سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بندے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ یہ کہے کہ وہ یونس بن متی سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس چیز کا ذکر کیا کہ آپ ﷺ کو اسراء کرایا گیا، آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ گندمی رنگ کے دراز قد آدمی تھے، ایسے لگ رہا تھے، جیسے وہ شنوءہ قبیلے کے فرد تھے، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا کہ وہ معتدل قد کے تھے، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل تھا، ان کا جسم بھرا ہوا تھا، پھر آپ ﷺ نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے دجال اور جہنم کے داروغے مالک کو دیکھا۔

**فوائد**: ...... مشابہت والی یہ روایات پہلے گزر چکی ہے، اطراف الحدیث سے مدد لے کر تلاش کر لیں۔

(۱۰۵۷۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبْطَ الرَّأْسِ۔)) (مسند احمد: ۲۱۹۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے اسراء کرایا گیا، میں نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو دیکھا، وہ گندمی رنگ کے دراز قد آدمی تھے، ان کے بال ہلکے گھنگریالے تھے، ایسے لگ رہا تھے، جیسے وہ شنوءہ قبیلے کے فرد تھے، اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا، وہ معتدل قد کے تھے، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل تھا، ان کے بال سیدھے تھے۔

(۱۰۵۷۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۳۹۵، ۳۳۹۶، ومسلم: ۱٦٥، ۲۳۷۷ (انظر: ۳۱۷۹)
(۱۰۵۷۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۳۹، ومسلم: ۱٦٥ (انظر: ۲۱۹۷)

(١٠٥٧٤)۔ عَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ وَمُوْسٰى وَإِبْرَاهِيْمَ، فَأَمَّا عِيْسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ، وَأَمَّا مُوْسٰى فَإِنَّهُ جَسِيْمٌ)) قَالُوْا لَهُ: فَإِبْرَاهِيْمُ؟ قَالَ: ((اُنْظُرُوْا إِلٰى صَاحِبِكُمْ)) يَعْنِيْ نَفْسَهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٩٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عیسی علیہ السلام، موسی علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، عیسی علیہ السلام کا رنگ سرخ اور بال گھنگریالے تھے اور وہ چوڑے سینے والے تھے، موسی علیہ السلام دراز قد تھے۔'' لوگوں نے کہا: اور ابراہیم علیہ السلام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ساتھی کو دیکھ لو۔'' آپ ﷺ کی مراد آپ کا اپنا نفس تھا۔

(١٠٥٧٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ وَصَعَدْتُ قَدَمِيْ (وَفِيْ نُسْخَةٍ: وَضَعْتُ قَدَمِيْ) حَيْثُ تُوْضَعُ أَقْدَامُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ فَعُرِضَ عَلَيَّ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ، قَالَ: فَإِذَا أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَعُرِضَ عَلَيَّ مُوْسٰى، فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ إِبْرَاهِيْمُ، قَالَ: فَإِذَا هُوَ أَقْرَبُ النَّاسِ شَبَهًا بِصَاحِبِكُمْ۔)) (مسند احمد: ١٠٨٤٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے اسراء کرایا گیا، میں نے بیت المقدس میں اپنا قدم وہاں رکھا، جہاں انبیاء کے قدم رکھے جاتے تھے، پس مجھ پر عیسی علیہ السلام کو پیش کیا گیا، وہ عروہ بن مسعود کے زیادہ مشابہ لگتے تھے، پھر مجھ پر موسی علیہ السلام کو پیش کیا گیا، وہ معتدل وجود کے آدی تھے اور وہ شنوءۃ قبیلے کے لوگوں کی طرح لگتے تھے، بعد ازاں ابراہیم علیہ السلام کو مجھ پر پیش کیا گیا، وہ لوگوں میں تمہارے اپنے ساتھی (محمد ﷺ) سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔''

(١٠٥٧٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا أُسْرِيَ بِيْ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ۔)) (مسند احمد: ١٢٥٣٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے اسراء کرائی گئی، اس رات کو میں موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا اور میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے، یہ قبر سرخ ٹیلے کے پاس تھی۔''

**فوائد**: ...... اس حدیثِ مبارکہ میں موسی علیہ السلام کی عالم برزخ کی ایک کیفیت کا بیان ہے۔

(١٠٥٧٧)۔ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ، فَإِذَا مُوْسٰى

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر انبیاء پیش کیے گئے، موسی علیہ السلام معتدل وجود کے آدمی

(١٠٥٧٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٤٣٨ (انظر: ٢٦٩٧)
(١٠٥٧٥) تخريج: أخرجه بنحوه مسلم: ١٧٢ (انظر: ١٠٨٣٠)
(١٠٥٧٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٧٥ (انظر: ١٢٥٠٤)
(١٠٥٧٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٧ (انظر: ١٤٥٨٩)، أخرجه (انظر: )

رَجُلٌ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَ ةَ، فَرَأَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ (يَعْنِيْ نَفْسَهُ ﷺ) وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ.)) (مسند احمد: ١٤٦٤٣)

تھے، وہ شنوءۃ قبیلے کے لوگوں کی طرح لگتے تھے، میں نے عیسی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ عروہ بن مسعود کے زیادہ مشابہ لگتے تھے، میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، وہ تمہارے اپنے ساتھی سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے، اس سے آپ ﷺ اپنی ذات مراد لے رہے تھے، اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا، وہ دحیہ کے مشابہ لگتے تھے۔''

(١٠٥٧٨)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَنَظَرْتُ فَوْقَ، (قَالَ عُثْمَانُ: فَوْقِيْ) فَإِذَا أَنَا بِرَعْدٍ وَبَرْقٍ وَصَوَاعِقَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عَلٰى قَوْمٍ، بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ يَاجِبْرِيْلُ! قَالَ: هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا، فَلَمَّا نَزَلْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا نَظَرْتُ أَسْفَلَ فَإِذَا أَنَا بِرَهْجٍ وَدُخَانٍ وَأَصْوَاتٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ يَاجِبْرِيْلُ! قَالَ: هٰذِهِ الشَّيَاطِيْنُ يَحُوْمُوْنَ عَلٰى أَعْيُنِ بَنِيْ آدَمَ أَنْ لَا يَتَفَكَّرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَرَأَوُا الْعَجَائِبَ.)) (مسند احمد: ٨٦٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسراء والی رات کو جب ہم ساتویں آسمان تک پہنچے تو میں نے اپنے اوپر والی سمت میں دیکھا، وہاں مجھے گرج، کڑک، چمک، کڑک دار بجلی نظر آئی، پھر میں کچھ لوگوں کے پاس آیا، ان کے پیٹ گھروں کی مانند بڑے بڑے تھے، ان میں ایسے سانپ تھے، جو پیٹوں کے باہر سے نظر آ رہے تھے، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ سودخور ہیں، پھر جب میں آسمان دنیا کی طرف اترا تو دیکھا کہ میری نچلی طرف غبار، دھواں اور آوازیں تھیں، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ شیطان ہیں، جو بنو آدم کی آنکھوں کے سامنے منڈلا رہے ہیں، تا کہ وہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہیوں میں غور وفکر نہ کر سکیں، اگر یہ نہ ہوتے تو وہ عجیب عجیب چیزیں دیکھتے۔''

(١٠٥٧٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسراء والی رات کو میں ایسے لوگوں کے پاس سے

(١٠٥٧٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان، أخرجه ابن ماجه: ٢٢٧٣ (انظر: ٨٦٤٠)
(١٠٥٧٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ٤٠٦٩، والبيهقى فى "الشعب": ٤٩٦٥ (انظر: ١٢٢١١)

عَلٰى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْا: خُطَبَاءُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، كَانُوْا يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ؟)) (مسند احمد: ١٢٢٣٥)

گزرا کہ جن کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا، میں نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ دنیا والوں کے خطیب ہیں، جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہیں، جبکہ وہ اللہ کی کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہیں، کیا پس یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔''

(١٠٥٨٠)۔ عَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا عَرَجَ بِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ يَا جِبْرِيْلُ! قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ۔)) (مسند احمد: ١٣٣٧٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے ربّ نے مجھے معراج کرائی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا کہ ان کے تانبے کے ناخن تھے اور وہ ان کے ذریعے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں کو متاثر کرتے تھے (یعنی چغلی اور غیبت کرتے ہیں)۔''

**فوائد:**...... آخری دو احادیث میں متعلقہ لوگوں کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔

## بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ أُمُوْرٍ مُتَفَرِّقَةٍ تَتَعَلَّقُ بِالْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ

## اسراء و معراج سے متعلقہ متفرق امور کا بیان

(١٠٥٨١)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُسَرَّجًا مُلَجَّمًا لِيَرْكَبَهُ فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، وَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى هٰذَا؟ فَوَاللّٰهِ! مَا رَكِبَكَ أَحَدٌ قَطُّ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ قَالَ: فَارْفَضَّ عَرَقًا۔ (مسند احمد: ١٢٧٠١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسراء والی رات کو نبی کریم ﷺ کے لیے ایسا براق لایا گیا، جس پر زین کسی ہوئی تھی اور اس کو لگام ڈالی ہوئی تھی، جب آپ ﷺ اس پر سوار ہونے لگے تو وہ براق آپ ﷺ کے لیے مشکل ہو گیا، جبریل علیہ السلام نے اس سے کہا: کون سی چیز تجھے ایسا بننے پر آمادہ کر رہی ہے؟ اللہ کی قسم ہے، تجھ پر کبھی بھی ایسی ہستی سوار نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس (محمد ﷺ) سے زیادہ عزت والی ہو، پھر شرمندگی کی وجہ سے اس کا پسینہ بہہ پڑا۔

(١٠٥٨٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٤٨٧٨، ٤٨٧٩ (انظر: ١٣٣٤٠)

(١٠٥٨١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الترمذى: ٣١٣١، وانظر الحديث رقم (١٠٣٢١) (انظر: ١٢٦٧٢)

**فوائد:** ......معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ، انبیائے کرام میں سب سے زیادہ افضل اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔

(۱۰۵۸۲)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَیْلَةَ أُسْرِیَ بِیْ أُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ فَنَظَرْتُ إِلَیْهِمَا فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِیْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ۔)) (مسند احمد: ۱۰٦٥٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسراء والی رات میرے پاس دودھ کا پیالہ اور شراب کا پیالہ لایا گیا، میں نے ان دونوں کو دیکھا اور پھر دودھ کو پکڑ لیا، جبریل علیہ السلام نے کہا: ساری تعریف اس اللہ کی ہے، جس نے آپ کی فطرت کی طرف رہنمائی کی، اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی۔''

(۱۰۵۸۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا أُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ انْتُهِیَ بِهِ إِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَهِیَ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، إِلَیْهَا یَنْتَهِی مَا یُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَیُقْبَضُ مِنْهَا، وَإِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَیُقْبَضُ مِنْهَا، قَالَ: ﴿إِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی﴾ قَالَ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَأُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا، أُعْطِیَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِیَ خَوَاتِیْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَیْئًا الْمُقْحِمَاتُ۔ (مسند احمد: ٤٠١١)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو اسراء پر لے جایا گیا تو سدرۃ المنتہی پر آپ ﷺ کے سفر کی انتہا ہوگئی، یہ سدرۃ چھٹے آسمان میں ہے، جو کچھ زمین کی طرف سے چڑھتا ہے، اسی بیری پر اس کی انتہاء ہوتی ہے اور جو کچھ اوپر سے اترتا ہے، اس کی انتہاء بھی اسی درخت پر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی۔'' (سورۂ نجم: ۱٦) اس سے مراد سونے کے پتنگے ہیں، وہاں رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں، پانچ نمازیں، سورۂ بقرہ کا آخری حصہ اور آپ ﷺ کی امت میں سے اس شخص کے کبیرہ گناہ بخش دیئے گئے، جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔

(۱۰۵۸٤)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((رُفِعَتْ لِیْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی فِی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَوَرَقُهَا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ساتویں آسمان میں سدرۃ المنتہی کو بلند کیا گیا، اس کا پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح اور اس کے پتے

---

(۱۰۵۸۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳٤۳۷، ومسلم: ۱٦۸ (انظر: ۱۰٦٤۷)

(۱۰۵۸۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۳ (انظر: ٤۰۱۱)

(۱۰۵۸٤) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه الحاکم: ۱/ ۸۱، وابوعوانة: ٥/ ۳۲۳، وانظر الحدیث رقم: (۱۰۳۲۱) (انظر: ۱۲٦۷۳)

مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، يَخْرُجُ مِنْ سَاقِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ، فَقُلْتُ: يَاجِبْرِيْلُ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ))۔ (مسند احمد: ۱۲۷۰۲)

ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے، اس کے تنے سے دو نہریں ظاہری اور دو نہریں مخفی نکل رہی تھیں، میں نے کہا: اے جبریل! یہ دو چیزیں کیا ہیں؟ اس نے کہا: دو باطنی نہریں جنت میں جا رہی ہیں اور یہ دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔‘‘

**فوائد:** ...... ممکن ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑوں اور تنے کا آغاز چھٹے آسمان سے ہوتا ہو اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں ہوں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: جس طرح انسان کی اصل جنت سے ہے، اسی طرح ممکن ہے کہ دریائے نیل اور دریائے فرات کی اصل جنت سے ہو۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ دریا معروف چشموں سے پھوٹ رہے ہیں۔ اس تعارض کو یوں دور کیا جائے گا کہ حدیث کا تعلق غیبی امور سے ہے، جس پر ایمان لانا اور اس کی اطلاع دینے والے کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔﴾ (سورۂ نسا: ٦٥) ......’’سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں، اس سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔‘‘

(١٠٥٨٥)۔ عَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْتَهَيْتُ إِلَى السِّدْرَةِ فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ الْجِرَارِ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَهَا تَحَوَّلَتْ يَاقُوْتًا أَوْ زُمُرُّدًا أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ١٢٣٢٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب میں سدرہ تک پہنچا تو دیکھا کہ اس کا پھل مٹکوں کی طرح کا تھا اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح کے تھے، جب اللہ تعالیٰ کے حکم نے اس کو ڈھانپا تو وہ یاقوت یا زمرد یا اس قسم کے موتیوں میں تبدیل ہو گئی۔‘‘

---

(١٠٥٨٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، وانظر الحديث رقم (١٠٣٢١)(انظر: ١٢٣٠١)

## بَابُ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا وَهَلْ رَآى رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ اَمْ لَا؟

## نبی کریم ﷺ کا جبریل علیہ السلام کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنا اور کیا آپ ﷺ نے معراج والی رات کو اپنے ربّ کو دیکھا ہے یا نہیں؟

(١٠٥٨٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى)) (قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْاِمَامِ اَحْمَدَ) وَقَدْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ أَبِيْ، اَمْلٰى عَلَيَّ فِيْ مَوْضِعٍ آخَرَ۔ (مسند احمد: ٢٥٨٠)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے ربّ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔'' عبد اللہ بن امام احمد کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے یہ حدیث سنی تھی، انھوں نے کسی اور مقام پر یہ حدیث مجھے لکھوائی تھی۔

**فوائد:** …… یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

عکرمہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: رَأٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهُ، قُلْتُ: أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾؟ قَالَ: وَيْحَكَ ذَاكَ إِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهُ، وَقَالَ أُرِيَهُ مَرَّتَيْنِ۔ …… محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے، میں عکرمہ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں فرمایا: ''آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں، جبکہ وہ آنکھوں کا ادرک کرتا ہے۔'' انھوں نے کہا: تو ہلاک ہو جائے، اس آیت کا تعلق اس صورت سے ہے جب وہ اپنے نور سمیت تجلی فرمائے، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا دو بار دیدار ہوا ہے۔ (ترمذی: ٣٢٧٩، شیخ البانی نے اس موقوف روایت کو ضعیف قرار دیا ہے)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا: رَأٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِقَلْبِهِ مَرَّتَيْنِ۔ …… محمد ﷺ نے اپنے دل سے ربّ تعالیٰ کو دو بار دیکھا ہے۔ (صحیح مسلم: ١٧٦، واللفظ لاحمد ١٩٥٦)

لیکن حدیث نمبر (١٠٥٩٠) سے معلوم ہوا کہ سورۂ نجم کی آیات میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا ذکر نہیں ہے، بلکہ جبریل علیہ السلام کو دیکھنے کا ذکر ہے۔

البتہ حدیث نمبر (٨٩٧٨، ٨٩٧٩) سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔

(١٠٥٨٧)۔ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ

سیدنا عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے

---

(١٠٥٨٦) تخريج: ضعيف، حماد بن سلمة، الاحتياط ان لا يحتج به فيما يخالف الثقات، أخرجه البيهقي في "الاسماء والصفات": ص ٤٤٤، وعبد الله بن احمد في "السنة": ٥٦٣ (انظر: ٢٥٨٠)

(١٠٥٨٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٨ (انظر: ٢١٣١٣)

بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ ذَرٍّ: لَوْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهُ، قَالَ: وَمَا كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ: كُنْتُ اَسْأَلُهُ هَلْ رَأَى رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: فَإِنِّيْ قَدْ سَأَلْتُهُ، فَقَالَ: ((قَدْ رَأَيْتُهُ نُوْرًا، أَنَّى أَرَاهُ.)) (مسند احمد: ۲۱۶۳۸)

کہا: اگر میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ ﷺ سے ایک سوال کرتا، انھوں نے کہا: تو کون سا سوال کرتا؟ میں نے کہا: میں نے یہ سوال کرنا تھا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا، جس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس کو نور پایا ہے، میں اس کو کیسے دیکھوں۔''

(۱۰۵۸۸)۔ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَبَهْزٌ قَالَا: ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ بَهْزٌ: ثَنَا قَتَادَةُ (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ) قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ ذَرٍّ: لَوْ اَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَسَأَلْتُهُ، قَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ؟ قُلْتُ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: قَدْ سَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((نُوْرٌ، أَنَّى اَرَاهُ.)) يَعْنِيْ: عَلٰى طَرِيْقِ الْأَيْجَابِ۔ (مسند احمد: ۲۱۷۲۰)

(دوسری سند) عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو پایا ہوتا تو میں نے آپ ﷺ سے ایک سوال کرنا تھا، انھوں نے کہا: کس چیز کے بارے میں؟ میں نے کہا: یہ سوال کرنا تھا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا اور آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: ''وہ نور ہے، میں اس کو کیسے دیکھوں۔'' یعنی مثبت جواب دیا۔

**فوائد:** ..... حدیث کے آخر میں موجود الفاظ ''عَلٰى طَرِيْقِ الْأَيْجَابِ'' امام احمد کے ہیں یا ان کے بیٹے کے۔ ان الفاظ کا تقاضا یہ ہے کہ اس حدیث کے الفاظ ''نُوْرٌ أَنّٰى اَرَاهُ'' کو اس طرح پڑھا جائے: ''نُوْرٌ اِنِّيْ اَرَاهُ'' (میں اس اللہ کو نورانی دیکھتا ہوں)۔

قاضی عیاض نے کہا: لیکن یہ الفاظ نہ ہم تک پہنچے ہیں اور نہ میں نے ان کو اصول میں دیکھا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا: یہ تصحیف ہیں۔

راجح بات یہ ہے کہ یہ حدیث دو جملوں پر مشتمل ہے، ایک ''نُوْرٌ'' اور دوسرا ''أَنّٰى اَرَاهُ''، امام نووی نے (شرح صحیح مسلم: ۳/ ۱۲) میں کہا: تمام رواۃ نے تمام اصول اور روایات میں اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے اور اس کا معنی یہ بنتا ہے کہ اس کا پردہ نور ہے، میں اس کو کیسے دیکھوں۔

یہ معنی درج ذیل حدیث کی روشنی میں کیا گیا ہے:

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ۔)) ..... ''اس اللہ کا پردہ نور ہے، اگر وہ اس پردے کو ہٹا دے تو

(۱۰۵۸۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

اس کے چہرے کے انوار وتجلیات ساری مخلوقات کو جلا دیں، جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔'' (صحیح مسلم: ۱۷۹)
مازری نے کہا: ''اَرَاہُ'' میں ''ہ'' ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ نور نے مجھے اللہ کی رؤیت سے روک دیا، جیسا کہ عام عادت بھی یہی ہے کہ نور آنکھوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور دیکھنے والے اور دوسری چیز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

ابن قیم نے ابن تیمیہ سے نقل کرتے ہوئے کہا: ''نُـوْرٌ أَنّـی اَرَاہ'' کا معنی یہ ہے کہ وہاں نور تھا، جو رؤیت کے سامنے حائل ہو گیا، پس میں اس کو کیسے دیکھ سکتا، اس معنی پر دلالت کرنے والے بعض روایات کے الفاظ بھی موجود ہیں، مثلا ایک روایت میں ہے: ایک صحابی نے آپ ﷺ سے سوال کیا: هَـلْ رَاَیْـتَ رَبَّكَ؟ (کیا آپ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟) تو آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: ((رَاَیْـتُ نُوْرًا)) ...... ''میں نے تو نور دیکھا ہے۔'' اس حدیث کے الفاظ نے بہت سارے لوگوں کو پریشان کر دیا، اس لیے انھوں نے ان الفاظ کی تصحیف کرتے ہوئے ان کو ''نُـوْرَانِـیٌّ اَرَاہ'' پڑھ دیا اور اس حدیث کی عبارت کو ایک جملہ بنا دیا، جبکہ یہ لفظی طور پر بھی غلطی ہے اور معنوی طور پر بھی۔ مزید آپ ''زاد المعاد: ۳/ ۳۷'' اور ''مجموع الفتاوی'': ۳/ ۳۸۶۔ ۳۸۹'' کا مطالعہ کریں۔

(۱۰۵۸۹)۔ حَـدَّثَـنَا یَحْیَى عَنْ اِسْمَاعِیْلَ ثَـنَّا عَامِرٌ قَالَ: اَتٰی مَسْرُوْقٌ عَائِشَةَ فَقَالَ: یَا أُمَّ الْـمُؤْمِنِیْنَ! هَلْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ؟ قَالَتْ: سُبْـحَـانَ اللّٰهِ! لَقَدْ قَفَّ شَعْرِیْ لِمَا قُلْتَ، أَیْـنَ أَنْـتَ مِـنْ ثَلَاثٍ مَـنْ حَـدَّثَـكَهُنَّ فَقَدْ كَـذَبَ، مَـنْ حَـدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَاٰی رَبَّـهٗ فَـقَـدْ كَـذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿لَا تُدْرِكُـهُ الْاَبْـصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَـرٍ أَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَرَاءِ حِـجَـابٍ﴾ وَمَـنْ أَخْبَـرَكَ بِمَا فِیْ غَدٍ فَقَدْ كَـذَبَ ثُـمَّ قَـرَأَتْ ﴿إِنَّ الـلّٰــهَ عِـنْدَهُ عِلْمُ السَّـاعَةِ وَیُـنَـزِّلُ الْـغَیْـثَ وَیَـعْلَمُ مَـا فِی الْأَرْحَامِ﴾ وَمَنْ اَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ

عامر بیان کرتے ہیں کہ مسروق، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا: اے ام المؤمنین! کیا محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: سبحان اللہ! بڑا تعجب ہے، تیری بات سے میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں، تجھے کوئی پتہ نہیں ان تین چیزوں کا کہ جو آدمی ان کو بیان کرے گا، وہ جھوٹا ہوگا، (۱) جو آدمی تجھے یہ بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا، پس اس نے جھوٹ بولا، پھر سیدہ نے یہ آیات پڑھیں: ''اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی، اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے۔'' (سورہ انعام: ۱۰۳) نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے، مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ برتر ہے، حکمت والا ہے۔'' (سورۂ زخرف: ۵۱) (۲) جو آدمی تجھے کل کی بات بتلائے،

(۱۰۵۸۹) تخريج: أخرجه بتمامه ومختصرا البخاري: ٤٦١٢، ٤٨٥٥، ٧٣٨٠، ٧٥٣١، ومسلم: ١٧٧، ٢٨٩ (انظر: ٢٤٢٢٧)

فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ وَلٰكِنَّهُ رَاٰى جِبْرِيْلُ فِيْ صُوْرَتِهِ مَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۴۷۳۱)

وہ بھی جھوٹا ہے، پھر سیدہ نے یہ آیت پڑھی: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کا علم ہے، وہ بارش نازل کرتا ہے اور اس چیز کو جانتا ہے، جو رحموں کے اندر ہوتی ہے۔ اور (۳) جو آدمی تجھے یہ بات بتلائے کہ محمد ﷺ نے شریعت کا کوئی حصہ چھپا لیا ہے، وہ بھی جھوٹا ہے، پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی: ''اے رسول! جو کچھ تیرے ربّ کی طرف سے تجھ پر نازل کیا گیا ہے، اس کو آگے پہنچا دے۔'' دراصل آپ ﷺ نے جبریل کو اس کی اصل صورت میں دو بار دیکھا تھا۔

**فوائد:** ...... صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: مسروق نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہوا: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْاَدْنٰى۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى۔﴾ ...... ''پھر وہ نزدیک ہوا، پس اتر آیا۔ پھر وہ دو کمانوں کے فاصلے پر ہو گیا، بلکہ زیادہ قریب۔ پھر اس نے وحی کی اس (اللہ) کے بندے کی طرف جو وحی کی۔ (سورۂ نجم: ۸، ۹، ۱۰)؟ سیدہ نے کہا: اس میں تو جبریل علیہ السلام کا ذکر ہے، وہ مردوں کی صورت میں آتے رہتے تھے، اس بار وہ اپنی اصل شکل میں آئے اور آسمان کے افق کو بھر دیا۔

(۱۰۵۹۰)۔ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ اَيْضًا قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ! أَنَا اَوَّلُ مَنْ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ هٰذِهِ، قَالَ: ((ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ لَمْ اَرَهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ فِيْهَا اِلَّا مَرَّتَيْنِ، رَاَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)) (مسند احمد: ۲۶۵۲۱)

(دوسری سند) مسروق کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھا تھا، سیدہ نے کہا: اے ابو عائشہ! میں وہ پہلا فرد ہوں، جس نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبریل تھے، میں نے صرف دو بار اس کو اس کی اصلی صورت میں دیکھا ہے، جب میں نے اس کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا تو اس کے بڑے وجود نے آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو بھر رکھا تھا۔

**فوائد:** ...... یہ روایت اس اعتبار سے واضح ہے کہ سورۂ نجم کی آیات کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رؤیت سے نہیں ہے، ان آیات کے مصداق جبریل علیہ السلام ہیں۔

(۱۰۵۹۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَأَلَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

---

(۱۰۵۹۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۵۹۱) تخريج: اسناده ضعيف، ادريس بن منبه، وهو ادريس بن سنان اليمانى، قال ابن عدى: هو من الضعفاء الذين يكتب حديثهم، وقال الدار قطنى: متروك، أخرجه الطبرانى: ۱۱۰۳۳ (انظر: ۲۹۶۵)

النَّبِيُّ ﷺ جِبْرِيْلَ أَنْ يَرَاهُ فِي صُوْرَتِهِ، فَقَالَ: أُدْعُ رَبَّكَ، قَالَ: فَدَعَا رَبَّهُ فَطَلَعَ عَلَيْهِ سَوَادٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَرْتَفِعُ وَيَنْتَشِرُ، قَالَ: فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ صَعِقَ، فَأَتَاهُ فَنَعَشَهُ وَمَسَحَ الْبُزَاقَ عَنْ شِدْقَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٩٦٥)

نے جبریل علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ ان کو ان کی اصلی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا: اپنے ربّ سے دعا کرو، آپ ﷺ نے اپنے ربّ سے دعا کی، پس مشرق کی طرف سے سیاہ رنگ کا ایک وجود اٹھا، پھر وہ بلند ہونے اور پھیلنے لگا، جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو آپ ﷺ بیہوش ہو گئے، جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ کو کھڑا کیا اور آپ ﷺ کے گوشۂ دہن سے لعاب کو صاف کیا۔

(١٠٥٩٢)۔ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى (يَعْنِي الْأَشْعَرِيَّ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، حِجَابُهُ النَّارُ لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ كُلَّ شَيْءٍ أَدْرَكَهُ بَصَرُهُ، ثُمَّ قَرَأَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ﴿نُوْدِيَ أَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (مسند احمد: ١٩٨١٦)

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک نہ اللہ تعالیٰ سوتا ہے اور نہ سونا اس کے شایانِ شان ہے، وہ کسی کے حق میں ترازوں کو جھکاتا ہے اور کسی کے حق میں اٹھا دیتا ہے، اس کا پردہ آگ کا ہے، اگر وہ اس پردے کو چاک کر دے تو اس کے چہرے کے انوار وتجلیات ہر اس چیز کو جلا دیں گے، جہاں تک اس کی نگاہ کا ادراک ہے۔'' پھر ابوعبیدہ راوی نے اس آیت کی تلاوت کی: ''جب موسی وہاں پہنچے تو آواز دی گئی کہ بابرکت ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور برکت دیا گیا ہے، وہ جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔'' (سورۂ نمل: ٨)

**فوائد:** …… یہ حدیث اس حقیقت پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا میں مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن نہیں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی احادیث بھی عدم رؤیت پر دلالت کرتی ہیں۔

ابوعبیدہ راوی نے جو آیت تلاوت کی، وہ پورا مضمون یوں ہے:

﴿إِذْ قَالَ مُوْسٰى لِأَهْلِهٖٓ إِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ۔ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔﴾ …… ''جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا بلاشبہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے، میں عنقریب تمھارے پاس اس سے کوئی خبر لاؤں گا، یا تمھارے پاس اس سے سلگایا ہوا انگارا لے کر آؤں گا، تا کہ تم تاپ لو۔ تو جب وہ اُس کے پاس آیا تو اسے آواز دی گئی کہ برکت دی گئی ہے اسے جو آگ میں ہے اور جو اس کے

(١٠٥٩٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٩ (انظر: ١٩٥٨٧)

اردگرد ہے اور اللہ پاک ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اے موسیٰ! بے شک حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، جو سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ (سورۂ نمل: ۷، ۸، ۹)

یہ اس وقت کا واقعہ ہے، جب موسی علیہ السلام مدین سے اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر واپس آ رہے تھے، رات کو اندھیرے میں راستے کا علم نہیں تھا اور سردی سے بچاؤ کے لیے آگ کی بھی ضرورت تھی، جس چیز کو موسی علیہ السلام نے آگ محسوس کیا، یہ کوہ طور کا مقام تھا، جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ سرسبز درخت سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے، یہ حقیقت میں آگ نہیں تھی، اللہ تعالیٰ کا نور تھا، جس کی تجلی آگ کی طرح محسوس ہوتی تھی۔

''جو آگ میں ہے، اس کو برکت دی گئی'' اس سے مراد اللہ تعالیٰ تھا، آگ سے مراد اس کا نور تھا اور ''اس کے ارد گرد'' سے مراد موسی علیہ السلام خود اور فرشتے تھے۔

ابوعبیدہ راوی نے یہ آیت پڑھ کر حدیثِ مبارکہ کے مضمون کو واضح کیا، کیونکہ آیت مقدسہ کے مطابق بھی اللہ تعالیٰ اور موسی علیہ السلام کے درمیان نور حائل تھا۔

## بَابُ رَجُوْعِهِ ﷺ بَعْدَ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ اِلٰی مَكَّةَ وَإِخْبَارِ قُرَيْشٍ بِمَا رَآى وَتَكْذِيْبِهِمْ اِيَّاهُ

## اسراء و معراج کے بعد نبی کریم ﷺ کا مکہ مکرمہ کی طرف واپس لوٹنا، قریش کو اس چیز کی خبر دینا اور ان کا آپ ﷺ کو جھٹلا دینا

(۱۰۵۹۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ أُسْرِيَ بِيْ، وَأَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ فَظِعْتُ بِأَمْرِي وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ.)) فَقَعَدَ مُعْتَزِلاً حَزِيْناً قَالَ: فَمَرَّ عَدُوُّ اللّٰهِ أَبُوْ جَهْلٍ، فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ- كَالْمُسْتَهْزِئِ- هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((نَعَمْ))قَالَ: مَاهُوَ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ.)) قَالَ: إِلٰى أَيْنَ؟ قَالَ: ((إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ.)) قَالَ: ثُمَّ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے اسرا کرایا گیا اور میں صبح کو مکہ میں پہنچ گیا، میں گھبرا گیا اور مجھے علم ہو گیا کہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے، سو آپ خلوت میں غمزدہ ہو کر بیٹھ گئے۔'' اللہ کا دشمن ابوجہل آپ ﷺ کے پاس سے گزرا، وہ آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور مذاق کرتے ہوئے کہا: کیا کچھ ہوا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات مجھے اسرا کرایا گیا ہے۔'' اس نے کہا: کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس تک۔'' اس نے کہا: پھر صبح کو آپ ہمارے پاس بھی پہنچ گئے؟

(۱۰۵۹۳) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه البزار: ٥٦، والنسائی فی "الکبری": ١١٢٨٥، وابن ابی شیبة: ١١/ ٤٦١ (انظر: ٢٨١٩)

اَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) فَلَمْ يَرَ أَنَّهُ يُكَذِّبُهُ مَخَافَةَ أَنْ يَجْحَدَهُ الْحَدِيْثَ إِذَا دَعَا قَوْمَهُ إِلَيْهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ قَوْمَكَ تُحَدِّثُهُمْ مَاحَدَّثْتَنِي؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) فَقَالَ: هَيَّا مَعْشَرَبَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! فَانْتَفَضَتْ إِلَيْهِ الْمَجَالِسُ، وَجَاءُوْا حَتّٰى جَلَسُوْا إِلَيْهِمَا، قَالَ: حَدِّثْ قَوْمَكَ بِمَا حَدَّثْتَنِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ.)) قَالُوْا: إِلٰى أَيْنَ؟ قَالَ: ((إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدَسِ.)) قَالُوْا: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَمِنْ بَيْنَ مُصَفِّقٍ، وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ مُتَعَجِّبًا لِلْكِذْبِ۔ زَعَمَ! قَالُوْا: وَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ، وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَلَدِ وَرَأَى الْمَسْجِدَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَذَهَبْتُ أَنْعَتُ، فَمَازِلْتُ أَنْعَتُ حَتّٰى الْتَبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ۔ قَالَ: فَجِيْءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتّٰى وُضِعَ دُوْنَ دَارِ عِقَالٍ۔ أَوْ عَقِيْلٍ۔ فَنَعَتُّهُ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ.)) قَالَ: وَكَانَ مَعَ هٰذَا نَعْتٌ لَمْ أَحْفَظْهُ۔ قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ، فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ أَصَابَ۔ (مسند احمد: ۲۸۱۹)

آپ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' ابوجہل نے سوچا کہ ابھی اس کو نہیں جھٹلاتا، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی قوم کو بلاؤں اور یہ (محمد ﷺ) اپنی بات بیان کرنے سے انکار دے۔ اس لئے ابوجہل نے کہا: اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو تو ان کے سامنے یہی گفتگو بیان کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: بنوکعب بن لوی کی جماعت ادھر آؤ۔ ساری کی ساری مجلسیں اس کی طرف ٹوٹ پڑیں، وہ سب کے سب آ گئے اور ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے کہا: (اے محمد!) جو بات مجھے بیان کی تھی، ان کو بھی بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات مجھے اِسراء کرایا گیا۔'' انھوں نے کہا: کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس تک۔'' انھوں نے کہا: پھر صبح کو یہاں بھی پہنچ گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (یہ سن کر) کوئی تالی بجانے لگ گیا اور کوئی (بزعم خود) اس جھوٹ پر متعجب ہو کر اپنے سر کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔ پھر انھوں نے کہا: کیا مسجد اقصی کی علامات بیان کر سکتے ہو؟ ان میں سے بعض لوگوں نے اس علاقے کا سفر بھی کیا ہوا تھا اور مسجد اقصی دیکھی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس کی علامتیں بیان کرنا شروع کر دیں، لیکن بعض نشانیوں کے بارے میں اشتباہ والتباس سا ہونے لگا۔'' آپ نے فرمایا: ''مسجد اقصی کی (تمثیل کو) کو لایا گیا اور عقال یا عقیل کے گھر سے بھی قریب رکھ دیا گیا، میں نے اسے دیکھ کر نشانیاں بیان کر دیں، اس کے باوجود مجھے کچھ نشانیاں یاد نہ رہیں۔'' لوگوں نے کہا: رہا مسئلہ علامات کا، تو وہ تو اللہ کی قسم! آپ نے درست بیان کر دیں ہیں۔

**فوائد:** ......اللہ تعالیٰ نے اسراء ومعراج کے بعد آپ ﷺ کو ایک معجزہ عطا کر دیا کہ بیت المقدس کی تمثیل آپ ﷺ کے سامنے پیش کر دی اور آپ ﷺ نے یوں علامتیں بیان کیں کہ تعجب کرنے والوں اور استہزاء کرنے

والوں کی بولتی بند ہوگئی۔

(١٠٥٩٤)۔ عَنْهُ اَيْضًا قَالَ: أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ ثُمَّ جَاءَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَحَدَّثَهُمْ بِمَسِيْرِهِ وَبِعَلَامَةِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَبِعِيْرِهِمْ، فَقَالَ نَاسٌ: نَحْنُ نُصَدِّقُ مُحَمَّدًا بِمَا يَقُوْلُ فَارْتَدُّوْا كُفَّارًا، فَضَرَبَ اللّٰهُ أَعْنَاقَهُمْ مَعَ أَبِيْ جَهْلٍ وَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ: يُخَوِّفُنَا مُحَمَّدٌ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ هَاتُوْا تَمْرًا وَزُبْدًا فَتَزَقَّمُوْا، وَرَأَى الدَّجَّالَ فِيْ صُوْرَتِهِ رُؤْيَا عَيْنٍ لَيْسَ رُؤْيَا مَنَامٍ، وَعِيْسٰى وَمُوْسٰى وَإِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ فَقَالَ: اَقْمَرُ هِجَانًا، قَالَ حَسَنٌ: قَالَ: رَأَيْتُهُ فَيْلَمَانِيًّا اَقْمَرُ هِجَانًا اِحْدَى عَيْنَيْهِ قَائِمَةٌ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ، كَأَنَّ شَعْرَ رَأْسِهِ أَغْصَانُ شَجَرَةٍ، وَرَأَيْتُ عِيْسٰى شَابًّا أَبْيَضَ، جَعْدَ الرَّأْسِ، حَدِيْدَ الْبَصَرِ، مُبَطَّنَ الْخَلْقِ، وَرَأَيْتُ مُوْسٰى أَسْحَمَ آدَمَ كَثِيْرَ الشَّعْرِ، (قَالَ حَسَنٌ: اَلشَّعَرَةِ) شَدِيْدَ الْخَلْقِ، وَنَظَرْتُ اِلَى اِبْرَاهِيْمَ فَلَا أَنْظُرُ اِلَى اِرْبٍ مِنْ آرَابِهِ اِلَّا نَظَرْتُ اِلَيْهِ مِنِّيْ كَأَنَّهُ صَاحِبُكُمْ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ: سَلِّمْ عَلٰى مَالِكٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ٣٥٤٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو بیت المقدس کی طرف اسراء کرایا گیا، پھر آپ ﷺ اسی رات کو ہی واپس آ گئے اور لوگوں کو اپنے سفر، بیت المقدس کی علامت اور ان کے قافلے کے بارے میں بتایا، لوگوں نے کہا: کیا ہم محمد (ﷺ) کی باتوں کی تصدیق کریں؟ پھر وہ کفر پر ڈٹ گئے، پس اللہ تعالیٰ (غزوۂ بدر کے موقع پر) ان کی گردنوں کو ابو جہل کے ساتھ ٹکرا دیا، ابو جہل نے (استہزاء کرتے ہوئے) کہا: محمد (ﷺ) ہمیں زقوم کے درخت سے ڈراتا ہے، لے آؤ اور کھجور اور مکھن اور کھاؤ (افریقی زبان میں کھجور اور مکھن کو زقوم کہتے تھے)، آپ ﷺ نے خواب میں نہیں، بلکہ اپنی آنکھوں سے دجال کو اس کی اصلی شکل میں دیکھا، نیز آپ ﷺ نے عیسی، موسی اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا، پھر جب آپ ﷺ سے دجال کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بڑے جسم والا اور انتہائی سفید رنگ کا تھا، اس کی ایک آنکھ اس طرح ابھری ہوئی تھی کہ گویا کہ وہ روشن ستارہ تھی، اس کے سر کے بال (اس قدر زیادہ تھے کہ) وہ درخت کی شاخوں کی طرح لگ رہا تھا، میں نے عیسی علیہ السلام کو دیکھا، وہ سفید رنگ کے نوجوان تھے، سر کے بال گھنگریالے تھے، وہ تیز نگاہ والے اور پتلے دبلے پیٹ والے تھے، میں نے موسی علیہ السلام کو دیکھا، وہ سیاہی مائل گندمی رنگ کے اور گھنے بالوں والے تھے۔'' حسن راوی نے کہا: ان کے بال سخت تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، پس میں نے ان کا جو عضو دیکھا، ایسے لگا کہ میں اپنا عضو دیکھ رہا ہوں، گویا کہ وہ تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) کی طرح ہی ہیں،

(١٠٥٩٤) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابویعلی: ٢٧٢٠ (انظر: ٣٥٤٦)

پھر جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: (جہنم کے داروغے) مالک کو سلام کہو، پس میں نے اس کو سلام کہا۔''

(١٠٥٩٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ حِيْنَ أُسْرِيَ بِيْ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قُمْتُ فِيْ الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٠٩٩)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب قریش نے بیت المقدس کی طرف اسراء کے سلسلے میں مجھے جھٹلا دیا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بیت المقدس کو واضح کر دیا، پس میں نے اس کو دیکھ کر قریشیوں کو اس کی نشانیوں کے بارے میں بتلانا شروع کر دیا۔''

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَرْضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَفْسَهُ الْكَرِيْمَةَ عَلَى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ بِمِنًى فِيْ مَنَازِلِهِمْ عَلَى أَنْ يَأْوُوْهُ وَيَنْصُرُوْهُ وَيَمْنَعُوْهُ مِمَّنْ كَذَّبَهُ وَخَالَفَهُ

### نبی کریم ﷺ کا مواسمِ حج کے موقع پر منیٰ میں اپنے آپ کو عرب کے قبائل پر پیش کرنا

(١٠٥٩٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ عِبَادٍ الدِّيْلِيَّ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ بِمِنًى فِيْ مَنَازِلِهِمْ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا)) قَالَ: وَوَرَاءَهُ رَجُلٌ يَقُوْلُ: هٰذَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَدَعُوْا دِيْنَ آبَائِكُمْ، فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَقِيْلَ: هٰذَا أَبُوْ لَهَبٍ۔ (مسند احمد: ١٦١٢٠)

سیدنا ربیعہ بن عباد دیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حج کے موسم میں منیٰ میں لوگوں کی رہائش گاہوں میں ان کے پاس جاتے اور فرماتے: ''لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔'' آپ ﷺ کے پیچھے ایک آدمی ہوتا، وہ کہتا: یہ شخص تم کو حکم دے رہا ہے کہ تم اپنے آباء کا دین چھوڑ دو، میں نے پوچھا کہ پیچھے والا آدمی کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ یہ ابولہب ہے۔

**فوائد**: ...... نبی کریم ﷺ کی فکر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام عام کیا جائے اور لوگوں کی راہِ ہدایت کی طرف رہنمائی کی، اس مقصد کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ منصوبہ بندی کرتے رہتے تھے، ایک منصوبے کا بیان اس حدیث میں ہے کہ حج کے موقع پر دور دراز کے علاقوں سے لوگ آتے تھے، ان کو آپ تبلیغ کرتے تھے، ممکن تھا کہ وہ خود اسلام قبول کر لیتے یا ان کے ذریعے آپ ﷺ کا پیغام عام ہو جاتا۔

---

(١٠٥٩٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٨٨٦، ومسلم: ١٧٠ (انظر: ١٥٠٣٤)

(١٠٥٩٦) تخريج: صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٥٨٧ (انظر: ١٦٠٢٤)

(۱۰۵۹۷)۔ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبَّادٍ اَيْضًا قَالَ: وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَأَذْكُرُهُ (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) يَطُوْفُ عَلَى الْمَنَازِلِ بِمِنًى، وَأَنَا مَعَ أَبِيْ غَلَامٌ شَابٌّ، وَوَرَاءَهُ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ أَحْوَلُ ذُوْ غَدِيْرَتَيْنِ، فَلَمَّا وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَوْمٍ قَالَ: ((أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْهُ، وَلَاتُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا۔)) وَيَقُوْلُ الَّذِيْ خَلْفَهُ: اِنَّ هٰذَا يَدْعُوْكُمْ اِلٰى أَنْ تُفَارِقُوْا دِيْنَ آبَائِكُمْ وَأَنْ تَسْلُخُوْا اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَحُلَفَائَكُمْ مِنْ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ أُقَيْشٍ اِلَى مَا جَاءَ بِهِ مِنَ الْبِدْعَةِ وَالضَّلَالِ قَالَ: فَقُلْتُ لِاَبِيْ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: عَمُّهُ أَبُوْلَهَبٍ عَبْدُ الْعُزّٰى بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔ (مسند احمد: ۱۶۱۲۳)

(دوسری سند) سیدنا ربیعہ بن عباد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم مجھے نبی کریم ﷺ اچھی طرح یاد ہیں کہ آپ منٰی میں لوگوں کے پاس جاتے، جبکہ میں اس وقت جوان تھا اور اپنے باپ کے ساتھ ہوتا، آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ایک آدمی تھا، وہ خوبصورت چہرے والا، بھینگی آنکھ والا اور دو چٹیوں والا تھا، جب آپ ﷺ کسی قوم کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے: ''میں اللہ کا رسول ہوں، وہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔'' اور پیچھے والا آدمی کہتا: یہ تمہیں اس چیز کی دعوت دیتا ہے کہ تم اپنے آباء کے دین سے باز آ جاؤ، لات و عزی کو اور بنو مالک بن اُقیش میں سے اپنے حلیفوں کو چھوڑ دو اور اس کی لائی ہوئی بدعت وضلالت کو اختیار کر لو۔ میں نے اپنے باپ سے کہا: یہ شخص کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب عبدالعزی بن عبدالمطلب ہے۔

(۱۰۵۹۸)۔ عَنْ أَشْعَثَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ شَيْخٌ مِنْ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ كِنَانَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِسُوْقِ ذِي الْمَجَازِ يَتَخَلَّلُهَا يَقُوْلُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا)) قَالَ: وَأَبُوْجَهْلٍ يَحْثِيْ عَلَيْهِ التُّرَابَ وَيَقُوْلُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا يَغُرَّنَّكُمْ هٰذَا عَنْ دِيْنِكُمْ، فَاِنَّمَا يُرِيْدُ لِتَتْرُكُوْا اٰلِهَتَكُمْ وَتَتْرُكُوْا اللَّاتَ وَالْعُزّٰى، قَالَ: وَمَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْنَا: انْعَتْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: بَيْنَ بُرْدَيْنِ

اشعث کہتے ہیں: بنو مالک بن کنانہ کے ایک بزرگ نے مجھے بیان کیا کہ اس نے ذوالمجاز بازار میں آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس میں گھستے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''اے لوگو! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دو، کامیاب ہو جاؤ گے۔'' اُدھر ابوجہل اپنے آپ پر مٹی ڈالتے ہوئے کہہ رہا تھا، لوگو! یہ تم کو تمہارے دین کے بارے میں دھوکے میں نہ ڈال دے، یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے معبودوں اور لات وعزی کو چھوڑ دو، لیکن رسول اللہ ﷺ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے تھے، ہم نے اس بزرگ سے کہا: تم ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرو، اس نے کہا: آپ ﷺ نے سرخ رنگ

(۱۰۵۹۷) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۱۰۵۹۸) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ۱۶۶۰۳)

اَحْمَرَيْنِ مَرْبُوْعٌ كَثِيْرُ اللَّحْمِ حَسَنُ الْوَجْهِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ اَبْيَضُ شَدِيْدُ الْبَيَاضِ سَابِغُ الشَّعْرِ۔ (مسند احمد: ۱۶۷۲۰)

کی دو چادریں زیب تن کر رکھی تھیں، آپ ﷺ کا قد معتدل تھا، آپ ﷺ پر گوشت تھے، خوبصورت چہرے والے تھے، آپ ﷺ کے بال سخت سیاہ تھے، آپ ﷺ کا رنگ بہت سفید تھا اور آپ ﷺ کے بال بھرپور تھے۔

**فوائد:** ......ابولہب اور ابوجہل، اسلام اور اہل اسلام کے سخت دشمن تھے، انھوں نے اپنی بدنصیبی میں اضافہ کرنے کے لیے آپ ﷺ کی مخالفت برقرار رکھی، بالآخر یہ دونوں سردار بری طرح ناکام ہوئے، ایک غزوۂ بدر میں مارا گیا اور دوسرا اس سے چند دن بعد طبعی لیکن بری موت مرا، جبکہ دن بدن نبی کریم ﷺ کی شان وعظمت میں اضافہ ہوتا گیا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَرْضِهِ الْإِسْلَامَ عَلٰى فِتْيَةِ بَنِي الْأَشْهَلِ حِيْنَمَا جَاءُ وْا يَلْتَمِسُوْنَ الْحِلْفَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى قَوْمِهِمْ مِنَ الْخَزْرَجِ وَمَنْقَبَةٍ لِإِيَاسِ بْنِ مُعَاذٍ وَذِكْرِ وَقْعَةِ بُعَاثٍ

### نبی کریم ﷺ کا بنو اشہل کے نوجوانوں پر اس وقت اسلام پیش کرنا، جب وہ قریش کو اپنی قوم خزرج کی مخالفت میں اپنا حلیف بنانا چاہتے تھے، بیچ میں سیدنا ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ کی منقبت اور واقعۂ بعاث کا بیان

(۱۰۵۹۹)۔ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ أَخِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَبُوْ الْحُلَيْسِ أَنَسُ بْنُ رَافِعٍ مَكَّةَ وَمَعَهُ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فِيْهِمْ إِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ يَلْتَمِسُوْنَ الْحِلْفَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى قَوْمِهِمْ مِنَ الْخَزْرَجِ، سَمِعَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُمْ فَجَلَسَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ لَهُمْ: ((هَلْ لَكُمْ إِلٰى خَيْرٍ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ؟)) قَالُوْا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: ((أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِي إِلَى الْعِبَادِ، أَدْعُوْهُمْ إِلٰى أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ لَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا۔)) ثُمَّ ذَكَرَ الْإِسْلَامَ وَتَلَا عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ

بنو عبد الاشہل کے بھائی سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو حلیس انس بن رافع مکہ مکرمہ میں آیا، اس کے ساتھ سیدنا ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ اپنی قوم خزرج کی مخالفت میں قریش کو اپنا حلیف بنانا چاہتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ کو ان کا پتہ چلا تو آپ ﷺ ان کے پاس آ کر بیٹھے اور ان سے فرمایا: ''جس مقصد کے لیے تم آئے ہو، کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی رغبت ہے؟'' انھوں نے کہا: وہ کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے بندوں کی طرف بھیجا ہے، میں لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اس نے مجھ پر کتاب بھی نازل کی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام کا ذکر کیا اور قرآن مجید

(۱۰۵۹۹) تخریج: اسناده حسن، أخرجه الحاكم: ۳/ ۱۸۰، والبيهقي في "الدلائل": ۲/ ۴۲۰ (انظر: ۲۳۶۱۹)

اِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ وَكَانَ غُلَامًا حَدَثًا: أَيْ قَوْمِ! هٰذَا وَاللّٰهِ! خَيْرٌ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ، قَالَ: فَأَخَذَ أَبُوْ جُلَيْسٍ أَنَسُ بْنُ رَافِعٍ حَفْنَةً مِنَ الْبَطْحَاءِ فَضَرَبَ بِهَا فِيْ وَجْهِ إِيَاسِ بْنِ مُعَاذٍ، وَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُمْ وَانْصَرَفُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَانَتْ وَقْعَةُ بُعَاثٍ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ، قَالَ: ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ إِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ أَنْ هَلَكَ، قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ لَبِيْدٍ: فَأَخْبَرَنِيْ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ قَوْمِيْ عِنْدَ مَوْتِهِ أَنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا يَسْمَعُوْنَهُ يُهَلِّلُ اللّٰهَ وَيُكَبِّرُهُ وَيَحْمَدُهُ وَيُسَبِّحُهُ حَتّٰى مَاتَ فَمَا كَانُوْا يَشُكُّوْنَ أَنْ قَدْ مَاتَ مُسْلِمًا، لَقَدْ كَانَ اسْتَشْعَرَ الْإِسْلَامَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ حِيْنَ سَمِعَ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا سَمِعَ۔ (مسند احمد: ٢٤٠١٨)

کی تلاوت بھی کی۔ یہ سن کر نوعمر لڑکے ایاس بن معاذ نے کہا: اے میری قوم! جس مقصد کے لیے تم آئے ہو، اللہ کی قسم ہے، یہ چیز اس سے بہتر ہے، یہ تبصرہ سن کر ابوجلیس انس نے وادیٔ بطحاء سے ایک چلو بھرا اور ایاس بن معاذ کے چہرے پر دے مارا، رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ مدینہ کو واپس چلے گئے، جب اوس اور خزرج میں بعاث کی لڑائی واقع ہوئی تو سیدنا ایاس رضی اللہ عنہ جلد ہی اس میں فوت ہو گئے۔ سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری قوم کے جو لوگ ایاس کی موت کے وقت اس کے پاس موجود تھے، انھوں نے مجھے بتلایا کہ وہ ایاس کو لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتے ہوئے سنتے رہے، یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے، ان لوگوں کو یقین تھا کہ وہ اسلام کی حالت میں فوت ہوئے ہیں، انھوں نے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے ہی اسلام کو سمجھ لیا تھا۔

**فوائد**: ...... مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام بعاث ہے، زمانۂ جاہلیت میں اسی مقام پر اوس اور خزرج کے درمیان ایک لڑائی ہوئی تھی، جس میں دونوں قبیلوں کے سرداروں سمیت بہت سے لوگ قتل ہو گئے۔

(١٠٦٠٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ ﷺ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَرَفَقُوْا اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُوْلِهِ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٢٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: اللہ تعالیٰ نے واقعۂ بعاث کے دن کو رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے بنا دیا تھا، اس لیے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کی جماعت تتر بتر ہو چکی تھے، اس کے سردار قتل ہو چکے تھے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے نرمی برتی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

**فوائد**: ......ان وجوہات کی بنا پر ان کے لیے نبی کریم ﷺ کی اطاعت آسان ہو گئی۔

---

(١٠٦٠٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٧٧، ٣٨٤٦، ٣٩٣٠ (انظر: ٢٤٣٢٠)

(١٠٦٠١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ بِالْمَوْقِفِ فَيَقُوْلُ: ((هَلْ مِنْ رَجُلٍ يَحْمِلُنِيْ إِلٰى قَوْمِهِ فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُوْنِيْ أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ۔)) فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ هَمْدَانَ، فَقَالَ: ((مِمَّنْ أَنْتَ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: مِنْ هَمْدَانَ، قَالَ: ((فَهَلْ عِنْدَ قَوْمِكَ مِنْ مَنَعَةٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَشِيَ أَنْ يَخْقِرَهُ قَوْمُهُ، فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: آتِيهِمْ فَأُخْبِرُهُمْ ثُمَّ آتِيْكَ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ، قَالَ: ((نَعَمْ۔)) فَانْطَلَقَ وَجَاءَ وَفْدُ الْأَنْصَارِ فِيْ رَجَبٍ۔ (مسند احمد: ١٥٢٦٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (عرفات کے) موقف میں اپنے آپ کو لوگوں پر پیش کرتے اور فرماتے: ''کیا کوئی ایسا آدمی ہے، جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے جائے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں تک پہنچا سکوں، کیونکہ قریش نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا ہے؟'' ہمدان سے ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تو کس قبیلے سے ہے؟'' اس نے کہا: جی میں ہمدان سے ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیری قوم کے پاس طاقت وعزت ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، لیکن پھر وہ آدمی ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی قوم اس کو حقیر قرار دے، پس وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں اپنی قوم کے پاس جا رہا ہوں، ان کو یہ تفصیل بتاؤں گا اور پھر اگلے سال آپ کے پاس آؤں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' پس وہ چلا گیا اور پھر رجب میں انصاریوں کا وفد آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تھا۔

**فوائد:** ...... ہمدان، یمن کا ایک قبیلہ تھا۔

## بَابُ قُدُوْمِ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ الْأُوْلٰى

## مدینہ منورہ سے بارہ انصاریوں کے آنے اور بیعتِ عقبہ اولی کا بیان

(١٠٦٠٢)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كُنْتُ فِيْمَنْ حَضَرَ الْعَقَبَةَ الْأُوْلٰى وَكُنَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَبَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَيْعَةِ النِّسَاءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ الْحَرْبُ، عَلٰى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا،

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بیعتِ عقبہ اولی میں موجود تھا، ہم کل بارہ مرد تھے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کی ان امور پر بیعت کی، جن امور کا ذکر عورتوں کی بیعت میں ہے، یہ بیعت لڑائی اور جہاد فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھی، ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ

(١٠٦٠١) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه ابوداود: ٤٧٣٤، وابن ماجه: ٢٠١، والترمذى: ٢٩٢٥ (انظر: ١٥١٩٢)

(١٠٦٠٢) تخريج: حديث صحيح، أخرجه البخارى: ٣٨٩٣، ٦٨٧٣، ومسلم: ١٧٠٩ (انظر: ٢٢٧٥٤)

وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيَهُ فِي مَعْرُوفٍ فَإِنْ وَفَيْتُمْ فَلَكُمُ الْجَنَّةُ، وَإِنْ غَشِيتُمْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأَمْرُكُمْ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَكُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَكُمْ. (مسند احمد: ٢٣١٣٤)

کے ساتھ شرک نہیں کریں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے، بہتان گھڑ کر نہیں لگائیں گے اور نیکی کے سلسلے میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے، اگر تم نے یہ بیعت پوری کر دی تو تمہارے لیے جنت ہو گی اور اگر تم نے کسی چیز میں مخالفت کر دی تو تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو گا، وہ چاہے تو تم کو عذاب دے اور چاہے تو تم کو بخش دے۔''

(١٠٦٠٣)۔ (مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيهِ الْوَلِيدِ عَنْ جَدِّهِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَكَانَ أَحَدَ النُّقَبَاءِ، قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ بَيْعَةَ الْحَرْبِ، وَكَانَ عُبَادَةُ مِنَ الِاثْنَيْ عَشَرَ الَّذِينَ بَايَعُوا فِي الْعَقَبَةِ الْأُولٰى عَلٰى بَيْعَةِ النِّسَاءِ فِي السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَلَا نُنَازِعُ فِي الْأَمْرِ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُولَ الْحَقَّ حَيْثُمَا كَانَ لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. (مسند احمد: ٢٣٠٧٦)

(دوسری سند) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، جو نقباء میں سے ایک تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی لڑائی کرنے پر بیعت کی، سیدنا عبادہ بن صامت بارہ افراد میں سے تھے، جنہوں نے عقبۂ اولی میں ان امور پر بیعت کی تھی، جن امور پر عورتوں کی بیعت ہوتی تھی، بیعت یہ تھی کہ بدحالی میں، خوشحالی میں، خوشی میں اور ناخوشی میں خلیفہ کی بات سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے، امارت کے اہل لوگوں سے امارت نہیں چھینیں گے، حق کہیں گے، وہ جہاں بھی ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

**فوائد:**...... بیرون مکہ جن ابتدائی سعادت مندوں نے اسلام قبول کیا، ان میں قبیلہ خزرج کے درج ذیل افراد تھے:
سیدنا اسعد بن زرارہ، سیدنا قطبہ بن عامر، سیدنا عوف بن حارث، سیدنا عقبہ بن عامر، سیدنا رافع بن مالک اور سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم۔

یہ لوگ ۱۱ نبوت میں حج کے لیے آنے والوں کے ساتھ آئے اور منیٰ کی گھاٹی میں رات کے وقت باتیں کر رہے تھے کہ وہاں سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ کی ان کے ساتھ بیٹھک ہوئی اور یہ مسلمان ہو گئے اور اگلے سال حج کے موقع پر آپ ﷺ سے ملاقات کرنے کا وعدہ کیا۔

پس وعدے کے مطابق اگلے سال ۱۲ نبوت کے موسم حج میں بارہ آدمی حاضر ہوئے، دس خزرج سے اور دو اوس سے، یہ لوگ منی کی گھاٹی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمع ہوئے اور آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی تعلیم دی۔

---

(١٠٦٠٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

پانچ افراد تو مذکورہ بالا ہی تھی، باقی لوگ یہ تھے:

سیدنا معاذ بن حارث (معاذ بن عفراء)، سیدنا ذکوان بن عبدالقیس، سیدنا عبادہ بن صامت، سیدنا یزید بن ثعلبہ ورسیدنا عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہم۔

قبیلہ اوس کے دو آدمی یہ تھے: سیدنا ابوالہیثم بن التیہان اور سیدنا عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہما۔

اس کے بعد یہ لوگ واپس چلے گئے اور نبی کریم ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ روانہ کیا، تا کہ وہ لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور دین کی تعلیم دیں۔

بعد ازاں اگلے سال دوسری بیعتِ عقبہ پیش آئی، جس کا ذکر اگلے باب میں ہے۔

## بَابُ قُدُوْمِ سَبْعِيْنَ رَجُلًا وَامْرَأَتَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ بَعْدَ الْعَقَبَةِ الْأُوْلٰى بِعَامٍ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ الثَّانِيَةِ

## بیعتِ عقبہ اولی کے ایک سال بعد انصاریوں کے ستر مردوں اور دو عورتوں کا نبی کریم ﷺ کے پاس آنا اور بیعتِ عقبہ ثانیہ کرنا

(۱۰۶۰۴)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَ سِنِيْنَ يَتْبَعُ النَّاسَ فِيْ مَنَازِلِهِمْ بِعُكَاظٍ وَمَجَنَّةَ، وَفِي الْمَوَاسِمِ بِمِنًى يَقُوْلُ: ((مَنْ يُؤْوِيْنِيْ؟ مَنْ يَنْصُرُنِيْ؟ حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَلَهُ الْجَنَّةُ۔)) حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ أَوْ مِنْ مُضَرَ فَيَأْتِيْهِ قَوْمُهُ فَيَقُوْلُوْنَ: احْذَرْ مِنْ غُلَامِ قُرَيْشٍ لَا يَفْتِنُكَ، وَيَمْشِيْ بَيْنَ رِحَالِهِمْ وَهُمْ يُشِيْرُوْنَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ حَتّٰى بَعَثَنَا اللّٰهُ إِلَيْهِ مِنْ يَثْرِبَ فَآوَيْنَاهُ وَصَدَّقْنَاهُ، فَيَخْرُجُ الرَّجُلُ مِنَّا فَيُؤْمِنُ بِهِ يُقْرِئُهُ الْقُرْآنَ، فَيَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِهِ فَيُسْلِمُوْنَ بِإِسْلَامِهِ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ دَارٌ مِنْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ إِلَّا وَفِيْهَا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دس برس تک مکہ میں رہے، عکاظ اور مجنہ میں لوگوں کے ڈیروں پر جاتے اور مواسمِ حج کے موقع پر منیٰ میں جاتے اور فرماتے: ''کون مجھے جگہ فراہم کرے گا؟ کون میری مدد کرے گا؟ تا کہ میں اپنے ربّ کا پیغام پہنچاؤں اور اس شخص کو جنت ملے گی۔'' حتی کہ ایک آدمی یمن سے یا مضر سے مکہ کے لیے نکلتا اور اس کی قوم اس کے پاس آتی اور کہتی: قریشی آدمی سے بچ کر رہنا، کہیں وہ تجھے فتنے میں نہ ڈال دے، آپ ﷺ ان کے گھروں کے درمیان چلتے اور وہ انگلیوں سے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یثرت سے بھیجا، پس ہم نے آپ ﷺ کو جگہ دی اور آپ ﷺ کی تصدیق کی، پس ہم میں سے آدمی نکلتا، آپ ﷺ پر ایمان لاتا، آپ ﷺ اس کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے، پھر وہ

(۱۰۶۰۴) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه البزار: ۱۷۵٦، وابن حبان: ٦۲۷٤، والبيهقي: ۸/ ۱٤٦ (انظر: ۱٤٤٥٦)

رَهْطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُظْهِرُوْنَ الْإِسْلَامَ، ثُمَّ ائْتَمَرُوْا جَمِيْعًا، فَقُلْنَا حَتّٰى مَتٰى نَتْرُكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُطْرَدُ فِيْ جِبَالِ مَكَّةَ وَيَخَافُ؟ فَرَحَلَ اِلَيْهِ مِنَّا سَبْعُوْنَ رَجُلًا حَتّٰى قَدِمُوْا عَلَيْهِ فِي الْمَوْسِمِ فَوَاعَدْنَاهُ شِعْبَ الْعَقَبَةِ فَاجْتَمَعْنَا عَلَيْهِ مِنْ رَجُلٍ وَرَجُلَيْنِ حَتّٰى تَوَافَيْنَا، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: ((تُبَايِعُوْنِيْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ وَالنَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَنْ تَقُوْلُوْا فِيْ اللّٰهِ لَاتَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَعَلٰى أَنْ تَنْصُرُوْنِيْ فَتَمْنَعُوْنِيْ اِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ وَأَزْوَاجَكُمْ وَأَبْنَاءَ كُمْ وَلَكُمُ الْجَنَّةَ۔)) قَالَ: فَقُمْنَا اِلَيْهِ فَبَايَعْنَاهُ وَأَخَذَ بِيَدِهِ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ وَهُوَ مِنْ أَصْغَرِهِمْ، فَقَالَ: رُوَيْدًا يَاأَهْلَ يَثْرِبَ! فَاِنَّا لَمْ نَضْرِبْ أَكْبَادَ الْإِبِلِ اِلَّا وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ اِخْرَاجَهُ الْيَوْمَ مُفَارَقَةُ الْعَرَبِ كَافَّةً وَقَتْلُ خِيَارِكُمْ، وَاَنْ تَعَضَّكُمُ السُّيُوْفُ، فَاِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَصْبِرُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ وَأَجْرُكُمْ عَلَى اللّٰهِ، وَاِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَخَافُوْنَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ جَبِنَةً فَبَيِّنُوْا ذٰلِكَ فَهُوَ عُذْرٌ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ، قَالُوْا: أَمِطْ عَنَّا يَااَسْعَدُ، فَوَاللّٰهِ! لَا نَدَعُ هٰذِهِ الْبَيْعَةَ أَبَدًا وَلَا نَسْلُبُهَا أَبَدًا،

اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتا اور وہ بھی اس کے اسلام کی وجہ سے مسلمان ہو جاتے، یہاں تک کہ انصاری محلوں میں سے کوئی محلّہ نہ بچا، مگر اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے وجود پکڑ لیا، جو اسلام کا اظہار کرتے تھے، پھر اِن سب لوگوں نے اکٹھا ہو کر مشورہ کیا اور ہم نے کہا: ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو چھوڑے رکھیں گے کہ آپ ﷺ کو مکہ کے پہاڑوں میں جگہ نہ دی جائے اور آپ ﷺ وہاں ڈرتے رہیں، پس ہم میں سے ستر افراد روانہ ہوئے، یہاں تک کہ حج کے موسم کے موقع پر آپ ﷺ کے پاس پہنچے، پہلے ہی ہم نے آپ ﷺ سے عقبہ گھاٹی میں ملاقات کرنے کا طے کر لیا تھا، پس ہم ایک دو دو افراد کر کے آپ ﷺ کے پاس پہنچتے گئے، یہاں تک کہ ہم سارے آپ ﷺ کے ساتھ جمع ہو گئے، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ ﷺ کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میری بات کرو، اس بات پر کہ سنو گے اور اطاعت کرو گے، مستعدی میں اور سستی میں (یعنی ہر حال میں)، بدحالی اور خوشحالی میں خرچ کرو گے، نیکی کا حکم کرو گے اور برائی سے منع کرو گے، اللہ تعالیٰ کے حق میں بات کرو گے اور اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرو گے اور اس چیز پر بیعت کرو کہ تم میری مدد کرو گے اور جب میں تمہارے پاس آ جاؤں تو مجھے بھی ان (مکروہات سے) بچاؤ گے، جن سے تم اپنے آپ کو، اپنی بیویوں کو اور اپنے بیٹوں کو بچاتے ہو، ان امور کے عوض تم کو جنت ملے گی۔'' پس ہم کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کی بیعت کی اور سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ، جو کہ سب سے کم سن تھے، نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اے یثرب والو! ذرا ٹھہرو، ہم اسی لیے دور دراز کا سفر کر کے آئے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے

قَالَ: فَقُمْنَا اِلَيْهِ فَبَايَعْنَاهُ فَأَخَذَ عَلَيْنَا وَشَرَطَ يُعْطِيْنَا عَلَى ذٰلِكَ الْجَنَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ۔ (مسند احمد: ١٤٥١٠)

رسول ہیں، لیکن یاد رکھو کہ آج آپ ﷺ کو یہاں سے لے جانا سارے عربوں کی دشمنی مول لینے کے، اپنے پسندیدہ افراد کو قتل کروانے اور تلواروں سے کٹنے کے مترادف ہے، اب یا تو تم ان آزمائشوں پر صبر کرو اور تمہارا اجر اللہ تعالیٰ پر ہوگا اور اگر تمہیں بزدلی کا ڈر ہو تو ابھی وضاحت کر دو، یہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے ہاں عذر ہوگا۔ باقی انصاریوں نے سیدنا اسعد رضی اللہ عنہ سے کہا: اے اسعد! ہٹ جا ہمارے سامنے سے، اللہ کی قسم ہے، ہم کبھی بھی اس بیعت کو نہیں چھوڑیں گے اور نہ اس کو واپس لیں گے، پھر ہم آپ ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کی بیعت کی، آپ ﷺ نے ہم سے بیعت لی اور ہم پر شرطیں لگائیں اور اس عمل کے عوض اللہ تعالیٰ ہم کو جنت دے گا، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو جائے۔

(١٠٦٠٥)۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ وَعَفَّانُ قَالَا: ثَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ كَلْثُوْمٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا غَادِيَةَ يَقُوْلُ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَقُلْتُ: بِيَمِيْنِكَ؟، قَالَ: نَعَمْ) قَالَا جَمِيْعًا فِي الْحَدِيْثِ: وَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ اِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٤٢)

سیدنا ابو غادیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، ابو سعید نے کہا: دائیں ہاتھ سے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے عقبہ والے دن ہم سے خطاب کیا اور فرمایا: ''اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ سے ملاقات والے دن تک تمہارے خون اور اموال تم پر اس طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے، کیا میں نے اپنے ربّ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟'' سب سے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ گواہ رہنا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا شروع کر دو۔''

(١٠٦٠٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني مطولا: ٢٢/ ٩١٢ (انظر: ٢٠٦٦٦)

(١٠٦٠٦)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ: ثَنَا أَبِيْ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: فَحَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِيْ كَعْبِ بْنِ الْقَيْنِ أَخُوْ بَنِيْ سَلِمَةَ اَنَّ أَخَاهُ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ وَكَانَ مِنْ أَعْلَمِ الْأَنْصَارِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ كَعْبٌ مِمَّنْ شَهِدَ الْعَقَبَةَ وَبَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِهَا ، قَالَ: خَرَجْنَا فِيْ حُجَّاجِ قَوْمِنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ صَلَّيْنَا وَفَقِهْنَا وَمَعَنَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ كَبِيْرُنَا وَسَيِّدُنَا ، فَلَمَّا تَوَاجَهْنَا لِسَفَرِنَا وَخَرَجْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ الْبَرَاءُ لَنَا: يَاهٰؤُلَاءِ إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ وَاللّٰهِ! رَأْيًا وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِيْ تُوَافِقُوْنِيْ عَلَيْهِ أَمْ لَا؟ قَالَ: قُلْنَا لَهُ: وَمَاذَاكَ؟ قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ اَنْ لَا أَدَعَ هٰذِهِ الْبَنِيَّةَ مِنِّيْ بِظَهْرٍ ، يَعْنِي الْكَعْبَةَ وَاَنْ أُصَلِّيَ إِلَيْهَا ، قَالَ: فَقُلْنَا: وَاللّٰهِ! مَا بَلَغَنَا أَنَّ نَبِيَّنَا يُصَلِّيْ إِلَّا إِلَى الشَّامِ وَمَا نُرِيْدُ أَنْ نُخَالِفَهُ ، فَقَالَ: إِنِّيْ أُصَلِّيْ إِلَيْهَا ، قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ: لٰكِنَّا لَانَفْعَلُ ، فَكُنَّا إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ صَلَّيْنَا إِلَى الشَّامِ وَصَلّٰى إِلَى الْكَعْبَةِ حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ أَخِيْ: وَقَدْ كُنَّا عِبْنَا عَلَيْهِ مَا صَنَعَ وَأَبِيْ إِلَّا الْإِقَامَةَ عَلَيْهِ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ! إِنْطَلِقْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْأَلْهُ عَمَّا صَنَعْتُ فِيْ سَفَرِيْ هٰذَا فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! قَدْ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ

عبید اللہ بن کعب، جو کہ انصاریوں میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے، بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اپنی قوم کے مشرک لوگوں کے ساتھ حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے، ہم نماز بھی پڑھتے تھے اور ہمیں دین کی سمجھ بھی تھی، ہمارے ساتھ ہمارے بڑے اور ہمارے سردار سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ تھے، جب ہم نے رختِ سفر باندھا اور مدینہ منورہ سے نکل پڑے تو سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! اللہ کی قسم! میں نے ایک خواب دیکھا ہے، لیکن یہ میں نہیں جانتا کہ تم میری موافقت کرو گے یا نہیں؟ ہم نے کہا: وہ ہے کون سا؟ انھوں نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ میں کعبہ کی عمارت کی طرف پیٹھ نہیں کروں گا اور میں اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھوں گا، ہم نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں تو یہی بات پہنچی ہے کہ ہمارے نبی شام کی طرف نماز پڑھتے ہیں، لہٰذا ہم آپ ﷺ کی مخالفت تو نہیں کر سکتے، لیکن انھوں نے کہا: میں تو کعبہ کی طرف منہ کر کے ہی نماز پڑھوں گا، ہم نے کہا: لیکن ہم اس طرح نہیں کریں گے، اب صورتحال یہ تھی کہ جب نماز کا وقت ہو جاتا تو ہم شام کی طرف رخ کر کے اور سیدنا براء کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے، یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے، میرے بھائی نے کہا: ہم نے اس کے کیے کو معیوب تو سمجھا ہے، میرے باپ کی قسم! البتہ اس سے مخالفت نہیں کی، جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو انھوں نے کہا: اے بھتیجے! چلو رسول اللہ ﷺ کی طرف اور آپ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں دریافت کر کے لاؤ، جو میں نے اس سفر میں کی ہے، جب سے میں نے دیکھا کہ تم

(١٠٦٠٦) تخريج: حديث قوى، أخرجه ابن حبان: ٧٠١١، والحاكم: ٣/ ٤٤١ (انظر: ١٥٧٩٨)

مِنْهُ شَيْءٌ لَمَّا رَأَيْتُ مِنْ خِلَافِكُمْ إِيَّايَ فِيهِ، قَالَ: فَخَرَجْنَا نَسْأَلُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكُنَّا لَا نَعْرِفُهُ لَمْ نَرَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَلَقِينَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: هَلْ تَعْرِفَانِهِ؟ قَالَ: قُلْنَا: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَعْرِفَانِ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّهُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: وَكُنَّا نَعْرِفُ الْعَبَّاسَ، كَانَ لَا يَزَالُ يَقْدِمُ عَلَيْنَا تَاجِرًا، قَالَ: فَإِذَا دَخَلْتُمَا الْمَسْجِدَ فَهُوَ الرَّجُلُ الْجَالِسُ مَعَ الْعَبَّاسِ، قَالَ: فَدَخَلْنَا الْمَسْجِدَ فَإِذَا الْعَبَّاسُ جَالِسٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَهُ جَالِسٌ فَسَلَّمْنَا ثُمَّ جَلَسْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: ((هَلْ تَعْرِفُ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا أَبَا الْفَضْلِ!)) قَالَ: نَعَمْ، هٰذَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ سَيِّدُ قَوْمِهِ وَهٰذَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: وَاللَّهِ! مَا أَنْسٰى قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((الشَّاعِرُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَالَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنِّي خَرَجْتُ مِنْ سَفَرِي هٰذَا وَهَدَانِيَ اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ فَرَأَيْتُ أَنْ لَا أَجْعَلَ الْبَنِيَّةَ مِنِّي بِظَهْرٍ فَصَلَّيْتُ إِلَيْهَا وَقَدْ خَالَفَنِي أَصْحَابِي فِي ذٰلِكَ حَتّٰى وَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ فَمَاذَا تَرٰى يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((لَقَدْ كُنْتَ عَلٰى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا)) فَقَالَ: فَرَجَعَ الْبَرَاءُ إِلٰى قِبْلَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلّٰى مَعَنَا إِلَى الشَّامِ، قَالَ: وَأَهْلُهُ

لوگ میری مخالفت کر رہے ہو تو میرے نفس میں اس کے بارے میں شبہ پڑ گیا ہے، وہ کہتے ہیں: پس ہم رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے کے لیے نکلے،لیکن مسئلہ یہ تھا کہ ہم آپ ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے، کیونکہ ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا نہیں تھا، جب مکہ مکرمہ کے ایک باشندے سے ہماری ملاقات ہوئی تو ہم نے اس سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا، اس نے کہا: کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: جی نہیں، اس نے کہا: کیا تم آپ ﷺ کے چچا عباس بن عبد المطلب کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: جی ہاں، چونکہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بطورِ تاجر ہمارے پاس آتے رہتے تھے، اس لیے ہم ان کو پہچانتے تھے، بہر حال اس نے کہا: جب تم مسجد میں داخل ہو تو جو آدمی عباس کے ساتھ بیٹھا ہو گا، وہی (محمد ﷺ) ہوں گے، پس ہم مسجد میں داخل ہوئے، وہاں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، ہم نے ان کو سلام کہا اور پھر آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابو الفضل! کیا آپ ان دو افراد کو جانتے ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، یہ اپنی قوم کا سردار براء بن معرور ہے اور یہ کعب بن مالک، اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کی یہ بات نہیں بھولا کہ آپ ﷺ نے پوچھا: ''جو شاعر ہے، وہ؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اب سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں اس سفر میں نکلا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کے لیے ہدایت دی ہوئی ہے، میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں کعبہ کی عمارت کو پشت پر نہیں رکھوں گا، بلکہ میں اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھوں گا، لیکن میرے ساتھیوں نے میرے ساتھ اتفاق نہیں کیا، یہاں تک کہ

يَـزْعُـمُوْنَ أَنَّهُ صَلّٰى إِلَى الْكَعْبَةِ حَتّٰى مَاتَ وَلَيْـسَ ذٰلِكَ كَـمَـا قَـالُـوْا، نَحْنُ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُـمْ، قَالَ: وَخَرَجْنَا إِلَى الْحَجِّ فَوَاعَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْـعَـقَبَةَ مِـنْ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْـرِيْـقِ فَـلَـمَّـا فَرَغْنَا مِنَ الْحَجِّ وَكَانَتِ الـلَّيْـلَةُ الَّتِي وَعَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ أَبُوْ جَابِرٍ سَيِّدٌ مِنْ سَادَاتِنَا وَكُنَّا نَكْتُمُ مَنْ مَعَنَا مِنْ قَوْمِنَا مِنَ الْمُشْـرِكِيْنَ أَمْرَنَا فَكَلَّمْنَاهُ وَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَاجَابِرٍ! إِنَّكَ سَيِّدٌ مِنْ سَادَاتِنَا وَشَرِيْفٌ مِنْ أَشْـرَافِـنَا، وَإِنَّا نَرْغَبُ بِكَ عَمَّا أَنْتَ فِيْهِ أَنْ تَـكُـوْنَ حَـطَبًـا لِـلنَّارِ غَدًا، ثُمَّ دَعَوْتُهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبَـرْتُـهُ بِمِيْعَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـأَسْـلَـمَ وَشَهِـدَ مَعَنَا الْعَقَبَةَ وَكَانَ نَقِيْبًا، قَـالَ: فَنِمْنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَعَ قَوْمِنَا فِيْ رِحَالِنَا حَتّٰـى إِذَا مَـضٰـى ثُـلُـثُ اللَّيْلِ خَرَجْنَا مِنْ رِحَـالِـنَـا لِـمِيْـعَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَتَسَلَّلُ مُسْتَـخْـفِيْنَ تَسَلُّلَ الْقَطَا حَتّٰى اجْتَمَعْنَا فِي الشِّـعْـبِ عِنْدَ الْعَقَبَةِ وَنَحْنُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا وَمَـعَـنَـا امْـرَأَتَانِ مِنْ نِسَائِهِمْ، نَسِيْبَةُ بِنْتُ كَـعْـبٍ أُمُّ عُمَارَةَ إِحْدٰى نِسَاءِ بَنِيْ مَازِنِ بْنِ النَّجَّارِ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ عَدِيِّ بْنِ ثَـابِـتٍ إِحْـدٰى نِسَـاءِ بَـنِيْ سَلِمَةَ وَهِيَ أُمُّ مَـنِيْـعٍ، قَـالَ: فَـاجْتَـمَـعْنَا بِالشعب نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰـى جَـاءَ نَا وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ عَـمُّهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ

میرے نفس میں تردّد پیدا ہو گیا۔ اے اللہ کے رسول! اب آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو صبر کرتا تو تو قبلے پر ہی تھا۔'' پس سیدنا براء نے فوراً رسول اللہ ﷺ کا قبلہ اختیار کر لیا اور ہمارے ساتھ شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ سیدنا براء کے گھر والے تو یہ گمان کرتے تھے کہ وہ مرتے دم تک کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے، لیکن یہ دعوی درست نہیں ہے، ہم اس کے اہل کی بہ نسبت اس کو زیادہ جانتے ہیں، پھر ہم حج کے لیے نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے ایام تشریق کے وسط میں عقبہ کے مقام پر ملنے کا وعدہ کیا، پس جب ہم حج سے فارغ ہوئے اور وہ رات آ گئی، جس کا آپ ﷺ کے ساتھ وعدہ کیا تھا، اُدھر ہمارے ساتھ ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ تھے، ہم اپنی قوم کے مشرک افراد سے رسول اللہ ﷺ کی اس بات کو چھپانا چاہتے تھے، ہم نے کہا: اے ابو جابر! تم سرداروں اور اشراف میں سے ایک سردار اور شریف ہو، لیکن جس دین پر تم ہو، ہم اس سے بے رغبت ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کل آگ کا ایندھن بن جاؤ، پھر میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ ﷺ سے کیے گئے وعدے کی خبر دی، پس وہ بھی مسلمان ہو گئے اور ہمارے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے، بلکہ ان کا نقیب بھی بنایا گیا، پس ہم اس رات کو اپنی قوم کے ساتھ اپنی رہائش گاہوں میں سو گئے، جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا تو ہم رسول اللہ ﷺ سے کیے گئے وعدے کے مطابق اپنی رہائش گاہوں سے نکل پڑے اور چھپتے ہوئے قطا پرندے کی طرح سرکنے لگے، یہاں تک کہ ہم عقبہ کے پاس گھاٹی میں جمع ہو گئے، ہم کل ستر مرد تھے اور ہمارے ساتھ دو عورتیں تھیں، ایک خاتون

عَلَى دِيْنِ قَوْمِهِ إِلَّا أَنَّهُ أَحَبَّ أَنْ يَحْضُرَ أَمْرَ ابْنِ أَخِيْهِ وَيَتَوَثَّقَ لَهُ، فَلَمَّا جَلَسْنَا كَانَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوَّلَ مُتَكَلِّمٍ، فَقَالَ: يَامَعْشَرَ الْخَزْرَجِ! قَالَ: وَكَانَتِ الْعَرَبُ مِمَّا يُسَمُّوْنَ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ الْخَزْرَجَ أَوْسَهَا وَخَزْرَجَهَا، إِنَّ مُحَمَّدًا مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ مَنَعْنَاهُ مِنْ قَوْمِنَا مِمَّنْ هُوَ عَلَى مِثْلِ رَأْيِنَا فِيْهِ وَهُوَ فِيْ عِزٍّ مِنْ قَوْمِهِ وَمَنَعَةٍ فِيْ بَلَدِهِ، قَالَ: فَقُلْنَا: قَدْ سَمِعْنَا مَا قُلْتَ فَتَكَلَّمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَخُذْ لِنَفْسِكَ وَلِرَبِّكَ مَا أَحْبَبْتَ، قَالَ: فَتَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَا وَدَعَا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَغَّبَ فِي الْإِسْلَامِ، قَالَ: ((أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ تَمْنَعُوْنِيْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ نِسَائَكُمْ وَأَبْنَائَكُمْ)) قَالَ: فَأَخَذَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: نَعَمْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَنَمْنَعُكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أُزُرَنَا فَبَايِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ أَهْلُ الْحُرُوْبِ وَأَهْلُ الْحَلْقَةِ وَرِثْنَاهَا كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، قَالَ: فَاعْتَرَضَ الْقَوْلَ وَالْبَرَاءُ يُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ حَلِيْفُ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الرِّجَالِ حِبَالًا وَإِنَّا قَاطِعُوْهَا يَعْنِي الْعُهُوْدَ، فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ نَحْنُ فَعَلْنَا ذٰلِكَ ثُمَّ أَظْهَرَكَ اللّٰهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلٰى قَوْمِكَ وَتَدَعَنَا؟ قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ

ام عمارہ نسیبہ بنت کعب تھیں، ان کا تعلق بنو مازن بن نجار سے تھا اور دوسری خاتون ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی تھیں، ان کا تعلق بنو سلمہ سے تھا، ہم لوگ گھاٹی میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگ گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے، آپ کے چچا سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے، البتہ وہ چاہتے تھے کہ اپنے بھتیجے (محمد ﷺ) کا معاملہ دیکھیں اور اعتماد حاصل کر لیں، جب وہاں بیٹھ گئے تو سب سے پہلے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے بات کی اور کہا: اے خزرج کی جماعت! بیشک تم جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) ہم میں سے ہیں، ہم نے اپنی قوم سے ان کی حفاظت کی ہوئی ہے، یہاں محمد (ﷺ) اپنے قوم میں عزت کے ساتھ اور اپنے شہر میں قوت کے ساتھ ہیں۔ عرب لوگ انصاریوں کے اس قبیلے کو خزرج کہتے تھے، ہم نے کہا: ہم نے تمہاری بات سن لی ہے، اے اللہ کے رسول! اب آپ بات کریں اور اپنی پسند کے مطابق اپنی ذات کے لیے اور اپنے ربّ کے لیے جو معاہدے لینے ہیں، وہ لے لیں، پس رسول اللہ ﷺ نے گفتگو کی، قرآن مجید کا کچھ حصہ تلاوت کیا، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی، ان کو اسلام کی رغبت دلائی اور فرمایا: ''میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم ہر اس چیز سے مجھے تحفظ فراہم کرو گے، جس سے اپنی عورتوں اور بیٹوں کی حفاظت کرتے ہو۔'' سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: جی ہاں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! ہم آپ کو اس چیز سے بچائیں گے، جس سے اپنی خواتین کو بچاتے ہیں، پس ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، ہم لڑائیوں والے اور اسلحہ والے تھے، یہ چیز ہم کو

قَالَ: ((بَلِ الدَّمَ الدَّمَ وَالْهَدَمَ الْهَدَمَ أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّي، أُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ وَأُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ۔)) وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَخْرِجُوْا إِلَيَّ مِنْكُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا يَكُوْنُوْنَ عَلٰى قَوْمِهِمْ۔)) فَأَخْرَجُوْا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا، مِنْهُمْ تِسْعَةٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوْسِ، وَأَمَّا مَعْبَدُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنِيْ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ أَبِيْهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ ضَرَبَ عَلٰى يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ ثُمَّ تَتَابَعَ الْقَوْمُ، فَلَمَّا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَرَخَ الشَّيْطَانُ مِنْ رَأْسِ الْعَقَبَةِ بِأَبْعَدِ صَوْتٍ سَمِعْتُهُ قَطُّ، يَا أَهْلَ الْجُبَاجِبِ! وَالْجُبَاجِبُ الْمَنَازِلُ، هَلْ لَكُمْ فِيْ مُذَمَّمٍ وَالصُّبَاةُ مَعَهُ قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى حَرْبِكُمْ، قَالَ عَلِيٌّ يَعْنِيْ ابْنَ إِسْحَاقَ مَا يَقُوْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا أَزَبُّ الْعَقَبَةِ هٰذَا ابْنُ أَزْيَبَ اسْمَعْ أَيْ عَدُوَّ اللّٰهِ أَمَا وَاللّٰهِ! لَأَفْرُغَنَّ لَكَ۔)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ارْجِعُوْا إِلٰى رِحَالِكُمْ)) قَالَ: فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عُبَادَةَ بْنِ نَضْلَةَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَئِنْ شِئْتَ لَنَمِيْلَنَّ عَلٰى أَهْلِ مِنًى غَدًا بِأَسْيَافِنَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ أُوْمَرْ بِذٰلِكَ)) قَالَ: فَرَجَعْنَا فَنِمْنَا حَتّٰى أَصْبَحْنَا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا غَدَتْ عَلَيْنَا جُلَّةُ قُرَيْشٍ حَتّٰى

نسل درنسل ورثے میں ملی تھی، ابھی تک سیدنا براء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ہم کلام تھے کہ بیچ میں بنوعبد الاشہل کے حلیف سیدنا ابو الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ بول پڑے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک ہمارے اور یہودیوں کے مابین معاہدے ہیں اور آپ کی وجہ سے ہم ان کو توڑ دینے والے ہیں، لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ جب ہم یہ سب کچھ کر دیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ عطا کر دے تو آپ اپنی قوم کی طرف واپس آ جائیں اور ہمیں چھوڑ دیں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''نہیں، بلکہ اب تو جہاں تمہارا خون طلب کیا جائے گا، وہاں میرا خون بھی طلب کیا جائے گا اور جہاں تمہارے خون کو رائیگاں قرار دیا جائے گا، وہاں میرے خون کو بھی رائیگاں قرار دیا جائے گا، اب میں تم میں سے ہوں اور تم مجھ سے ہو، جن سے تم لڑو گے، میں بھی ان سے لڑوں گا اور جن سے تم صلح کرو گے، میں بھی ان سے صلح کروں گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا: ''اپنے بارہ نقیب میری طرف نکالو، جو اپنی اپنی قوم کے ذمہ دار ہوں گے۔'' پس انھوں نے بارہ نقیب منتخب کیے، نو خزرج سے تھے اور تین اوس سے، معبد بن کعب کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: پہلا شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا وہ سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ تھے، پھر باقی لوگ پے در پے بیعت کرنے لگے، جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی تو گھاٹی کی چوٹی سے شیطان بہت بلند آواز میں بولا، میں نے ایسی اونچی آواز کبھی نہیں سنی تھی، اور اس نے کہا: اے ان رہائش گاہوں والو! کیا تمہیں مذمّم کی فکر ہے، بے دین لوگ تمہارے ساتھ لڑنے کے لیے اس کے ساتھ جمع ہو رہے ہیں۔ اس اللہ کے دشمن شیطان نے محمد نہیں کہا، بلکہ مذمّم کہا، یہ آواز سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جَاءُ وْنَا فِيْ مَنَازِلِنَا فَقَالُوْا: يَا مَعْشَرَ الْخَزْرَجِ! اِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ اِلٰى صَاحِبِنَا هٰذَا تَسْتَخْرِجُوْنَهُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا وَتُبَايِعُوْنَهُ عَلٰى حَرْبِنَا، وَاللّٰهِ! اِنَّهُ مَا مِنَ الْعَرَبِ أَحَدٌ أَبْغَضَ اِلَيْنَا اَنْ تَنْشَبَ الْحَرَبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ مِنْكُمْ، قَالَ فَانْبَعَثَ مِنْ هُنَالِكَ مِنْ مُشْرِكِيْ قَوْمِنَا يَحْلِفُوْنَ لَهُمْ بِاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ هٰذَا شَيْءٌ وَمَا عَلِمْنَاهُ، وَقَدْ صَدَقُوْا لَمْ يَعْلَمُوْا مَا كَانَ مِنَّا، قَالَ: فَبَعْضُنَا يَنْظُرُ اِلٰى بَعْضٍ، قَالَ: وَقَامَ الْقَوْمُ فِيْهِمُ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَعَلَيْهِ نَعْلَان جَدِيْدَان قَالَ: فَقُلْتُ: كَلِمَةً كَأَنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُشْرِكَ الْقَوْمَ بِهَا فِيْمَا قَالُوْا، مَاتَسْتَطِيْعُ يَا أَبَا جَابِرٍ وَأَنْتَ سَيِّدٌ مِنْ سَادَاتِنَا أَنْ تَتَّخِذَ نَعْلَيْنِ مِثْلَ نَعْلَيْ هٰذَا، هٰذَا الْفَتٰى مِنْ قُرَيْشٍ؟ فَسَمِعَهَا الْحَارِثُ فَخَلَعَهُمَا ثُمَّ رَمٰى بِهِمَا اِلَيَّ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَتَنْتَعِلَنَّهُمَا، قَالَ: يَقُوْلُ أَبُوْ جَابِرٍ: أَحْفَظْتَ وَاللّٰهِ! الْفَتٰى فَارْدُدْ عَلَيْهِ نَعْلَيْهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا أَرُدُّهُمَا، قَالَ وَاللّٰهِ! صَالِحٌ لَئِنْ صَدَقَ الْفَأْلُ لَاَسْلُبَنَّهُ، فَهٰذَا حَدِيْثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مِنَ الْعَقَبَةِ وَمَا حَضَرَ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۱۵۸۹۱)

''یہ اس گھاٹی کا اَزَبّ شیطان ہے، یہ ابن اَزْیَب ہے، سن اے اللہ کے دشمن! خبردار! اللہ کی قسم ہے، میں تیرے لیے ضرور ضرور فارغ ہونے والا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم اپنی رہائش گاہوں کی طرف لوٹ جاؤ۔'' سیدنا عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم کل اپنی تلواریں لے کر اہلِ منٰی پر حملہ کر دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی تک مجھے اس چیز کا حکم نہیں دیا گیا۔'' پس ہم لوٹ آئے اور اپنے اپنے مقام پر سو گئے، جب صبح ہوئی تو سردارانِ قریش ہمارے پاس ہماری رہائش گاہوں میں پہنچ گئے اور انھوں نے کہا: اے خزرج کی جماعت! ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ تم ہمارے اس صاحب کے پاس گئے ہو اور اب اس کو ہمارے درمیان سے نکالنا چاہتے ہو اور ہمارے ساتھ لڑائی کرنے پر اس کی بیعت کر رہے ہو، اللہ کی قسم! ہر عرب کو یہ بات انتہائی ناپسند ہے کہ ہمارے اور تمہارے مابین لڑائی بھڑک اٹھے، اب بتاؤ کہ کیا معاملہ ایسے ہی ہے؟ ہماری قوم کے مشرک لوگ کھڑے ہوئے اور انھوں نے ان کے لیے اللہ کی قسمیں اٹھائیں کہ اس قسم کی کوئی چیز واقع نہیں ہوئی، بلکہ ہمیں تو ایسے معاملے کا علم ہی نہیں ہے، وہ لوگ سچ بول رہے تھے، کیونکہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ ہم (ستر افراد) رات کو کیا کر کے آئے ہیں، البتہ ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر وہ لوگ اٹھ پڑے، ان میں حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بھی تھے، (یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے) انھوں نے دو نئے جوتے پہنے ہوئے تھے، سیدنا ابو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی ایک بات کہی ہے، گویا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں بھی لوگوں کے منفی جواب میں شریک ہو جاؤں، ہم نے کہا: اے ابو جابر! کیا

آپ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ آپ کے بھی اس قریشی نوجوان کے جوتوں کی طرح جوتے ہوں، جبکہ آپ ہمارے سردار ہیں؟ جب حارث نے یہ بات سنی تو اس نے وہ جوتے اتار دیئے اور ان کو میری طرف پھینک دیا اور کہا: اللہ کی قسم! تو ضرور ضرور ان کو پہنے گا، اس نے کہا: تو نے نوجوان کو ناراض کر دیا ہے، اب یہ جوتے اس کو واپس کر دے، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں یہ واپس نہیں کروں گا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ ٹھیک ہیں، اگر یہ فال سچی ہے تو میں اس سے بطورِ سلب لوں گا۔ یہ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی عقبہ کے بارے میں اور جو کچھ انھوں نے وہاں دیکھا تھا، اس کے بارے میں حدیث ہے۔

**فوائد:** ......نقیب سے مراد قبیلے کا ذمہ دار سردار ہے

(۱۰۶۰۷)۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَعَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ إِلَى السَّبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَ الْعَقَبَةِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَقَالَ: ((لِيَتَكَلَّمْ مُتَكَلِّمُكُمْ وَلَا يُطِيْلُ الْخُطْبَةَ فَإِنَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَيْنًا، وَإِنْ يَعْلَمُوْا بِكُمْ يَفْضَحُوْكُمْ۔)) فَقَالَ قَائِلُهُمْ وَهُوَ أَبُوْ أُمَامَةَ: سَلْ يَا مُحَمَّدُ! لِرَبِّكَ مَا شِئْتَ، ثُمَّ سَلْ لِنَفْسِكَ وَلِأَصْحَابِكَ مَا شِئْتَ، ثُمَّ أَخْبِرْنَا مَا لَنَا مِنَ الثَّوَابِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَيْكُمْ إِذَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ، قَالَ: فَقَالَ: ((أَسْأَلُكُمْ لِرَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَأَسْأَلُكُمْ لِنَفْسِيْ وَلِأَصْحَابِيْ أَنْ تُؤْوُوْنَا

سیدنا عامر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقبہ کے پاس درخت کے نیچے ستر انصاریوں کے پاس تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں جس بندے نے بات کرنی ہے، وہ بات کرے اور خطاب کو لمبا نہ کرے، کیونکہ مشرکوں کا جاسوس تمہاری تاڑ میں ہے اور اگر ان کو تمہاری اس کاروائی کا پتہ چل گیا تو وہ تمہیں رسوا کر دیں گے۔'' پس ان کے بات کرنے والے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے محمد! اپنے ربّ کے لیے جو مطالبہ کرنا ہے کرو، اور پھر اپنے نفس اور اپنے صحابہ کے لیے جو چاہتے ہو، ہم سے سوال کرو، پھر ہمیں بتاؤ کہ اگر ہم یہ ذمہ داریاں نبھا دیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارا اجر وثواب کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے اپنے ربّ کے لیے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ

(۱۰۶۰۷) تخریج: مرسل صحیح، عامر الشعبی لم یدرك النبی ﷺ، قال العجلی: مرسل الشعبی صحیح، لایکاد یرسل الا صحیحا، أخرجه البیهقی فی "الدلائل": ۲/ ٤٥٠ (انظر: ۱۷۰۷۸)

وَتَنْصُرُوْنَا وَتَمْنَعُوْنَا مِمَّا مَنَعْتُمْ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ)) قَالُوْا: فَمَا لَنَا إِذَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((لَكُمُ الْجَنَّةُ)) قَالُوْا: فَلَكَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٧٢٠٦)

ٹھہراؤ اور اپنے اور اپنے صحابہ کے لیے تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تم لوگ ہمیں جگہ فراہم کرو، ہماری مدد کرو اور ان امور سے ہماری بھی حفاظت کرو، جن سے تم اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو۔'' انھوں نے کہا: اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کو جنت ملے گی۔'' انھوں نے کہا: تو پھر جو آپ نے مطالبہ کیا ہے، وہ پورا کیا جائے گا۔

(١٠٦٠٨)۔ عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ نَحْوُ هٰذَا قَالَ: وَكَانَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ أَصْغَرَهُمْ سِنًّا۔ (مسند احمد: ١٧٢٠٧)

(دوسری سند) سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے اور وہ ابو مسعود عمر میں سب سے چھوٹے تھے۔

**فوائد:** …… یثرب میں دین کی تعلیم اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور کئی لوگ مسلمان ہو گئے، ۱۳ نبوت کے موسم حج میں یثرب سے بہت سے مسلمان اور مشرکین حج کے لیے آئے، مسلمانوں نے طے کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو مکہ کے پہاڑوں میں چکر کاٹتے، ٹھوکریں کھاتے اور خوف و ہراس کے عالم میں نہیں چھوڑیں گے، چنانچہ انھوں نے در پردہ رابطہ کیا اور ایام تشریق کے درمیانے روز، رات کے وقت جمرۂ عقبہ کے پاس گھاٹی میں اجتماع منعقد کرنے پر اتفاق کیا، مقررہ دن یہ لوگ اپنی قوم کے ساتھ اپنے ڈیروں میں سو گئے اور جب رات کا پہلا تہائی گزر چکا تو چپکے چپکے ایک دو دو آدمی نکل کر عقبہ کے پاس پہنچ گئے، یہ کل تہتر آدمی تھے، باسٹھ خزرج کے اور گیارہ اوس کے، ان کے ساتھ یہ دو عورتیں بھی تھیں: سیدہ نسیبہ بنت کعب اور سیدہ اسماء بنت عمرو رضی اللہ عنہا۔ پھر اس مجلس میں جو امور طے پائے، ان کا بیان اسی باب میں کیا جا چکا ہے۔

عقبہ کی اس دوسری بیعت کے بعد عام مسلمانوں نے مدینے کے لیے ہجرت شروع کر دی، جبکہ بعض صحابہ اس سے پہلے ہی ہجرت کر چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو بھی مسلمانوں کا دار الہجرت دکھلایا جا چکا تھا، جس کی علامتوں کا مصداق یثرب بن رہا تھا۔

## هِجْرَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ

## نبی کریم اور آپ ﷺ کے صحابہ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا

### إِذْنُهُ ﷺ لِأَصْحَابِهِ بِالْهِجْرَةِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ

### آپ ﷺ کا اپنے صحابہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دینا

(١٠٦٠٩)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سب

---

(١٠٦٠٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٠٦٠٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٩٢٤، ٤٩٤١، ٤٩٩٥، ومسلم: ٤/ ٢٣٠٩ (انظر: ١٨٥١٢)

أَبِی إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ الْقُرْآنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ قَالَ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِی عِشْرِينَ ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَیْءٍ قَطُّ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتّٰى رَأَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُولُونَ هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَاءَ قَالَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰى قَرَأْتُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ فِی سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۰۶)

سے پہلے ہمارے پاس آنے والے صحابہ یہ تھے: سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما، یہ دونوں لوگوں کو قرآن مجید پڑھاتے تھے، پھر سیدنا عمار، سیدنا بلال اور سعد رضی اللہ عنہم اجمعین بھی پہنچ گئے، ان کے بعد بیس افراد سمیت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، بعد ازاں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی اہل مدینہ اتنے خوش ہوئے ہوں، جتنے آپ ﷺ کی آمد سے خوش ہوئے، یہاں تک کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ وہ کہہ رہے تھے: یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں، آپ ﷺ ابھی تک تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے سورۂ اعلی سمیت بعض مفصل سورتوں کی تعلیم حاصل کر لی تھی۔

**فوائد:** ...... ایک قول کے مطابق سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک، اس حصے کو مفصل کہتے ہیں۔

## بَابُ تَآمُرِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ عَلٰى قَتْلِ النَّبِیِّ ﷺ وَأَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِالْهِجْرَةِ

## قریشیوں کا نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کا آپ کو ہجرت کا حکم دے دینا

(۱۰۶۱۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِی قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ﴾ قَالَ: تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَصْبَحَ فَأَثْبِتُوهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيدُونَ النَّبِیَّ ﷺ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلِ اقْتُلُوهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ أَخْرِجُوهُ، فَأَطْلَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ عَلٰى ذٰلِكَ فَبَاتَ عَلِیٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِیِّ ﷺ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ، وَبَاتَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: قریشیوں نے مکہ میں ایک رات کو آپ ﷺ کے بارے میں آپس میں مشورہ کیا، کسی نے کہا: جب صبح ہو تو اس (محمد ﷺ) کو بیڑیوں سے باندھ دو، کسی نے کہا: نہیں، بلکہ اس کو قتل کر دو، کسی نے کہا: بلکہ اس کو نکال دو، اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان باتوں پر مطلع کر دیا، پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بستر پر وہ رات گزاری اور نبی کریم ﷺ وہاں سے نکل کر غارِ ثور میں پناہ گزیں ہو گئے، مشرکوں نے

(۱۰۶۱۰) تخریج: اسنادہ ضعف، عثمان الجزری، قال احمد: روی احادیث مناکیر زعموا انہ ذھب کتابہ، أخرجہ عبد الرزاق: ۹۷۴۳، والطبرانی: ۱۲۱۵۵ (انظر: ۳۲۵۱)

الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرُسُوْنَ عَلِيًّا يَحْسِبُوْنَهُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحُوْا ثَارُوْا اِلَيْهِ فَلَمَّا رَأَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ، فَقَالُوْا: أَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ، فَاقْتَصُّوْا اَثَرَهُ، فَلَمَّا بَلَغُوْا الْجَبَلَ خَلَطَ عَلَيْهِمْ، فَصَعَدُوْا فِي الْجَبَلِ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ فَرَأَوْا عَلَى بَابِهِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ، فَقَالُوْا: لَوْ دَخَلَ هَاهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوْتِ عَلَى بَابِهِ فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ۔ (مسند احمد: ۳۲۵۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری، ان کا خیال تھا کہ وہ نبی ﷺ پر پہرہ دے رہے ہیں، جب صبح ہوئی تو وہ ٹوٹ پڑے، لیکن انھوں نے دیکھا کہ یہ تو علی ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کا مکر ردّ کر دیا، انھوں نے کہا: علی! تیرا ساتھی کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: میں تو نہیں جانتا، پس وہ آپ ﷺ کے قدموں کے نشانات کی تلاش میں چل پڑے، جب اُس پہاڑ تک پہنچے تو معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا، پس یہ پہاڑ پر چڑھے اور غارِ ثور کے پاس سے گزرے، لیکن جب انھوں نے اس کے دروازے پر مکڑی کا جالہ دیکھا تو انھوں نے کہا: اگر وہ (محمد ﷺ) اس غار میں داخل ہوا ہوتا تو مکڑی کا یہ جالہ تو نہ ہوتا، پھر آپ ﷺ اسی غار میں تین دنوں تک ٹھہرے رہے۔

(۱۰٦۱۱)۔ عَنْهُ اَيْضًا قَالَ: لَبِسَ عَلِيٌّ ثَوْبَ النَّبِيِّ ثُمَّ نَامَ مَكَانَهُ، قَالَ: وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَرْمُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعَلِيٌّ نَائِمٌ، قَالَ: وَأَبُوْ بَكْرٍ يَحْسَبُ أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَدِ انْطَلَقَ نَحْوَ بِئْرِ مَيْمُوْنَ فَأَدْرِكْهُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُوْ بَكْرٍ فَدَخَلَ مَعَهُ الْغَارَ، قَالَ: وَجَعَلَ عَلِيٌّ يُرْمٰى بِالْحِجَارَةِ كَمَا كَانَ يُرْمٰى نَبِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ يَتَضَوَّرُ، قَدْ لَفَّ رَأْسَهُ فِي الثَّوْبِ لَا يُخْرِجُهُ حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ كَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالُوْا: اِنَّكَ لَلَئِيْمٌ، كَانَ صَاحِبُكَ نَرْمِيْهِ فَلَا يَتَضَوَّرُ وَأَنْتَ تَتَضَوَّرُ وَقَدِ اسْتَنْكَرْنَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے کپڑے پہنے اور آپ ﷺ کی جگہ پر سو گئے، مشرک لوگ آپ ﷺ کو پتھر مارا کرتے تھے، اُدھر سے جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے، جبکہ ان کا خیال تھا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، اس لیے انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگے سے کہا: نبی ﷺ تو بئر میمون کی طرف نکل گئے ہیں، تم ان کو جا ملو، پس سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اُدھر چل پڑے اور آپ ﷺ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے۔ جیسے نبی کریم ﷺ کو پتھر مارے جاتے تھے، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پتھر مارے جانے لگے، لیکن وہ تکلیف سے تڑپ اٹھتے تھے اور انھوں نے اپنے سر پر کپڑا لپیٹا ہوا تھا، انھوں نے سر کو باہر نہ نکالا یہاں تک کہ صبح ہو گئی، پھر جب انھوں نے سر سے کپڑا اتارا تو مشرکوں نے کہا:

(۱۰٦۱۱) تخریج: وهو حديث طويل واسناده ضعيف بهذه السياقة، ابو بلج، وان وثقه غير واحد، قد قال فيه البخاري: فيه نظر، واعدل الاقوال فيه انه يقبل حديثه فيما لا ينفرد به (انظر: ۳۰٦۱)

ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٣٠٦١)

بیشک تو گھٹیا درجے کا ہے، جب ہم تیرے ساتھی کو مارتے تھے تو وہ نہیں تڑپتے تھے اور تو تڑپ اٹھتا تھا، ہم پہلے سے اس چیز کا انکار کر چکے ہیں (یعنی ہمیں پتہ چل گیا تھا کہ یہ سونے والا آدمی محمد نہیں ہے)۔

(١٠٦١٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، وَأُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيْرًا﴾ (مسند احمد: ١٩٤٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے، پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور یہ آیت آپ پر اتاری گئی: ''اور دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال اچھی طرح نکال اور میرے لیے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرما۔'' (سورۂ بنو اسرائیل: ٨٠)

## بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَاخْتِيَارِهِ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ لِيَكُوْنَ رَفِيْقَهُ فِي الْهِجْرَةِ وَتَجْهِيْزِهِمَا لِذٰلِكَ وَخُرُوْجِهِمَا مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَنْ دَخَلَا غَارَ ثَوْرٍ

### نبی کریم ﷺ کا ہجرت کرنا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بطورِ رفیقِ ہجرت منتخب کرنا، پھر دونوں کی ہجرت کے لیے تیاری کرنا اور مکہ مکرمہ سے نکل پڑنا، یہاں تک کہ غارِ ثور میں داخل ہو جانا

(١٠٦١٣)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَايَ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: أَيْنَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَذَكَرَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب سے میں نے ہوش سنبھالی، اس وقت سے میں نے اپنے والدین کو دینِ اسلام پر پایا، کوئی دن نہیں گزرتا تھا، مگر اس کے صبح و شام کو آپ ﷺ ہمارے پاس آتے تھے، جب اسلام کی وجہ سے مسلمانوں پر مصائب ڈھائے گئے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے نکل پڑے، جب (مکہ سے پانچ دنوں کی مسافت پر واقع) برک الغماد مقام پر پہنچے تو ابن دغنہ ان کو ملے، جو کہ قارہ قبیلے کے سردار تھے، ابن دغنہ نے کہا: ابو بکر! کہاں جا رہے ہو، انھوں نے کہا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے، ......... باقی حدیث ذکر کی، اُدھر رسول اللہ ﷺ

(١٠٦١٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف قابوس، أخرجه الترمذي: ٣١٣٩ (انظر: ١٩٤٨)

(١٠٦١٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٦، ٢٢٩٧، ٣٩٠٥، ٦٠٧٩ (انظر: ٢٥٦٢٧)

الْحَدِيْثَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمُسْلِمِيْنَ: ((قَدْ رَأَيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ رَأَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَا بَتَيْنِ وَهُمَا حَرَّتَانِ۔)) فَخَرَجَ مَنْ كَانَ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ ذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلَى اللّٰهِ أَرْضِ الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُؤْذَنَ لِيْ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَتَرْجُوْ ذٰلِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِصُحْبَتِهِ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ مِنْ وَرَقِ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ: عَائِشَةُ: فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسًا فِيْ بَيْتِنَا فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِيْ بَكْرٍ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيْنَا فِيْهَا، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: فِدَاءٌ لَهُ أَبِيْ وَأُمِّيْ، إِنْ جَاءَ بِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ؟ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ دَخَلَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: ((أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَإِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَالصَّحَابَةَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ

نے مسلمانوں سے فرمایا: ''تمہاری ہجرت گاہ مجھے دکھائی جا چکی ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کھجوروں والی شور والی زمین ہے اور دو حرّوں کے درمیان واقع ہے۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے لوگ نکل پڑے، اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے حبشہ کی سرزمین کی طرف ہجرت کر گئے تھے، وہ مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آئے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی تیاری شروع کر دی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ذرا ٹھیر جاؤ، مجھے امید ہے کہ مجھے بھی اجازت دے دی جائے گی۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا آپ بھی اس چیز کی امید رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' سو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو روک لیا اور چار ماہ تک اپنی دو اونٹنیوں کو ببول کے درخت کے پتوں کا چارہ دیتے رہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک دن ہم ابتدائے زوال کے وقت اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ آ رہے ہیں، آپ ﷺ نے سر ڈھانپا ہوا ہے اور ایسے گھڑی میں تشریف لا رہے کہ پہلے اس وقت میں آپ ﷺ نہیں آیا کرتے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ کسی خاص معاملے کی وجہ سے اس وقت میں تشریف لا رہے ہیں، اتنے میں آپ ﷺ پہنچ گئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، پس آپ ﷺ کو اجازت دے دی گئی اور آپ ﷺ گھر میں داخل ہو گئے اور آپ ﷺ نے داخل ہوتے ہی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اپنے پاس والے افراد کو باہر نکال دو۔'' انھوں نے کہا: حضور! میرے ماں

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِالثَّمَنِ)) قَالَتْ: فَجَهَّزْنَا هُمَا أَحَبَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ جِرَابٍ فَقَطَعَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ مِنْ نِطَاقِهَا فَأَوْكَتِ الْجِرَابَ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ، ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِيْ جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ: ثَوْرٌ، فَمَكَثَا فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ۔
(مسند احمد: ٢٦١٤٤)

باپ آپ پر قربان ہوں، یہ آپ کے اہل ہی ہیں، (ایک آپ کی بیوی عائشہ ہے اور ایک آپ کی سالی اسماء ہے)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں بھی آپ کی صحبت کا ارادہ رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے والدین آپ پر قربان ہوں، ان دو اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی آپ لے لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیمت سے لوں گا۔'' سیدہ کہتی ہیں: ہم نے بہت خوبصورت انداز میں ان دو اونٹنیوں کو تیار کیا، چمڑے کے تھیلے میں زادِ راہ رکھا، پھر سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے اپنی پیٹی سے ایک ٹکڑا کاٹ کر اس تھیلے کو باندھا، اسی وجہ سے ان کو ''ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ'' کہتے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ثور پہاڑ کی ایک غار میں پہنچ گئے اور اس میں تین دنوں تک ٹھہرے رہے۔

**فوائد:** ...... ''ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی پیٹی کو دو حصوں میں پھاڑ دیا، ایک سے زادِ راہ والا تھیلا باندھا اور ایک سے مشکیزے کا منہ باندھا، اس وجہ انکا یہ لقب پڑ گیا۔

صحیح بخاری میں اس حدیث کا بقیہ حصہ یہ ہے:

يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا وَالْخِرِّيتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ۔

...... عبداللہ بن ابی بکر جو نوجوان ہوشیار اور ذکی لڑکے تھے آپ ﷺ حضرات کے پاس رات گزارتے اور علی الصبح اندھیرے منہ ان کے پاس سے جا کر مکہ میں قریش کے ساتھ اس طرح صبح کرتے جیسے انہوں نے یہیں رات گزاری ہے اور قریش کی ہر وہ بات جس میں ان دونوں حضرات کے متعلق کوئی مکر و تدبیر ہوتی یہ اسے یاد کر کے جب اندھیرا ہو جاتا تو ان دونوں حضرات کو آ کر بتا دیتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ ان کے پاس ہی دن کے وقت بکریاں چراتے اور تھوڑی رات گئے وہ ان دونوں کے پاس بکریاں لے جاتے اور یہ دونوں حضرات ان بکریوں کا دودھ پی کر اطمینان سے رات گزارتے حتیٰ کہ عامر بن فہیرہ صبح اندھیرے منہ ان بکریوں کو ہانک لے جاتے اور ان تین راتوں میں ایسا ہی کرتے رہے اور رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر نے (قبیلہ) بنو دیل کے ایک آدمی کو جو بنی عبد بن عدی میں سے تھا مزدور رکھا وہ بڑا واقف کار رہبر تھا اور آل عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور قریش کے دین پر تھا ان دونوں نے اسے امین بنا کر اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالہ کر دیں اور تین راتوں کے بعد صبح کو ان دونوں سواریوں کو غار ثور پر لانے کا وعدہ لے لیا (چنانچہ وہ حسب وعدہ آ گیا) اور ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر بن فہیرہ اور رہبر ان کو ساحل کے راستہ پر ڈال کر لے چلا۔

(۱۰۶۱۴)۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الْغَارِ وَقَالَ مَرَّةً: وَنَحْنُ فِي الْغَارِ، لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟))۔ (مسند احمد: ۱۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا، جبکہ ہم غار میں تھے، کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا تو وہ اپنے پاؤں کے نیچے سے ہم کو دیکھ لے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو بکر! ان دو ہستیوں کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے، جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔''

**فوائد:** ...... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اسی اعزاز کو درج ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے:

﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ ...... ''اگر تم اس کی مدد نہ کرو گے تو بلاشبہ اللہ نے اس کی مدد کی، جب اسے ان لوگوں نے نکال دیا جنھوں نے کفر کیا، جب کہ وہ دو میں دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' (سورۂ توبہ: ۴۰)

(۱۰۶۱۵)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

سیدہ اسماء بنت بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ

---

(۱۰۶۱٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البخاري: ۳۶۵۳، ۳۹۲۲، ٤٦٦۳، ومسلم: ۲۳۸۱ (انظر: ۱۱)

(۱۰۶۱۵) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الطبراني في الكبير: ۲٤/ ۲۳۵، الحاكم: ۳/ ۵ (انظر: ۲۶۹۵۷)

بْـنِ الـزُّبَيْـرِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ جَدَّتِهِ أَسْمَاءَ بِـنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ: لَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَـرَجَ مَـعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ اِحْتَمَلَ أَبُوْ بَكْرٍ مَالَهُ كُـلَّـهُ، مَـعَـهُ خَمْسَةُ آلافِ دِرْهَمٍ أَوْ سِتَّةُ آلافِ دِرْهَـمٍ، قَـالَـتْ: وَانْطَلَقَ بِهَا مَعَهُ، قَـالَـتْ: فَدَخَلَ عَلَيْنَا جَدِيْ أَبُوْ قُحَافَةَ وَقَدْ ذَهَـبَ بَـصَـرُهُ فَـقَـالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَرَاهُ قَدْ فَجَعَكُمْ بِمَالِهِ مَعْ نَفْسِهِ، قَالَتْ: قُلْتُ: كَلَّا يَـا أَبَتِ! إِنَّهُ قَدْ تَرَكَ لَنَا خَيْرًا كَثِيْرًا، قَالَتْ: فَـأَخَـذْتُ أَحْـجَـارًا فَتَرَكْتُهَا فَوَضَعْتُهَا فِيْ كَـوَّةٍ بِبَيْـتٍ كَـانَ أَبِيْ يَضَعُ فِيْهَا مَالَهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ عَلَيْهَا ثَوْبًا ثُمَّ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ: يَـا أَبَتِ! ضَعْ يَدَكَ عَلٰى هٰذَا الْمَالِ، قَالَتْ: فَـوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَقَالَ: لا بَأْسَ إِنْ كَانَ قَدْ تَـرَكَ لَكُمْ هٰذَا فَقَدْ أَحْسَنَ، وَفِيْ هٰذَا لَكُمْ بَلاغٌ، قَـالَـتْ: لا وَالـلّٰـهِ! مَا تَرَكَ لَنَا شَيْئًا وَلٰـكِنِّيْ قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُسْكِنَ الشَّيْخَ بِذٰلِكَ۔

(مسند احمد: ۲۷٤۹۷) ·

اور آپ کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نکل پڑے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اپنے ساتھ اٹھا لیا، وہ پانچ چھ ہزار درہم تھا، وہ اپنا سارا مال اپنے ساتھ لے گئے، اُدھر جب ہمارا دادا ابو قحافہ ہمارے پاس آیا، وہ نابینا ہو چکا تھا، تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ اس آدمی نے تم کو اپنے مال و جان کے ذریعے تم کو تکلیف دی ہے، میں نے کہا: ہر گز نہیں، اے ابو جان! وہ ہمارے لیے بہت مال چھوڑ گئے ہیں، پھر میں نے پتھر پکڑے اور ان کو گھر کے اس روشندان میں رکھا، جہاں میرے باپ اپنا مال رکھتے تھے، پھر میں نے ان پر کپڑا رکھا اور پھر اپنے دادے کا ہاتھ پکڑا اور کہا: ابو جان! اس مال پر اپنا ہاتھ رکھو، پس انھوں نے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا: چلو کوئی حرج نہیں ہے، اگر وہ اتنا مال چھوڑ گئے ہیں تو انھوں نے بہت اچھا کیا ہے، اس سے تمہاری گزر بسر ہوتی رہے گی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نہیں، اللہ کی قسم! سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا، اس کاروائی سے میرا ارادہ یہ تھا کہ اس بزرگ کو اطمینان ہو جائے۔

**فوائد:** ...... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد اس وقت مسلمان نہیں تھے، اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ یہ حکمت عملی اختیار کی۔

تین دن غارِ ثور میں قیام کیا، پھر سوموار کی رات ربیع الاول ۱ ھ کی چاند رات، رہنما عبد اللہ بن اُرَیقط لیثی، وعدے کے مطابق سواریاں لے کر جبل ثور کے دامن میں آیا اور رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوچ فرمایا، راہنما پہلے جنوب کی جانب یمن کے رخ پر دور تک چلا، پھر پچھّم (مغرب) کی طرف مڑا اور ساحل سمندر کا رخ کیا، ساحل کے قریب پہنچ کر شمال کی طرف مڑ گیا اور ایک ایسے راستے پر چلا، جس پر شاذ و نادر ہی کوئی چلتا تھا۔

## بَابُ قِصَّتِهِمَا مَعَ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ وَمَا جَرَى لَهُمَا فِي الطَّرِيْقِ

## نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سراقہ بن مالک کے ساتھ قصہ اور راستے میں پیش آنے والے واقعات

(۱۰۶۱۶)۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: اشْتَرٰى أَبُوْ بَكْرٍ ؓ مِنْ عَازِبٍ سَرْجًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، قَالَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِعَازِبٍ: مُرِ الْبَرَاءَ فَلْيَحْمِلْهُ إِلٰى مَنْزِلِيْ، فَقَالَ: لَا، حَتّٰى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ حِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتَ مَعَهُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: خَرَجْنَا فَأَدْلَجْنَا فَأَحْثَثْنَا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا حَتّٰى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ فَضَرَبْتُ بِبَصَرِيْ هَلْ أَرٰى ظِلًّا نَأْوِيْ إِلَيْهِ فَإِذَا أَنَا بِصَخْرَةٍ فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهَا فَإِذَا بَقِيَّةُ ظِلِّهَا فَسَوَّيْتُهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفَرَشْتُ لَهُ فَرْوَةً وَقُلْتُ: اضْطَجِعْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاضْطَجَعَ ثُمَّ خَرَجْتُ أَنْظُرُ هَلْ أَرٰى أَحَدًا مِنَ الطَّلَبِ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِيْ غَنَمٍ۔ فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَسَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ: هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ: هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْهَا ثُمَّ أَمَرْتُهُ فَنَفَضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ فَنَفَضَ كَفَّيْهِ مِنَ الْغُبَارِ وَمَعِيْ إِدَاوَةٌ، عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَحَلَبَ لِيْ كُثْبَةً مِنَ اللَّبَنِ فَصَبَبْتُ يَعْنِي الْمَاءَ عَلَى الْقَدَحِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَافَيْتُهُ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے باپ سیدنا عازب سے تیرہ درہم کی ایک زین خریدی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے باپ سے کہا: براء کو کہہ دینا کہ میرے گھر چھوڑ آئے، انھوں نے کہا: جی نہیں، جب تک تم مجھے یہ بیان نہیں کرو گے کہ تم نے اس وقت کیا کیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلے تھے اور تم آپ ﷺ کے ساتھ تھے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم (غار سے) نکلے اور رات کے پہلے حصے میں چلتے رہے، ہم اس رات اور دن کو تیزی سے چلتے رہے، یہاں تک کہ دوپہر کا وقت ہو گیا، میں نے دور دور تک دیکھا کہ آیا کوئی سائے والی جگہ ہے، جس میں ستا سکیں، پس اچانک مجھے ایک چٹان نظر آئی، میں اس کی طرف جھکا، اس کا جو سایہ باقی تھا، اس جگہ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے برابر کیا اور اس پر چمڑا بچھایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ لیٹ جائیں، پس آپ ﷺ لیٹ گئے اور میں وہاں سے نکل پڑا تاکہ دیکھ سکوں کہ آیا کوئی تلاش کرنے والا پہنچ تو نہیں گیا، اچانک میری نظر بکریوں کے ایک چرواہے پر پڑی، میں نے اس سے پوچھا: اولڑکے! تو کس کا چرواہا ہے؟ اس نے کہا: فلاں قریشی کا، اس نے اس کا نام لیا اور میں نے اس کو پہچان لیا، پھر میں نے کہا: کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، میں نے کہا: کیا تو مجھے دوہ کر دے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس میں نے اس کو حکم دیا، اس نے بکری کی ٹانگوں کو باندھا، پھر میں نے اس کو حکم دیا کہ تھنوں سے گرد و غبار کو صاف کر دے، پھر میں نے اس کو حکم دیا کہ وہ

(۱۰۶۱۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۶۱۵، ۳۶۵۲، ومسلم: ٤/ ۲۳۱۰ (انظر: ۳)

وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قُلْتُ: أَنَى الرَّحِيْلُ؟ قَالَ: فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُوْنَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ لَهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا فَقَالَ: ((لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا)) حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنَّا فَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ قَدْرُ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا وَبَكَيْتُ، قَالَ: ((لِمَ تَبْكِيْ؟)) قَالَ: قُلْتُ: أَمَا وَاللّٰهِ! مَا عَلٰى نَفْسِيْ أَبْكِيْ وَلٰكِنْ أَبْكِيْ عَلَيْكَ، قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اكْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ)) فَسَاخَتْ قَوَائِمُ فَرَسِهِ إِلٰى بَطْنِهَا فِيْ أَرْضٍ صَلْدٍ وَوَثَبَ عَنْهَا وَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ هٰذَا عَمَلُكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُنْجِيَنِيْ مِمَّا أَنَا فِيْهِ، فَوَاللّٰهِ! لَأُعَمِّيَنَّ عَلٰى مَنْ وَرَائِيْ مِنَ الطَّلَبِ وَهٰذِهِ كِنَانَتِيْ فَخُذْ مِنْهَا سَهْمًا فَإِنَّكَ سَتَمُرُّ بِإِبِلِيْ وَغَنَمِيْ فِيْ مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا فَخُذْ مِنْهَا حَاجَتَكَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهَا، قَالَ: وَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأُطْلِقَ فَرَجَعَ إِلٰى أَصْحَابِهِ وَمَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَتَلَقَّاهُ النَّاسُ فَخَرَجُوْا فِي الطَّرِيْقِ وَعَلَى الْأَجَاجِيْرِ فَاشْتَدَّ الْخَدَمُ وَالصِّبْيَانُ فِي الطَّرِيْقِ

اپنے ہاتھوں سے بھی غبار کو صاف کر دے، میرے پاس ایک برتن تھا، اس پر منہ پر ایک چیتھڑا تھا، پس اس نے میرے لیے تھوڑی مقدار میں دودھ دوہا، پھر میں نے پیالے پر پانی بہایا، یہاں تک کہ اس کے نیچے والا حصہ ٹھنڈا ہو گیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ بیدار ہو چکے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ دودھ نوش فرمائیں، پس آپ ﷺ نے پیا، یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا، پھر میں نے کہا: کوچ کرنے کا وقت ہو چکا ہے، پس ہم وہاں سے چل پڑے، اُدھر لوگوں نے ہم کو تلاش تو کیا، لیکن صرف سراقہ بن مالک بن جعشم ہم تک پہنچ سکا، وہ گھوڑے پر سوار تھا، جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تلاش کرنے والا ہم تک پہنچ چکا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پریشان نہ ہو، بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔'' جب وہ اس قدر ہمارے قریب ہو گیا کہ ایک یا دو یا تین نیزوں کے فاصلے پر تھا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ متلاشی بالکل ہمارے پاس پہنچ چکا ہے، ساتھ ہی میں رونے لگ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیوں روتے ہو؟'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنی ذات کے لیے نہیں، آپ کی ذات کے لیے رو رہا ہوں، پھر آپ ﷺ نے اس پر بد دعا کرتے ہوئے کہا: ''اے اللہ! اپنی چاہت کے مطابق کسی چیز کے ساتھ اس سے کفایت کر۔'' پس اس کے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں پیٹ تک گھس گئیں اور وہ کود کر اس سے پرے ہٹ گیا اور اس نے کہا: اے محمد! میں جانتا ہوں کہ تمہاری کاروائی ہے، اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اس مصیبت سے نجات دلا دے، اللہ کی قسم ہے، میں اپنے پیچھے آنے والے متلاشیوں کو تم لوگوں سے اندھا بنا دوں گا، یہ میرا ترکش ہے، اس میں سے

يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، جَاءَ مُحَمَّدٌ ﷺ، قَالَ: وَتَنَازَعَ الْقَوْمُ أَيُّهُمْ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنْزِلُ اللَّيْلَةَ عَلٰى بَنِي النَّجَّارِ اَخْوَالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لِأُكْرِمَهُمْ بِذٰلِكَ۔)) فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا حَيْثُ أُمِرَ، قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: اَوَّلُ مَنْ كَانَ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ أَخُوْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا ابْنُ اَمِّ مَكْتُوْمٍ الْأَعْمٰى أَخُوْ بَنِيْ فِهْرٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ رَاكِبًا فَقُلْنَا مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: هُوَ عَلٰى أَثَرِيْ ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ قَالَ الْبَرَاءُ: وَلَمْ يَقْدَمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى قَرَأْتُ سُوَرًا مِنَ الْمُفَصَّلِ، قَالَ إِسْرَائِيْلُ: وَكَانَ الْبَرَاءُ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِيْ حَارِثَةَ۔ (مسند احمد: ۳)

ایک تیر آپ لے لیں، کیونکہ آپ عنقریب فلاں جگہ سے گزرنے والے ہیں، وہاں میرے اونٹ اور بکریاں ہیں، (میرے چرواہے کو یہ تیر دکھا کر) وہاں سے اپنی ضرورت کے مطابق جو چاہیں لے لینا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی، پس اس کو آزاد کر دیا گیا، پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ آگے چل دیئے، جبکہ میں (ابوبکر) آپ ﷺ کے ساتھ تھا، یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے، پس لوگ آپ ﷺ کو ملے اور لوگ راستوں پر اور چھتوں پر موجود تھے اور راستے میں خادموں اور بچوں نے ہجوم کیا ہوا تھا اور وہ کہہ رہے تھے: اللہ اکبر، رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، محمد ﷺ پہنچ گئے ہیں، اب لوگوں میں یہ اختلاف پیدا ہو گیا کہ آپ ﷺ کس کے گھر اتریں گے، اُدھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں آج رات عبد المطلب کے ماموؤں بنونجار کے پاس اتروں گا، میں ان کو یہ شرف دینا چاہتا ہوں۔'' جب صبح ہوئی تو جیسے آپ ﷺ کو حکم ہوا، اس کے مطابق چل پڑے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے پاس سب سے پہلے آنے والے مہاجر بنوعبد الدار کے بھائی سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے، ان کے بعد بنوفہر کے بھائی سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ پہنچے، پھر بیس افراد سمیت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آ گئے، ہم نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ کیا کر رہے ہیں، انھوں نے کہا: وہ میرے پیچھے تشریف لا رہے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ آ گئے، جبکہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابھی تک رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے بعض مفصل سورتوں کی تعلیم حاصل کر لی تھی، اسرائیل راوی نے کہا:

سیدنا براء رضی اللہ عنہ ، بنو حارثہ کے انصار میں سے تھے۔

(۱۰۶۱۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلَجِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ يَقُوْلُ جَاءَ نَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ أَبِيْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِمَنْ قَتَلَهُمَا أَوْ أَسَرَهُمَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِيْ بَنِيْ مُدْلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: يَا سُرَاقَةُ! إِنِّيْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ إِنِّيْ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ، فَقُلْتُ: أَنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنْ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا، انْطَلَقَ آنِفًا قَالَ: ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً حَتّٰى قُمْتُ فَدَخَلْتُ بَيْتِيْ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِيْ أَنْ تُخْرِجَ لِيْ فَرَسِيْ وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِيْ فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِرُمْحِي الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَةَ الرُّمْحِ حَتّٰى أَتَيْتُ فَرَسِيْ فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تَقَرَّبُ بِيْ حَتّٰى رَأَيْتُ أَسْوِدَتَهُمَا فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُمْ حَيْثُ يُسْمِعُهُمُ الصَّوْتُ عَثَرَتْ بِيْ فَرَسِيْ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ بِيَدَيَّ إِلَى

سراقہ بن مالک سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: (جب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے نکل گئے تو) کافروں کے قاصد ہمارے پاس آئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ میں ہر ایک کی دیت (سو اونٹ) کے بارے میں بتایا کہ جو ان کو قتل کر کے یا قید کر کے لائے گا، اس کو یہ دیت ملے گی، میں اپنی قوم بنو مدلج کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آ کر ہمارے پاس کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل کے پاس کچھ افراد دیکھے ہیں، میرا خیال ہے کہ وہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھ ہیں، سراقہ نے کہا: میں پہچان تو گیا کہ یہ وہی ہیں، لیکن میں نے ظاہر یہ کیا کہ یہ افراد وہ لوگ نہیں ہیں، تو نے تو فلاں فلاں کو دیکھا ہے، وہ تھوڑی دیر پہلے جا رہے تھے، میں کچھ دیر تک اسی مجلس میں بیٹھا رہا، پھر وہاں سے کھڑا ہوا، اپنے گھر میں داخل ہوا اور اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ میرا گھوڑا نکالے، وہ ٹیلے کے پیچھے تھا، اور میرے آنے تک اس کو روک کر رکھے، اُدھر میں نے اپنے نیزے نکالے اور گھر کے پچھلی طرف سے نکل گیا، میں نے اپنے نیزے سے زمین پر لکیر لگائی اور ان کے اوپر والے حصے زمین کی طرف کر دیئے (تا کہ دور سے دیکھنے والا ان کی چمک کو دیکھ کر معاملے کو تاڑ نہ جائے)، پھر میں گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کو دوڑایا، یہاں تک کہ مجھے وہ وجود نظر آنے لگے، جب میں ان کے اتنے قریب پہنچا کہ میری آواز ان تک پہنچ سکتی تھی تو میرا گھوڑا پھسلا اور میں گر پڑا، میں نے اپنے ہاتھ ترکش میں ڈالے، تیر نکالے اور قسمت آزمائی کی کہ میں ان کو نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں، وہ تیر نکلا کہ جس کو میں ناپسند کرتا تھا، یعنی

(۱۰۶۱۷) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه البخاری: ۳۹۰۶ (انظر: ۱۷۵۹۱)

كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا، فَخَرَجَ الَّذِيْ أَكْرَهُ أَنْ لَا أَضُرَّهُمْ فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ فَرَفَعْتُهَا تَقَرَّبُ بِيْ إِذَا دَنَوْتُ مِنْهُمْ عَثَرَتْ بِيْ فَرَسِيْ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ بِيَدَيَّ إِلَى كِنَانَتِيْ فَأَخْرَجْتُ الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا فَخَرَجَ الَّذِيْ أَكْرَهُ أَنْ لَا أَضُرَّهُمْ، فَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ وَرَكِبْتُ فَرَسِيْ فَرَفَعْتُهَا تَقَرَّبُ بِيْ حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَائَةَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُوْبَكْرٍ يُكْثِرُ الْإِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِيْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتِ الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَزَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذْ لَا أَثَرَ بِهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ، قُلْتُ لِأَبِيْ عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ مَا الْعُثَانُ؟ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: هُوَ الدُّخَانُ مِنْ غَيْرِ نَارٍ، قَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْ حَدِيْثِهِ: فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْإِزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِيْ أَكْرَهُ أَنْ لَا أَضُرَّهُمْ فَنَادَيْتُهُمَا بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ حَتَّى جِئْتُهُمْ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ حِيْنَ لَقِيْتُ مَالَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ وَأَخْبَرْتُهُمْ مِنْ أَخْبَارِ سَفَرِهِمْ وَمَا يُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ

میں ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، لیکن میں گھوڑے پر سوار ہوا اور تیروں کی نافرمانی کی، میں نے پھر گھوڑے کو دوڑایا، جب میں ان کے قریب ہوا تو میرا گھوڑا پھر پھسل پڑا اور میں گر گیا، میں کھڑا ہوا، اپنا ہاتھ ترکش میں ڈالا اور تیر نکال کر قسمت آزمائی کی، پھر وہی تیر نکلا، جس کو میں ناپسند کرتا تھا کہ میں ان کو نقصان نہیں پہنچا سکوں گا، لیکن میں نے پھر تیروں کی نافرمانی کی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کو دوڑایا اور ان کے اتنے قریب ہو گیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی تلاوت کی آواز سننے لگا، آپ ﷺ نے میری طرف کوئی توجہ نہ کی، البتہ ابوبکر بار بار میری طرف دیکھتے تھے، جب میں ان کے قریب ہوا تو میرے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں، یہاں تک کہ اس کے گھٹنوں تک پہنچ گئیں، میں پھر گر پڑا اور گھوڑے کو ڈانٹ ڈپٹ کی، پس وہ کھڑا ہو گیا، لیکن لگتا ایسے تھا وہ اپنی ٹانگیں نہیں نکال سکے گا، جب وہ کھڑا ہو گیا تو اس پر کوئی اثر نہیں تھا، لیکن آگ والے دھویں کی طرح آسمان میں بلند ہونے والا آگ کے بغیر دھواں تھا۔ میں نے ابوعمرو سے پوچھا: ''عُثَان'' سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد پھر کہا: اس سے مراد آگ کے بغیر دھواں ہے، امام زہری نے اپنی حدیث میں کہا: سراقہ نے کہا: پس جب میں نے تیروں کے ساتھ قسمت آزمائی کی تو وہ تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا، یعنی میں ان کو نقصان نہیں پہنچا سکوں گا، پس میں نے ان کو امان کے ساتھ آواز دی، وہ رک گئے، میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان کے پاس پہنچ گیا، جس انداز میں مجھے رکنا پڑا، اس سے میرے نفس میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ عنقریب رسول اللہ ﷺ کا معاملہ غالب آ جائے گا، میں نے آپ ﷺ سے کہا: بیشک آپ کی قوم نے آپ کی دیت مقرر

فَلَمْ يَرْزَءُ وْنِي شَيْئًا وَلَمْ يَسْأَلُوْنِي إِلَّا أَنْ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِيْ كِتَابَ مُوَادَعَةٍ آمَنُ بِهِ، فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ ؓ فَكَتَبَ لِيْ فِيْ رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيْمٍ ثُمَّ مَضٰى۔ (مسند احمد: ١٧٧٣٤)

کر رکھی ہے، پھر میں نے ان کو سفر کے سارے واقعات بیان کیے اور یہ بھی بتلایا کہ لوگ ان کے بارے میں کیا چاہتے ہیں، پھر میں نے ان پر زادِ راہ اور سامان پیش کیا، لیکن انھوں نے میری کسی چیز میں کمی نہیں کی اور مجھ سے کسی قسم کا سوال نہیں کیا، البتہ اتنا کہا کہ تو نے ہمارے معاملے کو مخفی رکھنا ہے، پھر میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ مجھے مصالحت کا پیغام لکھ کر دیں، جس کے ذریعے مجھے امن ملے گا، پس آپ ﷺ نے سیدنا عامر بن فہیرہ ؓ کو حکم دیا کہ وہ میرے لیے چمڑے کے ایک ٹکڑے میں یہ امان لکھ دیں، پھر آپ ﷺ آگے چل پڑے۔

(١٠٦١٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَابَكْرٍ وَأَبُوْبَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ، قَالَ: فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُوْلُ: يَا أَبَابَكْرٍ! مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ؟ فَيَقُوْلُ: هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي إِلَى السَّبِيْلِ فَيَحْسَبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ أَنَّمَا يَهْدِيْهِ إِلَى الطَّرِيْقِ وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيْلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ أَبُوْ بَكْرٍ ؓ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! هٰذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا قَالَ: فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ۔)) فَصَرَعَتْهُ فَرَسُهُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! مُرْنِيْ بِمَا شِئْتَ، قَالَ: ((قِفْ مَكَانَكَ، لَا تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا۔)) قَالَ: فَكَانَ أَوَّلُ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰى

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، سیدنا ابو بکر ؓ آپ کے پیچھے سوار تھے، سیدنا ابو بکر بڑی عمر کے تھے، انکو پہچان لیا جاتا تھا، جبکہ نبی کریم ﷺ نوجوان لگتے تھے اور آپ ﷺ کو نہیں پہچانا جاتا تھا، اس لیے لوگ سیدنا ابو بکر ؓ کو ملتے اور کہتے: یہ آپ کے آگے بیٹھا ہوا آدمی کون ہے؟ وہ کہتے: یہ راستے کی طرف میری رہنمائی کرنے والا آدمی ہے، سائل یہ خیال کرتا کہ وہ ان کا راستہ بتلانے والا ہے، جبکہ سیدنا ابوبکر ؓ کی مراد خیر و بھلائی والا راستہ تھی، جب ابو بکر ؓ پیچھے کو متوجہ ہوئے تو کیا دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار ان کو آملا ہے، پھر انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ ایک گھوڑ سوار ہم تک پہنچ گیا ہے، آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے اللہ! اس کو گرا دے۔'' پس اس کے گھوڑے نے اس کو گرا دیا، پھر وہ گھوڑا کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا، اس گھوڑ سوار نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ جو چاہتے ہیں، مجھے حکم دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہیں کھڑا ہو جا اور کسی کو نہ چھوڑ کہ وہ

(١٠٦١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٩١١ (انظر: ١٣٢٠٥)

نَبِیُّ اللّٰهِ وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ قَالَ: فَنَزَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَاءُوْا نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا وَقَالُوْا ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطْمَئِنَّيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۳۷)

ہمیں پا سکے۔'' یہ شخص دن کے شروع میں تو آپ ﷺ سے لڑنے والا تھا، لیکن دن کے آخر میں آپ ﷺ کا دفاع کرنے والا بن گیا، پس نبی کریم ﷺ حرہ کی ایک جانب اترے اور انصاریوں کو بلا بھیجا، وہ آپ ﷺ کے پاس آئے، ان دونوں ہستیوں کو سلام کیا اور پھر کہا: امن اور اطمینان کے ساتھ سوار ہو جاؤ۔

**فوائد:**......سراقہ بن جعشم کا سارا قصہ متن سے ہی واضح ہو رہا ہے۔

## بَابُ حَدِيْثِ سَعْدِ الدَّلِيْلِ فِيْ طَرِيْقِ الْهِجْرَةِ وَإِسْلَامِ اللِّصَّيْنِ مِنْ أَسْلَمَ وَنُزُوْلِهِ ﷺ بِقُبَاءَ عَلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ

## ہجرت کے راستے میں سعد رہنما کی بات کا بیان، بنو اسلم کے دو چوروں کا مسلمان ہونا اور نبی کریم ﷺ کا قباء میں بنو عمرو بن عوف کے پاس اترنا

(۱۰۶۱۹)۔ عَنْ فَائِدٍ مَوْلٰى عَبَادِلَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ فَأَرْسَلَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى ابْنِ سَعْدٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْعَرَجِ أَتَانَا ابْنُ سَعْدٍ وَسَعْدٌ الَّذِيْ دَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى طَرِيْقِ رَكُوْبَةَ فَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: أَخْبِرْنِيْ مَا حَدَّثَكَ أَبُوْكَ؟ قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَاهُمْ وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ لِأَبِيْ بَكْرٍ عِنْدَنَا بِنْتٌ مُسْتَرْضَعَةٌ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ الْإِخْتِصَارَ فِي الطَّرِيْقِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: هٰذَا الْغَائِرُ مِنْ رَكُوْبَةَ وَبِهِ لِصَّانِ مِنْ

فائد کہتے ہیں: میں ابراہیم بن عبد الرحمن کے ساتھ نکلا، انھوں نے ابن سعد کی طرف پیغام بھیجا، جب ہم عرج مقام پر پہنچے تو ہمارے پاس ابن سعد آیا، یہ اس سعد کا بیٹا تھا کہ جس نے رکوبہ ٹیلے کے راستے سے رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی کی تھی، ابراہیم نے کہا: اے سعد کے بیٹے! ہمیں وہ چیز بتلا جو تجھے تیرے باپ نے بیان کی تھی، ابن سعد نے کہا: میرے باپ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی ہمارے ہاں دودھ پی رہی تھی، رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف مختصر راستے کے خواہاں تھے، اس لیے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: یہ رکوبہ ٹیلے سے ہوتا ہوا غائر پہاڑ کا راستہ ہے، لیکن اس راستے پر

(۱۰۶۱۹) تخریج: اسناده ضعیف، عبد الله بن مصعب، ضعفه ابن معین، وقال ابو حاتم: هو شیخ بابة عبد الرحمن بن ابی الزناد، أی: انه یکتب حدیث للمتابعة ولا یحتج به، وابن سعد لم نقع له علی ترجمة (انظر: ۱٦٦٩۱)

اَسْلَمَ يُقَالُ لَهُمَا: الْمُهَانَانِ فَإِنْ شِئْتَ أَخَذْنَا عَلَيْهِمَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذْبِنَا عَلَيْهِمَا)) قَالَ سَعْدٌ: فَخَرَجْنَا حَتّٰى أَشْرَفْنَا إِذَا أَحَدُهُمَا يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ: هٰذَا الْيَمَانِيُّ فَدَعَاهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَضَ عَلَيْهِمَا الْإِسْلَامَ فَأَسْلَمَا ثُمَّ سَأَلَهُمَا عَنْ أَسْمَائِهِمَا فَقَالَا: نَحْنُ الْمُهَانَانِ، فَقَالَ: ((بَلْ أَنْتُمَا الْمُكْرَمَانِ)) وَأَمَرَهُمَا أَنْ يَقْدَمَا عَلَيْهِ الْمَدِيْنَةَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا ظَاهِرَ قُبَاءَ فَتَلَقَّاهُ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيْنَ أَبُوْ أُسَامَةَ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ؟)) فَقَالَ سَعْدُ بْنُ خَيْثَمَةَ: أَنَّهُ أَصَابَ قَبْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا أُخْبِرُهُ ذٰلِكَ؟ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى إِذَ اطَّلَعَ عَلَى النَّخْلِ فَإِذَا الشَّرْبُ مَمْلُوْءٌ، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ هٰذَا الْمَنْزِلُ رَأَيْتُنِيْ أَنْزِلُ عَلٰى حِيَاضٍ كَحِيَاضِ بَنِيْ مُدْلِجٍ)). (مسند احمد: ١٦٨١١)

بنواسلم قبیلے کے دو چور ہیں، لوگ ان کو "مُهَانَان" کہتے ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں تو یہی راستہ اختیار کر لیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم کو اسی راستے پر لے کر چلیں۔'' پس ہم روانہ ہو گئے اور جب آگے بڑھے تو وہ دو چور آ گئے، ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا: یہ یمانی ہے، پھر آپ ﷺ نے دونوں کو بلایا اور ان پر اسلام پیش کیا، پس وہ مسلمان ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے ان سے ان کے نام دریافت کیے، انھوں نے کہا: ہم "مُهَانَان" ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ تم مُکْرَمَان ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تم مدینہ آ جانا، ہم وہاں سے آگے کو چل پڑے، یہاں تک کہ قبا کی پچھلی سائیڈ تک پہنچ گئے، بنوعمرو بن عوف آپ ﷺ کو آ کر ملے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''ابو اسامہ اسعد بن زرارہ کہاں ہے؟'' سعد بن خیثمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قبلی طرف سے آ رہا تھا، کیا میں اس کو اس چیز کی خبر دے دوں؟ پھر آپ ﷺ آگے کو بڑھے، یہاں تک کہ کھجوروں کے پاس پہنچ گئے، وہاں کھجور کے پاس والا حوض بھرا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے ابوبکر! یہ منزل ہے، میں نے اپنے آپ کو دیکھا تھا کہ میں بنومدلج کے حوضوں کی طرح کے حوضوں پر اتر رہا ہوں۔''

مسند محقق میں علامہ سندھی کے حوالہ سے اس کا مفہوم یہ بیان ہوا ہے ''وہ مجھ سے پہلے خیر حاصل کر چکا (یعنی مسلمان ہو چکا ہے) سعد بن خیثمہ نے یہ بات اس سے تعجب کے طور پر کی کہ اسعد بن زرارہ نے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہونے میں دیر کر دی ہے۔

(١٠٦٢٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ فِيْ عُلُوِّ الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ فِيْهِمْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس کے بالائی حصے میں ایک قبیلے کے پاس اترے، اس قبیلے کو بنوعمرو بن عوف کہا جاتا

(١٠٦٢٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٧٤، ٣٩٣٢، ومسلم: ٥٢٤ (انظر: ١٣٢٠٨)

أَرْبَعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً۔ (مسند احمد: ۱۳۲۴۰)

ہے، پھر آپ ﷺ نے وہاں چودہ دن قیام کیا۔

**فوائد:** …… یہ بالائی بستی قبا تھی، یہاں چند انصاریوں کے گھر تھے، یہاں پر آپ ﷺ نے ایک مسجد تعمیر کی، جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہوئی، آپ ﷺ نے یہاں چودہ دن قیام کیا، سیدنا کلثوم بن ہدم کو شرفِ میزبانی حاصل ہوا، پھر آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قُدُوْمِهِ ﷺ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَخُرُوْجِ اَهْلِهَا بِهٖ وَاسْتِقْبَالِهِمْ اِيَّاهُ جَمِيْعًا رِجَالًا وَنِسَاءً وَنُزُوْلِهِ بِدَارِ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ

## نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ آمد، اہل مدینہ کا باہر نکلنا اور خواتین وحضرات کا آپ ﷺ کا استقبال کرنا اور آپ ﷺ کا سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں اترنا

(۱۰۶۲۱)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَبُ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَدِيْفُهُ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُعْرَفُ فِي الطَّرِيْقِ لِاخْتِلَافِهِ اِلَى الشَّامِ وَكَانَ يَمُرُّ بِالْقَوْمِ فَيَقُوْلُوْنَ: مَنْ هٰذَا بَيْنَ يَدَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَيَقُوْلُ: هَادٍ يَهْدِيْنِيْ فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِيْنَةِ بَعَثَ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا مِنَ الْأَنْصَارِ اِلَى أَبِيْ أُمَامَةَ وَأَصْحَابِهِ فَخَرَجُوْا اِلَيْهِمَا فَقَالُوْا: ادْخُلَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَدَخَلَا، قَالَ أَنَسٌ: فَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ أَنْوَرَ وَلَا اَحْسَنَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ الْمَدِيْنَةَ، وَشَهِدْتُ وَفَاتَهُ فَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ أَظْلَمَ وَلَا اَقْبَحَ مِنَ الْيَوْمِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۵۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ ﷺ سوار تھے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے، راستے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا جاتا تھا، کیونکہ وہ شام آتے جاتے وقت اس راستے والے لوگوں کے پاس سے گزرتے رہتے تھے، اس لیے لوگوں نے پوچھا: اے ابو بکر! یہ آپ کے آگے والا آدمی کون ہے؟ وہ کہتے: یہ میری رہنمائی کرنے والا رہبر ہے، جب وہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے انصاری قبیلے کے مسلمان ہونے والے لوگوں کو اور ابو امامہ اور اس کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا، وہ لوگ آ گئے اور انھوں نے کہا: آپ دونوں امن و اطمینان کے ساتھ داخل ہوں، پس وہ داخل ہوئے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کوئی دن نہیں دیکھا، جو زیادہ نور اور حسن والا ہو، اس دن کی بہ نسبت، جس دن رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے، اور چونکہ میں آپ ﷺ کی وفات کے موقع پر بھی مدینہ میں موجود تھا، اس لیے میں نے کوئی دن نہیں دیکھا، جو زیادہ اندھیرے اور قباحت والا ہو، اس دن سے جس دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تھی۔

---

(۱۰۶۲۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۹۱۱ (انظر: ۱۲۲۳٤)

(۱۰۶۲۲)۔ عَنْهُ اَيْضًا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُوْمِهِ بِحِرَابِهِمْ فَرْحًا بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۲٦۷۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے حبشی لوگ جنگی آلات کے ساتھ کھیلے۔

(۱۰۶۲۳)۔ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَحَرُوْا جَزُوْرًا أَوْ بَقَرَةً وَقَالَ مَرَّةً: نَحَرْتُ جَزُوْرًا أَوْ بَقَرَةً۔ (مسند احمد: ۱٤۲٦۲)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔

(۱۰۶۲٤)۔ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اِنِّي لَاَسْعٰى فِي الْغِلْمَانِ يَقُوْلُوْنَ: جَاءَ مُحَمَّدٌ، فَأَسْعٰى فَلَا أَرٰى شَيْئًا، ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ: جَاءَ مُحَمَّدٌ، فَأَسْعٰى فَلَا أَرٰى شَيْئًا، قَالَ: حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبُهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَكُنَّا فِيْ بَعْضِ حِرَارِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ بَعَثَنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لِيُؤْذِنَ بِهِمَا الْاَنْصَارَ فَاسْتَقْبَلَهُمَا زُهَاءَ خَمْسِمِائَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتّٰى اِنْتَهَوْا اِلَيْهِمَا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: اِنْطَلِقَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ، فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبُهُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ فَخَرَجَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى اِنَّ الْعَوَاتِقَ لَفَوْقَ الْبُيُوْتِ يَتَرَاءَيْنَهُ يَقُلْنَ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ أَيُّهُمْ هُوَ؟ قَالَ: رَأَيْنَا مَنْظَرًا مُشْبِهًا بِهِ يَوْمَئِذٍ، قَالَ أَنَسٌ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَوْمَ دَخَلَ عَلَيْنَا وَيَوْمَ قُبِضَ فَلَمْ اَرَ يَوْمَيْنِ مُشْبِهًا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بچوں میں دوڑ کر آتا اور ہم یہ کہہ رہے ہوتے: محمد (ﷺ) آ گئے ہیں، پس میں دوڑ کر آتا، لیکن کوئی شخص نظر نہ آتا، پھر جب بچوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا: محمد (ﷺ) آ گئے ہیں تو میں دوڑ کر آتا، لیکن کوئی چیز نظر نہ آتی، بالآخر رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے، ہم اس وقت مدینہ کے بعض حروں میں تھے، پھر ایک آدمی نے ہمیں بھیجا تاکہ انصاریوں کو آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آمد کا بتایا جائے، پس تقریباً پانچ سو انصاری آئے اور ان دو ہستیوں کے پاس پہنچ گئے اور کہا: تم دونوں امن و اطمینان کے ساتھ آگے بڑھو، پس رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی دونوں مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے، اُدھر سے اہل مدینہ نکل پڑے، یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں گھروں کے چھتوں پر چڑھ گئیں اور کہنے لگیں: ان میں محمد (ﷺ) کون ہیں؟ ان میں محمد (ﷺ) کون ہیں؟ ہم نے اس دن ایسا منظر دیکھا کہ جس کی (مسرت و شادمانی میں) کسی سے مشابہت ہی نہیں دی

(۱۰۶۲۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجہ ابوداود: ٤۹۲۳ (انظر: ۱۲٦٤۹)
(۱۰۶۲۳) تخریج: أخرجہ البخاری: ۳۰۸۹، ومسلم: ص ۱۲۲۳ (انظر: ۱٤۲۱۳)
(۱۰۶۲٤) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم وانظر حدیث رقم (۱۰۶۲۱) (انظر: ۱۳۳۱۸)

بِهِمَا۔ (مسند احمد: ۱۳۳۵۱)

جا سکتی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس دن آپ ﷺ تشریف لائے تھے، میں نے وہ دن بھی دیکھا تھا، اور جس دن آپ ﷺ نے وفات پائی تھی، پس اس دن بھی میں نے ایسا منظر دیکھا کہ جس کی (غم و حزن میں) کسی سے مشابہت ہی نہیں دی جا سکتی۔

**فوائد:**......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت سے متعلقہ طویل حدیث بیان کی ہے، اس میں ہے: وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ مَخْرَجَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ أَوْفَى رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ فَثَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُحَيِّي أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِي مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ۔ ......ادھر مدینہ کے مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی مکہ سے نکل آنے کی خبر سن لی تھی، وہ روزانہ صبح کو مقام حرہ تک (آپ ﷺ کے استقبال کے لئے) آتے اور آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہتے یہاں تک دوپہر کی گرمی کی وجہ سے واپس چلے جاتے، ایک دن وہ طویل انتظار کے بعد واپس چلے گئے اور جب اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو اتفاق سے ایک یہودی اپنی کسی چیز کو دیکھنے کے لئے مدینہ کے کسی ٹیلہ پر چڑھا اور اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو سفید (کپڑوں میں ملبوس) دیکھا کہ سراب ان سے چھپ گیا تو اس یہودی نے بے اختیار بلند آواز سے کہا: اے عربوں کی جماعت! یہ ہے تمہارا نصیب و مقصود، جس کا تم انتظار کرتے تھے۔ یہ سنتے ہی مسلمان اپنے اپنے ہتھیار لے کر امنڈ آئے اور رسول اللہ ﷺ کا مقام حرہ کے پیچھے استقبال کیا، آپ ﷺ نے ان سب کے ساتھ داہنی طرف کا راستہ اختیار کیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ماہ ربیع الاول پیر کے دن بنی عمرو بن عوف میں قیام فرمایا، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے، جن انصاریوں نے رسول

اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا تو وہ آتے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کہتے (اور سمجھتے کہ یہی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں) یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پر دھوپ آ گئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اپنی چادر سے نبی کریم ﷺ پر سایہ کر دیا، اس وقت ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا۔ پھر آنحضرت ﷺ بنی عمرو بن عوف میں دس دن سے کچھ اوپر مقیم رہے اور یہیں اس مسجد کی بنیاد ڈالی گئی، جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی پھر آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چلے، لوگ آپ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے، یہاں تک کہ وہ اونٹنی مدینہ میں (جہاں اب) مسجد نبوی (ہے اس) کے پاس بیٹھ گئی اور وہاں اس وقت کچھ مسلمان نماز پڑھتے تھے اور وہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی، ......۔ (صحیح بخاری: ۳۶۱۶)

(۱۰۶۲۵)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ اِقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ أَيُّهُمْ يَأْوِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَعَهُمْ أَبُو أَيُّوبَ فَآوَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا أُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامٌ أُهْدِيَ لِأَبِي أَيُّوبَ قَالَ: فَدَخَلَ أَبُو أَيُّوبَ يَوْمًا فَإِذَا قَصْعَةٌ فِيهَا بَصَلٌ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: أَرْسَلَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَاطَّلَعَ أَبُو أَيُّوبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَا مَنَعَكَ مِنْ هٰذِهِ الْقَصْعَةِ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِيهَا بَصَلًا۔)) قَالَ: وَلَا يَحِلُّ لَنَا الْبَصَلُ؟ قَالَ: ((بَلٰى فَكُلُوهُ وَلٰكِنْ يَغْشَانِي مَا لَا يَغْشَاكُمْ)) وَقَالَ حَيْوَةُ: ((إِنَّهُ يَغْشَانِي مَا لَا يَغْشَاكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۰۳)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصاریوں نے آپس میں قرعہ اندازی کی کہ کون رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے جگہ دے گا، قرعہ میں سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا نام نکلا، پس انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاں ٹھہرایا، پھر جب رسول اللہ ﷺ کو کھانے کا ہدیہ پیش کیا جاتا تھا تو سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو بھی ہدیہ دیا جاتا تھا، ایک دن جب سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو ایک پیالے میں پیاز ڈالا ہوا تھا، انھوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس پیالے سے کیوں نہیں کھایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس میں پیاز دیکھا ہے۔'' میں نے کہا: کیا یہ ہمارے لیے حلال نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، تم اس کو کھا سکتے ہو، بس میرے پاس (وحی اور فرشتوں کی صورت میں) وہ کچھ آتا ہے، جو تمہارے پاس نہیں آتا۔''

**فوائد:** ......آپ ﷺ کی اونٹنی مدینہ میں جہاں اب مسجد نبوی ہے اس کے پاس بیٹھ گئی، وہاں سے آپ ﷺ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

---

(۱۰۶۲۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی فی "الکبری": ۶۶۲۹، والطبرانی فی "الکبیر": ۴۰۹۱ (انظر: ۲۳۵۰۶)

(۱۰٦۲٦)۔ عَنْ أَفْلَحَ مَوْلٰی أَبِیْ أَیُّوْبَ الْأَنْصَارِیِّ عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ الْأَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ عَلَیْهِ فَنَزَلَ النَّبِیُّ ﷺ أَسْفَلَ وَأَبُوْ أَیُّوْبَ فِی الْعُلُوِّ، فَانْتَبَهَ أَبُوْ أَیُّوْبَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَقَالَ: نَمْشِیْ فَوْقَ رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَحَوَّلَ فَبَاتُوْا فِیْ جَانِبٍ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُکِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَلسُّفْلُ أَرْفَقُ بِیْ۔)) فَقَالَ أَبُوْ أَیُّوْبَ: لَا أَعْلُو سَقِیْفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا فَتَحَوَّلَ أَبُوْ أَیُّوْبَ فِی السُّفْلِ وَالنَّبِیُّ ﷺ فِی الْعُلُوِّ، فَکَانَ یَصْنَعُ طَعَامَ النَّبِیِّ ﷺ فَیَبْعَثُ اِلَیْهِ فَاِذَا رُدَّ اِلَیْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِ النَّبِیِّ ﷺ فَیَتْبَعُ أَثَرَ أَصَابِعِ النَّبِیِّ ﷺ فَیَأْکُلُ مِنْ حَیْثُ أَثَرَ أَصَابِعُهُ، نَصْنَعُ ذَاتَ یَوْمٍ طَعَامًا فِیْهِ ثُوْمٌ فَأَرْسَلَ بِهِ اِلَیْهِ فَسَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَثَرِ أَصَابِعِ النَّبِیِّ ﷺ فَقِیْلَ لَمْ یَأْکُلْ فَصَعِدَ اِلَیْهِ فَقَالَ: أَحَرَامٌ هُوَ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((أَکْرَهُهُ۔)) قَالَ: اِنِّیْ أَکْرَهُ مَا تَکْرَهُ أَوْ مَاکَرِهْتَهُ، وَکَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُؤْتٰی۔ (مسند احمد: ۲۳۹۱٤)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس اترے تو گھر کے زیریں مقام میں آپ ﷺ تھے اور بالائی مقام میں سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ خود، ایک رات کو جب سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے سر کے اوپر چل رہے ہیں، پس انھوں نے اپنی جگہ بدل لی اور کسی ایک جانب رات گزار دی، جب صبح ہوئی اور آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''زیریں منزل میرے لیے زیادہ سہولت آمیز ہے۔'' لیکن سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس چھت پر نہیں چڑھوں گا، جس کے نیچے اللہ کے رسول ہوں، پس سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نچلی منزل میں آ گئے اور نبی کریم ﷺ اوپر والی منزل میں تشریف لے گئے، چونکہ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کرتے تھے، اس لیے جب وہ کھانا بھیجتے اور کھانا بچ کر واپس آ جاتا تو وہ کھانے کے اس مقام کے بارے میں سوال کرتے، جہاں آپ ﷺ کی انگلیاں لگی ہوتیں، پھر وہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے نشان کو تلاش کرتے اور وہاں سے کھاتے، روٹین کے مطابق ایک دن ہم نے کھانا تیار کیا، اس میں لہسن بھی تھا، لیکن آپ ﷺ نے کھائے بغیر وہ کھانا واپس بھیج دیا، سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی انگلیوں کے مقام کے بارے میں سوال کیا، لیکن جب ان کو یہ بتلایا گیا کہ آپ ﷺ نے تو کھایا ہی نہیں ہے، تو وہ آپ ﷺ کی طرف چڑھے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔'' انھوں نے کہا: تو پھر جو چیز آپ ناپسند کرتے ہیں، میں بھی اس کو ناپسند کروں گا، دراصل آپ ﷺ کے

(۱۰٦۲٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۵۳ (انظر: ۲۳۵۱۷)

پاس (وحی اور فرشتے) آتے تھے، (اس لیے آپ ﷺ مکروہ بو والا کھانا نہیں کھاتے تھے، جیسے پیاز، لہسن وغیرہ)۔

**فوائد:** ...... کیا بات ہے کہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جلد ہی آپ ﷺ کے بابرکت وجود کے احترام کے تقاضے سمجھ لیے۔

# اَبْوَابُ اَحْكَامِ الْهِجْرَةِ

# ہجرت کے احکام کے ابواب

## بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِهَا وَأَيِّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ

## ہجرت کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ کون سی ہجرت افضل ہے

(۱۰۶۲۷)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو نِ الدَّوْسِيَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ فِيْ حِصْنٍ حَصِيْنَةٍ وَمَنْعَةٍ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔)) فَأَبٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلَّذِيْ ذَخَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْأَنْصَارِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ، فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتّٰى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِيْ مَنَامِهِ فَرَآهُ فِيْ هَيْئَةٍ حَسَنَةٍ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَهُ فَقَالَ لَهُ: مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: غَفَرَلِيْ بِهِجْرَتِيْ إِلٰى نَبِيِّهِ ﷺ قَالَ: فَمَالِيْ أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَكَ،

سیدنا طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو مضبوط قلعے کی اور عزت و دفاع کی رغبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت میں دوس قبیلے کا ایک قلعہ تھا۔'' پس آپ ﷺ نے اس چیز کی خاطر اس کی اس پیشکش کا انکار کر دیا، جو اللہ تعالیٰ نے انصاریوں کے لیے ذخیرہ کر رکھی تھی، پھر جب نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی تو سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک اور آدمی نے بھی ہجرت کی، انھوں نے مدینہ کی آب و فضا کو ناموافق پایا اور وہ آدمی بیمار ہو گئے، پھر اس نے بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے (نیزے والا) پھلکا پکڑا اور اپنی انگلی کے جوڑ کاٹ دیئے، اس کے ہاتھوں سے خون بہنا شروع ہو گیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا، سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی حالت میں ہے، البتہ اس نے اپنے ہاتھ کو ڈھانپا ہوا ہے، انھوں نے اس سے پوچھا: تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا کیا

(۱۰۶۲۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۱٦ (انظر: ۱٤۹۸۲)

قَالَ: قَالَ لِيْ: لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ قَالَ: فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ۔)) (مسند احمد: ١٥٠٤٥)

ہے؟ اس نے کہا: اس نے اپنے نبی کی طرف میرے ہجرت کی وجہ سے مجھے بخش دیا ہے، انھوں نے کہا: میں تجھے ہاتھ ڈھانپا ہوا کیوں دیکھ رہی ہوں؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا: جو چیز تو نے خود خراب کی ہے، ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے، جب سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ کو بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔''

(١٠٦٢٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ هَجَرَ مَا كَرِهَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١٥٢٨٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ امور کو چھوڑ دیا۔''

**فوائد:** ...... اصطلاح میں دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف منتقل ہونا ''ہجرت'' کہلاتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں صحابۂ کرام نے اپنے اپنے علاقوں کو چھوڑ کر، خاص طور پر مکہ کے مسلمانوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ لیکن یاد رہے کہ مسلمان اپنے اسلام کی حفاظت کے لئے اپنے وطن کو خیر آباد کہتا ہے اور ہجرت کا اصل مقصود برائیوں سے محفوظ رہنا ہے جو انسان ہجرت کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معصیت سے باز نہیں رہتا اس کو اس کی ہجرت کا کوئی فائدہ نہیں اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے اجتناب کرنا اصل ہجرت ہے یا ہجرت کا بنیادی مقصد ہے۔

(١٠٦٢٩)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ، فَقَامَ ذٰلِكَ اَوْآخَرُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ، وَالْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ: هِجْرَةُ الْحَاضِرِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی اٹھا اور اس نے یہ سوال کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''افضل اسلام یہ ہے کہ تیرے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان سالم رہیں۔'' وہی صحابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے پروردگار کی ناپسندیدہ چیزوں کو ترک کر دینا، دراصل ہجرت کی

---

(١٠٦٢٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٥٦، وابن ماجه: ١٤٢١ (انظر: ١٥٢١٠)

(١٠٦٢٩) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الحاكم: ١/ ١١، وابن حبان: ٥١٧٦ (انظر: ٦٤٨٧)

وَالْبَادِيْ، فَهِجْرَةُ الْبَادِيْ أَنْ يُجِيْبَ إِذَا دُعِيَ وَيُطِيْعَ إِذَا أُمِرَ وَالْحَاضِرُ أَعْظَمُهَا بَلِيَّةً وَأَفْضَلُهَا أَجْرًا۔)) (مسند احمد: ٦٤٨٧)

دو قسمیں ہیں: (۱) دیہاتی لوگوں کی ہجرت (۲) شہری لوگوں کی ہجرت۔ دیہاتی کی ہجرت یہ کہ جب اسے امیر کی طرف سے حکم دیا جائے تو وہ اسے تسلیم کرے اور جب اسے بلایا جائے تو بلاوے کا جواب دے، رہا مسئلہ شہری کی ہجرت کا تو اس کی مصیبت وآزمائش زیادہ سخت اور اجر عظیم ہے۔''

**فوائد:** ......شہر میں رہنے کے تقاضے زیادہ ہیں، مثلا جب جہاد کی ضرورت پڑے تو فوراً لبیک کہنا، دشمنوں کا شہروں پر حملہ کرنے کو ترجیح دینا اور ان کو اذیت پہنچانے کی کوشش میں لگے رہنا، مزید بھی کئی وجوہات پائی جاتی ہیں۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَدَمِ انْقِطَاعِ الْهِجْرَةِ مَادَامَ الْعَدُوُّ يُقَاتَلُ

### ہجرت کا اس وقت تک منقطع نہ ہونا، جب تلک دشمن سے لڑائی جاری رہے گی

(۱۰٦۳۰)۔ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ يَرُدُّهُ إِلَى مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ عَنِ ابْنِ السَّعْدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَادَامَ الْعَدُوُّ يُقَاتِلُ)) فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْهِجْرَةَ خَصْلَتَانِ إِحْدَاهُمَا أَنْ تَهْجُرَ السَّيِّئَاتِ وَالْأُخْرٰى أَنْ تُهَاجِرَ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَاتُقُبِّلَتِ التَّوْبَةُ وَلَا تَزَالُ التَّوْبَةُ مَقْبُوْلَةً حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنَ الْمَغْرِبِ، فَإِذَا طَلَعَتْ طُبِعَ عَلٰى كُلِّ قَلْبٍ بِمَا فِيْهِ، وَكَفَى النَّاسُ الْعَمَلَ))۔ (مسند احمد: ١٦٧١)

سیدنا ابن سعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی، جب تک دشمن سے لڑائی جاری رہے گی۔'' سیدنا معاویہ، سیدنا عبد الرحمن بن عوف اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہجرت کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ تو برائیوں کو چھوڑ دے اور دوسری یہ کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر جائے، ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی، جب تک توبہ قبول ہوتی رہے گی اور اس وقت تک توبہ کی قبولیت ہوتی رہے گی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے، جب اُس سمت سے طلوع ہو جائے گا تو ہر دل کے اندر جو کچھ ہوگا، اس سمیت اس پر مہر لگا دی جائے گی اور لوگ عمل سے کافی ہو جائیں گے۔''

**فوائد:** ......''ہر دل کے اندر جو کچھ ہوگا، اس سمیت اس پر مہر لگا دی جائے گی......'' جب سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا تو اس کے بعد والا ایمان اور نیکی مقبول نہیں ہوگی، اس علامت کے ظہور سے پہلے دل کے اندر ایمان یا کفر کی جو صورت ہوگی، اسی کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔

---

(۱۰٦۳۰) تخریج: اسناده حسن (انظر: ١٦٧١)

(۱۰٦۳۱)۔ عَنْ أَبِیْ هِنْدٍ الْبَجَلِیِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرِهِ وَقَدْ غَمَّضَ عَيْنَيْهِ فَتَذَاكَرْنَا الْهِجْرَةَ وَالْقَائِلُ مِنَّا يَقُوْلُ: قَدِ انْقَطَعَتْ، وَالْقَائِلُ مِنَّا يَقُوْلُ: لَمْ تَنْقَطِعْ فَاسْتَنْبَهَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ: مَا كُنْتُمْ فِيْهِ؟ فَأَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ قَلِيْلَ الرَّدِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا۔)) (مسند احمد: ۱۷۰۳۰)

ابوہند بجلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہ اپنی چارپائی پر اونگھ کی وجہ سے آنکھوں کو بند کر کے تشریف فرما تھے، ہم نے وہاں ہجرت کا تذکرہ کیا، کسی نے کہا: ہجرت منقطع ہو چکی ہے اور کسی نے کہا کہ ابھی تک وہ منقطع نہیں ہوئی، اتنے میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جاگ گئے اور کہا: تم لوگ کیا بات کر رہے تھے؟ ہم نے ان کو تفصیل بتائی، وہ نبی کریم ﷺ کی طرف کم احادیث منسوب کرتے تھے، بہرحال اس بار انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گفتگو کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہو گی، جب تک توبہ منقطع نہیں ہو جاتی اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہو گی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا۔''

(۱۰٦۳۲)۔ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّعْدِيِّ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ مَالِكِ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالُوْا لَهُ: احْفَظْ رِحَالَنَا ثُمَّ تَدْخُلُ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَضٰى لَهُمْ حَاجَتَهُمْ ثُمَّ قَالُوْا لَهُ: ادْخُلْ فَدَخَلَ فَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ قَالَ: حَاجَتِيْ تُحَدِّثُنِيْ أَنْقَضَتِ الْهِجْرَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((حَاجَتُكَ خَيْرٌ مِنْ حَوَائِجِهِمْ لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوْتِلَ الْعَدُوُّ)) (مسند احمد: ۲۲٦۸۰)

بنو مالک بن حنبل کا ایک آدمی سیدنا عبد اللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت سمیت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، چونکہ وہ لوگوں میں سب سے چھوٹے تھے، اس لیے لوگوں نے اس سے کہا: تو ہمارے کجاووں اور سامانِ سفر کی حفاظت کر، پھر اندر آ جانا، پس اس نے ان کی ضرورت پوری کی، پھر انھوں نے اس سے کہا: اب تو اندر چلا جا، پس اندر داخل ہوا اور آپ ﷺ نے اس سے کہا: تیری ضرورت کیا ہے؟ اس نے کہا: میری ضرورت یہ ہے کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا ہجرت منقطع ہو چکی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ضرورت باقی لوگوں کی ضرورتوں سے بہتر ہے، جب تک دشمن سے لڑائی جاری رہے گی، اس وقت تک ہجرت منقطع نہیں ہو گی۔''

---

(۱۰٦۳۱) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابوداود: ۲٤۷۹ (انظر: ۱٦۹۰٦)

(۱۰٦۳۲) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی: ۷/ ۱٤٦ (انظر: ۲۲۳۲٤)

**فوائد:** ...... دشمن سے لڑائی جاری رہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ دار الکفر موجود ہے اور ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام میں پہنچے، اگر اس کو طاقت ہو تو۔

(۱۰۶۳۳)۔ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الرَّسُوْلِ الَّذِيْ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: ((لَا تَنْقَطِعُ مَا جُوْهِدَ الْعَدُوُّ۔)) (مسند احمد: ۲۳۴۶۷)

سیدنا حیوہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک دشمن سے جہاد جاری رہے گا، اس وقت تک ہجرت منقطع نہیں ہوگی۔''

(۱۰۶۳۴)۔ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ أَنَّ جُنَادَةَ بْنَ أَبِيْ أُمَيَّةَ أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أُنَاسًا يَقُوْلُوْنَ إِنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْهِجْرَةَ لَا تَنْقَطِعُ مَا كَانَ الْجِهَادُ)) (مسند احمد: ۲۳۵۷۳)

سیدنا جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں ایک بحث ہونے لگی، کسی نے کہا کہ ہجرت منقطع ہو چکی ہے، بہرحال اس بارے میں ان کا اختلاف ہو گیا، میں رسول اللہ ﷺ کی طرف چلا گیا اور آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہجرت منقطع ہو چکی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی، جب تک جہاد جاری رہے گا۔''

(۱۰۶۳۵)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ قَالَ: هَاجَرْنَا عَلٰى عَهْدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ طَلَعَ عَلَى الْمِنْبَرِ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۹۹)

سیدنا معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی، ہم ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، پھر وہ منبر پر چڑھ گئے۔

**فوائد:** ...... جب تک دنیا میں دار الکفر موجود ہے، اس وقت تک ہجرت اور جہاد کا حکم باقی رہے گا۔

## بَابُ قَوْلِهٖ ﷺ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ يَعْنِيْ فَتْحَ مَكَّةَ

## نبی کریم ﷺ کے فرمان ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے'' کا بیان

(۱۰۶۳۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱۰۶۳۳) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۲۳۰۷۸)

(۱۰۶۳۴) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۲۳۱۸۶)

(۱۰۶۳۵) تخريج: اثر صحيح من رواية عقبة بن عامر (انظر: ۲۷۲۵۷)

(۱۰۶۳۶) تخريج: أخرجه مسلم: ص ۱۴۸۸ (انظر: ۳۳۳۵)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَانْفِرُوْا۔)) (مسند احمد: ٣٣٣٥)

نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، لیکن جہاد اور نیت باقی ہیں اور جب تم سے نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو تم نکل پڑو۔''

(١٠٦٣٧)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِابْنِ أَخٍ لَهُ يُبَايِعُهُ عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا، بَلْ يُبَايِعُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَيَكُوْنُ مِنَ التَّابِعِيْنَ بِإِحْسَانٍ۔)) (مسند احمد: ١٥٩٤١)

سیدنا مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنا بھتیجا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، تاکہ آپ ﷺ اس سے ہجرت پر بیعت لیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اب اسلام پر بیعت ہوگی، فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، اب یہ آدمی احسان کے ساتھ پیروی کرنے والوں میں سے ہوگا۔''

(١٠٦٣٨)۔ (عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَدِمْتُ بِأَخِيْ مَعْبَدٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُكَ بِأَخِيْ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيْهَا (وَفِيْ لَفْظٍ: مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا)۔)) فَقُلْتُ: عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ؟ قَالَ: ((عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ، وَالْجِهَادِ)) قَالَ: فَلَقِيْتُ مَعْبَدًا بَعْدُ وَكَانَ هُوَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ۔ (مسند احمد: ١٥٩٤٥)

(دوسری سند) سیدنا مجاشع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی معبد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے بھائی کو لے کر آپ کے پاس آیا ہوں، تاکہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت والے تو ہجرت کا ثواب لے کر آگے نکل گئے ہیں، ایک روایت میں ہے: ہجرت اپنے اہل کے ساتھ سبقت لے جا چکی ہے۔'' میں نے کہا: تو پھر آپ ﷺ کس چیز پر اس کی بیعت لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام، ایمان اور جہاد پر۔'' یحیٰ بن اسحاق راوی کہتا ہے: میں بعد میں سیدنا معبد رضی اللہ عنہ کو ملا، جبکہ وہ سیدنا مجاشع رضی اللہ عنہ کا بڑا بھائی تھا اور اس سے یہی سوال کیا، انھوں نے کہا: مجاشع نے سچ کہا ہے۔

**فوائد:** ...... امام نووی نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مہاجرین کے لیے امتیازی صفت کا سبب بننے والی وہ ہجرت ہے، جو فتح مکہ سے پہلے تھی۔
وہ ہجرت، تعریف اور فضیلت والی ہجرت تھی۔

---

(١٠٦٣٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٠٧، ٤٣٠٨، ومسلم: ١٨٦٣ (انظر: ١٥٨٤٧)

(١٠٦٣٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٠٦٣٩)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ أُمَيَّةُ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَايِعْ أَبِيْ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلْ أُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ فقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ۔)) (مسند احمد: ١٨١٢٢)

سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں فتح مکہ والے دن اپنے باپ امیہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے باپ سے ہجرت کی بیعت لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب میں جہاد پر بیعت لوں گا، ہجرت تو منقطع ہو چکی ہے۔''

(١٠٦٤٠)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ قِيْلَ لَهُ: هَلَكَ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ، قَالَ: فَقُلْتُ: لَا أَصِلُ اِلٰى أَهْلِيْ حَتّٰى آتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَكِبْتُ رَاحِلَتِيْ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! زَعَمُوْا أَنَّهُ هَلَكَ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ، قَالَ: ((كَلَّا أَبَا وَهْبٍ فَارْجِعْ اِلٰى أَبَاطِحِ مَكَّةَ۔)) (مسند احمد: ٢٨١٨٩)

سیدنا صفوان بن امیہ بن خلف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے اس سے کہا: ہجرت نہ کرنے والے ہلاک ہو گئے ہیں، میں (صفوان) نے کہا: جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ جا لوں، اس وقت اپنے اہل والوں کے پاس نہیں جاؤں گا، پس میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہجرت نہ کرنے والے ہلاک ہو گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز ایسا نہیں ہے، اے ابو وہب، پس تو لوٹ جا مکہ کی وادیوں کی طرف۔''

(١٠٦٤١)۔ عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ هَاجَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ فَاِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَأَنْفِرُوْا)) (مسند احمد: ٢٨١٩٢)

سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ کہتے ہیں کہ صرف وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے، جنھوں نے ہجرت کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، لیکن جہاد اور نیت باقی ہیں اور جب تم سے نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو تم نکل پڑو۔''

(١٠٦٤٢)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قُلْتُ:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے

---

(١٠٦٣٩) تخريج: حديث حسن، أخرجه النسائي: ٧/ ١٤٥ (انظر: ١٧٩٥٨)

(١٠٦٤٠) تخريج: اسناده ضعيف (انظر: ٢٧٦٣٧)

(١٠٦٤١) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه النسائي مختصرا: ٧/ ١٤٥ (انظر: ٢٧٦٤٠)

(١٠٦٤٢) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوي عن جبير بن مطعم (انظر: ١٦٧٦٤)

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ لَيْسَ لَنَا أَجْرٌ بِمَكَّةَ، قَالَ: ((لَتَأْتِيَنَّكُمْ أُجُوْرُكُمْ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ جُحْرِ ثَعْلَبٍ۔)) قَالَ: فَأَصْغٰى اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِرَأْسِهِ، فَقَالَ: ((اِنَّ فِيْ أَصْحَابِيْ مُنَافِقِيْنَ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٨٦)

کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں یہ خیال کر رہے ہیں کہ ہمارے لیے مکہ میں اجر نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اجر ضرور ضرور تمہارے پاس پہنچ جائیں گے، اگرچہ تم لومڑی کے بل میں ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک میری طرف جھکایا اور فرمایا: ''میرے ساتھیوں میں منافق بھی ہیں۔''

**فوائد:** ...... مسلمان کو اس کے نیک عمل کا صلہ دیا جائے گا، اگر اس میں دار الکفر سے ہجرت کرنے کی طاقت نہ ہوئی تو وہ اپنے اعمالِ صالحہ کے کامل اجر کا مستحق ہوگا اور جو استطاعت کے باوجود ہجرت نہیں کرے گا، یہ اس کی نافرمانی ہوگی، ممکن ہے کہ وہ اس ایک نافرمانی کی وجہ سے کئی گناہوں میں مبتلا ہو جائے، بہرحال اس کو اس کے نیک اعمال کا اجر و ثواب دیا جائے گا۔

(١٠٦٤٣)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((وَيْحَكَ اِنَّ شَانَهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ تَحْلِبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا۔)) (مسند احمد: ١١١٢١)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ہجرت کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، اس کا معاملہ تو بڑا سخت ہے، اچھا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو ان کی زکوۃ دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس میں سے عطیے بھی دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو گھاٹ والے دن ان کا دودھ دوہ کر لوگوں کو دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر بیشک سمندروں کے اس پار عمل کرتا رہ، اللہ تعالیٰ تیرے عمل سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔''

**فوائد:** ...... اس موقع پر جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ آدمی ہجرت کے حقوق ادا نہیں کر سکے گا، تو اس کو اس معاملے میں نہ پڑنے کی اجازت دے دی، یہ نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی تھی کہ آپ ﷺ لوگوں کی صلاحیت کو مدنظر رکھتے تھے، تمام علمائے کرام اور مبلغین اسلام کو مصلحت و حکمت کا خیال رکھنا چاہیے۔ لیکن عوام الناس سے گزارش ہو گی کہ وہ صرف رخصت والی نصوص کو سامنے رکھ کر سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہ کریں، عزیمت والی نصوص کا بھی خیال رکھیں، پھر اگر واقعی کوئی معذور ہو تو رخصت پر عمل کر لے۔

---

(١٠٦٤٣) تخریج: أخرجه البخاری: ١٤٥٢، ٣٩٢٣، ٦١٦٥، ومسلم: ١٨٦٥ (انظر: ١١١٠٥)

اس مقام پر عطیے سے مراد وہ جانور ہے، جو کسی کو واپسی کی شرط پر کسی ضرورت کے لیے دیا جائے کہ وہ ضرورت پوری ہونے کے بعد لوٹا دے۔

(۱۰٦٤٤)۔ عَنْ اَبِی الْبُخْتَرِیِّ الطَّائِیِّ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَنَّـهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ﴾ قَالَ: قَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى خَتَمَهَا وَقَالَ: ((اَلنَّاسُ حَيِّزٌ، وَأَنَا وَأَصْحَابِیْ حَيِّزٌ)) وَقَالَ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ۔)) فَقَالَ لَهُ: مَرْوَانُ كَذَبْتَ وَعِنْدَهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَهُمَا قَاعِدَانِ مَعَهُ عَلَى السَّرِيْرِ، فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: لَوْ شَاءَ هٰذَانِ لَحَدَّثَاكَ وَلٰكِنْ هٰذَا يَخَافُ أَنْ تَنْزِعَهُ عَنْ عِرَافَةِ قَوْمِهِ، وَهٰذَا يَخْشٰى أَنْ تَنْزِعَهُ عَنِ الصَّدَقَةِ، فَسَكَتَا فَرَفَعَ مَرْوَانُ عَلَيْهِ الدُّرَّةَ لِيَضْرِبَهُ فَلَمَّا رَأَيَا ذٰلِكَ قَالَا: صَدَقَ۔ (مسند احمد: ۲۱۹٦۷)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۂ نصر ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ﴾ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کی مکمل تلاوت کی اور پھر فرمایا: ''لوگ ایک فریق ہیں اور میں اور میرے صحابہ ایک فریق ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، البتہ جہاد اور نیت باقی ہے۔'' مروان نے سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو، جبکہ اس کے پاس سیدنا رافع بن خدیج اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اور وہ اس کے پاس تخت پر بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: اگر یہ دو چاہیں تو یہ بھی تجھے یہ حدیث بیان کر سکتے ہیں، لیکن یہ اپنی قوم کی ریاست چھن جانے سے ڈرتا ہے اور اس کو زکوۃ وصدقات کی وصول کا عہدہ چھن جانے کا ڈر ہے، پس وہ دونوں خاموش رہے، لیکن جب مروان نے سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کو کوڑا مارنے کے لیے اٹھایا اور انھوں نے اس کاروائی کو دیکھا تو کہا: ابو سعید خدری سچ کہہ رہے ہیں۔

**فوائد:** ...... مکہ مکرمہ فتح ہونے کے بعد اس شہر سے ہجرت کرنے کا حکم ختم ہو گیا ہے، اسی طرح جو علاقہ پہلے سے ہی دار الاسلام ہے، اس سے بھی ہجرت کرنے کا حکم نہیں ہے۔ البتہ دار الکفر سے ہجرت کرنے کا حکم باقی ہے۔

---

(۱۰٦٤٤) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ "الناس حیز وانا واصحابی حیز" وھذا اسناد ضعیف لانقطاعہ، ابو البختری الطائی لم یسمع من ابی سعید، أخرجه الحاکم: ۲/ ۲۵۷، والطبرانی فی "الکبیر": ٤٤٤٤، وابن ابی شیبة: ۱٤/ ٤۹۸ (انظر: ۲۱٦۲۹)

## بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَقَاءِ ثَوَابِ الْهِجْرَةِ لِمَنْ هَاجَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَبْلَ الْفَتْحِ وَاِنْ أَقَامَ فِيْ غَيْرِهَا بَعْدُ

## فتح مکہ سے قبل مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے کے اجر وثواب کے باقی رہنے کا بیان، اگرچہ بعد میں وہ کسی اور علاقے میں اقامت اختیار کر لے

(١٠٦٤٥)۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ يَعْنِي ابْنَ الْاَكْوَعِ ؓ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْبَدْوِ فَأَذِنَ لَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٦٢٢)

سیدنا سلمہ بن اکوع ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دیہات میں رہنے کی اجازت طلب کی اور آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

(١٠٦٤٦)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ أَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ سَلَمَةَ ؓ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَهُ بُرَيْدَةُ بْنُ الْحَصِيْبِ فَقَالَ: اِرْتَدَدْتَ عَنْ هِجْرَتِكَ يَاسَلَمَةُ! فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ اِنِّيْ فِيْ اِذْنٍ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِبْدُوْا يَاأَسْلَمُ تَنَسَّمُوْا الرِّيَاحَ وَاسْكُنُوْا الشِّعَابَ۔)) فَقَالُوْا: اِنَّا نَخَافُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ يَضُرَّنَا ذٰلِكَ فِيْ هِجْرَتِنَا، فَقَالَ: ((اَنْتُمْ مُهَاجِرُوْنَ حَيْثُ كُنْتُمْ۔)) (مسند احمد: ١٦٦٦٨)

سیدنا سلمہ بن اکوع ؓ سے مروی ہے کہ وہ مدینہ منورہ آئے اور سیدنا بریدہ بن حصیب کو ملے، انھوں نے کہا: اے سلمہ! کیا تم نے اپنی ہجرت کو چھوڑ دیا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی پناہ! میں تو رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر آیا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اے بنو اسلم! تم دیہات میں رہو، ہواؤں کی بو سونگھ کر لطف اٹھاؤ اور گھاٹیوں میں رہو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ڈرتے ہیں کہ اس سے ہماری ہجرت کا نقصان نہ ہو جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب تم جہاں بھی ہو، مہاجر ہی رہو گے۔“

(١٠٦٤٧)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْهَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَقُوْلُ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: مَنْ بَقِيَ مَعَكَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: بَقِيَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

عمر بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کون کون سے افراد اب تمہارے ساتھ باقی ہیں؟ انھوں نے کہا: سیدنا انس بن مالک اور سیدنا سلمہ بن اکوع ؓ، اس آدمی

---

(١٠٦٤٥) تخريج: أخرجه بنحوه البخارى: ٧٠٨٧، ومسلم: ١٨٦٢ (انظر: ١٦٥٠٨)

(١٠٦٤٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٦٢٦٥، والبخارى فى "التاريخ الكبير": ١/ ٢١ (انظر: ١٦٥٥٣)

(١٠٦٤٧) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البخارى فى "التاريخ الكبير": ٦/ ١٦٦، والطحاوى فى "شرح مشكل الآثار": ١٧٣١ (انظر: ١٤٨٩٢)

وَسَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَمَّا سَلَمَةُ فَقَدْ اِرْتَدَّ عَنْ هِجْرَتِهِ، فَقَالَ جَابِرٌ: لَا تَقُلْ ذٰلِكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِبْدُوْا يَا أَسْلَمُ!)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ نَرْتَدَّ بَعْدَ هِجْرَتِنَا، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ أَنْتُمْ مُهَاجِرُوْنَ حَيْثُ كُنْتُمْ۔)) (مسند احمد: ١٤٩٥٣)

نے کہا: سلمہ تو اپنی ہجرت سے واپس پلٹ گیا ہے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس طرح نہ کہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''اے بنو اسلم! تم دیہات میں رہ سکتے ہو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی ہجرت کو چھوڑ بیٹھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم جہاں بھی ہو، مہاجر ہی رہو گے۔''

**فوائد:** ......یعنی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے ان لوگوں کو ہجرت کا ثواب ملے گا، اگرچہ وہ اس شہر میں سکونت اختیار نہ کریں۔

(١٠٦٤٨)۔ عَنِ الْفَرَزْدَقِ بْنِ حَنَّانَ الْقَاصِّ، قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ لَمْ أَنْسَهُ بَعْدُ، خَرَجْتُ أَنَا وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ حِيْدَةَ فِيْ طَرِيْقِ الشَّامِ فَمَرَرْنَا بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ، فَقَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِكُمَا أَعْرَابِيٌّ جَافٍ جَرِيْءٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيْنَ الْهِجْرَةُ إِلَيْكَ حَيْثُمَا كُنْتَ أَمْ إِلٰى أَرْضٍ مَعْلُوْمَةٍ أَوْ لِقَوْمٍ خَاصَّةً أَمْ إِذَا مِتَّ انْقَطَعَتْ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْهِجْرَةِ؟)) قَالَ: هَا أَنَا ذَا، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ وَآتَيْتَ الزَّكَاةَ فَأَنْتَ مُهَاجِرٌ وَإِنْ مِتَّ بِالْحَضْرَمَةِ۔)) يَعْنِيْ أَرْضًا بِالْيَمَامَةِ۔ (مسند احمد: ٦٨٩٠)

فرزدق بن حنان قاص کہتے ہیں: کیا تم کو ایسی حدیث بیان کروں، جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے، میرے دل نے اس کو یاد کیا ہے اور میں ابھی تک اس کو نہیں بھولا، میں اور عبد اللہ بن حیدہ شام کے راستے پر نکلے اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، ...... ...... باقی حدیث ذکر کی، پھر کہا تمہاری قوم کا ایک سخت اور جری بدو آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہجرت آپ کی طرف ہو گی، آپ جہاں کہیں بھی ہوں، یا کسی خاص زمین کی طرف ہو گی، یا کسی خاص قوم کی طرف ہو گی اور جب آپ وفات پا جائیں گے تو کیا ہجرت منقطع ہو جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا: ''ہجرت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' جی میں ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے تو تو مہاجر ہی ہوگا، اگرچہ تو حضرمہ میں فوت ہو جائے۔'' یہ مقام یمانیہ کے علاقے میں ہے۔

---

(١٠٦٤٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة شيخ العلاء بن رافع، أخرجه الطيالسي: ٢٢٧٧، والبزار: ١٧٥٠، ٣٥٢١ (انظر: ٦٨٩٠)

(۱۰۶۴۹)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبِلَادُ بِلَادُ اللّٰهِ وَالْعِبَادُ عِبَادُ اللّٰهِ فَحَيْثُمَا أَصَبْتَ خَيْرًا فَأَقِمْ۔)) (مسند احمد: ۱۴۲۰)

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام علاقے اللہ تعالیٰ کے علاقے ہیں اور تمام بندے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، لہٰذا جہاں بھی تجھے خیر ملے، تو وہیں اقامت اختیار کر۔“

**فوائد:** ...... جب انسان کی روزی کا کوئی نہ کوئی سلسلہ چل رہا ہو اور وہ اپنے دین اور جان کے معاملے میں امن میں ہو تو ٹھیک، وگرنہ وہ کسی ایسے شہر کی طرف ہجرت کر جائے، جہاں اس کی جان اور دین محفوظ ہو جائے۔

(۱۰۶۵۰)۔ عَنِ الْقَلُوْصِ اَنَّ شِهَابَ بْنَ مُدْلِجٍ نَزَلَ الْبَادِيَةَ فَسَابَّ اِبْنُهُ رَجُلًا فَقَالَ: يَاابْنَ الَّذِيْ تَعَرَّبَ بِهٰذِهِ الْهِجْرَةِ، فَأَتَى شِهَابٌ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَ اَبَا هُرَيْرَةَ فَسَمِعَهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ النَّاسِ رَجُلَان، رَجُلٌ غَزَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَهْبِطَ مَوْضِعًا يَسُوْءُ الْعَدُوَّ، وَرَجُلٌ بِنَاحِيَةِ الْبَادِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَيُؤَدِّيْ حَقَّ مَالِهِ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْيَقِيْنُ۔)) فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَتٰى بَادِيَتَهُ فَاَقَامَ بِهَا۔ (مسند احمد: ۱۰۷۷۶)

قلوص کہتے ہیں: سیدنا شہاب بن مدلج نے ایک دیہات میں اقامت اختیار کی، جب اس کے بیٹے نے ایک آدمی کو برا بھلا کہا تو اس آدمی نے آگے سے کہا: اے اس باپ کے بیٹے، جس نے ہجرتِ مدینہ کو باطل کر کے دیہات میں سکونت اختیار کر لی، یہ سن کر شہاب مدینہ میں آیا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے افضل دو آدمی ہیں، ایک وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا، یہاں تک کہ وہ ایسے مقام پر اترا کہ جس سے دشمن کو تکلیف ہوئی اور دوسرا وہ آدمی جو کسی دیہات کے کونے میں مقیم ہے، پانچ نمازیں ادا کرتا ہے، اپنے مال کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے ربّ کی عبادت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ فوت ہو جاتا ہے۔“ یہ سن کر سیدنا شہاب رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھے اور کہا: اے ابو ہریرہ! کیا تم نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، پس وہ اپنے دیہات کی طرف لوٹ آئے اور وہاں سکونت اختیار کی۔

**فوائد:** ...... یعنی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ثواب کو دیہاتوں کی طرف نکل جانے نے ضائع نہیں کیا۔ حالات کو دیکھ کر حدیثِ مبارکہ کے دوسرے حصے پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا جائے گا، یہ اجازت ہر آدمی کے لیے نہیں ہے۔

---

(۱۰۶۴۹) تخریج: اسناده ضعيف، فيه ثلاثة مجاهيل: جبير بن عمرو القرشي، وابو سعيد الانصاري، وابو يحييٰ مولى آل الزبير، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۵۰ (انظر: ۱۴۲۰)
(۱۰۶۵۰) تخريج: صحيح، أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ٤/ ۲۳۵ (انظر: ۱۰۷٦٦)